! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ
کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now

موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

Zubi Novels Zone

مکمل ناول

تم سے وفا

آمنہ خالد

ZNZ
Zubi Novels Zone

تم سے کس نے کہا تھا۔۔۔۔

کسی سنسان سے راستے پر۔۔۔۔

اک انجان سے چہرے کو۔۔۔۔

ذرا سی اشنائی پر تھام لو۔۔۔۔

کہیں ان دو چار باتوں کو۔۔۔۔

قربت کے ان لمحاتوں کو۔۔۔۔

صرف اپنا حق مان لو۔۔۔۔

تم سے کس نے کہا تھا۔۔۔۔۔

دو چار قدم چلنے سے سفر۔۔۔۔

ایک ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

اب ان بے کار سوچوں پر رونا کیسا۔۔۔۔

جس کو پایا ہی نہیں اسے کھونا کیسا۔۔۔۔۔

تم سے کس نے کہا تھا کسی سنسان سے۔۔۔۔۔

رستے پر ایک انجان سے چہرے۔۔۔۔۔

کو ذرا سی اشنائی پر تھام لو۔۔۔۔۔

سکردو پاکستان ویسے بھی ٹھنڈے علاقوں میں شمار ہوتا ہے لیکن اج صبح سے ہی موسم ضرورت سے زیادہ ٹھنڈا تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔۔۔اس سردی کے موسم کی طرح اسے دل بھی سرد ہوئے محسوس ہوتے تھے۔۔۔ان پر بھی کہیں نہ کہیں برف جم چکی تھی۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے اس نے مڑ کر اپنے کمرے کے دروازے کو فورا لاک کیا۔۔۔اج پھر اس کا ذکر حویلی میں ہوا تھا اج تک خود کو تو کبھی وہ بھی ظالم بھولا

ہی نہیں تھا کبھی اس کا خیال ذہن سے نکلا ہی نہیں تھا لیکن جب کوئی اور اس کا ذکر کرتا تھا تو اس دشمن جان کی بے وفائی پوری شدت سے یاد ائی تھی انکھیں انگن سے اوپر کمرے تک اتے بمشکل ضبط کیے ہوئے تھی لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی صبر کا باندھ ٹوٹتے انسو انکھوں سے لڑیوں کی مانند بہتے چہرے اور دامن کو بھگو رہے تھے وہ ہر بار دل کو اس حد تک مضبوط کرتی کہ اس بار کے بعد وہ اس کی بے وفائی پر نہیں روئے گی لیکن اس کا نام سنتے ہی انکھیں چھلک جاتی تھی دل بے بس ہوتا تھا اپنی وفا یاد اتی تھی اس کی بے وفائی یاد اتی تھی۔۔۔وہ مرے مرے قدموں سے کھڑکی کے قریب ائی جس سے باہر کا منظر بے حد خوبصورت لگ رہا تھا بادل زمین پر اترتے محسوس ہو رہے تھے بوندا باندی نے ہریالی کو مزید نکھار کر خوبصورت بنا دیا تھا مگر یہ خوبصورتی بھی اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی کیونکہ دل مرجھا گیا تھا۔۔وہ بہت جلد واپس انے والا تھا وہ کیسے برداشت کرے گی اس کی بے وفائی جب وہ اس کے سامنے ہو گا کیسے اس کا سامنا کرے گی جس شخص کو سب سے بڑھ کر چاہا تھا جو لگا تھا سب سے الگ ہے لیکن وہ تو حویلی کے باقی مردوں سے بھی زیادہ بدتر نکلا۔۔۔پہلے اسے اپنی محبت میں

گرفتار کیا اور پھر جب دل چاہا منہ موڑ کر رشتہ توڑ کر چلا گیا۔۔۔واپس مڑتے ائینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے اپنا عکس ائینے میں دیکھا انکھیں دھندلا رہی تھی کھڑی ستون ناک رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھی انسو بے دردی سے صاف کرنے کی وجہ سے گالوں پر سرخ نشان پڑ گئے تھے نازک پنکھڑی جیسے ہونٹ کپکپا رہے تھے بڑی بڑی سنہری انکھوں میں شکوے تھے شکایتیں تھیں صبر تھا کرب تھا لیکن ابھی تو بہت کچھ سہنا تھا یہ تو بس شروعات تھی یہ سب سوچ کر ہی اس کی جان پل پل نکل رہی تھی کہ وہ کیسے اس شخص کا سامنا کرے گی جس نے اس کی محبت کو ٹھکرا دیا تھا اس کی وفا کو اس کے منہ پر مارا تھا۔۔۔

کئی بار اس نے سنا تھا کہ عورت اگر خوبصورت ہو تو مرد اس کا دیوانہ بن کر رہتا ہے لیکن اسے تو دنیا خوبصورت کہتی تھی لیکن جسے اس نے چاہا تھا جس کی محبت میں وہ گرفتار تھی کیا اسے کبھی وہ حسین لگی ہی نہیں۔۔۔وہ بچپن سے اس کی منگ تھی ہمیشہ اس کی خاطر اپنی خوبصورتی کو دوسروں کی نظروں سے چھپا کر رکھا لیکن اس ستمگر نے بھی تو وہی کیا جو اس حویلی کے مرد کرتے تھے خاندانی

بیوی گھر میں رکھتے تھے عزت بنا کر ہزار پردوں میں اور عیاشیاں باہر سے پوری کرتے تھے۔۔۔ تھک کر بیڈ پر بیٹھتے بیڈ گراؤن سے ٹیک لگاتے وہ انکھیں موند گئی سوچیں بے فضول تھی تکلیف کا کوئی ازالہ نہیں تھا وہ بے وفا تھا اور یہی حقیقت تھی اور اب اسی سچ کے ساتھ جینا تھا۔۔۔

ائرلینڈ کے علاقے کراک میں چھوٹے سے شاندار گھر کے اندر وہ وجود ٹریڈمل پر فل سپیڈ سے بھاگ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی سپیڈ مزید تیز کر رہا تھا ماتھے پر بکھرے کالے بال کھڑی ستون ناک انابی ہونٹ جو ایک دوسرے میں پیوست تھے بازو کی رگے تنی ہوئی تھی دودھیا رنگ پر ہری وین صاف واضح ہو رہی تھی بے شک وہ حسین ترین مردوں میں شمار ہوتا تھا لیکن شاید اس کی زندگی بالکل بھی حسین نہیں تھی۔۔۔ سانس پھول چکا تھا دل 200 کی سپیڈ پر دھڑک رہا تھا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا لیکن اس کے اندر کی وحشت کو کم نہیں کر سکا کالی گہری انکھیں سرخ انگار ہو رہی تھی۔۔۔۔

پچھلے کچھ مہینوں سے وہ جس اذیت میں مبتلا تھا یہ صرف وہ یا اس کا خدا جانتا تھا۔۔اس قدر تیز سپیڈ میں بھاگتے وہ اپنی زندگی کے خساروں کو یاد کر رہا تھا کیا کچھ نہیں کھویا تھا اس نے۔۔۔پانچ سال کا تھا جب اس کی ماں اس دنیا سے چلی گئی۔۔حویلی کے رواج کے مطابق اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی جہاں اس کی سوتیلی ماں نے اسے سوتیلا بن کر دکھایا۔۔۔اپنی گریجویشن مکمل کرنے کے لیے وہ ائرلینڈ آگیا تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہیں اس نے اپنا بزنس سٹارٹ کیا اب وہ پاکستان اور ائرلینڈ کا مشہور جانا مانا ستائیس سالہ بزنس مین تھا۔۔جس میں اس کا ساتھ اس کے بچپن کے دوست دراب نے دیا تھا۔۔کچھ عرصہ پہلے دراب بھی اسے چھوڑ کر اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے چلا گیا جس کی موت کار ایکسیڈنٹ میں ہوئی تھی۔۔۔لیکن وہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا سوچی سمجھی سازش تھی جس کے قاتلوں تک اب اسی پہنچنا تھا۔۔۔اس کے تیزی سے چلتے قدموں اور دماغ اپنی تین ماہ کی بیٹی کے رونے کی اواز پر تھمے۔۔۔وہ ٹریڈمل سے اترتا تو لیے سے اپنا پسینے سے بھیگا جسم صاف کرتے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولتے بیڈ پر لیٹے اس ننھے موجود کو دیکھنے لگا جو روتے ہوئے بحال ہو رہا تھا فوراً آگے بڑھتے

دارم نے اس نازک پری کو احتیاط سے اپنے بازو میں اٹھایا۔۔ایک اور خسارہ یاد ایا تھا اپنے بچے کی ماں کو کھو دینے کا۔۔۔اسے اپنے بازوں میں جھلاتے پاس پڑا فیڈر اٹھا کر اس کے منہ سے لگایا تو وہ ننھی پری اسے پیتے خاموش ہو گئی اور اپنی بڑی بڑی سنہری انکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جن میں اب بھی نمی چمک رہی تھی دارم کے ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے اہستہ سے جھک کر اس کا ماتھا چومتے اس نے ان نم انکھوں کو صاف کیا۔۔۔تو اسے اپنی کی گئی زیادتی یاد ائی کہ ایک معصوم سی لڑکی کا دل توڑا ہے اس نے۔۔۔جو اس سے محبت کی دعویدار تھی۔۔اس کی محبوبہ کی سنہری انکھیں اس کی بیٹی کی انکھوں سے مشابت رکھتی تھی۔۔وہ نہ کبھی اپنی محبت کی انکھوں میں نمی دیکھ سکتا تھا اور نہ اپنے عشق کو رلانا چاہتا تھا۔۔۔لیکن اب وہ زندگی کے جس مقام پر تھا وہ مشہور و معروف بزنس مین بے بس ہو گیا تھا۔۔۔نہ اگے بڑھنے کی کوئی وجہ تھی اور نہ پیچھے لوٹ جانے کا کوئی راستہ اور درمیان میں کھڑے رہنا اذیت ناک تھا۔۔۔

نائٹ کلب میں بیٹھا ہاتھ میں وائن کا گلاس پکڑے سامنے چھوٹے چھوٹے کپڑوں میں ناچتی لڑکیوں کو دیکھتے وہ مصرور سا مسکرا رہا تھا۔۔۔لڑکیاں کبھی اسے اپنے پاس انے کا اشارہ کرتی ہیں تو کبھی خود اکر اس کے پاس یا اس کی گود میں بیٹھ کے اسے سکون دیتی۔۔۔یہ پارٹی اس کے لیے ہی رکھی گئی تھی جو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اب اپنے ملک لوٹ رہا تھا۔۔۔سنہری انکھیں خمار اور ضبط کی شدت سے سرخ ہو رہی۔۔اپنی گھنی بیرڈ پر ہاتھ پھیر کے وہ خود کو کنڑول کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ لڑکیاں اسے کھلا دعوت نامہ دے رہی تھی۔۔۔جنہیں وہ کھلے دل سے قبول کرنا چاہتا تھا مگر کہیں نہ کہیں تربیت اڑے ارہی تھی۔۔۔لیکن خیر پھر کچھ ہی دیر میں پارٹی کا اختتام کرتے وہ اپنے فلیٹ کی طرف ایا کیونکہ اب اپنے اپ پر بندھ باندھنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

یہ منظر سیال خان حویلی کا ہے۔۔۔سیال انصر خان کی شادی اپنی چچازاد سکینہ سے ہوئی تھی۔۔۔جن کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔سب سے بڑا بیٹا مراد

خانزادہ جن کی پہلی بیوی شزا اپنی دوسری اولاد کو دنیا میں لاتے انتقال کر گئی تھی لیکن افسوس بچہ بھی دنیا میں نہ اسکا۔۔۔دو سال بعد مراد خان نے دوسری شادی کر لی جواب ان کی سابقہ بیوی ریحانہ تھی۔۔پہلی بیوی شزا سے مراد خان کی ایک ہی اولاد زندہ رہی تھی دارم مراد خانزادہ۔۔دوسری بیوی ریحانہ سے بھی ان کا ایک ہی بیٹا وہاب تھا۔۔۔

دوسرا بیٹا رجب جس کی شادی طیبہ سے ہوئی تھی جو کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے تھے۔۔۔اس کے دو بچے زمان اور ملیحہ تھے۔۔۔زمان کی شادی ہو چکی تھی اس کا بھی اگے ایک بیٹا روحان اور بیوی مریم تھی۔۔

سب سے چھوٹا بیٹا رستم جس کی شریک حیات سائمہ تھی۔۔

ان کے تین بچے تھے دو جڑوا رامین اور شہریار اور چھوٹی بیٹی ایت تھی۔۔

سیال انصر خان کی بیٹی کا نکاح ان کی بہن گھر ہوا تھا جن کی حویلی بھی ان کے ساتھ ہی مقیم تھی۔۔۔نصرت کی شادی وہاج سے ہوئی تھی جن کے تین بیٹے تھے ۔۔ظفر شاہ جلال شاہ اور حمزہ شاہ۔۔۔ظفر شاہ کی شادی ہو چکی تھی ملائکہ سے

لیکن شادی کو ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا تھا۔۔۔تو ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔

کمرے میں بیٹھی وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔۔انکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔۔۔اج سے چھ ماہ قبل اس کی نانی ماں انتقال کر گئیں تھی دو ماہ پہلے اس کا بھائی بھی اسے اس ظالم دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔اج اس کی ممانی نے اسے بہت ڈانٹا تھا ماں باپ کا انتقال تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔۔۔تب سے ان دونوں بہن بھائی کو نانا نانی نے پالا تھا جب تک نانی زندہ تھیں تب تک تو ہر کوئی اسے بے پناہ محبت سے پیش اتا تھا لیکن ان چھ ماہ میں اس کی نانی اور اس کا بھائی دونوں ہی اس دنیا سے منہ موڑ گئے اور نانا تو ویسے بھی گاؤں کے سردار تھے ان سے تو کچھ خاص رحم کی توقع وہ کر نہیں سکتی تھی اور ممانی ماموتو سب کی ہی ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔۔پچھلے کچھ دنوں سے گھر میں صرف ایک ہی بات کا وبال پھیلا تھا کہ ولید ماموں نے جو ایکسیڈنٹ کیا ہے اس کے بدلے وہ لوگ یا تو ان کے

گھر کی لڑکی یا پھر کسی کی زندگی لے کر بدلہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔دروازے پر دستک ہوئی جب اس نے اپنے براؤن گھنگرالے لمبے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھتے سر پر دوپٹہ لیا جوں ہی دروازہ کھولا تو اپنے سامنے اپنے نانا کو دیکھا انہیں سلام کیا تو وہ مسکرا کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھے اور بولے عشاء ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا تو سردار سفیر بولے ہم نے اپ کا نکاح طے کر دیا ہے۔۔۔الفاظ تھے یا کوئی بم جو انہوں نے اس کے سر پر پھوڑا تھا۔۔۔ہمت کرتے عشاء بولی لیکن کس سے۔۔۔سیال انصر کے پوتے سے۔۔اور اس لمحے وہ سر جھکا گئی۔۔۔سردار سفیر وہاں سے اٹھتے بولے ہمیں امید ہے عشاء تم ہمیں شرمندہ نہیں کرو گے کہتے وہ کمرے سے نکل گئے۔۔۔ عشاء کی گرے انکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی تو مطلب ولید ماموں کے گناہ کی بھینٹ وہ چڑھی تھی وہ کوئی نکاح نہیں خون بہا کے بدلے دیے جانے والی تھی۔۔۔مطلب سردار سفیر کی حویلی میں اور اس کی حیثیت اب کسی نکارہ شے کی سی تھی اور اج اس بات پر مہر لگ گئی تھی جو اسے اب خون بہا کے بدلے دیا جا رہا تھا حالانکہ ولید ماموں کی خود کی بھی دو بیٹیاں تھی لیکن ان سب کے لیے وہ

فضول تھی اور فضول چیزوں کو کہیں بھی پھینک دیا جائے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا خاموشی سے اپنی قسمت پر انسو بہاتے وہ سر تکیے پہ رکھ گئی شدت سے اپنے ماں باپ نانی ماں اور اپنے بھائی کی یاد ائی تھی لیکن اب یہی زندگی اس کا مقدر تھی۔۔۔

اج سیال خان کی حویلی میں بے حد رونق لگی ہوئی تھی کیونکہ ان کا لاڈلا ہوتا شہریار خانزادہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد لوٹ رہا تھا۔۔۔

گاڑی حویلی کے سامنے رکی گاڑی سے اترتے اس نے ایک نظر اپنی شاندار حویلی پر ڈالی براؤن بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے لمبا قد سنہری بڑی بڑی روشن انکھیں بھرپور چمک رہی تھیں اپنے بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے وہ مسکرایا۔۔۔ قدم قدم چلتا حویلی کے انگن میں ایا میں اپنی دادی جان سے ملتا وہ اگے بڑھتے اپنی ماں سائمہ بیگم کے گلے لگا۔۔۔ پھر باری باری سب سے ملتے وہ ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا اندر ایا۔۔۔

سب کو وہاں موجود پا کر اپنی چھوٹی بہن ایت کی غیر موجودگی پر اس نے رامین سے پوچھا تو وہ بولی اس کے ایگزامز ہیں اسی لیے نہیں ائی کیونکہ ایت ہاسٹل میں رہتی تھی۔۔۔

اچھا چلیں خیر رامین اپ میرے ساتھ چلیے گا کل اسے سرپرائز دیں گے جس پر وہ مسکرا دی اور بولی ٹھیک ہے جیسا تم چاہو۔۔۔ کھانے کے بعد وہ کچھ دیر روحان سے کھیلتا سائمہ بیگم اور زمان سے باتیں کرتے رہا اور پھر اپنے کمرے میں ا گیا۔۔۔

وہاب خان ابھی اپنی کلاس سے باہر نکلا تھا کہ سامنے سے اتی ایت کو دیکھ کر وہیں رک گیا۔۔۔ایت کی نظر جوں ہی وہاب پر پڑی تو وہ ایک لمحے کے لیے ٹھہر گئی لیکن اگلے ہی پل بے رخی سے منہ موڑ گئی۔۔۔اس کے اس رویے پر وہاب کو تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی اسے اگنور کرتا اگے بڑھ گیا وہ کس سے اور کے کیے کی سزا اسے دے رہی تھی۔۔۔وہاب نے اس سے بات کرنے کی کوشش

کی تھی لیکن جب اس نے صاف صاف اس کے کردار پر انگلی اٹھائی تو وہاب نے بھی اس سے رخ موڑ لیا۔۔۔اگر ایت کو اس پر بھروسہ نہیں تھا تو محبت کیسے ہو سکتی تھی۔۔

ایک دوسرے سے بات کرنے کی بجائے وہ دونوں ہی انا میں ایک دوسرے سے روٹھ گئے تھے۔۔۔تکلیف دونوں کو تھی لیکن بات دونوں ہی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

ناشتے کے میز پر سب ہی موجود تھے۔۔۔سیال خان نے اپنے خاندان پر نظر ڈالی اور بولے اج ہمارے بیٹے رجب کی موت کا بدلہ ہم لے لیں گے اج جرگہ ہمارے حق میں فیصلہ دے گا سب نے ساتھ انشاءاللہ لیکن اس کے الفاظ سن کر کسی کا دل اندر تک کانپ گیا تھا۔۔۔اتنے میں شہری بھی اوپر سے اتا نظر ایا اسے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں دیکھ کر سیال خان بولے شہریار ہم چاہتے ہیں اج تم بھی ہمارے ساتھ جرگے میں چلو تاکہ تمہیں بھی پتہ چلے فیصلے کیسے ہوتے ہیں جاؤ جا

کر شلوار قمیض پہن کر اؤ جو ہماری ان بان شان ہے یہ مغربی کپڑے اسی ملک میں چھوڑ کے اتے یہاں تم ہمیں ان کپڑوں میں نظر نہ اوشہر یار نے انہیں دیکھتے برا سامنہ بنایاماتھے پر بل پڑے تھے لیکن پھر بولا داجی میں وہاں جا کر کیا کروں گا جس پر سیال خان بولے بس ہم نے کہہ دیا تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو تو تم چل رہے ہو اور تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہتے وہ ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گئے۔۔۔

شہر یار اوارہ مزاج کا مالک تھا وہ اپنی مرضیاں کرتا اس طرح خود پر سیال خان کا روب ڈالنا بھی اسے کوئی خاص پسند نہیں ہے لیکن پھر اپنے باپ کے کہنے پر اٹھ کھڑا ہوا ان کے ساتھ چلنے کے لیے۔۔۔

وہ کمرے میں ایا تو سامنے بیڈ پر بیٹھے اپنے بیٹے روحان کو روتا دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔اس سے پہلے زمان روحان کو اٹھاتا مریم نے اگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا اور اس کا فیڈر اس کے منہ سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔۔۔دونوں کی نظریں ملی تھی مریم کی انکھوں میں بے بسی شکوے کرب کیا کچھ نہیں تھا۔۔

زمان ان انکھوں کی تحریر پڑھتے نظریں چرا گیا مریم کا دل کچھ مزید زخمی ہوا تھا بیڈ پر لٹاتے روحان کو وہ اس کے پاس بیٹھنے لگی تو زمان نے اس کا ہاتھ تھاما مریم اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ جھٹکتے بولی اپ کے کپڑے نکال دیے ہیں جائے تیار ہو جائیں زمان خاموشی سے اسے وہیں روتا چھوڑ کر کپڑے بدلنے چلا گیا۔۔۔ کچھ دیر بعد کمرے میں واپس ایا تو کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ مریم روحان کو سلا رہی تھی۔۔ قدم خود بخود مریم کی جانب اٹھے تھے مریم اسے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھتا محسوس کر چکی تھی لیکن خاموشی سے ویسے ہی لیٹی رہی۔۔۔ زمان نے اگے ہوتے جھک کر اس کا ماتھا چوما تھا۔۔۔ اس کا لمس محسوس کرتے مریم کی انکھیں شدت سے برسی تھی کہ زمان اٹھ کھڑا ہوا تو مریم نے اس کا ہاتھ پکڑا جیسے کہنا چاہ رہی ہو مت جاؤ زمان۔۔۔ زمان نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے ازاد کرایا تھا اور بنا کچھ کہے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔ مریم کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے ساری دنیا ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔۔۔ اج جو زمان خان کرنے جا رہا تھا اس کے بعد وہ صرف مریم کا نہیں رہنے والا تھا وہ خون بہا میں انے والی لڑکی سے نکاح کرنے والا تھا۔۔۔

بے شک وہ لڑکی صرف خون بہا کے بدلے انے والی تھی لیکن اج کے بعد وہ لڑکی اس کے شوہر کی نسبت سے پکاری جائے گی۔۔۔ یہ سوچ کر ہی مریم کی جان نکل رہی تھی۔۔ مریم اور زمان کی شادی کو دو سال ہو گئے تھے۔۔۔ ان دونوں کی شادی لو میرج تھی۔۔ مریم زمان کی خالہ کی بیٹی تھی جیسے وہ بچپن سے چاہتا تھا اس خاندان میں زمان کی ہم عمر کوئی لڑکی نہ ہونے کی وجہ سے سب نے جلد ہی مریم کو قبول کر لیا تھا۔۔۔ جس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مریم نے پہلے بیٹے کو جنم دیا تھا۔۔۔ مگر جب سیال خانزادہ کا اس دنیا سے جانا اس کی زندگی کا وبال بن گیا تھا دنیا سے تو رجب گیے تھے مگر شوہر مریم کا بھی چھین گیا تھا۔۔۔ بے شک زمان سے کئی دفعہ اس کی کہا سنی ہو جاتی وہ دونوں لڑ جھگڑ بھی لیتے تھے مگر پھر بھی ایک دوسرے کو بے حد چاہتے تھے۔۔۔ لیکن اب زمان کی زندگی میں اس لڑکی کا انا ان سب کی زندگی کو کس موڑ پہ لے اتا ہے مریم اس بات کو لے کر بے حد فکر مند تھی۔۔۔۔

زمان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اس کے برابر میں سیال خان بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا مریم کے ہر وقت کے آنسو التجائیں اس کی انکھوں میں شکوے دیکھتے وہ بے حد پریشان رہنے لگا تھا جیسے جیسے اس کی منزل قریب ارہی تھی زمان کا دل مزید ڈوب رہا تھا۔۔۔کچھ بھی ہو وہ دوسری شادی نہیں کرنا چاہتا تھا فی الحال تو نہیں کیونکہ مریم اس کی پسند تھی اور وہ مریم کو اب بھی بے انتہا چاہتا تھا اور سب سے اچھی خوبی تو اسے مریم کی یہ لگتی تھی جس رنگ میں زمان اسے ڈھالنا چاہتا تھا وہ اسی میں ڈھل جاتی تھی۔۔۔اسے نہیں لگتا تھا کہ دنیا کی کوئی اور عورت کبھی اس کے لیے مریم ہو سکتی ہے۔۔۔۔اس نے سیال خان اور اپنی ماں طیبہ کو بہت بار اس نکاح کے لیے منع کیا تھا لیکن طیبہ بیگم نے تو روتے دھوتے اپنی قسمیں دیتے اسے اس نکاح کے لیے مجبور کر دیا تھا۔۔۔اس سب کے بیچ اگر کوئی پس رہا تھا تو وہ زمان رجب خانزادہ تھا جو نہ تو ماں کی قسم توڑ سکتا تھا اور نہ بیوی کی انکھوں میں ہر وقت چمکتے انسو برداشت کر سکتا تھا جو اس کے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کے ائی تھی۔۔۔

وہ کالی چادر اوڑھے ڈارک مہرون پاؤں کو چھوتی انار کلی فراک پہنے نم نگاہوں سے اپنے خالی ہاتھوں پر نظر مرکوز کیے بیٹھی تھی۔۔۔ کہ کچھ ہی دیر میں کمرے میں نکاح خواہ اور اس کے نانا ائے ساتھ ایک دو مرد اور عورتیں اور بھی تھے۔۔اور پھر اس کا نکاح پڑھا دیا گیا کب نکاح ہوا کس سے نکاح ہوا اسے کچھ نہیں پتہ چلا بس وہ پلٹتے پیجوں پر سائن کرتی جا رہی تھی جیسے اس کی زندگی پلٹ رہی تھی لمحہ بہ لمحہ جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

کہ کچھ دیر بعد اسے گاڑی میں لا کر بٹھا دیا گیا کون اس سے ملا کون نہیں اب اسے ان سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ بس بے جان چیز کی طرح خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی انکھیں رو رو کر پتھر ہو چکی تھی انسو خشک ہو گئے تھے۔۔۔بس مدھم مدھم سانسیں چل رہی تھی ان کے رک جانے کا انتظار تھا اسے۔۔۔۔

گاڑی سے اترتے اس کا سامان کسی ملازم نے لے لیا تھا وہ خاموشی سے ان تمام مردوں کے پیچھے چلتی اہستہ اہستہ لاؤنج میں پہنچی جہاں سب سے پہلی اوازا نہیں سیال خان کی سنی جو کہ اپنے خاندان کو اپنے بیٹے کی موت کا بدلہ لینے پر مبارکباد پیش کر رہے تھے۔۔۔ لیکن ان سب میں ایک وجود ایسا بھی تھا جس کا دل رک کر دھڑکا تھا۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ بھی لاؤنج میں ائی تو اس کی نظر سب سے پہلے اس ستمگر پر پڑی جو اج بے وفائی پر مہر لگا کر ایا تھا۔۔۔ جبکہ زمان کی نظر بھی مریم پر پڑی تو زمان کی انکھیں ایکدم چمکی مریم نے کرب سے انکھیں میچ لی وہ زمان کی انکھوں میں اس قدر چمک دیکھ کر حیران ہوئی تھی جو مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جب کہ مریم نے ہال میں کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو کالی چادر اوڑھے کھڑی تھی کالی چادر کے اندر اس کا سفید چہرہ اور بھی چمک رہا تھا خوبصورت نقوش والی وہ 1817 سال کی لڑکی مریم کو اپنے مقابلے بے حد حسین لگی۔۔۔ انکھوں میں ائی نمی کو خشک کرتی اب وہ زمان

خانزادہ کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھی تھی۔۔۔اس لڑکی کی خوبصورتی کسی بھی مرد کو اپنے سحر میں جکڑ سکتی تھی اور فطرتا مرد حسن پرست ہوتا ہے اور زمان خانزادہ نے بھی محبت پر حسن کو ترجیح دی تھی۔۔۔سیال خان کی اواز نے اسے سوچوں سے باہر نکالا جو طیبہ بیگم کو اس لڑکی کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولے بھئ اج ہمارا پوتا ہم سے ناراض ہے اج کی رات اس لڑکی کو کچھ مت کہنا کل سے یہ تمہاری اج اسے اس کے کمرے میں چھوڑاؤ جس پر سکینہ بیگم نے سر ہلایا اور طیبہ بیگم کو بعض رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔اور پھر رامین سے بولی رامین جاؤ اسے زمان کے کمرے میں چھوڑ آو۔۔۔مریم خاموشی سے اپنے اور زمان کے مشترکہ کمرے کی طرف بڑھی تاکہ وہ روحان کو وہاں سے لے جا سکے جو اندر کمرے میں سو رہا تھا ایک ایک قدم ہزار من کا لگ رہا تھا اخر کمرے کے باہر پہنچتے اگے بڑھ کے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔

زمان جب سے ایا تھا وہ بے حد خوش تھا کمرے میں اتے اس نے ایک ساتھ کمرے کی ساری لائٹ ان کرتے روحان کو بیڈ پر سوتے دیکھا تو اسے اٹھاتے اچھالا جس پر روحان نے پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا لیکن کچھ دیر میں زمان

اسے خاموش کراتے اس کے ساتھ کھیلنے اور باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا دونوں باپ بیٹا بھرپور ہنس رہے تھے جب مریم کمرے میں ائی تو زمان نے نظر اٹھا کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا لیکن وہ مریم کی بے یقینی اور انسوں کا مطلب اب سمجھ نہیں سکا تھا۔۔۔

پہلی دفعہ مریم کو اپنے انتخاب سے نفرت ہوئی تھی زمان سے نفرت ہوئی تھی غصے سے اگے بڑھتے اس نے روحان کو زمان کی گود سے چھینا زمان تو حیرت کا مجسمہ بنے اسے دیکھ رہا تھا مگر پھر سنبھلتے بولا کیا ہو گیا ہے مریم چوٹ لگ جائے گی روحان کو۔۔۔اپ کو روحان کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا بیٹا ہے اور مجھے اپ سے زیادہ اس کی فکر ہے۔۔۔وہ میرا بھی بیٹا ہے مریم میں مانتا ہوں تم مجھ سے ناراض ہو لیکن یہ سب کرنے کی اب کیا ضرورت ہے زمان نے کچھ افسوس سے کہا تھا اسے اب مریم کی ناراضگی سمجھ میں نہیں ارہی تھی۔۔۔ اپ کا بیٹا تب تک تھا جب تک میں اپ کی بیوی تھی اج مجھ سے دستبردار ہوئے ہیں کل میرے بچے سے ہو جائیں گے اور اپ کی دوسری بیوی اچکی ہے کچھ ہی دیر میں وہ کمرے میں انے والی ہے اس لیے مجھے جانے دے یہاں سے۔۔۔

کون سی دوسری بیوی زمان نے اس کا بازو پکڑتے روحان کو واپس پیڈ پر بٹھاتے اب اسے کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔پوچھ تو ایسے رہے ہیں جیسے اپ کی بجائے کوئی اور نکاح پڑھ کر ایا ہو وہی دوسری بیوی جسے نکاح کر کے گھر لائے ہو اور کون سی بیوی اس کے علاوہ بھی کہیں چھپار کھی ہیں بیویاں اپ نے ۔۔۔ویسے بھی بہت خوبصورت ہے اور اپ کے دادا کا حکم ہے اج کی رات اسے کچھ مت کہا جائے ان کے ناراض پوتے کے حوالے کر دی جائے تا کہ وہ اس کے حسن سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے غصے سے کہتے اس نے زمان کو خود سے دور جھٹکا تھا جب کہ اس کی بات کا برا منائیں بغیر زمان کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا۔۔۔کہ بولا سچ میں بہت خوبصورت ہے کیا میری بیوی۔۔۔اس کی بات پر مریم نے انسوؤں سے لبریز انکھوں سے اسے دیکھا تھا کیا کوئی اتنا جلدی بدل سکتا وہ اتنا سنگ دل تو نہیں تھا لیکن پھر سنبھل کر بولی مجھ سے تو کہیں زیادہ خوبصورت ہے اور کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے اپ نے دیکھا ہی نہیں نہ ہو ورنہ اتنا چہک کیوں رہے ہیں نکاح کی خوشی میں نا۔۔۔جانے سے پہلے تک تو مجھ سے محبت کے دعوے دار تھے اپ زمان۔۔۔اخر چند ہی لمحوں میں ایسا کیا ہو گیا کہ اپ اتنا

خوش ہیں ظاہری بات ہے اس لڑکی کے حسن سے متاثر ہیں۔۔۔وہ اگے بڑھتے روحان کو اٹھانے لگی کہ زمان نے اس کی کمر کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا صحیح کہہ رہی ہو تم اگر بیوی حسین ہو تو فائدہ اٹھانا چاہیے اور میرے لیے اس دنیا میں سب سے حسین تم ہو جانم۔۔۔کہتے وہ مریم کے کپکپاتے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔مریم نے شدت سے روتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی مگر زمان نے اسے رہائی نہیں بخشی تھی تو زمان کے سینے پر ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس بھرتے اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ چھوڑیں مجھے زمان اپ کی دوسری بیوی اتی ہو گی جتنا مرضی اس کے حسن کا فائدہ اٹھائے گا لیکن مجھ سے دور رہیں اج کے بعد اپ میری قریب نہیں ائیں گے۔۔۔اچھا تو پھر کس کے قریب جاؤں زمان نے کچھ افسوس کی ایکٹنگ کرتے اس کے انسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیے تھے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ جو مرضی کریں وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ زمان ہنستے ہوئے بولا ٹھیک ہے پھر کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ دو نا میرے لیے تو تمہارے جیسی ہو تا کہ میں اس کے حسن کا بھرپور فائدہ اٹھا سکوں کہتے ساتھ ہی اس نے جھک کر مریم کی گردن کو

چوما تھا۔۔۔ مریم ایک بار پھر اس کی گرفت میں مچھلی تھی اور اس سے دور ہونے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جبکہ زمان خاموشی سے مسکراتے ہوئے کھڑا اس کی مزاحمتیں فضول بنا رہا تھا۔۔۔بس کرو تھک جاؤ گی زمان اسے مسلسل مزاحمت کرتے دیکھ کر کہہ رہا تھا اور پھر بولا ابھی تو جو مجھے اتنی باتیں سنائی ہیں ان کا حساب بھی دینا ہے تمہیں اس لیے فضول میں خود کو تھکاؤں مت۔۔۔ کہ مریم نے تھک کر مزاحمت ترک کرتے اس کا کالر پکڑ کر کھینچتے کہا تھا پہلے اپنے کیے کا حساب دیں پھر مجھ سے حساب مانگیے گا۔۔۔ ٹھیک ہے تم اپنا حساب لے لو لیکن پھر تم مجھے بھی منع نہیں کرو گی۔۔۔زمان نے بھرپور معصومیت سے انکھیں گھماتے اسے مزید غصہ دلایا تھا۔۔کہ مریم بولی ائی ہیٹ یو زمان ائی ہیٹ یو چھوڑو مجھے اب میں اپ سے کیا حساب لوں۔۔۔وہ یوہی روتے ہوئے بولی تھی کہ زمان نے کہا ٹھیک ہے تو پھر میں اپنا حساب کتاب شروع کرتا ہوں۔۔۔ لیکن اس سب سے پہلے تمیں ایک ضروری اطلاع دے دوں کہ میں نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا سکون سے کہتے اس نے مسکراتے ہوئے مریم کے گال کو چوما تھا جو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔اپ جھوٹ بول رہے ہو نا زمان دو منٹ کے وقفے

کے بعد مریم بمشکل بولی۔۔۔پاگل لڑکی یہ کوئی بات ہے مذاق کرنے والی۔۔۔اچھا جی اگر آپ مذاق نہیں کر رہے تو پھر وہ لڑکی کس طرح اس گھر میں ائی مریم نے غصے سے زمان کو گھورتے پوچھا تھا؟؟

دوسری طرف سیال خان بولے اس لڑکی کا نکاح زمان سے نہیں شہر یار سے ہوا ہے اسے شہریار کے کمرے میں چھوڑ آؤ یہ ایک بوم تھا جو انہوں نے سب کے سروں پر پھوڑا تھا سائمہ بیگم نے تو اپنا دل تھاما تھا جن کے بیٹے کا ان کی بغیر اجازت نکاح کر دیا گیا تھا۔۔کہ سکینہ بیگم بولی کیوں سائیں اس کا نکاح تو اپ زمان سے کرانے والے تھے کہ سیال خان بولے ہاں اس کا نکاح میں زمان سے ہی کرانے والا تھا لیکن سفیر شاہ نے عین وقت پر انکار کر دیا کہ وہ اپنے گھر کی بچی کا نکاح کسی ایسے شخص سے نہیں کرے گا جو پہلے سے شادی شدہ ہو ورنہ ہم ولید شاہ کو مار کر بدلہ لے سکتے ہیں۔۔۔تو اس لیے عین وقت پر اس کا نکاح شہر یار سے کرایا مطلب اسے اپنے بیٹے سے زیادہ یہ اپنی پوتی عزیز تھی تو بس پھر اس کی عزیز

ترین چیز ہم چھین لائے کہتے مسکراتے ہوئے سیال خان مردان خانے کی طرف بڑھے۔۔۔جب کہ سائمہ بیگم تو رستم صاحب کے پاس گئی اور بولی یہ اپ نے کیا کیا اپ جانتے ہیں نہ شہریار کو میں اپنے بیٹے کو یہ گناہ نہیں کرنے دے سکتی۔۔۔

جب کہ رستم خان بولے میں کیا کر سکتا ہوں سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا اور ویسے بھی شہریار نے خود نکاح کے لیے رضامندی دے دی تھی۔۔۔اب سائمہ بیگم نے رامین کو اشارہ کیا کہ وہ عشاء کو اوپر شہریار کے کمرے میں چھوڑ ائے۔۔عیشا تو خاموشی سے ایک کونے میں کھڑی ان سنگدل لوگوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ مسکراتے ہوئے رامین اس کی طرف بڑی عشاء کو وہ کچھ حد تک شفیق اور اچھی لگی وہ پہلے انسان تھی جو اسے دیکھ کر مسکرائی تھی اور نرمی سے اس کا نام پوچھتے اسے اپنے ساتھ انے کا کہتے اوپر کی طرف بڑی تھی۔۔

میری جان اس لڑکی کا نکاح شہریار سے ہوا ہے۔۔۔اسے کیسے ہو سکتا ہے مریم نے ابھی بھی نہ سمجھی سے زمان کو دیکھتے پوچھا تو زمان بولا۔۔کیسے نہیں ہو سکتا

اتنی دعائیں کی تم نے اتنے وظیفے پڑھ پڑھ کے مجھ پر پھونکے ہیں مجھ پر نہ سہی اپنے رب پر تو بھروسہ کرتی میں اب بھی صرف اور صرف تمہارا ہوں۔۔۔ نہیں تو اب تک وہ لڑکی کمرے میں انا چکی ہوتی۔۔۔ لیکن خیر میں تم سے بہت ناراض ہوں اور اب تم مجھے مناؤ گی۔۔۔زمان کے الفاظ پر وہ روتے ہوئے ہنسی تھی اور زمان کے سینے سے لگ گی۔۔۔ کہ زمان اہستہ سے اس کی پیٹ سہلاتے بولا بس اب رونا بند کردو جو ہونا تھا ہو چکا ہے اب سب اچھا ہو گا تو مریم نے اپنی نم انکھیں صاف کرتے ہوئے انشاءاللہ کہا کہ زمان اسے چھوڑتے واپس بیڈ پر روحان کے پاس بیٹھتے باری باری روحان کے دونوں گال چومتے بولا میں تم سے ابھی بھی ناراض ہوں لڑکی بہت باتیں سنائی ہیں تم نے مجھے۔۔۔ تو مریم کھل کھلا کر ہنسی اور بولی ٹھیک ہے میں اپ کو منالوں گی۔۔ ابھی میں اپ فیورٹ کھیر بناتی ہوں کہتے وہ کمرے سے نکلنے لگی تو زمان نے بیڈ سے اٹھ کے بھاگ کر اس کا بازو پکڑتے کہا یااللہ۔۔۔ مریم کچھ عقل سے کام لو میری پسندیدہ کھیر بنانے کے لیے بہت دنیا موجود ہے ابھی ہمارے درمیان کچھ حسن کی بات چل رہی تھی اور بقول تمہارے میں ایک حسن پرست انسان ہو اس لیے چلو شاباش اب اپنے

حسن کے مظاہرے سے مجھے منانے کی کوشش کر واس کے الفاظ پر بے ساختہ مریم کے گال سرخ ٹماٹر ہوئے تھے۔۔۔اور بولی اپ نے بھی مجھے بہت تنگ کیا ہے زمان اس لیے اب مزید شوخے ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کہ زمان اسے وہیں چھوڑتے واپس بیڈ سے روحان کو اٹھاتے اوپر کو اچھالتے بولا روحان اپنی مورے کو بتادو اگر وہ بابا کی اینیورسری Anniversary پر دی گئی ساڑی نہیں پہنیں گی تو بابا بالکل بھی ان سے بات نہیں کریں گے مریم کو سناتے وہ روحان کو گود میں اٹھائے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ جب کہ مریم شرما کر مسکرادی تھی اج تو اگر زمان اس سے جان بھی مانتا تو وہ خوشی خوشی دے دیتی۔۔۔مانا ساڑی پہن کر اس بے شرم خان کی بے شرمیاں برداشت کرنا تھوڑا مشکل تو تھا لیکن اج وہ زمان کے لیے اتنا تو کر سکتی تھی جس نے اس کا مان نہیں توڑا تھا۔۔۔ محبت میں شرک نہیں کیا تھا۔۔۔اور جس ساڑی کی وہ بات کر رہا تھا وہ اسے زمان نے گفٹ دی تھی اور ہزار دفعہ پہننے کا کہا تھا لیکن مریم کو وہ ساڑی پہننے میں ضرورت سے زیادہ شرم ارہی تھی۔۔۔ لیکن اج اسے زمان کے

لیے اچھے سے تیار ہونا تھا اس لیے مسکراتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

افس میں بیٹھا وہ اپنے پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا کہ موبائل فون پر اتی کال نے اس کا دھیان اپنی طرف کھینچا۔۔۔ فون کان سے لگاتے جو خبر اسے دی اس پر وہ پریشان ہوا اور ہر کام وہی چھوڑتا فورا گھر کی طرف بھاگا۔۔۔ گھر پہنچ کر دیکھا تو اس کی بیٹی زار و قطار رونے میں مشغول تھی اگے بڑھتے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے چپ کرانے کی کوشش کی تو اسے بخار میں تپتا دیکھ کر وہ مزید پریشان ہوا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ ڈاکٹر کے پاس پہنچ چکا تھا اخر چار پانچ گھنٹے کی محنت کے بعد اب اس کی جان اس کی ننھی سی بیٹی بالکل ٹھیک تھی۔۔۔

گھر لا کر اسے اپنے پاس سلاتے وہ خود بھی سو گیا۔۔۔ لیکن اسے بزنس میٹنگ کے لیے پاکستان جانا تھا وہ پروجیکٹ اسے پاکستان میں شروع کرنا تھا اور اب وہ بھی پاکستان جانا چاہتا تھا اس لیے ہر انجام کے لیے تیار ہوتا پاکستان جانے کی

تیاری کرنے لگا۔۔۔کہ شاید اسے وہاں منزل مل جائے لیکن زندگی اگے کس موڑ پر لا کر اسے کھڑا کر دینے والی تھی اس بات سے وہ بھی انجان تھا۔۔۔۔

شہریار کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا وہ پوری رات گھر نہیں ایا تھا۔۔۔وہ تو ابھی شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں رہا تھا کہ داجی نے بھری محفل میں اپنی عزت کا واسطہ دے کر اس کا نکاح ایک ایسی لڑکی سے پڑھوا دیا جسے اس نے دیکھا تو دور اس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔۔۔۔اوپر سے اس لڑکی کے گھر والے اس کے چچا کے قاتل تھے۔۔۔لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا نکاح ہو چکا تھا وہ لڑکی اس کی بیوی تھی۔۔۔۔

اس نکاح سے سب سے زیادہ خوش ملیحہ تھی بے شک وہ شہریار کی منگ تھی لیکن وہ اپنی یونیورسٹی میں پڑھتے ایک لڑکے وقار کو پسند کرتی تھی۔۔۔۔اب تو اس

کے پاس کھلم کھلا بہانہ تھا کہ وہ شہریار سے نکاح نہیں کرے گی کیونکہ وہ پہلے ہی اس لڑکی سے نکاح کر چکا ہے اور وہ اس کی دوسری بیوی بنا کسی صورت پسند نہیں کرے گی۔۔۔ مشکلیں اب بھی تھیں لیکن پھر بھی اسے اب کچھ کچھ حل امید بھی نظر ارہا تھا۔۔۔دوسری خوشی اس بات کی تھی کہ اس کے باپ کے قاتل کو وہ خود سزا دے سکے گی۔۔۔ لیکن شاید وہ یہ بھول گئی تھی کہ وہ لڑکی بے گناہ ہیں مجرم اس کے گھر والے ہیں۔۔۔

اگلی رات ڈائننگ ٹیبل پر سب ہی موجود تھے عشاء سے سب کو پتہ چل گیا تھا کہ شہریار اس سے نکاح کرنے کے بعد گھر نہیں ایا۔۔۔ توطیبہ بیگم اور سکینہ بی بی نے اسے گھر کے کاموں میں لگا دیا طیبہ بیگم نے تو اس کے چائے بنانے پر دو تھپڑ اسے جڑ دیے کہ چائے اچھی نہیں بنی عشاء جانتی تھی یہاں اس پر طرح طرح کے ظلم کیے جائیں گے بات بات پر بدلہ لیا جائے گا غلطی نہ ہونے پر بھی سزا دی جائے گی۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی خاموشی سے سب کچھ سہتی

رہی۔۔۔ لیکن ایک ڈر ابھی بھی تھا کہ اسے شہریار خانزادہ کا ابھی سامنا کرنا تھا نہ جانے وہ کس قدر سفاک ہو گا۔۔۔

کل والے کمرے میں اتے خاموشی سے ایک کونے میں بیٹھتے چادر منہ پر اڑے اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔ شہریار کو اتے ہی اوپر کی طرف بڑھتے دیکھا تو سیال خان نے اسے اواز دے کر میز پر بلایا۔۔ وہ خاموشی سے چلتا ان کے قریب اگیا اور ان کے بولنے کا انتظار کرنے لگا کہ سیال خان بولے بیٹھو کھانا کھاؤ مجھے بھوک نہیں ہے شہریار نے اکھڑے لہجے میں کہا تو وہ مسکرائے اور بولے ٹھیک ہے بھئی ہم مانتے ہیں تم ہم سے ناراض ہو لوگ تو نکاح پر خوش ہوتے ہیں اور تم پہلے انسان ہو جس نے کل سے اب تک منہ بنایا ہوا ہے۔۔۔ رہو کچھ دن اس لڑکی کے ساتھ مزے کرو جب دل چاہا نکال دینا اپنے کمرے سے ویسے بھی اس کی حیثیت اس گھر میں کسی ملازمہ سے زیادہ نہیں ہے۔۔۔ شہریار نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا جو مسکرا رہے تھے۔۔۔ ان کے الفاظ پر رامین کا دل مزید کچھ ڈوبا تھا۔۔۔

کہ سکینہ بیگم بولی بیٹھو اب تو کھانا کھالو جس پر وہ مسکراتے ہوئے بولا نہیں دادی میں کھانا کھا کر آیا ہوں بس اب کچھ دیر آرام کروں گا کہتے وہ اوپر کی طرف بڑھنے لگا کہ طیبہ بیگم نے سکینہ بیگم کو اشارہ کیا تو سکینہ بولی شہریار ایک بات ہماری سن لو تم جو چاہے اس لڑکی کے ساتھ کرو لیکن اس سے تمہاری کوئی اولاد نہیں ہونی چاہیے کیونکہ بہت جلد ہم تمہاری شادی ملیحہ سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں خاندانی مردوں کی بیویاں خاندانی ہوتی ہیں۔۔۔ شہریار کو ان سے اس قسم کی گفتگو کی بالکل بھی امید نہیں تھی اس لیے خاموشی سے سر جھکاتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

شہریار اس سے پہلے وہ اپنے کمرے میں جاتا اسے سائمہ بیگم نے آواز دی جنہوں نے اسے اپنے کمرے میں اپنے میں آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ خاموشی سے ان کے کمرے میں آیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی تھی شہریار کو بھی انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گیا۔۔۔ شہریار ہم جانتے ہیں تمہارا نکاح زبردستی ہوا ہے لیکن اب وہ لڑکی تمہاری بیوی ہے اور ایک بات یاد رکھنا کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اس کے گھر والے اس سب کے ذمہ دار ہیں یا کہہ لو یہ سب اللہ کی مرضی ہے اور موت تو

بر حق ہے۔۔۔وہ معصوم تو بہت چھوٹی سی ہے۔۔۔اور اگر تم اسے بیوی ہونے کا درجہ نہیں دلا سکتے تو اپنے شوہر ہونے کا حق بھی اس سے وصول مت کرنا۔۔۔ اپنی مردانگی دکھانے کی بجائے مرد ہونے کا ثبوت دینا اور میری طبیعت کو شرمندہ مت کرنا۔۔۔وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں شہریار کو بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔۔۔ان کی بات کے اختتام پر شہریار بولا ٹھیک ہے اب میں جاؤں۔۔۔ سائمہ بیگم نے ایک نظر اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا وہ اس وقت اس سے کچھ اور سننا چاہتی تھی لیکن خیر وہ اس حویلی کا خون تھا جو اپنا اثر دکھا رہا تھا آج ایک ماں کی پرورش حالات پر بھاری پڑنے والی تھی یا رگوں میں دوڑتا خون پرورش پر حاوی ہونے والا تھا اس بات کا اندازہ وہ نہیں لگا سکی تھی۔۔۔پھر انہوں نے شہریار کو سر ہلا کر جانے کی اجازت دی۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھولتا کہ رامین کی اواز پر پلٹ کر شہریار نے کوفت سے اسے دیکھا اور بولا تم بھی کوئی لیکچر دینے ہی آئی ہو گی دو شاباش جلدی سے اور نکلو میں ویسے بھی بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔

تمیز سے بات کرو شہریار رامین نے اسے گھورتے کہا تو بولا ٹھیک ہے دیجیے لیکچر اب اپ کی کیا رائے ہے اس لڑکی کے بارے میں۔۔۔ میری کوئی رائے نہیں ہے اور دوسری بات وہ لڑکی بے گناہ ہے شیری۔۔۔ اسے اتنی ہی تکلیف دینا جتنی اپنی بہنوں یا بیٹی کے لیے سہہ سکو۔۔۔ ٹھیک ہے اور کوئی حکم شہری نے بیزاری سے جیسے جان چھڑائی تھی۔۔۔ نہیں رامین نے نم انکھوں سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلاتے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا اور شہری نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

رامین کمرے میں ائی تو انکھیں برس رہی تھی اسے اس معصوم سی چھوٹی لڑکی کے لیے برا لگ رہا تھا۔۔۔ اس کا بھائی بہترین مردوں میں تو ویسے بھی شامل نہیں ہوتا تھا پھر بھی وہ چاہتی تھی کہ شہریار اس کی نظروں میں مزید نہ گرے لیکن جو اس کی نظر میں ایک بہترین مرد تھا اس نے بھی جو اس کے ساتھ کیا تھا وہ قابل قبول نہیں تھا۔۔۔ بات کہیں اور سے شروع ہوئی تھی لیکن اگر اس دشمن

جان کی بے وفائی پر ختم ہوئی وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی کہ مردوں کے پاس دل ہوتا ہی نہیں ہے اور جو کوئی انہیں دل دیتا ہے وہ اسے بھی توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔۔ کیوں مرد اتنے ظالم ہوتے ہیں اگر وہ خود محبت نہیں کر سکتے تو کسی اور کی محبت کی قدر ہی کرنا سیکھ لیں وہ صرف یہ سوچ کر رہ گئی جواب کہیں نہیں تھا۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی اج اس کی یاد شدت سے ائی تھی دل چاہ رہا تھا وہ سامنے ہو تو اس سے پوچھے کیوں کی اس نے بے وفائی کیوں توڑا تھا اس کا دل کہاں کمی رہ گئی تھی اس کی محبت میں روتے روتے اس نے تکیہ پر سر رکھا۔۔۔

رنجشیں ہی سہی دل کو دکھانے کے لیے آ۔۔۔۔

آ مجھے پھر چھوڑ جانے کے لیے آ۔۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلنے پر عشاء کا دل بند ہوا اضر وررات کے اس وقت اس کمرے میں کمرے کا مالک ہی اسکتا ہے ورنہ کل کوئی رات میں اس کمرے میں نہیں ایا تھا۔۔۔شہریار نے کمرے میں قدم رکھا تو لائٹس بند تھی جیسے ہی اس نے

لائٹس ان کی تو خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا۔۔وہ حیران ہوا وہ لڑکی کہیں نہیں تھی اور نیچے سب نے اس کا دماغ خراب کر دیا تھا اسے نصیحتیں کر کر کے۔۔۔

اگے بڑھتے اس نے اپنی جیکٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی پھر بیڈ پر بیٹھتے اپنے شوز کے لیسز کھولنے لگا اور بولا کوئی ہے کمرے میں لیکن کوئی جواب نہ موصول ہوا تو خاموشی سے جوتے اتارتے بیڈ پر انکھیں موندے سکون کرنے لگا کہ اسے کمرے میں مدھم مدھم ہچکیاں سنائی دی۔۔۔انکھیں کھول کر اس نے کمرے کا جائزہ لیا اور بولا دیکھو لڑکی اگر تم کمرے میں ہو تو کہاں چھپی ہو؟؟ کیونکہ اس وقت کمرے میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ہچکیوں کی اواز اور اونچی ہوئی تھی لیکن نظر کوئی نہیں ایا تھا تو شہریار نے اٹھ کر خود ہی اپنے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔۔رونے کی اواز صوفے کے پیچھے سے ارہی تھی۔۔۔صوفے پر بیٹھتے اس نے صوفے کے اوپر سے پیچھے دیکھا تو ایک وجود مکمل چادر میں چھپا سر جھکائے بیٹھا رونے میں مصروف تھا شہریار نے صوفے سے الٹ کر اس کے سر پر نوک کرنے کے انداز میں ہاتھ لگایا تو وہ یکدم اپنی جگہ سے اچھلی اور نظر اٹھا کر اوپر دیکھا۔۔۔سنہری انکھیں انسوؤں سے بھری گرے انکھوں سے ٹکرائی تھی

باقی چہرہ چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔۔۔اسے دیکھتے شہریار بولا تو محترمہ اگر اپ کا چھپن چھپائی کھیلنے کا شوق پورا ہو گیا ہو تو ذرا صوفے کی اوٹ سے نکل کر باہر تشریف لے ائیں۔۔۔ لیکن عیشا واپس سر جھکاتے رونے میں مشغول ہو گئی کہ شہریار تھوڑے غصے اور روب سے بولا تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا باہر اؤ فورا ورنہ تمہاری لیے ہی مشکل ہو گا۔۔ عشاء بمشکل صوفے کے پیچھے سے نکلتے اب شہریار کے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ شہریار نے بغور اس کا جائزہ لیا بڑی سی کالی چادر میں خود کو چھپائے سر نیچے کیے وہ بمشکل شہریار کے کندھے تک پہنچتی تھی۔۔۔ محترمہ اپنا سر اوپر اٹھائیے شہریار نے ضرورت سے زیادہ اس کے جھکے سر کو دیکھ کر کہا۔۔۔ لیکن وہ یوں ہی کھڑی رہی تو شہریار دوبارہ بولا تمہارے کانوں میں کوئی مسئلہ ہے کیا جو ایک بار میں تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں اتی سر اوپر کرواپنا۔۔۔ عشاء نے اپنا سر اوپر اٹھاتے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی تھی پھر واپس نظر جھکا گئی۔۔۔ایک دفعہ پھر اس کا بغور جائزہ لیتے شہریار کو اس بات کا اچھے سے اندازہ ہو گیا کہ اس کی مورے بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی وہ عمر میں اس سے زیادہ چھوٹی تھی۔۔۔ تمہاری اتج کیا ہے شہریار نے اس سے پوچھا

پہلے تو وہ اس کے سوال پر حیران ہوں پھر بمشکل بولی تھری منتھ بعد ایٹن ایرز کی ہو جاؤں گی۔۔۔ آہ ہاں۔۔۔۔اور اس کے بات کرنے سے اتنا اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ وہ پڑھنا لکھنا جانتی ہے تو بولا اچھا کس کلاس میں ہو تم۔۔۔ میں نے سیکنڈ ایئر کے پیپر دیے ہیں۔۔۔ سبجیکٹ کون سے تھے تمہارے شہریار نے اگلا سوال کیا تو عشاء نے ایک دفعہ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی ایف ایس سی پری میڈیکل۔۔۔اوہاں گڈ۔۔۔ شہریار نے اسے اپنی باتوں کے جواب دینے کے ساتھ مسلسل روتے دیکھ کر کوفت سے کہا۔۔روکیوں رہی ہو کیا میرے سوال اتنے مشکل ہیں کہ تم روئے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتی۔۔۔

عشاء نے نفی میں سر ہلایا مگر رونا ویسے ہی جاری رکھا۔۔۔اچھا تو پھر چپ ہو جاؤ لڑکی رو کس خوشی میں رہی ہوں اور یہ تمہارے چہرے پر کیا ہوا اس کا پھٹا ہونٹ اور ماتھے پر نشان دیکھ کر شہریار نے پوچھا بے شک اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا اس کے گال پر انگلیوں کے نشان دیکھ کر کہ کسی نے اسے مارا ہو گا وہ خون بہا میں لڑکی تھی اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جانا تھا۔۔۔ کہ عشاء بنا کچھ بولے خاموشی سے روتی رہی تو شہریار نے بیڈ کے قریب اسے بیٹھنے کا کہا اور خود ایک

ٹیوب لے کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔شہر یار جیسے ہی اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا تو وہ یکدم اٹھ کھڑے ہوتے پیچھے کو لڑکھڑائی اپنی چادر میں پاؤں پھنسنے کی وجہ سے شہری نے فوراً اس کا ہاتھ تھامتے اسے گرنے سے بچایا۔۔۔اپنا ہاتھ شہر یار کی مضبوط گرفت میں دیکھ کر اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔اپنے دوسرے ہاتھ سے شہر یار کے ہاتھ پر مکا مارتے اس نے اپنا ہاتھ ازاد کرایا اور دور کھڑے ہوتے رونے لگی اور ساتھ بولی دیکھیں پلیز اب میرے پاس مت ائے دور رہیں۔۔۔۔شہر یار نے اٹھتے ہوئے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا کہ وہ دوبارہ روتے ہوئے بولی نہیں پلیز میرے پاس مت ائیں دیکھیں میں بھی اپ کی بہنوں جیسی ہوں۔۔۔اس کے الفاظ پر شہر یار کے ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ ائی لیکن کمال مہارت سے اسے چھپاتے بولا پاگل ہو گئی ہو لڑکی کیا؟؟؟ دنیا مرتی ہے شہر یار خانزادہ کی بیوی بننے کے لیے اور تم بے وقوف بیوی ہو کر بہن بننے کی بات کر رہی ہو۔۔۔شہر یار کے خود کو بیوی کہنے پر عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا لیکن اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر پھر سے چیختے ہوئے بولی نہیں نہیں پلیز اپ مجھ سے دور رہیں میرے پاس مت ائیے گا۔۔۔اسکیوزمی ڈیلی سوپ کی ہیروئن

میں تمہارے پاس آ بھی نہیں رہا یہ ٹیوب لگا لو جہاں جہاں بھی چوٹ لگی ہے ٹیوب اس کو کیچ کراتے وہ پیچھے ہوا۔۔۔عیشا نے ایک دفعہ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو شہریار بولا اپنا حلیہ درست کرو مجھے گندے لوگ بالکل بھی پسند نہیں ہے اور اگر میرے کمرے میں رہنا ہے تو بالکل صاف ستھرے ہو کر رہو۔۔۔جاؤ اب واش روم کی طرف اشارہ کرتے شہریار نے جیسے اسے جانے کا حکم دیا تھا اور وہ بھاگتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ صاف ستھرے کپڑے پہنے وہی بڑی سی کالی چادر اوڑھے باہر ائی۔۔۔چہرے پر دو تین جگہ وہ ٹیوب لگی ہوئی تھی گرے انکھیں رونے کی وجہ سے کچھ سوجی ہوئی تھی لیکن پھر بھی وہ اپنے حسین ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔۔۔

شہریار کے خود کو دیکھنے پر وہ خاموشی سے کھڑے اب اپنی انگلیاں مروڑتے اس کے اگلے حکم کا انتظار کر رہی تھی کہ وہ بولا اب پوری رات کھڑے رہنے کا ارادہ ہے بیٹھ جاؤ کہیں۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تو وہ خاموشی سے صوفے کی طرف بڑھتے اس پر بیٹھ گئے کہ شہریار بولا اچھا تمہارا نام کیا تھا نشا نہیں عائشہ نہیں شاید کچھ اور تھا نا؟؟ کیا نام تھا تمہارا وہ دراصل مجھے یاد بھول گیا۔۔۔ عیشا نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا اور پھر بولی میرا نام عشاء عالم ہے۔۔۔ آہ ہاں سر ہلاتے وہ واش روم میں گھس گیا۔۔۔۔ عشاء خاموشی سے بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگی اب تک تو اس نے عیشاء کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا تھا یا ہو سکتا ہے اسے رامین اپی نے سمجھایا ہو کیونکہ رامین نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور ایسے سمجھائے گی کہ وہ عشاء کے ساتھ برا سلوک نہ کرے اب تک وہ گھر میں جس سے بھی ملی تھی رامین ان سب میں سے اچھی تھی وہ اس کی ہمدرد تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد شہریار فریش ہو کر باہر ایا تو عشاء کو اسی پوزیشن میں بیٹھا دیکھ کر بولا۔۔۔ کیا ہوا ابھی تک یوں ہی بیٹھی ہو سوئی نہیں تم۔۔۔ اسی طرح بیٹھے نظریں جھکائے عشاء اٹکتے ہوئے بولی وہ اپ نہیں ائے تھے اس لیے؟؟ کیوں تمہیں میرے ساتھ سونا ہے کیا شہریار نے اس پر نظریں جمائی سوال کیا۔۔۔ ن۔یں۔۔ہ۔۔ نہیں اس کے الفاظ پر بمشکل عشاء نے اپنا گلا تر کرتے

انکار کیا تھا۔۔تو پھر شہریار نے قدم اس کی جانب بڑھاتے شرارت سے کہا تو عشاء کی انکھوں میں دوبارہ انسو جمع ہونے لگے۔۔۔اور اس کے قریب کھڑے ہوتے شہریار نے صوفے پر ایک طرف ایک بلینکٹ اور تکیہ رکھا لیکن عشاء انکھیں بند کر کے صوفے کے کونے میں چپک چکی تھی۔۔۔شہریار نے اس کے سر پر اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے نوک کیا اور بولا انکھیں کھولو مگر عشاء ویسی ہی چیخی تو شہریار نے پیچھے ہوتے غصے سے کہا اوپن یور ائیز۔۔۔عیشا نے اہستہ سے اپنی انکھیں کھولیں تو شہریار بولا کھا نہیں جاؤں گا میں تمہیں یہ لو بلینکٹ اور تکیہ رکھا ہے اور جتنا تمہارا سائز ہے تم صوفے پر پوری اجاؤ گی۔۔سو جاؤں اب کہتے واپس مڑ کر خود بھی سونے کی غرض سے اکر بیڈ پر لیٹا کیونکہ وہ دو دن کی خواری سے بے حد تھکا ہوا تھا۔۔

سائمہ بیگم کو فخر تھا کہ ان کے بیٹے نے ان کی تربیت کو شرمندہ نہیں کیا تربیت کا اثر خون پر بھاری پڑا تھا۔۔۔لیکن انہیں عشاء سے ہمدردی تھی پھر بھی حویلی میں

وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔البتہ رامین گھر کے کاموں میں ملازموں کے ذریعے اس کی مدد کروا دیتی تھی۔۔۔ مگر طیبہ بیگم اور سکینہ بی بی کا تو روز کا تھا کہ وہ عشاء پر ہاتھ اٹھاتی۔۔۔اسے طرح طرح کی تکلیفیں دیتی کبھی اس کر پاؤں پر چائے گرا دیتی کبھی اس کا ہاتھ جان بوجھ کر جلا دیتی اس کی جان سے بڑھ کر اس سے بڑے بڑے کام لیتی۔۔۔اور شہریار کا تو کچھ عطا پتہ ہی نہیں تھا جو پچھلے تین ہفتوں سے غائب تھا سائمہ بیگم چاہتی تھی کہ وہ شہریار سے بات کر کے اس پر ہاتھ اٹھانے والے معاملے کو روک سکے کیونکہ اگر یہ کوئی کر سکتا تھا تو وہ صرف شہریار خانزادہ تھا کچھ بھی ہو وہ لڑکی اب اس کے نکاح میں تھی اس کی بیوی تھی۔۔۔۔

اج حویلی میں صبح سے ہی بے حد رونق لگی ہوئی تھی کیونکہ حویلی کا سب سے بڑا سپوت (بیٹا) لوٹ رہا تھا۔۔۔ لیکن صبح سے ہی کوئی بے حد پریشان تھا اس کی جان تو سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔۔اس کے لوٹ انے پر وہ بے حد گھبرا رہی تھی

۔۔۔وہ کیسے اس کا سامنا کرے گی جس شخص نے اس کی بے قدری کی تھی اس کی بے لوث محبت کو ٹھکرا کر کسی اور کو اپنایا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اخر وہ اس قدر پریشان کیوں ہو رہی ہے اس کی تو کہیں بھی کوئی غلطی نہیں تھی۔۔۔۔ غلط تو وہ شخص تھا غلط تو اس نے رامین کے ساتھ کیا تھا پھر کیوں وہ بے چین تھی کس طرح اس کا سامنا کرے گی۔۔۔کس طرح اس کی بیٹی کو دیکھے گی۔۔۔کیا ہو گا؟؟؟لیکن اس بات کا سکون بھی تھا جو بھی ہو گا اس کے بعد سب ختم ہو جائے گا اتنے عرصے سے وہ جس سے خوفزدہ تھی جس ڈر سے وہ بھاگ رہی تھی جس چیز کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی اج فائنلی وہ اس کا سامنا کرنے جا رہی تھی۔۔اج کے بعد یہ اذیت ختم ہونے والی تھی یا اور بڑھنے والی تھی اس بات کا اندازہ وہ نہیں لگا سکی اور ویسے بھی شرمندہ تو اس شخص کو ہونا چاہیے تھا گنہگار وہ تھا معافی اسے مانگی تھی رامین کی تو اس میں کوئی غلطی نہیں تھی لیکن کیوں اس قدر اذیت کے بعد بھی دل اس شخص کے حق میں گواہی دیتا تھا اب بھی اس سے محبت میں گرفتار تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بے وفا ہے اور اس کی بے وفائی کا ثبوت اس کی بیٹی ہے۔۔۔

کسی کی جان جاتی ہے۔۔۔
کسی کا کچھ نہیں جاتا۔۔۔

گاڑی اکر حویلی کے سامنے رکی ایک نظر اپنی شاندار حویلی پر ڈالتے وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ گاڑی سے اترا۔۔۔اپنے کمرے کی کھڑکی سے یہ منظر کسی نے بہت دل جمی سے دیکھا تھا۔۔۔دارم نے مڑ کر گاڑی سے اپنی ساڑھے چار ماہ کی بیٹی کو اٹھایا رامین کی نظریوں ہی اس بچی پر پڑی انکھوں میں جیسے کانٹے چبنے لگے تھے۔۔۔اج تک لگا تھا کہ شاید وہ کبھی کہہ دے کہ اس نے بے وفائی نہیں کی وہ سب ایک مذاق تھا لیکن اج۔۔اج بے وفائی پر دارم مراد خان زادہ نے مہر لگادی تھی وہ بچی اس کی بے وفائی کا ثبوت تھی جس کا وہ گھر والوں کو کچھ ماہ پہلے ہی بتا چکا تھا۔۔۔اور یہ بھی کہ اس کی ماں اسے جنم دیتے وقت اس دنیا سے چلی گئی۔۔اور وہ دارم مراد خانزادہ کی بیٹی ہے۔۔۔گھر والوں نے ایک دو دن اس بات پر برا منایا لیکن وہ مرد تھا اور ہمارے معاشرے میں مرد ہمیشہ بے گناہ ہوتا ہے چاہے

وہ چھپ کر کسی سے نکاح کرے اولاد پیدا کرے یا ویسے ہی کسی کے ساتھ تعلق رکھے باکردار ہونا تو عورت پر لازم ہوتا ہے۔۔۔ مرد کے بدکردار ہونے کو صرف یہ کہہ کر ڈھانپ دیا جاتا ہے گرم خون ہے جوانی کا جوش ہے یا جانے اور ایسے کتنے ہی جملوں سے اس کے گناہ کو غلطی کہہ کر معاف کر دیا جاتا ہے اور ایسا ہی دارم خانزادہ کے معاملے میں ہوا تھا سب نے اس کی غلطی کو معاف کرتے اس کی بیٹی کو قبول کر لیا تھا اور سیال خان کا کہنا تھا کہ جوانی میں مرد ایسی غلطیاں کرتے جاتے ہیں سو کوئی بات نہیں۔۔۔ لیکن جس کا حق چھین کر کسی اور عورت کو دیا گیا تھا وہ کیسے اسے معاف کر دیتی۔۔۔ رامین نے اپنے کمرے کی کھڑکی کو بند کیا لیکن کاش وہ یوہی اپنے دل کی کھڑکیوں کو بھی اس ظالم سے ہمیشہ کے لیے بند کر پاتی۔۔۔ سب سے باری باری ملتے وہ ان سب کے ساتھ اندر ایا۔۔۔ اب وہ سب سے ہلکی پھلکی گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے سامنے سے اتا سیال ائے تو اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ ان کے گلے ملتے اس نے پیار لیا۔۔۔ کے پیچھے بیٹھی اس کی بیٹی نے باپ کو اٹھتا دیکھ کر۔۔۔ ای۔۔۔ آ۔۔۔ کرتے ہاتھ اوپر اٹھائے دارم نے پیچھے مڑ کر مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔ تو سیال خان نے اس چھوٹی سی بچی کو

دیکھا جو بہت پیاری تھی اس کے سر پر ہلکا سا پیار دیتے بولے دارم یہ تمہاری اور پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر ہم نے معاف کی ہے۔۔۔ جس پر دارم نے سر جھکائے خاموشی سے سر ہلا دیا۔۔۔

کچھ دیر بعد سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ لیکن دارم کی نظروں نے غیرتی طور پر کسی کو ڈھونڈا تھا مگر وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔ اسے اندازہ تھا وہ اسے سخت ناراض ہو گی۔۔۔ ناراض بھی ہو گئی یا اب تک اس سے نفرت کرنے لگی ہو گی۔۔۔

ابھی وہ اپنی گہری سوچوں میں گم تھا کہ اس کا دھیان اس کی بیٹی نے اپنی طرف کھینچا پلیٹ میں ہاتھ مارتے ہوئے۔۔۔ نو پر نسز اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا تو سکینہ بی بی بولی اے لڑکی پکڑو بچی کو میرا پوتا سکون سا کھانا کھا سکے۔۔۔ تو عشاء نے فوراً آگے بڑھتے بچی کو پکڑنا چاہا۔۔۔ نہیں دادی یہ رونے لگ جائے گی دارم نے انکار کیا تو وہ بولی۔۔۔ کوئی بات نہیں بچے روتے ہی ہیں کہتے زبردستی انہوں نے خود دارم کی گود سے بچی کو لیتے عشاء کو تھمایا۔۔۔ دارم کی نظریں ان دونوں پر ہی تھیں لیکن اب وہ جلدی جلدی کھانا کھا رہا تھا کیونکہ یہ نیا ماحول تھا اس کی بیٹی

کے لیے وہ جانتا تھا وہ رونے کی تیاری پکڑ رہی ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ فل والیوم سے رونا شروع کر دے گی۔۔۔ ٹھیک پانچ سے سات منٹ بعد اس نے پورے زور و شور سے گلا پھاڑتے رونا شروع کر دیا دارم نے فورا اٹھ کے اسے عشاء سے پکڑا کہ سکینہ بی بی بولی اے لڑکی تم ایک بچی کو بھی سنبھال نہیں سکتی رلا دیا نا اس کو تو دارم فورا بولا نہیں دادی جان اس میں اس کی کیا غلطی ہے نئی جگہ ہے اسی لیے رونے لگ گئی۔۔۔ دارم نے ایک نظر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو خاموشی سے مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی لیکن اسے وہ کہیں سے ملازمہ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ شہریار کی بھاری اواز لانج میں گونجی سب کو سلام کرتے وہ اگے بڑھاتے دارم سے سرسری سا ملا کیونکہ جو کچھ دارم نے اس کی بہن کے ساتھ کیا اس کے بعد اسے دارم سے عجیب سی چڑ ہونے لگی تھی۔۔۔ عشاء تو اسے وہاں دیکھتے ہی غائب ہو گئی تھی۔۔۔ اس سے ملتے شہریار سیدھا اپنے کمرے میں ایا۔۔۔۔ کے دارم نے دادی جان سے کہا کہ وہ کچھ دیر ارام کرنا چاہتا ہے تو سکینہ بی بی بولی ٹھیک ہے اس بچی کو اس لڑکی کو دے دو۔۔۔ نہیں دادی جان وہ لڑکی تو خود بہت چھوٹی ہے وہ کیسے سنبھالے گی۔۔۔ کہ سکینہ

بیگم بولی کوئی چھوٹی نہیں ہے اور ویسے یہ اس کا کام ہے خون بہا میں ائی لڑکیوں کے ساتھ ایسے ہی سلوک ہوتا ہے ان کی بات پر دارم نے حیران ہوتے پوچھا اچھا تو یہ ہے کون۔۔۔ سفیر شاہ کی پوتی ہے شہریار کے نکاح میں ائی ہے۔۔۔ان کے الفاظ پر دارم کا سر چکرایا تھا پھر بولا اس کا نام کیا ہے ساتھ ہی دارم کو یاد ایا کہ اس نے اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہے۔۔۔عیشا نام ہے اس منحوس کا۔۔۔دارم کے پیروں تلے زمین نکلی تھی۔۔ مطلب وہ دراب شاہ کی بہن تھی اس کے سب سے اچھے دوست بچپن کے ساتھی کی بہن جسے وہ سفیر شاہ کی حویلی سے ائرلینڈ بھجوانا چاہتا تھا وہ لڑکی اس کے گھر خون بہا میں ائی اس کے گھر والوں کے ظلم و ستم سہ رہی تھی یقیناوہ اس بات سے لاعلم تھے کہ وہ سفیر شاہ کی پوتی نہیں نواسی ہے اور وہ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی جرم کی سزا کاٹ رہی ہے۔۔ تو دارم سنبھل کر بولا ٹھیک ہے پھر میری بیٹی کے سارے کام یہی کرے گی اپ اس سے کوئی اور دوسرا کام مت کروایئے گا جس پر سکینہ بیگم نے سر ہلایا اور بولی ٹھیک ہے ویسے بھی فضول ہے کام تو ویسے بھی کوئی ٹھیک سے نہیں کرتی۔۔۔ یہ چلو کسی کام تو ائی۔۔۔دارم کو کچھ سکون ہوا وہ خود اس لڑکی سے ملنے جانا چاہتا تھا لیکن وہ

تواس کے گھر میں خون بہامیں اچکی تھی وہ حیران تھاوہ یہاں زیادہ مشکل میں ہے یاوہاں زیادہ مشکل میں تھی۔۔۔ لیکن خیر وہ اس کے جگری یار کی بہن تھی اب اسے محفوظ کرنادارم مراد خانزادہ کافرض تھا۔۔۔اس کے الفاظ پر سائمہ بیگم کو بھی کچھ سکون ہواتھاکہ وہ اب شاید دوسروں کے ظلم وستم اور قہر سے بچ جائے گی اگروہ ساراد ن اس بچی کے کام میں لگی رہے گی۔۔۔

شہریار فریش ہو کر باہر ایاتواسے چائے کی شدید طلب محسوس ہوئی چائے کا کہنے وہ نیچے ارہاتھاکہ اس کی نظر لاؤنج میں بیٹھی طیبہ بیگم پر پڑی جنہوں نے چائے کا کپ اٹھاکر پٹکا تھاجس کے گرم چینٹے اس بڑی سی کالی چادر میں چھپے وجود کے پاؤں پر پڑے تھےاور وہ دوقدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

اوراب طیبہ چچی چیختے ہوئےاسے برابھلا کہہ رہی تھی شہریار وہیں کھڑے ہو کر اس منظر کو بغور دیکھارہاتھا۔۔۔کہ اب اٹھ کر ملیحانےاسے گردن کے پیچھے سے پکڑے اس کو دھکا دیااور ساتھ ہی بولی تم میری ماں کوایک اچھی چائے بھی

نہیں بنا کر پلا سکتی۔۔۔ ملیحہ کے دھکا دینے پر عشاء کا پاؤں کپ کے ٹوٹے کانچ پر پڑا تھا اور پاؤں سے نکلتا خون سفید فرش کو سرخ بنا رہا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی شہریار کی انکھوں میں بھی خون اترا تھا مانا اس لڑکی کے گھر والے اس کے چچا کے قاتل تھے لیکن اس میں اس معصوم لڑکی کا تو کوئی قصور نہیں تھا اسے اپنے گھر والوں سے اس قدر ظلم کی امید نہیں تھی جانے والا جا چکا تھا لیکن وہ تو زندہ انسانوں کو مارنے پر تل گئے تھے۔۔۔

نیچے اترتے شہریار نے اونچی اواز میں پوچھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ کہ طیبہ بیگم نفرت سے عشاء کو دیکھتے بولیں کچھ نہیں بیٹا اس قدر بیہودہ چائے بنائی ہے اس لڑکی نے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔ جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور میرے لیے دوبارہ چائے بنا کر لاؤ انہوں نے عشاء سے کہا۔۔۔ کہ شہریار بولا نہیں رکو کوئی ضرورت نہیں ہے اس سب کی۔۔۔ طیبہ بیگم تو شہریار کے بدلتے انداز پر غصے سے بولیں کیا مطلب شہریار یہ لڑکی اس گھر میں صرف ملازمہ کی حیثیت رکھتی ہے؟؟؟ اپنے چہرے کے تاثرات ہموار کرتے شہریار اگے بڑھتے بولا میں جانتا ہوں میری پیاری چچی چائے تو یہ کسی کام کی بناتی نہیں تو میں نے سوچا اپ چائے

ملیحہ کے ہاتھ کی پی لیں فلحال اوپر میں نے کپڑے نکال کر رکھے ہیں اسے کہیں انہیں جا کر استری کرے۔۔۔اس کے انداز پر طیبہ بیگم تو مطمئن ہوتے بولی سنو لڑکی جاؤ کپڑے استری کرو اور اچھے سے کرنا ورنہ تمہاری خیر نہیں جس پر عشاء روتے سر ہلاتے لنگڑاتے ہوئے اوپر کی طرف بڑی۔۔۔ملیحہ پلیز ایک کپ چائے میرے لیے بھی شہریار بھرپور مسکرا کر کہتے وہیں طیبہ بیگم کے ساتھ بیٹھا۔۔۔تو وہ خوشی سے نہال ہو گئی کیونکہ ایک تو وہ ان کا ہونے والا داماد تھا دوسرا وہ بھی اس لڑکی کو تکلیف دینے کا ارادہ رکھتا تھا نہ کہ اپنی ماں اور بہن کی طرح اس لڑکی کی حمایت کر رہا تھا۔۔۔۔جبکہ ملیحہ کو شہریار کا چائے بنانے کا کہنا ذرا اچھا نہیں لگا پھر بھی پیر پٹختی کچن میں چلی گئی۔۔۔جبکہ طیبہ بیگم اب شہریار کو اس لڑکی کے خلاف بھڑکانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن ان کی باتیں سنتے شہریار بیزار ہوتے بولا چچی ایک نمبر کی بے وقوف لڑکی ہے کہیں میرے اتنے برینڈڈ کپڑے جلا ہی نہ دے پلیز آپ چائے اوپر بھجوا دیجیے گا جس پر طیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور شہریار دو دو سیڑیاں پھلانگتا اوپر اپنے کمرے کی طرف ایا۔۔۔جبکہ عشاء پریشان حال کھڑی کمرے میں کپڑے ڈھونڈ رہی

تھی کہ وہ کہاں نکال کر رکھ کے گیا ہے۔۔۔شہریار نے کمرے میں قدم رکھا تھا

اسے یوں ہی کھڑا دیکھ کر اگے بڑھتا بولا بے وقوف لڑکی یوں ہی کھڑی ہو کہیں

بیٹھ جاتی۔۔۔۔ج۔۔ی جی عیشا نے کچھ حیران سی نظروں سے اسے دیکھا اور

پھر بولی ا۔۔۔پ۔۔۔اپ کے ک۔۔۔کپڑے کہاں ہیں؟؟؟ تمہارے پاؤں

میں اتنی چوٹ لگی ہے اور تمہیں کپڑوں کی پڑی ہے کمال کرتی ہو لڑکی

۔۔۔شہریار نے اگے بڑھتے اسے بازو سے تھاما تو وہ چلائی جب کہ باہر کھڑی طیبہ

بیگم مسکرائی جو شہریار کو چائے پکڑانے ائی تھی۔۔۔کہ شہریار نے اسے گھورا جو

کہ اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی۔۔۔مزید کوئی ہلچل

نہ پا کر طیبہ بیگم نے تجسس کے ہاتھوں دروازہ کھولا کہ شہریار کی ایک نظر

دروازے پر پڑتے اس نے عشاء کا بازو چھوڑتے اسے دھکا دیا تو وہ زمین پر

گری۔۔۔۔کہ طیبہ بیگم نفرت سے اسے دیکھتے بولی شہریار بیٹا یہ لو تمہاری چائے

کیا ہوا اس نے تمہارے کپڑے برباد کر دیے کیا تو شہریار بولا نہیں چچی ابھی تک

تو اس نے میرے کپڑوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تب سے کھڑی پتہ نہیں کسی چیز کا

ماتم منا رہی ہے لیکن اپ فکر نہ کریں اج رات یہ میرے سارے کپڑے استری

کرے گی۔۔۔اپ جائیں ارام کریں تھک گئی ہوں گی نا مسکرا کر کہتے اس نے انہیں باہر بھیجا تو وہ شہریار کو پیار دیتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔شہریار نے فورا اگے بڑھتے دروازہ لاک کیا۔۔۔اور واپس مڑتے زمین پر بیٹھی گھٹنوں پر سر رکھے روتی عشاء کے پاس زمین پر گھٹنا فولڈ کیے بیٹھا اور بولا۔۔۔عشاء اٹھو تو اس نے سر اٹھا کر شہریار کو دیکھا تو اپنے اتنے قریب دیکھ کر پیچھے کو سرکتے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔مطلب تم چاہتی ہو میں خود تمہیں اٹھاؤں کہتے اس نے ہاتھ اگے بڑھایا کہ عشاء یک دم اٹھ کھڑی ہوئی مگر لڑکھڑا گئی۔۔شہریار نے اس کے پاؤں پر غور کیا تو خون نکلنا بند ہو چکا تھا یعنی زخم زیادہ گہرا نہیں تھا تو بولا میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے صاف ستھرے لوگ پسند ہیں جاؤ جا کے شاور لے کر اؤ جس پر وہ خاموشی سے چینجنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ ہلکے گلابی سے شلوار کرتے میں اسی کالی شال سے خود کو ڈھانپے باہر ائی۔۔۔شہریار نے کچھ کوفت سے اس بڑی سی کالی چادر کو دیکھا جو کچھ میلی تھی۔۔۔لیکن پھر بولا یہاں اؤ۔۔اسے وہی بت بنا کھڑا دیکھ کر شہریار نے اگے بڑھتے ایک ہی جست میں اس کی چادر اتار کر دور صوفے پر پھینکی تھی۔۔۔عشاء کی چیخ بلند

ہوئی۔۔جب کہ شہریار تو محویت سے کھڑا ایک ٹک اس کے حسین سراپے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔بہت بہت حسین لڑکیاں دیکھی تھی لیکن اج جو لڑکی سامنے کھڑی تھی اس کا مقابلہ شاید ہی کوئی کر پاتی۔۔۔براؤن بال کلز کی صورت میں پوری کمر پر بکھرے ہوئے تھے صراہی دار گردن پر ایک تل پوری اب وتاب سے جگمگا رہا تھا۔۔۔شہریار کے لیے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا مگر اسے ہچکیاں بھرتا دیکھ کر یوں ہی اس کے چہرے پر نظر ڈالی تو وہ ایک دفعہ پھر اس کے نقوش میں الجھا کر رہ گیا انکھیں انسوؤں سے لبریز تھی ہونٹ کپکپا رہے تھے ناک اور گال بھی سرخ ہو رہے تھے کچھ سردی کی شدت سے اور کچھ رونے کی وجہ سے۔۔۔اس کا ہاتھ تھامتے شہریار نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود ڈریسنگ کی طرف بڑھا۔۔۔عشاء کو اس سے بے انتہا شرم محسوس ہو رہی تھی اج تک وہ اپنی چادر کے بغیر کسی کے سامنے نہیں گئی تھی چاہے وہ عورتیں ہی کیوں نہ ہو۔۔لیکن حیران تو تب ہوئی جب وہ زمین پر اس کے قدموں میں بیٹھا عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا سنہری انکھوں سے گرے انکھیں ٹکرائی اور پھر وہ نظریں جھکا گئی کہ شہریار نے اس کے پاؤں کو پکڑا تو عشاء ہلکا سا چیخی کہ شہریار بولا۔۔۔کیا مسئلہ

ہے تمہارے ساتھ بٹر فلائی میں تمہیں ہاتھ بعد میں لگاتا ہوں اور چیخیں تم پہلے مارنا شروع کر دیتی ہو۔۔۔اس کے الفاظ کو نظر انداز کرتے عشاء تو حیرانی سے اپنے قدموں میں بیٹھے سیال خان کے پوتے کو دیکھ رہی تھی جو اس کے پاؤں پر مرہم لگاتے اب پٹی باندھ رہا تھا۔۔۔لیکن شاید وہ یہ بھول رہی تھی کہ سیال خان کا پوتا اس کا شوہر بھی ہے۔۔۔کچھ دیر پہلے والے اور اب والے شہریار میں کتنا فرق تھا۔۔اس کے پل پل بدلتے مزاج کو دیکھ کر عشاء تو کنفیوز ہو گئی تھی کہ وہ اچھا ہے یا برا۔۔۔شہریار نے ہلکا سا زور دیتے پٹی کی گرہ لگائی تو وہ ہلکا سا کراہی اور ساتھ ہی درد کو کم کرنے کے لیے زور سے شہریار کے کندھے کو تھاما۔۔اس کے بے اختیار لمس پر شہریار کو کرنٹ سا لگا اوپر سے اس کے گیلے بالوں کے چھینٹے شہریار کا چہرہ بھگو رہے تھے۔۔۔لیکن پھر اس نے یوں ہی نظر اٹھا کر عشاء کو دیکھا تو لبوں پر مسکراہٹ ائی جو شدت سے انکھیں بند کیے اس کے کندھے کو تھامے رونے میں مصروف تھی۔۔۔اہستہ سے عشاء کے نم بالوں کو اپنے چہرے سے ہٹاتے شہریار بولا دیکھو تم نے مجھے ہاتھ لگایا میں نے تمہاری طرح چیخیں

ماری اس کے الفاظ پر عشاء نے یوں ہی انکھیں کھولیں تو خود کو شہریار کے اتنے قریب دیکھ کر اس کا کندھا چھوڑتے فورا پیچھے کو سرکی۔۔۔۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی تو شہریار نے اٹھ کر دروازہ کھولتے چائے کی ٹرے پکڑی اور ملازم کو جانے کا کہا۔۔۔واپس اتے اس نے بیڈ پر چائے کے دو کپ اور بسکٹ رکھے اپنے اور عشاء کے درمیان۔۔۔اور بولا چلو شاباش چائے پیو بہت سردی ہے ورنہ تمیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔عشاء تو اس کے رویے پر حیران وپریشان بیٹھی تھی کہ نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا۔۔شہریار نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا جسے عشاء نے کپکپاتے ہاتھوں سے تھاما۔۔۔اسے کپ پکڑے بیٹھا دیکھ کر شہریار بولا پی لو بٹر فلائی یہ تمہیں پینے کے لیے دی ہے اگر کپڑ ناہی تھا تو ٹرے میں پڑا بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔عشاء نظریں جھکائے بیٹھے کپ لبوں سے لگایا تو شہریار بولا تم مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو کہ چائے پیتے عشاء کو کھانسی اگئی۔۔۔اچھا ٹھیک ہے مت بتاؤ ارام سے چائے پی لوں شہریار نے اسے اس قدر گھبراتے دیکھ کر کہا۔۔۔عشاء فٹافٹا سے چائے ختم کرتے بولی اب میں جاؤں۔۔۔کہاں جانا ہے باہر دوسروں کے ظلم سہنے واپس۔۔۔شہریار نے

صاف گوئی سے کہا تو عشاء کی انکھوں میں بے ساختہ انسو جھلکے۔۔۔اگر تم رو گی تو میں بھی تمہیں ڈانٹوں گا اس لیے اج سے ہم دونوں ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔۔

عیشا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو شہر یار بولا میں جیسا کہوں گا تم بالکل ویسا کرو گی پھر دیکھنا نہ تو تمہیں کوئی ڈانٹے گا اور نہ ہی مارے گا۔۔۔لیکن اپ مجھے کیوں سب سے بچائیں گے عیشا نے نم نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔گڈ کوسچن لیکن اس کا انسر میں تمہیں پھر کبھی دوں گا فی الحال جو میں کہہ رہا ہوں بس تم وہی کرنا اور دوسری بات تم جس طرح میرے ہاتھ لگانے پر چیختی ہو نا چیخنا بند کر دو ۔۔۔اور ہاں میں تمہاری سائیڈ پر ہوں یہ بات تم گھر میں کسی کو بھی نہیں بتاؤ گی کسی کو بھی نہیں۔۔یعنی اپنی رامین اپی کو بھی نہیں۔۔۔اسے پتہ تھا گھر میں اور کوئی اسے اچھا سلوک کرے نہ کرے رامین ضرور کرتی ہو گی۔۔جس پر عشاء نے سر ہلا دیا۔۔گڈ اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے وہ خاموشی سے اٹھتے اپنے صوفے پر اگئی۔۔۔شہر یار کو سمجھ نہیں ارہا تھا اسے اس لڑکی سے اس قدر ہمدردی کیوں ہو رہی ہے۔۔۔شاید یہ اسکی ماں کی باتوں کا نتیجہ تھا۔۔۔یا پھر وہ ایک اچھا انسان تھا یہ سوچتی ہوں اسے خود بھی ہنسی ائی۔۔۔لیکن خیر جو بھی ہو

انسان تو تھانا اور انسانیت کے ناطے اس کا فرض بنتا تھا اس معصوم لڑکی کو ظلم و ستم سے بچانا۔۔

اپنی بیٹی کو بیڈ پر لٹاتے دارم خود بھی شاور لینے چلا گیا کیونکہ وہ سو چکی تھی۔۔۔اپنے بالوں کو سکھاتے وہ ابھی بیڈ پر بیٹھا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی دارم نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے سائمہ بیگم کھڑی تھی۔۔۔ چھوٹی ماں اپ دارم نے انہیں اندر اتے دیکھ کر دروازہ مڑ کر بند کیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی اور بولیں ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے کیا نام ہے اس کا۔۔۔جنت۔۔نام بھی بہت پیارا ہے اور ہم نے کہہ دیا ہے عشاء کو وہ کل سے اس کا خیال رکھے گی۔۔۔ لیکن وہ بچی خود بھی ابھی چھوٹی ہے اس لیے میں کوئی اور بھی عورت دیکھتی ہوں جو سارا ٹائم اس کا دھیان رکھ سکے۔۔۔ان کے الفاظ پر دارم اگے بڑھتے ان کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔ کیا کر رہے ہو دارم اوپر بیٹھوں سائمہ بیگم نے اپنے ہاتھ دارم کے کندھوں پر رکھتے کہا۔۔۔ چھوٹی ماں اپ مجھے معاف کر دیں میں نے اپ کا بہت

دل دکھایا ہے اپ کی تربیت کو شرمندہ کیا ہے۔۔دارم اگر میں نے تمہیں
معاف نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے کمرے میں کبھی نہیں اتی ایک ماں اپنے بچے کی
بڑی سے بڑی غلطی بھی معاف کر دیتی ہے اسی طرح میں نے بھی تمہیں معاف
کر دیا۔۔۔لیکن رامین کی ماں کا کیا اس کی ماں تمہیں کس طرح معاف کرے
جس کی بیٹی کا تم نے اتنا دل دکھایا ہے؟؟؟چھوٹی ماں میں اس سے بات کرنا چاہتا
ہوں لیکن وہ تو میرے سامنے تک نہیں ائی۔۔۔دارم نے شرمندگی سے سر
جھکائے کہا۔۔کیا بات کرو گے تم اس سے دارم سائمہ بیگم نے جیسے افسوس سے
کہا تھا۔۔۔

دارم کی والدہ کے انتقال کے بعد ریحانہ بیگم نے دارم پر کوئی توجہ نہیں دی اس
کی پرورش بھی سائمہ بیگم نے کی تھی انہیں یہ بچہ بچپن سے ہی بہت عزیز تھا یا
یوں کہہ لو انہوں نے پہلی اولاد کی طرح پالا تھا جب وہ شادی کر کے ائی تو صرف
حویلی میں دارم تھا جو ہمیشہ خاموش چپ چپ سا ہر چیز سے لاتعلق رکھتا وہ پانچ
سالہ بچہ اپنی عمر سے کہیں بڑا لگتا تھا۔۔۔لیکن اہستہ اہستہ سایمہ بیگم کے قریب
ہوتا چلا گیا اور دارم کے لیے بھی یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ اگر اس کی سگی ماں بھی

ہوتی تو شاید وہ بھی اس سے اتنی محبت نہ کرتی جتنی سائمہ بیگم نے اسے کی تھی۔۔۔اب دارم ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ان سے باتیں کر رہا تھا اور وہ اہستہ اہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلارہی تھی۔۔۔ چھوٹی ماں اپ پہلی ہیں جنہوں نے میری بیٹی کا نام مجھ سے پوچھا ہے وہ مسکرا کر بتارہا تھا تو سائمہ بیگم بھی مسکرائی اور بولی نام تو تم نے اچھا رکھ لیا دارم جس پر وہ مسکرایا اور بولا۔۔۔ چھوٹی ماں اپ جانتی ہیں جنت کی انکھیں بالکل رامین جیسی ہیں۔۔۔ جس پر سائمہ بیگم ہنستے ہوئے بولی تم شہریار جیسی بھی کہہ سکتے تھے شہریار اور رامین کی انکھیں بالکل ایک رنگ کی اور ایک ہی شکل کی تھی۔۔۔ تو وہ ہنسا اور بولا نہیں اس کھڑوس جیسی نہیں رامین جیسی ہی ٹھیک ہیں۔۔۔ ویسے چھوٹی ماں رامین مجھ سے بہت نفرت کرتی ہوگی نا۔۔۔

ہر چیز کے بدلے اس نے مجھ سے وفاداری مانگی تھی اور میں اس میں بھی ناکام رہا۔۔۔ دارم جسے اس قدر ٹوٹ کر چاہا ہو اس سے نفرت کبھی نہیں ہو سکتی وہ تم سے ناراض ہو سکتی ہے۔۔۔ اور ناراضگی کو دور کیا جاتا ہے کوئی بھی کوشش کرنے سے پہلے نتیجہ اخذ نہیں کرلینا چاہیے۔۔۔ لیکن چھوٹی ماں وہ جنت کو قبول

کر سکے گی؟؟؟دارم مراد خانزادہ تم بھول رہے ہو وہ سائمہ خانزادہ کی بیٹی ہے وہ محبت کرنا اور اسے نبھانا اچھے سے جانتی ہے۔۔۔وقت ضرور لگے گا لیکن دیکھنا ایک دن وہ تم سے بھی زیادہ اس بچی سے محبت کرے گی یہ ایک ماں کا دعوی ہے یاد رکھنا۔۔ان کی باتوں کے دارم کو کچھ حوصلہ ہوا تھا تو مسکراتے ہوئے بولا انشاءاللہ چھوٹی ماں جیسا آپ کہہ رہی ہیں ایسا ہی ہو۔۔۔بس اب دعا کریں رامین مجھ سے شادی کرنے کے لیے مان جائیں۔۔۔جس پر وہ مسکرا دی اور بولیں تمہیں لگتا ہے وہ انکار کر سکتی ہے۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا پھر کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا اور انہیں عشاء کے بارے میں بتانے لگا کہ وہ اس کے دوست دراب کی بہن ہے۔۔۔

شہریار نے پہلے تو جنت کا کام کرنے سے عشاء کو منع کیا کیونکہ وہ دارم مراد خانزادہ کی بیٹی تھی جس نے شہریار خانزادہ کی بہن کا دل توڑا تھا۔۔۔لیکن پھر سائمہ بیگم کے سمجھانے پر وہ راضی ہو گیا کہ اگر عشاء سارا دن جنت کے ساتھ

مصروف رہے گی تو گھر میں کوئی اور اسے تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔۔۔رامین سب خواتین کے ساتھ نیچے انگن میں بیٹھی تھی کہ نصرت پھوپھو نے ریحانہ بیگم یعنی کہ دارم کی سوتیلی ماں کے ساتھ مل کر بس اس کے نصیبوں پر افسوس کرنا شروع کیا ہوا تھا کہ وہ کس طرح کسی اور لڑکی سے نکاح کر کے ایک اولاد پیدا کر کے رامین کے سر پر لے ایا ہے اگر اس بچے کی ماں نہ مرتی تو شاید دارم کبھی واپس ہی نہ اتا۔۔۔

رامین ان کے سامنے خاموشی سے بیٹھے ساری باتیں برداشت کرتی رہی اندر ائی تو انکھیں بے اختیار جھلکنے لگی وہ دھندلائی انکھوں سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے اتے دارم سے ٹکراتے ٹکراتے بچی نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے دارم کھڑا تھا بہت عرصے بعد نظریں ملی تھی یوں لگا تھا جیسے پوری کائنات تھم گئی ہو۔۔۔ انسو انکھوں سے ٹوٹ کر گالوں پر بہے تھے۔۔۔دارم جب سے ایا تھا رامین نے دارم کا سامنا نہیں کیا تھا اور نہ ہی دارم نے اس سے ملنے کی کوشش کی تھی۔۔۔یوں ہی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے سنہری انکھوں میں شکوے تھے ناراضگی تھی اذیت تھی۔۔۔جب کہ

کالی گہری انکھوں میں بے بسی تھی ندامت تھی شرمندگی تھی۔۔ان دونوں کے اس عمل میں جنت نے دخل ڈالا جو نہ جانے باپ کو کھڑا دیکھ کر کون سی زبان میں بولنے کی کوشش کر رہی تھی دونوں کا سکتہ ٹوٹا ایک ساتھ دونوں نے جنت کو دیکھا۔۔۔رامین عشاء سے ہزار دفعہ سن چکی تھی کہ دارم لالہ کی بیٹی کی انکھیں بالکل رامین جیسی ہیں لیکن اب خود اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی تو اسے خود یقین نہیں آرہا تھا کہ اس بچی انکھیں سچ میں رامین کی کاپی تھی۔۔۔رامین کے لیے وہاں کھڑے رہنا محال تھا اس لیے بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف بڑھی اس کی انکھوں میں انسو دیکھ کر دارم بھی اس کے پیچھے ایا۔۔۔رامین دروازہ بند کرنے لگی تو دارم کو کھڑا دیکھ کر بولی جاؤ یہاں سے۔۔۔اس کی بات کو اگنور کرتے دروازہ دھکیلتے زبردستی اندر ایا۔۔۔رامین رخ موڑے دوسری طرف کھڑی ہوئی دارم نے جنت کو بیڈ پر بٹھایا اور رامین کے پاس کھڑے ہوتے بولا کیسی ہو من؟؟ تمہیں میرے خیال سے فرق پڑتا ہے لیکن خیر ٹھیک ہوں جواب بے رخی سے ایا تھا۔۔۔دارم خاموشی سے اس کے چہرے پر نظر جمائے ان خوبصورت نقوش کو دیکھ رہا تھا جن کا وہ بچپن سے دیوانہ تھا۔۔۔لمبی خاموشی

پا کر رامین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو دارم ہلکا سا مسکرایا اور بولا میرا حال نہیں پوچھو گی۔۔ کہ رامین نے خاموشی سے رخ پھیرا دارم دوسری طرف سے اس کے سامنے ایا اسے کندھوں سے تھام کر اپنے قریب کرتے اس کے ماتھے پر لب رکھتے بولا میں جانتا ہوں تم مجھ سے بہت ناراض ہو لیکن مجھے اپنی صفائی دینے کا ایک موقع تو دو اس کی گرم سانسیں اس کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے رامین بے بس ہونے لگی تھی۔۔۔ دارم نے مزید اس کے قریب ہوتے اس کی کمر کے گرد اپنے بازوں کا حصار باندھتے اپنی سانسوں کو اس کی سانسوں سے الجھاتے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔ رامین نے روتے ہوئے اس کی جیکٹ کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا تھا ایک سحر تھا جس میں وہ دونوں قید ہو چکے تھے ۔۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کوئی گستاخی کرتے کہ بیڈ پر بیٹھے جنت نے ان کا دھیان اپنی طرف دلایا جو خود سے باتیں کرتے جانے کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ رامین نے تو ہوش کی دنیا میں اتے دارم کو خود سے دور دھکیلا تھا وہ ایک قدم پیچھے کو لڑ کھڑایا تھا اس اچانک افتاد پر۔۔۔ ٹھیک ہے دو دارم مراد خانزادہ کیا وضاحت ہے تمہارے پاس اس سب کی؟؟؟ کیوں کی تم نے مجھ سے بے وفائی کیوں توڑا میرا

دل رامین نے چیختے ہوئے کہا تو اس کی بلند اواز سے جنت نے رونا شروع کر دیا۔۔۔دارم نے فورا اگے بڑھتے جنت کو گود میں اٹھایا اور اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔کہ رامین کو بھی روتے ہوئے دیکھ کر بولا ہم یہ بات ارام سے بھی کر سکتے ہیں من۔۔۔اب ہم کچھ نہیں کر سکتے دارم نہ تم پہلے جیسے ہو اور نہ میں سب کچھ بدل گیا ہے۔۔۔بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ دیکھو ویسے بھی تمہاری بیٹی رو رہی ہے اخری بات کہتے وہ تلخ ہوئی تھی۔۔۔دارم نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔پیچھے رامین زمین پر بیٹھے زارو قطار رو رہی تھی کیوں اس نے دارم کو اپنے قریب آنے دیا وہ کیسے سب کچھ بھول سکتی ہے۔۔۔

شہریار نے کمرے کا دروازہ کھلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہیں کام وہیں رک گیا۔۔۔ہلکی نیلے رنگ کے سوٹ میں گلے میں ہم رنگ دوپٹہ ڈالے ادھے بالوں کو کیچر لگائے باقی بال گچھوں کی صورت میں کمر پر جھولتے رقص پیش کر

رہے تھے شہریار اسے محویت سے دیکھ رہا تھا۔اور وہ ہر چیز سے بے نیاز جنت کو اچھالنے میں مصروف تھی۔۔۔جنت کے کھلکھلانے میں عشاء کی ہنسی بھی شامل تھی۔۔۔شہریار اسے یوں پہلی دفعہ ہنستا دیکھ رہا تھا اس کی ہنسی بے حد خوبصورت شفاف تھی ورنہ اج سے پہلے اس نے صرف اسے روتے یا گھبراتے دیکھا تھا۔۔۔ اہستہ سے قدم قدم چل کر اس کے قریب اتے شہریار نے اس کے کندھے کو اپنے بازو سے ٹکراتے اہستہ سے چھوا تھا۔۔۔وہ کرنٹ کھا کر پلٹی اپنے سامنے شہریار کو کھڑا پا کر اس کا سانس سینے میں رکا۔۔۔شہریار زیادہ تر گھر سے باہر رہتا تھا اور جب وہ گھر میں ہوتا تو عشاء کمرے سے غائب رہتی تھی۔۔۔شہریار اسے کچھ نہیں کہتا تھا لیکن پھر بھی اسے شہریار سے عجیب سا ڈر لگتا تھا۔۔۔اسے یوں گھبرا کر پلٹتا دیکھ کر شہریار بولا کیا یار بٹر فلائی تم سچ میں بٹر فلائی ہو ہاتھ لگایا نہیں کہ اڑ گئی۔۔۔شہریار کے الفاظ پر وہ ایک لمحے میں پانچ سات بار پلکیں جھپک گئی گال پل بھر میں گلابی ہونے لگے۔۔۔یہ تمہاری چیکس اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہیں شہریار نے حیران ہوتے پوچھا تو عشاء گھبراتے ہوئے اپنے گال کو ہاتھ لگاتے بولی ری۔۔۔ڈ۔۔۔ریڈ نہیں تو بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔نہیں سچ میں ریڈ ہو رہی ہیں

چاہیے تو آئینہ دیکھ لو شہریار نے شیشے کی طرف اشارہ کرتے کہا تو وہ شیشے کی طرف بڑھی اس کا چہرہ سچ میں لال گلاب ہو رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء اٹکتے ہوئے بولی پتہ نہیں کیوں ہو رہی ہیں۔۔۔ میں جنت کو اس کے روم میں چھوڑ کر اتی ہوں کہتی وہ فرار ہونے کے پر تولنے لگی تو شہریار بولا جنت کو چھوڑ کر اگلے پانچ منٹ میں اگر تم کمرے میں نہیں ہوئی تو تمہاری خیر نہیں۔۔۔ پانچ منٹ ہی صحیح اس کی نظروں سے دور ہونا ہی عشاء کو بہترین حل لگا۔۔۔ پاگل لڑکی کتنا ڈرتی ہے مجھ سے کہتے شہریار واش روم کی طرف بڑھا۔۔۔ شہریار فریش ہو کر باہر نکلا تو وہ کمرے میں کہیں موجود نہیں تھی ایک بل ماتھے پر پڑا لیکن پھر خاموشی سے بیڈ پر بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگا۔۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ کمرے میں ائی تو شہری نے غصے سے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔ کہ عشاء فارن بولی وہ دارم لالا کہہ رہے تھے کہ جنت کو فیڈر پلا دو اسی لیے دیر ہو گئی نظریں جھکائے اس نے بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑے کہا تو شہریار بولا جب میں بلاؤں تم پر فرض ہے کہ سب سے پہلے میری بات کو اہمیت دو نہ کہ باقی سب کی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو سمجھی۔۔۔ جی عیشا نے سر ہلایا۔۔۔ ٹھیک ہے اب یہاں اؤ شہریار نے اسے بیڈ پر بیٹھے اپنے پاس

انے کااشارہ کیا کیا کہ عشاء چھوٹے چھوٹے قدم لیتے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔۔ جس رفتار سے روم سے نکلی تھی اس رفتار میں چل کے انے کو کہا تھا ویسے میں نے لیکن خیر اس کا ہاتھ تھامتے شہریار نے اسے اپنے سامنے بیڈ پر بٹھایا۔۔ چادر اتار و اپنی اگلا حکم ایا تو عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ لیکن اپنی انگلیاں مروڑتے یوں ہی بیٹھی رہی کہ شہریار نے ہاتھ اگے بڑھاتے اس کی چادر کو چھونا چاہا وہ یک دم پیچھے ہٹی شہریار نے اس کا پاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچا اور چادر اتار کر دو صوفے پر اچھالی۔۔۔ عشاء کی انکھوں میں نمی اترتی دیکھ کر شہریار نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔اور بولا دیکھو میں تمہیں کچھ بھی نہیں کہہ رہا بٹر فلائی اتنی بڑی چادر میں تم خود چھپ جاتی ہو کمرے میں تم مجھے کوئی اپنے سائز کے ہلکے پھلکا دوپٹے میں نظر ایا کرو شہریار خود نہیں جانتا تھا وہ ایسی عجیب و غریب فرمائش اس سے کیوں کر رہا ہے اور دوسری بات رونا بند کرو میں کوئی ادم خور نہیں ہوں جو تمہیں کھا جاؤں گا۔۔عیشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا تو شہریار کو محسوس ہوا جیسے وہ مسکرائی ہو۔۔۔ کہ بولا ارے واہ تم مسکراتی بھی ہو۔۔۔ عشاء کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ ہستی ہوئی بھی

اچھی لگتی ہو کہ ایک دم عشاء کی مسکراہٹ سمٹی جسے شہریار نے بغور نوٹ کیا تھا اور بولا کیا ہوا؟؟ عشاء کو یاد ایا کہ اج ملیحا نے اسے جنت کے ساتھ ہنستے دیکھ کر کہا تھا ہنسا مت کرو تم لڑکی تم ہستی ہو تو ہمیں غصہ اتا ہے کچھ نہیں ملیحہ نے مجھے ہنسنے سے منع کیا ہے۔۔۔ شہریار کے ماتھے پر بل پڑا اس کے بات سن کر کہ عشاء بولی پتہ ہے سب سے اچھی جنت ہے وہ جب بھی مجھے دیکھتی ہے سمائل کرتی ہے ساتھ وہ ایک بار پھر خود مسکرائی تھی۔۔۔اور رامین اپی بھی بہت اچھی ہیں۔۔۔ اچھا اور کون کون اچھا ہے شہزاد نے سوال کیا تو بولی سائمہ انٹی بھی اچھی ہیں۔۔۔اور شہریار نے پوچھا تو بولی مریم بھابھی بھی اچھی ہیں۔۔۔اور شہریار نے پھر پوچھا۔دارم لالا بھی اچھے ہیں۔۔۔اور شہریار نہ جانے اس سے کیا سننا چاہتا تھا کہ وہ بولی رخسانہ بھی اچھی ہے رخسانہ کون شہریار نے حیران ہوتے پوچھا تو وہ بولی کام والی انٹی اس کے الفاظ پر شہری کا منہ بنا اور بولا لڑکی اس دنیا میں سب ہی اچھے لگتے ہیں تمیں سوائے میرے وہ کب سے اپنا نام سننا چاہتا تھا لیکن عشاء نے قسم کھائی تھی کہ اس کا نام نہیں لے گی۔۔۔اسے یوں غصہ ہوتا دیکھ کر عشاء بولی نہیں نہیں اپ بھی بہت اچھے ہیں۔۔۔ہاں وہ تو مجھے پتہ چل ہی گیا ہے

میں کتنا اچھا ہوں شہریار نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔عشاء واپس نظریں جھکاتے گم سم بیٹھے اپنی انگلیاں مروڑنے لگی۔۔۔شہریار بولا اچھا یہ بتاؤ تمہاری فیملی میں کون کون تھا؟؟اس کے الفاظ پر بے اختیار عشاء کی انکھیں جھلکی تھیں اور بولی کوئی نہیں۔۔۔ایسے کیسے کوئی نہیں۔۔کوئی تو ہوگا شہریار نے مزید پوچھو تو بولی۔۔۔نہیں میرے مما ابا کی ڈیتھ میرے بچپن میں ہوگئی تھی کچھ منتھ پہلے میرے بھائی کی ڈیتھ کار ایکسیڈنٹ میں ہوگئی اور نانوں کو ٹیومر تھا وہ بھی اس دنیا سے چلی گئی اخر میں اس کی اواز بھرا گئی انکھوں سے انسو ٹوٹ کر گالوں پر بہے تھے۔۔۔شہریار حیران ہوا تھا اس پر یہ بہت بڑا انکشاف تھا کہ لیکن پھر بولا تو تم ولید شاہ کی کیا لگتی ہو۔۔۔اسے لگا تھا وہ ولید شاہ کی بیٹی ہے لیکن عشاء بولی میں ان کی بھانجی ہوں۔۔۔کیا سچ میں تم ولید شاہ کی بھانجی ہو؟؟عشا نے ہاں میں سر ہلایا تو شہریار یکدم پریشان ہوا اور پھر سنبھل کر بولا اچھا تم یہ بات گھر میں کسی کو نہیں بتاؤں گی سمجھی اگر کبھی کوئی پوچھے تو تم یہی کہوں گی کہ تم ولید شاہ کی بیٹی ہو۔۔۔عیشا نے کچھ حیران ہوتے اس کی بات پر ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔ٹھیک ہے تم سو جاؤ اسے کہتے شہریار خود بھی بیڈ پر نیم دراز ہوا لیکن وہ اس انکشاف سے

پریشان ہو چکا تھا اگر وہ لڑکی ولید شاہ کی بیٹی نہیں تھی تو وہ معصوم کس خون بہا کا بدلہ چکا رہی تھی۔۔۔

اس کے ساتھ تو زندگی نے ہی کئی ظلم کیے تھے اور اب وہ کسی کے ظلم و ستم کو کیا سہتی۔۔۔

سیال خان نے فیصلہ کیا تھا کہ اب رامین کو دارم کے ساتھ رخصت کر دینا چاہیے تاکہ دارم اپنے کاروبار پر دھیان دے سکے انہوں نے محسوس کیا تھا وہ سارا وقت اپنی بیٹی کے لیے پریشان رہتا تھا اس لیے اب وہ دارم اور رامین کی رخصتی کر دینا چاہتے تھے نکاح تو ان کا پانچ سال پہلے ہی ہو چکا تھا جب دارم اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان لوٹا اور پھر بزنس کے سلسلے میں دوبارہ باہر چلا گیا نکاح کے بعد۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو رامین نے اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس کے قریب زمین پر بیٹھا رامین کا منہ اب بھی دوسری طرف

تھا لیکن اس کی خوشبو سے پہچان چکی تھی کہ وہ کون ہے۔۔۔ من یہاں دیکھو دارم نے اس کے گود میں پڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اسے پکارا۔۔۔

کوئی کام ہے دارم بے رخی سے ویسے ہی بیٹھے بولی۔۔۔

ہاں تمہارا ساتھ چاہیے دارم نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔ میرا ساتھ کافی ہوگا تمہارے لیے رامین بھرائی ہوئی اواز میں بولی۔۔۔ من تم مجھے معاف نہیں کر سکتی دارم نے اس کے گھٹنوں پر سر رکھتے کہا تھا۔۔۔

ایک عورت ہر چیز معاف کر سکتی ہے دارم سوائے دوسری عورت کے۔۔۔۔ اپنی حق تلفی پر میں کیا معاف کروں تمہیں میرے پاس تو وہ حق بھی نہیں۔۔۔ سارے حق سارے اختیارات ہیں تمہارے پاس من دارم نے ویسے ہی بیٹھے کہا۔۔۔ رامین بے بسی سے ہنستی بولی اچھا اگر سارے حق اختیارات میرے پاس تھے تو اس بچی کی ماں کے پاس کیا تھا دارم کہاں کمی رہ گئی تھی میری محبت میری وفا میں جو تمہیں دوسری عورت کی ضرورت پڑ گئی۔۔۔ میں کب کہہ رہا ہوں من تم میں یا تمہاری محبت میں کہیں کمی تھی کمی مجھ میں تھی غلطی میری ہے تم جو چاہے مجھے سزا دے سکتی ہو۔۔۔ میں تمہیں کیا سزا دی سکتی ہوں

رامین نے بے بسی سے روتے کہا تھا۔۔۔ من میری جان ایسے روتو مت تمہارے انسوؤں میں مجھے اپنا اپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے مت تکلیف دو خود کو ۔۔۔ کہتے دارم اس کے برابر صوفے پر بیٹھا اب اپنے ہاتھوں سے اس کے انسو صاف کر رہا تھا۔۔۔ رامین نے نم نگاہوں سے اسے دیکھا کس قدر ظالم شخص تھا پہلے خود انسوں کا ایک دریا اس کی انکھوں میں اتارا تھا اور اب کتنے سکون سے بیٹھے کہہ رہا تھا کہ اس کے رونے سے اسے کو تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ رامین کے خود کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے پر دارم نے ہلکا سا اگے کو سر کتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور جھک کر باری باری ان دونوں سنہری انکھوں کو چوما جن میں نمی اسے بے چین کرتی تھی۔۔۔

رامین نے روتے ہوئے دارم کے سر کے ساتھ اپنا سر جوڑا کچھ لمحے وہ دونوں یو ہی سکون حاصل کرتے رہے۔۔۔ کہ رامین یک دم اٹھ کھڑی ہوئی دارم نے اس کا ہاتھ تھاما تو رامین اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے بولی نہیں دارم اتنی اسانی سے میں کیسے سب بھول جاؤں کیسے تمہیں معاف کر دو تمہارے لمس میں ملاوٹ ہے تمہاری محبت میں ملاوٹ ہے دارم۔۔۔ کہیں کوئی ملاوٹ نہیں ہے

من تم ایک دفعہ اپنے دل سے پوچھو تمہیں لگتا ہے تمہیں محسوس ہوتا ہے کہیں سے بھی کہ یہ دارم تمہارا نہیں ہے۔۔۔

رامین شدت سے روتے بولی دارم کاش مجھے کبھی پتہ نہ چلتا کہ تم نے مجھ سے بے وفائی کی ہے پھر چاہے تم ساری زندگی اپنی دوسری بیوی کے ساتھ باہر رہتے میں سالوں سال تمہارا انتظار کر سکتی تھی اس امید کے ساتھ کہ تم صرف میرے ہو اور جب تم یہاں پاکستان اتے تو صرف میرے ہوتے میں اس دھوکے میں تو رہ لیتی لیکن اس حقیقت کے ساتھ کیسے جیو کہ تم نے مجھ سے پہلے میرے اختیارات کسی اور کو دے دیے۔۔۔۔ میں جانتی ہوں مرد کو ایک تو کیا چار شادیوں کا بھی پورا پورا حق ہے لیکن مجھے اس بات کا یقین نہ دلاتے کہ تم جہاں بھی رہو گے صرف میرے بن کر رہو گے۔۔۔ کیوں مجھے خود کے اتنے قریب لا کر مجھ سے خود اتنے دور چلے گئے۔۔۔ میں تم سے دور نہیں ہوں من میں اب بھی تمہارے اتنے ہی قریب ہوں بس تم دیکھنا نہیں چاہتی دارم نے افسوس سے اس کی پشت کو دیکھتے کہا۔۔۔۔ نہیں دارم تم نہیں ہوں میرے قریب۔۔۔ تم ایک بچی کے باپ ہو جب جب میں تمہاری بیٹی کو دیکھ ہوں نا مجھے

تب تب اپنا حق کسی اور کو دیا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔۔کیسے تم نے کسی سے محبت کر لی تم نے خود کو چھونے کا حق کیسے کسی اور کو دے دیا تب تمہیں میرا خیال کیوں نہیں ایا دارم ؟؟؟میں تمہارا خیال اپنے ذہن سے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں جھٹک سکا لیکن خیر اس وقت میں تمہیں یقین دلا نہیں سکتا اور تم مجھ پر یقین کر نہیں سکتی تو تم میرے ایک سوال کا جواب ہی دے دو شادی کرو گی مجھ سے ؟؟؟

رامین نے مڑ کر اس دشمن جان کو دیکھا تھا جو انکھوں میں امید لیے اس سے پوچھ رہا تھا اپنے چہرے کو انسو سے صاف کرتے رامین بولی میں تمہاری بیوی ہو دارم مراد خانزادہ چھوڑ جانے کا حق مردوں کو ہوتا ہے عورتوں کو نہیں۔۔۔دارم نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر صوفے سے اٹھتے اس کے قریب اتے بولا من اگر تم شادی نہیں کرنا چاہتی تو میں کوئی زور زبردستی نہیں کروں گا اگر دل مانے تو کل مہندی کے لیے تیار ہو جانا اور اگر نہ مانے تو یوں ہی باہر اجانا میں سب سے کہہ دوں گا کہ میں ابھی رخصتی نہیں چاہتا۔۔۔کہتے دارم کمرے کا دروازہ کھولتے باہر نکل گیا۔۔۔رامین نے دھندلائی ہوئی نظروں سے اس کی پشت کو

دیکھااور پھر بیڈ پر بیٹھے روتے بولی دارم تم پورے حق سے بھی رخصتی کروا سکتے تھے۔۔۔ تم نے میرا حق دوسروں میں بانٹا ہے میں نے تواج بھی اپنی زندگی کا ہر اختیار ہر حق صرف تمہیں دیا ہے۔۔۔۔

دارم نے سامنے سے اتے سائمہ بیگم کو دیکھا تو نظریں جھکاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا لیکن سائمہ بیگم اس کی سرخ ہوتی انکھوں کو دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ دارم اور رامین کے بیچ ضرور کوئی بات ہوئی ہو گی۔۔۔۔

سائمہ بیگم نے رامین کے کمرے میں قدم رکھا تو وہ بیڈ پر بیٹھے رونے میں مشغول تھی۔۔۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ اس کے پاس بیٹھی۔۔۔ نظر اٹھا کر رامین نے جب انہیں اپنے پاس بیٹھے دیکھا تو ضبط مزید ٹوٹا وہ ہچکیاں بھرتے روتے ہوئے ماں کے ساتھ لگی۔۔۔ سائمہ بیگم نے اس کی پیٹھ سہلائی اور بولی کیا ہوا بچہ اتنا کیوں رو رہی ہو۔۔۔ کچھ نہیں مورے بس یوہی۔۔۔ دارم نے کچھ کہا کیا سائمہ بیگم نے پوچھا تو وہ بولی نہیں۔۔۔ اچھا تو پھر کیا بات ہے اپنی مورے کو نہیں بتاؤ گی۔۔۔ وہ اپنے انسو خشک کرتے بولی نہیں بس یوں ہی کل میں رخصت ہو جاؤں گی نا اسی لیے بس رونا ارہا تھا۔۔۔

رامین اگر تم رخصتی نہیں چاہتی تو ہم ابھی اسے رکوا دیتے ہیں سائمہ بیگم نے اسے دیکھتے کہا تو رامین نے ایک نظر ماں کے چہرے پر ڈالی اور بولی اب رکوا دیں گی تو کیا دو سال بعد چار سال بعد ایک نہ ایک دن مجھے رخصت ہونا ہی پڑے گا۔۔۔ مورے یہی وقت ہے اب مجھے ہر چیز کو قبول کر کے اگے بڑھنا چاہیے۔۔۔ تو ٹھیک ہے رامین پھر تم سچ میں اگے بڑھنا دارم کو معاف کر دینا اور میں یہ نہیں کہوں گی کہ تم اس بچی کو قبول کر لو کیونکہ تمہارے لیے اسان نہیں ہو گا لیکن اس بات کا دھیان ضرور رکھنا اس سب میں اس معصوم سی پری کا کوئی قصور نہیں۔۔۔ جی مورے وہ بھرائی ہوئی اواز میں بولی۔۔۔ چلو شاباش میرا بیٹا اٹھو نماز پڑھو اپنے لیے سکون مانگو رب سے اور اب یہ انسو ختم ہو جائے رامین۔۔۔ انشاءاللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔

وہ کب سے گاڑی میں بیٹھا ایت کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے دور سے بیگ سیٹ کراتی وہ نظر اگئی گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ باہر نکلا۔۔۔ اس کی طرف بڑھتے وہاب نے

ایت سے بیگ پکڑنا چاہا۔۔تو وہ تڑخ کر بولی میں اپنا بوجھ خود اٹھا سکتی ہوں مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔۔۔وہاب اسے مشکل سے بیگ گھسیٹتے دیکھ کر غصہ تو ہوا لیکن خیر خاموشی سے واپس گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اب اس کے اہستہ اہستہ گاڑی تک پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔کہ ایت دل ہی دل میں اسے لعنت ملامت کرتے ہوئے بولی کس قدر بد تمیز انسان ہے یہ نہیں کہ انسان دو تین دفعہ انسسٹ کر کے پوچھ لے لیکن نہیں خیر چھوڑو کر لوں گی میں اپنی مدد خود ہی۔۔۔اب اسے اس قدر مشکل سے جھونجتے دیکھ کر وہاب مسکراہٹ دبائے انکھوں پر بلیک چشمہ لگائے اسے بے حال ہوتا محویت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اخر کار وہ وہاب تک پہنچتے بیگ اس کے قدموں میں پٹختے گاڑی کی طرف بڑھنے لگی تو وہاب بولا میڈم اپ نے کہا تھا اپ اپنا بوجھ خود اٹھائیں گی تو اس لگج کو اٹھا کر گاڑی میں رکھ دیں۔۔۔ایت نے انکھیں پھیلائے اسے غصے سے دیکھا پھر اپنا ہینڈ بیگ گاڑی میں پٹکتے لگج کو اٹھانے لگی اس سے پہلے وہ سامان گرا دیتی کہ وہاب نے اسے تھامتے ایت سے پکڑتے گاڑی میں رکھا۔۔۔ویسے مجھے ضرورت نہیں تھی تمہاری مدد کی کہتے وہ اگے بڑھتے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے

بیٹھی۔۔۔وہاب نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے بیٹھا اور پوچھنے لگا بھوک لگی ہے یا سیدھے حویلی جانا ہے؟؟؟ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے مجھے گھر جانا ہے بس۔۔ٹھیک ہے وہاب نے لاپرواہی سے کہتے گاڑی اگے بڑھا دی۔۔۔

ایت وہاب کی بچپن کی منگ تھی اور ان کا نکاح بھی دارم اور رامین کے نکاح والے دن ہی ہوا تھا کیونکہ رستم صاحب کا کہنا تھا کہ بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھروں کی ہو جائیں اتنا بہتر ہے اس لیے انہوں نے ایت کا نکاح بہت جلدی کر دیا تھا تب وہاب بھی پڑھ رہا تھا اور اب جس یونیورسٹی میں ایت پڑھتی تھی اس یونیورسٹی میں ہی وہاب ایچ اوڈی تھا (یعنی پروفیسر) وہاب نے جان بوجھ کرایا اس کا ایڈمیشن اپنی یونیورسٹی میں کروایا تھا مگر ایت ہاسٹل میں رہتی تھی کبھی کبھار ویک اینڈ یا پیپر ختم ہونے پر اس کے پاس اجاتی تھی۔۔اور جب بھی حویلی جانا ہوتا اگر دونوں فارغ ہوتے تو ایک ساتھ چلے جاتے اج بھی ان دونوں کو اپنے بہن بھائی کی شادی میں پہنچنا تھا اس لیے دونوں ایک ساتھ ہی حویلی کے لیے نکلے۔۔۔

حویلی پہنچ کر وہ سب سے ملے خوب ہلا گلا کیا مگر دارم نے ایت کی خفگی کو محسوس کیا وہ جانتا تھا اس کی کیا وجہ ہے ورنہ وہ شہریار سے زیادہ دارم کے کلوز تھی۔۔۔ جب کہ ریحانہ بیگم کو وہاب کا دارم سے اس قدر چاہ کر ملنا کچھ خاص پسند نہیں تھا۔۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کا اپس میں بہت پیار تھا۔۔

گہرے جامنی رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک جس پر موتیوں اور شیشوں کا کام ہوا تھا پہنے وہ دوپٹے سے بے نیاز چینجنگ روم سے نکلی تو شہریار کو کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گئی یہ اس کے انے کا وقت تو نہیں تھا لیکن وہ کیسے بھول گئی اج تو دارم اور رامین کی مہندی ہے سو وہ گھر پر ہی ہو گا۔۔۔

دوپٹے سے بے نیاز اس دوشیزہ کو اس طرح اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر شہریار کی انکھوں میں خمار اترا۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ عشاء کے پاس پہنچا ہلکا سا جھکا

اس کے کان کی طرف دیتے سرگوشی کرتے بولا بٹر فلائی اگر تم یوں سج سنور کر میرے سامنے گھوموں گی تو کیسے چلے گا؟؟اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے عشاء اپنے اپ میں سمٹی اور بولی

ج۔۔ی جی کیا کہنا چاہ رہے ہیں اپ۔۔۔عیشا نے نہ سمجھی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔ نظر اٹھا کر معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی تو شہریار نے کاجل لگی ان گری انکھوں کو دیکھا اور پھر بولا بٹر فلائی یا تو تمہیں میری باتیں بہت اچھے سے سمجھ اتی ہیں یا بالکل ہی سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔۔۔عشاء کو لگا وہ اسے بے وقوف سمجھ رہا ہے اس لیے بولی نہیں مجھے اپ کی باتیں سمجھ میں اتی ہیں۔۔۔ اچھا تو پھر مجھے بھی سمجھاؤ کیا کہہ رہا تھا میں شہریار نے پوچھا۔۔۔اپ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر میں یوں ریڈی ہو کر گھوموں گی تو پھر میں خون بہا میں ائی لڑکی کیسے لگوں گی۔۔۔اس کے الفاظ پر شہریار نے دو قدم پیچھے ہوتے لمبا سانس خارج کیا اور اپنا سر پیٹتے بولا تم سچ میں ضرورت سے زیادہ بے وقوف ہو۔۔۔ شہریار کے بے وقوف کہنے پر عشاء نے انکھیں سکھیڑیں اور بولی میں جا رہی ہوں مجھے بہت

کام ہے۔۔۔شہریار اس کی خفگی محسوس کرتے مسکرایا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ باہر سے اسے شہریار لالا شیری لالا چلانے کی اواز سنائی دی۔۔۔

شہریار نے مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تو ایت بھاگ کے اتے اس کے سینے سے لگی اور پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولی اپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں ائے یونیورسٹی۔۔۔

شہریار نے مسکرا کر اس کا سر چومتے ہوئے کہا تمہارے پیپرز تھے نا لڑکی اگر میں ملنے اجاتا تو تم پکا فیل ہو جاتی سارا دن میرے انے کی خوشی مناتے ہوئے۔۔۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے لالا۔۔۔منہ بناتے ایت نے کہا تو شہریار ہنس دیا۔۔۔کچھ فاصلے پر کھڑی عشاء کی انکھیں شدت سے نم ہوئی تھی اسے دراب کا یوں ہی پاکستان انا یاد ایا تھا جب وہ زندہ تھا تو وہ بھی عشاء سے یوں ہی ملتا تھا ڈھیر سارا پیار کرتا تھا اس کے ہونے سے سب کچھ بہت اچھا تھا اگر دراب نہیں تھا تو اب خوشیاں بھی نہیں تھی۔۔۔شہریار سے باتیں کرتے ایت کی نظر عشاء پر پڑی تو بولی لالا یہ کون ہے اور اپ کے کمرے میں کیا کر رہی ہے۔۔۔عشاء جانتی تھی شہریار اور رامین کی ایک اور بہن بھی ہے اس لیے وہ اندازہ لگا چکی تھی یہ ایت ہے

لیکن ایت کو شہریار اور عشاء کے نکاح کا نہیں پتہ تھا۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا دونوں کی نظریں ٹکرائیں کہ عشاء نظریں جھکاتے کمرے سے باہر نکلنے لگی تو شہریار بولا یہ تمہاری بھابھی ہے ایت۔۔۔میری بھابھی یعنی کہ اپ کی وائف لالا ایت نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا اور پھر بولی اپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں اپ نے مجھے بتائے بغیر شادی کر لی ایت نے تو مانو صدمے میں جاتے کہا تھا۔۔۔شادی نہیں کی ایت صرف نکاح کیا ہے شادی تو پوری دھام سے تمہاری موجودگی میں ہو گی۔۔۔اور نکاح کچھ جلدی میں ہوا تھا اسی لیے تمہیں بتانے کا وقت نہیں ملا۔۔۔لالا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی جتنی بھی جلدی تھی اپ مجھے بتا تو سکتے تھے لیکن خیر دا جی اپ کے نکاح کے لیے کیسے مان گئے وہ تو اپ کی شادی ملیحہ سے کرانا چاہتے ہیں ایت کو لگا عشاء شہریار کی پسند ہے لیکن جو بھی ہو میری بھابھی بہت ہی پیاری ہیں کہتے وہ اگے بڑھتے ایک دم عشاء کے گلے لگی تھی۔۔۔جو ایت کی ہی ہم عمر تھی۔۔۔عشاء تو حیران و پریشان کھڑی ایت کو دیکھ رہی تھی جس نے اسے حویلی میں سب سے پہلے بھابھی کہا تھا اور اتنی محبت سے اس کے ساتھ ملی تھی۔۔۔

ایت کی باتوں پر عشاء ہلکا سا مسکرا دی کہ باہر سے اتی ملازمہ نے عشاء کو اس کے نام سے پکارا تو ایت حیران ہوئی لیکن بولی کچھ نہیں اور عشاء اس ملازمہ کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔۔۔لالا یہ کس قسم کی بد تمیز ملازمہ ہے بھابھی کو اس کے نام سے بلا رہی ہے کہ شہریار اسے اپنے اور عشاء کے نکاح کی ساری حقیقت بتاتا چلا گیا۔۔۔ساری باتیں سن کر ایت کی انکھیں نم ہونے لگی اور بولی لالا جو بھی ہو لیکن عیشا بھابھی اس ملیحہ اور باقی بہت سی لڑکیوں سے بہت بہتر ہے کتنی معصوم سی ہے اپ مجھ سے پر ومس کریں اپ اسے ہٹ نہیں کریں گے۔۔۔شہریار بولا لو جی اس گھر میں اس کا ایک اور وکیل اگیا ارے بھئی میں کوئی جلاد تو نہیں ہوں جو سب مجھے ہی سمجھانے اجاتے ہیں شہریار نے کچھ ناراضگی سے کہا تو ایت ہنستے ہوئے بولی لالا ہم سب اچھے سے جانتے ہیں اپ کتنا ہی اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہو اور وہ تو اپ کا غصہ سہہ بھی نہیں سکے گی۔۔۔اچھا اچھا بس بس اب جا کے ریڈی ہو جاؤ تم بھی مجھے لیکچر مت دو فضول میں اور کچھ نہیں کہتا میں تمہاری پیاری بھابھی کو شہریار نے اسے یقین دلایا تو وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔غصہ تو شہریار کو عشاء پر کبھی ایا ہی نہیں تھا اور جب سے یہ پتہ چلا تھا کہ وہ

بے گناہ ہوتے ہوئے اپنے ماموں کے کیے کی سزا کاٹ رہی ہے تب سے تو اسے عیشاء سے اور ہمدردی ہوگئی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھا کہ یہ صرف ہمدردی نہیں ہے۔۔۔

مہندی کا فنکشن بہت اچھے سے اپنے اختتام کو پہنچا دارم بیڈ پر لیٹا جنت کے ساتھ کھیل رہا تھا اج وہ بے حد خوش تھا۔۔۔
اب وہ جنت سے باتیں کرتا اس سے پوچھ رہا تھا پرنسس اپ کو ماما کیسی لگی؟؟؟ جبکہ جنت اس کی باتوں پر مسکرائی رہی تھی تو دارم بولا اچھی لگی نا اپ کو مجھے بھی اپ کی مما بہت اچھی لگتی ہیں وہ ہے اتنی اچھی اتنی پیاری اور دیکھو انہوں نے بابا کا مان بھی نہیں توڑا شادی کے لیے راضی ہوگئی ساتھ ہی اس نے جنت کا گال چوما تھا۔۔۔ تو جنت کھلکھلا کر ہنسی میری پرنسس اج بہت خوش ہیں نا اج اپ کی مما نے اپ کو پہلی دفعہ اٹھایا۔۔۔ جنت ہر روز کی طرح ہی مسکرا رہی تھی کھلکھلا رہی تھی دارم ضرورت سے زیادہ خوش تھا اس لیے اسے اج ہر چیز ہی خوش سے

جھومتی محسوس ہو رہی تھی رامین نے جنت کو ارادہ تن نہیں اٹھایا تھا لیکن عشاء نے لاپرواہی سے اسے ٹیبل پر رکھا تھا جنت گرنے لگی کہ رامین نے بھاگ کر اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔۔۔دارم کو صبح کا انتظار بے صبری سے تھا جب اس کی منکوحہ اس کی بیوی بن کر اس کے کمرے میں موجود ہو گی۔۔۔

فریش ہو کر وہ ابھی واش روم سے نکلی کہ اس نے اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں کو دیکھا جن پر مہندی کا خوب رنگ چڑھا تھا۔۔۔مہندی لگاتے وقت سب ہی عورتوں سے کہہ رہی تھی اگر مہندی کا رنگ گہرا آیا تو شوہر بے حد محبت کرنے والا ہو گا لیکن رامین تو اپنے ہاتھوں پہ چڑھے رنگ اور اپنی قسمت کو بے رنگ دیکھ کر حیران تھی۔۔۔ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم کھڑی تھی کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اجاؤ۔۔۔ایت مسکراتے ہوئے کمرے میں ائی اور بولی اج میری اپی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔اس کی بات پر رامین مسکرائی اور بولی میری بہن تو خود بہت اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ایت مسکراتے ہوئے اس کے پاس

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بیٹھی۔۔کے رامین بولی ایت لیکن میں تم سے ناراض ہوں تم نے دارم کے ساتھ مس بیہیو کیوں کیا؟؟

اپی اپ اب بھی دارم لالا کی سائیڈ لے رہی ہیں اتنا غلط کیا انہوں نے اپ کے ساتھ۔۔ایت وہ میرا اور دارم کا پرسنل میٹر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس کے ساتھ مس بیہیو کرو۔۔۔

اج جب وہ لوگ ائے تو دارم ایت سے ملنے لگا کہ ایت اگے بڑھ گئی۔۔۔رامین اچھے سے جانتی تھی دارم کو ایت کے رویے نے ہٹ کیا ہو گا کیونکہ دارم بچپن سے ایت کے ساتھ بہت محبت سے پیش اتا تھا وہ اسے اپنی چھوٹی بہن کہتا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے اپی ائی ایم سوری لیکن مجھے سمجھ نہیں ارہا اپ دارم لالا سے شادی کرنے کے لیے کیوں مان گئے۔۔۔کیا مطلب کیوں مان گئی صرف رخصتی ہے ایت نکاح تو پانچ سال پہلے ہی ہو چکا تو انکار کی کوئی وجہ۔۔۔لیکن دارم لالا کی ایک بیٹی بھی ہے اب۔۔۔تو کیا رامین بولی اگر میں انکار کر بھی دیتی تمہیں لگتا ہے دا جی میرے انکار کو کوئی اہمیت دیتے اور دوسری بات اب اس بچی کی ماں اس دنیا میں نہیں ہے اور دنیا کی نظر میں میں ہی دارم کی بیوی تھی اور رہوں گی۔۔۔

اپ سے ایک بات پوچھوں اپی سچ سچ بتائیں گی ایت نے اس کی انکھوں میں دیکھتے پوچھا؟؟ تو رامین مسکراتے ہوئے بولی میں اب بھی دارم سے محبت کرتی ہوں یہی پوچھنا چاہتی ہو نا۔۔۔ایت نے کچھ خفگی سے اسے دیکھا اور بولی اپ کیسے کر سکتی ہیں ان سے محبت اپی انہوں نے اپ کے ساتھ بے وفائی کی ہے اور بے وفائی کی کوئی معافی نہیں ہوتی۔۔۔

تم جانتی ہو ایت جب پسندیدہ مرد بے وفائی کرتا ہے تو عورت سہہ لیتی ہے کیونکہ وہ اس کا خود کا انتخاب ہوتا ہے اس کی محبت اس کی بے وفائی پر حاوی ہو سکتی ہے۔۔۔

لیکن جب ناپسندیدہ مرد بے وفائی کرتا ہے تو انسان زیادہ زخمی ہوتا ہے ایک تو وہ ان چاہے رشتے میں بندھا ہوتا ہے اور دوسرا محبت تو پہلے ہی نہیں ہوتی اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس رشتے کا وجود بھی۔۔۔ محبت میں لوگ بڑی سے بڑی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں اور دارم مراد خانزادہ تو میرے بچپن کا عشق ہے ایک غلطی تو میں بھی معاف کر سکتی ہوں بے شک یہ میرے لیے احسان نہیں ہو گا۔۔۔ لیکن محبوب جیسا بھی ہو محبوب ہوتا ہے۔۔۔ محبت کے بدلے محبت

قسمت والوں کو ملتی ہے اور شاید میری قسمت اتنی اچھی نہیں۔۔۔اس لیے تم فکر مت کرو جو بھی ہو گا جیسے بھی ہو گا دیکھا جائے گا میں نے اپنے فیصلے اس رب پر چھوڑ دیے ہیں۔۔۔وہ سب تو ٹھیک ہے اپی لیکن اپ دارم لالا کی بیٹی کو ہر وقت انکھوں کے سامنے کیسے برداشت کریں گی۔۔۔معلوم نہیں ایت لیکن میں کوشش کروں گی میں اس بات کو فراموش کر سکوں کہ اس سب میں اس بچی کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔لیکن اخر میں رامین کی انکھیں نم ہو تھی یہ سچ ہے سب بہت مشکل ہو گا ہر وقت جنت کو اپنے اس پاس دیکھنا۔۔۔ایت اہستہ سے اگے بڑھتے رامین کے ساتھ لگی تو رامین بولی بس بس اب خامخواہ مجھے ایموشنل مت کرو سونے دو ورنہ صبح اچھی بھی نہیں لوں گی تو ایت اسے گڈ نائٹ کہتے کمرے سے نکلی جب کے رامین صرف یہ سوچ کر رہ گئی کہ اسے اچھا لگنا کس کے لیے ہے دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوتے بولی کاش دارم کاش تم یہ سب نہ کرتے تو اج میری زندگی کا سب سے سپیشل دن ہوتا۔۔۔

سٹیج پر بیٹھے ہوئے وہ دونوں چاند سورج کی جوڑی لگ رہے تھے۔۔۔ ہر دیکھنے والا ان کی تعریف کر رہا تھا لیکن بیچ میں لوگ دارم کی بیٹی کو دیکھ کر باتیں بھی بنا رہے تھے جنہیں رامین نے بڑے صبر سے برداشت کیا تھا۔۔۔ کیونکہ اب اسے یہ سب برداشت کرنے کی عادت ڈالنی تھی۔۔۔ ڈیپ بریڈ کلر کے بھاری کام والے لہنگے پر وہ میک اپ کیے بھاری جولری پہنے مکمل دلہن بنے اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ دارم کو ڈر تھا کہ اسے نظر نہ لگ جائے۔۔۔ رسمیں وغیرہ پوری ہونے کے بعد رامین کو اوپر دارم کے کمرے میں لے جایا گیا۔۔۔ کمرہ بے انتہا خوبصورتی سے سجا پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ کمرے میں اتے ہی رامین کو ہر طرف دارم اور پھولوں کی خوشبو محسوس ہوئی۔۔۔

لیکن سائیڈ ٹیبل پر پڑی جنت کی فیڈر نے اس کا موڈ بری طرح خراب کیا جو خواب وہ پچھلے کچھ گھنٹوں سے جی رہی تھی۔۔۔ وہ چھن سے ٹوٹا تھا دارم کی بے وفائی ایک بار پھر پوری شدت سے یاد ائی تھی۔۔۔ خاموشی سے چلتے وہ چینجنگ روم کی طرف چینج کرنے کے لیے بڑی۔۔۔

جنت کو بیڈ پر لٹاتے عشاء نے اس پر اچھے سے بلینکٹ اڑایا۔۔اور خود چینج کرنے چلی گئی کیونکہ سائمہ بیگم نے کہا تھا کہ اج رات جنت کو وہ اپنے کمرے میں سلائے۔۔۔دارم کے بعد جنت سب سے زیادہ خوش عشاء کے پاس ہی رہتی تھی۔۔اسے سکون سے سوتا دیکھ کر عشاء خود بھی چینجنگ روم کی طرف بڑھی چینج کر کے باہر نکلی تو کمرے میں اتے شہریار کو دیکھا اس سے پہلے شہریار کچھ کہتا عیشا نے اگے بڑھتے بھاگتے ہوئے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا جو کچھ کہنے والا تھا۔۔شہریار پوری انکھیں کھولے اس کی جرات پر حیران ہوا تھا۔۔عشاء کو اس بات کا احساس بالکل بھی نہیں تھا کہ وہ شہریار کے اتنے قریب کھڑی ہے اس کا دھیان تو پیچھے مڑ کر جنت کو دیکھنے میں لگا تھا کہ کہیں وہ اٹھ تو نہیں گئی۔۔۔اور شہریار بت بنا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جو بھیگے بھیگے حلیے میں اسے بہکانے کی پوری تیاری کیے اس کی اتنے قریب کھڑی تھی۔۔جنت کے سوئے ہونے کا پورا یقین کرتے عشاء نے شہریار کو دیکھا اور بولی پلیز اہستہ بولیے گا ورنہ جنت اٹھ جائے گی

پہلے ہی بہت مشکل سے سوئی ہے اسے دارم لالا کے سوا کسی اور کے پاس نیند بھی نہیں اتی اگر جاگ گئی تو پھر پوری رات نہیں سوئے گی۔۔۔ شہریار نے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹایا اور بولا دیکھو بٹر فلائی یہ سراسر ناانصافی ہے جب تمہارا دل کرتا ہے تم میرے پاس اجاتی ہو اور اگر میں تمہیں ہاتھ لگاؤں تو چیخنا چلانا شروع کر دیتی ہوں اور دوسری بات جنت ہمارے روم میں کیوں سوئے گی۔۔۔

اس کے الفاظ پر عشاء فورا اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔اور بولی سائمہ اماں نے کہا تھا کہ جنت کو اج رات میں اپنے روم میں سلاؤں۔۔۔اور پلیز اب اپ بنا شور کیے چینج کر لیں۔۔۔اس سے کہتے عشاء مڑتے ہوئے واپس جنت کے قریب بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ شہریار چینجنگ روم کی طرف بڑھ گیا کچھ دیر بعد واپس ایا تو عشاء کو یوں ہی بیٹھا دیکھ کر اہستہ سے بولا

کیا ہوا بیٹھی رہو گی پوری رات سو جاؤ کہ عشاء پریشانی سے بولی نہیں اگر میں ایسے اپنے ساتھ صوفے پر سلاؤں گی تو یہ گر جائے گی اور اگر اپ کے ساتھ بیڈ پر سونے دوں گی تو اپ اس کے اوپر چڑھ جائیں گے۔۔۔اچھا تو محترمہ پوری رات

یوں ہی بیٹھ کر پہرہ دینے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔۔ نہیں پلیز اپ ایک کام کریں اج رات اپ صوفے پر سو جائیں عیشا نے التجا کرتے شہریار کو دیکھتے کہا تو شہریار نے اسے گھورا اور بولا تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے میں اتنے سے صوفے پر پورا کیسے اؤں گا۔۔۔

اچھا تو پھر ٹھیک ہے اپ کہیں بھی جا کر سو جائیں عیشا نے حل پیش کرتے شہریار سے کہا تو شہریار نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا اور بولا مجھے اپنے کمرے اور بیڈ کے علاوہ کہیں نیند نہیں اتی میں اپنے بیڈ سے بالکل نہیں بھی نہیں ہلوں گا یوں ہی بیٹھی رہو پوری رات۔۔۔ کہتے ارام سے لیٹتے اس نے اپنے اوپر کمبل کھینچا تھا۔۔۔ دن بھر کے کاموں اور تھکاوٹ کی وجہ سے عشاء کے لیے بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء جنت کو سائیڈ پر کرتے ایک تکیہ اس کے اگے رکھتے بھولی پیچھے ہوں اپ۔۔۔ شہریار نے انکھیں کھولیے اس کی کاروائی کو دیکھا تھا کہ عشاء درمیان میں جگہ بناتے خود لیٹی۔۔۔ اور شہریار کو دیکھتے معصومیت سے بولی اب اپ مجھ سے دور رہیں گے کیونکہ میں اچھے سے جانتی ہوں اپ پوری رات بیڈ پر گھومتے رہتے ہیں اگر اپ جنت کے اوپر چڑھ گئے تو اس بیچاری کا کیا بچے گا

اور اوپر سے اپ اتنے موٹے ہیں۔۔۔ سچ میں بالکل بھی عقل نہیں ہے تمہیں پہلے مجھے لگتا تھا شاید تھوڑی بہت ہو گی لیکن اب مجھے اس بات کا بہت اچھے سے اندازہ ہو گیا ہے کہ تمہارے پاس دماغ نام کی کوئی چیز نہیں ہے میں کہاں سے موٹا لگتا ہوں تمہیں اسے فٹ ہونا کہتے ہیں۔۔۔ خود تم نازک سی چھوئی موئی ہو تو میرا کیا قصور ہے ایسے لگتا ہے ہاتھ لگاؤں گا تو ٹوٹ جاؤں گی۔۔۔ عشاء کا اپ نے اپ کو موٹا کہنا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا اج تک اس نے لڑکیوں کے منہ سے اپنی تعریف سنی تھی اور وہ محترمہ اسے موٹا کہہ رہی تھی۔۔۔ کے شہریار کی خود کو سنائی باتوں اور بے وقوف کہنے پر عشاء کی انکھوں میں نمی چمکی تھی وہ اسے کل اور اج دو دفعہ بیو قوف کہہ چکا تھا۔۔۔

انکھوں میں انسو بھرتے عیشا نے اپنا رخ موڑتے جنت کی طرف کیا تھا۔۔۔ کہ شہریار کو احساس ہوا کہ وہ کچھ زیادہ ہی سختی سے پیش ایا اس کے ساتھ۔۔۔ عشاء نے دوسری طرف منہ کیے اپنے انسو خشک کیے شہریار کو احساس ہو گیا کہ وہ رو رہی ہے تو بولا اچھا سنو بٹر فلائی دیکھو تم نے مجھے بھی موٹا کہا میں تمہاری طرح رویا کیا۔۔۔ عشاء خاموشی سے رونے میں مصروف رہیں کہ شہریار دوبارہ بولا

اچھا چلو ٹھیک ہے ائی ایم سوری اور ویسے بھی تم بہت لکی ہو کہ میں تم سے سوری کر رہا ہوں میں کسی کو سوری نہیں کہتا۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے اپ کی سوری رکھیں اپنے پاس بھرائی ہوئی اواز میں وہ سوسو کرتے بولی۔۔ شہریار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری کے دوبارہ بولا اچھا ٹھیک مت رکھو میرا سوری اپنے پاس لیکن رونا بند کر دوں مجھے رونے والے لوگ بالکل اچھے نہیں لگتے۔۔۔

عشاء نے رخ موڑے انسو بھری انکھوں سے شہریار کو دیکھا اور بولی میں تو اپ کو ویسے بھی اچھی نہیں لگتی کل بھی اپ نے مجھے بے وقوف کہا اور اج بھی۔۔۔

شہریار نے حیران ہوتے پوچھا کب تو وہ کل کا پورا واقعہ اسے یاد دلاتی گئی۔۔۔اور پھر واپس رخ پھیرے جنت کو تھکنے لگی جو اس کے غصے سے بولنے پر کسمسائی تھی۔۔۔اور اپنے بال پیچھے کرتے انجانے میں شہریار کے چہرے پر بکھیر گئی تھی۔۔۔ شہریار مسکرایا وہ خون بہا میں ائی لڑکی اس سے شکوے کرتی ناراضگی سے بیویوں کی طرح رخ موڑ گئی تھی۔۔۔اس کے بالوں کے گرلز کو اپنی انگلی میں گھماتے ان کی خوشبو محسوس کرتے شہریار بولا اچھا گر تمہیں ایک دو دفعہ بے وقوف کہہ بھی دیا تو کیا ہوا اتنی دفعہ تمہاری تعریف بھی تو کرتا ہوں۔۔۔

کب کی تعریف میری اپ نے رخ موڑ شہریار سے دوبارہ سوال کیا اور اس کے ہاتھ سے اپنے بال واپس لیتے بولی۔۔۔ یہ میرے بال ہیں واپس دے مجھے۔۔۔ عشاء کا یوں شہریار کے ہاتھ سے اپنے بال کھینچنا شہریار کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا کہ بولا تمہارے بال بہت اچھے ہیں۔۔۔ جانتی ہوں میں منہ بنا کر کہتے وہ رخ موڑے انکھیں موند گئی تھی۔۔۔ کہ ایک بار انجانے میں پھر وہ اپنے بال شہریار پر بکھیر چکی تھی۔۔۔ تو وہ بھی مسکراتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

زمان مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا رامین کے لیے دارم نے ٹھیک نہیں کیا رامین کے ساتھ۔۔۔ بیڈ پر بیٹھتے روحان کو تھپکتے مریم نے زمان سے کہا۔۔۔ ہاں لیکن اب کیا کر سکتے دارم کی مرضی۔۔۔ ویسے مجھے امید نہیں تھی دارم کبھی ایسا کچھ کرے گا وہ تو سب سے سلجھا ہوا اور رامین سے بے حد محبت کرتا تھا۔۔۔ پانچ سال پہلے بھی جب وہ حویلی لوٹا تھا تو اس کے لوٹنے کی وجہ رامین ہی تھی لیکن پھر پتہ نہیں کیسے اسے کوئی اور پسند آگئی۔۔۔ لیکن خیر جو بھی ہوا ان

کے اگے والی زندگی اللہ بہتر کرے اور اسانیاں پیدا فرمائے کہتے زمان نے روحان کو اٹھاتے بے بی کاٹ میں ڈالا۔۔۔زمان اپ اسے ادھر کیوں لیٹا رہے ہیں بیڈ پر ہی سونے دیں۔۔۔۔مریم نے اسے دیکھتے کہا تو زمان بولا ارے ایسے کیسے اگر یہ ہمارے بیچ میں سوئے گا تو مجھے نیند کیسے ائے گی۔۔۔۔زمان اپ چھوٹے ہیں کیا روحان کو میری زیادہ ضرورت ہے۔۔۔اس اسکیوزمی میڈم وہ سو چکا ہے اور ویسے بھی اس وقت مجھے اپ کی زیادہ ضرورت ہے کہتے زمان نے اگے بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیتے مریم کا سر اپنے سینے پر رکھا تو وہ مسکرا دی۔۔۔۔

دارم نے کمرے میں قدم رکھا تو پھولوں کی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ہونٹوں پر تبسم بکھرا سامنے بیڈ خالی دکھا پورے کمرے پر نظر ڈالتے اسے رامین کہیں نظر نہیں ائی تو مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔میں جانتا ہوں من تم ناراض ہو اسی لیے خفگی میں لازما چینج کر چکی ہو گی۔۔۔کہتے وہ اگے بڑھا جیسے ہی اس نے چینجنگ روم کا دروازہ کھولا تو رامین سے ٹکرایا جو باہر ا رہی تھی

اسے گرنے سے بچاتے دارم نے اس کے گرد حصار باندھا۔۔۔سنہری انکھیں کالی گہری انکھوں سے ٹکرائیں دارم کی معمولی سی قربت پر رامین کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے لیکن پھر سنبھلتے اس سے دور ہوئی۔۔۔بلیک نائٹ گاؤن پہنے کھڑی کھلے بالوں میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی دارم اج پہلی دفعہ اسے بغیر کسی دوپٹے یا چادر کے دیکھ رہا تھا تو بغور اس کا جائزہ لیتے گہرا مسکرایا۔۔۔

خود پر جمی دارم کی بے باک نظروں سے کچھ کنفیوز ہوتے رامین اگے بڑھی۔۔۔تو دارم بولا اس نائٹ گاؤن میں تم اس لہنگے سے بھی کہیں زیادہ حسین لگ رہی ہوں من۔۔۔۔رامین بنا کچھ بولے اگے بڑھتے بیڈ پر بیٹھی اور پھول سمیٹتے اپنے لیٹنے کی جگہ بنانے لگی دارم اس کے سرخ ہوتے گالوں کو دیکھ کر محفوظ سا مسکرایا اور اگے بڑھتے اپنے کپڑے نکالتے واش روم میں گھس گیا۔۔۔کچھ دیر بعد دارم کمرے میں ایا تو رامین کو اپنی جگہ پر لیٹا دیکھ کر کچھ پریشان ہوا لیکن پھر بنا کچھ کہے دوسری طرف سے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔سونے لگی ہوں من کچھ کہو گی نہیں اسے انکھیں بند کرتے لیٹا دیکھ کر دارم نے کہا؟؟

میرے پاس کچھ کہنے کو نہیں ہے دارم انکھیں کھول کر شکوہ کو نہ نظروں سے دارم کو دیکھتے اس نے کچھ افسوس سے کہا۔۔۔ٹھیک ہے اگر تم بات نہیں کرنا چاہتی تو میں تمہیں فورس نہیں کروں گا۔۔۔سائیڈ ٹیبل سے ایک باکس اٹھاتے دارم نے رامین کی طرف بڑھایا۔۔۔

اس باکس کو دارم سے پکڑتے رامین نے اپنی طرف کی سائیڈ ٹیبل پر رکھا تو دوبارہ اس کی نظر جنت کی فیڈر پر پڑی۔۔۔دارم کو برا لگا لیکن پھر بولا من کھول کے تو دیکھتی وہ تمہارے لیے تھا۔۔۔رامین کی انکھوں میں پانی بھرنا شروع ہوا تو اٹھ کر بیٹھتے بولی جو مجھے چاہیے تھا دارم وہ تم نہیں دے سکے ان تحفوں کا میری نظر میں کوئی مطلب نہیں منہ دکھائی کی رسم ہوتی ہے تم نے مجھے دی اور میں نے رکھ لی بس اس سے زیادہ میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔

من کب تک یوں ہی مجھ سے ناراض رہو گی دارم میں افسوس سے دیکھتے اس سے پوچھا؟ میرے پاس تمہارے سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے دارم اور دوسری بات اب تم بھی مجھے دوسروں کی طرح رامین کہہ کر پکارا کرو۔۔۔۔

روکھے لہجے میں کہتے اس سے پہلے وہ رخ بدلتی کے دارم بولا وجہ اواز میں غصے کا

عنصر نمایاں تھا۔۔۔ من کا مطلب تھا دل تم نے ہی مجھے بتایا تھا اور جب تمہارا دل ہی بدل گیا تھا تو اس نام کی بھی کوئی اہمیت نہیں رہی۔۔۔ یہ میں ڈیسائیڈ کروں گا من مجھے تمہیں کس نام سے بلانا ہے۔۔۔ چاہے وہ تمیں اچھا لگے یا نہ لگے۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو دارم اب تمہیں اس بات سے فرق ہی کہاں پڑتا ہے کہ مجھے اچھا لگتا ہے یا نہیں تم تو اپنی مرضی کرتے ہو۔۔۔ تم بدل گئے ہو دارم تم بہت بدل گئے ہو نا چاہتے ہوئے بھی اخر میں اس کی اواز بھرا گئی تھی۔۔۔ دارم کو اس کے اس طرح کہنے پر تکلیف ہوئی تھی مگر پھر بولا تم بھی تو بدل گئی ہو من بہت بدل گئی ہو۔۔۔ تم نے مجھے بدلنے پر مجبور کیا دارم میرا اسانس رکتا ہے یہ سوچ سوچ کر کے کسے تم نے کسی اور سے محبت کر لی تم تو مجھ سے محبت کے دعویدار تھے نا پھر کیوں کیا میرے ساتھ ایسا کیا وہ شدت سے روتے بولی تھی۔۔۔ میرا خدا گواہ ہے من میں اج بھی تم سے ویسے ہی اور اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنے پہلے کرتا تھا مگر تم محسوس کرنا ہی نہیں چاہتی دارم نے کچھ افسوس سے کہا جیسے شکوہ کیا تھا۔۔۔ تم جھوٹے ہو دارم تم جھوٹ بول رہے ہو اگر تم مجھ سے محبت کرتے تو کیسے میری جگہ کسی اور کو دے دیتے بولو جواب دو اخر تمہاری ایک

بیٹی ہے کیسے ائی وہ دنیا میں اخر اس بچی کی ماں سے تمہارا کوئی رشتہ تھا نا تم نے اس عورت سے بھی اظہار ے محبت کیا ہو گا دارم۔۔۔اس کو چھوا ہو گا اسے خود کو چھونے کی اجازت دی ہو گی۔۔۔تب تمہیں میرا خیال نہیں ایا تب تمیں اس بات کا احساس کیوں نہیں ہوا کہ تم تو مجھ سے محبت کرتے تھے۔۔۔اور اب جب وہ عورت اس دنیا میں نہیں رہی تو تمہارے دل میں میرے لیے محبت واپس پیدا ہو گئی اگر وہ عورت زندہ ہوتی تو کیا کبھی تم لوٹ کرنے کے پاس اتے دوبارہ۔۔۔ روتے ہوئے وہ ایک کے بعد ایک شکوہ کر رہی تھی وہ صبر جو اتنے مہینوں سے کیا تھا وہ اج ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔۔

جب جب میں تمہاری بیٹی کو دیکھتی ہوں نا تب تب مجھے اس بچی میں اس کی ماں کی جھلک اور تمہاری بے وفائی نظر اتی ہے۔۔۔روتے ہوئے وہ اپنا چہرہ خشک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔کہ دارم بولا ٹھیک ہے من تم جتنا وقت چاہے مجھے معاف کرنے کے لیے لے سکتی ہو لیکن تمہارا گنہگار میں ہوں کبھی بھی میرے کیے کی سزا میری بیٹی کو مت دینا۔۔۔اس کے ان الفاظ نے رامین کے دل کو مزید زخمی کیا تھا رامین نے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا اور پھر بولی تم نے

کبھی مجھے سمجھا ہی نہیں تمہیں لگتا ہے تمہارے کیے کی سزا میں اس معصوم بچی کو دے سکتی ہوں۔۔۔میں جانتا ہوں من تم ایسا کبھی نہیں کر سکتی مگر اس سے پہلے دارم اپنا جملہ مکمل کرتا کہ رامین بولی مجھ سے اس بات کی توقع بھی مت کرنا کہ میں تمہاری بیٹی کو اپنا سکوں گی میں کبھی اس کا برا نہیں چاہوں گا لیکن کبھی اس سے محبت کر پاتی ہوں یا نہیں اس بارے میں میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔۔۔اس کے الفاظ پر دارم کے چہرے پر مسکراہٹ ائی تھی کہ پھر بولا تم میری ماں کی طرح مت بننا تم اپنی ماں کے جیسی ماں بننے کی کوشش کرنا۔۔۔رامین نے اسے دیکھا اور پھر بولی مجھے نیند ارہی ہے میں سونا چاہتی ہوں پلیز لائٹ اف کر دو۔۔۔ ٹھیک ہے کہتے دارم نے تھوڑا سا اگے کو ہوتے اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا اور پھر پیچھے ہوتے کمرے کی تمام لائٹس اف کر دی۔۔۔سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا تھا کہ رامین سمجھ ہی نہیں سکی مگر پھر لیٹتے انکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔جب کہ دارم کو نیند بالکل بھی نہیں ارہی تھی ایک تو رامین کی باتوں نے اسکے دل کو زخمی کیا تھا دوسرا ان پانچ ماہ میں اج پہلی دفعہ وہ جنت سے دور سو رہا تھا اسے تو یہ فکر ستا رہی تھی کہ پتہ نہیں اس کی بچی

سوئی بھی ہو گی کہیں رو ہی نہ رہی ہو سائمہ بیگم کے کہنے پر اس نے جنت کو عشاء کو دے تو دیا تھا مگر اب ضرورت سے زیادہ بے چین اور پریشان تھا۔۔۔اور اوپر سے رامین دارم کی جگہ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔

فجر کے وقت رامین کی انکھ کھلی تو اس نے دیکھا دارم جا ہے نماز پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے خاموشی سے اٹھتے وہ بھی وضو کرنے چلی گئی۔۔۔ نماز سے فارغ ہوتے وہ بھی بیڈ پر آئی تو دارم کو موبائل سکرول کرتا دیکھ کر بولی تمہاری بیٹی لازما عشاء کے کمرے میں ہو گی جاؤ لے آو اسے تاکہ تم سکون سے سو سکو۔۔۔ دارم نے نظر اٹھا کر رامین کو دیکھا ایک طرف اسے رامین کو اپنی فکر کرتا دیکھ کر خوشی ہوئی تھی تو دوسری طرف اسے رامین کے لہجے میں چڑ نفرت سی محسوس ہوئی۔۔ وہ حیران ہوا تھا وہ لڑکی تو گھر کے ملازموں کے لیے بھی دل میں محبت رکھتی تھی اور اس کی بیٹی کے لیے وہ کس طرح نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔ دارم خاموشی سے اٹھتا کمرے سے نکل گیا اب اسے جنت کی سچ میں بے حد فکر ہو رہی

تھی وہ اتنی دیر دارم سے دور رہنے کی عادی بھی نہیں تھی اور اوپر سے کل سارا دن مصروف ہونے کی وجہ سے دارم خود بھی اس سے دور ہی رہا تھا اسے شدت سے جنت کی یاد آرہی تھی۔۔۔رامین نے نم نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا وہ دارم کی انکھوں میں حیرانگی دیکھ چکی تھی اپنے لہجے کو لے کر مگر وہ دارم کے سامنے جنت کے لیے کوئی بھی سافٹ کارنر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اور اس بات کا اندازہ بھی رامین اچھے سے کر چکی تھی کہ وہ پوری رات کتنا بے چین رہا ہے کروٹ پہ کروٹ بدلتا رہا رامین کی نیند بے حد کچی تھی دارم کے کروٹ لینے پر بھی اس کی انکھ کھل رہی تھی۔۔۔اور شاید وہ پوری رات نہیں سویا اور اس کی ایک ہی وجہ رامین کو سمجھ ائی اور وہ تھی جنت کی غیر موجودگی۔۔۔دارم کے جانے کے بعد رامین سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑی اور اس نے دارم کا دیا ہوا گفٹ کھولا جس کے اندر ایک خوبصورت سا پینڈنٹ تھا اس پر من لکھا اور ساتھ چھوٹا سا دل بنا تھا اس پر ہاتھ پھرتے وہ بے اختیار مسکرائی تھی من نام اسے دارم نے دیا تھا۔۔۔جس کا مطلب پوچھنے پر دارم نے اسے کہا تھا کہ وہ اس کا دل ہے۔۔۔

اور اگر دل دھڑکنا بند ہو جائے تو انسان بے جان ہو جاتا ہے لیکن وہ اسے بے جان کر گیا تھا۔۔ کھڑکی سے باہر جھانکتے اس نے دیکھا بہت دھند تھی۔۔۔اج سب لیٹ اٹھنے والے تھے اس لیے دوبارہ سونے لیٹ گئی کچھ ہی دیر میں دارم مسکراتا ہوا کمرے میں ایا گود میں جنت کو اٹھائے جو کہ سو رہی تھی۔۔۔اسے بیڈ پر اپنے اور رامین کے درمیان لیٹ اتے بولا اف یو ڈونٹ مائنڈ من تو تم بیڈ کی اس سائیڈ پر اجاؤ مجھے یہاں نیند نہیں ارہی۔۔۔تو رامین نے اچانک غور کیا وہ بائیں جانب سوئی ہوئی تھی اور دارم ہمیشہ بیڈ کی بائیں طرف پلیٹتا تھا یعنی ایک وجہ یہ بھی تھی اس کے رات بھر بے چین رہنے کی عجیب سی خوشی ہوئی تھی کہ صرف اس کی بیٹی ہی وجہ نہیں ہے رات بھر نیند نہ انے کی پھر رامین خاموشی سے سر ہلاتے اٹھ کر دوسری طرف اکر لیٹ گئی۔۔۔کے دارم جنت پر اپنا بازو رکھتے اسے اپنے حصار میں لیتے انکھیں موند گیا۔۔۔

عشاء کی انکھ روزمرہ کی نسبت اج دیر سے کھلی تھی۔۔۔ذہن بیدار ہونے کے ساتھ اسے اپنے اپ پر بوجھ محسوس ہوا مندھی مندی انکھیں کھول کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ مگر خود کو شہریار کی مضبوط گرفت میں پایا۔۔۔لمحے کے ہزارویں حصے وہ چیخی۔۔۔شہریار نے پوری انکھیں کھولے اسے گھورا اور بولا کیا تکلیف ہے تمہیں صبح ہی صبح چیخیں کیوں مار رہی ہو؟؟ جنت۔۔۔جنت کہاں گئی یااللہ کہیں وہ نیچے تو نہیں گر گئی شہریار کے حصار سے نکلنے کی پوری کوشش کرتے وہ بیڈ سے نیچے دیکھنا چاہتی تھی کہ شہریار نے گرفت مزید سخت کی اور بولا دارم لے گیا اسے جب تم سو رہی تھی۔۔۔عیشا نے سکون کا سانس خارج کرتے محسوس کیا کہ وہ شہریار کے کس قدر قریب ہے تو بولی مجھے جانے دے ورنہ سب مجھے بہت ڈانٹیں گے۔۔۔کوئی کچھ نہیں کہے گا میں ہوں نا شہریار نے انکھیں بند کرتے کہا۔۔۔شہریار کی بھاری ہوتی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ لرزی تھی اپنے اوپر شہریار کے رکھے بازو پر گرفت سخت ہوئی تھی۔۔۔اس کے اہستہ سے کانپتے وجود کو بھانپتے شہریار بولا کیا ہوا بٹر فلائی اتنا ڈر کیوں رہی ہو شوہر ہو تمہارا میرے لیے ہی تو تم اس کمرے میں موجود ہو اخر شوہر کے کچھ حقوق

ہوتے ہیں۔۔۔ شہریار کی مضبوط گرفت اور اس کی اس قدر جان لیوا قربت اور سرگوشیوں پر عشاء کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔۔۔ تو شہریار کا بازو اپنے اوپر سے اٹھاتے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ شہریار گہرا مسکرایا اس کی جدوجہد کو ناکام بناتے مزید اس کے قریب ہوتے بولا بٹر فلائی ابھی کل تم مجھے موٹا کہہ رہی تھی اب تمہیں لگتا ہے تم خود کو مجھ سے چھڑوا سکتی ہو۔۔۔ شہریار کو کسی صورت خود سے دور نہ ہوتا دیکھ کر عیشا روتے ہوئے بولی میں نے اپ کو موٹا کہا اپ اسی کا بدلہ لے رہے ہیں نا۔۔۔ پلیز مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ ارے ایسے کیسے چھوڑ دوں شہریار نے اس کی انکھوں سے انسو صاف کرتے کہا۔۔۔ عیشا نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا وہ پہلی دفعہ اسے اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی بلاشبہ وہ حسین ترین مردوں میں سے تھا۔۔۔ خاص کر اس کی گال پر پڑنے والے ڈمپل نے عشاء کا دھیان اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔ سنہری انکھیں شرارت سے بھرپور چمک رہی تھی براؤن بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔ عیشا کو اس قدر خود کو محویت سے تختہ پا کر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی کہ بولا اکثر لڑکیاں مجھے اس طرح دیکھتی ہیں بٹر فلائی جس طرح تم دیکھ رہی ہو یوں مت

دیکھو ورنہ تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔عشاء نے فوراً گڑ بڑا کر نظروں کا زاویہ بدلا اور بولی پیچھے ہو مجھ سے۔۔۔شہریار اس پر مزید جھکتے بولا لیکن تم میں اور ان لڑکیوں میں ایک فرق ہے وہ ہمیشہ مجھے اپنے قریب کرنا چاہتی ہیں اور ایک تم ہو کہ میں خود تمہارے قریب ارہا ہوں اور تم مجھ سے دور ہونے کے لیے مری جا رہی ہو۔۔۔۔

شہریار کو بھرپور طریقے سے خود پر قابض ہوتا دیکھ کر عشاء نے اپنے دونوں ہاتھوں کے سینے پر رکھے اس کے بولنے پر اس کی گرم سانسیں عشاء کو اپنے ہونٹوں پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی جس سے اس کی جان مزید جا رہی تھی۔۔۔ شہریار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر دیکھے تو مسکراتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ تھامتے اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں الجھائی۔۔۔شہریار کی انکھوں میں خمار اتر کر دیکھ کر عیشا نے نم انکھوں سے اسے دیکھا اور پھر انکھیں بند کر لی انسو انکھوں سے ٹوٹ کر بالوں میں جذب ہوا تھے۔۔۔شہریار نے اس کے ایک ایک نقش کو بغور دیکھا تھا۔۔۔وہ بے حد حسین تھی یا شہریار کو ضرورت سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی اس بات کا اندازہ وہ نہیں کر سکا پہلی لڑکی تھی جو

اس کے قریب انے پر رو رہی تھی ورنہ اج تک لڑکیاں خود اسے کھلم کھلا اپنے قریب انے کا دعوت نامہ دیتی تھی اور ایک اس کی بیوی تھی جو اس کے ذرا سا قریب انے پر مرنے والی ہو گئی تھی۔۔۔اس معاملے میں وہ زبردستی کا قائل بالکل نہیں تھا بے شک وہ اس کی ملکیت تھی لیکن اس کے ساتھ زبردستی کوئی تعلق قائم کرنا شہریار خان زادہ کو زیب نہیں دیتا تھا لیکن اپنی چھوٹی سی بیوی کو کانپتا دیکھ کر اسے ڈرانے میں شہریار کو بے حد مزہ ارہا تھا اس سے دور ہٹتے شہریار نے اپنا سر تکیے پر رکھا اور گہرا سانس بھرا۔۔۔مزید کوئی ہلچل نہ محسوس کرتے عشاء نے اہستہ سے اپنی انکھیں کھولی تو شہریار کو خود سے تھوڑا دور لیٹا مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس کا اٹکا سانس بحال ہوا۔۔۔کہ شہریار بولا تم بہت ڈرپوک ہو بٹر فلائی۔۔۔کھا تھوڑی جاتا میں تمہیں اور ویسے تمہارے لیے یہ گولڈن چانس تھا میرے قریب انے کا کہتے اس نے انکھ ونگ کی اور پھر بولا لیکن افسوس تم نے ضائع کر دیا۔۔۔

عشاء کے گال بے اختیار سرخ ہوئے۔۔شہریار بولا یہ تمہارے گال اتنے لال لال کیوں ہو جاتے ہیں۔۔۔نہ۔۔۔یں نہیں۔۔۔ت۔۔۔تو ایسا ک۔۔۔کچھ

نہیں ہ۔۔۔ہے عشاء نے اٹکتے ہوئے کہا۔۔۔ایسا ہی ہے بٹر فلائی اور دوسرا جنت کے ساتھ باتیں کرتے تو تم بالکل روانی سے بولتی ہوں اور میرے سامنے اٹکنا شروع کر دیتی ہوں اس سب کی کوئی خاص وجہ۔۔۔عشاء کو اس کے سوال بے حد مشکل لگے لیکن پھر بولی پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں مجھے بہت کام ہیں یہ جملہ بھی اس نے اٹکتے ہوئے جیسے تیسے پورا کیا تھا کیونکہ اس کا ہاتھ ابھی بھی شہریار کے ہاتھ میں تھا۔۔۔لو یار چھوڑ دیا تمہارا ہاتھ کیا یاد رکھو گی کہتے شہریار نے اسے ازادی بخشی۔۔۔تو وہ لمحے کے ہزارویں حصے بیڈ سے غائب ہوئی۔۔اس کی جلد بازی پر شہریار قہقہ لگا کر ہنسا اور دل ہی دل میں بولا تم باقی لڑکیوں سے بہت مختلف ہو بٹر فلائی اور ضرورت سے زیادہ ڈپورک بھی۔۔۔

رامین کی انکھ صبح غیر معمولی شور سے کھلی۔۔۔انکھیں کھولیں یوں ہی اس نے سامنے دیکھا تو جنت کا ننھا سا پاؤں اس کے بازو کے ساتھ ٹکرا رہا تھا اور وہ دارم کو مارنے میں مصروف تھی یا شاید جگانے کی کوشش کر رہی تھی کبھی اپنا چھوٹا سا

ہاتھ دارم کے منہ پر مارتی تو کبھی اس کی بازو پر تو کبھی اس کی ناک کو اپنے منہ میں ڈالتی مگر دارم سکون سے لیٹا سو رہا تھا یا جان بوجھ کر انکھیں نہیں کھول رہا تھا اس بات کا اندازہ رامین نہیں لگا سکی۔۔۔اخر 1510 منٹ کی لگاتار محنت کے بعد دارم نے انکھیں کھولی تو جنت کھل کھلا کر ہنسی۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے اسے بیڈ سے اٹھاتے اپنے سامنے کیا تو وہ خوشی سے چیخی دارم نے اس کے دونوں گالوں کو باری باری چوما اور بولا اٹھ گئی بابا کی جان۔۔۔تو وہ جوش سے دارم پر اپنے ننھے ننھے ہاتھ مارتے اسے جواب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔دارم نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے اس کا گال چومتے اسے بیڈ پر بٹھاتے بولا بابا ریڈی ہو جائیں تب تک اپ کھیلو تو وہ مسکراتے ہوئے بیڈ پر بکھرے پھولوں کو ہاتھ میں پکڑتے کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔۔۔دارم نے جو ہی چینجنگ روم میں قدم رکھا تو رامین کو سامنے گلابی رنگ کی پاؤں کو چھوتی انار کلی فراک میں کھڑا دیکھ کر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی وہ نکھرے نکھرے حلیہ میں دارم کا دل دھڑکا رہی تھی۔۔۔دارم کو یوں خود کو تختہ پا کر رامین مڑتے ہوئے بولی فریش ہو جاؤ سب ناشتے پر ہمارا ہی ویٹ کر رہے ہوں گے کہتے وہ وہاں سے نکلی کیونکہ

دارم کی نظریں اسے کنفیوز کر رہی تھی۔۔۔اس کی گھبراہٹ پر دارم اپنے کپڑے لیتے مسکراتا ہوا واش روم میں گھسا۔۔۔رامین کمرے میں ائی تو جنت کو بیڈ پر بیٹھے پھولوں کو منہ میں ڈالتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔۔پھول اس کے ہاتھوں سے لیتے سائیڈ پر کرنے لگی اور ارد گرد سے بھی سارے پھول اٹھانے میں مصروف ہو گئی۔۔۔جنت کو اس کا یہ عمل بالکل پسند نہیں ایا۔۔۔تو اپنا نچلا ہونٹ نکالے وہ رامین کی کاروائی دیکھ رہی تھی کہ جنت کو تکیے کہ پاس پھول نظر ائے تو نہیں اٹھاتے واپس منہ میں ڈالا رامین نے اگے بڑھتے اس کے منہ سے پھول نکالتے ہاتھوں سے لیے تو اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔اس کے رونے پر رامین ہڑبڑا گئی اور اسے اٹھاتے چپ کرانے لگی کہ اتنے میں دارم کمرے میں ایا اور بولا کیا ہوا ایسے کیوں رو رہی ہے۔۔۔جبکہ جنت نے اپنے دونوں بازو دارم کی طرف کیے کہ وہ اسے اٹھا لے دارم نے رامین کی گود سے اسے لیتے چپ کرانے کی کوشش کی کہ رامین فورا بولی میں نے کچھ نہیں کہا یہ پھول منہ میں ڈال رہی تھی بس وہی اس لیے تو یہ رونے لگ گئی۔۔۔اچھا دارم لاپرواہی سے کہتا اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا جب کہ رامین کو فکر

ہوئی کہیں دارم کو یہ نہ لگے کہ اس نے جنت کو کچھ کہا یا مارا ہے۔۔۔جنت تو سوائے رونے کے اور کسی طرح اپنی بات سمجھا بھی نہیں سکتی تھی نہ ہی وہ دارم کو یہ بتا سکتی تھی کہ رامین نے سچ میں اس سے صرف پھول ہی لیے ہیں۔۔۔ لیکن پھر وہ دونوں کچھ ہی دیر بعد سب کے ساتھ کھانے کی میز پر تھے جبکہ جنت اب عشاء کے پاس تھی۔۔۔

شہریار دو دن سے شہر گیا ہوا تھا تو اس کی غیر موجودگی میں عشاء بے حد سکون سے کمرے میں گھومتی اور کبھی کبھی جنت کو بھی وہی لے اتی کیونکہ اب زیادہ تر وہ جنت کے کاموں میں لگی رہتی اور باقی سب اسے کوئی خاص کام کہتے بھی نہیں کیونکہ یہ دارم کا ارڈر تھا کہ وہ جنت کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے کرے اس میں وہ کوئی لاپرواہی برداشت نہیں کرے گا البتہ حویلی کے باقی کام کرنے کے لیے اور بہت ملازم ہیں۔۔۔اج نصرت بیگم ائی ہوئی تھی رامین اور دارم کو شادی

کے بعد کھانے پر بلانے کے لیے اور جلال شاہ کی واپسی اج ہوئی تھی تو وہ اپنے نہال ان سب سے ملنے ایا تھا۔۔

جب کہ سکینہ بی بی تو اس پر صدقے واری جا رہی تھی۔۔۔ کہ جلال شاہ کی نظر بڑی سی چادر اوڑھے جنت کو اٹھائے سیڑھیاں اترتی عشاء پر پڑی تو بولا نانی ماں یہ لڑکی کون ہے؟؟ کہ اس کی نظروں کے ارتقا میں دیکھتے سکینہ بی بی بولیں ملازمہ ہی سمجھو اس گھر کی تمہارے رجب مما کے خون بہا کے بدلے ائی ہے۔۔۔ مجبوراً اس کا نکاح ہمیں اپنے پوتے شہریار سے کرانا پڑا۔۔۔ اچھا جلال شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔

وہ لڑکی بے حد خوبصورت لگ گئی تھی اسے اور جلال شاہ خوبصورتی پر مر مٹنے والا انسان تھا۔۔۔اور وہ لڑکی تو خون بہا میں ائی تھی اور وہ بھی شہریار خانزادہ کے نکاح میں جس کے لیے لڑکیاں جلال شاہ کی طرح انے جانے والی چیز تھی۔۔۔ یعنی شہریار خانزادہ کی طرح وہ بھی اس لڑکی کا فائدہ اٹھا سکتا تھا اس وقت تو جلال شاہ کو یہی لگا تھا مگر اس کا یہ اندازہ کتنا غلط تھا یہ انے والا وقت ہی اسے بتا سکتا تھا۔۔۔

دارم اور رامین کی شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا لیکن پہلی رات کے بعد رامین واپس کمرے میں نہیں ائی تھی۔۔۔اج نصرت بیگم کی طرف دعوت کے بعد اتے دارم نے رامین سے واپس کمرے میں انے کو کہا تھا۔۔۔

جوں ہی دارم کمرے میں ایا تو خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا مطلب رامین واپس نہیں ائی تھی دارم کو دکھ ہوا تھا لیکن پھر خاموشی سے چینج کرنے چلا گیا۔۔۔

رات کے کھانے کے بعد دارم جنت کو عشاء سے لیتے اوپر کمرے میں ایا اور اسے بیڈ پر رکھتے خود بھی اس کے پاس نیم دراز ہوا۔۔۔دل بری طرح اداس تھا۔۔۔ کے پاس بیٹھے جنت نے دارم کو انکھیں بند کیے دیکھا تو اپنا ہاتھ اس پر مارتے اسے اٹھنا چاہا کیونکہ دارم اکثر اس ٹائم جنت سے ڈھیر ساری باتیں کرتا لیکن اج وہ اتے ہی لیٹ گیا تھا۔۔۔دارم نے انکھیں کھول کر اداسی سے مسکراکرتے اس کا ہاتھ چوما اور بولا اج بابا بہت تھک گئے ہیں۔۔۔ کبھی کبھی جسم سے زیادہ روح تھک جاتی ہے اور اج دارم کا وہی حال تھا جنت کے سوا کون تھا اس کا اپنا۔۔۔پھر بولا

جنت اپ باتیں کرو میں سن رہا ہوں۔۔واپس تکیے پر سر رکھتے دارم نے کہا تو جنت مسکرائی کہ دارم نے اس سے کوئی بات تو کی۔۔۔لیکن اسے دوبارہ انکھیں بند کرتا دیکھ جنت اپنی انگلیاں دارم کی انکھوں میں ڈالتے کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

دارم نے مسکراتے ہوئے اس کی انگلی اپنے دانتوں میں دبائی تو جنت نے شور مچاتے اپنے ننھے ہاتھ سے دارم کا ناک پکڑ کر کھینچتے اپنی انگلی ازاد کرانے کی کوشش کی۔۔کے دارم کو غیر معمولی ہلچل محسوس ہوئی اس نے انکھیں کھول کر دیکھا تو رامین بیڈ پر بیٹھتے اپنے اوپر بلینکٹ کھینچ رہی تھی۔۔۔دارم کو خوشگوار حیرت ہوئی اور جنت نے دارم کو انکھیں کھولتا دیکھ کر خوشی سے چیخ ماری۔۔۔

دارم نے مسکراتے ہوئے ایک نظر جنت کو دیکھا اور پھر رامین کو دیکھتے بولا تھینک یو من واپس انے کے لیے۔۔۔کہ رامین بولی کسی خوش فہمی میں مت رہنا دارم میں تمہارے لیے نہیں ائی اگر میں رخصتی کے بعد بھی اپنے کمرے میں رہوں گی تو سب طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اور مورے تو پریشان ہو جائیں گی بس اسی لیے ائی ہوں۔۔۔

اس کی بات کا برا نہ مناتے دارم بولا چلو کسی بہانے ہی سہی تم میرے سامنے ہو یہی میرے لیے کافی ہے۔۔۔رامین نے دارم کی انکھوں میں دیکھا جو چمک رہی تھیں۔۔۔اس شخص کے الفاظ اس کا ہر عمل محبت کی گواہی دیتا تھا۔۔۔

لیکن جو اس نے کیا تھا وہ نا قابل معافی تھا۔۔۔دارم کے چہرے سے نظریں ہٹاتے وہ بیڈ پر لیٹی۔۔۔تو دارم نے جنت کا فیڈر اٹھاتے اس کے منہ سے لگایا اور جنت پر اپنا ہاتھ رکھتے فیڈر کو اپنے بازو سے سہارا دیا۔۔۔جنت نے خاموشی سے فیڈر پیتے پاس لیٹی رامین کو دیکھا اور وہ اپنے بیڈ پر ہونے والے اس اضافے پر غور کر رہی تھی۔۔۔رامین کی نظر بھی جنت پر پڑی جو بڑی محویت سے یک ٹک ہو بہو فیڈر پیتے رامین جیسی سنہری انکھیں لیے اسے دیکھنے میں مصروف تھی وہ بھی بنا پلک جھپکے۔۔۔دارم بھی کبھی جنت کو دیکھتا تو کبھی فرصت سے رامین پر نظریں جمالیتا رامین ان دونوں کی خود پر جمی نظروں سے کنفیوز ہوتی دل ہی دل میں بولی اپنے باپ کی طرح ہی محترمہ بہت دلچسپی سے میرا جائزہ لے رہی ہیں۔۔۔جنت کی اس قدر دلچسپی دیکھ کر رامین کو لگا تھا وہ مسکرا دے گی اور دارم کے سامنے جنت کے لیے وہ کوئی سافٹ کارنر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے

اس نے کروٹ بدلی۔۔۔جنت نے فیڈر منہ سے باہر نکالتے نچلا ہونٹ باہر نکالتے اوپر والے کو چھپایا تھا اور ایک نظر دارم کو دیکھا تو دارم مسکرایا پھر جنت نے واپس رخ موڑے رامین کی پشت کو دیکھا اور اس کے بعد پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔جنت کو رامین کا یہ عمل بالکل پسند نہیں ایا تھا جس کا ثبوت اس کا یوں رونا تھا۔۔۔رامین نے فورن رخ موڑے ان دونوں کو دیکھا جنت نے رامین کو دیکھتے اپنے بازو سے اشارہ کرتے دارم کو دیکھا تھا جیسے اس کی شکایت لگانا چاہ رہی ہو۔۔دارم نے اسے اٹھاتے اپنے سینے پر لٹایا اور بولا دیکھو اب تو من نے منہ ادھر کر لیا ہے چلو شاباش اب رونا بند کردو دارم نے اس کو تھپکا اور جنت کے ننھے سے بازو کو تھامتے چوما جس کا اشارہ ابھی بھی رامین کی طرف تھا۔۔۔ایک نظر جنت نے دارم کو اور پھر رامین کو دیکھتے منہ وہ دوسری طرف کر لیا تھا۔۔۔اس کے اس عمل پر دارم نے مسکراتے ہوئے اس کی پیٹھ کو سہلایا تھا جبکہ رامین کا تو حیرت کے مارے منہ کھل گیا جو اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے اب خود رخ موڑ گئی تھی۔۔۔رامین نے بھی غصے سے منہ دوسری طرف کر لیا

جبکہ دارم کے مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔دل ہی دل میں بولا دونوں بالکل ایک جیسی ہیں۔۔تو دوسری طرف رامین دل میں بولی بالکل دارم پر گئی ہے۔۔۔

اپنے سامنے بڑی لاش کو دیکھتے انسپیکٹر ولید کو غصہ چڑھا تھا۔۔۔۔کے پاس کھڑے اپنے ساتھی سے بولا یہ اس مہینے کا پانچواں خون ہے جو اس بوس ایم نے کیا ہے اگر یوں ہی چلتا رہا تو عوام کو ہماری ضرورت نہیں اس طرح کے باس ایم کی ضرورت ہو گی جو جلدی اور ہم سے پہلے درندوں تک پہنچ کر انصاف کر دیتا ہے۔۔۔کچھ بھی کر و اس باس ایم کا پتہ لگاؤ جی سر ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ ہم سے پہلے گنہگاروں تک پہنچ جاتا ہے اور ان کو اس قدر دردناک موت دیتا ہے۔۔۔

جو بھی ہو ہمیں اس تک پہنچنا ہو گا انسپیکٹر ولید نے اپنا ماتھا مسلتے کہا تھا۔۔۔

ایت کمفرٹیبل کپڑے پہنے ابھی بیڈ پر اکر لیٹی تھی کہ اس کا موبائل زور و شور سے بجا موبائل اٹھایا تو نمبر دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑا۔۔۔ کال کو اگنور کرتے وہ ارام سے یوٹیوب کھلے کوئی ڈرامہ دیکھنے لگی۔۔ ساتھ ساتھ انے والے کالز کو کاٹ رہی تھی کہ اسے ایک میسج رسیو ہوا جو وہاب مراد خانزادہ کا تھا جس میں لکھا تھا پانچ منٹ کے اندر اگر تم نیچے نہیں ائی تو تم جانتی ہو میرے لیے اوپر تمہارے کمرے میں انا بالکل بھی مشکل کام نہیں ہے۔۔۔ بہتری اسی میں ہے فورا نیچے اؤ۔۔۔ وہاب کی دھمکی کارامد ثابت ہوئی تھی وہ غصے سے اٹھتی چادر اوڑھے کمرے سے نکلی۔۔۔ کھڑکی سے وہاب کو وہ اپنے ہاسٹل کے سامنے کار سے ٹیک لگائے کھڑا وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔ وہاب جو کب سے اس کی ایک کے بعد ایک بدتمیزی کو اگنور کر رہا تھا لیکن اس کی اج کی حرکت پر اس کا غصہ ساتویں اسمان پر پہنچ گیا تھا۔۔۔ پہلے تو اس نے حویلی سے اتے وقت شہریار سے ضد کی کہ وہ اسے خود چھوڑ کرائے وہ وہاب کے ساتھ نہیں جائے گی اور پھر اب دو تین دن سے وہ ایک لڑکے کے ساتھ مسکراتے ہوئے یونیورسٹی میں گھوم رہی تھی اور یہ بات وہاب کی برداشت کے باہر ہو رہی تھی۔۔۔ چادر اوڑھے میرون شرٹ اور

وائٹ ٹراؤزر میں بالوں کو کیچر لگائے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے چل کر ائی۔۔۔

بولو اخر کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ایت نے غصے سے گھورتے وہاب سے

پوچھا۔۔۔وہاب نے خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے

فرینڈ سیٹ پر بٹھا اور جلدی سے دوسری سیٹ پر اکر بیٹھتے گاڑی لاک کر دی۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے وہاب کہاں لے جا رہے ہو مجھے ایت نہیں چیختے ہوئے کہا جب

کہ وہ خاموشی سے ڈرائیونگ پر فوکس کرتا گاڑی چلاتا رہا۔۔۔ مگر غصے سے رگے

تنی ہوئی وہ صاف محسوس کر سکتی تھی وہاب کے غصے سے اسے کافی حد تک ڈر

بھی لگتا تھا لیکن پھر بھی خود کو بہادر ظاہر کرتے اس پر چیختی رہی۔۔۔ فار گاڈ سیک

ایت بکواس بند کروں گی اپنی تا کہ میں ڈرائیونگ پر فوکس کر سکوں اس کی اس

قدر بلند اواز پر وہ کچھ سہم گئی مگر پھر اسے لعنت ملامت کرتے خاموشی سے بیٹھی

رہی۔۔۔

عشاء کمرے میں ائی تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا چادر اتار کر بیڈ پر پھینکتے وہ سچ بورڈ کی طرف بڑھی کہ کسی نے کے کان کے پاس زور سے بھو کیا۔۔۔عیشا کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔

وہ خاموشی سے مزید اگے بڑھا کہ عشاء نے کہا کیا مسئلہ ہے اپ کے ساتھ مجھے کیوں ڈرا رہے ہیں؟؟ لائٹ ان کریں اگے بڑھتے اس نے شہریار کو ارڈر دیا تو اس کی بہادری پر شہریار حیران ہوا۔۔۔ لائٹس ان کرتے ہی پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا سامنے بیڈ کے قریب کھڑی عشاء پر اس کی نظر ٹھہری جس کے لمبے بال کمر پر گچھوں کی صورت جھول رہے تھے۔۔۔اور وہ اپنی اتاری چادر کی تہ لگا رہی تھی۔۔۔ شہریار نے قدم قدم چلتے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کیے عشاء یکدم ڈر گئی

شہریار اس کے سر پر تھوڑی ٹکائی بولا کیا ہوا بٹر فلائی اب کیوں گھبرا رہی ہو کچھ دیر پہلے اتنی بہادری کا مظاہرہ کیا ہے تم نے خیر چھوڑو یہ سب مجھے یہ بتاؤ۔۔ تم نے مجھے مس کیا وہ یوں پوچھ رہا تھا جیسے ان کے تعلقات بہت ہی خوشگوار ہوں اور عشاء اس اسے بہت مس کر رہی۔۔۔اس کے الفاظ پر عشاء حیران ہوئی مگر

اپنی کمر پر اس کا ہاتھ محسوس کرتے وہ بری طرح سے کسمساتے ہوئے بولی سائیں مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ شہریار کا موڈ بگڑا اس کا رخ اپنی طرف مڑتے بنا اسے ازادی بخشے بولا ابھی تم نے مجھے کیا کہہ کر بلایا۔۔۔ س۔۔اسائیں۔۔ل عشاء نے اٹکتے ہوئے کہا۔۔۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا بٹر فلائی تمہیں میں بوڑھا لگتا ہوں یا تم مجھے دا.جی سمجھ رہی ہو جو سائیں کہہ رہی ہو۔۔۔ اس کے غصہ ہونے پر عشاء خاموشی سے نظریں جھکائے بولی سب ایسے ہی بلاتے ہیں۔۔ کون اسے بلاتا ہے اور کون نہیں مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا لیکن اگر تم نے مجھے ائندہ سائیں کہہ کر بلایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا میں تمہیں کھڑکی سے اٹھا کے نیچے پھینک دوں گا۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر سنہری انکھوں میں دیکھا جو سنجیدگی لیے ہوئے تھی کہ وہ بولا کال می شہریار یا پھر میرے دوستوں کی طرح تو مجھے شیری کہہ لو۔۔۔ لیکن اپ تو مجھ سے اتنے بڑے ہیں میں اپ کا نام کیسے لے سکتی ہوں۔۔۔ اچھا تو پھر پہلے دن کی طرح بھائی بنانے کا ارادہ ہے کیا شہریار نے کچھ بیزار ہوتے کہا تو وہ منہ نیچے کیے ہلکا سا مسکرائی جسے شہریار بھانپ گیا۔۔۔ ارے واہ تم تو مسکرا رہی ہو وہ بھی میری باتوں پر خدا خیر کرے شہریار نے کہا تو اس کے

گال ٹماٹر ہوئے اور پھر بولی نہیں میں تو نہیں سمائل کر رہی جب کہ مسکراہٹ چہرے پر ابھی بھی برقرار تھی۔۔۔ہاں تم تو یہی کہو گی اگر میں اب تمہیں کہہ دوں کہ تمہارے گال پھر لال ہو رہے ہیں تو۔۔۔شہریار نے اسے مزید باتوں میں الجھایا کیونکہ پہلی دفعہ وہ اتنے کانفیڈنس ہے اس کے پاس کھڑی اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔نہیں عشاء نے اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتے انہیں چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔اچھا دکھاؤ مجھے اگر ایسا نہیں ہے تو شہریار نے اس کے ہاتھ اس کے چہرے سے اٹھاتے کہا جہاں سرخی پہلے سے مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔اچھا میں اپ کے لیے کھانا لاتی ہوں کہتے عیشا وہاں سے بھاگنے کے پر تولنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ شہریار بولا نہ بٹر فلائی میں جانتا ہوں مجھے کھانے کا بہانہ لگا کر تم نو دو گیارہ ہو جاؤ گی۔۔۔نہیں میں نہیں غائب ہوں گی عشاء نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالنے کی کوشش کی بے شک وہ یہی ارادہ رکھتی تھی۔۔۔نو وے بٹر فلائی نہ تو مجھے بھوک لگی ہے اور نہ میں تمہیں یہاں سے جانے دوں گا خاموشی سے بیٹھو یہاں پر میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں عشاء کو وارن کرتے وہ واش روم کی طرف بڑھا۔۔۔اس کو واش

روم میں گھستا دیکھ کر عشاء فوراً سے بھاگتے اپنے صوفے پر لیٹتے کمبل اوڑ گئی۔۔۔
کچھ دیر بعد شہریار باہر ایا تو اسے سوتا دیکھ کر مسکرایا کتنا ڈرتی تھی وہ شہریار کی قربت سے۔۔۔ لیکن پھر اسے جگانا شہریار کو مناسب نہیں لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سارا دن اس سے گھر میں بے حد کام لیے گئے ہوں گے۔۔۔ خاموشی سے اکر وہ بھی بیڈ پر لیٹتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ شہریار کو عجیب سی اٹریکشن محسوس ہوتی تھی اس چھوٹی سی لڑکی سے جو پل میں اسے غصہ چڑھا دیتی اور دوسرے ہی پل غائب بھی کر دیتی۔۔۔ وہ خود سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کیوں اس کی طرف بری طرح اٹریکٹ ہوتا ہے بے شمار لڑکیاں اس پر دل و جان سے فدا تھی اور ایک یہ جو اسے دیکھتے ہی ڈر کر بھاگنے کی کوشش میں لگ جاتی تھی لیکن پھر بھی دل کو بھانے لگی تھی۔۔۔

کمرے کی لائٹس ان ہوتے ہی اس نے اپنے منہ پر بلینکٹ کھینچا۔۔۔

وہ بری طرح سے ڈسٹرب ہوئی تھی اوپر سے جنت دارم کو اٹھانے کے لیے اس پر اپنے ہاتھ مارتے جانے کون سی زبان میں بول رہی تھی۔۔۔ جنت کے اٹھ جانے کی وجہ سے ہی دارم نے لائٹس ان کی تھی اور اب اسے اپنے حصار میں لیے اس کا فیڈر اس کے منہ سے لگائے انکھیں بند کیے سویا ہوا تھا۔۔۔ اس کی نیند کافی گہری تھی ایک تو وہ اج لیٹ سویا تھا کافی دیر تک بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرتا رہا۔۔۔ اور ویسے بھی اسے عادت تھی جنت کے جاگتے بھی وہ سو جاتا تھا اور وہ بیچاری اسے جگانے کی کوشش کرتی بلاتی رہتی لیکن دارم ڈھیٹ بنا سویا رہتا۔۔۔ جنت کے شور پر رامین کو نیند توانے سے رہی تھی اس لیے بلینکٹ سے باہر منہ نکالتے ٹائم دیکھا تو فجر کی اذان ہونے میں 15 منٹ رہتے تھے اس لیے سونے کا ارادہ ترک کرتے اس نے جنت کو دیکھا جو مسلسل دارم کے بازو پر ہاتھ مارتے اس کی انکھیں کھلنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جنت اب بڑی ہو رہی تھی اس لیے دارم کے بازو کے سہارے سے اپنا فیڈر اٹھاتے خالی ہونے پر منہ سے نکالا تو رامین مسکرائی اور اس کے فیڈر کو اٹھانے لگی جس کے نپل سے چند قطرے اب بیڈ کو بھگو رہے تھے۔۔۔ رامین کے فیڈر اٹھانے پر جنت نے اسے دیکھا تو کھلکھلا

کر ہنسی اس کے جاگنے پر۔۔۔رامین کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔تو جنت دارم کی بازو پر ہاتھ مارتے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ ننھی سی جان کہاں اس کی مضبوط گرفت سے نکل سکتی تھی۔۔۔رامین نے اہستہ سے دارم کا بازو جنت کے اوپر سے ہٹایا۔۔۔تو دارم نے نیند میں ہونے کے باوجود انکھیں کھول کر دیکھا کہ رامین بولی وہ یہ کھیلنا چاہتی ہے چھوڑ دو اسے۔۔۔دارم نے خاموشی سے اس پر سے بازو ہٹا دیا اور واپس انکھیں موند گیا اگر وہ نیند میں نہ ہوتا تو شاید اس وقت بہت خوش ہوتا مگر اس وقت نیند کا غلبہ زیادہ تھا۔۔۔جنت اس کے حصار سے نکلتے۔۔۔الٹے ہوتے کروٹ لے کر رامین کے قریب ہوئی اور غور سے اس کا جائزہ لینے لگی بالکل پہلے دن کی طرح تو رامین مسکرائی۔۔۔جنت ہے اپنا ہاتھ اوپر اٹھاتے رامین کے چہرے کو چھوا اور پھر کھلکھلا کر ہنستے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔اور ساتھ باتیں کرنے کی کوشش کی جس کی زبان شاید اس دنیا میں فلحال کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔جنت کے اس قدر دوستانہ انداز پر رامین مسکرائی کیونکہ پچھلے دوبارہ وہ صرف رامین کی وجہ سے روئی تھی جس کا رامین کو بہت برا بھی لگا اور اس سے زیادہ فکر تو اس بات

کی ہوئی تھی کہ دارم کیا سوچے گا جب بھی وہ اس پاس ہوتی ہے تو اس کی بیٹی رونے لگ جاتی ہے۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور بولی بے بی یہ کوئی وقت ہے جاگنے کا۔۔۔

اس کی بات کو سمجھتے جنت نے اپنے ہاتھ پاؤں چلانے شروع کیے جیسے اسے جواب دینے کی کوشش کی ہو۔۔۔رامین ساری باتیں فراموش کرتے اب اس گڑیا سے اہستہ اہستہ باتیں کر رہی تھی کہ دارم ڈسٹرب نہ ہو کیونکہ وہ بہت لیٹ سویا تھا کچھ بھی ہو محبت تواج بھی اتنی ہی تھی دارم سے اور محبوب کی پرواہ اس کا سکون پہلی ترجیح ہوتی ہے۔۔۔اذان ختم ہونے کے بعد رامین اٹھنے لگی تو جنت نے اسے اٹھتا دیکھ کر اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا جو اس بات کی علامت تھا کہ وہ رونے کی تیاری پکڑ چکی ہے یہ اس کا مخصوص انداز تھا اپنی رونے کا پتہ دینے کا ۔۔۔اب رامین کو سمجھ نہیں ارہا تھا وہ کیا کرے کیونکہ جنت کو سمجھانا بے فضول تھا جنت اس وقت اس کی باتیں سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔ لیکن اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالتے وہ رامین کو سمجھا چکی تھی کہ اگر وہ اسے چھوڑ کر گئی تو وہ گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دے گی۔۔۔رامین نے بے بسی سے اس ننھی سی مصیبت کو دیکھا جو

صرف اس کے دور ہونے پر روتی تھی عشاء اور دارم کو تو وہ مسکرا کر دور ہونے دیتی تھی مگر رامین کے دور ہونے پر رونے کی تیاری پکڑ لیتی تھی۔۔۔رامین نے بیڈ سے اٹھتے اسے بھی گود میں اٹھایا تو وہ کھلکھلائی اس کے انداز پر رامین بھی ہنسی بچوں سے پیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود پیار لینا جانتے ہیں اور یہی کام جنت کر رہی تھی۔۔۔وضو کر کے اتے رامین نے جائے نماز بچھاتے اسے بھی اپنے پاس جائے نماز پر بٹھایا کیونکہ جنت نے اب بیٹھنا شروع کر دیا تھا اور تھوڑا بہت کرولنگ کرنے کی بھی کوشش کرتی تھی۔۔۔نماز سے فارغ ہو کر رامین اس کو بیڈ پر لٹاتے خود اس کے برابر میں لیٹی۔۔۔اور بولی چلو بے بی اب شاباش سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو جب کہ جنت اس کی بات کو فل اگنور کرتے کبھی اپنے ہاتھوں کو اور کبھی رامین کے بالوں سے کھیلتے انہیں منہ میں ڈال رہی تھی۔۔۔رامین نے اندازہ لگایا کہ شاید اسے بھوک لگی ہے تو اس نے جنت کا خالی فیڈر دیکھا اور فیڈر بنانا اسے اتا نہیں تھا اس لیے دارم کو ہلاتے بولی دارم جنت کو بھوک لگی ہے اس کا فیڈر بنا دو۔۔۔جبکہ دارم صاحب نے بھرپور نیند میں ڈوبی اواز کے ساتھ کہا وہ فیڈر پی چکی ہے من مجھے سونے دو اور پلیز اسے عشاء کو دے

اؤ۔۔اس کی بات پر رامین کو غصہ چڑھا اور بولی دماغ خراب ہے کیا دارم صبح کے چار بجے میں اسے عشاء کو دینے جاؤں اٹھو اور فیڈر بنا کر دو ورنہ خود ہی تمہاری بیٹی بھوکا سوئے گی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

جب کہ دارم نیند میں بولا وہ تھوڑی دیر میں سو جائے گی خود ہی کھیلتے کھیلتے اور فیڈر وہ پی چکی ہے۔۔۔رامین نے ایک نظر اس معصوم سی گڑیا پر ڈالی جو کہ اپنا ہاتھ منہ میں ڈالے کھانے میں مصروف تھی۔۔۔وہ فیڈر بہت چھوٹی تھی اور جنت اب بڑی ہو رہی تھی ظاہری بات ہے اس کی بھوک بھی بڑھ رہی تھی اور رات کے اس پہر وہ دارم کو یہ سمجھا نہیں سکتی تھی کہ یہ فیڈر اس کی بھوک ختم کرنے کے لیے چھوٹی ہے۔۔۔اور اسے بھوکا چھوڑے رامین کو نیند آ جائے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا وہ تو غیروں کے لیے دل میں بے پناہ محبت رکھتی تھی کسی کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی تھی یہ تو پھر چھوٹی سی بچی تھی اور اس شخص کی بیٹی تھی جو اس کا بچپن کا عشق تھا۔۔۔اور عشق تو محبوب کے محبوب سے بھی کیا جاتا ہے۔۔۔آخر خود ہی اٹھتے دودھ کے ڈبے پر لکھا دودھ بنانے کا طریقہ دیکھتے اس نے جنت کا فیڈر بنایا اور واپس اس کے پاس لیٹتے اس کے منہ سے لگایا۔۔۔جسے

پیتے جنت ساتھ ساتھ رامین کے بالوں سے کھیلتے انکھیں بند کر رہی تھی یعنی وہ سونے والی تھی۔۔۔اور کچھ ہی دیر میں وہ سو گئی اُسکے سوئے ہوئے وجود پر نظر ڈالتے رامین اس بات کا اندازہ لگا رہی تھی۔۔۔کیوں وہ اس بچی سے محبت کرنے لگی ہے وہ کس طرح دارم کے سامنے خود کو پتھر دل ثابت کرے گی جب کہ وہ چھوٹی سی گڑیا اس کا دل پگھلا رہی تھی۔۔۔صبح دارم کی انکھ کھلی تو جنت پر رامین کا ہاتھ دیکھ کر مسکرایا وہ رات بھی رامین کو جنت کا فیڈر بناتے دیکھ چکا تھا اس لیے بے فکر ہوتا سو گیا۔۔۔اس نے جھک کر پہلے رامین کا ماتھا چوما اور پھر جنت کا۔۔۔بیڈ سے اٹھتے واش روم میں گھسا جس میٹنگ کے لیے وہ دیر رات تک تیاری کرتا رہا تھا اب اس میں لیٹ نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔اس کے لمس پر رامین کی انکھ تو کھل گئی تھی مگر پھر بھی انکھیں موندے لیٹی رہی وہ سمجھنا چاہ رہی تھی کہ وہ اب کیا چاہتی ہے زندگی میں اگے بڑھنا یا دارم کو مزید سزا دینا کیونکہ اسکا کیا ناقابل معافی تھا۔۔۔مگر دل بغاوت کر رہا تھا اور دماغ سچ کو جھٹلانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اترو گاڑی سے۔۔۔ گاڑی کو بڑی سی بلڈنگ کے سامنے روکتے وہاب نے سخت اواز میں کہا مگر اسے اترتا نہ دیکھ کر دوسری طرف سے اتے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے اوپر اپنے فلیٹ پر لے ایا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں لائے ہو مجھے یہاں ویسے بھی میری وارڈن میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ میرا مسئلہ تم ہو ایت غصے سے کہتے اس کا ہاتھ چھوڑتے وہاب نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے غصے کو کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ تو میں کچھ نہیں کر سکتی اگر تمہیں مجھ سے مسئلہ ہے مگر مجھے جانے دو۔۔۔ کہتے وہ باہر کے دروازے کی طرف بڑھی کہ وہاب نے اس کا ہاتھ کھینچتے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو پاگل تو ہو نہیں ہو گئے چھوڑو مجھے ورنہ میں شہریار لالا سے تمہاری شکایت کروں گی۔۔۔

ٹھیک ہے تم میری شکایت کرنا لیکن اس سے پہلے اپنی حرکتیں بھی انہیں بتانا کہ تم دو تین دن سے کسی لڑکے کے ساتھ کچھ زیادہ ہی مصروف ہو۔۔۔ وہاب نے

غصے سرخ ہوتی انکھیں لیے کہا تو ایت بولی شرم اتی ہے تمہیں وہ صرف میرا دوست ہے۔۔وہاب نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا تو وہ لڑ کھڑائی کہ وہاب گرجتے ہوئے بولا تم کب سے لڑکوں سے دوستی کرنے لگ گئی اور کس کی اجازت سے لڑکوں سے دوستیاں پالتی پھر رہی ہو۔۔۔اسی کی اجازت سے جس کی اجازت سے تم اس تاشہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہو قہقے لگاتے ہو میں نے کیا تو تمہیں برا لگا۔۔۔۔ایت بھی اسی کے انداز میں چیخی تھی۔۔۔وہاب کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا تو مطلب وہ اس لیے یہ سب کر رہی تھی کہ وہاب نے مس تاشہ کے ساتھ بیٹھنا شروع کیا اسے دیکھتے وہاب بولا اچھا تو تم میری برابری کرو گی۔۔۔ہاں تو کیا نہ کروں ایت نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر بولی میں رامین اپی نہیں ہوں جو دارم لالا کی بے وفائی کے بعد بھی انہیں معاف کر کے اس کے ساتھ اگے بڑھ جاؤ میں ایت رستم خانزادہ ہوں ہو اور تم تو اس خوش فہمی میں بالکل بھی مت رہنا کہ کل کو کسی اور سے نکاح پڑھ کر کوئی اولاد پیدا کر کے میرے سر پہ لے اؤ گے اور میں اسے خوش امدید کہہ کر قبول کرتے تمہارے

ساتھ رخصت ہو جاؤں گی۔۔۔اچھا تو تم کیا کر لو گی روکو گے مجھے۔۔دارم کے ذکر پر وہاب کو ایک دفعہ پھر غصہ ایا تھا۔۔۔

مجھے تمہیں روکنے کی کیا ضرورت ہے بس جو تم کرو گے میں بھی وہی کروں گی اطمینان سے کہتے اس نے وہاب کو مزید غصہ دلایا۔۔۔اور وہ سب تم کیسے کرو گی مسز نکاح پہ نکاح کرو گی وہاب نے مسکرا کر کہتے اس کا دل جلایا تھا۔۔۔

کسی غلط فہمی میں مت رہنا وہاب مراد خانزادہ میں تمہیں چھوڑ دوں گی۔۔وہاب کے چہرے پر مسکراہٹ ائی تھی اور پھر بولا وہ دن کبھی نہیں ائے گا ایت وہاب خانزادہ مسکرا کر کہتے وہ فلیٹ میں بنے اوپن کچن کی طرف بڑھا تھا۔۔۔خیر اتنا جھگڑنے کے بعد تمہیں بھوک لگ گئی ہو گی کچھ کھاؤ گی اب وہاب نے دوستانہ انداز میں اس سے پوچھا تو۔۔۔ایت اسے گھورتے بولی مجھے ہاسٹل چھوڑ کے اؤ۔۔۔نو وے میری جان اتنے دنوں بعد تم ائی ہو اور ویسے بھی سیٹرڈے سنڈے اف ہے منڈے مارننگ میں تمہیں فرسٹ کلاس میں ڈراپ کر دوں گا۔۔۔اور تمہیں لگتا ہے میں دو دن تمہارے ساتھ یہاں رکوں گی ایت نے اسی کی طرح دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے کہ نہیں

رکنا چاہتی تو میں چھوڑ اتا ہوں ویسے بھی مس تاشہ پوچھ رہی تھی میں اس ویک اینڈ فری ہوں یا نہیں میں اس کے ساتھ گزارا کرلوں گا۔۔۔اس کی بات پر ایت کا تو دماغ گھوما لیکن مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے کچن کے کاؤنٹر سے چھری اٹھاتے وہاب کے دل کے مقام پر رکھتے بولی اس کے لیے تم زندہ بچو گے تو ہی رنگ رلیاں بناؤ گے اس چڑیل کے ساتھ۔۔۔اس کے انداز پر وہاب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا تمہارے ہاتھ سے تو مجھے موت بھی قبول ہے ویسے یار وہ چڑیل تو نہیں ہے اور ساتھ ہی ایت کے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے کرتے بولا لیکن بھری جوانی میں بیوہ ہو کے سفید کپڑوں میں تم کو خاص اچھی نہیں لگو گی۔۔۔

تمہیں کسی اور کے ساتھ عیاشیاں کرتے دیکھنے سے بہتر ہے میں سفید کپڑے پہن کر ماتم کرلو۔۔۔ایت نے چھری کا دباؤ اس کے دل کے مقام پر دیتے انکھوں میں انکھیں ڈالے کہا تو وہاب بولا ٹھیک ہے کسی اور کے ساتھ نہ سہی اپنے ساتھ ہی عیاشیاں کر لینے دو کہتے وہاب نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال اسے اپنے ساتھ لگا یا تھا۔۔۔ایت کے ہاتھ سے چھری زمین پر گری اس کی قربت پر

گال پل بھر میں سرخ ہوئے مگر پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے دور دھکیلتے بولی بے شرم انسان پیچھے ہٹو بس تم سے ایسی بے شرمیاں کروالو جو اتنا میرا خون جلایا ہے اب کچھ کھانے میں اچھا سا بنادو۔۔۔تاکہ میں کھا کر سکون سے سو سکوں۔۔۔ہاں میں ابھی سکون سے سونا چاہتا ہوں مسکراکر انکھ ونگ کرتے اس نے ایت کو دیکھا تو ایت وہاں سے نکلتے کمرے میں چلی گئی کیونکہ اج وہاب کی بے شرمیاں عروج پر تھیں۔۔۔

ایت اور وہاب کا نکاح بھی دارم اور رامین کے نکاح کے ساتھ ہی ہوا تھا لیکن تب وہ دونوں اس رشتے کو سمجھنے سے قاصر تھے وقت کے ساتھ اہستہ اہستہ وہ ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہوتے چلے گئے لیکن جب دارم کی بیٹی کا پتہ چلا تو ایت نے وہاب سے بات کرنا چھوڑ دی اسے لگتا تھا کہ وہ بھی دارم کی طرح ایت سے بے وفائی کرے گا کیونکہ وہ دارم کا بھائی ہے۔۔۔تب سے ان دونوں میں جھگڑا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

وہاب نے چھوٹا سا فلیٹ لیا تھا وہ وہاں اکیلا رہتا تھا یا کبھی کوئی دوست اجاتا جب کہ ایت ہوسٹل میں رہتی تھی۔۔۔مگر ایک ہی شہر میں ہونے کے باوجود اکثر وہاب

ایت کو اپنے فلیٹ پر لے آتا ویک اینڈز پر لیکن جب سے ان دونوں کا جھگڑا چل رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے سے دور تھے جو اج کافی حد تک سلجھ گیا تھا۔۔۔

وہ ساری دنیا سے بے نیاز دوسری ملازمہ کے ساتھ پورچ کی صفائی کرتے پائپ لگا کر اسے دھو رہی تھی کہ کسی کی گہری نظریں اس پر تھی۔۔۔ شہریار داجی کے کہنے پر زمینوں کا چکر لگا کر ابھی لوٹا تھا پورچ میں ہی اسے دیکھتے موڈ خوشگوار ہو گیا تھا لیکن پھر اس کی نظر چھت پر کھڑے جلال شاہ پر پڑی جس کی نظریں اس کی بیوی کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔ غصے کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی عشاء کے حلیے کو دیکھتے اب کی بار اسے غصہ عشاء پر آیا جس کے کپڑے کافی حد تک بھیگ ہوئے اس کے وجود سے چپکے تھے چادر فولڈ کیے کندھوں پر تھی اس کی کمر صاف نظر آ رہی تھی کبھی سیدھا ہوتے یا پائپ پکڑنے کے لیے جھکنے اس کے جسم کی رعنائیاں واضح ہو رہی تھی اور جلال شاہ بھرپور مسکرا کر اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور پھر اس پاس اور بھی بہت ملازم

اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔۔۔ غصہ مزید بڑھا تھا لمحے میں عشاء کے قریب پہنچتے شہریار نے اس کے ہاتھ سے پائپ کھینچا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے ساتھ اندر لا یا بنا سب کا لحاظ کیے اسے کھینچتا ہوں اوپر کمرے میں لے گیا۔۔۔ جب کہ سائمہ بیگم نیچے کھڑے پریشان ہو گئی شہریار کے رویئے پر نہ جانے اسے کیا ہوا تھا آج سے پہلے انہوں نے کبھی اسے عشاء سے سختی برتتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ جب کہ طیبہ بیگم تو کہہ رہی تھی اچھا ہوا اس لڑکی کے ساتھ نہ جانے کس بات پر شہریار کو غصہ دلایا ہے اس منحوس نے کہ سکینہ بی بی بولی جو بھی ہو خود ہی شہریار سنبھال لے گا

شہریار نے کمرے میں لاتے عشاء کا ہاتھ چھوڑا تھا وہ بمشکل گرتے گرتے بچی اور حیرانی سے کھڑے شہریار کو دیکھا جس کی انکھیں خون چھلکا رہی تھی اور پھر اپنی سرخ کلائی کو جس پر شہریار کی انگلیوں کے نشان چھپ چکے تھے۔۔۔ اس کا تو آج انداز ہی بدلا ہوا تھا عشاء کو یک دم اس سے خوف محسوس ہوا۔۔۔ کہ شہریار نے اگے بڑھتے ایک ہی جست میں اس کی چادر اس کے تن سے جدا کرتے اس کا بازو پکڑے اپنے قریب کیا اور بولا۔۔۔ میرے سامنے ہر وقت اس چادر کو لپیٹے

رکھتی ہو اور باہر دوسروں کو اپنا دیدار کرواتی پھر رہی ہو اتنا ہی شوق ہے تو میرے سامنے پورا کرلو جو بھی دیکھنا ہے مجھے دیکھاؤ۔۔۔ باہر میری اور اپنی عزت کا تماشہ مت بنواؤ عشاء نے حیرانی سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو شہریار اس کی حیرانگی سمجھتے بولا دیکھوائینے میں اپنا عکس اور اپنے کپڑوں پر نظر ڈالو۔۔۔ کس نے کہا تھا تمہیں پورچ دھونے کے لیے شہریار نے غصے سے دھاڑتے کہا تو عشاء شدت سے اپنی انکھیں بند کرتے روئی تھی۔۔۔ اسے روتا دیکھ کر شہر کو مزید غصہ چڑھا تو اسے چھوڑ کے بولا میں کیا پوچھ رہا ہوں بکواس کرو۔۔۔ دادی جی نے بمشکل ہچکیاں بھرنے کے درمیان عشاء نے ایک لفظ ادا کیا۔۔۔۔ اپنے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے شہریار نے اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کی اور پھر بولا اا گراج کے بعد تم مجھے حویلی کے اندرونی دروازے سے باہر نظر ائی تو دنیا میں نظر نہیں ہو گی سمجھی غصے سے اونچی اواز میں کہتے وہ تن فن کرتے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ عیشا مرے مرے قدموں سے شیشے کے سامنے آئی ایک نظر خود پر ڈالی تو اسے خود بھی شرمندگی ہوئی مگر پھر خاموشی سے چینجنگ روم کی طرف روتے ہوئے بڑھ گئی۔۔۔ اور شہریار نیچے اتے سب کو اتنا کہہ چکا تھا کہ اج کے بعد عشاء گھر

سے باہر قدم نہیں رکھے گی چاہے قیامت بھی اجائے جو بھی کام کروانا ہے اس سے گھر میں کروائیں کہتے وہ وہاں سے بھی نکلتا چلا گیا جبکہ اس کے اس فیصلے کی سمجھ کسی کو بھی نہیں ائی تھی لیکن خیر وہ معاملہ عشاء کا تھا اس لیے سب نے رفع دفع کر دیا۔۔۔

دارم بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ کھولیں اپنے کام میں مشغول تھا کہ جنت اس کے پاس بیٹھی کھیل رہی تھی۔۔۔ وہ بار بار اسکی فائلز یا پیپجز شیٹ کو ہاتھ میں پکڑتی جس پر دارم اسے منہ کرتا لیکن وہ بچی تھی اور نہ سمجھ بھی وہ بار بار انہی چیزوں کو ہاتھ لگاتی جو اسے اچھی لگتی۔۔۔ رامین پاس ہی ہیٹر ان کیے کالین پر بیٹھی اپنے فیورٹ کام میں مشغول کڑھائی کر رہی تھی۔۔۔ وہ اکثر اپنے کڑھائی کیے ہوئے کپڑے پہنتی جسے دیکھ کر سب اس سے پوچھنے پر ضرور مجبور ہو جاتے کہ اس نے اتنا خوبصورت سوٹ کہاں سے لیا ہے۔۔۔ جنت نے اگے بڑھتے دارم کے لیپ ٹاپ پر ہاتھ مارا تو جو کام وہ کر رہا تھا وہ فائل اچانک سے ریموو ہو گئی اس کی ادھے

پونے گھنٹے کی محنت ایک دم ضائع ہونے پر دارم کو غصہ چڑھا۔۔۔ جنت کو لیپ ٹاپ سے سائیڈ پر کرتے بولا جنت کب سے میں کہہ رہا ہوں بابا کو مت ڈسٹرب کرو لیکن اپ کو سکون نہیں ہے غصے سے کہتے اس نے جنت کو پیچھے کرتے گھورا تو جنت نے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالے رونے کی تیاری پکڑی۔۔۔ جسے دارم اگنور کرتے اپنی فائل ریکور کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ دارم کو خود کو نہ اٹھاتا دیکھ کر جنت نے پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔ کہ رامین نے اٹھ کر جنت کو اٹھاتے خاموش کرانے کی کوشش کی اور بولی دارم تم اتنی چھوٹی سی بچی کو ڈانٹ رہے ہو اور اوپر سے یہ توقع کر رہے ہو کہ تم اپنی رنگ برنگی فائلیں بکھیرے اس کے پاس بیٹھے رہو گے اور وہ کسی چیز کو نہیں چھیڑے گی۔۔۔ اگر تمہارا کام اتنا ہی ضروری ہے تو وہاں صوفے پر بیٹھ کر کرو جہاں وہ تمہاری چیزوں کو نہ چھیڑے۔۔۔ غصے سے کہتے رامین نے اب اسے گھورا اور ساتھ ہی جنت کے انسو صاف کرتے اسے بہلانے کی کوشش کی جبکہ جنت اپنے ہاتھ سے دارم کی طرف اشارہ کرتے رامین کو روتے ہوئے بتا رہی تھی بابا۔۔ بابا کہ بابا نے اسے ڈانٹا ہے۔۔۔ جب کہ دارم تو حیرانی کا مجسمہ بنے کبھی رامین کو تو کبھی جنت کو

دیکھتا۔۔۔رامین کی جنت کے لیے فکر دیکھ کر جہاں وہ مسکرایا تھا تو دوسری طرف جنت کا پہلی بار بابا کہنا اسے ایک الگ ہی خوشی میں مبتلا کر گیا کہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے وہ جنت کے قریب اتے بولا۔۔۔پرنسسز ایک دفعہ پھر بابا بولو۔۔۔ جب کہ رامین اور جنت دونوں نے اسے یک ٹک اسے دیکھا کہ دارم نے اسے رامین کی گود سے زبردستی لیتے اوپر اچھالا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی دارم نے اس کے دونوں گال چومے اور بولا میری جان پلیز ایک دفعہ پھر بابا بولو۔۔۔

تو جنت نے بابا بول دیا۔۔۔دارم کھل کر مسکرایا اور دوبارہ سے جنت کو بابا کہنے کے لیے فورس کرتے اپنا سامان سمیٹتے اسے بیڈ پر لیے بیٹھا۔۔۔دارم کو اس قدر خوش دیکھ کر رامین بھی مسکرائی شاید وہ بہت دنوں بعد یوں دل سے مسکرا رہا تھا لیکن ظاہر نہ کرتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف چینج کرنے کے لیے بڑھی۔۔۔دارم اسے سونے دو پلیز وہ کب سے سونا چاہ رہی ہے رامین نے جنت پر ترس کھاتے دارم سے کہا۔۔۔جو پچھلے ادھے گھنٹے سے مسلسل اس سے بابا کہلوا کر مسرور سا مسکرا رہا تھا۔۔اج اسے نیند زیادہ جلدی نہیں ارہی رامین کو دیکھتے جیسے دارم نے سوال کیا تھا۔۔۔اور جنت کی بند انکھوں کو دیکھا کہ رامین

بولی دارم 10 بج رہے ہیں وہ بچی ہے اس ٹائم تک ہمیشہ سو جاتی ہے سونے دو اسے سکون سے صبح اسے سے بابا کا مزید ورد کروالینا۔۔۔ تم نے دیکھا نارامین یہ کتنا پیارا بولتی ہے دارم نے جیسے اپنی خوشی رامین کے ساتھ بانٹی تھی تو وہ مسکرائی۔۔۔کے دارم بولا اب اسے میں پھوپھو کہنا بھی سکھاؤں گا دیکھنا عشاء خوش ہو جائے گی نہ چاہتے ہوئے بھی رامین کو اس کی بات اچھی نہیں لگی تھی وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ وہ اب اسے رامین کا نام سکھائے گا لیکن وہ تو عشاء کو پھوپھو کہلوانا چاہتا تھا۔۔۔یکدم اس کا موڈ آف ہوا تو بولی تمہارا کچھ کام رہتا تھا وہ کر لو مجھے بھی نیند آئی ہے میں سونا چاہتی ہوں۔۔۔دارم اس کے ایک دم بدلتے موڈ پر حیران ہوا لیکن پھر بیچ میں اپنا پینڈنگ کام کرنے کے لیے بیڈ سے اٹھتا لیپ ٹاپ لیتے بالکنی کی طرف بڑھا تا کہ وہ دونوں سکون سے سو سکیں۔۔۔

وہ دونوں کھانا کھا چکے تھے ایت بیڈ پر لیٹے سکون سے یوٹیوب پر ڈرامہ دیکھ رہی تھی کہ وہاب شاور لے کر تولے کو بالوں سے رگڑتے ڈریسنگ کے سامنے

ایا۔۔۔ایت بس کردو یار جب سے ائی ہو تب سے تم اس موبائل کے ساتھ چپکی ہو میں تمہیں یہاں موبائل یوز کرنے تو نہیں لایا ائینے کے عکس سے اس نے پیچھے بیٹھی ایت کو دیکھتے کہا تو ایت بولی وہاب تمہیں نہیں پتہ یہاں بہت اچھا وائی فائی چل رہا ہے ہاسٹل میں نیٹ بالکل بھی اچھا نہیں چلتا اس لیے پلیز مجھے ڈسٹرب نہ کرو وہاب نے اس کے پاس تکیہ سیدھا کرتے بلینکٹ خود پر کھینچا تھا اور بولا اچھا بس اب صبح دیکھنا اسے اور ساتھ ہی اس کا موبائل پکڑتے اف کر کے اپنی سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔وہاب یہ بالکل بھی اچھی بات نہیں ہے میں تمہیں تھوڑے نہ کچھ کہہ رہی ہوں تم سو جاؤ مجھے میرا موبائل دے دو بے دھیانی سے اگے ہوتے اس نے وہاب پر جھکتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھانا چاہا۔۔۔اسے اپنے اتنے قریب اپنے اوپر جھکا دیکھ کر وہاب نے اس کی کمر کے گرد حصار باندھا تو ایت فورا گڑ بڑا گئی۔۔۔اور بولی ہاں بس تم مجھے یہاں یہ سب کرنے ہی یہاں لائے ہو چھوڑو مجھے۔۔۔ہاں تو اب تمہیں یہاں لا کر میں میلاد تو کرنے سے رہا اور شکر کرو تمہیں ہی لایا ہوں کسی اور کو نہیں لے ایا۔۔۔جب کہ ایت جو اس پر پہلے ہی جھکی ہوئی تھی اپنی کہنی کا دباؤ اس کے سینے

پر مزید دیتے بولی نہیں کسی اور کو لے اتے پھر تم دونوں کی لاشیں یہاں پر ملتی۔۔۔اس کی بات پر وہاب کھل کر مسکرایا اور اس کے بال ایک سائیڈ کو سمیٹتے بولا اچھا اور تمہیں بتاتا کون؟؟؟سنا نہیں ہے محبت میں الہام ہوتے ہیں اگر محبوب بے وفائی کر رہا ہو تو پتہ چل جاتا ہے۔۔۔اور یہ الہام تمہیں پچھلے چھ ماہ سے ہو رہے ہیں وہاب نے جیسے اس کی پچھلی چھ ماہ کی ناراضگی پر چوٹ کی تھی۔۔۔ہاں تو میں اسی لیے تم سے ناراض تھی تا کہ تمہیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔منہ بنا کر کہتے وہ وہاب سے پیچھے ہوتے اس کے قریب تکیے پر سر رکھ کے لیٹی۔۔۔کون سی شادی نہیں کروں گی میڈم ہماری شادی ہو چکی ہے اور اس بات کا ثبوت تم اس وقت میرے کمرے میں میرے بیڈ پر موجود ہو کر دے رہی ہوں۔۔۔ٹھیک ہے تو پھر میں جا رہی ہوں ایت واپس منہ بناتے بیڈ سے اترنے لگی کہ وہاب بولا سوچ لو تمھاری کلاس کے سٹیٹس کے پیپر میں نے ہی چیک کرنا ہیں فیل کر دوں گا اگر بیڈ سے نیچے قدم رکھا تو۔۔۔یا اللہ وہاب تم کیسے ٹیچر ہو میری محنت پر یوں پانی پھر و گے اب اپنے پرسنل گریجز کی وجہ سے یا اللہ

کون مانے گا یہ پروفیسر جو سارا دن سیریس ہو کر سٹوڈنٹس کو پڑھائی پر محنت پر لیکچر دیتے پھرتا ہے وہ اپنی معصوم سی بیوی کو فیل کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔۔۔اس کی ایکٹنگ ہر خاص ہے اس کے کے لفظ بیوی کے استعمال پر وہاب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تو اس کا بازو پکڑ کے اسے واپس اپنے اوپر گراتے بولا اور کون مانے گا کہ جس پروفیسر کی ایک نظر سے کلاس میں موت سا سناٹا چھا جاتا ہے اس کی بیوی اسے انگلیوں پر نچاتی ہے اور مجبورا بیچارے پروفیسر کو دھمکانا پڑتا ہے۔۔۔اچھا تو یہ بیچارے پروفیسر مجھے بتانا پسند کریں گے پچھلے کچھ دنوں سے ان کا مس تاشہ کے ساتھ کیا چل رہا ہے۔۔۔وہاب نے مسکراتے ہوئے اس کی ناک کو چوما اور بولا کچھ نہیں چل رہا میری شکی بیوی وہ مس ابراڈ سے ائی ہیں اور یہاں کی مختلف یونیورسٹیز میں کام کر کے ڈفرنٹ ایکسپیرینس گین کرنا چاہتی ہیں کہ دوسرے ملکوں کے سٹوڈنٹ کس طرح بیہیو کرتے ہیں۔۔۔بس ان کی مدد کرنے کے سلسلے میں ان سے بات ہو جاتی ہے ویسے بی وہ 1210 دن تک واپس جانے والی ہیں۔۔۔

اچھاایت نے اچھا کو لمبا سا کھینچا اور پھر بولی تو تم دوسروں کی مدد کم کیا کرو خاص کر لڑکیوں کی کہتے منہ بناتے اس کے سینے پر سر رکھا تو وہاب ہنسا اور بولا اچھا ٹھیک ہے اج کے بعد کسی کی بھی مدد ایک شرط پر کروں گا کہ اگر اگلا لڑکا ہوا اور اگر کوئی لڑکی ہوئی تو اسے بول دوں گا بھئی میری بیوی منع کرتی ہے لڑکیوں کی مدد نہیں کرنی۔۔۔اس کے الفاظ پر ایت کھلکھلا کر ہنسی تھی اور بولی اتنے تم اچھے اور میرے فرمانبردار۔۔۔ چلو شاباش اب تمہاری باری تم مجھے بتاؤ وہ چمپو سا لڑکا کون تھا جس کے ساتھ تم دو دن سے گپے مار رہی ہو۔۔۔اف وہاب کوئی گپے نہیں مار رہی تھی اس بیچارے کو تو کچھ فیملی ایشوز کی وجہ سے بیچ سال میں ہماری یونیورسٹی میں ٹرانسفر کرانا پڑا اسی سلسلے میں اپنے نوٹس وغیرہ اسے دے کر اس کی تھوڑی سی مدد کر رہی تھی۔۔۔

اچھا اب تمہیں نہیں لگتا تمہیں لڑکوں کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔۔۔وہاب نے کچھ جتاتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔۔ نہیں نا تم ہی تو کہتے ہو دوسروں کی مدد کرنی چاہیے میں نے تو تمہاری نصیحت پر ہی عمل کیا ہے لیکن اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو میں ایسا نہیں کروں گی معصومیت سے بھرپور انکھیں ٹپٹپاتے اس نے کہا وہاب

ہنسا اور بولا تم کبھی نہیں ہار مانوں کی ایت۔۔۔اگر تم جیتنا چاہتے ہو تو میں ہار جاؤں گی مسکرا کر کہتے اس نے وہاب کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔وہاب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔ایت کے گرد اپنا حصار مزید تنگ کرتے اس نے ایت کا ماتھا چوما اور بولا میری جان اگر تم ہار گئی تو میں ویسے بھی ہار جاؤں گا۔۔۔ایت نے سکون سے انکھیں بند کر لی تھی کتنے دنوں بعد یہ سکون اسے ملا تھا ان لمحوں کو وہ گوانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو محبت میں صدق دونوں طرف ہو تو کبھی رائیگاں نہیں جاتی وقت لگتا ہے مگر چیزیں ہو جاتی ہیں۔۔۔

کام ہوا یا نہیں؟؟اپنی سرد اواز میں پوچھتے اس نے بلیک رومال میں چھپے چہرے سے جھانکتی انکھوں سے اپنے ساتھی کو گھورتے پوچھا تھا۔۔۔

باس ایم کا پلان ہو اور کامیاب نہ ہو ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔دوسرے نے مسکراتے ہوئے کالی انکھوں سے کہتے اس کی تعریف کی تھی۔۔بس بس اب

زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کیوں بھائی ویسے تو اپ کو اپنی تعریف سننا بے حد پسند ہے اج کیا ہوا۔۔۔مارکو نے اسی انداز میں بھرپور مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے مزید خراب مت کرنا بوس ایم نے انگلی اٹھاتے کے اسے وارن کیا تھا۔۔۔ٹھیک ہے دفع ہو جاؤ ویسے ابھی جو رائتہ تم نے پھیلایا ہے اب اسے جاکر مجھے سمیٹنا بھی تو ہے میں چلتا ہوں بھرپور مسکراکر ایک دفعہ اسے چھیڑتے مارکو وہاں سے نکلتا چلا گیا کیونکہ وہ جلدی میں تھا ورنہ اس کا موڈ خراب ہونے کی وجہ جانے بغیر وہ وہاں سے ہرگز نہ ہلتا۔۔۔جب کہ باس ایم نے مسکراتے ہوئے سامنے ٹارگٹ بوٹ کو دیکھا اور ایک تصویر پر چاکو کی نوک رکھتے بولا اگلی باری اب تمہاری ہے بہت مزہ اتا ہے نا تمہیں بچوں کو مار کر ان کے عضاء بیچنے میں اب دیکھنا کیسے تمہارا ایک ایک عضاء میں اپنے ہاتھوں سے کاٹوں گا اس کی انکھوں میں وحشت اتری تھی چاکو کی مدد سے اس تصویر کو دو ٹکڑوں میں کیا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے ٹیبل کی طرف بڑھا اپنے پلان کو ترتیب دینے کے لیے۔۔۔

جب سے جنت نے دارم کو بابا کہا تھا دارم کو تو نیا کھیل مل گیا ان دنوں میں وہ جنت سے ہزار دفعہ بابا کہلوا چکا تھا۔۔ فارغ وقت میں اس کا پسندیدہ مشغلہ جنت سے بابا لفظ کا ورد کروانا ہوتا تھا اب بھی وہ بیڈ پر بیٹھا جنت سے اپنا نام بلوانے کی کوشش کر رہا اپنے سینے پر انگلی رکھیں جنت کو بار بار دارم کہنے کے لیے فورس کرتا جبکہ جنت گھوم پھر کر اس پر ہاتھ رکھتے بابا کہہ دیتی تھی تو دارم پھر شروع سے شروع کر دیتا تھا پاس بیٹھے رامین کو جنت پر ترس ارہا تھا جسے دارم نے تنگ کر کر رکھا ہوا تھا۔۔۔

اخر کار جنت نے چڑ کر چیخ ماری تھی یعنی اب وہ دارم کی کوئی بات نہیں مانے گی اور دارم کے اوپر سے لٹکتے ہوئے بیڈ پر بیٹھنے کی کوشش کی تھی تا کہ وہ پاس پڑے اپنے کھلونوں سے کھیل سکے۔۔۔ اور ساتھ ہی رامین بھی غصے سے بولی بس کر دو دارم بچے اپنی مرضی سے بولتے ہیں لیکن تم نے تو اسے تنگ کر کے رکھ دیا ہے اب اگر تم نے اسے بولنے کے لیے فورس کیا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

میں کب فورس کر رہا ہوں میں تو اسے بولنا سکھا رہا ہوں دارم نے جیسے صفائی دی تھی اور رامین اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔ کہ دارم نے بیڈ سے اٹھتے جنت کو اٹھایا تھا تو وہ ایک دفعہ پھر بابا کہہ کر چیخی جو کہ اپنے کھلونوں سے کھیلنے میں مصروف تھی اور دارم نے ایک دفعہ پھر اس کے کام میں خلل ڈالا تھا۔۔۔ رامین نے بھی اس کی طرف دیکھا تھا تو وہ بولا ان دونوں کو دیکھتے چلواؤ پھوپھو سے ان کا حال پوچھ کراتے ہیں دو دن سے انہیں بخار ہے ناوہ عشاء کی بات کر رہا تھا عشاء کو بخار تھا کہ رامین بولی باہر سردی ہے دارم صبح پتہ کر لینا۔۔ نہیں کچھ نہیں ہوتا دارم نے پاس پڑی اپنی شال اوڑتے خود کو اور جنت کو اس میں چھپاتے کہا تھا۔۔ کہ رامین بولی بس تم نے قسم کھار کھی ہے میری کوئی بات نہ ماننے کی دارم لیکن وہ رامین کی باتیں ان سنی کرتا کمرے سے باہر نکلتے جنت سے باتیں کرتے بولا چھوڑو مما کو انہیں تو عادت ہے ہر بات پر ڈانٹنے کی ٹیچر رہ چکی ہیں نا۔۔۔۔ لیکن ہم چلتے ہیں۔۔۔ رامین تو لفظ مما پر ٹھٹکی تھی اس نے اج تک دارم کے منہ سے کبھی لفظ ماما نہیں سنا تھا اور اج جب اس نے یہ لفظ استعمال کیا تو وہ رامین کے لیے تھا اور وہ بھی انجانے میں جنت سے باتیں کرتے۔۔۔ وہ جب بھی جنت سے باتیں کرتا

ہمیشہ اس کی باتوں میں بابا کا ہی ذکر ہوتا یعنی کہ صرف دارم کا کبھی کبھی تو رامین کو یوں لگتا کہ وہ اس بچی کو کہیں سے اٹھا کر لا یا ہے جیسے اس کی کوئی ماں ہی نہیں ہوتی کبھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا تھا آج تک ان دونوں کے درمیان اگر کبھی ہوا بھی تو رامین نے ہی کیا ہو گیا۔۔۔یا پھر رامین کو لگتا تھا وہ اس عورت کا ذکر اس لیے نہیں کرتا کہ اسے برا لگے گا لیکن پھر سوچتی کبھی غلطی سے ہی انسان کو یاد آ جاتی ہے آخر وہ بچی اس عورت اور دارم کی تھی۔۔ جس طرح وہ ابھی بے دھیانی میں رامین کو مما کہہ گیا تھا۔۔۔ مگر دارم تو یوں لا تعلق تھا جیسے وہ عورت کبھی ہو ہی نہ اور رامین نے آج تک کبھی نہ تو اس عورت کی کوئی تصویر دیکھی تھی۔۔ یہاں تک کہ اسے اس کا نام بھی نہیں معلوم تھا۔۔۔ دارم شروع سے ہی کم گو تھا وہ بہت کم بولتا۔۔۔ کیونکہ بقول اس کے اس کی باتیں سننے کا کوئی منتظر نہیں ہے اس لیے اسے بات کرنے کی ہی ضرورت نہیں۔۔ ہمیشہ سے اپنی ذات میں مگن رہتا تھا۔۔۔ پہلی فرمائش اس نے باہر جا کر پڑھنے کی کی تھی اور دوسری اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد رامین سے نکاح کرنے کی کی تھی جس پر رامین خود حیران تھی بے شک وہ اس کی منگ تھی لیکن دارم کی طرف سے کبھی کوئی پیش

قدمی نہیں ہوئی تھی اور ایک دن اچانک اسے نکاح کرنا تھا۔۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ شخص جو ہر وقت اپنی ذات میں گم رہتا ہے وہ اس سے محبت کا دعویدار ہے اپنی محبت کا اظہار دارم نے نکاح کے بعد اس سے کیا تھا۔۔۔نکاح کے بعد وہ جب بھی پاکستان آتا تو صرف رامین کے لیے رامین کی پڑھائی کی وجہ سے رخصتی نہیں کی تھی اور کچھ کم عمری بھی وجہ تھی جس پر دارم کو کوئی اعتراض نہیں تھا وہ پہلے خود بھی اچھے سے سٹیبل ہونا چاہتا تھا۔۔۔

تاکہ وہ دونوں بعد میں لائف انجوائے کر سکیں۔۔۔وہ رامین کو لمبی کالز کرتا تھا۔۔۔مگر باتیں صرف رامین کرتی تھی جنہیں وہ بھرپور توجہ دلچسپی کے ساتھ سنتا اور اس سے جواب دیتا تھا اور وہ صرف اظہار محبت کرتا اس سے زیادہ بات اس کے پاس کبھی ہوتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔نکاح کے بعد پانچ سال کے عرصے میں ان دونوں کی محبت مزید بڑھتی چلی گئی۔۔۔لڑنا ناراض ہونا ٹوکنا جیسے الفاظ دارم کی زندگی میں تھے ہی نہیں جیسے رامین کہتی وہ ویسے ہی مان لیتا رامین اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کرتی تھی مگر پھر ایک دن اچانک دارم نے اسے اپنے نکاح اور بیٹی کے بارے میں بتایا اس خبر کو برداشت کرنا

رامین کے لیے بے حد مشکل تھا۔۔۔بہت روئی تھی بہت شکوے تھے بہت شکایتیں تھیں مگر اس شخص کو دیکھتے سب بھول جاتا تھا۔۔۔وہ اس کے سامنے تو اس سے لاتعلقی کا اظہار کرتی تھی لڑتی تھی اسے بے وفا کہتی تھی لیکن اس کی ایک اہ پر دل کی ہر دھڑکن رک جاتی تھی۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے جنت کو قبول کر لیا تھا کیونکہ وہ اس شخص کی بیٹی تھی جس سے وہ عشق میں مبتلا تھی۔۔۔اور عشق بھی بچپن کا بے شک دارم نے کبھی کوئی پیش قدمی نہیں کی لیکن رامین اس سے محبت کرنے لگی اور ویسے بھی کچی عمروں کی محبتیں بڑی پکی ہوتی ہیں۔۔۔

وہ جانتی تھی دارم اس سے یہی چاہتا ہے کہ وہ جنت کی ماں بنے مگر اس سے کہتا نہیں وہ تو شروع سے ہی اسکے بن کہے اس کی ساری باتیں سمجھ لی تھی تو یہ کیسے نہ سمجھتی۔۔۔۔دارم سے محبت کی بہت ساری وجہیں تھی وہ ایک رحم دل اچھا بہادر انسان تھا جو ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کرتا تھا۔۔۔فرمانبردار بیٹا تھا۔۔۔بہترین باپ تھا۔۔۔انڈرسٹینڈنگ بھائی اور دوست تھا۔۔۔لیکن وہ ایک اچھا وفادار شوہر نہیں ثابت ہوا محبت تو کرتا تھا لیکن محبت میں شرک کر چکا تھا اور

شرک تو خدا بھی معاف نہیں کرتا لیکن پھر بھی رامین کا دل پگھل رہا تھا جس کا وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔۔۔ مگر وہ کیسا شوہر آگے چل کر ثابت ہونے والا تھا یہ آنے والا وقت اسے بتانے والا تھا۔۔۔ کیونکہ وقت سے بڑا ہے گیم چینجر کوئی نہیں ہوتا۔۔۔

دارم نے کمرے میں آتے عشاء کے سر پر ہاتھ رکھا اور پوچھا کیسی طبیعت ہے جس پر وہ مسکرائی۔۔۔ دو دن سے وہ جنت سے بھی نہیں ملی تھی۔۔۔ جنت بھی اسے دیکھ کر خوشی سے چیخی اس کے قریب ہوئی۔۔۔ کہ دارم بولا تمہیں پتہ ہے عشاء اس نے پھوپھو بولنا سیکھ لیا ہے۔۔۔ کیا عشاء خوشی سے بولی سچی اور پھر دارم کے کہنے پر جنت نے اسے دو دفعہ پھوپھو کہا۔۔۔ شہریار جو دو دن بعد عشاء سے لڑ کر گھر سے گیا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے لوٹا تھا واش روم سے فریش ہو کر نکلا تو سامنے دارم جنت کو عشاء سے باتیں کرتا دیکھ کر ماتھے پر بل پڑا۔۔۔ آگے بڑھتے دارم کو سلام کرتے بولا لالا آپ اس وقت یہاں کچھ بھی ہو دارم اس سے بڑا تھا

اور دوسرا اس کی بہن کا شوہر بھی اس لیے تھوڑی بہت عزت کرنا شہریار پر فرض تھا۔۔۔ہاں ہم عشاء سے ملنے ائے تھے جنت اسے بہت مس کر رہی تھی اور دوسرا اسے بخار ہے اسے لیے عشاء کا حال چال پوچھنے اگئے خیر تم بتاؤ کب ائے ہو۔۔۔بس گھنٹہ ہی ہوا ہے جواب دیتے وہ ان کے پاس بیٹھا۔۔۔شہریار جب ایا عشاء سو رہی تھی اس لیے شہریار کو وہاں دیکھتے یکدم اس دن والا منظر انکھوں کے سامنے گھوما۔۔۔بے اختیار انکھیں نم ہونے لگی۔۔۔لیکن شہریار کو یہ کہاں برداشت تھا کہ دارم وہاں بیٹھا اس کی بیوی سے باتیں کرے بے شک وہ دارم کے لیے بہنوں جیسی تھی اور شہریار اس بات سے بھی بہت اچھے سے واقف تھا کہ دارم دوسروں کی طرح نظر باز نہیں ہے وہ ایک اچھا انسان ہے اور وہ وہاں سچ میں عشاء کی طبیعت پوچھنے اور جنت کو ملوانے ہی لایا ہو گا مگر کچھ عرصے سے شہریار کو وہ اچھا نہیں لگتا تھا جس کی بڑی وجہ اس کی ایک اور شادی تھی۔۔۔ لیکن خیر ساری باتوں کو اگنور کرتے بولا عشاء جاؤ پلیز میرے لیے ایک کپ چائے بنا کر لا دو وہ خاموشی سے اٹھتے دارم سے بھی چائے کا پوچھتے کمرے سے

نکل گئی۔۔۔اس کی طبیعت خراب تھی شہری تمیں اسے باہر نہیں بھیجنا چاہیے تھا باہر ویسے بھی بہت سردی ہے دارم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

میری بیوی ہے میں جو چاہے مرضی کروں تم سے مطلب شہریار نے ٹھیک ٹھاک بد تمیزی سے اسے جواب دیا۔۔۔شہریار کو دارم کا عشاء کے معاملے میں رائے دینا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ دارم بولا ٹھیک ہے مجھے پتہ ہے وہ تمہاری بیوی ہے لیکن وہ ایک انسان بھی ہے اور اوپر سے بیمار ہے۔۔۔کیا تم بھی اس سے چچا کا بدلہ لے رہے ہو۔۔۔دارم کی بات پر شہریار کو مزید غصہ چڑھا اور بولا تمہیں میں ایسا لگتا ہوں مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے اور ویسے بھی مجھے اپنے جیسا مت سمجھو۔۔۔شہریار کے برا مناتے پر دارم کے چہرے پر مسکراہٹ ائی دارم جانتا تھا۔۔۔شہریار شروع سے ہی کچھ بد تمیز زبان دراز اپنی مرضی کا مالک تھا۔۔کسی سے محبت کا اظہار نہیں کرتا کیونکہ اس کا خیال تھا محبت انسان کو کمزور کر دیتی ہے اور شہریار خانزدہ کمزور نہیں ہو سکتا لیکن اس کے عمل سے کئی دفعہ محبت جھلکتی دارم نے محسوس کی تھی جیسے ابھی بھی اس نے رامین کے حوالے سے اس پر طنز کیا تھا۔۔۔لیکن اپنی مسکراہٹ کمال مہارت سے

چھپاتے دارم بولا تم میرے جیسے بن بھی نہیں سکتے لیکن خیر تم جانتے ہو یہ لڑکی کس کی بہن ہے۔۔۔اب کی بار شہریار سنبھلا کہیں عشاء نے دارم کو سب کچھ بتا تو نہیں دیا کیونکہ اسے دارم اپنے دراب لالا جیسا لگتا تھا۔۔ مگر شہریار نے اچھے سے اسے اس معاملے میں وارن کیا تھا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے کہ وہ ولید شاہ کی بھانجی ہے بیٹی نہیں۔۔۔ شہریار نے بنا کچھ بولے دارم کی طرف دیکھا۔۔۔اس سے پہلے دارم کچھ بولتا جنت نے تھوڑا سا آگے کو ہوتے شہریار کی شرٹ کو پکڑا جس پر پرنٹ میں مونسٹر سا بنا ہوا تھا۔۔۔اور اب وہ شہریار کی شرٹ کھینچتے دارم کو مخاطب کرتے بابابا کہتے شرٹ پر بنے مونسٹر کی انکھوں میں انگلیاں دے رہی تھی۔۔۔شہریار تو منہ کھولے اس ننھی سی مصیبت کو دیکھ رہا تھا جو دونوں ہاتھوں سے شہریار کی شرٹ پکڑے کھیلنے میں مصروف تھی اس مونسٹر کی شکل اتنی خوفناک تھی کہ اسے دیکھ کر عشاء ڈر جائے لیکن جنت مزے سے کبھی اس موسٹر کی انکھیں نکالنے کی کوشش کرتی تو کبھی اس کے منہ میں ہاتھ ڈالتی جس پر شہر کو کچھ گدگدی بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔دارم اسے دو تین دفعہ اسے پیچھے کر چکا تھا لیکن وہ بار بار اس مونسٹر کی طرف اٹریکٹ ہوتی اس لیے شہریار نے

دارم سے کہا چھوڑو اسے تم مجھے کچھ بتا رہے تھے۔۔۔ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ عشاء دراب عالم کی بہن ہے۔۔۔واٹ تم سچ کہہ رہے ہو دارم شہریار نے حیران ہوتے پوچھا؟؟ شہریار کو یقین نہیں آ رہا تھا اسے اب اپنی بے وقوفی کا اندازہ ہوا کہ وہ عشاء کی باتوں سے اتنا اندازہ کیوں نہیں لگا سکا۔۔۔اس کا سر نیم بھی عالم تھا اور دراب کا بھی۔۔۔دراب سے وہ دارم کے ذریعے ہی ملا تھا دراب ایک اچھا انسان تھا اور وہ شہریار کو بھی اپنا بزنس پارٹنر بنانا چاہتا تھا اسی طرح بزنس کے سلسلے میں وہ ایک ہفتہ شہریار کے ساتھ اس کے فلیٹ میں بھی رکا تھا۔۔۔

اس کی ڈیتھ کا شہریار کو بھی بہت افسوس تھا لیکن اس کی بہن جس کا دراب نے باتوں ہی باتوں میں ذکر کیا تھا وہ لڑکی اور کوئی نہیں عشاء تھی دراب عالم کی گڑیا جس سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا تھا۔۔۔اور اپنے پاس ائرلینڈ بلانا چاہتا تھا۔۔۔شہریار کو حیران ہوتا دیکھ کر دارم بولا مجھے امید ہے تم اس کے ساتھ برا سلوک نہیں کرو گے جو بھی ہو اب وہ تمہاری بیوی ہے اور دوسرا میرا دوست اس سے بے حد محبت کرتا تھا اور اسی وجہ سے عشاء مجھے بھی بہت عزیز ہے اگر تمہیں کبھی وہ خود پر بوجھ لگے یا اسے چھوڑنا چاہو تو ان حویلی والوں کے حوالے

مت کرنا خاموشی سے طلاق دے کر مجھے بتادینا میرے پاس اس کے سارے ڈاکومنٹس ہیں میں خود ہی اس کا کہیں اچھا رشتہ دیکھ کر شادی کروادوں گا یا اسے ائرلینڈ بھیج دوں گا۔۔۔بس میری اتنی سی گزارش ہے تم سے لیکن اگر تم نے اسے تکلیف دینے کی کوشش کی تو مجھے اپنے مقابل پاؤ گے شہریار۔۔۔کہتے دارم اٹھ کھڑا ہوا۔۔کہ اس کی طلاق والی بات پر شہریار کچھ پریشان ہوا اور بولا کیوں میں کیوں دوں گا طلاق اسے اور میں کوئی برا سلوک نہیں کر رہا اس کے ساتھ چاہے تو پوچھ سکتے ہو تم اپنی بہن سے۔۔۔دارم بولا نہیں میں تم پر یقین کر سکتا ہوں۔۔۔ٹھیک ہے بھئی مرضی ہے تمہاری کرنا ہے تو کرلوں یقین شہریار نے لاپرواہی سے کہا اور مڑنے لگا تو جنت نے اچکتے ہوئے اس کی شرٹ کے مانسٹر کو پکڑا شہریار نے دارم کی طرف دیکھا اور بولا اگر تم کہو تو میں شرٹ اتار کر تمہیں دے دیتا ہوں۔۔۔نہیں میں ایسی شرٹ نہیں پہنتا مجھے سوٹ نہیں کرتی دارم نے کچھ جتاتے اسے کہا تو شہریار فورا بولا ہاں ہر کوئی شہریار نہیں ہو سکتا اس نے جیسے ابھی کچھ دیر پہلے دارم کی کہی بات کا بدلہ اتارا۔۔بابا جنت نے پھر شہریار کی شرٹ کی طرف اشارہ کیا تو دارم نے اپنا سر پکڑا جس کی بیٹی کا دل ایک مانسٹر پہ

ایاہوا تھاوہ شخص اور کر بھی کیا سکتا تھا۔۔شہریار گہرا مسکرایا اور دارم سے بولا رکو ایک منٹ پھر چینجنگ روم میں جاتے الماری سے ایک ڈراؤنا سا ماسک لایا اور اسے جنت کی طرف بڑھایا۔۔۔

جنت نے خوشی سے چیخیں مارتے اس ماسک کو تھاما جیسے اسے اپنا مانسٹر مل گیا ہو۔۔۔جب کہ کمرے میں اتی عشاء نے جنت کے ہاتھ میں پکڑے اس مسک کو دیکھ کر چیخ ماری تھی۔۔۔شہریار ہنسا اور بولا تمہاری بیٹی بہت بہادر ہے۔۔۔دارم مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

عشاء نے چائے کپ شہریار کی طرف بڑھایا۔۔۔اور خود خاموشی سے چلتے اپنے صوفے پر بیٹھی۔۔۔کہ شہریار بولا کیا ہوا تمہاری طبیعت کو چائے کا کپ لبوں سے لگاتے وہ بیڈ پر بیٹھتے اب عشاء سے سوال کر رہا تھا کہ عشاء بولی کچھ نہیں معمولی سا بخار ہے بس۔۔۔شہریار کو اس کا رویہ کچھ بدلا سا لگا لیکن پھر بھی بولا عشاء تم نے میڈیسن لی ہے۔۔۔جی عشاء نے ایک لفظی جواب دیتے لیٹتے کمبل اوڑا۔۔۔عشاء کے اس قدر سوکھے جوابوں پر شہریار کو غصہ چڑھا تو بولا کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ عشاء تم مجھ سے ٹھیک سے بات کیوں نہیں کر رہی ناراض ہو

کیا۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ لیکن پھر بولی گھر کے ملازموں کے پاس ناراض ہونے کا حق نہیں ہوتا۔۔۔اگر آپ کو کوئی کام نہیں ہے تو میں سو جاؤں۔۔۔

عشاء اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر اس دن شہریار نے اس پر غصہ کیوں کیا تھا لیکن شہریار نے تو آتے ہی لاتعلقی کا اظہار کیا وہ کیسے اسے عشاء عشاء کہہ کر بلا رہا تھا جبکہ عشاء کو تو اب اس کے منہ سے بٹر فلائی سننے کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔اسے لیٹا دیکھ کر چائے کا خالی کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے شہریار بولا نہیں تم ابھی نہیں سو سکتی یہاں بیڈ پر آؤ۔۔۔عشاء خاموشی سے اٹھتے اب بیڈ کے قریب کھڑی اس کے اگلے حکم کا انتظار کر رہی تھی کہ شہریار بولا چادر اتارو اپنی میں نے تم سے سو دفعہ کہا ہے کوئی اپنے سائز کا دوپٹہ لیا کرو میرے سامنے کپڑے کا پورا تھان لپیٹ لیتی ہو۔۔۔اس کے حکم کی تعمیل کرتے عشاء نے اپنی چادر اتار کر وہیں بیڈ کی سائیڈ پر رکھی تھی۔۔۔اب وہ کھڑی اس کے اگلے حکم کا انتظار کر رہی تھی کہ شہریار بولا بیٹھ جاؤ ساری رات کھڑی رہو گئی کیا اور میری ٹانگیں دباؤ قسم سے بہت درد کر رہی ہے۔۔۔عیشا نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا

تھا مگر پھر بیڈ پر بیٹھتے اس کی ٹانگوں پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا دباؤ دیا۔۔کہ شہریار کچھ روب سے بولا ذرا زور سے دباؤ جان لگاؤ لڑکی۔۔۔عشاء نے غصے سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مزید دباؤ بڑھایا جس سے اس کا اپنا ہاتھ درد کر گیا۔۔۔شہریار نے کمرے کی لائٹس اف کرتے ہاتھ بڑھا کر عشاء کا بازو کھینچتے اسے خود پر گرایا اور بولا رہنے دو بٹر فلائی تم سے نہیں ہو گا دیکھ لیا میں نے کتنا زور ہے تم میں۔۔۔ بخار کے دردوں اور موسم کی سردی کی وجہ سے عشاء کا بیٹھنا تو ویسے بھی محال ہو رہا تھا اوپر سے شہریار نے ہمیشہ کی طرح اس کی گرم چادر بھی اتروا دی تو اب شہریار کی نرم گرم سی پناہوں میں اسے سکون ملا تھا عشاء نے خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھا۔۔۔عشاء کا مزاحمت نہ کرنا بھی شہریار کو اس کی ناراضگی لگا وہ ایک بے جان گڑیا کی طرح اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی لیکن شہریار کو اس کا یہ انداز پسند نہیں ایا۔۔۔شہریار کو تو وہ مزاحمت کرتی منہ بناتی اپنا سرخ ہوا چہرہ چھپانے کی کوشش کرتے ہی اچھی لگتی ہے اس لیے محبت سے اس کا سر چومتے بولا ویسے یہ پروٹوکول گھر کے باقی ملازموں کو نہیں ملتا صرف تمہیں مل رہا ہے بٹر فلائی۔۔۔عشاء نے اپنے ہاتھ کا مکہ اہستہ سے شہریار کے سینے پر مارا تو وہ ہنس دیا

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور بولا بٹر فلائی مار پیٹ کل کر لینا اج تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ سو جاؤ سکون سے اور مجھے بھی سونے دو بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔۔ لیکن اپ نے مجھے پر بہت غصہ کیا اور یہ بھی نہیں بتایا کہ اپ غصہ ہے کیوں عشا نے شکوہ کیا۔۔۔ تو شہر یار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا تم کہہ رہی تھی کہ تم مجھ سے ناراض نہیں ہو۔۔۔ لیکن اب ہوں عشاء نے منہ بنا کر کہا۔۔۔ اچھا جی تو پھر کیسے دور کی جائے یہ ناراضگی شہر یار نے اس کا سر اپنے بازو پہ رکھتے کروٹ اس کی طرف لی۔۔۔ وہ مجھے نہیں پتہ لیکن اپ مجھے یہ بتائیں کہ اپ نے مجھے ڈانٹا کیوں ؟؟ اس کی سوئی وہیں اٹھکی تھی کہ شہر یار بولا بٹر فلائی دیکھو جب تم کام کر رہی ہوتی ہو تو اس بات کا دھیان رکھا کرو کہ تمہارے کپڑے بھیگ تو نہیں گئے یا تمہاری چادر نے تمہیں پراپر طریقے سے کور کیا ہے یا نہیں۔۔۔۔ اس دن بھی تم اپنے کام میں ایسا مشغول تھی کہ تمہیں ارد گرد کا کوئی دھیان ہی نہیں اتنے سارے ملازم تھے وہاں پر۔۔۔ اور دوسری بات مجھے بالکل پسند نہیں ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور تمہیں بغیر چادر کے دیکھے ائندہ احتیاط کرنا بلکہ میں نے باقی سب کو بھی کہہ دیا ہے کوئی تمہیں باہر کام کرنے کا نہیں کہے گا۔۔۔ اوکے۔۔۔

اوکے عشاء نے خوش ہوتے کہا۔۔۔ویسے بھی اس سے اتنے بڑے پورچ کی صفائی نہیں ہوتی تھی اور شہریار نے اس کا کام اسان کر دیا تھا۔۔۔بٹر فلائی اب ساری رات ایسی بات کی خوشی منانی ہے کیا تمہیں کام نہیں کرنا پڑے گا شہریار نے اسے بڑا مسرور سا مسکراتے دیکھ کر کہا۔۔۔تو عشاء نے نظر اٹھا کر دیکھا شہریار کو جس نے اس کی چوری پکڑلی تھی اسے کیسے پتہ چل گیا کہ وہ کام نہ کرنے پر اتنا خوش ہو رہی ہے لیکن پھر بولی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے تو بہت نیند ا رہی ہے میں سونے جاتی ہوں۔۔۔عشاء کے سونے جانے کی بات پر شہریار کو غصہ چڑھتا اور بولا یہی سو جاؤ خاموشی سے عشاء۔۔۔لیکن مجھے یہاں اپ کے پاس نیند نہیں ائے گی عشا نے اٹکتے ہوئے کہا۔۔۔وجہ شہریار نے غصے سے پوچھا تو عشاء بولی یہ اپ کی شرٹ پر بنا مونسٹر مجھے ہی دیکھ رہا ہے ایسے مجھے نیند تھوڑی نہ ائے گی۔۔۔شہریار مسکرایا اور بولا اس مانسٹر کے ساتھ جنت ادھا گھنٹہ بیٹھی کھیلتی رہی ہے اور تم کتنی ڈرپوک ہو بٹر فلائی لیکن اگر تمہیں زیادہ پرابلم ہو رہی ہے تو میں شارٹ اتار دیتا ہوں کہ عشاء فورا بولی نہیں نہیں میں مونسٹر کے ساتھ ایڈجسٹ کرلوں گی۔۔۔اب تم مجھے مونسٹر کہہ رہی ہو شہریار

نے برامناتے کہا کہ عشاء فورا اپنی صفائی دیتے بولی نہیں میں تو اپ کی شرٹ کے مونسٹر کو کہہ رہی ہوں۔۔۔ تمہاری بہتری بھی اسی میں ہے ورنہ صبح پوری حویلی کی صفائی کراؤں گا شہریار نے واپس اسے اپنے حصار میں لیتے ڈرایا تھا۔۔۔ جس پر وہ برے برے منہ بناتی خاموشی سے بال شہریار کے چہرے پر پھینکے رخ موڑے سونے کی تیاری کر رہی تھی کیونکہ اس مونسٹر کو دیکھتے ہوئے اسے نیند تو انے سے رہی۔۔۔ اس کے بالوں کی خوشبو محسوس کرتے شہریار مسکراتے ہوئے انکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگا وہ لڑکی اہستہ اہستہ اس کے لیے ضروری ہوتی جارہی تھی۔۔۔

دارم اور رامین کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے۔۔۔ رامین کافی حد تک جنت سے گھل مل گئی تھی رات کو جنت جب بھی جاگتی ساتھ رامین کو جگاتی اور رامین اس سے باتیں کرتے رہتی۔۔۔ اور جنت اب رامین کے ساتھ نماز پڑھنا بھی سیکھ گئی جیسے ہی رامین سجدہ کرتی تو جنت اس سے پہلے جائے نماز پر لیٹ جاتی اور نماز سے

فارغ ہو کر وہ دونوں سو جاتی۔۔۔ لیکن دارم اور رامین کے درمیان کی دوریاں ویسے ہی قائم تھی۔۔۔ دارم نے بھی اسے پورا پورا ٹائم دیا تھا وہ چاہتا تھا کہ پہلے رامین اور جنت کے بیچ کی دوریاں ختم ہو جائیں۔۔۔

اب بھی رامین بیٹھی کوئی بک پڑھ رہی تھی کہ دارم نے اپنا کام ختم کرتے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور جنت کو دیکھا جو سکون سے ان دونوں کے درمیان لیٹے سو رہی تھی۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے گود میں اٹھاتے نرمی سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے بے بی کاٹ میں لٹایا۔۔۔ رامین خاموشی سے اس کی کاروائی کو دیکھتی رہی کہ دارم کے بیڈ پر بیٹھتے بولی جنت کو وہاں کیوں لٹا دیا اسے ہمارے درمیان میں سونے کی عادت ہے۔۔۔

بڑی ہو گئی ہے ابھی کب تک ہم دونوں کے درمیان میں سوتی رہے گی جب جاگ جائے گی تو ہمیں بلا لے گی کیونکہ بے بی کاٹ بالکل بیڈ کے سامنے تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ ہمارے درمیان رہے گی رامین نے اس کی بات کا اور ہی مطلب نکالتے کہا تھا کہ دارم بولا۔۔۔ وہ ہمارے درمیان نہیں ہمارے ساتھ ہے

من۔۔۔لمحے میں رامین لاجواب ہوئی تھی اور پھر خاموشی سے بک بند کرتی سائیڈ لمپ اف کرکے بلینکٹ میں گھسی۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا جو آج کل ضرورت سے زیادہ خفا رہتی تھی اس سے۔۔۔دارم نے تھوڑا آگے کو سرکتے اپنا بازو رامین کی کمر کے گرد حائل کرتے اسے پیچھے کی طرف کھینچا اور اس کا سر اٹھاتے اپنے بازو پر رکھا۔۔۔رامین نے غصے سے مڑتے دارم کو گھورا جو اس کے بے حد قریب تھا۔۔۔

کہ پھر بولی میں نے کہا تھا نا دارم مجھ سے دور رہنا۔۔۔من میں تم سے دور ہی ہو اسے قریب ہونا تو نہیں کہتے۔۔۔دارم نے اس کے چہرے پر بالوں کو اپنے ہاتھ سے پیچھے کرتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔دارم پلیز میرے ساتھ ایسی فضول باتیں نہ کرو رامین نے گلال چہرہ لیے کہا اور ساتھ ہی دارم کو دور دھکیلنے کی کوشش کی۔۔۔اچھا تو پھر ایسی باتیں کس سے کروں دارم نے اسے مزید قریب کرتے سوال کیا۔۔۔جس سے پہلے کرتے رہے ہو اس سے ہی کرو رامین نے جیسے طنز کیا۔۔اسی سے تو کر رہا ہوں سکون سے کہتے دارم نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔

اتنے عرصے بعد اس کی گرم سانسوں کی مہک اس کا لمس اس کی خوشبو رامین کو اپنے حواسوں پر بری طرح چھاتی محسوس ہو رہی تھی کہ بولی دارم مجھے نیند ارہی ہے گڈ نائٹ۔۔۔ ویسے من تم نے ابھی تک میرا دیا ہوا پینڈنٹ نہیں پہنا۔۔۔ وہ بات یوں کر رہا تھا جیسے ان دونوں کے تعلقات بے حد خوشگوار ہوں اور رامین اس کی فرمائشیں پوری کرے۔۔۔ کیوں پہنوں میں تمہاری دی ہوئی کوئی بھی چیز اور پیچھے ہٹو دارم میرا سانس رک رہا ہے۔۔۔ کہ دارم بولا مجھے نیند نہیں ارہی تم باتیں کرو نا مجھ سے۔۔۔ تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا کیا بات کروں میں تم سے رامین نے غصے سے چڑھ کر کہا۔۔۔ جس کی قربت اسے لمحہ لمحہ جلا رہی تھی۔۔۔ ویسے تو ہماری نئی نئی شادی ہوئی ہے کرنی تو تمہیں رومینٹک باتیں چاہیے لیکن خیر جو بھی تم چاہو ہم کسی بھی ٹاپک پر بات کر سکتے ہیں جیسے پہلے کرتے تھے۔۔۔ پہلے جیسا کچھ نہیں ہے دارم وہ باتیں میرے شوہر دارم کے لیے تھی۔۔۔ اور اب میری کہی ہر بات جنت کے بابا دارم مراد خانزادہ کے لیے ہو گی رامین نے چہرہ موڑے بے رخی سے کہا تو دارم اس کی بات کا بنا برا منائے بولا اچھا چلو یہ بھی ٹھیک ہے اج کل ویسے بھی تمہارا فیورٹ ٹاپک میرے ساتھ

لڑنا مجھ پر طنز کرنا میری ذات کی نفی کرنا ہے۔۔۔ لیکن مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے تم کا مپٹینیو کرو۔۔۔ مجھے کچھ کا مپٹینیو نہیں کرنا چھوڑو مجھے سونے دو کہتے ہوئے اخر میں رامین کی اواز بھرا گئی۔۔۔ دارم نے اس کے بالوں سے چہرہ نکالتے ہلکا سا اوپر اٹھتے اس کی نم انکھوں کو باری باری چوما اور پھر بولا سچ میں من۔۔۔ میں برا نہیں مناؤں گا تمہیں جو بھی کہنا ہے کہو اس بہانے تم مجھ سے بات تو کرو گی اور دوسری بات نفرت بتاتی ہے محبت کتنے کمال کی تھی۔۔۔ رامین کی انکھیں شدت سے بھیگی لفظ نفرت پر وہ کیسے سوچ سکتا تھا کہ رامین اس سے نفرت کر سکتی ہے جس سے ٹوٹ کر محبت کی ہو اس نے نفرت ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ لیکن بنا اس سے کچھ کہے اپنی انکھیں صاف کرتے بولی تم بہت برے ہو دارم ۔۔۔ جانتا ہوں مسکرا کر کہتے اس نے واپس رامین کے بالوں میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔ تمہیں میری باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا نا رامین نے بے بسی سے شکوہ کیا۔۔۔ اس پوری دنیا میں اگر دارم مراد خانزادہ کو کسی سے فرق پڑتا ہے نا تو وہ تم ہو کہتے دارم نے اس کی گردن کے خم کو چوما تھا۔۔۔ رامین جی جان سے کانپی تھی کچھ کسمساتے ہوئے دارم سے دور ہوتے بولی تمہیں لگتا ہے اگر تم مجھ سے

ایسی باتیں کرو گے تو میں مان لوں گی تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔۔ نہیں اگر تم کسی اور طرح چاہتی ہو میں تمہیں یقین دلاؤں اپنی محبت کا تو میں ریڈی ہوں مسکرا کر کہتے دارم نے اسے شرمانے پر مجبور کیا۔۔۔ رامین نے دور ہوتے کروٹ بدلی۔۔۔ کیونکہ اج اسے وہ وہی دارم لگ رہا تھا جو رامین سے محبت کا دعویدار تھا۔۔۔ وہ باتیں بے حد کم کرتا تھا لیکن اظہار محبت جب بھی کرتا دل کھول کر کرتا اور یوہی رامین کو شرمانے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔۔۔

دارم نے دوبارہ فاصلہ ختم کرتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچا تو رامین نے بھرپور مزاحمت کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔۔۔ اخر کا موڑ کر اس نے دارم کو گھورا تو دارم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اچھا پرامس اب کچھ نہیں کہوں گا لیکن خود سے دور بھی نہیں جانے دوں گا باقی اگر تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہو میں سن رہا ہوں کہتے رامین کا سر اپنے سینے پر رکھتے اہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے انکھیں موند گیا۔۔۔ اور رامین کو اچھے سے پتہ تھا وہ کچھ بھی کہتی رہے وہ خاموشی سے ڈھیٹ بنا سنتا رہے گا اس لیے بنا کچھ کہے وہ بھی سکون سے انکھیں بند کر گئی۔۔۔

اج صبح سے ہی جنت بہت چڑ چڑی ہوئی تھی۔۔۔عشاء تو اسے سنبھالتے ہلکان ہو رہی تھی جس نے صبح سے بے مطلب رونا مچایا ہوا تھا۔۔۔جنت روز روحان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے کھلونوں سے کھیلتی تھی لیکن اج وہ وہاں بیٹھے بھی صرف رو رہی تھی۔۔۔عشاء اس کے سامنے ایک کے بعد ایک اس کا پسندیدہ کھلونا رکھتا ہے اسے بہلانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن جنت کو کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔پاس ہی بیٹھی سائمہ بیگم بھی اسے دیکھ کر کچھ پریشان ہوئی تھی کہ اتنے میں رامین کچن سے چائے کی ٹرے لاتے ٹیبل پہ رکھتے وہاں ان کے پاس بیٹھی۔۔۔جنت نے اسے دیکھتے رامین کی طرف کرولنگ کرتے زمین پر بیٹھے اس کی ٹانگوں کو پکڑتے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔رامین نے اسے دیکھا تو جنت اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالے انکھوں میں انسو بھرے دونوں ہاتھ اٹھائے رامین کو خود کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔۔۔رامین نے کچھ حیران ہو کے اسے دیکھا وہ سب کے سامنے جنت کو زیادہ تر اگنور ہی کرتی تھی کہ۔۔۔عیشا نے اگے بڑھتے اسے اٹھانا چاہا تو جنت نے زارو قطار ہونا شروع کر دیا۔۔۔رامین

نے عشاء کو منع کرتے جنت کو اپنی گود میں اٹھایا تو وہ رامین کے کندھے پر سر رکھے رونے لگی۔۔۔ کیا ہوا بے بی کو رامین نے اسے اپنے سامنے کرتے پوچھا تو وہ واپس اس کے کندھے سے لگ گئی جب کہ رامین کو اس کا وجود گرم سا لگا تو پاس بیٹھی سائمہ بیگم سے بولی مورے چیک کریں مجھے لگ رہا ہے اسے بخار

ہے۔۔۔ سائمہ بیگم نے چیک کیا تو بولی ہاں رامین سچ میں بخار ہے تبھی میں کہوں بچی صبح سے اتنا رو کیوں رہی ہے۔۔۔ کیونکہ جنت سارا دن ہستی مسکراتی رہتی رونا دھونا وہ بہت کم ہی کرتی تھی جب اس کی کوئی بات نہ مانی جائے خاص کر تب یہاں اسے کچھ چاہیے ہو تب۔۔۔ اب کیا کریں مورے وہ ایکدم پریشان ہوئی اور جنت کو اپنے سامنے کیا جو نچلا ہونٹ باہر نکالے رامین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ نہیں میرا بے بی روتے نہیں ہیں اسے دوبارہ رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر رامین نے اس کا گال چومتے اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا تھا۔۔۔ فکر مت کرو رامین مریم سے بخار کا سیرپ لے کر جنت کو پلادو انشاءاللہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی سائمہ بیگم نے اسے فکر کرتا دیکھ کر کہا کہ رامین بولی ایسے کیسے مورے پہلی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتی ہوں پھر جو میڈیسن ڈاکٹر ریکمنڈ کرے گا وہی

جنت کو دیں گے۔۔۔اس سے پہلے سائمہ بیگم مزید کچھ کہتی لاونج میں اتے دارم نے سب کو سلام کیا تھا۔۔۔اور پھر رامین کی گود میں اٹھائی جنت کی طرف بڑھا۔۔۔اجاؤ پاپا کے پاس دارم نے اسے پکڑتے ہوئے کہا کہ جنت نے رونا شروع کر دیا۔۔۔اور ہاتھ واپس رامین کی طرف اٹھائے کہ وہ اسے پکڑ لے۔۔۔دارم نے حیران نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو اج سے پہلے اس کے اٹھانے پر نہال ہو جاتی لیکن اج فارن رونا شروع کر چکی تھی اور واپس رامین کے پاس جانا چاہتی تھی۔۔۔رامین نے اس کے اٹھے ہاتھ دیکھتے اسے دارم کی گود سے واپس لیتے اپنے کندھے سے لگایا اور بولی چپ چپ میرا بے بی کچھ نہیں ہوا ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں اور میڈیسن لے کرائیں گے۔۔۔کیا ہوا ایسے دارم نے فکر مندی سے پوچھا تھا تو رامین بولی بخار ہے اسے ابھی تم نے اٹھایا تمہیں پتہ نہیں چلا۔۔۔نہیں دارم نے نفی میں سر ہلایا تھا کہ رامین بولی اتنا گرم جسم ہے اس کا دارم نہ تمہیں پتہ چلتا ہے اور نہ ہی عشاء کو۔۔۔بس دونوں سے لاپرواہی جتنی مرضی کروا لوں تم دونوں کی وجہ سے ہی بخار ہوا ہے جنت کو۔۔۔نہ تو تم اسے سکون سے سونے دیتے ہو سارا دن بس بابا بابا کی رٹ لگوائے

رکھتے ہو تھک جاتی ہے وہ۔۔اور رات میں جب دل چاہے چادر لے کر اسے باہر لے جاتے ہو سردی ہے سو دفعہ کہا ہے بچوں کو کمرے میں رکھنا چاہیے لیکن نہیں میری سنی کس نے ہے۔۔۔اور دوسرا عیشا تم تمہیں دھیان دینا چاہیے کہ اگر وہ صبح سے رو رہی ہے تو کوئی وجہ ہو گی نا کبھی تم اسے ٹھنڈی جگہ بٹھا دیتی ہوں کبھی یوں ہی واکر میں رکھ دیتی ہوں ننگے پاؤں بیمار تو ہونا ہی تھا نا۔۔۔اور اب رکو تم دارم یہیں پر میں چادر لے کر اتی ہوں پھر ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں اور جنت کو بھی مزید موٹا کپڑے پہناتی ہوں دیکھو کیا پتلے سے کپڑے پہنائے ہوئے ہیں عشاء تم نے اسے حد ہوتی ہے ویسے لاپرواہی کی۔۔۔کہتے رامین غصے سے اوپر کی طرف جنت کو اٹھائے بڑھی۔۔۔اس کے جانے کے بعد دارم اور عشاء نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر سائمہ بیگم کو۔۔۔عشاء انکھوں میں انسو بھرتے سایمہ بیگم سے بولی میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔سائمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی عشاء تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔وہ ماں ہے نا اس لیے تھوڑا زیادہ پریشان ہے جب بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں کی جان پر ایسے ہی بن اتی ہے اس لیے اس کی بات کا برا مت ماننا دیکھنا جب جنت ٹھیک ہو جائے گی تو وہ خود

بخود ہی نارمل ہو جائے گی۔۔۔سائمہ بیگم کے باتوں پر دارم مسکرایا تھا۔۔کے اوپر سے اتے رامین نے دارم کو گھورا اور بولی تم مسکرا کیوں رہے ہو چلو جلدی ۔۔۔اب دارم اسے کیا بتاتا کہ وہ کیوں اس قدر خوش ہے لیکن پھر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ڈاکٹر نے جنت کا چیک اپ کر کے کچھ میڈیسن دی تھی اور بتایا کہ موسم کی وجہ سے ہی شاید بخار ہوا ہے اور سردی سے بچائیں بچے کو۔۔۔ایک انجیکشن لگانے کا بھی کہا۔۔۔پھر دارم نے جنت کو پکڑا اور نرس نے انجکشن لگا دیا جنت اور رامین دونوں برابر روئی تھی۔۔۔گاڑی میں بیٹھے ہی جنت رامین کی چادر میں چھوپی اس کے سینے سے لگی ہچکیاں بھرتی رہی۔۔جبکہ رامین کی انکھیں خود بار بار نم ہو رہی تھیں۔۔۔

من تم بھی کھانا کھالو دارم نے کھانے کی پلیٹ اس کے سامنے کرتے کہا۔۔کیونکہ جنت نے قسم کھائی ہوئی تھی وہ رامین کے سوا کسی اور کے پاس نہیں جائے گی۔۔۔ابھی بھی جنت رامین کے بالوں سے کھیلتی تو کبھی اس کی شرٹ پر لگے بٹنوں کے ساتھ کھیلتے کچھ پر سکون سی لیٹی ہوئی تھی بخار بھی اب اسے پہلے سے کم تھا۔۔۔نہیں دارم تم کھانا رکھ دو میں بعد میں کھالوں گی جنت

کو عادت ہے یوں ہی میرے بالوں سے کھیلتے کھیلتے سو جائے گی اگر میں ابھی اٹھی تو رو دے گی۔۔ویسے بھی اج یہ بہت روئی ہے۔۔۔دارم نے نوالہ بناتے رامین کی طرف بڑھایا اور بولا من کھالو یہ نہ ہو تم بھی بیمار ہو جاؤ۔۔۔نہیں ہوتی میں بیمار کہتے رامین نے منہ کھولا تھا۔۔۔اج دارم کو رامین سچ میں جنت کی ماں لگ رہی تھی جو اس کے لیے حد سے زیادہ فکر مند تھی۔۔۔۔

اج صبح سے ہی حویلی میں کچھ گہما گہمی تھی سیال خان اور دادی جان کے کچھ مہمان انے والے تھے ان کی بہن اور اس کے بچے۔۔۔سب کاموں میں لگے پڑے تھے کیونکہ دادا جی کی بہن انے والی تھی جو انہیں بے حد عزیز تھی۔۔۔لیکن صبح سے ہی جنت رامین کی گود میں سکون سے گم سم بیٹھی تھی اج اس نے کوئی شرارت نہیں کی تھی نہ ہی کوئی بات البتہ اگر کوئی اسے رامین سے لینے کی کوشش کرتا تو وہ شور مچا دیتی یا رونا شروع کر دیتی۔۔۔لیکن رامین کو سمجھ نہیں ارہا تھا وہ چھوٹی سی پری خود کو رامین کے پاس کیوں اتنا پر سکون محسوس کر

رہی تھی لیکن اس بات کا اندازہ نہیں کر سک رہی تھی کہ وہ نہ تو عشاء کی طرح لاپرواہی کرتی تھی اور نہ دارم کی طرح اسے زبردستی پیار کرتی اپنا نام بلواتی وہ تو جنت کی مرضی چلنے دیتی تھی۔۔۔زاہدہ بھوا نے رامین سے کہا بھی تھا کہ بچی کو کسی اور کو دے دے وہ اس سے خوا مخواہ زیادہ مانوس ہو رہی ہے اگے چل کے رامین کو مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔۔۔اور دارم اور رامین کو کچھ وقت ساتھ گزارنا چاہیے کیونکہ ان کے ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔۔۔وہ رامین کو سمجھا رہی تھی کہ اسے اپنے اور دارم کے رشتے پر دھیان دینا چاہیے کیوں وہ خواہ مخواہ اس بچی سے محبتیں پال رہی ہے خود ہی اہستہ اہستہ دارم اس بچی سے دور ہو جائے گا اور کل کو رامین کے اپنے بچے پیدا ہو جائیں گے تو دارم ان میں مصروف ہو جائے گا۔۔۔

ورنہ وہ بچی دارم اور رامین کے بیچ دیوار بنتی جائے گی۔۔۔

رامین ان کی سوچ پر حیران ہوئی وہ چھوٹی سی بچی رامین اور دارم کے درمیان کیسے دیوار بن سکتی تھی دیوار تو دارم نے خود کھڑی کی تھی جسے فال رامین گرانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔اور اپنی گود میں بیٹھی جنت کو دیکھا جو معصومیت سے اس کی

چوڑیاں ایک دوسرے سے ٹکراتے ان سے پیدا ہونے والی اواز پر خوش ہوتے کھیل رہی تھی اور بار بار رامین کے بازو پر اپنا ہاتھ مارتی اور گاہے بگاہے رامین کو دیکھ کر مسکرا بھی لیتی جس کے جواب میں رامین بھی مسکراتی۔۔۔اس سے پہلے وہ رامین کو مزید نصیحتیں کرتی دارم کی اواز پر رامین جنت کو اٹھائے اوپر کمرے میں اگئی۔۔۔۔رامین نے جنت کو بیڈ پر بٹھایا تو دارم نے جھک کر اس کے دونوں گال چومے اور رامین سے بولا من تم نے میری بلو فائل دیکھی ہے کیا مجھے مل نہیں رہی پلیز ڈھونڈ دو۔۔۔میں کیوں ڈھونڈ کر دوں تمہاری فائل ہے تم خود ہی ڈھونڈو کہتے رامین جنت کے پاس بیٹھی تو دارم بولا یار پلیز ڈھونڈ دو نا قسم سے نہیں مل رہی اور ویسے بھی تمہیں چیزیں جلدی مل جاتی ہیں۔۔۔تم بھی ڈھونڈو تمہیں بھی جلدی مل جائیں گی ویسے بھی میں چینج کرنے جا رہی ہوں کہتے رامین اٹھتے چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔پانچ سے سات منٹ بعد دارم نے رامین کو اواز لگائی اور بولا من پلیز ڈھونڈ دو۔۔۔۔من جنت نے بھی اسے دارم کی طرح اواز لگائی تو دارم نے مسکراتے ہوئے جنت کو دیکھا اور دوبارہ بولا من جنت نے بھی ریپیٹ میں دوبارہ اسے پکارا من۔۔۔اب وہ باپ بیٹی دونوں

بھرپور شرارت سے رامین کو آوازیں لگا رہے تھے کہ رامین ہاتھ میں بلو فائل پکڑے باہر آئی اور بولی کیا ہے دارم پکڑو فائل اپنی۔۔۔دارم نے پھر سے کہا من اور جنت میں بھی پرجوش ہوتے اپنے بازو سے رامین کی طرف اشارہ کرتے اسے پکارا اور بولی من۔۔۔رامین کھلکھلا کر ہنسی تھی اسے اپنا نام پکارتا دیکھ کر آگے بڑھتے اس نے دارم کے اوپر سے جنت کو اٹھایا اور باری باری اس کے دونوں گال چومے اور بولی ایک دفعہ پھر بولو میرا بے بی من۔۔۔من جنت نے ہنستے ہوئے کہا تھا رامین نے ایک دفعہ پھر کھل کھلاتے ہوئے اسے اوپر اچھالا تھا تو جنت بھی اسی کی طرح کھلکھلائی۔۔۔دارم ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا کہ رامین کی نظر دارم پہ پڑی تو بولی بچے کسی کا بھی نہ پہلی دفعہ لے تو وہ خوش ہوتا ہے تم کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔۔۔دارم مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھا تھا اپنی فائل ہاتھ میں پکڑے۔۔۔آگے بڑھتے رامین کے چہرے پر آئے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے کرتے دارم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولا مجھے خوشی ہے من تم نے میری ماں جیسا بننے کی بجائے اپنی ماں جیسا بننا پسند کیا۔۔۔اور پھر ہنستے

ہوئے بولا جب تک تم نہیں کہو گی میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں گا اور جنت کا گال چومتے وہ کمرے سے نکلا تھا۔۔۔

بھوا ج شاہ حویلی گئی تھی۔۔۔اور ساتھ سامان اٹھانے کے لیے عشاء کو لے کر گئی جو تحفے تحائف وہ لائی تھی۔۔۔جلال شاہ کو تو عشاء کو وہاں دیکھ کر بے حد خوشی محسوس ہوئی۔۔۔کہ نصرت بیگم نے عشاء کو نفرت سے دیکھتے اپنی حویلی میں بھی کچن میں بھیجا تھا ملازموں کے ساتھ کام کرانے کے لیے۔۔۔ابھی وہ کچن کی صفائی کروا رہی تھی باقی ملازمین کے ساتھ کہ جلال شاہ نے وہاں سے تمام ملازموں کو جانے کے لیے کہا تو وہ خاموشی سے کچن سے نکلتے چلے گئے جیسے ہی عشاء نکلنے لگی تو جلال شاہ بولا لڑکی تم رکو چائے بناؤ میرے لیے۔۔۔عشاء نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر خاموشی سے مڑتے دودھ نکالتے چائے بنانے لگی۔۔۔کہ جلال شاہ وہیں بیٹھتے بولا تمہارا نام عشاء ہے نا۔۔۔تو عشا نے اپنے کام میں مشغول کہا جی مگر مڑ کر اسے دیکھا نہیں۔۔جلال شاہ بولا اچھا ویسے

شہر یار کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے۔۔۔اس کے سوال پر عشاء ایک لمحے کے لیے رکی اور پھر بولی جیسا باقی سب کا ہے کیونکہ شہر یار نے اسے بتانے سے منع کیا تھا کہ وہ دونوں کس طرح رہتے ہیں۔۔۔ حیرت ہے مجھے شہر یار پر اس قدر خوبصورت بیوی کے ساتھ بھی اس کا رویہ اچھا نہیں ہے۔۔۔

عشاء کو اس سے بات کرنا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن اگر وہ اسے جواب نہ دیتی تو خواہ مخواہ ایک بڑا سوال کھڑا ہو جانا تھا جو وہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔چائے کپ میں چھانتے عیشا نے جلال شاہ کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔جلال شاہ چائے کا کپ تھامتے ساتھ عشاء کا ہاتھ پکڑتے بولا ویسے تو میں جھوٹی چیزوں کا قائل نہیں ہوں لیکن تمہارے بارے میں سوچا جا سکتا ہے جبکہ عشاء کو اس کی باتیں تو سمجھ میں تو نہیں رہی تھی وہ تو بس اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی اب تو آنکھوں میں نمی بڑھنے لگی تھی۔۔۔کے جلال شاہ بولا لیکن تمہیں میں ایڈجسٹ کر لوں گا۔۔۔ فکر نہ کرو تمہیں ان سارے ظلموں ستم سے ازاد کرا کر کہیں دور لے جاؤں گا جہاں صرف تم اور میں ہوں گے۔۔۔بولو قبول کرو گی میری افر کو۔۔ جبکہ عیشا روتے ہوئے بولی چھوڑے میرا ہاتھ ورنہ میں چلا چلا

کرسب کو بلالوں گی۔۔۔اس کی بات پر جلال قہقہ لگا کر ہنسا اور بولا تمہیں لگتا ہے کوئی تم پر یقین کرے گا تمہارا اپنا شوہر بھی تم پر یقین نہیں کرے گا کیونکہ تمہاری حیثیت یہاں صرف ایک ملازمہ کی سی ہے میں تو تمہیں ملازمہ سے رانی بننے کا موقع دے رہا ہوں اخر تم اتنی حسین ہو کیا ہوا اگر شہر یار نے تمہارے حسن کی قدر نہیں کی تو کوئی بات نہیں میں ایسی حسین جوانی کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں لیکن خیر اگر تمہیں میری افر نہیں قبول تو جاؤ پھر لیکن اس بارے میں سوچنا ضرور اس کا ہاتھ چھوڑ دے جلال شاہ نے کہا تو عشاء وہاں سے بھاگ گئی بنا کسی کو بتائے سیال انصر کی حویلی اگئی۔۔۔

ادھر شہر یار نے دادی سے پوچھا رہا تھا کہ اخری جب شہر یار نے منع کیا تھا کہ وہ لڑکی حویلی سے باہر نہیں جائے گی تو اسے کیوں بھوا کے ساتھ بھیجا۔۔۔ان سے بحث کرتے وہ اوپر اپنے کمرے میں ایا۔۔اسے رہ رہ کر سب پہ غصہ ارہا تھا کہ اخر انہوں نے کیوں عشاء کو جانے دیا۔۔۔ابھی وہ غصے سے اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا یوں ہی اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو عشاء بھاگ کراتے اس کے سینے سے لگی۔۔۔۔شہر یار نے حیران ہوتے اسے اپنے

سینے سے لگے زارو قطار روتے دیکھا۔۔ کیا ہوا بٹر فلائی کسی نے کچھ کہا تم سے شہر یار اس کی کمر سہلاتے ہوئے بولا لیکن عشاء ویسے ہی اس کے ساتھ لگے روتی رہی تو شہر یار دوبارہ بولا بولو بٹر فلائی کسی نے کچھ کہا ہے تم سے ابھی پوچھتا ہوں میں اس سے ؟؟ کیا ہوا ہے دیکھو اب مجھے ٹینشن ہو رہی ہے کیوں رو رہی ہو اتنا۔۔۔ شہر یار بمشکل سے اپنے سامنے کرتے اس سے پوچھ رہا تھا کہ عشاء کو جلال شاہ کی بات یاد ائی کہ تمہارا اپنا شوہر بھی تم پر یقین نہیں کرے گا۔۔ تو عشا ہچکیاں بھرتے بولی نہیں وہ مجھ سے بہت زیادہ کام کرا رہے تھے اور مجھے ڈانٹ بھی رہے تھے بس اسی لیے مجھے رونا اگیا۔۔۔ شہر یار نے بغور اس کا جائزہ لیا اور پھر بولا سچ میں یہی بات ہے عشاء یا تم کچھ مجھ سے چھپا رہی ہو تو عشاء نے فورا نفی میں سر ہلایا اور بولی نہیں سچ میں بس یہی بات ہے۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا ہے کہ بھوا کمرے میں ائی اور عشاء کو روتا دیکھ کر بولیں اب یہ منحوس کیوں رو رہی ہے ایک تو یہ وہاں سے مجھے بغیر بتائے اگئی اور دوسرا خود ہی رو رہی ہے۔۔۔ ایک لمحے کے لیے شہر یار کو بھوا پر شدید غصہ ایا لیکن پھر بولا کچھ نہیں بھوا بس میں نے ہی ڈانٹا ہے اسے مجھے بتائے بغیر کیوں گئی

تھی جب میں نے اسے منع کیا تھا تو۔۔۔اچھا تم نے منع کیا تھا تو اسے نہیں جانا چاہیے تھا اس نے تو مجھے بتایا نہیں۔۔۔کہ شہریار بولا کوئی بات نہیں ہوا اپ کی تھوڑی نہ کوئی غلطی ہے اپ جائیں ارام کریں تھک گئی ہوں گی اسے میں خود ہی دیکھ لوں گا۔۔۔ٹھیک ہے بھئی جیسے تمہاری مرضی اسے خود ہی گھومنے پھرنے کا شوق چڑھا ہوا ہے اتار و اس کے سر سے یہ بھوت میری بلا سے تو دو لگا ابھی دو مجھے کیا۔۔۔کہتے وہ کمرے سے نکلی کہ شہریار نے ان کی پشت کو دیکھا اور سوچنے لگا کہ اس کی مورے کے علاوہ یہاں ہر شخص ہی دوسرے کے ساتھ برا کرنے کا درس دیتا ہے افسوس سے نفی میں سر ہلاتے اس نے واپس عشاء کی طرف رخ کیا جواب واپس اس کے سینے سے لگ رونے میں مشغول تھی کہ ہچکیاں بھرتے بولی سچ میں میں نہیں جانا چاہتی تھی یہ مجھے زبردستی ڈانٹ کر لے گئی تھی۔۔۔میں جانتا ہوں بٹر فلائی تم نے کچھ نہیں کیا اور اب یہ رونا دھونا بند کر دوں اس کے بالوں پر اپنے ہونٹ رکھتے شہریار میں اسے اپنے سامنے کیا تھا ۔۔۔دوبارہ کوئی تمہیں حویلی سے باہر جانے کے لیے کوئی نہیں کہے گا اور اگر کہیں تو تم مجھے فورا بتانا۔۔لیکن اپ تو ہوتے ہی نہیں ہے میں کیسے بتاؤں عشاء

نے اپنے انسو صاف کرتے شہریار کو دیکھتے پوچھا تو شہریار بولا اس کا بھی میں انتظام کرتا ہوں لیکن فی الحال اپنا حلیہ درست کرو۔۔۔تو عشاء مطمئن سی ہوتی چینجنگ روم کی طرف بڑھی کیونکہ جب وہ حویلی سے باہر جائے گی نہیں تو جلال شاہ کا سامنا کیسے ہو گا لیکن وہ بہت جلد غلط ثابت ہونے والی تھی۔۔۔۔جس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔۔۔

اب تیار ٹیم۔۔۔۔اپنی انکھیں چھوٹی کیے ایک نظر اس نے اپنی ٹیم پر ڈالی۔۔۔جنہوں نے جواب بن یس سر کہا تھا۔۔۔ٹھیک ہے چاروں طرف سے ان لوگوں کو گھیر لو۔۔۔کچھ ہی دیر میں ہر طرف فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔۔۔وہ اپنے چہرے کالا نقاب باندھتے غضبناک سرخ ہوتی کالی انکھیں لیے اس بنگلوں کے خفیہ کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔سیڑھیاں اترتے اس نے پریشانی سے گھومتے اس گینگ کے لیڈر طارق کو دیکھا اور قدم قدم چلتا اس کے قریب ایا طارق کی انکھیں خوف سے مزید پھیلنے لگی۔۔۔۔اور گن ہاتھ میں تھامے سامنے

باس ایم کی طرف کرتے وہ لڑکھڑاتے ہوئے بولا دیکھو میں کہہ رہا ہوں وہی رک جاؤ ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔۔۔ کالی انکھوں میں مزید وحشت اتری قہقہہ لگا کر ہستے گے بڑھتے بولا جنہوں نے گولی چلانی ہوتی ہے وہ دھمکیاں نہیں دیتے سیدھا گولی چلاتے ہیں۔۔۔ کہتے ساتھ ہی بوس ایم نے اس کی گن پکڑے ہاتھ پر گولی چلا دی۔۔۔ وہ اپنا ہاتھ تھامتے دو قدم پیچھے کو لڑکھڑایا اور بولا کون ہو تم۔۔۔ مجھے زیادہ سوال جواب پسند نہیں لیکن پھر بھی بتا دیتا ہوں تمہاری موت۔۔۔

دیکھو تمہیں کیا چاہیے طارق نے مزید پیچھے ہٹتے خوفزدہ ہوتی پوچھا۔۔۔ زیادہ کچھ نہیں جن ماؤں کے بچوں کو نے مار کر ان کے عضاء بازاروں میں بیچے ہیں وہ واپس لوٹا دو۔۔۔ خدا کی قسم میں تمہیں چھوڑ دوں گا لیکن اگر تم ایسا نہیں کر سکے تو میرا یقین کرو اتنی دردناک موت دوں گا۔۔۔ کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔

طارق ماتھے پر آئے پسینے کی ننھی بوندوں کو صاف کرتے بولا میری بات سنو!! تم جتنا چاہتے ہو مجھ سے پیسہ لے لو تمہیں جو چاہیے میں دینے کو تیار ہوں لیکن مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں میں تمہیں چھوڑ دوں گا لیکن اگر

تم میری شرط پوری کی تو جن بچوں کو تم نے اغوا کیا ان معصوم پھولوں کو مار ڈالا وہ مجھے واپس لوٹا دو۔۔۔تو میں کچھ نہیں کروں گا۔۔۔ لیکن میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں طارق نے پریشان ہوتے اپنے سر کے بال دونوں ہاتھوں سے نوچے ۔۔۔تو ٹھیک ہے پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔باس ایم نے اس کے قریب ہوتے چاکو نکالتے اس کے جسم پر زخم دینے شروع کیے۔۔۔طارق سیٹ ادمرا ہوا زمین پر پڑا صرف سانسیں لے رہا تھا کہ۔۔۔پاس ایم نے اپنی جیب سے لال مرچیں نکالتے اس کے زخموں پر چھڑ کنی شروع کر دی۔۔۔طارق سیٹھ کی چیخیں اس بنگلوں کو ہلانے کہ رکھ دینے کے لیے کافی تھی جب کہ وہ سکون سے چیر پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانک رکھے۔۔۔اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔کے باہر سے اس کا ساتھی اندر اتے بولا سر پولیس ارہی ہے ہمیں نکلنا ہو گا۔۔۔جب کہ وہ بیچارہ خود بھی سامنے تڑپتے انسان کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔۔

ٹھیک ہے باقی سب ختم ہو گیے اس کے ساتھی وغیرہ اور جو بچے یہاں قید تھے انہیں محفوظ کر دیا گیا ہے بوس ایم نے سرخ انگار ہوتی انکھوں سے اپنے ساتھی کو دیکھتے پوچھا۔۔۔جی سر سب انڈر کنٹرول ہے بس اب ہمیں نکلنا

چاہیے۔۔۔ٹھیک ہے کہتے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔اس سے پہلے وہ باہر نکلتا کہ باس ایم کے ساتھی نے پوچھا سر اسے ساتھ لے کر جانا ہے یا یہیں چھوڑنا ہے۔۔۔بوس ایم نے ایک نظر اپنے ساتھی کو دیکھا اور گن لوڈ کرتے زمین پر پڑے ادمرے طارق سیٹھ کو دیکھا اور تین گولیاں اس کے سینے پر چلائی۔۔۔مسکراتے ہوئے واپس اپنا نقاب درست کرتے وہ وہاں سے لمحوں میں غائب ہوئے۔۔۔

رامین نیچے ائی تو جنت کو دیکھ کر کھل کھلا کر ہنسی جو فروٹس کھانے سے زیادہ خود پر گرانے میں مصروف تھی۔۔۔سائمہ بیگم نے عشاء سے کہا تھا کہ جنت اب بڑی ہو رہی ہے اسے کھانے میں دودھ کے علاوہ فروٹس وغیرہ یا کچھ اور بھی دیا کرو۔۔۔اور عشاء نے اپنی عقل کے مطابق فروٹس کاٹ کر پلیٹ میں رکھے جنت کو پیش کیے تھے جنہیں وہ بھرپور مزے سے کھاتے ساتھ ساتھ بکھیرنے کا کام کر رہی تھی۔۔۔رامین زمین پر جنت کے سامنے بیٹھی تو جنت نے اپنے ہاتھ

میں کیلے کا قیمہ بنایا رامین کو پیش کیا کہ وہ بھی کھالے اور انار کے چند دانے منہ میں ڈالے اپنے دو دانتوں سے دبانے میں مصروف ہوئی۔۔۔جب کہ اسے اس قدر فروٹ سے گندا ہوا دیکھ کر رامین اب بھی اس کے پاس بیٹھے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ جنت کس قدر مزے سے ان فروٹس کو کھانے میں مشغول تھی اخر اج پہلی بار اسے دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز کھانے میں دی گئی تھی جس کا وہ بھرپور فائدہ اٹھا رہی تھی۔۔ کبھی وہ کوئی چیز منہ میں ڈالتی تو کبھی کوئی اور ساتھ ہی اتنی اپنے اوپر بھی گرا لیتی۔۔۔کہ رامین عشاء سے بولی عشاء بچوں کو فروٹ اس طرح نہیں دیتے ان کے گلے میں پھنس سکتے ہیں میش کر کے دودھ میں ملا کر دیتے ہیں۔۔۔ چلو اب اٹھاؤ اس کو نہلا دو پھر میں اکر اسے سلاتی ہوں۔۔۔عشاء جنت کو اٹھاتے اوپر کمرے کی طرف بڑی اس سے پہلے رامین اوپر جاتی کہ بھوا جو سکینہ بیگم کے ساتھ باتیں کر رہی تھی رامین کو اپنے پاس بلایا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔اور پھر رامین سے بولی دیکھو رامین تمہاری نئ نئ شادی ہوئی ہے لیکن تم ہر وقت اس بچی کے اگے پیچھے گھومتی رہتی ہو سجا سنوار کرو۔۔۔دارم کے ساتھ وقت گزارا کرو جب سے میں آئی ہوں دیکھ رہی

ہوں دارم اوپر ہوتا ہے تو تم نیچے ہوتی ہو وہ نیچے ہوتا ہے تو تم اوپر کمرے میں ہوتی ہو یہ کیا طریقہ ہوا۔۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا جب تم اس بچی کو اپنا سکتے ہو تو دارم کو کیوں نہیں تم اب بھی سب ٹھیک کر سکتی ہو میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا ہے اس بچی کی صرف تب تک اہمیت ہے جب تک تمہاری کوئی اپنی اولاد نہیں ہو جاتی۔۔۔ تم ریحانہ کو ہی دیکھ لو آج وہ مراد کی بیوی ہے پہلی بیوی کا تو کسی کو نام تک یاد نہیں رہا۔۔۔ لیکن دارم تو لڑکا تھا وہ بھی پہلا اس کی اہمیت خاندان میں بنی رہی۔۔۔ یہ تو لڑکی ہے اور جب تم دارم کے وارث کو دنیا میں لاؤ گی وہ خود ہی تمہارے اور اپنے بچوں کے ساتھ مصروف ہو جائے گا۔۔۔ اس لیے اس بچی سے فاصلہ ہی رکھو بہت ملازم ہے اسے سنبھالنے کے لیے اور دارم پر دھیان دو۔۔۔ جی کہتے رامین اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ وہ بھوا جی کو یہ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ وہ بچی معصوم ہے اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں جو بھی ہوا اس سب کا اگر کوئی قصوروار تھا تو وہ صرف اور صرف دارم۔۔۔ اور وہ کیوں پیش قدمی کرتی کیوں وہ اتنی اسانی سے اسے معاف کر دیتی۔۔۔ اپنی سوچوں میں گم اس سے پہلے وہ اپنے کمرے میں جاتی کے سائمہ بیگم نے اسے اواز دے کر اپنے

کمرے میں بلایا اور اسے اپنے پاس بٹھاتے بولی رامین نیچے بھو آنے جو کچھ بھی تم سے کہا۔۔۔وہ سب بے فضول باتیں ہیں میرا بچہ۔۔۔

جنت کی ماں تو اس دنیا میں پہلے ہی نہیں ہے بیٹا اس کے باپ کو کبھی اس سے دور مت کرنا میں یہ نہیں کہوں گی کہ تم اسے ماں کا پیار دو وہ تمہاری مرضی ہے کیونکہ دلوں میں محبت اللہ ڈالتا ہے۔۔۔لیکن جس ریحانہ کی وہ تمہیں مثال دے رہی ہیں ویسی کبھی مت بننا۔۔۔کہ رامین بولی مورے اپ کو لگتا ہے اپ کی تربیت ایسی ہے کہ میں ریحانہ تائی ماں جیسی بنوں۔۔میں تو اپ جیسی ماں بنوں گی۔۔۔جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے بچوں سے بھی محبت کرتی ہے۔۔۔شاباش میرا بچہ مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔انہوں نے اگے بڑھتے رامین کا ماتھا چوما اور بولی رامین کب تک دارم کو سزا دوں گی اب تو باقی سب بھی محسوس کرنے لگے ہیں تم دونوں کی دوریاں۔۔۔دارم کے ذکر پر اس کی انکھوں میں انسو جمع ہوئے کہ بولی مورے میرا دل نہیں مانتا فال لیکن میں کوشش کروں گی میں دارم کے ساتھ اگے بڑھوں۔۔۔لیکن وہ اتنی سزا کا حقدار تو ہے نا جتنی اذیت میں نے کاٹی۔۔۔ٹھیک ہے جیسا تم چاہو صائمہ بیگم نے بمشکل

مسکراتے ہوئے کہااور پھر بولی۔۔۔اچھا جنت کو ماں مورے یہاں جو بھی تم اس سے خود کو کہلوانا چاہتی ہو اسے وہ کہنا سکھاؤ سارا دن دارم کی طرح من۔۔ من کرتی رہتی ہے ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔کہ رامین مسکرائی اور بولی وہ خود نہیں کہتی دارم جان بوجھ کر شرارت سے اسے سے کہلواتا ہے۔۔۔اور مجھ میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں فورا جنت کی ماں بن سکتی یا اس کے منہ سے ماں لفظ سن سکتی لیکن اب میں کوشش کروں گی۔۔۔اپنی مورے کے لیے کیونکہ وہ بھی یہی چاہتی ہیں۔۔۔ نہیں رامین جب تک تمہارا خود کا دل راضی نہ ہو تب تک اس سے ماں مت کہلوانا یہ بہت بھاری لفظ ہے خود کو قربان کرنا پڑتا ہے اولاد کے لیے۔۔۔یوہی نہیں ماں کے قدموں تلے جنت ماں صرف وہ نہیں ہوتی جو پیدا کرتی ہے ماں وہ ہوتی ہے جو بچے کو پالتی ہے اس کے لیے خود کو قربان کرتی ہے ۔۔۔لیکن اگر تم جنت کے لیے ویسے احساسات رکھتی ہو خود کو اس پر قربان کر سکتی ہو تو دیر مت کرنا اور اگر دارم کی وجہ سے خود کو روک رہی ہو تو یہ سراسر غلط ہے۔۔۔ضروری نہیں رشتہ خون کا ہو کچھ رشتے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔۔۔کہ رامین مسکرائی اور بولی جیسے اپ کا اور دارم کا نا میری مورے ہو کر

اپ اس کی سائیڈ لیتی ہیں۔۔۔یہی تو میں تمہیں سکھا رہی ہوں خدا اور ماں کی یہی صفت ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کو کبھی نہیں چھوڑتے خود اس سے ناراض بھی ہو لیکن اسے زمانے سے بچ جاتے ہیں۔۔۔بچے جتنے بھی بڑے ہو جائیں ماؤں کے لیے ہمیشہ چھوٹے ہی رہتے ہیں۔۔۔لیکن اپ دارم کے سامنے میری سائڈ لیں گی رامین نے منہ بناتے کہا۔۔۔ٹھیک ہے میری جان اور کوئی حکم سائمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو رامین بھی ہنسی دی اور بولی اپ کو کیسے سب پتہ چل جاتا ہے مورے میں کس بات سے پریشان ہوں۔۔۔تو وہ مسکرائی اور بولی ماؤں کو سب پتہ ہوتا ہے۔۔۔تو ایک بار پھر دونوں ہنس دی۔۔۔ان کے کمرے سے اتی۔۔۔ رامین اپنے اپ کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ہر بات ائینے کی طرح صاف ہو گئی تھی۔۔۔جنت کو اپنانے کے لیے اس دارم کو معاف کرنا کہیں سے بھی ضروری نہیں تھا۔۔۔کیونکہ کچھ رشتے خون سے بڑے ہوتے ہیں اور یہ بات اس کی مورے نے اسے سمجھائی تھی۔۔۔

بٹر فلائی یہاں آؤ عشاء کو نہا کر نکلتا دیکھ شہریار نے اوازدی۔۔۔عشاء کی عادت بن گئی تھی روزرات کو نہانے کی۔۔۔کیونکہ شہریار کو گندے لوگ بالکل پسند نہیں تھے۔۔۔سارادن کام کاج میں لگے جنت کو سنبھالتے اس کے کپڑے گندے ضرور ہو جاتے تھے۔۔اس لیے اب وہ روزرات کو شاور ضرور لیتی تھی۔۔۔جی عیشانے اس کے پاس کھڑے ہوتے کہا تو شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑتے ڈرام سے بیڈ پر بٹھایا اور بولا یہ لو بٹر فلائی یہ تمہارا فون ہے اب اگر تمہیں مجھ سے کوئی بھی بات کرنی ہو میری غیر موجودگی میں تمہیں مجھ کال کرنی ہو اس کے لیے۔۔ لیکن مجھے کوئی بھی موبائل رکھنے نہیں دے گا عشاء نے معصومت سے کہا تھا تو شہریار نے اپنا سر پیٹا اور بولا بٹر فلائی کبھی عقل کا استعمال کر لیا کرو کون سا کم ہو جائے گی۔۔۔جبکہ اس کی بات پر عشاء غصے سے اٹھتے ہوئے بولی نہیں چاہیے مجھے فون رکھ لیں اپ اپنے پاس۔۔۔کے شہریار نے اس کا ہاتھ واپس پکڑتے اب اسے اپنی گود میں بٹھایا اور بولا باقی سب سے تم اتنا ڈرتی ہو ان کی اتنی باتیں سن لیتی ہو اور مجھے فورا نخرے دکھانے لگ جاتی ہوں کوئی خاص وجہ اس کے نکھرے نکھرے روپ کو دیکھ کر شہریار نے کہا۔۔۔

کیونکہ اپ میرے ہسبینڈ ہیں وہ سب نہیں عشاء نے منہ بناتے کہا تھا۔۔۔ کہ شہریار کو اس کا حق جتانا اچھا لگا تو بولا اگر ہسبینڈ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے نخرے دکھاؤ گئی۔۔۔جی بیوی اپنے شوہر سے ناراض بھی ہو سکتی ہے اور اسے نخرے بھی دکھا سکتی ہے خاص کر تا جب اس کا ہسبینڈ اسے بے وقوف کہے اپ نے کبھی اسلامیات نہیں پڑھی۔۔۔

اس کی بات پر شہریار نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور ہلکا سا جھکاؤ عشاء کے نم بالوں کی طرف دیتے اس کی خوشبو کو محسوس کرتے۔عشاء کی گردن پر پوری اب و تاب سے چمکتے تل کو نرمی سے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتے بولا اچھا تو اسلامیات میں شوہر کے کچھ حقوق بھی ہوتے ہیں وہ تم نے غور سے نہیں پڑھے تھے کیا؟؟؟۔جی نہیں میں نے سارے ہی پڑھے ہیں اور مجھے اتے بھی ہیں عشاء کو لگا اب وہ اسے نالائق بھی کہہ رہا ہے اس لیے فورا اپنی صفائی میں بولی اور میں نے وہ سارے حقوق پورے بھی کیے ہیں۔۔۔کب شہریار نے مانو صدمے میں جاتے اسے مزید اپنے اوپر جھکاتے پوچھا؟؟ تو عشاء نے فورا مزاحمت کی اتنی دیر سے وہ شہریار سے باتوں میں اتنا مصروف تھی کہ اس کی بڑھتی پیش قدمیوں کو

محسوس ہی نہیں کر سکی۔۔اور اب جو ہی شہر یار کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کی تو فورا مزاحمت شروع کر دی۔۔۔شہر یار اس کی مزاحمت پر بدمزہ ہوا اور بولا سارے فضول حقوق تمہیں یاد ہیں جو ایک کام کا تھا وہ تم پورا نہیں کرتی۔۔۔کہ عشاء کا چہرہ لال سرخ ہوا اور اٹکتے ہوئے بولی نہیں مجھے نیند ائی ہے مجھے سونا ہے۔۔۔بس میں تمہارے قریب اؤں صحیح نیند تمیں پہلے اجاتی ہے۔۔۔ایسی نیندیں اڑاؤں گا نا تمہاری بٹر فلائی یاد رکھو گی۔۔۔اور یہ لو موبائل اپنا۔۔اور باہر کیوں لے کر جاؤ گے تم روم میں ہی پڑا رہنے دینا اور اگر کوئی پوچھ ہی لے تو کہہ دینا شہر یار کا دوسرا فون ہے۔۔۔

اس میں میں نے وائی فائی بھی کنیکٹ کر دیا اور اپنا نمبر بھی سیو کر دیا ہے۔۔۔دیکھو یہاں سے کال ہوتی ہے اس سے پہلے شہر یار اور مزید کچھ کہتا کہ عشاء بولی مجھے یوز کرنا اتا ہے فون میرے پاس بھی تھا۔۔۔اور تھا بھی ائی فون در اب لالا نے لے کر دیا تھا اسے ایک دم اپنے بھائی کی یاد ائی تو انکھوں میں نمی جمع ہونے لگی چہرے پر یک دم اداسی چھا گئی۔۔جسے شہر یار صاف محسوس کر چکا تھا کہ بولا اچھا ٹھیک ہے بٹر فلائی ائی فون لے دوں گا اس میں رونے والی کیا بات

ہے اگر تمہیں ابھی چاہیے تو یہ لو میرا رکھ لو۔۔۔ نہیں یہی ٹھیک ہے۔۔۔ کے شہریار اور بولا ویسے اس کا کیمرہ بھی بہت اچھا ہے چلو سیلفی لیتے ہیں۔۔۔ پھر یوں ہی بیٹھے شہریار نے دونوں کی فوٹو لی تھی۔۔۔ اور بولا دیکھو اس میں بھی تمہاری چکس ریڈائی ہے۔۔۔ کہ عشاء بمشکل اس کے پاس سے اٹھی اور موبائل بھی اس کے ہاتھ سے پکڑا اور بولی گڈ نائٹ اب میں سونے لگی ہوں۔۔ شہریار نے برا سا منہ بنایا اور بولا ویسے بٹر فلائی تھینک یو بھی کہتے ہیں۔۔۔ تھینک یو کہتے عشاء صوفے پر اپنے بلینکٹ میں گھسی۔۔۔ کہ شہریار نے اسے گھورا اور پھر مسکراتے ہوئے لائٹس اف کرتے سونے لیٹا۔۔۔ اور سوچنے لگا اسے یہ لڑکی اتنی اچھی کیوں لگنے لگی ہے۔۔۔ جس کے پاس دماغ کی بیچ میں کمی ہے لیکن اس بات کا احساس دلانے پر ناراض ہو جاتی تھی۔۔۔ باہر ہزاروں لڑکیاں اسے پانے کے لیے ترستی تھی اور یہ محترمہ ہمیشہ اسے دیکھتے بھاگنے کی تیاریوں میں ہوتی۔۔۔ پھر بھی دل چاہتا تھا وہ اس کے پاس ہو۔۔۔

میں اندر اجاؤں سر دروازے پر کھڑے بلیک کرتا اور کیپری پہنے بلیک ہی دوپٹہ سر پر سجائے ہاتھ میں ڈاکٹروں والا مخصوص کوٹ پکڑے ایت نے وہاب کے افس کے دروازے پر دستک دی۔۔۔وہاب نے نظر اٹھا کر دیکھا ساتھ ہی بیٹھے پروفیسر سفیان نے بھی دروازے کی طرف دیکھا وہاب اسے وہاں کھڑا دیکھ کر حیران ہوا تھا پھر ہلکا سا جھکاؤ پروفیسر سفیان جو کہ اس کا بہت اچھا دوست تھا اس کی طرف دیتے بولا یار میڈیکل کے پیپر ختم ہو گیا کیا؟؟؟جی جناب ختم ہو گئے ہیں اور اج ان کا پہلا وائوہ تھا سفیان نے بھرپور مسکراتے ہوئے وہاب سے کہا تھا۔۔۔اچھا تو اسی لیے محترمہ راستہ بھٹک گئی ہے ٹھیک ہو گیا ٹھیک ہو گیا اب ائے گا مزہ جبکہ ایت ان دونوں کو کھسر پھسر کرتے دیکھ کر دوبارہ اونچی اواز میں پوچھا سر میں اندر اجاؤں اس دفعہ غصے کا عنصر اواز میں صاف نمایا تھا۔۔۔یس کم ان سفیان نے کہا کیونکہ سفیان ایت کا ٹیچر تھا۔۔۔جبکہ وہاب نے واپس اپنی فائلز پر سر جھکایا۔۔۔ایت ان کے قریب اکر کھڑی ہوئی جبکے وہاب تو ایسا مصروف اپنے کام میں کہ ہر چیز سے لاتعلق بنا بیٹھا رہا۔۔۔ایت نے اس کو گھورا جبکہ سفیان بولا یس ایت اپ کو کوئی کام تھا۔۔۔یس سر مجھے وہاب سر سے کچھ

بات کرنی تھی بہت مشکل مسکرا کر اس نے سفیان کو جواب دیا کہ وہاب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولا جی کہے مس ایت کیا کام ہے اپ کو۔۔۔ایت تو اس کے انداز پر اش اش کر اٹھی لیکن پھر سنبھلتے ہوئے بولی وہ سر اپ کو بتانا تھا کہ میری فرینڈ ہے نار یہ کچھ دن میں اس کی طرف رہوں گی اور نیکسٹ پریکٹیکل بھی اسی کی طرف سے دوں گی۔۔۔اس کی بات پر وہاب کو غصہ چڑھا اور بولا وجہ لمحے میں لاتعلقی غائب ہوئی اور ملکیت کے احساس نے زور پکڑا۔۔۔سر میں اپ کو وجہ بتانا ضروری نہیں سمجھتی خدا حافظ کہتے وہ نکلنے لگی۔۔۔کہ وہاب نے اپنی چیئر سے اٹھتے اس کا بازو پکڑ کے اپنی طرف اس کا رخ کیا اور بولا یہ کیا بدتمیزی ہے ایت ؟؟؟میں نے کیا بدتمیزی کی سر بدتمیزی تو اپ کر رہے ہیں کیوں سفیان سر پیچھے مڑ کر انکھیں گھماتے ایت نے سفیان کو مخاطب کرتے پوچھا۔۔۔سفیان ان دونوں کے برابراتے بولا وہاب چھوڑو اسے کیا کر رہے ہو؟؟؟پلیز سفیان اس وقت میں اپنی وائف سے بات کر رہا ہوں۔۔۔اہو تو ڈیئر ہسبینڈ اپ کو یاد اگیا کہ میں اپ کی وائف ہو۔۔۔بڑا شوق چڑھا ہوا تھا نا سر بننے کا بنے کا نا بنواب

مس ایت منہ بنا کر کہتے بولی اور دوسرا جب اپ کو پتہ تھا دو تین پہلے میرے پیپرز ختم ہو چکے ہیں تو مجھے لینے کیوں نہیں ہے۔۔۔

وہاب کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ تو مطلب محترمہ ناراض تھیں کہ مسکراتے ہوئے بولا اچھا تو تمہیں میرے ساتھ گھر چلنا تھا کیا مجھے کال کر کے بلا لیتی نا میں نے کہا شاید تمہارا کوئی اور پروگرام ہوا نکھیں گھماتے بھرپور مزے سے وہ واپس اکر چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔

مسٹر وہاب مراد خانزادہ میرا کوئی اور پروگرام بن گیا نا تو اپ سے ہی برداشت نہیں ہوگا جیسے ابھی دو سیکنڈ پہلے نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اسے کہتے ایت نہیں اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل کھینچ کر ٹیبل پر ماری تھی جسے کھولی وہ پھر سے ایت کو اگنور کر رہا تھا۔۔۔کہ سفیان اب بھی ہکا بکا کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہاب کی نظریوں ہی اس پر پڑی تو بولا پلیز سفیان میری وائف مینٹلی پوری سٹیبل نہیں ہے۔۔۔تم اپنا لیکچر لینے جاؤ میں ذرا پانچ منٹ میں ایا۔۔۔اس کے الفاظ پر سفیان بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتا باہر نکلا کیونکہ اس کے لیکچر کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔وہ ایت کا پروفیسر تھا اور بہت اچھے سے جانتا تھا وہ ایک قابل اوبیڈینٹ obedient

سٹوڈنٹ ہے لیکن اج ایز آ وائف as a wife اسے دیکھ کر وہ خود بھی حیران رہ گیا اور وہاب مراد خانزادہ جس سے بات کرنے سے پہلے سٹوڈنٹ تو کیا چند پروفیسر بھی گھبراتے جو ہر وقت سیریس رہتا تھا اج اپنی بیوی کے غصے بد تمیزی کو سکون سے برداشت کر گیا۔۔۔وہاب سفیان کا کلاس فیلو بھی رہ چکا تھا اور اب وہ دونوں ایک ساتھ جاب کر رہے تھے اس لیے اچھے سے جانتا تھا کہ وہاب ایت سے بے حد محبت کرتا ہے۔۔۔لیکن یونیورسٹی میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ پروفیشنل طریقے سے ہی بیہیو کرتے تھے۔۔۔

ایت اب بھی کھڑی وہاب کو غصے سے گھور رہی تھی جبکے وہاب دوبارہ اپنی فائل کھولتے اس پہ سگنیچر کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ ایگزامز دے کر وہاب کی طرف چلی جاتی کیونکہ پریکٹیکلز ایک ہفتے میں ایک ہی ہوتا تین ہفتے وہ وہاب کے ساتھ گھومتی مزے سے رہتی اور اس سے کھانے بنوا کر کھاتی۔۔۔وہاب کو اپنے کام میں مشغول دیکھ کر ایت بولی ٹھیک ہے تمہیں میری کوئی فکر نہیں ہے ناجا رہی ہوں میں یہاں سے واپس ہاسٹل ۔۔۔انکھوں میں نمی لی وہ مڑی تو وہاب نے اسے رکا اور بولا یہ جو پچھلے دو ہفتے سے

مجھے اگنور کر رہی ہو نا اس کی سزا ہے۔۔ہا تو میرے پیپرز تھے ایت نے منہ بنا کر کہا۔۔۔اور بالکل ویسے ہی میں بزی تھا اس لیے مجھے یاد نہیں رہا کہ تمہارے اگیزامز ختم ہو گئے ہیں۔۔۔ایک لیکچر بچا ہے میں کلاس لے کر اتا ہوں پھر گھر چلتے ہیں مسکرا کر کہتے وہاب نے اسے چیئر پر بیٹھایا اور بولا کچھ کھاؤ گی۔۔نہیں یوں ہی خفگی سے جواب ایا تو وہاب مسکرایا اور بولا اچھا جاتے وقت تمہارے فیورٹ ریسٹورنٹ سے لنچ کریں گے۔۔ٹھیک ہے لیکن میں یہاں تمہارے افس میں بیٹھوں گی باہر سردی ہے اور میرے موبائل پر نیٹ بھی کنیکٹ کر کے دو۔۔۔اس کی ڈیمانڈ پر وہاب مسکرایا اور پھر انہیں پوری کرتے بولا ٹھیک ہے مائے لو میں تھوڑی دیر میں اتا ہوں۔۔۔اب ایت سکون سے ایک چیئر پر بیٹھے دوسری پر پاؤں رکھے اس نرم گرم کمرے میں موبائل یوز کر رہی تھی۔۔۔

دارم اور رامین کی شادی کو تقریبا تین ماہ سے اوپر ہو گئے تھے

لیکن ان دونوں کے بیچ کی دوریاں ویسے ہی قائم تھی۔۔رامین ابھی جنت کو سلا کر ہٹی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑی اپنی کوئی بک اٹھاتے پڑھنے کے لیے کھولی کہ دارم بیڈ پر بیٹھتے بولا من مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔بولو میں سن رہی ہوں بک پر نظر مرکوز کرتے رامین نے کہا۔۔۔دارم بولا مجھے کام کے سلسلے میں ائرلینڈ واپس جانا پڑے گا۔۔۔ایک لمحے کے لیے رامین کا دل ڈوب کے ابھرا۔۔۔لیکن پھر سنبھلتے بولی اچھا ٹھیک ہے۔۔۔من مجھے وہاں ایک دو ماہ بھی لگ سکتے ہیں۔۔۔۔بے اختیار رامین کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی لیکن پھر بولی اچھا تو جنت کو ساتھ لے کر جاؤ گے۔۔۔ہاں ظاہری بات ہے وہ میرے بغیر اتنے دن رہنے کی عادی نہیں ہے پچھلی بار بھی جنت نے تمہیں بہت تنگ کیا تھا وہ تو صرف دو دن کی بات تھی۔۔۔اور رامین کو سچ میں وہ دو دن یاد ائے جب دارم اپنے کام کے سلسلے میں اسلام اباد گیا تھا جنت تو رات میں بیڈ پر دارم کی خالی جگہ دیکھ کر رونا شروع کر دیتی تھی رامین نے بہت مشکل سے جنت کو سنبھالا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے لے جانا جنت کو اپنے ساتھ۔۔۔ تم ساتھ نہیں چلو گی من۔۔۔ آخر کار دارم نے پوچھ ہی لیا تو وہ بولی میرا وہاں کیا کام۔۔۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے من دارم نے کچھ افسردہ لہجے میں کہا تھا رامین کی اپنے لیے اس قدر لاتعلقی لے کر۔۔۔ تو رامین بولی تمہاری ضرورتیں پہلے بھی پوری ہوتی تھیں دارم وہاں اب بھی ہو جائیں گی۔۔۔ بس وہ ایک غلطی تھی رامین تم میری ایک غلطی معاف نہیں کر سکتی کیا دارم نے کچھ افسوس سے ان کانچ سی سنہری انکھوں میں دیکھا کہ رامین بولی دارم وہ غلطی نہیں گناہ تھا میرے مطابق۔۔۔ شرک تو خدا بھی معاف نہیں کرتا میں تو پھر انسان ہوں۔۔۔ لیکن خدا اپنے بندے کو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔۔۔ اور تم مجھے بیچ راستے میں اکیلا چھوڑ رہی۔۔۔ میں تو تمہارے ساتھ چلنا چاہتی تھی دارم تم نے تو رستہ ہی بدل لیا اور اب جو محبت تم چاہتے ہو جو ساتھ تمہیں چاہیے وہ شاید میں تمہارا نہیں دے سکتی۔۔۔ بک بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے رامین نے کہا کہ دارم بولا ٹھیک ہے رامین اگر تم میرے ساتھ نہیں جانا چاہتی تو میں زبردستی نہیں کروں گا۔۔۔ کہتے وہ خاموشی سے اٹھتے ٹیرس میں اگیا تھا۔۔۔ رامین کی اس قدر بے رخی نے اج اس کے دل

کو مزید زخمی کیا تھا۔۔۔ کہ پیچھے رامین کی انکھیں برسی اس سے دور رہنا نا ممکن سالگ رہا تھا اور قریب وہ جا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے تو وہ ظالم قریب ایا تھا اور اب ایک بار پھر جدائی کا پیغام سنا رہا تھا۔۔۔ رامین اٹھنے لگی تو دیکھا جنت نے اس کا دوپٹہ پکڑا ہوا تھا بے اختیار اس کی نظر جنت پر پڑی انکھیں ایک دفعہ پھر شدت سے نم ہوئی تھی۔۔۔ وہ چھوٹی سی بچی رامین کے بغیر کیسے رہے گی جو اس تھوڑے سے عرصے میں اس سے بے حد مانوس ہو گئی تھی۔۔۔ اور رامین کو بھی اس کی عادت پڑ گئی تھی اب تو دارم کے ساتھ ساتھ جنت سے دور ہونا بھی مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ اہستہ سے اٹھتے رامین نے اپنا دوپٹہ جنت کے ہاتھ سے نکالا اور جھک کر اس کا گال چوما۔۔۔ اور پھر نظر ٹیرس پر بیٹھے دارم پر ڈالی جو سگرٹ پیتا بہت بے چین لگ رہا تھا۔۔۔۔

دارم کو سگرٹ پیتا دیکھ کر رامین کو حیرت ہوئی تھی کیونکہ دارم سگریٹ نہیں پیتا تھا اور اج ایک ختم ہونے کے بعد دوسری سلگا چکا تھا سگرٹ کے دھوئیں میں وہ اپنے ساتھ ساتھ رامین کے دل کو بھی جلا رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر اسے یوں دیکھتے رہنے کے بعد رامین بیڈ پر اکر لیٹی اور کمرے کی تمام لائٹس اف کر دی لیکن جب

تک دارم کمرے میں نہیں اتا نیند بھی نہیں آنی تھی بے شک وہ اس سے ناراض تھی لیکن اب اسے اپنے اس پاس محسوس کرنے کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔ تقریبا دو گھنٹے بعد وہ کمرے میں ایا تھا اور اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سگریٹ کی سمیل بھی بھرپور پھیلی تھی لیکن رامین انکھیں موندے لیٹی رہی تھی کہ دارم خاموشی سے اتا بیڈ پر دوسری جانب لیٹا تھا۔۔۔ دونوں ہی بے چین تھے نیند دونوں کو ہی نہیں انی تھی لیکن ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔۔۔

اے سی پی ولید یہ نہ ہو ہمیں اپ کو سسپینڈ کرنا پڑے اپ پچھلے چھ ماہ سے اس باس ایم کے کیس پر کام کر رہے ہیں ہم نے اپ کو اس قابل سمجھا تھا اپ سے بہتر اور جلدی یہ کیس کوئی ہینڈل نہیں کر سکتا لیکن اپ بھی اب ہمیں مایوس کر رہے ہیں ابھی تک اپ کے ہاتھ ایک بھی ثبوت نہیں لگا۔۔۔ اخر یہ باس ایم پولیس سے زیادہ جلدی لوگوں کو انصاف دیتا ہے۔۔۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو نہ جانے کتنے

ہی باس ایم اور اجائیں گے عام لوگوں کو قانون کی ضرورت ہی نہیں رہے گی

۔۔۔اپ کی اور ہماری وردیاں اترنے میں کچھ زیادہ وقت نہیں لگے گا ڈی ایس

پی

صاحب تو اج پورا پورا حساب کرنے بیٹھے تھے۔۔۔جبکہ انسپیکٹر ولید کچھ

شرمندگی سے سر جھکائے کھڑا ان کی لعنت ملامت سن رہا تھا۔۔۔یہ کیس واقع

بہت لمبا چلا تھا ورنہ انسپیکٹر ولید کو کوئی بھی کیس سولو کرنے میں دو ہفتوں سے

زیادہ نہیں لگتا تھا

۔۔۔اور ایک یہ باس ایم تھا جو پچھلے چھ ماہ سے اب تک اس کے ہاتھ نہیں لگا

۔۔۔جس انداز سے وہ قتل کرتا اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہ چھوڑتا۔۔۔یہاں تک

انسپیکٹر ولید کو اس کا اگلا ٹارگٹ بھی پتہ ہوتا کہ اب باس ایم کسے مارنے والا ہے

جب تک وہ اسے بچانے پہنچتا یا اس پر کڑی نگرانی کروا کر باس ایم کے ٹارگٹ کو

بچانے کی کوشش کرتا۔۔۔لیکن پھر بھی وہ ناکام ہو جاتا۔۔۔ویسے باس ایم ان

لوگوں کو مارتا جو واقعی موت کے قابل تھے۔۔۔فرق صرف اتنا تھا کہ انسپیکٹر

ولیدانہیں قانونی طور پر سزا دلوانا چاہتا تھا کہ باس ایم اپنا انصاف کرتا اور اس کا ٹارگٹ اکثر بچوں کو اغوا کرنے والے یا انہیں بیچنے والے لوگ ہوتے۔۔۔

اج اپنے سینئیر سے اس قدر بعزت ہونے کے بعد اب کچھ بھی کر کے انسپیکٹر ولید کو بس ایم کو پکڑنا تھا اور وہ بھی جلد سے

جلد۔۔۔

وہاب جو لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا کہ ایت اس کے پاس بیٹھتے بولی وہ وہاب کیوں نہ ہم کل شاپنگ پر چلیں۔۔۔میرے پاس بالکل ٹائم نہیں ہے ایت اج کل اور تم بھی اپنے پریکٹیکلز کی تیاری کروں کوئی شاپنگ پر نہیں جا رہے ہم۔۔۔ہاں بس تمہارے پاس میرے لیے ہی ٹائم نہیں ہوتا کر لی ہے میں نے ساری تیاری اتا ہے مجھے سب اور ویسے بھی اگر تم میری کوئی بات مان لو تو وہاب مراد خانزادہ کیسے رہو گے۔۔۔منہ بنا کر کہتے ایت بلینکٹ میں گھسی تھی۔۔۔وہاب جو اپنا کام ختم کر ہی چکا تھا لیپ ٹاپ بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ایت کے کندھے کو چومتے بولا اچھا بتاؤ کہاں چلنا ہے؟؟؟نہیں اب مجھے کہیں

نہیں جانا خفگی بھرا جواب ایا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے پھر جہاں میں کہوں گا وہاں چلیں گی وہاب نے اسے مناتے ایک اور کوشش کی۔۔۔تو ایت مڑتے ہوئے بولی نہیں اگر تمہیں میری بات ماننی ہی ہوتی ہے تو ادھا گھنٹہ میرا خون کیوں جلاتے ہو ویسے ہی مان جایا کرو۔۔۔وہاب نے مسکراتے ہوئے اس کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا پھر بولا تم غصے میں اور بھی زیادہ پیاری لگتی ہو بس اسی لیے۔۔۔بھاڑ میں جاؤ تم وہاب مجھ سے بات مت کرنا۔۔۔ٹھیک ہے ہم بات نہیں کرتے ہم کچھ اور کرتے ہیں کہتے وہاب اس پر جھکا تھا کہ ایت بولی ہاں بس تم سے ایسی بے شرمیاں کروا لو تب تمہارے پاس ٹائم ہی ٹائم ہوتا ہے۔۔۔وہاب نے جھکتے اس کی ٹھوڑی کو چوما اور پھر بولا یہ ٹائم بھی تو تمہارا ہی ہوتا ہے کون سا کسی اور کو دیے اتا ہو۔۔۔تم کسی اور کو دیے کر تو دکھاؤ تمہارا وقت اس دنیا سے میں نے ختم نہ کر دیا تو کہنا۔۔۔ایت کے الفاظ پر وہاب کا قہقہہ کمرے کے در و دیوار سے ٹکرایا اور پھر بولا یار تم ہر وقت مرنے مارنے کی باتیں کیوں کرتی ہو۔۔۔یہ ابھی جو تم نے کہا کہ میں غصے میں زیادہ پیاری لگتی ہو بس اسی لیے تا کہ میں تمہیں پیاری لگتی رہوں انکھیں گھماتے فل ایکٹنگ کرتے بولی۔۔۔لیکن

اگر مجھے زیادہ غصہ دلایا ناتو اس کا ایسا انجام تمہیں ملے گا نادوبارہ مجھے غصے میں دیکھنے کے قابل نہیں رہو گے۔۔۔اچھا بابا ٹھیک ہے۔۔۔لیکن دنیا جہاں کے کپل رات میں رومینس کرتے ہیں اور ایک تم ہو کے میرے رومینٹک موڈ کا کباڑا کر دیتی ہو۔۔۔کیونکہ میرا تمہارے ساتھ کوئی وہ کرنج ٹائپ کا رومینس کرنے کا موڈ نہیں ہے۔۔۔وہاب نے ٹھنڈی اہ بھرتے سر تکیے پر پھینکا اور دہائی دیتے بولا یا اللہ ہن میریاں وی سن لے۔۔۔کہ ایت کھل کھلا کر ہنستے بولی پلیز اللہ جی سن لے نا میرے ہسبینڈ کی۔۔۔اس کے انداز پر وہاب بھی ہنستے ہوئے بولا اب سنی تو اللہ جی کو پڑھیں گئی ورنہ میں زبردستی سنالوں گا کہتے ایت کا بازو پکڑتے اپنے اوپر گراتھا اور اس کا سر چومتے بولا سو جاؤ اب صبح اٹھ کر مجھے ناشتہ بھی بنانا ہے۔۔۔کہ ایت ایک دفعہ پھر کھل کھلائی تھی کیونکہ اسے کھانا بنانا نہیں اتا تھا ہاسٹل میں وہ میس سے کھالیتی اور گھر میں کبھی اس نے کام کیا نہیں اور یہاں وہاب اسے خود کھانا بنا کر کھلاتا۔۔۔

سکردو اسلام اباد سے 1413 گھنٹے کے فاصلے پر تھا

جس وجہ سے ایت پیپرز کے بعد گھر نہیں جاتی تھی بلکہ پریکٹیکل ختم ہونے کے بعد ایک بار ہی چھٹیوں میں گھر جاتی پیپر اور پریکٹیکل کے درمیان کے دن وہ وہاب کے پاس رہتی اور اسے خوب تنگ کرتی اور اپنی فرمائشیں پوری کرواتی۔۔۔

وہ ائینے کے سامنے کھڑی ایک اخری نظر خود پر ڈال رہی تھی کہ دارم نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اور بولا تھینک یو سو مچ من میرے ساتھ ائرلینڈ چلنے کے لیے۔۔۔اس طرح اچانک دارم کہ اتنے قریب اجانے پر رامین گھبرا گئی جو اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے ائینے کے عکس میں سے اس کی بار بار گرتی اٹھتی پلکوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔چہرے پر حیا کے رنگ پھیلنے لگے تھے۔۔۔ کے رامین پھر کچھ سنبھلتے ہوئے بولی میں نے یہ سب کچھ تمہارے لیے نہیں کیا میں یہ سب اپنے لیے کر رہی ہوں تو تم کسی غلط فہمی میں مت رہنا۔۔۔

ویسے بھی اگر میں یہاں رہی تو سب باتیں بنائیں گے کہ شادی کے بعد بھی میں تمہارے ساتھ نہیں گئی۔۔۔اس کے الفاظ پر دارم نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن سے بال ہٹاتے وہاں اپنے لب رکھے۔۔۔رامین نے کسمساتے ہوئے اس سے دور ہونا چاہا۔۔۔کہ اسے ازاد نہ کرتے دارم نے اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا اور اس کے گلال چہرے اور جھکی پلکوں کو دیکھتے بولا جب تک تم نہیں چاہو گی میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں گا اور پھر محبت سے من کی ناک کو چوما۔۔۔کہ رامین نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کرتے بولی اگر میں تمہارے ساتھ جا رہی ہوں تو اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے تو مجھ پر اپنا حق جتاتے پھر و یا مجھ سے فری ہو۔۔۔دارم نے اس کے چہرے پر ائے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے کہا حق تو میرے پاس سارے ہیں اور میں جتا بھی سکتا ہوں لیکن خیر جب تک تم نہیں چاہو گے میں کچھ نہیں کرو گا۔۔۔۔تمہاری بہتری بھی اسی میں ہے دارم کے حصار سے نکلتے رامین نے جیسے اسے دھمکایا اور پھر بیڈ پر بیٹھی کھیلتی جنت کو گود میں اٹھاتے بولی چلو اب لیٹ ہونا ہے کیا۔۔۔جواب بھی کھڑا مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اج ضرورت سے زیادہ خوش تھا اور یہ بھی

جانتا تھا کہ رامین اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے ورنہ وہ رات یوں ہی روتے نہ رہتی اور محبت تو اب بھی کرتی تھی لیکن جتاتی نہیں تھی مگر دارم کوئی چھوٹا بچہ نہیں تھا جو محسوس نہ کر سکتا کیونکہ محبت محسوس کی جاتی ہے جواب بھی دارم کر سکتا تھا رامین کی اپنے لیے۔۔۔اور رامین اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ تو کر چکی تھی لیکن وہاں اکیلے اس سے دور رہنا بے حد مشکل ہونے والا تھا۔۔۔

صبح کھانے کی میز پر دارم سیال خان کو اپنے ائرلینڈ جانا کا بتا رہا تھا کہ سیال خان نے پوچھا وہ جنت کو بھی ساتھ لے کے جائے گا جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔تو سیال خان بولے ٹھیک ہے اچھی بات ہے ویسے بھی تم دونوں شادی کے بعد کہیں گھومنے بھی نہیں گئے۔۔۔ٹھیک ہے جیسا تم لوگوں کو مناسب لگے لیکن بے شک جنت کو یہاں اس لڑکی کے پاس چھوڑ جاتے ویسے بھی گھر میں بہت لوگ ہیں بچی کو سنبھالنے کے لیے۔۔۔ابھی دارم نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا وہ انہیں بتانے والا تھا کہ وہ اور جنت ہی جا رہے ہیں رامین نہیں کہ رامین بولی نہیں دا جی جنت ابھی بہت چھوٹی ہے اور ویسے بھی دن میں تو وہ کھیلتی رہے گی لیکن رات میں وہ روئے گی سب کو پریشان کرے گی اس لیے

اسے بھی ہم ساتھ لے جائیں گے ویسے بھی ایک دو ماہ لگ سکتے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے اگر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے تو لے جاؤ جنت کو بھی کہتے سیال خان نے اٹھتے رامین کو پیار دیا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔ کہ دارم تو حیران بیٹھا رامین کو ہی دیکھ رہا تھا جو رات اسے انکار کر کے اب جانے کے لیے تیار تھی لیکن خیر جو بھی ہو وہ پر سکون ہو گیا تھا کہ اس کی من اس کے ساتھ چل رہی ہے۔۔۔ جب کہ بھوا نے تو رامین کو اچھی خاصی باتیں سنادی تھی کہ وہ جنت کو ساتھ کیوں لے کر جا رہی ہے اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ جا ہی جنت کی وجہ سے رہی ہے ورنہ وہ تو رات ارام سے دارم کو انکار کر چکی تھی۔۔۔ اور ویسے بھی یہاں رہنے سے بہتر تھا کہ وہ وہاں جنت اور دارم کے ساتھ پر سکون طریقے سے اپنی مرضی سے رہ لے۔۔۔

شہریار کمرے میں ایا تو عشاء کو ارڑے ترچھے بیٹھ کر لیٹے کسی سے کال پر بات کرتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ جب سے عشاء

کو اس نے موبائل لے کر دیا تھا تب سے وہ سارا کام ختم کرتے کمرے میں اتے ہی موبائل لے کر بیٹھ جاتی۔۔۔اور اپنی نہ جانے کون کون سی دوست کو کال کر کے ان سے لمبی باتیں کرتی۔۔۔یا ڈرامے دیکھتی۔۔۔

شہریار باہر ایا تو وہ کال ختم کر چکی تھی اب کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی کہ بولا بٹر فلائی ذرا کسی طرف سدھے ہو کر لیٹو تکے میں ابھی بیٹھ سکوں۔۔۔جبکہ عشاء فورا سیدھے ہوتے بیٹھتے بولی اپ کب ائے اور فریش بھی ہو گئے۔۔۔جی میڈم اپ اپنی کسی دوست سے بات کرنے میں مصروف تھی تب ہی ایا تھا مجھے لگتا ہے میں نے تمہیں موبائل لے کر دے کے غلطی کر دی سارا دن تو تم اسے چپکی رہتی ہو کوئی ہوش نہیں کے بیچارے شوہر نے کھانا کھایا ہے یا نہیں۔۔۔۔نہیں نہیں میں کھانا لاتی ہوں نا اپ کے لیے اپ بیٹھے عشاء نے چلتا موبائل وہیں چھوڑا اور بیڈ سے چھلانگ لگاتے اترتے باہر کی طرف چادر اٹھا کر بھاگی۔۔۔اس کی اس قدر جلد بازی پر شہریار حیران ہوا کہ اس کے چلتے موبائل پر لگا ڈرامہ دیکھنے لگا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ کھانا اور چائے ایک ساتھ لے ائی۔۔۔اور شہریار کے سامنے رکھتے بولی یہ لیں اپ کا کھانا کے شہریار نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر

ہنستے ہوئے بولا بٹر فلائی مجھے ایک بات سچ سچ بتاؤ تم نے ایکٹنگ ادھر سے ہی سیکھی ہے نا جب پہلی بار میں تم سے ملا تھا تم بالکل ایسے ہی بیہیو کر رہی تھی جیسے یہ لڑکی کر رہی ہے۔۔۔ موبائل کی سکرین پر چلتی ایک لڑکی شور مچاتے ہوئے ایکٹ کر رہی تھی۔۔ کہ عشاء فوراً آگے بڑھتے شہریار کے ہاتھ سے اپنا موبائل پکڑتے بولی کسی کا موبائل اس کی پرمیشن کے بغیر ٹچ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ بٹر فلائی تم کو زیادہ تیز نہیں ہوتی جا رہی شہریار نے انکھیں چھوٹی کی ہے اسے گھورا تھا کہ عشاء بولی اب کھانا کھا لیا میں دوبارہ گرم نہیں کروں گی۔۔۔ ہاں تم کیوں کرو گی؟؟ تمہارا تو ایپیسوڈ مس ہو جائے گا نا سمطططططشظحححر یار نے اسے گھورتے دوبارہ کہا۔۔۔ عشاء مڑنے لگی تو شہریار نے اس کا بازو پکڑتے اپنے پاس بٹھایا اور بولا کھانا کھایا تم نے۔۔۔ جی کھایا تھا عشاء نے کہا تو شہریار بولا اگر کھاتی ہو تو لگتا کیوں نہیں ہے ساتھ ہی اس نے نوالہ بناتے عشاء کے سامنے کیا تھا۔۔۔ عشاء کو خود کو حیران نظروں سے دیکھتا پا کر بولا اب کھول بھی لو منہ کہ عشاء نے خاموشی سے اس کے ہاتھ میں پکڑا نوالہ منہ میں ڈالا۔۔۔ عشاء دوبارہ موبائل ان کر چکی تھی جب کہ شہریار بیچ بیچ میں اس کے منہ میں بھی نوالہ ڈال دیتا۔۔ کہ

عشاء بولی اپ کو پتہ ہے اج میں نے اپنے سارے پرانے اکاؤنٹ ریکور کر لیے۔۔۔رکے میں اپ کو اپنے لالاد کھاتی ہوں اور پھر دو منٹ بعد اس نے دراب کی تصور شہریار کے سامنے کی۔۔۔کے شہریار بمشکل مسکراتے ہوئے بولا تمہارے لالا بھی ہینڈ سم ہیں۔۔۔کہ عشاء نے مسکراتے ہوئے نم انکھوں سے دراب کی تصویر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔اسے روتا دیکھ کر شہریار بولا تم نے مجھے ایڈ نہیں کیا انسٹا پر۔۔۔

عشاء اس کی طرف دیکھتے بولی میں لڑکوں کو ایڈ نہیں کرتی۔۔۔اچھا ٹھیک ہے بڑ فلائی لڑکوں کو نہیں کرتی لیکن اپنے ہسبینڈ کو تو کر سکتی ہوں۔۔۔ہاں ٹھیک ہے کرتی ہوں کہتے ہیں عشاء نے شہریار کا اکاؤنٹ کھولا اور بولی نہیں اپ مجھے ریکویسٹ سینڈ کریں گے پھر میں اپ کو ایڈ کروں گی۔۔۔

اس کی عجیب سی فرمائش پر شہریار مسکرایا تھا اور بولا اچھا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں تمہیں ایڈ۔۔۔اب وہ شہریار کے پاس بیٹھی اسے اپنے دوستوں اور کزن وغیرہ کی فوٹوز دکھا رہی تھی۔۔۔جب کہ شہریار تو اس کی باتوں کو انجوائے کر رہا تھا باقی

اسے کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔وہ بس اس کے پاس بیٹھے تھے یہی اس کے لیے کافی تھا۔۔۔

دارم اور رامین کو ائر لینڈ آئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا دارم صبح افس چلا جاتا اور شام کو اتا۔۔۔رامین کا سارا دن جنت کے ساتھ گزرتا رات کو اکر دارم تھوڑی دیر جنت کے ساتھ کھیلتا تھوڑی بہت بات کرنے کی کوشش رامین سے کرتا لیکن وہ روکھے سوکھے جواب دیتی تو دارم خاموش ہو جاتا۔۔۔

رامین یہاں اکر حیران ہوئی تھی وہاں کی ہر چیز رامین کی پسند کی تھی کلر تھیم ڈیکوریشن دارم کے کمرے میں رامین کی بچپن سے لے کے اب تک کی تصویریں لگی ہوئی تھی۔۔۔جن میں کچھ دارم کے ساتھ تھی یا صرف دارم کی تھی یا ان کے نکاح کی کچھ عید وغیرہ کی اس کے علاوہ رامین کی پاکستان سے دارم کو بھیجے جانے والی تصاویر فوٹو فریمز میں باقاعدہ دیواروں پر لگی ہوئی تھی۔۔۔دو سے تین تصویریں دارم کی جنت کے ساتھ تھیں ایک دو دارم کی اپنے دوستوں

کے ساتھ تھی لیکن رامین جس کی تصویر ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔۔

اسے وہاں جنت کی ماں کی کوئی بھی چیز نہیں ملی تھی جس پر اس نے دارم سے پوچھا تھا کہ وہ پاکستان انے سے پہلے یہی رہتا تھا تو جواب میں دارم نے اسے ہاں کہا وہاں جنت کی چیزیں بھی پہلے سے موجود تھیں اس لیے سوچا شاید دارم جانے سے پہلے جنت کی ماں کی ساری چیزیں کہیں رکھ کر گیا ہو۔۔۔اخر وہ عورت بھی اس کی بیوی تھی اور دارم کے ساتھ اسی گھر میں رہتی تھی لیکن اس کا سامان کہیں نہیں تھا اس بات نے رامین کو کافی چونکایا تھا لیکن خیر اس عورت کی سب سے بڑی نشانی جنت تو موجود تھی نا اور یہی ایک بات رامین کو اگے بڑھنے سے بار بار روک رہی تھی۔۔۔

من چلو جلدی کرو دارم نے باہر کھڑے رامین کو اواز لگائی رامین کو اس کے ساتھ گروسری کرنے جانا تھا۔۔۔جبکہ اب اسے صرف جنت کی اوازیں سنائی دے رہی تھی جو باپ کا ساتھ دیتے بھرپور زور و شور سے من من کہہ کر اسے پکار رہی تھی۔۔۔

رامین مسکراتے ہوئے باہر نکلی تو دیکھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے چلنے کی کوشش کررہی تھی اج کل دارم اور رامین کا پسندیدہ مشغلہ جنت کو چلنا سکھانا تھا۔۔اور اب بھی جنت دارم کا ہاتھ پکڑے چلنے کی کوشش کررہی تھی جب کہ بار بار لڑکھڑا جاتی۔۔۔رامین کو دیکھتے ہی جنت نے وہاں کھڑے ہوتے اپنے بازو سے اشارہ کرتے دارم کو بتایا من۔۔ من۔۔۔کہ من اچکی ہے۔۔۔ رامین نے اگے بڑھتے اسے گود میں اٹھایا اور بولی کتنی دفعہ کہا ہے میں نے جنت مما بولا کروں رامین کے منہ سے ماں لفظ سن کر دارم حیران ہوا۔۔اب وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے رامین جنت کو ماما کہنا سکھا رہی تھی اور اپنے سینے پر انگلی رکھ کے بار بار جنت کو بتاتی کہ وہ ماما ہے جب کہ جنت ایک بار مما کہنے کے بعد پھر من کہہ دیتی رامین اپنا سر پکڑ لیتی اور دوبارہ شروع سے شروع کردیتی۔۔۔ لیکن جنت کو کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ مزے سے بار بار اسے من کہتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کے۔۔۔جب کہ اب کی بار رامین غصے سے دارم کو دیکھتے بولی دارم اج سے تم بھی مجھے مما کہلوایا کروگے جنت سے۔۔واٹ مینز سیریسلی من۔۔۔اب میرے پاس ایک ہی کام رہ گیا ہے ویسے بھی من کہنے میں کیا

برائی ہے اتنا پیارا تو کہتی ہے۔۔۔رامین نے دارم کو گھورا اور بولی میں تو کہتی ہوں تم بھی اس کے سامنے مجھے مما کہاں کرو تا کہ یہ بھی مما کہنا سیکھے۔۔۔میں ایسا کچھ نہیں کر رہا من دارم نے صاف انکار کیا تھا۔۔ہاں بس تم دونوں باپ بیٹی نے قسم کھائی ہوئی ہے میری کوئی بات بھی نہ ماننے کی اس دفعہ رامین نے دارم کے ساتھ ساتھ جنت کو بھی گھورا جس نے اپنے چار دانتوں کی بھرپور نمائش کی تھی جیسے اس کی ماں جانے اس کی تعریف کر رہی ہو۔۔۔

گروسری کرتے وقت رامین نے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ پایا تو ہلکا سا دارم کی طرف جھکتے اس کے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھتے بولی دارم یہ سب لوگ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟؟دارم کو اس کا قریب آنا اچھا لگا لیکن پھر بولا دیکھو من تم نے سب سے ڈفرنٹ کپڑے پہنے ہیں اس لیے سب تمہیں دیکھ رہے ہیں ۔۔۔تو رامین نے نوٹ کیا کہ وہاں لڑکیوں نے موسٹلی جینز شرٹ پہنی ہوئی ہے اور رامین نے انار کلی فراک ظاہری بات ہے وہ کافی ڈفرنٹ لگ رہی تھی۔۔۔کہ دارم اس سے بغور لوگوں کا جائزہ لیتے دیکھ کر بولا اگر تم چاہو تو تم بھی جینز شرٹ پہن سکتی ہو مجھے کوئی پرابلم نہیں۔۔۔۔دارم۔۔اسے پکارتے رامین نے دارم کو

گھورا اور پھر بولی میں اس طرح کے کپڑے کبھی بھی نہیں پہنوں گی۔۔۔اس کے بعد انہوں نے ڈھیر ساری شاپنگ کی اور دارم نے رامین کو ایک اپنی پسند کی گاؤن ڈریس بھی لے کر دی جس پر رامین کا کہنا تھا وہ فضول میں لے رہا ہے وہ اسے کبھی نہیں پہنیں گی۔۔۔لیکن شاید وہ بہت جلد ثابت ہونے والی تھی۔۔۔البتہ رامین نے جنت کی ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی اب وہ لوگ کھانا کھانے کے ریسٹورنٹ ائے۔۔۔وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے کے دارم نے رامین کی فیورٹ براؤنی بی منگوائی رامین کا موڈ اج کافی خوشگوار تھا وہ دارم سے بھی ہلکی پھلکی گفتگو ہنستے مسکراتے کر رہی تھی۔۔۔جبکہ جنت ٹیبل پر بیٹھی پلین فرائز کے ساتھ بھرپور صاف کرتے مزے سے انے جانے والے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جسے دیکھتے دارم اور رامین دونوں ہی مسکرا رہے تھے۔۔۔

اج سب شاہ حویلی گئے تھے کیونکہ حمزہ شاہ کا نکاح تھا۔۔۔لیکن جلال شاہ سے ملاقات کے بعد عشاء بے حد پریشان تھی جو اسے فورس کر رہا تھا کہ اگر وہ یہاں

سے ازاد ہو کر بہترین زندگی جینا چاہتی ہے تو اج رات حویلی کے پیچھے اجائیں وہ اسے وہاں سے بھگا کر کسی محفوظ جگہ پر لے جائے گا وہاں وہ اپنی مرضی سے عیش و عشرت کی زندگی گزار سکتی ہے۔۔۔۔

فریش ہو کر وہ باہر ائی تو ایک لمحے کے لیے اسے لگا کہ اسے جلال شاہ کی بات مان لینی چاہیے کیونکہ۔۔۔اس سب ظلم و ستم سے بچنے کا ایک ہی راستہ تھا۔۔۔اور وہ تھا اس حویلی سے فرار۔۔۔

اس حویلی سے نکلنے کے بعد وہ جلال شاہ کی قید سے خود فرار ہو جائے گی۔۔۔

لیکن فرار ہونے کے بعد بھی وہ کہاں جائے گی اپنے نانا کے پاس تو وہ کبھی نہیں جانا چاہتی تھی تو اتنی بڑی دنیا میں اس کا سوائے اس حویلی کے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لیکن دوسری طرف جنت کے جانے کے بعد اسے پھر گھر کے سارے کام کرنے پڑتے طرح طرح کی باتیں سننی پڑتی تھی۔۔۔لیکن پھر اگلے ہی پل وہ شدت سے نفی میں سر ہلاتے روئی تھی۔۔۔وہ ایسے کسی پر یقین نہیں کر سکتی تھی اگر جلال شاہ اسے یہاں سے لے جانے کے بعد کہیں بیچ دے یا اسے اپنے دوستوں کے حوالے کر دیا تو۔۔۔تو وہ کیا کرے گی اپنی عزت داؤ پہ لگانے سے ہزار گنا بہتر

تھا کہ وہ اس گھر میں رہتے ہوئے اپنے اوپر ہونے والے ظلم سہ لے اپنی عزت کو داؤ پہ لگانے سے۔۔۔واش روم سے نکلتے شہریار نے اسے اب تک یوں ہی کھڑے دیکھا تو بولا اب ٹر فلائی ساری رات کھڑے رہنے کا ارادہ ہے کیا تھکی نہیں اب تک سو جاؤ کن سوچو میں گم ہو۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا ائینے کے عکس سے تو سانس سینے میں رکا وہ کیسے سوچ سکتی تھی یہاں سے بھاگنے کا۔۔۔کچھ بھی ہو وہ شہریار کی بیوی تھی۔۔۔جو اس کا خیال رکھتا اسے سب سے بچاتا اس کی موجود میں تو کوئی بھی اس سے برا سلوک نہیں کرتا تھا۔۔۔اس شخص کو وہ دھوکا نہیں دے سکتی تھی اس کو رسوا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔کہ شہریار اسے اپنی طرف تکپا کر بولا کیا ہوا بٹر فلائی فون خراب ہو گیا ہے کیا جو فرصت سے مجھ دیکھ رہی ہو۔۔۔لیکن یوں مت دیکھو ورنہ تمہیں پیار ہو جائے گا مسکرا کر کہتے شہریار نے انکھ ونک کی تھی۔۔۔نہ۔۔۔یں نہیں تو ایسا کچھ نہیں ہے میں سونے لگی ہوں کہتے وہ صوفے پر اپنے بلینکٹ میں گھسی کے۔۔۔اللہ جانے اج کیا ہو گیا اس کے بدلے رویے کو دیکھتے شہریار بولا اور پھر خود بھی اکر بیڈ پر لیٹا۔۔۔عیشا بے حد بے چین تھی ایک تو اسے اس بات کی فکر تھی کہ اگر وہ نہیں گئی تو جلال

شاہ کیا کرے گا اور دوسرا اگر کہیں وہ اسے خود لینے آگیا تو اسے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ پیچھے مڑ کر اس نے نظر شہریار پر ڈالی جو کانوں میں ایئرپورٹس لگائے موبائل یوز کرنے میں مصروف تھا۔۔ خاموشی سے اٹھتے وہ شہریار کے قریب ائی اور بولی شہریار۔۔۔ مگر شہریار ہوں ہی اپنے فون میں مصروف رہا تو اگے بڑھتے اس کے پاؤں کا انگوٹھا ہلاتے بولی شہریار۔۔ شہریار نے سائیڈ لیمپ ان کرتے اسے بیٹھ کے قریب کھڑے دیکھا تو بولا کیا ہوا بٹر فلائی؟؟ وہ۔۔ وہ میں اپ کے پاس بیڈ پر سو جاؤں عشا نے کچھ اٹکتے ہوئے کہا تو شہریار نے حیران ہوتے منہ کھولے اسے دیکھا اور بولا خیر ہے بٹر فلائی کیا ہوا شہریار تو اب بھی صدمے میں تھا اس کے الفاظ پر وہ تو اسے کمرے میں پا کر کمرے سے بھاگنے کے پر تولنے لگتی اور اج خود اس کے قریب بیڈ پر سونا چاہتی تھی۔۔ وہ مجھے ڈر لگ رہا ہے عشا نے نم انکھوں سے اسے دیکھتے کہا تو شہریار بولا اچھا ٹھیک ہے اجاؤ ایک سائیڈ پر ہوتے عشاء کے لیے جگہ بنانے لگا۔۔ عشاء نے بیڈ پر بیٹھتے خاموشی سے شہریار کو دیکھا جو پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا۔۔ شہریار کو اس کا رویہ عجیب سا لگ رہا تھا جو اب بھی گھبرائی ہوئی پریشان حال سی بیٹھی اور اپنے ہونٹ کاٹنے میں

مصروف تھی۔۔۔ کہ عیشا کی طرف کروٹ لیتے شہریار نے اپنے بازو کھولے اور بولا آجاؤ۔۔ یار۔۔۔ بٹر فلائی۔۔۔ عشاء فوراً سے آگے ہوتے اس کے بازو میں سمائے شہریار کے سینے سے لگی۔۔۔ اس کی جلد بازی پر شہریار مسکرایا اور بولا بٹر فلائی اج تک مجھ سے دور بھاگنے میں جلد بازی کرتی ہو اور اج پاس انے کی اتنی جلدی ہے معاملہ کچھ سمجھ نہیں ارہا۔۔۔ نہیں وہ مجھے ڈر لگ رہا ہے اب عشاء نے باقاعدہ روتے ہوئے کہا۔۔۔ اچھا کیوں ڈر لگ رہا ہے شہریار نے اہستہ سے اس کے بال سہلاتے پوچھا۔۔۔ وہ میں نے ایک مووی دیکھی تھی عشاء نے سو سو کرتے جواب دیا تو شہریار بولا کیوں دیکھتی ہوں ایسی مووی جس کے بعد تمہیں رونا پڑے۔۔۔ میں نے نہیں دیکھنی تھی وہ خود ہی سامنے اگئی وہ جانے کہاں کی بات کہاں جوڑ رہی تھی۔۔۔ شہریار بولا اچھا کیا تھا اس مووی میں؟؟؟ اس میں ایک مونسٹر ایک لڑکی کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔۔

اچھا پھر شہریار نے مزید پوچھا؟؟

پتہ نہیں میں نے مووی بند کر دی عشاء نے جان چھڑاتے کہا۔۔۔ پکا یہی بات ہے نا بٹر فلائی؟؟ جی عشاء نے بغیر اس سے نظر ملائے اس کے سینے میں منہ

چھپائے کہا۔۔۔ تو شہریار بولا اچھا ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی اور بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے عشاء نے بمشکل مسکراتے ہوئے اسے یقین دلانے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔ تو شہریار بھی مسکرایا اور جھک کر عشاء کے ماتھے پر اپنا پہلا لمس چھوڑا۔۔۔ عشاء نے انکھیں موندلی اسے ایک انجانہ سا سکون محسوس ہوا کہ شہریار بولا کوئی کچھ بھی کہے

عشاء میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ عشاء نے نم انکھوں سے مسکراتے شہریار کو دیکھا۔۔۔ کہ شہریار نے مزید اس پر جھکتے اس کی گردن پر پوری اب و تاب سے چمکتے تل کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ عشاء پوری شدت سے لرزی ایک دفعہ مزید وہی عمل شہریار کے دہرانے پر عشاء نے شہریار کی سینے پر ہاتھ رکھتے اسے روکنا چاہا۔۔۔ شہریار نے جوں ہی نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کا پورا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا انکھیں بند تھیں ہونٹ کپکپا رہے تھے شہریار مسکرایا اگر اس وقت اس کے قریب کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناوہ اس وقت خوب لطف اندوز ہوتے شہریار کا بھرپور ساتھ دیتی۔۔۔ اور ایک اس کی بیوی تھی جو اس کی ذرا سی قربت پر بے حال ہوئی تھی اور دور ہونے کی بھرپور کوشش کر

رہی تھی۔۔۔شہریار نے نفی میں سر ہلاتے ایک ٹھنڈی اہ بھرتے مسکراتے ہوئے سر تکیے پر پھینکا۔۔۔اپنے اور عشاء پر بلینکٹ درست کرتے بولا بٹر فلائی مضبوط کرلو خود کو تمہیں ہی مجھے جھیلنا ہے۔۔۔جب کہ عشاء کو تو اب سانس بھی بمشکل ارہا تھا اور ادھر شہریار اس پر مکمل برسنے کی باتیں کر رہا تھا۔۔۔عشاء کے دل کی تیز دھڑکنیں محسوس کرتے شہریار بولا اب سو جاؤ بٹر فلائی اس سے پہلے میں اپنا ارادہ بدل لوں۔۔۔اس کے الفاظ پر عشاء نے جھٹ سے انکھیں بند کرلی ۔۔۔شہریار نے بھی اس کا سر چومتے انکھیں موندلی تھی۔۔۔۔

جب کہ دوسری طرف جلال شاہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا عشاء کے نہ انے پر وہ ارادہ کر چکا تھا کہ عشاء اب اس کے پاس ائے نہ ائے وہ خود عشاء کے پاس پہنچ جائے گا۔۔۔

جنت کے رونے کی اواز پر رامین بھاگتے ہوئے کچن سے نکلی اور دارم کمرے سے نکلا تو دیکھا جنت زمین پر بیٹھے اپنے سر پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی شاید وہ گر چکی

تھی۔۔۔ایک سائیڈ سے سر بھی ہلکا سا سوجا ہوا سرخ ہو رہا تھا کے دارم نے فورا بھاگ کر اسے اٹھایا اور اس کا سر ملنے لگا جہاں جنت کو چوٹ لگی تھی۔۔۔اور ساتھ ہی رامین کو دیکھتے بولا تمہیں خیال رکھنا چاہیے تھا نارامین اتنی لاپرواہی تم کیسے کر سکتی ہو؟؟؟دارم وہ بچی ہے چلنے کی کوشش کر رہی تھی اسی لیے گر گئی اس میں میری کیا غلطی ہے لاؤ اسے مجھے دو میں چپ کرواتی ہوں۔۔۔۔نہیں رہنے دو میں خود ہی چپ کروالوں گا اپنی بیٹی کو کہتے دارم جنت کو اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔کہ رامین تو اس کے الفاظ پر ہکا بکا وہیں کھڑی رہ گئی انکھوں میں یکدم نمی بھرنے لگی۔۔۔۔کافی ٹائم رامین باہر چھوٹے موٹے کام کرتی رہی لیکن اب اسے جنت کی فکر ہونے لگی تھی جیسے رامین نے چار گھنٹوں سے نہیں دیکھا اور جنت نے کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔۔۔اخر رامین نے کمرے میں قدم رکھا تو جنت خوشی سے چہکتے دارم کے پاس سے اٹھتے رامین کی طرف اپنے چھوٹے چھوٹے قدم بڑھائے۔۔۔جب کہ رامین نے ایک نظر دارم کو دیکھا اور پھر اپنی ٹانگ سے چپکی کھڑی جنت کو جو اپنے دونوں بازو اٹھائے رامین کو خود کو اٹھانے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔لیکن جنت کو خود سے دور کرتے وہ چینجنگ روم کی

طرف بڑھی کیونکہ صبح سے اس نے کپڑے بھی نہیں بدلے تھے۔۔۔جنت نے زمین پر بیٹھتے مما کہتے اپنے مخصوص انداز میں نچلا ہونٹ باہر نکالا تھا اور رامین کی پشت کو دیکھا تھا جو اسے اٹھائے بغیر آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔جب کہ دارم نے غصے سے رامین کو گھورا کچھ دیر بعد وہ چینج کیے باہر آئی تو جنت نے اسے پکارا کبھی مما تو کبھی من کہتے واپس اپنے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے رامین کی طرف بڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ رامین کی طرف اٹھائے۔۔۔رامین کے دل کو کچھ ہوا لیکن وہ اس وقت جنت کو نہیں اٹھا سکتی تھی اس لیے اسے اگنور کرتے اپنا موبائل اٹھاتے آگے بڑھنے لگی کہ جنت نے پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔دارم نے صوفے پر اپنا لیپ ٹاپ پھینکا اور اٹھتے ہوئے جنت کو باہوں میں بھرا جو اب بھی زار و قطار رو رہی تھی اور ساتھ رامین کا نام لیتے بازو اس کی طرف اٹھائے اشارہ کر رہی تھی اس سے پہلے رامین کمرے سے نکلتی۔۔۔دارم نے اس کا بازو پکڑے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور بولا تمہاری ناراضگی مجھ سے ہے نا تو جنت سے کیوں لاتعلقی کی برت رہی ہو۔۔۔کیونکہ وہ صرف تمہاری بیٹی ہے اور یہ بات تم نے مجھے ابھی کچھ دیر پہلے ہی باور کروائی ہے۔۔۔تو اب سنبھالو اپنی بیٹی

کو۔۔۔گھر تمہارا ہے بیٹی تمہاری ہے سب کچھ تمہارا ہے تو میں یہاں کیا کر رہی ہوں جب میرا کسی سے کوئی رشتہ ہی نہیں تو میرا نہیں خیال مجھے یہاں رہنا چاہیے۔۔۔میری پاکستان کی ٹکٹ کروادوں میں واپس جانا چاہتی ہوں۔۔۔تاکہ تم اور تمہاری بیٹی سکون سے رہ سکیں۔۔۔من میں نے صرف وہ سب غصے میں کہا تھا دارم نے اب بھی بمشکل اپنے غصے پر ضبط کرتے کہا تو رامین بولی مطلب اگر اسے چوٹ لگ جائے تو وہ صرف تمہاری بیٹی ہے کیونکہ صرف تمہیں تکلیف ہو گی نا میرا کیا ہے میں تو ویسے بھی سوتیلی ماں ہو۔۔۔رامین اب تم بات کو خوامخواہ بڑھا رہی ہو دارم نے غصے سے کہا تو رامین بولی ہر دفعہ بات کو میں ہی بڑھاتی ہوں دارم تم تو کبھی کچھ نہیں کرتے جب دل چاہا رشتے جوڑ لیے جب دل چاہا توڑ کے چل دیے۔۔۔اس لیے جتنی جلدی ہو سکے میری پاکستان کی ٹکٹ کرواؤ میں یہاں سے جا سکوں اور تم سنبھالو اپنی بیٹی کو وہ میرا سر درد نہیں ہے۔۔۔کہتے رامین غصے سے کمرے سے نکلی۔۔۔جب کہ پیچھے دارم نے اپنا سر پکڑا۔۔۔اور روتی ہوئی جنت کو چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا جواب بھی دروازے کو اشارہ کرتے من من کہہ رہی تھی۔۔۔۔بہت ہی مشکل سے دارم

نے جنت کو سلایا تھا کیونکہ وہ رامین کے ساتھ سونے کی عادی ہو چکی تھی۔۔

دوسرے کمرے میں بیٹھے رامین کا رو رو کر برا حال تھا جسے جنت کا رونا کافی دیر کمرے سے باہر تک سنتا رہا اور نیند تو اسے خود بھی نہیں ارہی تھی جو پچھلے سات ماہ سے جنت کے ساتھ سوتی تھی اور رات میں اس کے ساتھ جاگتی تھی۔۔۔

صبح دارم کے جانے سے پہلے رامین اسے کہہ چکی تھی کہ وہ جنت کو نہیں سنبھالے گی یا تو وہ خود رک کر گھر پہ اس کی دیکھ بھال کرے یا پھر کسی ملازمہ کو بلائے جس کے کہنے پر دارم نے اپنی پہلے والی ملازمہ کو بلایا جس نے جنت کو بہت چھوٹے ہوتے پالا تھا۔۔۔ رامین صبح سے کمرے میں بند تھی کہ جنت کے باہر سے رونے کے مسلسل اوازیں سن کر ہر چیز کو سائیڈ پر رکھتے باہر نکلی۔۔۔ تو دیکھا وہ کیئر ٹیکر جنت کو فیڈر پلانے کی بھرپور کوشش کر رہی۔۔۔ جس پر جنت نے روتے ہوئے شور مچایا ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ رامین اسے دن میں ڈفرنٹ ڈفرنٹ میلز دیتی۔۔۔ جنہیں وہ بھرپور انجوائے کرتے کھاتی اب بھی اس نے رامین کو

دیکھتے اس کی طرف ننھے ننھے قدموں سے چلنا شروع کیا کہ رامین نے آگے بڑھتے اسے فوراً گود میں اٹھایا اور اس کے دونوں گال چومے جس پر جنت روتے ہوئے خوشی سے چہکتے کھلکھلائی تھی۔۔۔ کہ رامین اس سے باتیں کرتے بولی میرے بے بی نے مس کیا ماما کو لیکن جواپ کے بابا ہیں نا ان کی عقل ٹھکانے لگانا بہت ضروری ہے اس لیے اب اپ مما کے ساتھ کوپریٹ کرو گے ؟؟ جنت تو رامین کی باتوں کا بھرپور جواب دیتے خوشی سے نہال ہوتے کبھی رامین کے ایک کندھے پر سر رکھتی تھی تو کبھی دوسرے پر اس سے گلے مل رہی تھی۔۔۔ رامین نے اس کے لیے فرائیز بنائیں اور اسے کھانے میں پیش کیے تو وہ خوشی سے اپنے چار دانتوں سے انہیں دباتے رامین کی گود میں بیٹھے کھا رہی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ جنت کو سلانے کے بعد کمرے سے نکلی اور ساتھ والے کمرے میں آ گئی ورنہ وہ ملازمہ ساری باتیں دارم کو بتاتی اور فلحال یہ رامین نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اور بالکل یہی ہوا تھا اس ملازمہ نے دن کی ساری روٹین دارم کو سنائی اور چلی گئی جبکہ دارم مسکرایا وہ جانتا تھا رامین جنت سے کبھی دور نہیں رہ سکتی لیکن اب رات میں جنت اسے بہت تنگ کر رہی تھی رامین کی خالی جگہ دیکھ کر

بار بار ادھر اشارہ کرتی کبھی رونے لگ جاتی تو کبھی چڑ چڑی ہوتی۔۔۔اخر تھک کر دارم نے جنت کو رامین کے کمرے کے باہر کھڑا کیا اور اہستہ سے دروازہ کھولا تو جنت چھوٹے چھوٹے قدم لیتے من کہتے رامین کی طرف چہکتے ہوئے بڑی تو رامین سمجھ گئی کہ جنت کمرے کا دروازہ کبھی بھی نہیں کھول سکتی دارم جان بوجھ کر جنت کو یہاں چھوڑ کر گیا ہے اور دل ہی دل میں دارم کو ملامت کرتے بولی اب سنبھال لیتا اپنی بیٹی کو۔۔۔ایا بڑا میری بیٹی کہنے والا اور اگے بڑھتے جنت کو اٹھاتے بولی کیا ہوا بے بی کو ماما کے بغیر نیند نہیں ارہی تھی۔۔۔جنت نے اپنا نچلا ہونٹ نکالتے رامین کے کندھے پر سر رکھا جس کی انکھیں نیند سے بھری ہوئی تھی تو رامین کو اس پر ترس ایا اور خود پر افسوس بھی ہوا کہ وہ دارم کی فضول باتوں میں اکر اپنی چھوٹی سی بیٹی کو چھوڑ کر دوسرے کمرے میں اگئی اور ساتھ ہی ارادہ کیا بھاڑ میں جائے دارم وہ اپنی پرنسز کو اب اور نہیں رلائے گی ایسے ہی اسے اٹھائے کچن کا رخ کیا اس کا فیڈر بنانے کے بعد اسے واپس اپنے کمرے میں لے ائی جبکہ دارم نے سکون کا سانس لیا کہیں وہ اسے جنت کو واپس کرنے ہی نہ جائے لیکن پھر اسے واپس جنت کو اپنے ساتھ لے جاتا دیکھ کر بے فکر ہوتے کمرے

میں ایا۔۔۔جنت فیڈر پیتے رامین کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی پھر تھوڑی ہی دیر میں سو گئی رامین نے بھی سکون سے انکھیں موندی۔۔۔

وہاب میں کیا سوچ رہی ہوں اج رات کا ڈنر ہم مونال ریسٹورنٹ میں کرتے ہیں اپنا پریکٹیکل دینے کے بعد وہ وہاب کے ساتھ واپس گھر آتے راستے میں اس نے فرمائش کی۔۔۔تو وہاب گاڑی موڑتے بولا بس ایسی فضول چیزیں ہی سوچا کرو تم۔۔۔ہاں تو تم کیا چاہتے ہو روز تمہارے ہاتھ کا بیکار کھانا کھا کھا کر میں مر جاؤں ایت نے منہ بنا کر کہا تو وہاب نے ایک دم گاڑی کو بریک لگائی اور مڑ کر ایت کو گھورتے بولا کس قدر ناشکری لڑکی ہو تم ایت۔۔۔ایک تو میں کھانا بنا کر تمہیں کھلاتا ہوں حالانکہ تمہارا فرض بنتا ہے اپنے شوہر کو طرح طرح کے پکوان بنا کر کھلاؤ سوچو اگر دادی یا کسی اور کو پتہ چلے کہ محترمہ شوہر سے کھانا بنوا کر کھاتی ہیں تو کس قدر ہنگامہ ہوں اور ایک تم ہو جو میرے بنائے اتنی ٹیسٹی کھانے کا مذاق

اڑا رہی ہو بس ٹھیک ہے اب ہم گھر چل رہے ہیں اور تم خود ہی اپنے لیے کھانا بناؤ گی۔۔۔ایک پل میں وہاب کا موڈ بدلتا دیکھ کر ایت بولی نہیں نہیں تم بہت اچھا کھانا بناتے ہو اور اب تم میری شکایت لگاؤ گے سب کو وہاب تم ایسے تو نہیں تھے بھرپور ڈرامہ انداز میں کہتے ہیں تھوڑا سا آگے کو ہوتا وہاب کے کندھے پر سر رکھتے اسے مناتے بولی اب یہ ظلم کرو گے اپنی پیاری سی بیوی پر چلو نا ہم باہر سے کھانا کھاتے ہیں۔۔۔

وہاب تو اس ڈرامہ کوین کے ڈرامے پر عش عش کر اٹھا اور پھر بولا بالکل نہیں میری پیاری بیوی بہت اچھے سے جانتا ہوں میں تمہیں اور تمہاری ساری ٹرکس کو۔۔۔کون سی ٹرکس مائی لوی ڈوی ہسبینڈ اچھا نا شادی کے بعد میں تمہیں بہت سارے اچھے کھانے بنا کر کھلاؤں گی لیکن فی الحال تمہیں میری بات ماننی چاہیے نا پیار سے اسے مناتے ایت نے کہا تو وہاب بولا بالکل نہیں جتنا تم کھانے بناؤ گی نا میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔وہاب تمہیں نہیں لگتا تم ضرورت سے زیادہ پھیل رہے ہو ایت نے اب غصے سے اسے گھورتے کہا تو وہاب نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا بالکل بھی نہیں چلو سکون سے گھر اور آج جب

اپنے لیے کھانا بناؤں گی نا تب پتہ چلے گا۔۔۔ ٹھیک ہے میں اپنے لیے تو کھانا بنا لوں گی لیکن اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا نا تو تمہاری خیر نہیں غصے سے ایت نے منہ پھیرتے کہا تھا کہ وہاب بولا اچھا تو تم مجھے روک سکتی ہو وہاب نے چیلنجنگ انداز میں کہا۔۔ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے نہیں روک سکتی ایت نے بھی اسی طرح چیلنج انداز میں اس کی انکھوں میں دیکھتے کہا تو وہاب گہرا مسکرایا اور اگے کو ہوتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایت کو اپنی طرف کھینچتے اس کی انکھوں میں دیکھتے بولا اب مسز ازاد ہو کر دکھاؤ۔۔۔ کیا کرر ہے وہاب بہت پاگل ہو گیا؟؟ تم اپنے بیڈ روم میں نہیں گاڑی میں ہو چھوڑو لوگ دیکھ رہے ہیں اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ایت نے کہا۔۔۔ سو واٹ بیوی ہو میری مزید اپنا جھکاؤ ایت کی طرف دیتے وہاب بولا۔۔۔ وہاب پلیز اس کی انکھوں میں خمار اترتا دیکھ کر ایت فورا بولی اچھا ٹھیک ہے تم جیتے میں ہاری اب چھوڑو مجھے۔۔۔ تو وہاب مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوا اور بولا میں نے پہلے بھی کہا اگر تم ہاری تو میں بھی ہار جاؤں گا اس لیے چلو چلتے ہیں مونال کھانا کھانے۔۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پر ڈالتے وہاب نے اسے دیکھا تو ایت بولی تم ایک نمبر کے فضول انسان ہو بس مجھ

سے بحث کرنا تمہارا اولین فرض ہے تو وہاب ہنستے ہوئے اس کی گال چوم کر سیدھا ہوتے بولا ہاں ٹیچر ہوں بحث میں پڑھنا مجھے سچ میں پسند ہے۔۔۔اور اگر ضدی سٹوڈنٹ ہو تو مزہ اور بھی اتا ہے۔۔۔ایت نے اس کے بازو پر مو قا مارا اور بولی تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو۔۔۔تمہارا ہسبینڈ ہوں اچھا ہو بھی کیسے سکتا ہوں۔۔۔وہاب ایت ایک بار پھر چیخی تھی اور وہ ہنسا۔۔۔ایک دوسرے کو چڑھانا ان دونوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔۔اسی نوک جھوٹ میں وہ ریسٹورنٹ پہنچے۔۔۔۔

سر اب بتائیں کیا کرنا ہے۔۔۔انسپیکٹر ولید ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ہم تک پہنچنے کی۔۔۔بوس ایم نے مسکراتے ہوئے اپنی گہری کالی انکھوں سے پاس کھڑے اپنے ساتھی کو فکرمند ہوتے دیکھ کر کہا

یہ نیا انسپیکٹر ولید کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمارا کرنے دو کوشش اچھی بات ہے مصروف رہے۔۔۔ لیکن سر پھر بھی مجھے لگتا ہے ہمیں اس سے سنبھل کر رہنا چاہیے۔۔۔ بوس ایم مسکرایا اور بولا

ٹھیک کہہ رہے ہو تم احتیاط علاج سے بہتر ہے۔۔۔ تو ایک کام کرو ایسی جگہ ثبوت چھوڑو جنہیں دیکھ کر انسپیکٹر ولید چکرا جائے اس طرح اس کا دھیان بھی ہم پر سے ہٹ جائے گا اور اس سیٹ فرقان کو ڈھونڈو جو بچوں کی تذکری دوسرے ممالک میں کرواتا ہے بہت گھوم لیا اس نے ازاد اب اس کی ازادی ختم کرنے کا وقت اگیا ہے۔۔۔ کہتے وہ سامنے پڑی فائل کھولتے مصروف ہو گیا۔۔۔ جب کہ وہ ساتھی پریشان حال سا وہاں سے نکلا اور اب انسپیکٹر ولید کو گمراہ کرنے کے لیے ثبوت چھوڑنے کا بندوبست کرنے لگا۔۔

اج سنڈے تھا صبح سے ہی دارم گھر پر تھا ابھی بھی وہ جنت کو پرائم میں باہر سے گھما کر لا یا تھا۔۔۔اس نے رامین کو بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا لیکن وہ صاف انکار کر گئی کیونکہ وہ اب ابھی بھی دارم سے ناراض تھی۔۔۔رات میں وہ جنت کو اٹھا کر اپنے کمرے میں لے ائی ابھی اسے سلا کر ہٹی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور دارم اندر ایا سنہری انکھیں کالی انکھوں سے ٹکرائی رامین رخ پھیر گئی جبکہ دارم مسکرایا اور خاموشی سے اگے بڑھتے بیڈ پر بڑی جنت کو اٹھاتے اپنے کمرے میں لے گیا۔۔دارم کی حرکت پر پہلے رامین کو غصہ ایا اور پھر انکھوں میں نمی جمع ہونے لگی کہ کچھ ہی لمحوں میں دارم واپس کمرے میں ایا تو رامین نے خاموشی سے لیٹتے بلینکٹ اپنے اوپر کھینچا اور دارم کو فل اگنور کیا۔۔۔اس کے اس انداز پر دارم مسکراتے ہوئے اگے بڑھا اور رامین سے بلینکٹ کھینچتے جنت کی طرح اسے بھی گود میں اٹھایا۔۔۔پہلے تو رامین حیران ہوئی لیکن پھر اگلے ہی پل غصے سے بولی کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ دارم نیچے اتارو مجھے۔۔۔اگر ابھی اتاروں گا تو گر جاؤ گی مسکرا کے کہتے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور رامین کو بیڈ پر لٹایا۔۔۔رامین فارن بیڈ سے اتری۔۔کہ دارم نے خود بیڈ پر لیٹتے رامین کا بازو

پکڑے اسے کھینچا تو وہ کٹی پتنگ کی طرح سیدھا اس کے حصار میں سما گئی۔۔۔اپنے بکھیلے بال دارم کے چہرے سے ہٹاتے بولی کیا مسئلہ ہے دارم چھوڑو مجھے اب کیا چاہتے ہو تم۔۔۔۔چاہتا تو میں بہت کچھ ہوں فی الحال تم بتاؤ تم کیا چاہتی ہو دارم نے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے کہا۔۔۔تم سے دور رہنا رامین نے رخ پھیرے اسے دور ہونے کی کوشش کرتے کہا۔۔تو دارم بولا اتنی دوریاں کافی نہیں ہے من؟؟دارم کی اواز میں عجیب سی تپش محسوس کرتے رامین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو دارم نے اس کا سر اپنے بازو پر رکھتے کہا بس کرو من ہسبینڈ وائف میں چھوٹی موٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ۔۔۔میں چھوڑ کر نہیں جاتی ہر دفعہ تم مجھے جانے پر مجبور کرتے ہو دارم مراد خانزادہ اگر تم سے دور ہی جانا ہوتا تو میں ساتھ والے کمرے میں نہیں پاکستان جاتی۔۔تمہیں کیا لگتا ہے تم میری ٹکٹ نہیں کرواؤ گے تو میں جا نہیں سکتی۔۔۔تم سب کچھ کر سکتی ہو من تم لمحوں میں مجھے بے جان کر سکتی ہو۔۔۔دارم نے جیسے افسوس سے کہا تو رامین بولی اور تم کیا کرتے ہو دارم مجھے ایک پل میں پرایا کر دیتے ہو اخر میں رامین کی اواز بھرا گئی۔۔۔دارم بولا میں

تمہیں پھرایا کیسے کر سکتا ہوں میرا دل ہو تم۔۔۔ تمہارے بغیر میرا وجود بے ضرر ہے من۔۔۔

لیکن پھر بھی تم ہر دفعہ مجھے ہٹ کرتے ہو دارم۔۔۔ائی ایم سوری میری جان دارم نے افسوس سے کہا کہ رامین بولی کیا کروں میں تمہاری سوری کا اچار ڈالوں کتنی اسانی سے تم نے کہہ دیا نا کہ جنت صرف تمہاری بیٹی ہے اور میری کچھ نہیں۔۔۔ من میں نے اب ایسا بھی کچھ نہیں کہا تھا بس غصے میں منہ سے نکل گیا دارم نے صفائی دی۔۔۔ نہیں مطلب تم غصے میں ہو گے تو جنت صرف تمہاری بیٹی اسے چوٹ لگے تو وہ صرف تمہاری بیٹی اسے درد ہو تو بھی وہ تمہاری بیٹی مجھے تو کوئی فرق ہی نہیں پڑے گا نا اس کے درد ہونے پر مجھے تو تکلیف ہو گی ہی نہیں میں سوتیلی ماں جو ہوئی۔۔۔۔ دارم نے اگے ہوتے رامین کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھے اس اچانک افادات پر رامین کی چلتی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔ دارم کے شدت بھرے انداز نے اسے سہنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔رامین نے دارم کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی جس پر دارم اس کے ہاتھوں کو قید کرتے اس کی مزاحمت کو ترک کر گیا تھا۔۔۔ اخر دارم کے دور

ہوتے رامین نے اپنی سانسیں ہموار کرتے رخ موڑنا چاہا تھا جیسے دارم نے ناکام بنایا اور پھر بولا من میں نے تمہیں سوتیلی ماں بنانے کے لیے جنت کو میری بیٹی نہیں کہا تھا میرے منہ سے بس یوں ہی نکل گیا تم بھی تو دن میں سو دفعہ کہتی ہوں میرا بے بی میری جان تب میں نے کبھی کچھ کہا اور اگر میں نے کہہ دیا تو تم نے خود ہی کو خود کو سوتیلی ماں کا ٹائٹل دے دیا۔۔۔ لیکن میں پیار سے کہتی ہوں اور تم نے غصے سے کہا تھا اس دفعہ رامین نے منہ بناتے کہا۔۔۔ تو دارم مسکرایا اور بولا میں نے بھی جنت سے پیار میں ہی کہا تھا۔۔۔ لیکن مجھے تو غصے سے کہا تھا نا اب کی بار رامین نے دارم کو گھورا تو دارم بولا اچھا تبھی تو سوری کہہ رہا ہوں۔۔۔ ساتھ ہی اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔ جس پر رامین کسمساتے بولی اچھا ٹھیک ہے اب مجھے سونے دو۔۔۔ لیکن مجھے نیند نہیں ارہی تو تم مجھ سے باتیں کرو دارم نے اس کی کمر کے گرد بازو حل کرتے اسے اپنے مزید قریب کرتے کہا۔۔۔ دارم کی انکھوں میں اترتا خمار دیکھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنی کمر پر محسوس کرتے دارم کے لمس کو اپنے چہرے پر بکھرتا ہوا پا کر رامین اس کے سحر میں خود کو جکڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ دارم نے بے خود ہوتے جا

بجا اپنا لمس رامین کی گردن پر چھوڑا۔۔۔اس سے پہلے دارم مزید کوئی پیش قدمی کرتا کہ رامین نے اس کے اس قدر جان لیوا لمس پر مزاحمت کی اور سرگوشی میں دارم کو پکارا۔۔۔دارم ہوش کی دنیا میں اتے ایک لمحے میں اس سے دور ہوا اور پھر نظر اٹھا کر رامین کو دیکھا جس کی سانسیں بکھر رہی تھی اور چہرہ گلال ہو رہا۔۔۔دارم کچھ شرمندہ ہوتے بولا ائی ایم سوری تم سو جاؤ میرا کچھ کام رہتا ہے میں وہ ختم کر لوں کہتے وہ بیڈ سے اٹھتے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔کہ رامین نے دھندلائی ہوئی انکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔رامین کو اس طرح اچانک دارم کا دور ہونا بالکل بھی اچھا نہیں لگا وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔۔۔کہ وہ دارم کو جھٹکنا نہیں چاہتی تھی بلکہ اب خود بھی زندگی میں اس کے ساتھ اگے بڑھنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن خیر وہ تو جا چکا تھا وہ ہمیشہ یوں ہی چلا جاتا تھا جب کہ رامین چاہتی تھی کبھی تو وہ اپنا حق جتائے۔۔۔ہر بار کی طرح ایک بار پھر اس کے چھوڑ جانے پر کئی انسو بے مول ہوئے۔۔۔نماز پڑھنے کے لیے اٹھی تو بے اختیار نظر شیشے سے باہر ٹیرس

پر پڑی جہاں وہ سر صوفے کے پیچھے گرائے انکھیں موندے سگریٹ کے کش لینے میں مصروف تھاآج رامین نے اسے دوسری دفعہ سیگرٹ پیتے دیکھا تھا۔۔

وہ اپنے بیڈ پر لیٹے ابھی بھی رونے میں مصروف تھی۔۔ جس شخص سے اس نے اتنی محبت کی تھی وہ اسے دھوکہ دے کر اپنی خالہ کی بیٹی سے نکاح کر چکا تھا۔۔اور ملیحہ کو صاف انکار کر گیا کہ وہ اس سے شادی کرے گا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ وہ اور انتظار نہیں کرے گا اور ویسے بھی ملیحہ کے گھر والے بہت دقیانوسی سوچ کے مالک ہیں۔۔۔طیبہ بیگم نے ملیحا کو بہت سمجھایا لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ وقار اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے تو وہ بے حد خوش تھی۔۔۔اب بھی وہ تھوڑی دیر پہلے اسے یہی سمجھا کر گئی تھی کہ فضول اس دوٹکے کے لڑکے کے پیچھے خود کو ضائع مت کرے جب کہ شہریار جیسا ہمسفر اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے اور ملیحہ تو تھی بھی شہریار کے بچپن کی منگ۔۔۔لیکن وہ اس بات سے جان تھی کہ شہریار کی قسمت کوئی اور تھی۔۔۔۔

اخراج وہ اپنے دل کو سمجھاتے کمرے سے باہر نکلی تو سیڑھیوں کے پاس پورے خاندان کی تصویریں لگی دیکھ کر ایک لمحے کے لیے شہریار کی تصویر پر نظر پڑی تو وہ رکی بے شک وہ بے حد ہینڈسم تھا وقار کا تو اس سے کوئی مقابلہ ہی نہیں بنتا تھا۔۔۔اب وہ شہریار کے بارے میں سوچنے لگی اسی سوچ میں گم وہ اوپر ارہی تھی کہ شہریار کے کمرے کی کھڑکی سے نظر انے والے منظر نے اس کے پاؤں کو جکڑا۔۔۔وہ حیران رہ گئی تھی شہریار کو دیکھ کر۔۔۔

بٹر فلائی۔۔۔بٹر فلائی تم سن رہی ہو۔۔۔عشاء یوں ہی مگن اپنے موبائل میں مصروف رہی۔۔۔کہ شہریار نے چینجنگ روم سے نکلتے عشاء کو دیکھا اور بولا عشاء میں کب سے تمہیں اوازیں دے رہا ہوں۔۔۔ تمہیں سن نہیں رہا۔۔عشاء نے موبائل سے نظر ہٹا کر شہریار کو دیکھا اور بولی ہاں جی اب کچھ کہہ رہے ہیں ؟؟؟جی بالکل محترمہ میں کہہ رہا ہوں کہ اج تمہارے موبائل کی خیر نہیں اج یہ

میرے ہاتھوں ہی ٹوٹے گا کہتے شہریار اس کی طرف بڑھا کہ عشاء بیڈ کی سائیڈ سے اترتے ہوئے بھاگی موبائل ہاتھ میں پکڑے بولی لیکن کیوں؟؟؟ سوا وازیں تمہیں دے چکا ہوں بڑی فلائی لیکن تمہیں سنے تب نہ لیکن خیر اج میں یہ موبائل والا فساد ہی ختم کرتا ہوں تا کہ تمہارا دھیان کسی اور چیز پر بھی جائے کہتے شہریار اس کی طرف بڑھا کے عشاء دوبارہ سے سائیڈ سے بیڈ پر چڑھتے بولی نہیں پلیز شہریار اپ کی میرے موبائل سے کیا دشمنی ہے جب دیکھو اسے برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔۔۔ جبکہ شہریار اپنا نام اس کے منہ سے پہلی دفعہ یوں سن کر مسکرایا اور بولا نہیں رکو ذرا تم اج تمہارے موبائل کی خیر نہیں ایک تو تم میری نرمی کا جائز فائدہ بہت اٹھاتی ہوں۔۔۔ عیشا بیڈ سے چھلانگ لگاتے نیچے اتری اور بولی شہریار یہ بالکل غلط بات ہے اپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ اور کون سی نرمیوں کو میں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔۔۔ پلیز نہیں میں کہہ رہی ہوں جہاں ہے وہیں رک جائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا صوفے پر کھڑے ہوتے وہ شہریار کو دھمکا رہی تھی۔۔۔ شہریار کو بے اختیار اس پر پیار ایا تھا جو موبائل اپنے کمر پیچھے چھپائے ہانپتے ہوئے اسے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہلکان ہو رہی

تھی۔۔اچھا ورنہ کیا؟؟شہریار نے قدم اس کی طرف بڑھاتے اگے کے

معاملات طے کرتے کہا۔۔۔دیکھیں پلیز اپ وہیں رک جائیں مسلسل شہریار کو

اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے صوفے سے چھلانگ لگائی لیکن افسوس اس سے

پہلے وہ بھاگتی کہ شہریار اسے پکڑ چکا تھا۔۔۔جبکہ عشاء اس کے حصار میں مچلتے

ہوئے بولی یہ غلط بات ہے اب اپ اپنے بڑے ہونے کا فائدہ اٹھا رہے

ہیں۔۔۔شہریار نے اس کا رخ اپنی طرف کیا تو اس کے کچھ بکھرے بال سرخ

ہوتا چہرہ دیکھتے رکا جو دوپٹے سے بے نیاز اس کے حصار میں قید اپنے موبائل کو

بچانے کی کوشش میں ہلکان تھی۔۔۔

شہریار نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پیچھے موبائل والے ہاتھ کے ساتھ پن کیا اور

اسے اپنے مزید قریب کرتے بولا بٹر فلائی تم یہ سب کرنے کے لیے مجھے خود

مجبور کرتی ہو۔۔۔ٹھیک ہے میں ایسا کچھ نہیں کروں گی جس سے اپ کو غصہ

ائے شہریار لیکن اپ میرا موبائل نہیں توڑیں گے۔۔۔ورنہ پھر اپ کو مجھے ائی

فون لے کے دینا پڑے گا۔۔۔اچھا جی کس خوشی میں شہریار نے اس کے چہرے

پر نظر جمائے کہا اور بولا تمہیں تو میں بٹنوں والا فون بھی نہ لے کر دوں۔۔۔

عشاء بولی اپ ہی نے کہا تھا اور ویسے بھی اگر اپ نے میرے موبائل کے ساتھ کچھ کیا تو میں اپ سے کبھی بات نہیں کروں گی منہ بناتے رخ پھیرا گیا۔۔ تو مطلب تمہیں یہ موبائل مجھ سے زیادہ عزیز ہے شہریار نے کچھ غصے سے دیکھا ۔۔۔ نہیں لیکن اپ ایسا نہیں کریں گے انکھوں میں انسو بھرتے عشاء نے التجا کی تھی۔۔۔ تو شہریار بولا اچھا ٹھیک ہے رومت نہیں توڑوں گا تمہارا موبائل لیکن اس کے لیے تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔۔۔ میں اپ کی ساری باتیں مانوں گی عشاء نے چمکتی انکھوں سے ہامی بھرتے کہا تھا تو شہریار گہرا مسکرا اور بولا سوچ لو بٹر فلائی پھر تم روگی نہیں۔۔۔ اب عشاء کو خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی اور ساتھ یہ بھی کہ وہ شہریار کے کس قدر قریب ہے۔۔۔ پھر بولی کیا بات مانی ہے اپ کی۔۔۔ تم مجھے خود کو کس کرنے دو گی؟؟ اس کے الفاظ پر عشاء کا چہرہ بے اختیار سرخ ہوا۔۔۔ خیر میں چاہتا تو یہ تھا کہ تم مجھے کس کرو لیکن تم نے تو سن کر ہی بے ہوش ہو جانا ہے۔۔۔ تو اب بتاؤ اجازت ہے وہ شاید زندگی میں پہلی دفعہ کسی سے کس kiss کرنے کے لیے اجازت مانگ رہا تھا۔۔۔ بولو بیبڑ فلائی یا پھر پہنچا دو تمہارے موبائل کو اوپر۔۔ عشاء اپنے ہاتھوں پر شہریار کا ہاتھ صاف

محسوس کر چکی تھی اور اسے اپنے موبائل کی زندگی بے حد عزیز تھی

۔۔۔خاموشی سے اپنی جھکی پلکوں کے ساتھ عشاء نے اپنا دایاں گال شہریار کے سامنے کیا تو شہریار اس کی معصومیت پر مسکرایا اور محبت سے اس کے دائیں گال پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ جسے محسوس کرتے عشاء کے چہرے پر کئی رنگ بکھرے تھے اس سے پہلے وہ اس سے دور ہوتی ہے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے نرمی سے اس کو چھوڑا تھا جو اپنا موبائل اب دروازہ ناک ہونے پر کمبل کے نیچے چھپا رہی تھی۔۔۔ شہریار نے اگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سائمہ بیگم تھی۔۔۔ مورے اپ شہریار نے کچھ حیران ہوتے ان کے اندر انے کے لیے راستہ چھوڑا تھا۔۔۔ جب کے پیچھے سر جھکائے کھڑی عشاء کو دیکھتے مسکرایا اور پھر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا عشاء ایک اچھی سی چائے بنا لاؤ جس پر وہ سر ہلاتے کمرے سے غائب ہوئی تھی۔۔۔

اور پھر سائمہ بیگم کے پاس بیٹھتے بولا مورے اپ کو کچھ کام تھا مجھے بلا لیتی ؟؟؟ سائمہ بیگم نے ایک نظر اپنے خوبرو بیٹے پر ڈالی لیکن اسے کیا بتاتی کہ وہ ملیحہ کو اس کے کھڑکی سے جھانکتے دیکھ کر اندر ائی ہیں اور کھڑکی سے ان دونوں کو اتنا

قریب دیکھ کر خود بھی مسکرائی تھی لیکن وہ اب شہر یار اور عشاء کے لیے پریشان ہوئی تھی۔۔۔ کچھ بھی ہو ملیحہ شہر یار کے بچپن کی منگ تھی جس سے شہر یار کو نکاح کرنا تھا حویلی کی روایات کے مطابق سب کی نظر میں عشاء کی صرف اتنی اہمیت تھی کہ وہ خون بہا میں ائی لڑکی ہے لیکن اپنے بیٹے کے لیے عشاء کے بدلتے جذبات دیکھ کر وہ پریشان ہو کر رہ گئی۔۔۔ کہ شہر یار ان کو دیکھتے بولی تمہیں یاد ہے نا ملیحہ تمہاری منگ ہے اور تمہاری شادی اس سے ہونی ہے۔۔۔ جبکہ ملیحہ کے ذکر پر اس کا موڈ ایک دم بگڑا اور بولا مورے میری شادی ہو چکی ہے اب میں داجی کی مرضی سے ائے دن نکاح کرتا پھروں۔۔۔ سائمہ بیگم نے شہر یار کو دیکھا اور پھر بولی تم جانتے ہو شیری عشاء کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔۔۔ مورے یہ اپ کہہ رہی ہیں شہر یار نے کچھ افسوس سے ماں کو دیکھتے کہا۔۔۔ اور بولا اسے قبول کرنا میری مرضی ہونا چاہیے مورے نہ کہ دوسروں کی لیکن فیحال جب تک کوئی اور اس معاملے کو نہیں چھیڑتا جو جیسے چل رہا ہے ویسے ہی چلنے دیں۔۔۔ ٹھیک ہے جیسا تم چاہو لیکن عشاء کو مزید مشکلات میں مت ڈالنا وہ حویلی والوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔۔۔ جس پر

شہریار مسکرایا اور بولا اپ فکر نہ کریں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اسے جب تک میں زندہ ہوں۔۔۔اللہ تمہیں ایسے ہی لمبی زندگی دے اتنے میں عشاء چائے لے کرا گئی سائمہ بیگم نے چائے پیتے ہلکی پھلکی گفتگو کی اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اور عشاء بھی فارن سے اپنا موبائل اٹھاتے اپنے بلینکٹ میں گھسی۔۔۔اور شہریار نے اپنا سر پکڑا۔۔۔

مندھی مندھی انکھیں کھولتے یوں ہی رامین کی نظر سامنے کھڑے دارم پر پڑی تو وہ ٹھٹکی۔۔۔اور پھر بھرپور توجہ سے پوری انکھیں کھولتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ بلو اینڈ وائٹ پینٹ کوٹ میں وہ بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔اور وائٹ کلر میں تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اچھا لگتا دارم نے کلائی پر گھڑی باندھتے اپنے اوپر کسی کی گہری نظر محسوس کی لیکن خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہا کیونکہ جانتا تھا وہ کون ہے جو اتنی مہویت سے اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔جوں ہی دارم نے پرفیوم

اپنے اوپر چھڑ کا تو رامین نے بے اختیار آنکھیں بند کرتے اس کی خوشبو محسوس کی۔۔۔آنکھیں کھلی تو وہ اپنے بالوں میں برش پھیر رہا تھا رامین کی نظریں اس پر سے ہٹنے کے لیے انکاری تھی۔۔۔جب کہ وہ دل میں یہ سوچ رہی تھی کیا کوئی اس قدر بھی اچھا لگ سکتا ہے۔۔۔وہ کہیں سے بھی ایک بچی کا باپ نہیں لگ رہا تھا وہ تو کوئی مغرور شہزادہ اپنے کام میں مصروف ہر شے سے بے نیاز کسی کے دل کی دنیا میں حشر برپا کر رہا تھا۔۔۔دارم نے پیچھے مڑ کر اپنا کوٹ اٹھایا تو بے اختیار نظریں رامین سے ٹکرائی۔۔۔رامین نے فورا رخ پھیرا دارم مسکرایا اور اپنا کوٹ پہننے لگا۔۔۔کہ رامین بیڈ سے اٹھتے بولی میں ناشتہ بناتی ہوں تم آجاؤ۔۔۔۔دارم جنت کے کاٹ کی طرف بڑھتے بولا نہیں مجھے ضروری کام ہے میں افس میں ناشتہ کر لوں گا تم سو جاؤ اگر اور سونا چاہتی ہو تو اور پھر جھک کر جنت کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔اس سے پہلے رامین مزید کچھ کہتی وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔جب کہ رامین اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی سارا دن اس کا جنت کے ساتھ کھیلتے گزرا۔۔۔دارم واپس آتے چینج کیے بیڈ پر لیٹا تھا جب کہ جنت اس کے اوپر بیٹھی اس سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر دارم آنکھیں موندے اوندھے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

منہ پڑا تھا۔۔۔رامین نے کمرے میں اتے شور مچاتی جنت کو دیکھا جو دارم کو مارتے ہوئے اس کے جواب کی منتظر تھی کے اگے بڑھتے جنت کو دارم کے اوپر سے اٹھاتے بولی دارم میں نے کھانا لگا دیا ہے کھا لوں۔۔۔دارم نے انکھیں کھول کر اپنی سرخ انگار ہوتی انکھوں سے رامین کو دیکھا اور بولا نہیں ابھی میرا موڈ نہیں بعد میں کھا لوں گا اور واپس انکھیں بند کر گیا۔۔۔رامین نے بیڈ پر لیٹے جنت کو سلانے کی کوشش کی جو کچھ ہی دیر میں سو گئی اس کے بعد اٹھ کر چینج کرنے گئی واپس اتے جنت کو کاٹ میں لٹایا اور کمرے سے باہر نکلی اس تمام عرصے میں دارم انکھیں بند کیے لیٹا رہا رامین کو پچھلے دو تین دن سے وہ پریشان تو لگ رہا تھا لیکن کیا ہوا تھا وہ جاننا چاہتی تھی مگر دارم تو کچھ کہنے کے لیے راضی ہی نہیں تھا۔۔۔وہ واپس کمرے میں ائی تو کمرے کی تمام لائٹس اف تھیں رامین نے لائٹس چلائی تو دارم نے اپنے منہ پر تکیہ یہاں رکھا یعنی وہ جاگ رہا تھا۔۔رامین نے بیڈ پر بیٹھتے دارم کو پکارا اور بولی اٹھو دارم کھانا کھا لو۔۔۔اور ساتھ ہی اس کے چہرے سے تکیہ ہٹایا۔۔۔دارم نے واپس اپنی سرخ ہوتی انکھوں سے رامین کو دیکھا اور بولا من میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔تم رکھ دو میں بعد میں کھا لوں

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

گا۔۔ صبح تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا اور پتہ نہیں باہر بھی کچھ کھایا یا نہیں اور اب بھی تمہاری بعد آ نہیں رہی چلو اٹھو منہ کھولو نوالا بنا کر اس کی طرف بڑھاتے رامین نے کہا۔۔۔ تو دارم نے اٹھ کر بیٹھتے نوالا منہ میں ڈالا۔۔۔ کہ رامین بولی کیا بات ہے دارم تم کسی بات کو لے کر پریشان ہو تو مجھ سے شیئر کر سکتے ہو نہیں ایسی کوئی بات نہیں دارم نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا تھا تو رامین بولی ہاں میں جانتی ہوں تم نہیں بتاؤ گے لیکن خیر تم نے مجھے شادی سے پہلے کہا تھا کہ تم مجھے ائیر لینڈ گھماؤ گے جب سے ہم یہاں ائے ہیں تم صرف مجھے گروسری کرنے ہی لے کر گئے ہو۔۔۔ دارم نے حیران ہوتے اسے دیکھا اور پھر بولا تم میرے ساتھ گھومنے جانا چاہتی ہو۔۔۔ ہاں دارم میں تھک گئی ہوں اب ہمیں یہ سب ختم کر کے اپنی زندگی میں اگے بڑھنا چاہیے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اسے ہم بدل نہیں سکتے لیکن انے والے کل کو بھی خراب کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔۔۔ تو مطلب تم نے مجھے معاف کر دیا من دارم نے آس سے دیکھتے پوچھا۔۔۔ تو لمحے میں رامین کی انکھوں میں نمی جمع ہوئی اور بولی معاف کا تو پتہ نہیں دارم لیکن میں تمہارے ساتھ اگے بڑھنا چاہتی ہوں شاید اسی طرح ہی میں سب کچھ بھول سکوں۔۔۔

ٹھیک ہے جیسا تم چاہو کہتے دارم میں واپس سر تکیے پر رکھا تھا اور رامین برتن اٹھاتے کمرے سے نکلی۔۔۔

رامین کمرے میں واپس ائی تو دارم دوبارہ سے ساری لائٹ اف کر چکا تھا اب کی بار رامین کو غصہ چڑھا اور دل ہی دل میں بولی ویسے جناب کو ہمیشہ مجھ سے باتیں کرنی ہوتی ہیں اور اج جب میں خود بات کرنا چاہتی ہوں تو کیسے پھیل کے سو گئے ہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا دارم کا خود بھی لیٹتے سونے کی کوشش کرنے لگی

۔۔۔۔

ایت پڑھ لو صبح تمہارا پریکٹیکل ہے کب سے یوں بیٹھے موبائل یوز کر رہی ہوں۔۔۔ پاس بیٹھے وہاب نے مصروف سے انداز میں ایت سے کہا تو ایت بولی اتا ہے مجھے سب اور چھوڑو تم اسے یہاں دیکھو تم اپنا موبائل اس کے سامنے کرتے بولی۔۔۔ اس میں کیا ہے ایت ہماری یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں شاید وہاب اندازہ لگاتے ہوئے بولا تو ایت بولی اف ہو وہاب یہ وہی لڑکا وقار ہے جسے ملیحہ

پسند کرتی تھی اور اس نے نکاح کر لیا وہ بھی کسی اور سے۔۔۔ کون ملیحہ وہاب نے دوبارہ اس تصویر کو دیکھتے پوچھا تو ایت بولی اپنی ملیحہ ہماری کزن اور کون؟؟ کیا ملیحہ اسے پسند کرتی تھی اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں وہاب نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو ایت بولی بتایا تو تھا تم ہی کہتے ہو میں خوامخواہ لوگوں پر شک کرتی ہوں ۔۔۔

ویسے مجھے ملیحا کے لیے بہت برا لگ رہا ہے۔۔۔ ایت نے افسوس سے کہا تو وہاب بولا تمہیں ملیحہ سے ہمدردی کب سے ہونے لگ گئی۔۔۔ ارے ہمدردی نہیں ہو رہی اگر اس کی شادی وقار سے ہو جاتی تو میرے لالا کو اس ملیحہ سے شادی نہیں کرنی پڑتی اور تمہیں نے دیکھا نہ عشاء بھابھی کتنی پیاری ہیں اور وہ لالا کے ساتھ سوٹ بھی کرتی ہے۔۔۔ ایت تمہاری عشاء بھابھی خون بہا میں ائی ہیں تمہیں لگتا ہے اسے کوئی قبول کرے گا اور دوسری بات کہ تمہیں لگتا ہے دا جی ملیحا کی شادی کبھی بھی خاندان سے باہر کرنے کے لیے راضی ہوں گے۔۔۔ لیپ ٹاپ بند کرتے سائڈ ٹیبل پر رکھتے وہاب نے ایت کو اپنے حصار میں لیا اور بولا یہ سب اتنا اسان نہیں ہے جیسے تم بول رہی ہو۔۔۔ اور دوسرا کیا پتہ شہریار لالا بھی ملیحہ

سے شادی کرنے کے خواہش مند ہوں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا دیکھنا شہر یار لالہ کو عشاء بھابھی سے محبت ہو جائے گی اور انشاءاللہ وہ کبھی اس ملیحہ سے شادی نہیں کریں گے۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو بہت بڑا طوفان بھی ائے گا وہاب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو ایت بولی تمہیں لگتا ہے شہر یار لالا کو کوئی طوفان روک سکتا ہے وہ خود ایک طوفان ہیں۔۔۔ خیر چھوڑو سب ہمیں کیا وہاب نے کہتے اپنا حصار مزید تنگ کیا تو ایت بولی ہاں بس تم اپنے مطلب کی بات پر اجایا کرو۔۔۔ نہیں تو اور کیا تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر عورتوں کی طرح چغلیاں کروں پورے خاندان کی کہتے وہاب نے اس کی گردن چومی۔۔۔۔ جب کہ ایت نے فاصلہ قائم کرتے ہوئے کہا اگر تم میرے ساتھ چغلیاں کر بھی لوگے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہو گا پروفیسر صاحب۔۔۔ ویری بیڈ ایت چغلیاں کرنا بری بات ہے اور ایک اچھا پروفیسر ہونے کے ناطے میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ تم بھی ایسی حرکتیں چھوڑ کر نیک ہو جاؤ۔۔۔ مولوی صاحب اپ اٹھیں اور کوئی نیک کام کریں میرے سے تو دور ہو جائیں ایت نے جل کر کہا۔۔۔ تو وہاب قہقا لگاتے ہنسا اور بولا بیوی سے پیار

کرنا بھی نیکی میں شمار ہوتا ہے۔۔۔اے بڑا نیکی کرنے والا کہتے ایت نے رخ پھیرا۔۔۔

کہ وہاب ہنستا ہوا بولا جو بیویاں شوہر سے رخ موڑ کر سوتی ہیں ساری رات ان پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔۔۔اس کی بات سنتے ایت نے غصے سے رخ موڑ تکیہ اٹھا کر وہاب کو مارا تھا جسے مہارت سے کیچ کرتے وہاب نے اسے واپس اپنے حصار میں لیتے کہا سو جاؤ ایت صبح تمہارا پریکٹیکل ہے ورنہ میری ارادے بالکل بھی نیک نہیں ہے۔۔۔تمہارے ارادے نیک ہوتے بھی نہیں ہیں کہتے ایت نے اس کے سینے پر سر رکھیں انکھیں بند کر لی تھی۔۔۔

میں نے اپ سب کو اپنے پیج پر انوائٹ کیا ہے سب انوائٹ کو ایکسیپٹ کریں اور پیج کو لائک کریں تاکہ اگے بھی اپ ناول جاری رکھ سکیں۔۔۔ناول چوری ہونے کا خدشہ ہے اس لیے مجھے پیج لاک کرنا ہے۔۔۔

رامین کی انکھ کھلی تو دارم کو اپنے بے حد قریب سوتا دیکھ کر ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ ائی۔۔۔کس قدر سکون تھا اس کے چہرے پر ورنہ جب جاگ رہا ہوتا تو ہر وقت انکھوں سے پریشانی جھلکتی بے چین سا رہتا۔۔۔اہستہ سے ہاتھ بڑھا کر رامین نے اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو اتنی نرمی سے چھوا کہ اسے خود بھی محسوس نہیں ہوا۔۔۔وہ اتنے ٹائم بعد قریب سے اس کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔۔۔کشادہ پیشانی کھڑی ستون ناک اور ہلکی ہلکی بیرڈ اسے بے حد پر کشش بنا رہی تھی رامین کو سمجھ نہیں ارہا تھا کہ وہ بند کالی گہری انکھیں اس وقت زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں یا جب کھلی ہوتی تب زیادہ حسین لگتی۔۔۔اپنے ہاتھ کی پشت سے اہستہ سے دارم کی داڑھی کی چبھن محسوس کرتے وہ مسکراتے ہوئے شرمائی تھی۔۔۔رامین بالکل اس طرح بیہیو کر رہی تھی جیسے ٹین ایج لڑکیوں کو اپنا کرش نظر اجائے تو وہ کرتی ہیں۔۔۔

اتنے میں جنت نے اپنی کاٹ سے جھانکتے رامین کو دیکھتے چیختے ہوئے خوشی سے ماماماپکارا تھا۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ کاٹ سے نکلنے کی بھرپور کوشش کرتی رامین کے پاس انے کے پر تول رہی تھی۔۔۔رامین کے

پاس اتے اس کے گلے لگی تو رامین دل کھول کر مسکرائی کہ جنت نے بازو سے دارم کی طرف اشارہ کرتے کہا بابا کہ بابا ابھی بھی سو رہے ہیں۔۔رامین نے اس کا گال چومتے اسے دارم پر بٹھایا اور بولی چلو بابا کو جگاؤ تب تک ماما ناشتہ بناتی ہیں کہتے اٹھ کر وہ کمرے سے نکلی۔۔۔کہ دارم نے مسکراتے ہوئے انکھیں کھولیں تو جنت خوشی سے چیخی تھی۔۔دارم نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے دونوں گال چومے اور بولا لگتا ہے اپ کی مما کو دوبارہ بابا سے پیار ہو گیا ہے۔۔۔ جنت اسے بولتا دیکھ کر جواب دیتے کھل کھلائی تھی کہ دارم اسے اٹھاتے بولا چلو اب جلدی سے باہر چلتے ہیں ورنہ اپ کی مما کا موڈ بگڑنے میں کوئی ٹائم نہیں لگتا ۔۔۔اور اسے اٹھا کے باہر ایا تھا۔۔۔

رامین کمرے میں ائی تو اسے یکدم دارم پر غصہ چڑھا جو
صبح کوئی فائل ڈھونڈتے چیزیں بکھیرے ویسے ہی چلا گیا تھا اب وہ جنت کو کھانا کھلانے کے بعد ان سب چیزوں کو سمیٹنے میں مشغول تھی ساری فائلز اٹھاتے اس نے کبڈ میں رکھنی شروع کی تو دارم کے کھلے لوکر سے ایک فائل اس کے قدموں میں گری۔۔۔رامین اسے اٹھاتے واپس رکھنے لگی کہ اس کی نظر فائل

کے ٹائٹل پر پڑی۔۔۔رامین ٹھٹکی اوراس نے فائل کھولی ایک ایک ورق پلٹنے کے ساتھ رامین کی دھڑکنیں مزید رفتار پکڑ رہی تھیں۔۔۔انکھوں میں نمی تیرنے لگی خود کو سنبھالتے رامین نے وہ فائل لا کر میں رکھی کہ اس کی نظر خون الودہ سفید شرٹ پر پڑی جس پر سوکھا ہوا ان اب محروم کالا سا لگ رہا تھا ۔۔۔اسے ہاتھ میں پکڑتے رامین کے ہاتھ کانپ گیے۔۔۔ایک کے بعد ایک چیزوں کو دیکھتے رامین کی انکھیں شدت سے برس رہی اخر ہر چیز کو بند کرتے وہ کمرے سے نکلتے جنت کے پاس ائی جو باہر اکیلی تھی اوراب سے شدت سے دارم کا انتظار تھا بہت سوال تھے جو اس سے پوچھنے تھے۔۔۔

اج بے حد سردی تھی دوپہر کا ایک بج رہا تھا لیکن باہر دھند ایسی تھی کہ جیسے رات کے ایک بجے ہوتی ہے ہر چیز چھپی ہوئی تھی۔۔۔اس لیے اج زمینوں پر تو کام کوئی تھا نہیں اور شہریار شہر گیا نہیں تھا۔۔۔تو واپس حویلی اگیا سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اتنی سردی میں شاید ہی کوئی باہر نکلتا وہ بھی اپنے کمرے کی

طرف بڑھا۔۔۔کمرے میں ایا تو خالی کمرا اسے منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی ماتھے پر بل پڑا۔۔۔وہ باہر سے اس لیے بھی جلدی ایا تھا کہ چلو اتنی سردی ہے اگر کچھ وقت اپنی بٹر فلائی کے ساتھ سپینڈ کرے لیکن وہ محترمہ تو غائب تھیں۔۔عشاء کے ساتھ وقت گزارنا اسے اچھا لگتا تھا یا یوں کہہ لو شہریار خانزادہ کو محبت ہو رہی تھی خود ہی سوچتے وہ مسکراتے ہوئے چینج کرنے گیا۔۔۔کمفرٹیبل کپڑوں میں اکر لیٹتے اس نے عشاء کو اوازیں دینا شروع کی۔۔جب وہ نہیں ائی تو خود اٹھنے لگا کہ سکینہ بی بی کمرے میں ائی اور بولی کیا بات ہے شہریار کچھ چاہیے تمہیں جی دادی عشاء کدھر ہے؟؟ کر رہی ہو گی کوئی کام خیریت تمہیں اس کی بڑی فکر ہو رہی ہے انہوں نے چبتے ہوئے لہجے میں کہا تو شہریار بمشکل مسکراتے بولا ارے نہیں دادی جی ایک تو مجھے چائے کی شدید طلب ہو رہی ہے اور دوسرا اسے کہیں اکے ہاتھ روم دھوئے۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں کہتی ہوں اسے اور تم بھی اس سے دل ول مت لگانا ورنہ بعد میں تمہیں مشکل ہو گی ۔۔۔وہ جاتے جاتے شہریار کو نصیحت کر گئی تھی تو شہریار مسکراتے بولا ارے نہیں نہیں اپ فکر نہ کرے بھیجے ذرا اسے اوپر غصے سے کہتے اس نے جیسے انہیں

مطمئن کیا تھا۔۔۔تو وہ اچھا کہتے کمرے سے نکلی۔۔شہریار نے اپنا سر نفی میں ہلایا اور واپس لیٹ گیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں عشاء نے کمرے میں اتے شہریار کو سلام کیا تھا اور چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا جیسے شہریار نے مسکراتے ہوئے تھاما اور بولا کیا کر رہی تھی تم بٹر فلائی اتنی سردی میں تمہارے ہونٹ جامنی ہو رہے ہیں۔۔۔کچھ خاص نہیں بس پرانے برتن نکال کے دھو رہی تھی۔۔۔اتنی سردی میں تمہیں یہی کام ملا تھا کرنے کو جو پانی میں ہاتھ ڈال رہی ہو شہریار نے اس کے سرخ ہوتے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا تھا کہ عشاء بولی وہ مجھے طیبہ چچی نے کہا تھا اس لیے دھو رہی تھی۔۔۔اور صبح ہی تو میں نے دیکھا تھا باتھ روم بالکل صاف تھا خیر میں دوبارہ دھو دیتی ہوں کہتے وہ اٹھنے لگی تو شہریار بولو کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے تمہیں کمرے میں بلانے کے لیے کہا تھا باتھ روم بالکل صاف ہے۔۔۔اچھا تو اپ کو اور کوئی کام ہے۔۔۔نہیں کوئی کام نہیں ہے اس کے چہرے پر نظریں جمائے شہریار نے کہا۔۔۔کتنا شوق ہے نا تمہیں کام کرنے کا اب کے بار شہریار نے اسے گھورا تھا۔۔۔اچھا تو پھر اپ نے مجھے کیوں بلایا عشاء نے نہ سمجھی سے اسے دیکھتے پوچھا تو شہریار بولا اب تمہیں بلانے

کے لیے مجھے کوئی وجہ چاہیے ہو گی۔۔ نہیں میں تو بس یو ہی پوچھ رہی تھی لیکن اگر اپ کو کوئی کام نہیں تو میں جا کر باقی کے برتن سیٹ کر دوں ورنہ طیبہ چچی بہت غصہ ہوں گی۔۔ شہریار بولا بہت ملازم ہیں بٹر فلائی گھر میں میں کسی اور سے کہہ دیتا ہوں تم ریسٹ کروا تنی سردی میں باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ لیکن وہ سب بھی تو انسان ہے عشاء نے معصومیت سے کہا تو شہریار نے اپنا سر پکڑا اور بولا جی محترمہ سب ہی انسان ہے لیکن تمہارے جتنا نازک کوئی نہیں ہے اس لیے اب میرا دماغ مزید خراب مت کرنا ورنہ رات تک ایک ٹانگ پر کھڑا رکھوں گا۔۔۔ کہ عشاء اس کے پاس سے اٹھتے بولی نہیں بالکل ضرورت نہیں ہے میں ابھی اتی ہوں اور کہتے واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ نہا کے ہلکے اسمانی رنگ کے سوٹ میں باہر ائی تو شہریار بولا تمہیں سکون نہیں ہے اتنی سردی میں نہانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ اپ ہی تو کہتے ہیں اپ کو گندے لوگ پسند نہیں اور برتن صاف کرنے کی وجہ سے میرے اوپر صابن کے کافی چھینٹے پڑ گئے تھے۔۔۔ اس کے الفاظ پر شہریار گہرا مسکرایا اور بولا مطلب تم چاہتی ہو میں تمہیں پسند کروں۔۔۔ کہ عشاء مصروف سے انداز میں

اپنے بال سکھاتے بولی نہیں۔۔۔یہ نہ ہو اپ مجھے کمرے سے ہی نکال دیں میں نے تو بس اس لیے شاور لیا ہے۔۔۔اس کے اس قدر سیدھے جواب پر شہریار اسے دیکھ کر رہ گیا اور بولا پھر تم کہتی ہو میں تمہیں بے وقوف نا کہا کروں۔۔۔ عشاء نے رخ موڑ شہریار کو دیکھا اور بولی اب اس میں بے وقوف والی کون سی بات ہے۔۔۔کوئی نہیں بٹر فلائی کوئی بھی نہیں بس میری قسمت تھوڑی سی خراب ہے شہریار نے جل کر کہا۔۔۔نہیں اپ کی قسمت بہت اچھی ہے قسمت تو میری خراب ہے کہتے اگے بڑھتے عشاء نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور صوفے کی طرف بڑھی کے شہریار نے اسے پکارا اور بولا یہاں آؤ بٹر فلائی۔۔۔اس کے قریب ائی تو شہریار نے اسے بیڈ پر جگہ دیتے کہا یہاں میرے پاس بیٹھو تو عشاء اس کے پاس بیٹھ گئی شہریار نے اسے بیڈ پر اپنے قریب کھینچتے حصار میں لیا کہ عشاء اچانک افتاد پر گھبرا گئی۔۔۔تو شہریار بولا اب تم نے میرے لیے اتنی سردی میں شاور لیا ہے تو میرے پاس آنا تو بنتا ہے اور ویسے بھی میری کس kiss تمہاری طرف ادھار ہے۔۔۔کو۔۔کون سی کس اپ نے مجھے کس کیا تھا عشاء نے جیسے اسے یاد دلایا۔۔۔بٹر فلائی اسے کس تھوڑی نہ کہتے

ہیں وہ تو تم نے مجھ سے زبردستی کروائی تھی اور اصل کس تو میں تمہیں اب کروں گا۔۔۔ جب کہ عشاء نے اس کے الفاظ اور الزام پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ لیکن شہریار کی انکھوں میں اترتا خمار اسے اپنے مزید قریب ہوتا دیکھ کر عشاء نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے روکنے کی کوشش کی۔۔۔ اس کی نازک سی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے شہریار نرمی سے اس کے کپ کپاتے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ اور بے حد اہستہ محبت سے ان نازک سے ہونٹوں کو چھوتے پیچھے ہٹا۔۔۔ عشاء کے لال گلاب ہوتے چہرے کو دیکھا جو اس کے سینے میں چہرہ چھپا چکی تھی۔۔۔ جبکہ عشاء تو اس کے جان لیوا لمس پر جی جان سے لرزی تھی۔۔۔ اسے کہتے ہیں کس بٹر فلائی شہریار نے اس کے بالوں میں اہستہ سے ہاتھ پھیرتے کہا تو وہ بولی اپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں۔۔۔۔ اپ نے چیٹنگ کی ہے۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے کہا اچھا اب یہاں تو دیکھو یا یوں ہی چھپے رہنا ہے اور اگر چیٹنگ کی ہے تو میں دوبارہ ٹھیک سے کس کر لیتا ہوں۔۔ عشاء نے نفی میں سر ہلایا شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا ابھی تو میں بہت اچھا ہوں بٹر فلائی لیکن کب تک اتنا اچھا رہتا ہوں اس کی کوئی گارنٹی نہیں

ہے خیر چھوڑو یہ سب اؤ مووی دیکھتے ہیں۔۔۔اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے شہریار نے مووی لگاتے لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھا کہ عشاء بولی اپ کو باہر نہیں جانا اج۔۔ نہیں میڈم اج میں سارا دن گھر پر ہوں اور ساتھ ہی بولا چلو اب سیدھے ہو تو عشاء نے رخ موڑے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا عشاء کا سر اپنے بازو پر رکھے سکون سے دونوں مووی دیکھ رہے تھے کے دروازے پر دستک ہوئی تو شہریار نے اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے ملازمہ عشاء کو بلانے ائی تھی جسے طیبہ بیگم بلا رہی تھی۔۔۔کہ شہریار کے ماتھے پر بل پڑا اور بولا طیبہ چچی سے کہو شہریار کو کچھ کام ہے اس سے جب فارغ ہو گی تو اجائے گی۔۔۔شہریار واپس عشا کے پاس بیٹھا تو عشاء بولی شہریار طیبہ چچی بہت غصہ ہوں گی کہ شہریار بولا کوئی غصہ نہیں ہو گا میں ہوں نا اور واپس لیپ ٹاپ ان کرتے اس نے عشاء کو حصار میں لیا وہ بولا ویسے مووی اچھی ہے نا بٹر فلائی ؟؟ جس کا جواب ایک لمحے میں عشاء نے دیا اور بولی بالکل بھی نہیں۔۔۔شہریار کا قہقہ بے ساختہ تھا اور بولا اب میں تمہارے ساتھ کوئی کارٹون مووی تو دیکھنے سے رہا۔۔۔تو اپ کوئی اچھی مووی بھی لگا سکتے تھے عشاء نے سر اٹھا کر شہریار کو گھورا تھا کیونکہ وہ کوئی بے حد رومینٹک فلم تھی

جسے دیکھنے سے زیادہ عشاء اس کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ شہریار مسکراتے ہوئے بھرپور انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

دارم گھر ایا تو دیکھا رامین کی انکھیں ضرورت سے زیادہ سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ فکرمندی سے اس کی طرف بڑھتے بولا من کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔ رامین نے ایک نظر اسے دیکھا اور بولی ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔ رامین کے جواب پر اسے تسلی تو نہیں ہوئی لیکن پھر فریش ہونے چلا گیا کچھ دیر بعد جنت کے ساتھ کھیلتے ہوئے باہر ایا رامین نے بغور ان دونوں کا جائزہ لیا۔۔۔ کھانا کھاتے بھی دارم جنت سے باتیں کرتے رہا جس پر وہ اوں اکرتے اسے جواب دیتی ہستی رہی۔۔۔ رامین کمرے میں ائی تو جنت بیٹھی اپنے کھلونوں سے کھیل رہی تھی جبکہ دارم بیڈ پر بیٹھا نیوز سن رہا تھا۔۔۔

دارم مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے رامین نے کہا تو دارم نے ایل سی ڈی میوٹ پر کرتے اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔مجھے جنت کی ماں کے بارے میں جاننا ہے تمہارے پاس ان کی کوئی فوٹو ہے۔۔۔رامین نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیتے کہا۔۔۔

نہیں سپاٹ لہجے میں ایک لفظی جواب دیتے دارم نے ایل سی ڈی کا والیوم ان کیا۔۔۔رامین نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ لیتے ای سی ڈی کو اف کیا اور بولی کیوں تمہاری بیوی تھی نا کوئی ایک ہاتھ فوٹو تو ہو گئ مجھے دیکھنی ہے۔۔۔میرے پاس اس کی کوئی فوٹو نہیں ہے من اور مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی کہتے دارم وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا کہ رامین بولی دارم جنت کس کی بیٹی ہے۔۔۔کیا مطلب کس کی بیٹی ہے میری اور تمہاری بیٹی ہے اور کس کی ہے کہتے وہ کمرے سے جان چھڑاتے نکلا۔۔۔رامین بھی اس کے پیچھے ائی اور ایک فائل ٹیبل پر دارم کے سامنے پھینکی اور بولی اچھا اگر جنت تمہاری بیٹی ہے تو اپنے بچہ کو اڈاپٹ کون کرتا ہے۔۔۔دارم نے وہ فائل ٹیبل سے اٹھاتے ہاتھ میں پکڑی اور بولا تمہیں یہ کہاں سے ملی۔۔وہ ضروری نہیں ہے دارم جو میں پوچھ رہی ہوں فلحال

اس بات کا جواب دو یا اب بھی تمہارے پاس مزید کوئی بہانہ ہے بنانے کے لیے بولو کوئی نیا جھوٹ۔۔۔دارم نے ایک لمبی سانس خارج کرتے رامین کو دیکھا اور ایک قدم اس کی طرف بڑھایا کہ رامین بولی وہیں رک جاؤ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ جنت کس کی بیٹی ہے اس دفعہ اواز بھرا گئی انکھیں شدت سے برس رہی تھیں۔۔۔جنت دراب اور عروج بھابھی کی بیٹی ہے دارم کے الفاظ پر بے اختیار رامین ایک قدم پیچھے کو لڑکھڑائی صوفے کا سہارا لیتے بیٹھی ایک لمحے کے لیے اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔۔۔م۔۔۔ماما جنت ننھے قدموں سے چلتے ہوئے رامین کی طرف ائی اور ہاتھ میں ڈول پکڑی تھی جس کے ادھے کپڑے اتر چکے تھے اور رامین کو دے رہی تھی کہ وہ اسے ٹھیک کر دے۔۔۔ رامین نے نظر اٹھا اسے دیکھا کہ جنت نے رامین کو اس قدر روتا دیکھ کر اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا اور اگلے ہی پل پورا گلا کھولے خود رونا شروع کر دیا۔۔دارم نے اگے بڑھتے جنت کو اٹھایا اور اسے چپ کرانے لگا جواب بھی ایک انگلی منہ میں ڈالے اور ایک بازو سے رامین کی طرف اشارہ کرتے ماماما کہتے رو رہی تھی کہ دارم بولا رامین چپ کر جاؤ اور ساتھ ہی اگے بڑھتے رامین کو بھی اپنے سینے سے

لگاتے دوبارہ بولا پلیز چپ کر جاؤ من ورنہ جنت بھی یوہی ہوتی رہے گی۔۔۔تو رامین دارم سے الگ ہوتے بولی تمہیں تو میں بعد میں پوچھتی ہوں۔۔۔اور اپنے انسو صاف کرتے جنت کو دارم سے لیتے چپ کرانے لگی۔۔۔کچھ نہیں ہوا بے بی مما بالکل ٹھیک ہے اور رو بھی نہیں رہی چلو میرا پیارا بچہ رونا بند کردو جب کہ جنت ہچکیاں بھرتے اب بھی ہونٹ باہر نکالے رامین کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد جب جنت چپ ہوتے کھیلنے میں مصروف ہو گئی تو رامین اسے وہیں کالین پر بٹھاتے اپنا رخ دارم کی طرف کرتے بولی اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہو گے رامین نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے کہا۔۔۔میں تمہیں سب بتانے والا تھا دارم نے اسے دیکھتے مضبوط لہجے اپنی غصے سے اگ بگولا ہوتی بیوی کو دیکھتے کہا۔۔۔کب جب ہم دونوں میں سے کوئی ایک مر جاتا تب رامین نے غصے سے ذرا اونچی اواز میں کہا تو جنت نے مڑ کر ان دونوں کو دیکھا تو رامین بمشکل مسکرائی تو جنت بھی کھلکھلائی رامین واپس دارم کی طرف رخ کرتے بولی کب بتانے والے تھے تم مجھے اور میں کتنی بڑی بے وقوف تھی دارم اتنی باتیں اتنی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اشارے میرے سامنے تھے اور میں سمجھی ہی نہیں بس بے وقوفوں کی طرح تمہاری بات پہ یقین کر لیا جیسے ہمیشہ سے کرتی ائی ہوں ساتھ ہی اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھامتے گرایا تھا۔۔۔

دارم اپنی جگہ سے اٹھتے رامین کے قریب صوفے پر بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھامتے بولا من میں تمہیں سب کچھ بتانا چاہتا تھا بس سہی وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ رامین نے غصے سے اپنا ہاتھ دارم کے ہاتھ سے نکالتے کہا اور وہ صحیح وقت کب انا تھا دارم۔۔۔ بہت ظالم ہو تم دارم تم نے میرے ساتھ ساتھ خود کو بھی تکلیف دی ہے جس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ اگر تم مجھے حقیقت بتا دیتے تو تمہیں کیا لگتا ہے میں جنت کو قبول نہ کرتی۔۔۔ نہیں من تم اسے قبول کر لیتی ہو بلکہ بہت جلد کر لیتی لیکن جو محبت تم جنت سے دارم کی اولاد سمجھ کر کرتی ہو وہ ایک پرائے شخص کی بیٹی سے کر سکتی؟؟؟ تمہیں اس سے ہمدردی تو ضرور ہوتی شاید اتنی محبت نہ ہوتی من۔۔۔ اور اگر تم جنت کو فورا قبول کر لیتی تو کیا حویلی میں سب یہ نہ سوچتے کہ تم اپنے شوہر کی بے وفائی پر اتنی اسانی سے اسے معاف کر دیا اور اس کی بیٹی کو بھی قبول کر لیا۔۔۔ اور اگر جا کر

میں حویلی والوں سے یہ کہہ دیتا کہ میں جنت کو اڈاپٹ کرنا چاہتا ہوں یا وہ میرے دوست کی بیٹی ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے اس بات کے لیے کوئی راضی ہوتا کبھی نہیں من!! کبھی بھی نہیں!؟!۔۔۔بلکہ سب مجھے سمجھانے بیٹھ جاتے کوئی اپنی اولاد پیدا کرنے کا درس دیتا تو کوئی کسی پرائی بچی کو پالنے پر ہزار نصیحتیں کرتا۔۔۔ رامین نے بھیگی سے نظروں سے دارم کو دیکھا اور بولی لیکن تم مجھے حقیقت بھی تو بتا سکتے تھے تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں تھا کیا؟؟؟رامین کے شکوہ کرنے پر دارم نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی بھیگی سنہری انکھوں کو چوما اور بولا اگر اس پوری دنیا میں کوئی لڑکی جنت کی ماں بن سکتی ہے نا تو وہ تم ہو من۔۔۔کیونکہ دارم مراد خان زادہ کی بیوی بننے کے لیے بہت لڑکیاں ہیں لیکن جنت کی ماں صرف رامین دارم خانزادہ بن سکتی ہے۔۔۔اور اگر میں شادی سے انکار کر دیتی تو رامین نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو دارم بولا خدا کی قسم میں کبھی شادی نہ کرتا۔۔۔کہ رامین اس کی انکھوں میں اس قدر جھلکتی سچائی دیکھ کر بے بسی سے ہنستے کہا کیا چیز ہو تم دارم مراد خانزادہ۔۔۔دارم

نے مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر لب رکھے کہہ رامین بولی تم دراب لالا سے مجھ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔۔۔

اس کے شکوہ کرنے پر دارم کھل کر مسکرایا اور بولا ہاں میں اس سے بہت محبت کرتا تھا مگر تم میرا عشق ہو من۔۔۔

میں کبھی بھی تم پر یقین نہ کروں رامین نے روتے ہوئے کہا اور بولی لیکن پھر بھی تم مجھے سچ بتا سکتے تھے!!! اس کی سوئی جیسے وہیں اٹک گئی تھی... اب کی بار دارم بے بسی سے ہنسا اور بولا من میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سمجھنا تم جاؤ یہاں سے میں تم سے خفا ہوں۔۔۔ تم جانتی ہو من وہ بہت مشکل حالات تھے میرے لیے دارم جیسے کہی کھوئے ہوئے بولا تو رامین نے اس کے چہرے پر تکلیف کے اثار کو واضح محسوس کیا۔۔۔ دو دن دراب ہاسپٹل میں رہا تھا۔۔اور عروج بھابھی تو جنت کو دنیا میں لاتے ہی اس دنیا سے چلی گئی۔۔۔ لیکن ہوا کیا تھا دارم تب رامین نے افسوس سے پوچھا۔۔۔

ہماری ایک بزنس پارٹی تھی دراب اور عروج وہیں سے واپس ارہے تھے کہ ان کے گاڑی پر دونوں اطراف سے فائرنگ شروع ہو گئی عروج بھابھی کے دو

گولیاں لگی تھی بازو پر لیکن دراب بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔۔۔جب مجھے پتہ چلا تو میں ڈائریکٹ ہاسپٹل گیا۔۔۔ میرے علاوہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ عروج بھابھی کے بیٹی ہوئی ہے اور وہ صرف بچے کو بچا پائے ہیں اور جنت کی برتھ بھی اٹ منتھ میں ہو گئی تھی۔۔۔اس لیے اسے ان کیو بیٹر میں مشینوں کے زیر اثر رکھا۔۔۔اور جب میں دہراب سے ملا اس کی حالت بے حد خراب تھی اس نے مجھ سے پوچھا کہ عروج کسی ہے کیا ہوا وہ ٹھیک ہے۔۔۔ت میں نے اسے یہی تسلی دی کے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔دراب نے پوچھا کہ اس کا بچہ کیسا ہے تب میں نے اسے بتایا وہ بالکل ٹھیک زندہ سلامت ہے۔۔۔دراب نے اپنی اکھڑتی سانسوں کے بیچ پوچھا کہ اس کے ہاں بیٹی ہوئی ہے یا بیٹا۔۔۔میں نے اسے بتایا کہ بیٹی ہے۔۔۔دارب نے اپنی بکھرتی سانسوں کے درمیان مجھ سے وعدہ لیا تھا۔۔۔اگر اس کی بیٹی ہے تو میں اسے کبھی شاہ حویلی والوں کے حوالے نہ کروں۔۔۔اسے اپنے بچوں کے ساتھ بڑا کروں یا بے شک اسے کسی ہاسٹل بھیج دو۔۔۔میں نے بہت کہا اس سے کہ اسے ٹھیک ہونا ہے اسے اپنی بیٹی کے لیے جینا پڑے گا۔۔۔ لیکن وہ محسوس کر چکا تھا کہ عروج

بھابھی دنیا سے جا چکی ہیں وہ بار بار ایک ہی بات کہہ رہا تھا کہ اگر عروج چلی گئی تو اسے بھی جانا پڑے گا۔۔۔

اور میں اس کی بیٹی کا خیال رکھو اس کی بہترین پرورش کروں۔۔۔اور آخر کو مجھے اور اپنی تین دن کی بیٹی کو چھوڑ کر تو ان سے چلا گیا۔۔۔

رامین نے مڑ کر دارم ان کی نم انکھوں کو اپنی بھیگی انکھوں سے دیکھا۔۔۔جو اپنے اوپر بمشکل ضبط کرتے بولا ایک ماہ بعد جنت کو ڈاکٹرز نے ڈسچارج دے دیا اس ایک ماہ میں ہر ممکن کوشش کر چکا تھا جنت کے لیے ایک محفوظ ٹھکانہ ڈھونڈنے کی۔۔۔ عروج بھابھی کا صرف ایک ہی بھائی تھا جس نے اپنی بھانجی کی ذمہ داری لینے سے صاف انکار کر دیا تو میں نے دراب کی بہن سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جبکہ مجھے پتہ چلا اس کی شادی ہو چکی ہے اور اس کے بعد جو ایک حل میرے دماغ میں ایا وہ یہی تھا کہ اب سے جنت میری بیٹی ہے دراب عالم کی نہیں۔۔۔ شکر ہے میں نے جنت کو شاہ حویلی والوں کے حوالے نہیں

کیا۔۔۔ورنہ جو عشاء کے ساتھ ہوا وہی جنت کے ساتھ ہوتا۔۔۔رامین نے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا اور بولی عشاء شہریار کی بیوی۔۔۔ہاں عشاء دراب کی چھوٹی بہن ہے جیسے وہ بہت جلد ائرلینڈ اپنے پاس بلانے والا تھا وہ صرف اس کی ایف ایس سی کمپلیٹ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اور اس سے پہلے ہی وہ دنیا سے چلا گیا میں نے عشاء کو بلانے کی کوشش کی مگر اس کے نکاح کی خبر کے بعد ہر امید ختم ہو گئی۔۔۔اگر میں جنت کو سفیر شاہ کی حویلی والوں کے حوالے کر دیتا تو عشاء کی طرح ہی وہ اسے بی کسی بدلے کے عوض دے دیتے اور میں اپنے جان سے پیارے دوست کی اخری نشانی کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ماں باپ کے بغیر زندگی کیسی ہوتی ہے یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا اور لڑکیوں کے لیے تو اور بھی بدتر ہو جاتی ہے میں ایسا ہونے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔اس لیے اس وقت مجھے جو سمجھ ایا میں نے وہی کیا۔۔۔دارم عشا ولید شاہ کی بیٹی نہیں ہے رامین نے کچھ حیران ہوتے کہا تو۔۔۔دارم بولا نہیں وہ ولید شاہ کی بھانجی ہے اور میں یہ بات شہریار کو بتا کر ایا تھا۔۔۔یہ تو بہت غلط ہوا دارم عشاء کے ساتھ رامین نے افسوس سے کہا۔۔۔ہاں لیکن اب کیا کر سکتے ہیں لیکن مجھے امید ہے شہریار ایک بہترین

ہمسفر ثابت ہو گا عشاء کے لیے۔۔دارم وہ خون بہا میں ائی لڑکی ہے اور مجھے نہیں لگتا اسے کوئی قبول کرے گا حویلی میں۔۔۔اور شہریار کی شادی تو ویسے بھی ملیحہ سے ہونی ہے۔۔۔لیکن مجھے لگتا ہے کہ شہریار عشاء کو پسند کرنے لگا ہے دارم نے جیسے اندازہ لگایا تھا۔۔لیکن اگر شہریار نے اسے قبول نہیں کیا تو ہم عشاء کو ائرلینڈ بلالیں گے تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکے اور پھر اس کی شادی کسی قابل انسان سے کر دیں گے کیونکہ میں اسے وہاں مرنے کے لیے تو نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔لیکن دارم یہ سب اتنا اسان نہیں ہو گا رامین نے کہا تو دارم بولا ہاں میں جانتا ہوں من لیکن بہت مشکل بھی نہیں ہے۔۔۔ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ جنت ان کے قریب ائی اور رامین کی گود میں چڑھنے لگی۔۔۔تو رامین بولی دارم یہ ہماری بیٹی ہے اور ہم اسے کسی کو نہیں دیں گے عشاء کو بھی نہیں کہتے اس نے جنت کا گال چوما ویسے عشاء جانتی ہے جنت کے بارے میں۔۔۔تو دارم نے نفی میں سر ہلایا اور بولا نہیں جنت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا سوائے چھوٹی ماں کے اور اب تمہارے۔۔۔لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہاب کو مجھ پر ضرور شک ہے۔۔۔کیا مورے جانتی تھی اس بارے میں اور انہوں نے مجھے بتایا تک

نہیں میں ان سے کبھی بات نہیں کروں گی میں ٹھیک ہی کہتی ہوں وہ مجھ سے زیادہ تمہاری ماں ہے۔۔۔تو دارم مسکرایا اور بولا من انہیں تمہاری فکر تھی اس لیے میں نے انہیں سچ بتایا تھا۔۔۔ہاں ہاں بس تم دونوں کو میری فکر ہے رامین نے منہ بناتے کہا اور جنت کو چپ کرانے لگی جو خوامخواہ اریٹیٹ ہو رہی تھی۔۔۔ میں اسے سلا دو جنت کو نیند ارہی ہے۔۔۔کہتے وہ اٹھی تو دارم بھی اس کے ساتھ اٹھ کر اندر ایا۔۔۔جنت کو سلانے کے بعد رامین نے دارم سے پوچھا چائے پیو گے دارم۔۔۔اگر تم پلا دو تو بہت بہتر ہو جائے گا۔۔۔چائے پیتے وہ دونوں ہلکی پھلکی گفتگو کر رہے تھے کہ رامین بول دارم جنت کی انکھیں کس پر گئی ہیں ؟؟تم پر دارم نے مسکرا کر کہا۔۔۔رامین بولی نہیں اس کے پیرنٹس میں سے کس پر گئی ہیں تو دارم نے موبائل سے پکچر نکال کر رامین کی طرف بڑھائی جس میں دراب اور عروج دونوں مسکرا رہے تھے مگر دراب کی انکھوں کا رنگ گرے اور عروج کی انکھوں کا رنگ بلیک تھا۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے دارم رامین نے کچھ حیران ہوتے کہا تو دارم بولا کیوں نہیں ہو سکتا اسے تمہاری بیٹی ہونے کی پہچان ملنی تھی شاید اسی لیے۔۔۔دارم وہ ہماری ہی بیٹی ہے میں اسے

کسی کو نہیں دوں گی۔۔ہاں بالکل دارم بھی مسکرایا۔۔۔رامین نے کمرے میں اتے دروازہ لاک کیا تو دارم بولا من کیا کر رہی ہو دروازہ کھولو میں اندر کیسے اؤں گا۔۔۔تم اندر نہیں اسکتے میں تم سے ناراض ہوں دارم۔۔۔من یہ کیا بات ہوئی اب کس بات کی ناراضگی ہے۔۔تم نے مجھ سے سچ چھپایا اسی بات کی ناراضگی رامین نے اہستہ اواز سے ہنستے ہوئے کہا تم اندر نہیں اسکتے۔۔۔۔من میری جان پلیز دروازہ کھول دو نا یہ تو اچھی بات نہیں ہے دارم بیوی سے سچ چھپانا بھی اچھی بات نہیں ہے رامین نے دروازے کے ساتھ لگتے کہا۔۔۔اچھا نا ائی ایم سوری من دروازہ کھول دو دارم نے التجا کرتے ہوئے کہا تھا تو رامین بولی بالکل بھی نہیں اج تم دوسرے روم میں سو گے اور اب اگر جنت اٹھ گئی نا تو میں جنت کو بھی تمہیں پکڑا جاؤں گی پھر سنبھالنا پوری رات اسے۔۔۔کے دارم نے ہار مانتے دوسرے کمرے کا رخ کیا تھا۔۔۔اور رامین نے وضو کر کے جائے نماز بچھایا۔۔اسے اپنے رب کا شکر ادا کرنا تھا اس سے معافی مانگنی تھی انے والی زندگی کے لیے خوشیاں مانگنی تھی شوہر کی نافرمانی پر رب سے معافی تلافی کرنی تھی بہت باتیں تھیں جو اج اسے اپنے رب سے کرنی تھی جنت سے ہمیشہ اپنی اولاد کی

طرح محبت کرنے کا وعدہ کرنا تھا اور بھی بہت کچھ تھا اس لیے سجدے میں سر رکھے وہ اپنی انے والی زندگی کو سوچ رہی تھی اور رب سے مدد کی طلبگار تھی وہ ہمیشہ اسے صحیح راستہ دکھائے۔۔۔

سر انسپیکٹر ولید پوری طرح سے چکرا چکا ہے۔۔ مسکرا کر کہتے اس نے اپنے باس ایم کو یہ خبر سنائی تھی۔۔۔ جس پر وہ مسکراتے ہوئے بولا میں نے کہا تھا نا یہ کل کا ایا انسپیکٹر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔ خیر نظر رکھو اس پہ دیکھو کیا کرتا ہے آگے سب سے بڑی غلطی انسان تب کرتا ہے جب وہ سمجھتا ہے اس کا دشمن اس سے کمزور ہے۔۔۔ اور اس وقت ہم کوئی غلطی افورڈ نہیں کر سکتے اپنی منزل کے اتنے پہنچ کر کہتے ہو وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔

پیچھے اس کے ساتھی نے اگلے معاملات طے کرتے اپنے خفیہ کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

وہ قریبن تین دن بعداج شہر سے لوٹا تھا۔۔۔رات کے اٹھ بج رہے تھے مگر شدید دھند اور سردی کی وجہ سے سب اپنے کمروں میں تھے ملازمہ نے شہریار کو کھانے کا پوچھا تو وہ بولا میرا کھانا اوپر کمرے میں لے ائیے۔۔۔کمرے میں ایا تو کمرہ بالکل خالی تھا لائٹس اف تھی لائٹ ان کرتے اس نے ایک نظر کمرے پر دوڑائی اسے غیر معمولی اپنا کمرہ خالی سالگا۔۔۔یہ بٹر فلائی اس وقت کہاں گئ ۔۔۔کہ ملازم نے اتے کھانا بیڈ پر رکھا۔۔شہریار نے فریش ہو کر نکلتے ملازمہ سے پوچھا کہ عشاء کہاں ہے کیونکہ عشاء کے کپڑے وارڈراپ میں موجود نہیں تھے ۔۔۔

وہ سائیں عشاء کو ملازموں والے گھر میں شفٹ کر دیا ہے۔۔۔اور یہ سب کس کی اجازت سے ہوا ہے شہریار نے غصے سے پوچھا تو ملازمہ بولی جی سکینہ بی بی نے کہا تھا ٹھیک ہے تم جاؤ یہاں سے اس نے ملازموں کو جانے کا کہا۔۔۔اسے اپنے

گھر والوں پر اس وقت شدید غصہ ایا۔۔۔ لیکن پھر اپنی شرٹ پہنتے گرم چادر لے کر وہ ملازموں کے لیے بنے سرونٹ کوارٹر میں ایا۔۔۔

یہ سب طیبہ بیگم نے ملیحہ کے کہنے پر کیا تھا انہوں نے سکینہ بی بی سے کہا کہ شہریار کا رجحان وہ عشاء کی طرف بڑھتا محسوس کر رہی ہے جس پر سکینہ بی بی نے عشاء کو سرونٹ کوارٹر میں شفٹ کروا دیا اور اب جب شہریار کو پتہ چلا تو اسے ایک دم سب پر غصہ چڑھا کہ اس کی بیوی کو اس سے پوچھے بنا وہ کیسے کہی اور بھیج سکتے تھے۔۔۔

سرونٹ کوارٹر میں بھی ہر کوئی اپنے کمرے میں تھا شہریار نے دروازوں پر لکھا ملازموں کا نام پڑھا تو ایک دروازے پر عشاء کا نام پڑھتے ایک دفعہ پھر شدید غصہ ایا اور اس نے دروازہ ناک کیا۔۔۔ عشاء نے دروازے کے اندر سے پوچھا کون ہے؟؟ شہریار بولا بٹر فلائی دروازہ کھولو میں ہوں۔۔۔ شہریار کی اواز سن کے عشاء کو کسی اپنے کے ہونے کا احساس ہوا انکھوں میں ایک دم پانی جمع ہوا جھٹ سے دروازہ کھولتے ایک نظر شہریار کو دیکھتے اس کے سینے سے لگی۔۔۔ شہریار کا غصہ لمحوں میں غائب ہوا اور مسکراتے ہوئے بولا بٹر فلائی مجھے اندر انے دو گی یہ

یوں ہی باہر کھڑا رکھو گی دروازے پر۔۔۔اندرا نے دو بٹر فلائی پھر جی بھر کے پیار کرنا شرارت سے کہتے وہ ہنسا تھا۔۔۔عشاءیک دم پیچھے ہوئی تو شہریار نے مڑ کر دروازہ بند کیا۔۔۔شہریار نے اپنے بازو کھولتے عشاء کو اشارہ کیا اور بولا ہاں جی۔۔اب تم جی بھر کے مجھے ہگ کر سکتی ہو اور کس بھی بٹر فلائی مجھے کوئی پرابلم نہیں۔۔۔جب کہ عشاء انسو صاف کرتے مڑتے ہوئے بولی اپ یہاں کیوں ائے ہیں۔۔۔

یہ سوال تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے بٹر فلائی تم یہاں کیوں ائی ہو۔۔۔کہ عشا نے نم انکھوں سے واپس شہریار کو دیکھتے کہا مجھے اپ کے گھر والوں نے یہاں بھیجا ہے۔۔۔تو تمہیں مجھے کال کر کے بتانا چاہیے تھا وہ موبائل میں نے تمہیں صرف ڈرامے دیکھنے کے لیے تو نہیں لے کر دیا۔۔۔یہاں نیٹ نہیں اتا اور میرے موبائل میں بیلنس بھی نہیں تھا اپ کو مجھے کال کرنی چاہیے تھی ساتھ ہی ایک شکوہ ایا تھا جس پر شہریار مسکرایا۔۔۔اچھا مجھے کیا خواب انا تھا کہ تم یہاں پہنچ جاؤ گی شہریار نے اگے بڑھتے اس کی چادر اتارتے کہا تھا۔۔۔ہاں تو اپ کو مجھے دن میں ایک کال تو کرنی چاہیے نا گرے انکھوں میں انسو بھرتے ایک شکوہ اور ایا

تھا۔۔۔کہ شہریار اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا اچھا ایم سوری دوبارہ میں تمہیں روز کال کیا کروں گا۔۔۔۔اور ساتھ ہی اس کا سر چوما۔۔۔شہریار نے ایک نظر اس کمرے پر ڈالی تھی۔۔۔جس میں ایک سنگل بیڈ ایک رضائی سائڈ ٹیبل اور ایک چھوٹی سی الماری اور شیشہ تھا جب کہ الماری کے نیچے اسے غیر محسوس انداز میں شور ہوتا محسوس ہوا تو بولا بٹر فلائی وہاں کیا ہے۔۔جبکہ عشاء نے روتے ہوئے بتایا وہاں چوہے ہیں۔۔۔اس کی بات پر اور انکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھتے شہریار لب دباتے مسکرایا لازمان اس کی نازک مزاج بیوی چوہوں سے بے حد خوف زدہ رہی ہو گی اور پھر بولا تمہیں بخار ہے عشاء اتنی گرم کیوں ہو۔۔۔ہاں شاید تھوڑا سا عشاء نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔اچھا تم نے میڈیسن لی اور ساتھ ہی اسے بیڈ پر بٹھاتے خود اس کے قریب بیٹھا۔۔۔جی لی تھی یہاں کوئی ہیٹر وغیرہ نہیں ہے شہریار نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔عشاء نے نفی میں سر ہلایا۔۔غصہ ایک دفعہ پھر غالب انے لگا تھا۔۔۔کہ عشاء واپس رضائی میں گھسی۔۔۔تو شہریار اسے سکون سے لیٹا دیکھ کر بولا بٹر فلائی تھوڑی جگہ مجھے بھی دے دو اتنی سی تم ہو اور پورے بیڈ پر قبضہ کیے لیٹی ہو۔۔۔عشاء فورا بیڈ پر بیٹھتے بولی اپ یہاں سوئیں

گے۔۔۔ نہیں تو اور کہا سو گا شہر یار نے اس کی انکھوں میں دیکھتے کہا تو عشاء فورا بولی لیکن یہ گندہ ہے شہر یار اپ اپنے کمرے میں جا کر سو جائیں۔۔۔ کیا گندا ہے اس میں تم بھی تو یہی سو رہی ہو شہر یار لیٹتے تکیہ سر کے نیچے رکھتے بولا۔۔۔ نہیں اس روم سے عجیب سی سمیل اتی ہے اپ کیسے سوئیں گے یہاں تو ہیٹر بھی نہیں ہے۔۔۔ واہ بٹر فلائی نازک مزاج تم ہو میں نہیں اور دوسری بات بیوی کو چاہیے کہ وہ شوہر کے کمرے میں رہے لیکن اگر بیوی تھوڑی سی بے وقوف ہو تو شوہر کو خود ہی بیوی کے قریب انا پڑتا ہے۔۔ کہ عشاء مسکرائی تھی۔۔۔ شہر یار بولا کیا بات ہے بٹر فلائی اس بار بیو قوف کہنے پر غصہ نہیں ہو گئی۔۔۔ نہیں عشاء نفی میں سر ہلاتے دوبارہ مسکرائی۔۔۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر تھی سردی کی وجہ سے سرخ ہوتے گال اور ناک روئی روئی انکھیں شہر یار کو اور بھی زیادہ پرکشش لگ رہی تھی خاص کر کچھ بکھرے سے بالوں میں۔۔۔ جبکہ عشاء تو سوچ کر رہ گئی جو انسان اس قدر صفائی پسند ہے وہ چھوٹے سے کمرے میں اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہے۔۔۔

شہریار نے اسے خود کو اس قدر مہویت سے دیکھتا پا کر کہا یوں مت دیکھو بٹر فلائی ورنہ تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔ عشاء نے فورا نظروں کا زاویہ بدلا۔۔۔ اس کی احتیاط پر شہریار کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔ اس کا بازو کھینچتے شہریار نے سے اپنے اوپر گرایا۔۔۔ شہریار اپ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کہ شہریار نے اس کی گردن پر پوری اب و تاب سے چمکتے اس تل کو دیکھا اور عشاء کو مزید اپنے اُوپر جھکاتے اس تل کو ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ عشاء نے مزاحمت کی تو شہریار نے گھما کر اسے بیڈ پر لٹایا اور خود اس پر جھکا۔۔۔ عشاء نے دونوں ہاتھ شہریار کے سینے پر رکھتے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا جس کا لمس اسے جابجا اپنی گردن پر بکھرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

ش۔۔۔ شہریا۔۔ر۔۔۔ رپ۔۔۔ پلیزن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ں شہریار نظر اٹھا کر اس کی بکھرتی سانسوں کو دیکھتے کہا۔۔ کیا ہوا بٹر فلائی اب عادت ڈال لو مجھے برداشت کرنے کی۔۔۔ جب کہ عشاء خاموشی سے رخ پھیر گئی اس کے اس قدر جان لیوا لمس کو برداشت کرنے کے بعد اب کہاں ہمت تھی اس میں بات کرنے کی۔۔۔ کہ شہریار اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے مزید اپنے قریب کھینچتے کان

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں سر گوشی کرتے بولا بہادر ہو جاؤ اب عشاء شہریار خانزادہ کے ساتھ اب اس خاندان کا مقابلہ کرنا ہے ساری عمر مجھے جھیلنا ہے سمجھی اور ساتھ ہی عشاء کی گال پر لب رکھے کہ عشاء کسمساتے ہوئے بولی شہریار اپ کی داڑھی چبتی ہے۔۔۔ شہریار کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔اس نے جان بوجھ کر عشاء کی گال پر اپنی داڑھی کو مس کیا کہ عشاء چیختے ہوئے پلٹی تھی اور شہریار کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جو کبھی ایک تو کبھی دوسرے گال پر اسے داڑھی چبو رہا تھا۔۔۔عشاء کے کھلکھلانے کے ساتھ چلانے کی اوازیں بھی شامل تھیں۔۔۔۔عشاء نے شہریار کے بازو پر دو تین تھپڑ مارے اور ساتھ ایک ہاتھ سے اپنے گال سہلا رہی تھی جنہیں وہ کچھ پلوں میں سرخ کر چکا تھا۔۔۔اور شہریار اب محفوظ سا مسکراتے اس اسے مار کھا رہا تھا۔۔۔کہ عشاء نے شور کی اواز پر مڑ کر الماری کی طرف دیکھا اور پھر بولی شہریار اپ ان چوہوں کو ماردیں مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے پلیز۔۔۔عشاء میں اب رات کے اس وقت چوہے ماروں شہریار نے حیران ہوتے اس سے پوچھا۔۔تو عشاء بولی مجھے بہت ڈر لگتا ہے پلیز پلیز ماردیں۔۔۔یار میں تمہارے پاس ہوں تمہیں پھر بھی ڈر لگ رہا ہے شہریار

نے کہا کہ عشاء بولی نہیں نہ جب اپ نہیں ہوں گے تب ڈر لگے گا اور اپ کو پتہ ہے کوئی میری بات نہیں مانتا سوائے اپ کے میں نے باقی سب ملازمین سے کہا تھا کہ ان چوہوں کو یہاں سے بھگا دیں لیکن کسی نے میری بات نہیں مانی انکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی جمع ہوئی تھی۔۔۔ان سب کی تو میں صبح کلاس لیتا ہوں اور رہنے دو ان چوہوں کو یہاں کیوں اتنی سردی میں ان بیچاروں کو بے گھر کرنا ہے اور ویسے بھی کل صبح ہم اپنے کمرے میں چلے جائیں گے۔۔۔ نہیں اپ کی دادی نے مجھ سے کہا تھا میں واپس اس کمرے میں نہیں آؤں۔۔۔جو میں کہہ رہا ہوں اس کا کیا اور کوئی کچھ نہیں کہے گا شہریار نے اطمینان سے کہا۔۔۔تو مطلب صبح اپ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے عشاء نے خوشی سے چہکتے پوچھا تھا۔۔۔ہاں بالکل لے جاؤں گا۔۔۔پتہ ہے یہاں کوئی بھی چیز اچھی نہیں ہے نہ کھانا نہ روم اور سب سے خراب بات پتہ کیا ہے یہاں صرف دو ہی واش روم ہیں اٹھ کر باہر جانا پڑتا ہے اور مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔روم کے ساتھ اٹیچ باتھ نہیں ہے شہریار نے حیران ہوتے پوچھا۔۔۔ نہیں اس لیے میں تو سائمہ اماں کے روم میں نہائی تھی یہاں نہانا مناسب نہیں لگتا۔۔۔۔

اب کی بار شہریار کو صحیح معنوں میں غصہ ایا تھا وہ کیسے اس کی بیوی کو یہاں اتنے غیر مردوں کے بیچ بھیج سکتے تھے بے شک وہاں عورتیں بھی تھی لیکن وہ جگہ شہریار خان نزادہ کی بیوی کے لیے تو نہیں تھی۔۔۔وہ دراب عالم کی بہن تھی بے شک وہ بے حد نازوں سے پالی گئی ہو گی اور اس طرح کے حالات میں رہنا اس کے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔۔۔اور اب وہ شہریار کے سینے پر سر رکھے ایک کے بعد ایک واقعہ اسے سنا رہی تھی جو پچھلے تین چار دنوں میں اس کے ساتھ سے پیش ایا تھا۔۔۔جس پر کئی دفعہ شہریاد کو غصہ اتا تو کئی بار وہ اس کی نازک مزاجی پر لب دبائے مسکراتا۔۔۔۔جو کوئی بھی تم سے وفا ناول پڑھ رہا ہے میرے پیج کو لائک کریں اور فالو کریں تاکہ اپ مزید اپیسوڈ پڑھنے میں لیٹ نہ ہوں اور اپ کے مزے مزے کے کمنٹس پڑھ کر میں بھی لطف اندوز ہو سکوں۔۔

رامین ناشتہ بنا رہی تھی اور ساتھ ساتھ جنت سے باتیں کر رہی تھی جو ٹیبل پہ بیٹھے کھلکھلاتے ہوئے رامین کو جواب دینے کی ہمیشہ بھرپور کوشش کرتی۔۔۔دارم فریش ہو کر کمرے سے نکلا تو اج موڈ بے حد خوشگوار تھا دل سے ہر بوجھ ہٹ گیا تھا۔۔کچھ دیر کھڑے یوں ہی اپنی چھوٹی سی فیملی کو دیکھتے مسکراتا رہا۔۔اج رامین کے چہرے کی چمک ہی اور تھی ہونٹوں کے ساتھ انکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔۔۔دبے پاؤں چلتے وہ ان کے قریب گیا جبکہ رامین ناشتہ بنانے میں مصروف تھی اس نے دارم کو نہیں دیکھا جبکہ جنت نے ہاتھ پاؤں مارتے خوشی سے بابابا چلانا شروع کر دیا دارم نے منہ پر انگلی رکھ کے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا مگر خیر جنت کو کیا پرواہ وہ تو اپنی ہی دھن میں بابابا کی رٹ لگائے اپنے چار دانتوں کی نمائش کرتے ہنسنے میں مصروف تھی۔۔۔کہ رامین جنت کو دیکھتے بولی بس تھوڑی دیر میں بابا کو جگائیں گے ایک بار ناشتہ بن جائے ویسے بھی بابا اٹھتے کہاں ہیں جب تک انہیں ان کی پرنسز جنت نہ اٹھائے۔۔۔جنت تو اب منہ میں انگلی ڈالی ایک ہاتھ سے اشارہ کرتے رامین کو بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ بابا اس کے پیچھے کھڑے ہیں۔۔۔اور رامین سمجھی کہ وہ اسے اٹھانے کا

اشارہ کر رہی ہے تو بولی بے بی بس مما ابھی ناشتہ بنالے پھر اپ کو اٹھائیں گی نا۔۔۔ کہ اچانک دارم نے پیچھے سے رامین کو حصار میں لیتے گڈ مارننگ مائی لو کہا ۔۔۔

دارم رامین ہلکا سا چیختے ڈر گئی تھی۔۔۔ تو دارم مسکرایا اور جنت بھی تالیاں بجاتے کھلکھلائی تھی۔۔۔ رامین کو یک دم شرم نے ان گھیرا تو بولی پیچھے ہو دارم کیا کر رہے ہو جنت دیکھ رہی ہے۔۔۔ ہاں تو دیکھو اپنے ماما بابا کو ایک ساتھ دیکھ کے کتنا خوش ہو رہی ہے دارم نے سکون سے اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائی۔۔۔ تو رامین بولی پلیز پیچھے ہٹ جاؤ دارم ورنہ ناشتہ جل جائے گا اور پھر تمہیں جلا ہوا ناشتہ ہی ملے گا میں دوبارہ نہیں بتاؤں گی۔۔۔ میرے ناشتے کی تمہیں بہت فکر ہے اور جو میرا دل جلا رہی ہو اس کا کیا اب یہ دوریاں بے معنی ہیں من۔۔۔۔ دارم نے کچھ خفگی سے کہا۔۔۔ میں ابھی تک ناراض ہوں تم سے تو اتنا فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ۔۔ پیچھے ہٹو رامین نے اسے کوہنی مارتے کہا۔۔۔ جی نہیں بیگم صاحبہ اب اپ نہیں میں ناراض ہوں کل رات مجھے کس خوشی میں کمرے سے نکالا تھا اور اپ کو مجھے منانا چاہیے۔۔۔ کہتے دارم نے

نرمی سے اس کی گردن کو چوما اور پیچھے ہوتے جنت کے پاس ایا۔۔۔جو اپنے چار دانتوں سے بمشکل اپیل چباتے اب دارم کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اپیل پیش کر رہی تھی۔۔۔لیکن دارم نے اسے اٹھاتے اس کے دونوں گال چومے تھے کے دارم کی بیرڈ کی چبھن سے جنت چیخی تھی اور پاؤں چلاتے واپس ٹیبل پر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔رامین نے دارم کے سامنے ناشتہ رکھا تو دارم بولا پہلے تو اس طرح نہیں کرتی تھی میرے اٹھانے پر اب کیوں چیختی ہے؟؟کیوں کہ اب وہ بڑی ہو رہی ہے دارم اور بچے اپنی مرضی کے مالک ہوتے ہیں تم کھیلتے ہوئے اس کو اٹھاؤ گے اس کو زبردستی چوموگے تو وہ ایسے ہی کرے گی نا اوپر سے تمہاری بیرڈ اسے چبھتی ہے۔۔۔تو اب کیا میں کلین شیو کروالوں؟؟جی نہیں بالکل ضرورت نہیں ہے رامین نے ایک لمحے میں جواب دیا تھا۔۔۔دارم گہرا مسکرایا رامین کو شروع سے اس کی بیرڈ بہت پسند تھی اس سے پہلے کچھ کہتا ہے کہ اس کا موبائل بج اٹھا۔۔۔اور وہ وہاں سے اٹھتا کمرے میں ایا اور تیار ہونے لگا ۔۔۔رامین بھی کمرے میں ائی اور جنت کو چینج کرانے لگی دارم ریڈی ہو کر نکلا تو سامنے جنت کو بیڈ سے اٹھایا اور اسے اچھالا وہ کھلکھلائی کہ دارم نے زور سے اس

کا گال چوما تو جنت نے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا رامین اگے بڑھتے ہوئے بولی دارم تمہارا بس نہیں چلتا ورنہ تم کھا جاؤ اسے۔۔یوں اہستہ سے پیار کیا کرو اسے جیسے جب بہت چھوٹی تھی تب کرتے تھے ساتھ ہی اس نے جنت کے گال کو محبت سے چھوا اور اسے دارم کی گود سے لیا تو دارم نے بھی وہی لب رکھے جہاں سے رامین نے چھوا تھا۔۔بے اختیار رامین کے گال سرخ ہوئے کہ دارم بولا ہو سکتا ہے اج مجھے انے میں لیٹ ہو جائے کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے شاید کھانا بھی باہر کھا کر اؤں تم دونوں سو جانا۔۔۔دونوں کے سر پر بوسہ دیتے وہ باہر نکلا تو رامین مسکراتے ہوئے جنت سے بولی بابا نے تو خود ہی ماما کا کام اسان کر دیا اب وہ لیٹ ائیں گے اور اج ہم بابا کو سرپرائز دیں گے اج ماما بابا کے نکاح کی سکس اینیورسری ہے۔۔۔

اج پتہ نہیں اپ کے بابا کہاں رہ گئے بے بی ویسے تو روز ٹائم پہ اجاتے ہیں بس اج ہی انہیں لیٹ ہونا تھا وہ جنت کے پاس بیٹھے اسے باتیں کر رہی تھی جو ابھی تک جاگتے پھولوں سے کھیلنے میں مصروف بار بار رامین کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔

کب سے ہم ان کا انتظار کر رہی ہیں کہ اخر کار دروازہ کھلنے کی اواز پر اس کی دھڑکنیں مزید تیز ہوئی۔۔۔ کہ جنت کا نرمی سے گال چومتے رامین اٹھی اور بولی چلو میرا بے بی اب اپ کھیلو اور ڈرنا نہیں مما یہی ہیں اور روم کی لائٹس اف کرنے لگی رامین نے کمرے کی لائٹس اف کی تو کمرے میں چھوٹی چھوٹی لائٹس پوری آب وتاب سے چمکنے لگی اور وہ بھاگ کے چینجنگ روم میں بند ہوئی۔۔۔اپنی سکس انیورسری پر رامین نے کمرے کو ڈیکوریٹ کیا جتنا وہ کر سکتی تھی تھوڑے سے گلابوں اور چھوٹی چھوٹی کینڈل لائٹ سے۔۔بہت لڑائی جھگڑے رہ چکے تھے ان دونوں کے درمیان لیکن اب سب ٹھیک ہونا تھا اور وہ مم دارم کو سرپرائز دینا چاہتی تھی اور اب یو ہی وہ ایا تھا تو وہاں سے غائب ہو گئی۔۔۔ دارم نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو جنت نے فورا دروازے کی طرف دیکھتے اوآاہ کرتے بات کرنے کی کوشش کی۔۔۔خوبصورت سی خوشبو نے دارم کے گرد

حصار باندھا دروازے کے ساتھ سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے اس نے کمرہ روشن کیا لمحے بھر کے لیے وہ حیران رہ گیا کمرے میں چھوٹی چھوٹی لائٹس لگی سامنے ٹیبل پر ایک چھوٹا سا کیک پڑا اور جگہ جگہ پھول بکھرے ہوئے تھے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی اور بیڈ پہ بیٹھی اپنی ننھی سی جان کو کھیلتے دیکھا تو اس کی طرف بڑھا اہستہ سے اسے گود میں اٹھا کے اس کے دونوں گال نرمی سے چومے جس پر جنت نے خوشی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے پھولوں دارم کو دکھائے اور ساتھ اس پر بکھیرے۔۔۔دارم جنت سے باتیں کرتے بولا ماما کہاں ہیں اپ کی۔۔۔اب کیا بابا سے چھپے ہی رہنا ہے انہوں نے اور ساتھ ہی رامین کو اواز لگاتے بولا من باہر ا جاؤ میری جان۔۔۔من سنتے جنت نے بازو سے اشارہ کرتے دارم کو بتایا کہ وہ چینجنگ روم میں ہے۔۔۔من جنت نے بھی رامین کو اواز لگائی من اجاؤ نا باہر پلیز اپ کی بار دارم نے التجا کی تھی کہ اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنیں سنبھالتے رامین نے چینجنگ روم کا دروازہ کھولا اور ایک لمبی سانس لیتے باہر نکلی۔۔۔

دارم بنا پلک جھپکے رامین کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ جنت اس کے باہر نکلنے پر کھلکھلائی تھی۔۔۔ایک نظر دارم کو دیکھنے کے بعد رامین نظریں جھکا گئی دارم کی نظروں

کی تپش نے ہی اسے بے حال کیا تھا۔۔۔ گرے فائٹ فراک میں ملبوس ہلکا سا میک اپ کیے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ اسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔۔۔ چند قدم رامین نے دارم کی طرف لیے اور چند دارم نے رامین کی طرف۔۔ ماشاءاللہ دارم کے منہ سے نکلنے والے پہلے لفظ نے رامین کے چہرے کو مزید سرخ کیا تھا۔۔۔ کہ رامین نے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے بولی،ہیپی اینیور سری۔۔۔ہیپی اینیور سری مائی لو۔۔۔ یہ دن وہ دونوں کبھی نہیں بھولتے تھے دارم اسے سرپرائز دینا چاہتا تھا اور اب وہ خود سرپرائز ہو گیا تھا۔۔۔

دارم جو ہی رامین کی طرف جھکا تو جنت نے رامین کے گال کو کس کرنے کے انداز میں چھوا۔۔۔ جب سے رامین تیار ہوئی تھی جنت یہ عمل پانچ سے سات دفعہ دہرا چکی تھی کیونکہ اج اسے اپنی ماما بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ رامین دل کھول کر مسکرائی کہ دارم جنت کو پیچھے کرتے بولا پرنسسز بابا کو بھی موقع دو۔۔۔ دارم۔۔۔ رامین نے بلش کرتے پکارتے اسے گھورا اور جنت کو اس سے لیا جو رامین کے پاس انے کے لیے دونوں ہاتھ اس کی طرف اٹھائے مچل رہی تھی۔۔۔

رامین نے اسے دارم سے پکڑا تو دارم نے مسکراتے ہوئے جنت کا ننھا سا ہاتھ

چومتے کہا پرنسسز یہ ماما بابا کا ٹائم ہے اپ کو سو جانا چاہیے اب۔۔۔اور پھر رامین کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے بولا من اب اسے جلدی سے سلا دو میں فریش ہو کر اتا ہوں دارم کی اس قدر جلد بازی دیکھ کر رامین مزید شرمائی اور خاموشی سے جنت کو بیڈ پر لٹاتے اسے سلانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ جس کا اج سونے کا کوئی خاص موڈ نہیں بن رہا تھا۔۔۔دارم باہر ایا تو اب بھی جنت کو جاگتا دیکھ کر منہ بنایا جب کہ رامین نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی اور جنت کو سلاتے بولی سو جاؤ نا بچہ ویسے بھی اپ کے بابا بہت بے صبرے ہو رہے ہیں۔۔۔جب کہ بیڈ پر بیٹھتے دارم بولا نہیں مجھے بتاؤ من اب کیا چاہتی ہو اور کتنا صبر کروں میں اوپر سے یہ محترمہ روز سو جاتی جب میں جگا بھی رہا ہوتا ہوں اور اج جب میں سونے کا کہہ رہا ہوں تو جاگ رہی ہے۔۔۔کہ رامین بولی بچے اپنی مرضی کرتے ہیں دارم تم چاہے جو مرضی کہتے رہو۔۔۔ مگر دارم سن کہاں رہا تھا وہ تو رامین کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔رامین بولی دارم مجھے گھورنا بند کر دو ورنہ۔۔۔ورنہ کچھ نہیں اج تمہاری کوئی بات نہیں سننے والا میں دارم اطمینان سے کہتے بیڈ سے اٹھا تو رامین بولی کھانا لگاؤں تمہارے لیے۔۔۔ نہیں میں کھا کر

ایا تھا۔۔۔اؤ کیک کٹ کرتے ہیں کہتے وہ ٹیبل پر رکھے چھوٹے سے کیک کی طرف بڑھا تو رامین جنت پر کمبل ڈالتے اس کے قریب ائی۔۔۔دارم نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لیا اور نائف اس کے ہاتھ میں پکڑاتے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔اہستہ سے رامین کے بال ایک سائیڈ پر کرتے اس کے کان کی لو پر لب رکھتے سرگوشی میں بولا ہیپی اینیورسری مائی لو۔۔۔رامین کچھ مزید خود میں سمٹی۔۔۔کیک کٹ کرتے رامین نے چھوٹا سا پیس لیتے دارم کی طرف بڑھایا ہلکی سی بائٹ لیتے دارم نے رامین کو کھلایا۔۔۔اور پھر مسکراتے ہوئے اسے اپنے مزید قریب کرتے بولا (تھینکس فور دس پریشیس گفٹ لو)۔۔

♥ Thanks for this precious gift loveدارم۔۔۔

رامین نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی تھی جسے نہ کام بناتے دارم اسے اپنے مزید قریب کر چکا تھا۔۔۔اور پھر بولا کیا ہوا من؟؟ کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔کہ رامین اس کی انکھوں میں دیکھتے بولی اج کے بعد تم مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاؤ گے دارم۔۔۔چاہے وہ خوشی کی ہو یا غم کی مجھے اچھی لگی نہ لگے لیکن تم مجھ سے سب شیئر کرو گے جیسے میں کرتی ہوں۔۔۔دارم

نے اس کے ماتھے کو چھوتے کہا تھا ئی پرومس میں تم سے سب کچھ شیئر کروں گا لیکن جب اس بات کو شیئر کرنے کا صحیح وقت ہو گا تب۔۔۔ تم میری بات کبھی نہیں مانتے رامین نے جیسے شکوہ کیا تھا۔۔۔ کہ دارم ہنسا اور پھر بولا دارم مراد خان زادہ اگر کسی کی بات مانتا ہے نا تو وہ صرف تم میری جان۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو رامین نے منہ بناتے کہا تھا۔۔۔

اب تمہیں میں ایسا لگتا ہوں من دارم نے جیسے شکوہ کیا۔۔۔

جی بالکل ایسے ہی لگتے ہو کہتے رامین مڑنے لگی تو دارم نے اسے گھماتے واپس اپنے قریب کیا۔۔۔۔رامین نے بے اختیار نظر جھکائی دارم نے باری باری اس کی دونوں انکھوں کو چوما اور پھر بولا تمہاری انکھیں کسی دن مجھے لے ڈوبے گی۔۔۔ نہیں بلکہ تمہاری انکھیں مجھے لے ڈوبی ہیں اچھا خاصا خود میں خوش رہنے والا شخص تھا میں اور اب تمہارے بغیر خوش رہنا تو دور سانس لینا بھی مشکل لگتا ہے تم ہو تو سب ہے تم نہیں تو کچھ نہیں۔۔۔ کہتے وہ ہنسا تھا اظہار کر رہا تھا یا بے بسی سے شکوہ رامین سمجھ نہیں سکی۔۔۔ اگر اظہار تھا تو اسے اپنی قسمت پر شک ہوا اور اگر شکوہ تھا تو خود پر غرور ہوا۔۔۔ لیکن خیر جو بھی تھا بہت خوبصورت

احساس تھا نظر اٹھا کر دارم کو دیکھتے وہ نم انکھوں سے مسکرائی۔۔۔دارم نے اس کے سر کے ساتھ اپنا سر جوڑا۔۔۔کچھ لمحے گزرنے کے بعد رامین پیچھے ہوتے بولی تم بھول گئے تھے ناآج ہماری انیورسری ہے۔۔۔نہیں مجھے یاد تھا دارم نے مسکراتے ہوئے کہا تو رامین بولی اچھا اگر یاد تھا تو تم نے مجھے صبح وش کیوں نہیں کیا اور نہ مجھے کوئی گفٹ دیا؟؟؟ یہ میری زندگی کا سب سے بہترین دن تھا اس دن کو بھلا میں کبھی بھول سکتا ہوں دارم مسکرایا اور بولا ویٹ میں ابھی لے کر اتا ہوں تمہارا گفٹ۔۔۔رامین نے بیڈ کی طرف بڑھتے جنت کو بیڈ سے اٹھاتے اس کی کاٹ میں لیٹایا۔۔۔دارم نے کمرے میں اتے ایک بڑا سا ٹیڈی بیر رامین کی طرف بڑھایا جو رامین سے بھی قد میں بڑا تھا۔۔۔رامین نے اسے تھاما اور ہنستے ہوئے بولی یہ میرا گفٹ ہے کہ جنت کا۔۔۔دارم مسکرایا اور بولا اب تم دونوں ایک ساتھ کھیلنا اور ساتھ ہی رامین کو ریڈ فلاورز کا بڑا سا بوقے پکڑایا۔۔۔اور پھر ایک بڑا سا چاکلیٹ باکس۔۔۔۔ایک کے بعد ایک گفٹس پکڑتے رامین مسکراتے ہوئے بولی اب اس سب کی بھی ضرورت نہیں تھی۔۔۔کے دارم

نے ایک لاسٹ گفٹ رامین کی طرف بڑھایا اور بولا ویسے یہ والا سب سے سپیشل ہے۔۔۔

اچھا رامین نے اسے کھولا اور پھر فورا بند کر دیا چہرہ مزید کچھ سرخ گلاب ہوا۔۔۔ کہ دارم نے رامین کے ہاتھ سے باکس لیتے بیڈ پر رکھا اور اسکی کمر ہاتھ ڈالے اپنے قریب کرتے بولا کیا ہوا پسند نہیں ایا۔۔۔ نہیں اچھا ہے لیکن میں نہیں پہنوں گی رامین نے چہرہ اس کے سینے میں چھپاتے کہا تھا کہ دارم قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا میرے یقین کرو بہت خوبصورت لگو گی تم اس ساڑی میں۔۔۔ تم بہت بے شرم ہو دارم۔۔۔ تمہارے معاملے میں کہتے دارم نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا۔ نرمی سے اسے بیڈ پر لٹاتے دارم نے واپس رخ جنت کی کاٹ کی طرف کیا اور پھر بولا من جنت کو پھولوں سے کوئی ری ایکشن تو نہیں ہو گا اس کی کاٹ میں پھول مت ڈالتی۔۔۔ اس کی فکر پر رامین مسکراتے ہوئے بولی تمہاری پھولوں جیسی بیٹی کو پھولوں سے کوئی ریکشن نہیں ہو گا اور دوسری بات یہ محترمہ بیڈ سے اٹھا اٹھا کر سارے پھول اپنی کاٹ میں خود ہی ڈال رہی تھی۔۔۔ دارم مسکراتے ہوئے اس کی کاٹ سے پھول نکالتے رامین کی طرف

اچھال رہا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ بیڈ پر بیٹھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے فرصت سے رامین کو دیکھنے لگا کہ رامین بلینکٹ میں گھستے اپنا چہرہ بھی چھپا چکی تھی اور اندر سے بولی دارم تم بہت فضول انسان ہو کیوں گھور رہے ہو مجھے اس طرح۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے بلینکٹ سمیت اسے اپنے قریب کھینچا اور اس کے چہرے سے کمبل ہٹاتے خمار آلودہ لہجے میں بولا اب اگر تم ایسے کرو گی من تو کیسے چلے گا؟؟رامین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا لیکن اس سے نظریں ملانا اس وقت شاید دنیا کا سب سے مشکل کام تھا تو واپس نظریں جھکا گئی۔۔۔دارم کا لمس اپنے چہرے پر بکھرتا محسوس کرتے۔۔۔دارم۔۔۔رامین نے سرگوشی میں اس کا نام پکارتے اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔مگر دارم اس کے مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے اس کے کپکپاتے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔دارم کے جان لیوا لمس پر رامین کو اپنا آپ پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔کہ دارم نے اہستہ سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تھینکس ٹو بی مائین۔۔۔ Thanks to be my love 💖رامین نے مسکراتے ہوئے انکھیں موندلی۔۔۔دونوں

ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور اج ان کی محبت مکمل ہو گئی تھی۔۔۔

رامین کی انکھ صبح غیر معمولی شور سے کھلی تو خود کو مکمل طور پر دارم کے حصار میں پایا ہونٹوں پر ایک شرمیلی سے مسکراہٹ ائی۔۔۔چہرہ موڑے دارم کو دیکھا جس کے بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھر رہے ہوئے تھے اہستہ سے ہاتھ بڑھتے انہیں ترتیب دی اور اس کی بیرڈ پر اپنے ہاتھ کی پشت نامحسوس انداز میں رب کی تو دارم نے نرمی سے اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہونٹوں سے لگایا کہ رامین فورا اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے بولی تم جاگ رہے ہو دارم۔۔۔دارم نے انکھیں کھولتے رامین کو دیکھا جو فورا رخ پھیر گئی کہ بولا تم جاگتے ہوئے بھی مجھ پہ پیار لوٹا سکتی ہو نہ کہ صرف سوتے ہوئے ہی پیار اتا ہے تمہیں۔۔۔انکھیں واپس بند کرتے کہتے اس نے اہستہ سے رامین کی گل پر اپنے لب رکھے کہ رامین بولی یہ چیٹنگ ہے دارم۔۔۔اور کسی کی نیند کا فائدہ اٹھانا کیا ہے جانم۔۔۔اس سے پہلے رامین کوئی

جواب دیتی کہ جنت نے ماں باپ کی اوازیں سنتے کاٹ سے باہر جھانکتے انہیں پکارا۔۔۔اوران کی توجہ اپنی طرف دلائی۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے باہیں کھولیں تو وہ کھلکھلاتے ہوئے کاٹ سے باہر اتے رامین پر

چڑھی۔۔۔بے بی کاٹ بالکل بیڈ کے ساتھ جڑی ہوئی تھی جس سے وہ اسانی سے بیڈ پر اجاتی تھی اوراب بھی اس نے یہی کیا تھارامین نے اس کے دونوں گال چومے تو جنت نہیں پاس لیٹے دارم کو دیکھتے بابابا کہتے رامین کا دھیان اس کی طرف دلایا جو انکھیں بند کیے سکون سے لیٹا ہوا تھا۔۔۔رامین نے اسے دارم پر جھکاتے جنت سے کہا کہ چلو اب بابا کو اٹھاؤ تو جنت نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ دارم پر مارتے اسے جگانے کی کوشش کی جس کا وہ اثر نہ لیتے ویسے ہی لیٹا رہا۔۔۔کہ پھر رامین جنت کو دیکھتے بولی اپ کے بابا بہت بڑے ڈرامے باز ہیں جاگتے ہوئے بھی سوتے بنے رہتے ہیں ذرا زور سے لگاؤ کہتے خود بھی دارم کے کندھے پر مارا ۔۔۔لیکن دارم ویسے ہی ڈھیٹ بنا لیٹا رہا۔۔۔کہ جنت نے ایک انگلی منہ میں ڈالتے دارم کو دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے دارم کا ناک کھینچتے بابابا شور مچاتے اسے اٹھانے کی بھرپور کوشش کی۔۔۔

لیکن دارم کو کسی صورت اٹھتا نہ دیکھ کر جنت نے رامین کو دیکھتے نچلا ہونٹ باہر نکالا۔۔۔اور پھر دارم کو دیکھا کہ رامین فورا بولی دارم اٹھ جاؤ ورنہ یہ رونے۔۔۔اس سے پہلے رامین اپنا جملہ مکمل کرتی جنت نے فل والیوم میں پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔

دارم نے جھٹ سے انکھیں کھولی اور جنت کو فورا باہوں میں بھرا جواب روتے ہوئے ہنسی تھی اسے انکھیں کھولتا دیکھ کر۔۔۔ارے میرا بچہ دارم نے اسے اپنے سینے پر لٹاتے اس کے انسو صاف کیے اور اس کا سر چوما اور بولا کچھ نہیں ہوا بابا کو بابا تو اپ کو بس یوں ہی پریشان کر رہے تھے جیسے اپ روز کرتی ہو۔۔۔لیکن وہ اب بھی اس کے سینے پر سر رکھے ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔دارم نے رامین کی طرف دیکھا جس کی انکھیں بھی نم تھی تو ہنستے ہوئے بولا تمہیں کیا ہوا؟؟تم نے صبح ہی صبح میری بیٹی کو رولا دیا تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو۔۔۔اور ساتھ ہی رامین نے جھکتے جنت کا گال چوما جواب بیڈ سے اٹھا کر پھول کی پتیاں دارم کے سینے پر رکھ رہی تھی۔۔۔کہ دارم نے ہاتھ بڑھا کے رامین کا سر بھی اپنے بازو پر رکھا اور بولا تم ماما ہو اس کی لیکن تم بھی اس کے ساتھ برابر پر روتی ہو ایسے کیسے چلے گا

میری جان بڑی ہو جاؤاب۔۔۔ لیکن تم ایسے فضول مذاق نہیں کرو گے ہم دونوں کے ساتھ۔۔۔رامین نے انکھیں دکھاتے اسے وارن کیا تھا۔۔۔ کہ دارم بولا میری یہ مجال میں ایسا کروں کہتے اس نے رامین کا سر چوما تو وہ مسکرائی ۔۔۔اب وہ دونوں جنت سے باتیں کر رہے تھے کتنا مکمل منظر تھا غم کے بادل چھٹ چکے تھے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔۔۔

شہریار ارام سے سکینہ بی بی کو اپنی باتوں میں گھماتے عشاء کو واپس اپنے کمرے میں شفٹ کروا چکا تھا اس کا کہنا تھا جب تک ملیحہ کی پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی تب تک وہ عشاء کو اس کے کمرے میں رہنے دیں تاکہ وہ اس سے اپنے کام وغیرہ کرا سکے۔۔ایک دو دفعہ انکار کرنے کے بعد وہ مان گئی۔۔۔

لیکن طیبہ بیگم کو عجیب سی فکر لاحق تھی کیونکہ وہ لڑکی خوبصورت تھی اور خوبصورتی اکثر مردوں کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔۔۔پر سکینہ بی بی کے یقین دلانے پر وہ کچھ مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔بٹر فلائی کہاں ہو اور اس وقت گھر میں کوئی نہیں سب کہاں گئے ہیں؟؟؟شہریار نے اتے پوچھا تو عشاء بولی شاہ حویلی میں میلاد کی محفل ہے سب وہیں گئے ہیں اور اپ نے مجھے باہر جانے سے منع کیا تھا اس لیے میں نہیں گئی۔۔۔اہا ویری گڈ شہریار مسکرایا اور بولا چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔۔تو عشاء اٹھ کھڑی ہوئی وہ دونوں نیچے۔۔۔شہریار نے عشاء کو اپنے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بٹھایا اور ملازمہ کو کھانا لانے کا کہا۔۔۔ایک ملازمہ کھانا لے کرائی۔۔۔اور دوسری اتے عشاء کو دیکھتے بولی عشاء جاؤ تم چائے بنالو۔۔عشاء اٹھنے لگی کے شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑے واپس بٹھایا اور بولا کیوں باقی ملازمین مر گئے ہیں کیا جو یہ چائے بنانے گئی۔۔۔تم چائے بناؤ چل کر اور باقی سب سے کہو دس منٹ بعد مجھے سارے ملازم باہر لان میں ملو۔۔۔شہریار نے اسے گم سم بیٹھا دیکھ کر نوالہ اس کی طرف بڑھایا تو عشاء نے فوراً ادھر ادھر دیکھا۔۔۔شہریار مسکراتے ہوئے بولا بٹر فلائی کھالو کوئی دیکھ بھی لے گا تو کچھ نہیں ہوتا میری ہی

بیوی ہو تم۔۔۔عشاء نے منہ کھولا اور نوالہ منہ میں ڈالا۔۔اسے واپس سکون سے بیٹھا دیکھ کر شہریار بولا بٹر فلائی کیا چاہتی ہو سارا کھانا میں خود اپنے ہاتھ سے ہی کھلاؤں۔۔۔تو مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے

۔۔کہ عشاء فورا بولی نہیں نہیں میں خود ہی کھالوں گی۔۔۔شہریار مسکراتے ہوئے کھانا کھانے لگے پھر اٹھتے بولا بٹر فلائی دس منٹ بعد باہر لان میں اجانا ۔۔۔۔جس پر برتن اٹھاتے عشاء نے اوکے کہا۔۔۔

سارے ملازمین سر جھکائے اس کے سامنے کھڑے تھے کہ لان میں بنے جھولے پر بیٹھا وہ ان سب کو دیکھ رہا تھا پھر روب دار اواز میں بولا پچھلے کچھ دنوں سے مجھے تم سب کی بہت شکایتیں مل رہی ہیں اگر کام بہت بھاری ہو گئے ہیں تو چھوڑ کے چلے جاؤ سب کے سب۔۔۔ایک لمحے میں خاموشی ہو گئی کہ شہریار دوبارہ بولا میں کچھ پوچھ رہا ہوں کام بہت زیادہ ہو گیا ہے تو چھوڑ کے چلے جاؤ سب کے سب۔۔۔نہیں سائیں ایسا کیوں کہہ رہے ہیں بیچ میں سے ایک عورت بولی۔۔۔جی سائیں جی ہوا کیا ہے ایک اور عورت بولی رہی ہوں؟؟اب یہ بھی

میں بتاؤں کہ کیا ہوا ہے خیر کوئی نہیں میں خود ہی بتادیتا ہو۔۔۔میں نے دیکھا ہے بہت سارے ملازمین کو مالکان سے بات کرنے کی تمیز نہیں رہی اب۔۔۔

عشاء چھوٹے چھوٹے قدم لیتے ان سب کے قریب ائی جو سر سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس انے کا اشارہ کیا۔۔۔جی شہریار کے پاس کھڑے ہوتے عشاء نے پوچھا تو شہریار نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔عشاء نے ایک نظر شہریار کو دیکھا اور پھر سامنے سر جھکائے کھڑے ملازمین کو اسے کچھ سمجھ میں تو نہیں ارہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔

شہریار دوبارہ بولا ہاں جی تو میں نے اکثر اپ میں سے عشاء کو نام سے مخاطب کرتے یا اسے کام کرنے کا کہتے سنا ہے عشاء سے کام کرنے کا کہنے کی اجازت تم لوگوں کو کس نے دی؟؟کہ ایک عورت بولی جی سائیں جی عشاء سے کام۔۔۔ اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتی کے شہریار گرجدار اواز میں بولا عیشا بی بی۔۔دوبارہ میں صرف عشاء نہ سنوں۔۔۔کہ ملازمہ فورا بولی جی عشا بی بی کو کام کرانے کے لیے ہی لایا گیا۔۔اچھا ٹھیک اور یہ سب کہا کس نے۔۔اب

اپ یہ بتائیں کہ عشاء کی گھر میں کیا حیثیت ہے؟؟ سائیں وہ خون بہا میں ائی ہے اور وہ بھی ہم سب کی طرح حویلی والوں کی خدمت کے لیے ہیں ایک ملازمہ کی حیثیت رکھتی ہیں ایک عورت نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔۔۔ جبکہ عشاء تو حیران وپریشان بیٹھے کبھی شہریار کو تو کبھی ان ملازمین کو دیکھ رہی تھی کہ جو اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے یہ سب چل کیا رہا ہے اسے تو سمجھ نہیں ارہا تھا۔۔اچھا تو مطلب تم سب کو یہ یاد ہے کہ عشاء بی بی تمہاری خون بہا میں ائی ہیں تو اب یہ بتاؤ یہ یہاں ائی کیسے شہریار نے اگلا سوال کیا؟؟ اواز میں غصے کا عنصر صاف نمایا تھا۔۔۔ سائیں آپکے نکاح میں ائی ہیں۔۔۔ شاباش اتنا پتہ ہے نا اب یہ بتاؤ اس کا مجھ سے رشتہ کیا ہے شہریار گرجدار اواز میں بولا تھا؟؟

کہ ایک ملازمہ منمناتے ہوئے بولی اپ کی بیوی ہیں۔۔۔ اگر تم سب کو یہ یاد ہے کہ یہ مجھ سے نکاح کر کے میری بیوی بن کر اس حویلی میں ائی تو تم لوگوں کو اپنی بیگم صاحبہ سے کام کرانے کی اسے اس کے نام سے پکارنے کی اجازت کس نے دی۔۔۔ وہ قریبا دھاڑا تھا کہ وہاں موجود ہر ملازمہ کانپ گی جبکہ عشاء تو خود اس کے قریب بیٹھے ڈر گئی اس نے شہریار کو کبھی اتنی غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ ان

سب کو خاموشی سے سر جھکائے کھڑا دیکھ کر شہریار پھر سے گرجا اور بولا میں کچھ پوچھ رہا ہوں بکواس کرو کس نے کہا تھا اس سے کام کرواؤ۔۔۔جی جی وہ اماں سائیں نے بالا خر ایک پرانی ملازمہ نے ہمت کرتے کہا۔۔اور جو سائمہ اماں اور رامین بی بی نے کہا ان کا کہا تم لوگوں نے کتنا مانا اب وہ ان سب کے سامنے کھڑا غصے سے انہیں جھاڑ رہا تھا اور بولا بس تم لوگوں کو کام سے بچنے کا بہانہ چاہیے نا تو ٹھیک ہے ایک کام کرتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کام ہی ختم کر دیتے ہیں نکلو سب کی سب اگر تم سب کی فوج ہوتے ہوئے بھی کام شہریار خانزادہ کی بیوی کو ہی کرنا ہے تو تم سب کا کیا فائدہ۔۔۔نہیں صاحب جی ہمیں معاف کر دیں ائندہ ایسا نہیں ہوگا ہم عشاء بی بی سے کوئی کام نہیں کرائیں گی۔۔۔نہیں مجھے پتہ ہے تم لوگ باز نہیں اؤ گی کبھی دادی اماں سائیں تو کبھی طیبہ چچی کا ہی کہا مانو گی۔۔۔ لیکن اگر ایک دفعہ میں کہہ دوں نا کہ تم لوگوں نے کوئی کام بگاڑا ہے تو وہ دونوں تم لوگوں کو سب سے پہلے باہر نکالیں گی اس لیے مجھے تم لوگوں کی معافی سے کوئی لینا دینا نہیں نکلو سب کی سب۔۔۔شہریار نے اسی انداز میں کہا تو ایک عورت بولی نہیں سائیں جی ہمیں معاف کر دیں ہم دوبارہ ایسا کبھی نہیں کریں

گے۔۔۔اور نہ ہی کبھی عشاء بی بی سے کوئی کام کہیں گی ہمیں ایک اخری موقع دے دیں۔۔۔کہ شہریار نے رخ موڑے اپنی بٹر فلائی کو دیکھا جو خود اس کے غصے سے ڈری سہمی پریشان حال بیٹھی ہوئی تھی اور بولا کیا کہتی ہیں بیگم صاحبہ دے دیں انہیں ایک اور موقع۔۔۔جب کہ عشاء نے حیران نظروں سے شہریار کو دیکھا کہ ایک عورت فوراً سے عشاء کے قریب اتے اس کے قدموں میں بیٹھتے بولی بی بی جی ہم دوبارہ ایسا کچھ نہیں کریں گی بس ہمیں اس دفعہ معاف کر دیں۔۔۔جبکہ عشاء اس عورت کو دیکھتے بولی ٹھیک ہے لیکن پلیز آپ یہاں سے اٹھ جائیں۔۔کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا ٹھیک ہے اگر تمہاری بیگم صاحبہ یہی چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم لوگ یہاں کام کر سکتے ہو لیکن اگر میری کہیں کوئی بھی بات ادھر سے ادھر نکلی تو کام نہیں اس دفعہ زبان بھی جائے گی سمجھیں نکلو یہاں سے سب کی سب۔۔۔وہ سب سر ہلاتے باری باری وہاں سے نکلتے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔۔۔کہ شہریار نے رخ موڑے عشاء کو دیکھا جو نم انکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔جھولے کی پشت پر سر ٹکائے وہ گہرا مسکراتے فرصت سے عشاء کو دیکھتے بولا یوں مت دیکھو بٹر فلائی

پھر تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔کہ اس کے الفاظ پر عشاء کھلکھلا کر ہنسی اور بولی

تھینک یو۔۔۔

بس بٹر فلائی تم یوں ہی روکھے سوکھے تھینک یو کہتی رہنا ذرا گوگل سے سرچ کرو ہسبینڈ کو تھینک یو کیسے کہتے ہیں جب کہ عشاء نے حیران ہوتے شہریار کو دیکھا اور بولی وہاں بتاتے ہیں کیسے ہسبینڈ کو تھینک یو کرتے ہیں۔۔شہریار اپنی مسکراہٹ دباتے بولا ہاں ہاں بتاتے ہیں تم بھی سرچ کرنا اور پھر ویسے ہی میرا تھینکس کرنا چلو اب چلیں یہاں بہت سردی ہو گئی ہے کہتے وہ دونوں اٹھ کر اندر اگئے لیکن اج عشاء بے حد خوش تھی اج اسے حویلی میں شہریار کی بیوی ہونے کا درجہ ملا تھا۔۔۔

وہ کافی دیر سے بیٹھا لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا۔۔۔جب ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد بھی عشاء کمرے میں نہ ائیں تو ملازمہ کو اواز دے کر اس نے عشاء کا پوچھا تو ملازمہ نے بتایا کہ عشاء بی بی باہر گئی ہیں ایت بی بی کے ساتھ۔۔۔شہریار کے ماتھے پر

ایک بل پڑا اور بولا ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔ پیپرز ختم ہونے کے بعد ایت ائی ہوئی تھی۔۔۔ عشاء اور ایت کی بے حد بنتی تھی جب سے ایت ائی تھی عشاء کا سارا ایت کے ساتھ ہی گزرتا۔۔۔ شہریار اج جلدی اگیا تھا لیکن اسے نے عشاء کو نہیں بلایا کیونکہ وہ جانتا اس وقت وہ ایت کے ساتھ ہو گی لیکن وہ حویلی سے باہر تھی اس بات کا علم اب شہریار کو ملازمہ سے ہوا تھا جب دو گھنٹے بعد بھی وہ کمرے میں نہیں ائی شہریار کے انے کی اطلاع ملنے پر بھی تو شہریار کو یکدم اس کی فکر ہوئی۔۔۔ اب وہ سکون سے لیٹا لیپ ٹاپ پر کوئی مووی دیکھ رہا تھا کہ عشاء کمرے میں ائی۔۔۔ شہریار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو عشاء نے فورن شہریار کو سلام کیا۔۔۔ وعلیکم السلام محترمہ ہو گئی ختم اپ کی سیر و تفریح شہریار نے کچھ روب سے پوچھا۔۔۔ جی عشاء نے اطمینان سے جواب دیا۔۔۔

اس کے اس قدر اطمینان پر شہریار حیران ہوا لیکن پھر ذرا مزید روب ڈالتے بولا کس کی اجازت سے باہر گئی تھی تم۔۔۔ مورے کی عشاء نے کچھ ڈرتے ہوئے لفظی جواب دیا۔۔۔ میری اجازت زیادہ ضروری تھی یا مورے کی؟؟ اپ کی جواب پھر ایک لفظ ایا تھا۔۔۔ تو پھر اس گستاخی کی وجہ سے شہریار نے بغور اس کا

جائزہ لیتے کہا تو عشاء بولی میں نے اپ کو کال کی تھی اپ نے ریسیو نہیں کی تو موریے نے کہا میں ایت کے ساتھ چلی جاؤں اس لیے میں چلی گئی۔۔۔اور ایت نے کہا تھا کہ اس کے لالا اس کی کوئی بات نہیں ٹالتے وہ مجھے ساتھ لے جانا چاہتی ہے اور وہ لالا سے بعد میں خود ہی بات کر لی گی۔۔۔

واہ میڈم تو اب اپ کے محافظ ایت اور موریے کہاں ہیں بلائے انہیں شہریار نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو عشاء بولی اپنے اپنے کمروں میں ہیں اور ارام کر رہے ہوں گے میں کسی کو نہیں بلانے جا رہی۔۔۔اور ویسے بھی جب اپ باہر جاتے ہیں میں اپ کے ساتھ ایسے بیہیو کرتی ہوں جیسے اپ میرے ساتھ کر رہے ہیں اب کی بار عشاء نے اسے گھورا تھا۔۔۔شہریار تو اس کے تیور دیکھ کے ہکا بکا رہ گیا لیکن پھر ذرا غصے سے بولا بیوی کا فرض ہوتا ہے شوہر کو بتا کے جانا؟؟؟جی بالکل شوہر کا بھی فرض ہوتا ہے بیوی کا فون اٹھانا وہ بھی دو بدو بولی۔۔۔اپ کی بار تو شہریار کا منہ کھل گیا کہ اٹھ کر اس کے سر پر پہنچتے اس کے بازو پکڑ کر اپنے سامنے کرتے بولا محترمہ اج اپ کی زبان ضرورت سے زیادہ نہیں چل رہی۔۔۔جبکہ عشاء نے انسو بھری انکھوں سے شہریار کو دیکھا اور پھر بولی چھوڑیں

مجھے۔۔۔مجھے اپ سے کوئی بات نہیں کرنی اج اپ کی وجہ سے میں اتنا امبیرس ہوئی ایت کے سامنے۔۔۔میری وجہ سے شہریار اور ساری باتیں بھولتے حیران ہوتے اس سے پوچھنے لگا کہ عشاء اپنے انسو صاف کرتے بولی جی اپ کی وجہ سے۔۔۔لیکن بٹر فلائی ہوا کیا یہ تو بتاؤ شہریار کو اب بھی اس کے انسوں کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لیے پوچھنے لگا؟؟ میرے پاس بالکل بھی پیسے نہیں تھے ایت نے مجھے چوڑیاں دلوائی اور ہم دونوں نے ائس کریم بھی کھائی مجھے بھی اسے کوئی گفٹ دینا چاہیے تھا اور مجھے خود بھی شاپنگ کرنی تھی لیکن میرے پاس پیسے ہی نہیں تھے اور میرا کارڈ بھی نانو گھر ہی رہ گیا۔۔۔انسو ایک دفعہ پھر اائے تھے جبکہ شہریار نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا لیکن مسکراہٹ نہیں چھپا سکا اور پھر اسے چڑھاتے بولا بہت اچھا ہوا مجھے نہیں بتا کر گئی تھی نا اسی لیے یہ سب ہوا۔۔۔

عشاء نے نظر اٹھا کر اسے مسکراتے دیکھا تو غصے سے اس سے دور ہوتے بولی جائے مجھے نہیں کرنی اپ سے بات اور۔۔اور کیا محترمہ شہریار نے اسے مزید چڑھایا تو بولی میں گندی ہی رہوں گی اور۔۔۔اور شہریار نے بھرپور مسکراتے پوچھا ہمیشہ اپنی چادر لے کر رکھوں گی عشاء نے غصے سے جواب دیا۔۔۔اور پھر میں تمہیں

کمرے سے نکال دوں گا شہریار نے اطمینان سے مسکراتے اسے جواب دیا۔۔۔
عشاء نے نم نگاہوں سے بے یقینی کے ساتھ شہریار کو دیکھا اور شدت سے روتے بولی اپ کو میری کوئی فکر نہیں ہے نا؟؟؟ تو شہریار کو احساس ہوا اس نے کتنے غلط وقت پر اس کے یہ ساتھ مذاق کیا؟؟ عشاء اس سے دور ہوتے روتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف بڑھی؟؟ کے شہریار نے پیچھے اپنا سر پکڑا اب اسے اپنی بے وقوف ضرورت سے زیادہ حساس بیوی کو منانا بھی پڑھنا تھا جو خوامخواہ رورو کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ شہریار بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹتے بولا شہریار خان زادہ دل بھی اس لڑکی سے لگایا ہے جس کے پاس دماغ نہیں کہتے وہ بے بسی سے ہنسا تھا۔۔۔ قریباً ادھے گھنٹے بعد وہ نکھرے نکھرے حلیے میں بنا چادر کے چینجنگ روم سے نکلی۔۔۔ شہریار نے نظر اس کے چہرے پر ڈالی تو انکھیں اور ناک سرخ ہوتے رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔۔۔ بنا شہریار کی طرف دیکھے وہ خاموشی سے اپنے صوفے کی طرف بڑھی۔۔۔ بنا موبائل کے اسے لیٹتا دیکھ کر شہریار کچھ حیران ہوا کیونکہ یہ اس کے موبائل دیکھنے کا ٹائم تھا۔۔۔ خیر کچھ سوچتے شہریار نے اسے پکارا اور بولا یہاں آؤ بٹر فلائی۔۔۔ تو وہ خاموشی سے اٹھتے

بیٹھ کے قریب اکے کھڑی ہوئی شہریار نے ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور بولا خیریت ابھی تو محترمہ آپ کہہ کے گئی تھی گندی رہا کروں گی اور چادر بھی لے کرر کھا کروں گی اب یہ سب کیا ہے؟؟ سوری عشاء نے یوہی نظریں جھکائے کہا تو شہریار حیران ہوا اور بولا سوری کس لیے؟؟ جو میں نے اپ کے ساتھ مس بیہیو کیا۔۔۔ آہا۔۔ ٹھیک لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم اپنا چھوٹا سا دماغ کس سلسلے میں اتنا استعمال کر چکی ہو۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا لیکن پھر نظریں جھکاتے بولی میں سو جاؤں۔۔۔ اس کی انکھوں میں غصہ صاف جھلک رہا تھا۔۔۔ ہاں سو جاؤ اور روز میرے پاس بیڈ پر سوتی ہو اج صوفے کی بہت یاد ارہی ہے جو وہاں پہنچ گی ہو۔۔۔ خاموشی سے اٹھتے عشاء دوسری طرف سے اکر بیڈ پرا کر لیٹی۔۔۔ شہریار اس کے اکھڑے رویے پر سخت بیزار ہوا اور بولا عشاء یہ کیا طریقہ ہے؟؟ شہریار کی اواز میں غصہ محسوس کر کے عشاء اٹھ کر بیٹھی اور بولی کیا ہوا؟؟ وہ تو تم مجھے بتاؤ گی کہ اخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ میں نے کیا کیا عشاء نے انکھوں میں انسو بھرتے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں کیا تم نے بس میرا دماغ خراب کرتی ہو کہتے وہ بیڈ سے اٹھا۔۔۔ عشاء کو اس کا غصہ کرنا سمجھ میں نہیں آرہا

تھا اب تو عشاء نے اس سے معافی بھی مانگ لی تھی کہ کہیں وہ سچ میں اسے کمرے سے باہر نہ نکال دے واپس اسے چوہوں والے کمرے میں جانا پڑے گا۔۔۔ کہ شہریار سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتا کمرے سے تن فن کرتا نکل گیا۔۔۔ جبکہ شہریار کو عشاء کا خود سے لاتعلقی کا اظہار کرنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ اگر وہ ناراض تھی تو لڑ جھگڑ لیتی شہریار اسے منا تا لیکن وہ تو واپس اپنے خول میں سمٹ گئی تھی۔۔۔

ایت کی چھٹیاں ختم ہو گئی تھیں اور اج وہ واپس اسلام اباد ائی تھی۔۔۔ ایئرپورٹ پر اسے وہاب لینے ایا تھا تاکہ وہ سیدھا اسے اپنے ساتھ گھر لے جا سکے اور پھر منڈے مارننگ وہ اسے ہاسٹل ڈراپ کر دے گا۔۔۔ سلام دعا کے بعد گاڑی میں بیٹھے ایت نے کہا

تم مجھے مس کر رہے تھے کیا انکھیں گھماتے رخ وہاب کی طرف موڑیں وہ شرارت سے بولی۔۔۔ نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے وہ دراصل میری الماری صحیح

کرنے والی ہے چل کر وہ کر دو۔۔۔اچھا تو تم اپنے کام کروانے کے لیے مجھے لینے ائے ہو ایت اس وقت کچھ اور سننا چاہتی تھی لیکن وہاب تو وہاب اسے تو ایت کو چڑھانے میں بہت مزہ اتا تھا۔۔ہاں کہہ سکتے ہیں وہاب نے لب دبائے مسکراہٹ چھپاتے کہا۔۔۔ٹھیک ہے تو پھر گاڑی روکو مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ میرے اپنے بڑے کام ہیں۔۔۔جانتی تھی وہ ڈیٹ کبھی بھی گاڑی نہیں رکے گا۔۔۔خیر غصے سے اسے گھورتے وہ سامنے دیکھنے لگی۔۔۔۔ٹھیک ہے مسز جواپ کہیں کہتے وہاب نے گاڑی بلڈنگ کے سامنے روکی۔۔۔یہاں نہیں مجھے ہاسٹل چھوڑ کراؤ وہاب۔۔۔لیکن کیوں گاڑی سے اترتے وہاب نے اس کی طرف کا دروازہ کھولے ایت کا ہاتھ تھامتے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے کہا۔۔۔کیوں کا کیا مطلب ہے تم مجھے یہاں کام کروانے لائے ہو نا۔۔۔ہاں تو تمہیں کوئی مسئلہ ہے وہاب نے اس کا ہاتھ تھامے چابی سے فلیٹ کا دروازہ کھولتے اسے اندر لے جاتے کہا۔۔۔ہاں ہے بیوی ہوں تمہاری ملازمہ نہیں۔۔۔وہاب کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی اور بولا بیوی ہو تب ھی تو کہہ رہا ہو۔۔ہاں بیوی ہوں تو بیوی والے کام کرواؤ نا ملازموں والے کیوں کروا رہے ہو۔۔۔۔وہاب نے رخ

موڑے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کھینچتے اس کی انکھوں میں دیکھتے کہا۔۔۔تم بیوی والے کام بھی کہاں کرتی ہو جانم کہتے اس نے ایت کے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو لمحے میں ایت کی پلکیں حیا سے بوجھل ہوئی۔۔۔کچھ کسمساتے اس نے وہاب سے دور ہونا چاہا اور بولی مجھے بھوک لگی ہے وہاب۔۔۔اسے چھوڑتے وہاب ہنستا ہوا پیچھے ہوا اور بولا چلو تم فریش ہو کے آؤ میں کھانا لگاتا ہو۔۔۔کچھ دیر میں وہ دونوں چھوٹی سی ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ ایت وہاب کو دیکھتے بولی کھانا اچھا بنا ہے۔۔۔واقعی کیا وہاب نے انجان بنتے پوچھا۔۔۔ ہاں ایت نے پرجوش ہوتے کہا کیونکہ وہاب نے سب کچھ اس کی پسند کا بنایا تھا ۔۔۔چلو تم اندر جاؤ میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں ایت نے کھانے سے فارغ ہوتے برتن اٹھا کر سنک میں رکھتے کہا۔۔۔کچھ دیر میں وہ چائے کے دو کپ ٹرے میں رکھے کمرے میں ائی تو وہاب بیڈ پر لیٹا موبائل سکرول کرنے میں مصروف تھا۔۔۔چائے پیتے وہ دونوں ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہے کہ ایت نے اٹھ کر الماری کھولی تو دیکھ کر حیران ہوتے بولی وہاب یہ تو پہلے ہی ٹھیک ہے اس سے زیادہ اسے صاف کیسے کروں۔۔۔وہاب نے پیچھے سے اسے حصار میں لیا اور

بولا۔۔ تم نے تو کہا تھا بیوی ہو میری ملازمہ تھوڑی ہوں اور اب تم کام بھی بیویوں والے کرو گی نا۔۔۔۔ کہتے وہاب نے اس کی گردن سے بال ہٹاتے وہاں اپنے لب رکھے تو ایت مچلتے ہوئے اسے دور ہونے کی کوشش کرتے بولی تم بالکل بھی اچھا نہیں ہو وہاب اور میں کوئی بیویوں والے کام نہیں کر رہی۔۔۔ کیا سچ میں مزید ایت کی طرف جھکتے وہاب نے سرگوشی میں کہا تو ایت فوراً سے سر ہلاتے اس کے سینے سے لگتے چہرہ چھپا گئی وہاب کا قہقہ کمرے کے در و دیوار سے ٹکرایا ایت کی دل کی دھڑکنوں نے مزید رفتار پکڑی۔۔۔

ہائے۔۔۔

شہریار اور عشاء میں عجیب سی دوری اگئی تھی جس کی سمجھ دونوں کو ہی نہیں ارہی تھی کہ وہ چاہتے کیا ہیں۔۔۔ کچھ دیر پہلے شہریار گھر ایا تھا اور اتے ہی عشاء کو چائے لانے کا کہتے اوپر اپنے کمرے میں اگیا۔۔۔ عشاء چائے لے کر اوپر ائی تو

شہریار پر نظر پڑتے ہی چیختے ہوئے اس کی طرف بڑی۔۔۔ کیا ہوا اپ کو چوٹ کیسے لگ گئی ؟؟؟ کندھے پر سے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور خون کی چند بوندیں اس پر نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔ کچھ نہیں ہوا عشاء معمولی سی چوٹ ہے شہریار نے اسے مطمئن کرنا چاہا جو کہ لمحے میں اسے دیکھتے انکھوں میں نمی لائے اس کی پٹی کا جائزہ لیتے اس سے پوچھ رہی تھی ؟؟؟ اپ نے کسی سے جھگڑا کیا ہے آخر کیسے لگ گئی اپ کو چوٹ ؟؟ بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تم فکر مت کرو جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اتنا زیادہ خون نکلا ہے اور اپ کہہ رہے ہیں چھوٹی سی چھوٹ ہے عشاء نے پاس پڑی اس کی خون سے بھری شرٹ دیکھی اور پھر بولی دھیان کہاں تھا اپ کا کیسے ہو گیا ایکسیڈنٹ اپ کو بالکل کوئی فکر نہیں ہے۔۔ اگر اپ کو کچھ ہو جاتا تو روتے ہوئے وہ اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ تو کیا ؟؟ تمہاری جان چھوٹ جاتی نا مجھ سے شہریار نے اس کے کمر سہلاتے کہا۔۔۔ کیا مطلب ہے جان چھوٹ جاتی عشاء نے غصے سے اس سے دور ہوتے اسے گھورا اور پھر بولی سیدھا ہی کہہ دیں کہ اپ کو مجھ سے جان چھڑانی ہے یہ سب کہنے یا کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟؟ مجھے یوں ہی کمرے سے نکال دیں ویسے بھی میری

اپ کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔انسوؤں سے تر چہرہ لیے اب وہ باقاعدہ ہچکیاں بھرتے شہریار سے کہہ رہی تھی۔۔۔اس کے الفاظ پر شہریار کے ماتھے پر بل پڑا اسے بازو سے پکڑ کے اپنے قریب کرتے غصے سے بولا اگر تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے تو پچھلے 8 مہینوں سے تم میرے کمرے میں موجود کیا کر رہی ہو۔۔۔سنہری انکھیں گرے انکھوں میں گھڑی ہوئی تھی کہ عشاء نظر جھکا گئی... بولو جواب دو مجھے ؟؟؟ شہریار غصے سے کچھ اونچی اواز میں بولا۔۔اپ نے ہی کہا تھا اپ مجھے کمرے سے نکال دیں گے۔۔۔جب میں نے اپ سے پیسے مانگے۔۔۔وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی۔۔۔شہریار ہمیشہ کی طرح اس کے بے فضول رونے پر شدید بیزار ہوا اور اسے چھوڑتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھرتے غصے کو کم کرنے کی کوشش کرتے بولا میں صرف مذاق کر رہا تھا بے وقوف لڑکی اپنا کمرہ تمہارے ساتھ شیئر کر سکتا ہوں اپنا بیڈ تمہارے ساتھ شیئر کرتا ہوں بس ایک پیسے نہیں دے سکتا نہ تمہیں۔۔۔مجھے کیا پتہ تھا تم باہر جانے والی ہو۔۔۔بڑا تم مجھے بتا کر گئی تھی کہ میں شاپنگ پر جا رہی ہوں بے وقوفوں والے کام تم خود کرتی ہو پھر خواہ مخواہ کا رونا دھونا مچاتی ہو میرے سر پر۔۔۔۔

اب اپ مجھے بے وقوف کہہ رہے ہیں باقی ہر بات کو اگنور کرتے عشاء نے ہچکیاں بھرتے اسے دیکھتے کہا۔۔۔تو شہریار بولا اچھا تو تم بے وقوف نہیں ہو کیا؟؟ جو تمہارے پاس تھوڑا بہت دماغ ہے نا اسے سنبھال کے رکھا کرو بے فضول چلانے کی کوشش مت کیا کرو سمجھی۔۔۔نہیں میں نہیں ہوں بے وقوف لیکن اپ گندے ہو گئے ہیں اپ بھی سب کی طرح اب مجھے ڈانٹتے ہیں بے وقوف کہتے ہیں اور مجھ سے اچھے سے بات بھی نہیں کرتے اور اپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور۔۔۔اور کیا اس کے شکووں پر شہریار کا غصہ غائب ہوا لب اپنے اپ مسکراہٹ میں ڈھلے کہ مزید پوچھا۔۔۔اور اب۔۔اب تو بٹر فلائی بھی نہیں کہتے ایک اور شکوہ ایا۔۔۔شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور اس کی طرف بڑھتے ایک ہاتھ بڑھا کر اسے واپس اپنے سینے سے لگاتے بولا شکوے تم سارے بیویوں کی طرح کر رہی ہو اور پھر کہتی ہو تمہاری اہمیت نہیں ہے۔۔۔۔

کہتے شہریار نے اس کا سر چوما۔۔۔کچھ لمحے اس کے سینے سے لگے عشاء یوں ہی روتی رہی بہت دنوں بعد اس کی باہوں کا حصار نصیب ہوا تھا۔۔لیکن پھر اس

سے دور ہوتے بولی اپ کو چوٹ لگی ہے اپ ریسٹ کریں میں اپ کے لیے چائے لے کراتی ہوں یہ والی تو ٹھنڈی ہو گئی۔۔۔ کہ شہریار نے اس کی چہکتی ہوئی اواز پر مسکراتے ہوئے اوکے کہا اور بولا باہر کسی کو مت بتانا مجھے جھوٹ لگی ہے خوامخواہ سب پریشان ہو جائیں گے۔۔ جس پر عشاء سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔۔ بیڈ پر لیٹتے شہریار کو خود بھی اپنے بازو میں درد محسوس ہوا۔۔۔ عشاء نے اسے چائے کے ساتھ میڈیسن بھی دی جسے کھاتے ریسٹ کرنے کے لیے وہ سکون سے سو گیا۔۔۔

شہریار کی انکھ صبح بہت دیر سے کھلی۔۔۔ فریش ہونے کے بعد اس نے ملازمہ کو ناشتے کا ارڈر دیا تو کچھ ہی دیر میں عشاء کھانے کی ٹرے سجائے کمرے میں آئی۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے اپ کی شہریار کو واش روم سے نکلتا دیکھ کر عشاء نے پوچھا۔۔۔ ٹھیک ہے بٹر فلائی بس معمولی سی چوٹ ہے تم نے تو بیکار ہی ہوا بنایا ہوا ہے۔۔۔ اب اتنی بھی معمولی نہیں ہے۔۔ اور دوسرا اج اپ باہر مت

جایئے گا بہت سردی ہے اپ کا زخم اکڑ جائے گا۔۔شہریار کا پھینکا ٹاول بیڈ سے اٹھاتے عشاء نے اسے دیکھتے کہا تو شہریار مسکرایا اس کی فکر پر۔۔۔اچھا تو پھر میں سارا دن گھر کیا کروں گا ناشتہ کرتے عشاء کو کمرے کی چیزیں سمیٹتا دیکھ کر اس نے سوال کیا؟؟ کوئی مووی دیکھ لیجیے گا عشاء نے سہولت سے مشورہ دیا کہ شہریار بولا مجھے اکیلے مووی دیکھنے میں مزہ نہیں اتا اور تم میرے ساتھ مووی دیکھتی نہیں ہو۔۔شرارت سے کہتے اس نے نوالہ منہ میں ڈالتے اسے چھیڑا۔۔۔تو اپ اچھی موویز دیکھا کریں کچھ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ شہریار سے نظریں ملائیں بغیر اس کے کپڑے نکالتے بولی۔۔۔یا پھر اپنے فرینڈز کو کال کر لیں عشاء نے ایک اور مشورہ دیا۔۔۔ارے ہاں فرینڈز کو کال کرنے سے یاد ایا اج تمہاری رامین اپی کا برتھ ڈے ہے اسے وش کر دوں ورنہ ناراض ہو کے بیٹھی ہو گی۔۔۔کیا سچ میں۔۔۔موڑتے شہریار کو دیکھتے بولی اج رامین اپی کا برتھ ڈے ہے مطلب اپ کا بھی برتھ ڈے ہے۔۔۔شہریار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور بولا ہاں کہہ سکتے ہیں۔۔۔ہاں کہہ سکتے ہیں کا کیا مطلب یعنی اپ کا بھی برتھ ڈے ہے،ہیپی برتھ ڈے ٹو یو عشاء نے پرجوش ہوتے کہا تو شہریار بولا

تھینکس۔۔ لیکن بٹر فلائی ہسبینڈ کو کوئی ایسی برتھ ڈے وش کرتا ہے کیا۔۔۔ جب کہ عشاء نے برتن اٹھاتے اسے دیکھا اور بولی تو اور کیسے کرتے ہیں؟؟؟ جیسے بھی کرتے ہیں لیکن ایسے تو نہیں کرتے شہریار نے منہ بناتے کہا۔۔۔ اچھا عشاء نے کچھ پریشان ہوتے اسے دیکھا اور پھر بولی میں اپ کے لیے چائے لے کر اتی ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے لے اؤ کہتے شہریار اسے پریشان کرتے واپس سکون سے لیٹا۔۔

دارم ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھا اور بولا من تم یہ سوال مجھ سے دو گھنٹوں میں 200 دفعہ کر چکی ہو تھوڑا سا صبر نہیں ہے۔۔۔ جب میں کہہ رہا ہوں سرپرائز ہے سرپرائز رہنے دو نا۔۔۔ نہیں میرے سے نہیں ہوتا صبر تم مجھے بتاؤ ابھی رامین نے بضد ہوتے پوچھا؟؟ جب کہ دارم اسے فل اگنور کرتے اس کی گود میں بیٹھی جنت کو دیکھتے بولا دیکھا اپ کو ماما میں بالکل بھی صبر نہیں ہے؟؟ اس کے بلانے پر جنت نے اپنے چار دانتوں کی

بھرپور نمائش کی۔۔۔جنت بابا کو بتاؤ کہ اگر وہ ماما کو نہیں بتائیں گے نا تو وہ ناراض ہو جائیں گی اور برتھ ڈے والے دن کسی کو ناراض کرنا بہت غلط بات ہوتی ہے۔۔۔دارم نے گاڑی روکتے مسکراتے ہوئے رامین کو دیکھا اور بولا اترو میری بے صبری بیوی۔۔۔جنت کو دارم کو پکڑاتے رامین فوراً گاڑی سے اتری۔۔۔دارم یہ کیا یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے رامین نے برا سا منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

دارم نے خاموشی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اگے کی طرف بڑھا۔۔۔واؤ سمندر رامین کی انکھوں میں چمک ائی۔۔۔یہ بہت خوبصورت ہے دارم رامین نے اس کا بازو پکڑتے کہا۔۔۔کہ اتنے میں ایک بوٹ اکران کے پاس رکی۔۔۔دارم نے اگے بڑھتے بوٹ سے نکلتے ادمی سے بات کی اور پھر سنبھل کر بوٹ میں قدم رکھا اور اپنی ہتھیلی رامین کے سامنے پھیلائی۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے دارم کا ہاتھ تھاما اور بوٹ میں داخل ہوئی۔۔۔دارم یہ سب کیا ہے اگے بڑھتے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس نے پیچھے مڑ کے دارم کو دیکھا۔۔۔تمہارا برتھ ڈے گفٹ دارم بھی مسکراتے ہوئے اس کے قریب ایا۔۔۔وہاں صرف دارم

رامین اور جنت موجود ہی موجود تھے بوٹ اٹو تھی۔۔۔ ہر طرف پھول ہی پھول تھے اس کے بیچ میں ایک ایک ٹیبل اور تین چیئرز تھی اور اس پر کیک پڑا تھا۔۔۔ تھوڑا سا آگے ایک طرف خیمہ سا بنا ہوا تھا جسے پھولوں اور لائٹوں سے سجایا گیا تھا اور گدے پر بھی پھول بکھرے ہوئے تھے اور پاس ہی کھانے پینے کا کچھ سامان تھا چاند کی روشنی سمندر پر پڑتے الگ ہی خوبصورتی کو بیان کر رہی تھی ہر چیز ستاروں کے چھاؤں میں محسوس ہو رہی تھی ٹھنڈی ہوا جسم کو سکون دے رہی تھی۔۔۔ رامین ستائشی نظروں سے اس منظر کو سراہ رہی تھی کہ جنت نے خوش ہوتے تالیاں بجائیں۔۔ رامین اور دارم نے ایک ساتھ مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو دارم کی گود سے نکلنے کو مچل رہی تھی اور نیچے۔۔ نیچے کہتے زمین پر چلنا چاہتی تھی۔۔۔

دارم نے خاص طور پر بوٹ کو ہر طرف سے کور کرایا تھا کیونکہ وہ جنت کی شیطانیوں کو خوب اچھے سے جانتا تھا دارم نے اسے جوں ہی زمین پر رکھا تو وہ خوشی سے چیختے تالیاں بجاتے وہاں گھومنے بھاگنے لگی۔۔۔ دارم مسکرایا کہ رامین بھی اس کی خوشیاں دیکھ کر بولی اسے پاؤں نہیں پر مل گئے ہیں۔۔۔ کیونکہ اب

جنت بہت صفائی سے چلتی تھی بلکہ بھاگتی تھی یا کہہ لو اڑتی تھی۔۔۔دارم بھی ہنس دیا۔۔۔تو کیسا لگا میرا گفٹ رامین کی طرف بڑھتے اس کے کمر میں ہاتھ ڈال کے اپنے قریب کرتے دارم بولا تو رامین مسکرائی اور بولی تھینک یو۔۔۔ویسے میں نے تعریف کرنے کو کہا تھا شکریہ ادا کرنے کو نہیں دارم نے منہ بناتے کہا تو رامین ہنسی اور بولی اب کیک کاٹ لیں پہلے۔۔۔پھر تعریف کرتے ہیں۔۔۔وہ دونوں ٹیبل کے قریب ائے اور رامین نے جنت کو اواز دی جو گھومتے پھرتے ہاتھوں میں پھول پکڑے اس کے پاس اگئی۔۔۔اؤ بے بی کیک کاٹیں رامین نے اسے اٹھاتے ٹیبل پر رکھا اور دارم کو دیکھتے بولی دارم جنت کا برتھ ڈے بھی ہم اسی طرح سیلیبریٹ کریں گے۔۔۔کہ دارم کی مسکراہٹ سمٹی اور بولا جنت کا فرسٹ برتھ ڈے گزر گیا ہے من۔۔۔کیا کب تم نے مجھے بتایا نہیں رامین نے اسے گھورا۔۔۔بس کچھ دن پہلے قریب ایک ہفتہ دارم نے جنت کے معصوم سے چہرے پر نظر ڈالتے کہا۔۔۔لیکن کیوں دارم ہمیں اسے سیلیبریٹ کرنا چاہیے تھا اجر ہماری بیٹی کا فرسٹ برتھ ڈے تھا۔۔۔بس یوں ہی میرا دل نہیں کیا دادم نے جیسے بہانہ بنایا۔۔۔۔دارم تم نے اچھا نہیں کیا دراب لالا اور عروج

بھابھی کی ڈیتھ کی وجہ سے تم نے ان کی بیٹی کا فرسٹ برتھ ڈے تک سیلیبریٹ نہیں کیا اگر وہ ہوتے تو ایسا کبھی نہیں کرتے رامین کی انکھوں میں نمی چمکی ۔۔۔ کہ دارم نے ایک لمبی سانس بھری اور بولا ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو انشاءاللہ ہم نیکسٹ ضرور سلبریٹ کریں گے وہ کچھ اداسی سے مسکرایا اور پھر بولا چلو اب کیک کاٹو۔۔۔ہاں انشاءاللہ رامین نے مسکراتے ہوئے جنت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دارم کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ پر رکھتے ان تینوں نے کیک کاٹا۔۔۔دارم نے کیک کا چھوٹا سا پیس اٹھاتے رامین کو کھلایا اور رامین نے دارم کو۔۔۔رامین نے جیسے ہی جنت کو کیک کھلانے کے لیے منہ اس کی طرف کیا تو جنت خود ہی کیک کھانے میں مصروف تھی۔۔۔دارم اور رامین کو اسے دیکھ کر یکدم ہنسی ائی۔۔۔ رامین نے اس سے کیک لینا چاہا کہ جنت نے شور مچا دیا تو رامین نے فورا اسے واپس کر دیا یعنی وہ کیک خود ہی کھائے گی اسے کسی کے کھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

کچھ قدم چلتے وہ دونوں بوٹ کے کنارے ائے تو رامین ہوا سے اٹھتے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے دارم کو دیکھتے بولی یہ میری زندگی کا سب سے بیسٹ برتھ ڈے ہے۔۔۔

ہر برتھ ڈے ایسا ہی بیسٹ ہوگا اور خاص کر یہ ویک تو کیونکہ یہ ہفتہ دارم اسے ائرلینڈ گھمانے والا تھا اس کے بعد انہیں ایک ماہ کے لیے پاکستان جانا تھا۔۔۔

دارم نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنے قریب کیا اور بولا اپ میرے ساتھ ڈانس کریں گی۔۔۔ کہ رامین کھلکھلائی اور بولی اب اپ نے مجھے اتنا اچھا گفٹ دیا ہے اتنا تو میں کر سکتی ہوں لیکن وہ جانتی تھی دارم ڈانس کا صرف اس لیے کہہ رہا ہے کیونکہ رامین کو پسند ہے۔۔۔ میوزک ان کرتے دارم نے رامین کو کمر سے پکڑتے اپنے قریب کیا رامین نے ایک ہاتھ دارم کے ہاتھ میں دیا اور دوسرا اس کے سینے پر رکھا۔۔۔اہستہ اہستہ سٹیپ لیتے دونوں کو ایک دوسرے کی انکھوں میں دیکھ رہے تھے اور گانے کے بولوں نے ماحول کو اور بھی فسوں خیز بنا دیا تھا۔۔۔

تیری کالی انکھیں۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میرے خواب کا ہے دریا۔۔۔

میں اتر کے ان میں کھو گئی۔۔۔۔

ہے یہی ارادہ۔۔۔۔

تجھے چاہو خود سے زیادہ۔۔۔

دل سے ہے یہ وعدہ۔۔۔

میں ہوں ساتھ تیرے۔۔۔۔

گانے کے چند بولو کے ساتھ رامین خود بھی گنگنائی کیونکہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ الفاظ اسی کے لیے ہوں۔۔۔اس کا ساتھ دیتے دارم نے اسے گھماتے اگلے بول خود بھی گنگنائیں۔۔۔

اسماں ستاروں سے چھلکنے لگا۔۔۔

چاند سا تو جو مجھ میں چمکنے لگا۔۔۔

رہوں تیرے یوں پاس میں۔۔۔

بنوں تیرا احساس میں۔۔۔

یار جی لوا تیری ہر سانس میں۔۔۔

شام ساتھ تو ڈھلتا۔۔۔

تو صبح سا ہے نکلتا۔۔۔

تیرے سائے میں چلتا۔۔۔

میں ہوں ساتھ تیرے۔۔۔ میں ہوں ساتھ تیرے

رامین کی انکھیں بے اختیار نم ہونے لگی تھی دارم کے الفاظ کے ساتھ اس کی انکھیں بھی محبت کی گواہی دے رہی تھی۔۔۔

کہ دارم نے باری باری ان سنہری انکھوں کو چوما اور اپنے ساتھ لگاتے گانا مکمل کیا۔۔۔

ہے یہی ارادہ۔۔۔۔

تجھے چاہو خود سے زیادہ۔۔۔

دل سے ہے یہ وعدہ۔۔۔

میں ہوں ساتھ تیرے۔۔۔۔

اور پھر رامین کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولا من تمہیں بس جنت کی طرح رونے کا موقع چاہیے نا کہ رامین اسے دیکھتے نم انکھوں سے مسکرا دی۔۔۔

جنت نے شور مچاتے ماما بابا پکارتے ان دونوں کا دھیان اپنی طرف دلایا کہ وہ بھی وہاں موجود ہے۔۔۔رامین اور دارم نے ایک ساتھ اسے دیکھا جو کیک کھانے سے زیادہ اس کی مالش خود پر کر چکی تھی کہ رامین دارم کو دیکھتے بولی ویسے دارم تمہیں شادی کے تین چار سال بعد بچے چاہیے تھے۔۔۔دارم ہنسا اور بولا لیکن تمہیں تو جلدی چاہیے تھے نا وہ بھی تین چار اب کیا ہوا۔۔۔نہیں بابا یہ ایک ہی ٹھیک ہے دارم کے کندھے پر سر ٹکائے اس نے جنت کو دیکھتے ہاتھ کھڑے کیے تھے جو ٹیبل پر بیٹھے جی بھر کے کیک کھا چکی یا خود پر لگا چکی تھی اور اب رامین کی طرف ہاتھ کیے اسے اٹھانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔یعنی کھانا پینا ہو گیا ہے اب مجھے صاف ستھرا کر دو تاکہ میں مزید شیطانیہ کر سکوں۔۔۔رامین اور جنت کے انداز پر دارم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔رامین نے دارم کو دیکھا اور اسے گھورتے بولی مت ہنسو دارم۔۔۔اور جنت کی طرف بڑھی جواب بھی ہاتھ اٹھائے اسے ماما ماما کہتے پکار رہی تھی۔۔۔دارم میں اسے چینج کروا دوں کہتے وہ بوٹ میں بنے چھوٹے سے کمرے کی طرف بڑھی جہاں اس نے اپنے بیگ میں ایک ایک

سوٹ احتیاطن رکھا تھا اور جنت کے تو دو تین سوٹ وہ ہر جگہ لے کے جاتی تھی۔۔۔ باقی لگیج دارم الریڈی ہوٹل بھیج چکا تھا۔۔۔۔

دارم باہر لیٹا موسم کو انجوائے کر رہا تھا کہ جنت اپنا فیڈر ہاتھ میں پکڑے اس کے پاس ائی تو دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس لٹایا اور خوب مستیاں کی اس کے ساتھ جس میں جنت کی چیخیں اور کھلکھلانے کی اوازیں صاف واضح تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد جنت تھکے ہوئے انداز میں دارم کے سینے پر سر رکھے اب اپنا فیڈر پی رہی تھی۔۔۔ گہرے نیلے رنگ کے سادہ سے شلوار کرتے میں ہم رنگ دوپٹہ لیے رامین باہر ائے۔۔۔ اسے اتا دیکھ کر دارم مسکرایا اور بولا کیا من تم نے کپڑے بدل لیے ابھی تو میں نے تمہیں ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔ کیا فائدہ دیکھنے کا تعریف تو تم نے میری صبح سے کی نہیں رامین نے منہ بناتے کہا اور سوئی ہوئی جنت کو دارم کے سینے سے اٹھاتے اچھے سے کمبل اڑاتے لٹایا۔۔ کیا تعریف کیا کروں یار میں تمہاری دارم نے نظر اس کے خوبصورت چہرے پر ڈالتے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ ہاں بس اب تم میری تعریف کرنے سے بھی جان چھڑا لوں رامین نے اس کے سینے پر سر رکھتے

شکوہ کیا۔۔۔ کہ دارم نے مسکراتے ہوئے اس کا سر چومتے کہا ویسے اج تم نے میرا دیا ہوا پینڈنٹ پہنا مجھے بہت اچھا لگا۔۔۔ چلو شکر ہے تمہاری نظر تو پڑی رامین نے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے کہاں تو دارم ہستے ہوئے بولا میری نظریں تو ہر وقت تم پر رہتی وہ الگ بات ہے کہ پھر تم سے برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ ہاں تو ان نظروں سے مت دکھا کرو رامین کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے تھے۔۔۔ اچھا تو پھر کیسے دیکھا کروُ دارم نے اس پر جھکتے سرگوشی میں کہتے اس کے کان کی لو پر لب رکھے تھے۔۔۔ رامین نے خود کو مزید دارم کے سینے میں چھپایا تھا۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے اسے خود میں سمیٹتے کہا میری زندگی کا اکلوتا عشق ہو تم من۔۔۔ رامین نے چپکے سے دارم کے سینے پر ہونٹ رکھے۔۔۔ جنہیں محسوس کرتے دارم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا چوری چوری پیار کرنا چھوڑ دو من۔۔۔ کہ رامین نے شرماتے ہوئے اس کے بازو پر چپت لگائی اور بولی تم میرا چوری چوری والا پیار بھی پکڑ لیتے ہو۔۔۔ کہ دارم ہنس دیا وہ دونوں ایک دوسرے سے عشق میں مبتلا تھے اور یہ لمحات انہیں قسمت سے نصیب ہوئے تھے۔۔۔۔

سر اس باس ایم نے کسی بھی اس پاس والے ہسپتال سے کوئی پٹی نہیں کروائی ہم تقریبا سب سے ہی پتہ کروا چکے ہیں انسپیکٹر ولید کے ساتھی نے اسے اطلاع دیتے کہا۔۔۔انسپیکٹر ولید نے اپنا سر پکڑا وہ چکرا کر رہ گیا تھا اس باس ایم کو پکڑتے ہوئے۔۔۔اس دن گولی اس کے کندھے پر نہیں ٹانگ پر مانی چاہیے تھی ۔۔۔وہ ڈھیٹ گولی لگنے کے باوجود بھی بھاگ گیا انسپیکٹر ولید کو تو اس بات کا دکھ ہی کھائے جا رہا تھا کہ ایک دفعہ پھر اسے چکمہ دے کر بوس ایم فرار ہو گیا۔۔۔ اوپر سے اسے اج کمشنر کے پاس جانا تھا اور ایک دفعہ پھر اس کی لعن تان سننی تھی ۔۔۔

کل وہ اچھا خاصا بوس ایم اور اس کی ٹیم کو پکڑ چکا تھا لیکن عین وقت پر انہوں نے وہاں پوائزن گیس چھوڑ دی جس کی وجہ سے ان کی انکھیں بری طرح سے بند ہو گئی۔۔۔اور خود وہ سب چشمہ لگاتے وہاں سے فرار ہو گئے اس کے باوجود انسپیکٹر ولید بوس ایم پر گولی چلا چکا تھا جس کا وہ اثر نہ لیتے وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔۔۔

اگلی ایپیسوڈ صرف ان لوگوں کو ملے گی جنہوں نے میرا انوائٹ ایکسیپٹ کیا ہوا ۔۔ کیونکہ ایک ہی پوسٹ ڈفرنٹ گروپ میں بار بار کرنے کی وجہ سے فیس بک پوسٹ کو ڈیلیٹ کر رہی ہے اس لیے اگر اپ کے ناول پڑھنا چاہتے ہیں تو آمنہ خالد ناولز کو لائک اور فالو کریں۔۔۔ 21 ایپیسوڈ میں نے تین دفعہ گروپ میں پوسٹ کی ہے لیکن وہ ہر دفعہ ڈلیٹ ہو جاتی ہیں۔۔۔ سو میں کچھ نہیں کر سکتی اس لیے ناول اپ کو یہیں مل سکتا ہے۔۔۔

عشاء شہریار کو چائے دینے کے بعد غائب ہو گئی تھی۔۔ شہریار بور ہوتے دوبارہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔۔ ڈھیروں میسجز ائے تھے اسے برتھ ڈے وشز کے لیکن اس کا ریپلائی دینے کا کوئی موڈ نہیں بن رہا تھا۔۔۔ مگر اسے عشاء کے ضروری کاموں کی سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔۔ طیبہ چچی اپنے مائکے گئی ہوئی تھی اور سکینہ بی بی گاؤں کی عورتوں کے مسئلے حل کرنے میں لگی رہتی اور اس کی اپنی مورے تو عشاء کو کچھ کہتی ہی نہیں تھی پھر اللہ جانے اسے کون سے کام

تھے۔۔۔جب کہ عشاء کی زندگی تو آج کل بہت ہی پر سکون گزر رہی تھی کام اسے کوئی کرنا نہیں پڑتا اور ڈانٹنے والا تھا کوئی نہیں ملیحہ ایت بھی ہوسٹل ہوتی۔۔۔شہریار تو شروع سے ہی اسے کچھ نہیں کہتا ہوں۔۔۔اور اب تو وہ ملازموں کو بھی سختی سے کہہ چکا تھا جس وجہ سے وہ سب بھی عشاء کی عزت کرتی اور اسے کوئی کام کرنے کو نہیں کہتی۔۔۔

عشاء نے کمرے میں اتے دروازہ بند کیا اور ٹرے کو بیٹھ کے سائیڈ پر اہستہ سے رکھتے چادر اتارتے اپنے حلیے کا جائزہ ائینے کے سامنے کھڑے ہوتے لیا اور پھر مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھتے اس نے کمرے کی لائٹ آف کرتے کینڈلز چلائیں اور اگے بڑھتے شہریار کو اہستہ سے جگاتے بولی۔۔۔شہریار۔۔۔شہریار اٹھیں۔۔۔کیا ہے بٹر فلائی سونے دو شہریار نے کروٹ بدلتے کہا۔۔کہ عشاء دوبارہ اہستہ سے اس کا کندھا ہلاتے بولی شہریار نہیں نا۔۔۔شہریار پلیز اٹھ جائیں ۔۔۔ہائے بٹر فلائی ایسے کہو گی تو جان بھی دے دو۔۔نیند کی قربانی تو چیز ہی کیا ہے۔۔۔مدھم سی روشنی میں اٹھ کر بیٹھتے شہریار نے کچھ سرخ ہوتی انکھوں سے اسے دیکھتے کہا تو عشاء کے دل ♥ نے ایک بیٹ مس کی چہرے پر سرخی

دوڑ گئی۔۔۔بے اختیار ہوتے عشاء اس کی سنہری انکھوں میں دیکھنے لگی کہ شہریار مسکراتے ہوئے ہلکا سا جھکا وُاس کی طرف دیتے بولا یوں مت دیکھا کرو بٹر فلائی پھر تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔اپ۔ کو نہیں ہو گا ٹرانس کی کیفیت میں وہ بولی تو شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور اہستہ سے اس کی ناک کو چھوتے بولا میرا پیار تم ہینڈل نہیں کر پاؤں گی۔۔۔اپ کو کیسے پتہ عشاء نے کچھ برا مناتے کہا۔۔کہ شہریار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا تو عشاء ایک لمحے میں کچھ گھبرا گئی شہریار مسکراتے ہوئے بولا بے حال تم میری ذرا سی قربت پر ہو جاتی ہو اور باتیں تم پیار محبت کی کر رہی ہو بٹر فلائی تو تھوڑا بہت پیار ہو نہ جائے اج۔۔۔کہ عشاء کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے کہ اس سے کچھ فاصلہ قائم کرتے بولی نہیں وہ میں اپ کے لیے کیک لائی تھی چلیں اب اپ کٹ کریں۔۔۔شہریار نے اسے چھوڑتے کمرے کی لائٹس ان کی۔۔۔تو پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا کہ عشاء نے چھوٹا سا کیک اس کے سامنے کیا اور نائف شہریار کی طرف بڑھی۔۔جسے تھامتے وہ دل سے مسکرایا۔۔۔شہریار کیک کاٹنے لگا کے عشاء بولی پہلے ویش مانگیں پھر کینڈلز کو پھوک ماریں اور پھر کیک کاٹیں

نا۔۔۔بٹر فلائی اس سب کی کیا ضرورت ہے؟؟ضرورت ہے نا چلیں اپ انکھیں بند کر کے وش مانگے۔۔۔لمحے کے لیے شہریار نے انکھیں بند کی اور پھر کھولتے کینڈلز کو پھونک مارتے انہیں بجھایا۔۔۔اور عشاء کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے کیک کاٹا اور اس کا چھوٹا سا پیس اٹھاتے عشاء کی طرف بڑھایا تو عشاء مسکراتے ہوئے بولی میرا نہیں اپ کا برتھ ڈے ہے اور وہی پیس پکڑتے اس نے شہریار کے منہ میں ڈالا۔۔۔

شہریار نے کیک کھاتے عشاء سے کہا بٹر فلائی تم بھی کھاؤ بہت مزے کا ہے کہتے شہریار نے چیچ عشاء کی طرف بڑھایا کہ پھر کچھ یاد انے پر بولا بٹر فلائی تم نے کیک منگایا کیسے؟؟جو ملازم سبزی لاتے ہیں انہی سے منگوایا تھا۔۔۔اور۔۔۔ایک لمحے کے لیے وہ رکی تو شہریار بولا اور؟؟میں نے پیسے اپ کے والٹ سے نکالے تھے کہ شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا اب تم مینٹلی طور پر بھی بیوی بن چکی ہو بٹر فلائی کیونکہ صرف بیویاں ہی شوہروں کے والٹ سے یوں پیسے نکالتی ہیں۔۔۔تو اپ مجھ سے ناراض نہیں ہوگے عشاء نے شہریار کی طرف دیکھتے پوچھا تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا میں کیوں ناراض ہوں گا بھئی تمہارا حق ہے

جیسے چاہے استعمال کرو۔۔۔شہریار کے الفاظ پر عشاء کے چہرے پہ جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔کہ عشاء اٹھنے لگی تو شہریار نے اس کا بازو پکڑتے لیٹتے ہوئے اسے خود پر گرایا۔۔۔اور بولا برتھ ڈے فلائی باقی سب تو ٹھیک ہے اب مجھے گفٹ کون دے گا؟؟عشاء کچھ پریشان ہوئی۔۔۔ایک تو اس کے قریب ہونے پر دوسرا اس کے پاس تو کوئی گفٹ ہی نہیں تھا کہ پھر کچھ مایوس ہوتے بولی میں گفٹ کہاں سے لاتی لیکن جب ایت ائے گی تب میں اس کے ساتھ جا کر اپ کے لیے گفٹ لے آؤ گی۔۔۔

لو بٹر فلائی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی برتھ ڈے اب ہے گفٹ تم اتنی دیر بعد دو گی اس کا کیا فائدہ۔۔۔شہریار نے انتہائی افسوس سے کہا کہ عشاء بولی اپ میری بات سمجھے نا میں کیسے گفٹ لاتی۔۔اس کی معصومیت پر شہریار کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا کہ بولا گفٹ تو تم مجھے دے سکتی ہو اب دیتی ہو یا نہیں یہ تمہاری مرضی ہے۔۔۔کیا عشاء نے حیران ہوتے جلدی سے پوچھا۔۔۔بتادو شہریار نے سیدھے ہوتے اس کا سر اپنے بازو پر رکھتے کہا تو عشاء فورا بولی جی بتائیں۔۔۔۔چلو شاباش پھر مجھے کس kiss کرو؟؟کیا عشاء نے پوری انکھیں کھولے حیران ہوتے اسے دیکھا

توشہریار بولاہاں دو مجھے میر اگفٹ ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔۔۔ دیکھیں یہ بہت غلط بات ہے گفٹ اپنی مرضی سے دیتے ہیں اور اپ زبردستی لے رہے ہیں عشاء نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔ کہ اس کی دلیل پر شہریار بولاہاں تو دو پھر میر اگفٹ لائی تو تم ہو نہیں اپنی مرضی سے ۔۔۔ بعد میں لادوں گی ناعشاء نے اسے ٹالنا چاہا کہ شہریار بولا ٹھیک ہے پھر بعد میں ہی بات کرنا کہتے اس نے کروٹ بدلی۔۔۔ عشاء نے بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھا جو خواہ مخواہ ناراض ہوتے رخ پھیر گیا تھا لیکن پھر اہستہ سے اگے کو ہوتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اس پر جھکتے شہریار کی بیرڈ کو اپنے نازک ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ اس کا نازک نرم گرم پاک سا لمس محسوس کرتے شہریار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی۔۔۔ شہریار نے رخ موڑے عشاء کے چہرے پر ائی سرخی کو دیکھا اور پھر اپنے دوسرے گال پر انگلی رکھتے عشاء کو اشارہ کیا۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا تو شہریار نے اسے واپس اپنے حصار میں لیتے گھورا۔۔۔ عشاء نے کچھ مزید اس پر جھکتے اس کے ڈمپل پر اپنے لب رکھے تو شہریار نے انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھی عشاء نفی میں سر ہلاتے لمحے میں اس سے دور ہوئی کہ شہریار اس کے فرار کی

تمام راہیں بند کرتے اس پر جھکا عشاء نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کی۔۔۔ جس پر شہریار نے اسے گھورا تو وہ فورا جھکا گئی چہرہ خون چھلکانے کی حد تک سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ کہ شہریار نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوتے پیچھے ہوا جب کہ عشاء بغیر اس سے نظریں ملائیں اس کے سینے میں چھپی اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں اور بے حال ہوتی سانسوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ یہ غلط بات ہے بٹر فلائی یہاں دیکھو۔۔۔ چلو مووی دیکھتے ہیں عشاء بولی نہیں جواب لہجے میں ایا تھا۔۔۔ کیوں شہریار نے مسکراہٹ ضبط کرتے پوچھا جبکہ وجہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔ کہ عشاء دوبارہ بولی نہیں مجھے شرم اتی ہے اور اپ بالکل بھی اچھی موویز نہیں دیکھتے۔۔۔ بے ساختہ شہریار کا قہقہ کمرے کی در و دوار سے ٹکرایا تھا کہ بولا اچھا پہلے مجھے یہ بتاؤ تم اتنی شرم لاتی کہاں سے ہو۔۔۔ پتہ نہیں یہ دو لفظ کہتے ہوئے واپس اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔ کہ شہریار بولا اچھا تو پھر تم مجھے اپنی پسند ناپسند بتا دو۔۔۔ اپ جان کر کیا کریں گے عشاء نے اس کے سینے سے چہرہ نکالتے پوچھا تھا۔۔ کیا مطلب کیا کرو گا۔۔۔ ہسبینڈ وائف ہیں ہم ہمیں ایک دوسرے کے پسند ناپسند پتہ ہونی چاہیے

شہریار کو اس کا سوال بے تکا لگا تھا۔۔ کہ عشاء بولی مجھے تو اپ کی پسند ناپسند پہلے ہی پتہ ہے۔۔۔ اچھا جی اور وہ کیسے شہریار نے اسے دیکھتے سوال کیا تو بولی بس پتہ ہے عشاء نے ایک ادا سے کہا تو شہریار مسکرایا اور بولا اچھا ٹھیک ہے پھر بتاؤ۔۔۔ اوکے۔۔اپ کا فیورٹ کلر بلیک ہے اور لٹل بٹ اپ کو وائٹ بھی اچھا لگتا ہے۔۔۔ گیمز میں اپ کو کرکٹ پسند ہے۔۔ موویز اپ رومینٹک دیکھتے ہیں۔۔۔ کھانے میں اپ کو سائمہ اماں کے ہاتھ کا پلاؤ سب سے زیادہ پسند ہے۔۔۔ ناشتے میں اپ کو لازما پراٹھے کے ساتھ انڈا چاہیے۔۔۔ وہ املیٹ ہو یا فرائی ڈزن میٹر۔۔۔۔ اس کے بعد چائے پیتے ہیں اور رات کو بھی چائے لازمی پیتے ہیں۔۔۔ اور می بی ایک ادھ دفعہ باہر بھی پیتے ہوں اس کے علاوہ اپ فجر کی نماز اور جمعہ لازمی پڑھتے ہیں باقی جو پڑی گی ٹھیک ورنہ چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔ فجر کے بعد واک پہ جاتے ہیں۔۔۔ واک سے انے کے بعد فورا نہاتے ہیں۔۔۔ کیونکہ اپ کو گندگی نہیں پسند۔۔۔ شام کو انے کے بعد بھی نہاتے ہیں۔۔۔ اور اپ کو شلوار قمیض سے زیادہ ٹی شرٹ ٹراؤزر پہننا اچھا لگتا ہے۔۔۔ اور کبھی کبھی رات میں سگریٹ بی پیتے ہیں۔۔۔ واچز اور گلاسز بہت زیادہ پسند ہیں اپکو۔۔۔ اور

موبائل پر اپ ہمیشہ سامنے والے کو ڈانٹتے ہیں۔۔۔وہ سانس لینے کے لیے رکی
کہ شہریار منہ کھولے حیرانی سے اپنی چلتی پھرتی سیکرٹ ڈائری کو دیکھ رہا تھا۔۔
کہ عشاء دوبارہ بولی اپ کو ایک منٹ میں غصہ اجاتا ہے۔۔۔کہ شہریار نے اسے
گھورا تو بولی اور اپ مجھے گھورتے بھی ہیں۔۔۔لمحے میں وہ مسکرایا۔۔اپ کو
میرا موبائل اچھا نہیں لگتا اس سے اپ کی کوئی ذاتی دشمنی ہے۔۔۔اور اپکو
میرے بال پسند ہیں کہتے انکھوں میں ایک چمک ابھر کے غائب ہوئی تھی۔۔۔
اور میری چادر بالکل بھی نہیں لگتی ہے اپ کو اخری بات اس نے منہ بناتے کہی
تھی۔۔۔کہ شہریار گہرا مسکرایا اور بولا تم نے مجھ پر نظر رکھی ہوئی ہے نا؟ جی
نہیں یہ سب اپ کی روٹین ہے اور سارے کام تو میں اپ کے کرتی ہوں اور
آپ کے ساتھ رہتی ہو۔۔مجھے تو پتہ ہو گا نا پھر۔۔۔ہاں تو مجھے بھی تمہاری ساری
روٹین پتہ ہے شہریار نے بھی کچھ جتاتے ہوئے کہا۔۔۔کیا ہے بتائیں پھر عشاء
نے اٹھ کر بیٹھتے اسے دیکھتے پوچھا؟؟؟ہاں تو سنو پھر کہتے شہریار نے بولنا شروع
کیا۔۔جب تم صبح اٹھتی ہو تو میرا بازو اپنے اوپر سے ہٹانے کے لیے کوئی ادھا گھنٹہ
محنت کرتی ہو۔۔۔تو اپ جاگ رہے ہوتے ہیں مطلب کیوں تنگ کرتے ہیں

مجھے صبح صبح عشاء نے اسے گھورتے پوچھا؟؟تو شہریار بولا دیکھو میں تمہاری دفعہ نہیں بول رہا تھا ناتو تم بھی اب چپ کر کے سنو گی تو عشاء نے سر ہلا دیا۔۔۔پھر تم ایک عدد چیز سے ٹکرا کے انکھیں کھولتی ہو پوری۔۔۔پھر مجھے ناشتہ لا کر دیتی ہو اور کبھی کبھی میرے ساتھ ہی ناشتہ کرتی ہوں۔۔۔اور جب شام کو میں اتا ہوں ؟؟یہ کیا پورا دن کہاں گیا بیچ میں سے عشاء نے فورا کہا تھا تو شہریار نے اسے گھورا اور بولا میں نے کہا تھا نا بٹر فلائی چپ رہنا ہے۔۔۔تو عشاء برا منہ بناتے خاموش ہو گئی کہ شہریار بولا جب میں اتا ہوں تو تم موبائل لے کر بیٹھی ہوتی ہو میرے ہزار دفعہ بلانے پر تمہیں ہوش اتا ہے پھر مجھ غریب کو کہیں جا کر کھانا ملتا ہے۔۔۔اور تم دوبارہ اپنے موبائل میں مصروف ہو جاتی ہو اور رات میں جب میں بیڈ پر سونے لیٹتا ہوں تب زبردستی تم سے تمہارا موبائل لے کر اگر تمہیں اپنے قریب کر ہی لو تو تم نے یا تو رونا شروع کر دینا ہے یا میرے باتیں کرتے کرتے سو جانا ہے۔۔۔یہ اپ میری روٹین بتا رہے ہیں یا اپنے دکھ۔۔۔جائیں مجھے نہیں کرنی اپ سے بات کہتے وہ بیڈ سے اترنے لگی کہ شہریار نے اسے کھینچ واپس اپنے حصار میں لیا اور بولا ہاں تو تمہاری روٹین یہی ہے اب فضول میں ہی

غصہ ہو رہی ہو۔۔۔اور پتہ ہے تمہارا پسندیدہ مشغلہ کیا ہے۔۔کیا عشاء نے اسے دور ہوتے پوچھا تھا کہ شہریار بولا مجھ سے دور جانے کی کوشش کرنا اور دوسرا رونا اور تیسرا منہ بنانا۔۔اپ نا۔۔۔اپ بہت برے ہیں عشاء نے غصے سے مزاحمت ترک کرتے تھکتے ہوئے انداز میں اس کے کندھے پر سر رکھا تھا۔۔۔

شہریار ہنستے ہوئے بولا اتنی سی جان ہے تمہاری نہ ہلکان کیا کرو اسے۔۔۔اور دوسرا قسم سے بٹر فلائی تمہارے ساتھ میں بہت اچھا ہو کبھی کسی اور سے میرے بارے میں پوچھنا کہ میں کیسا ہوں۔۔۔میں کسی سے کیوں پوچھوں مجھے خود ہی پتہ ہے اپ بالکل اچھے نہیں ہیں۔۔۔ویسے تمہاری ہمت کی داد دینی پڑے گی۔۔بٹر فلائی میری باہوں میں موجود میرے سینے پر سر رکھ کے تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں اچھا نہیں ہوں اور تمہاری زبان ابھی تک سلامت ہے۔۔۔

کیا آپ میری زبان کاٹ دیں گے عشاء نے سر اٹھا کر نظر اس کے خوبرو چہرے پر ڈالی پوچھا۔۔۔میں ایسا کر سکتا ہوں شہریار نے اس کی گہری انکھوں میں دیکھتے الٹا سوال کیا؟؟ کہ عشاء نفی میں سر ہلاتے اپنا سرخ ہوتا چہرہ لیے واپس اس کے سینے میں چھپی گئی کے شہریار ہنس دیا۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی دبے پاؤں بیٹھ کے قریب گئی جہاں اس کے شوہر نامدار اوندھے منہ لیٹے سو رہے تھے وہ بھی شرٹ لیس۔۔۔دینا تو وہ اسے سرپرائز چاہتی تھی مگر اسے اس قدر سکون سے سوتا دیکھ کر شرارت سوجی اور اپنے بیک سے اپنا لپ کلوز نکالتے پیپر کو اپنے لپس کے انداز میں کاٹتے اب کمال مہارت سے وہاب کے پاس بیٹھے اپنی کارستانی انجام دینے لگی وہاب کی نیند ویسے بھی بہت گہری تھی اور اس بات کا اندازہ ایت کو بہت اچھے سے تھا۔۔۔اپنا کام ختم کرتے وہ اٹھتے شیطانی مسکراہٹ سے اسے دیکھتے کمرے کی لائٹ آف کرتے نکل گئی۔۔اور اب کمرے میں واپس اتے ایک ساتھ کمرے کی ساری لائٹ ان کرتے بولی۔۔۔سرپرائز وہاب اٹھ جاؤ۔۔۔۔وہاب نے مندھی مندھی انکھیں کھول کر اسے دیکھا انکھیں ملتے وہ بیڈ پر بیٹھتے اسے دیکھ کر مسکرایا کہ ایت منہ پر ہاتھ رکھے اسے بے یقینی سے دیکھنی لگی۔۔۔ساتھ ہی انکھوں میں انسو بھرے۔۔۔کیا ہوا ایت تم یہاں اچانک کسی نے کچھ کہا تم سے اب وہاب اپ کو

اس کے انسوں کی سمجھ نہیں ائی اس لیے اٹھ کر اس کی طرف بڑھتے بولا۔۔۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ وہاب ہاؤڈ ریو۔۔۔ وہاب کے اپنی طرف بڑھے ہاتھوں جھٹکتے وہ چیخی تھی۔۔ایت فور گاڈ سیک مجھے بتا ہوا کیا ہے تم اس طرح بیہیو کیوں کر رہی ہو؟؟ وہاب کو ایت کا رویہ بالکل بھی سمجھ نہیں ارہا تھا سونے سے پہلے اس کی ایت سے بات ہوئی تھی اور اس نے ویک اینڈ پر انے سے صاف انکار کر دیا تھا کہ اسے پڑھنا ہے لیکن اب خود اگئی تھی اور اس کے سامنے کھڑے صرف رو رہی تھی۔۔۔ وہاب میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم میرے ساتھ ایسا کچھ کر سکتے ہو۔۔۔ پلیز کم ڈوٗ مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے ائی پرومس میں سب ٹھیک کر دوں گا وہاب نے اسے جیسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا ہوا ہے تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کیا نہیں ہوا اب تو تمہیں یہ پوچھنا چاہیے۔۔۔ اور۔۔۔

اور۔۔۔ کیا ٹھیک کرو گے اب تم مجھے اب تمہاری کوئی بات نہیں سنی خبر دار جو مجھے ہاتھ بھی لگایا تو اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکتے وہ غصے سے چیخی تھی۔۔۔ ایت بس بہت ہوا۔۔۔ کیا۔۔ کیا ہے میں نے۔۔۔۔ وہ تو بتاؤ۔۔ اب کی بار وہاب غصے سے بولا تو ایت اس کا بازو تھامے اسے ائینے کے سامنے کھڑے

کرتی اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ گئی۔۔۔جب کہ وہاب تو ہکا بکا کھڑا اپنی گردن اور سینے پر جگہ جگہ کسیز کے نشان بنے دیکھ رہا تھا۔۔ پھر فورا۔۔وہاب نے پریشانی سے مڑتے ایت کو دیکھا اور بولا جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے ایت پلیز میری بات سنو۔۔۔وہ یکدم پریشان ہوا۔۔۔کہ ایت بولی اب سنو۔۔۔اب میں کیا سنوں سب میرے سامنے ہے وہاب تم اسی لیے مجھ سے پوچھ رہے تھے نا کہ میں اؤں گی یا نہیں مطلب تمہیں موقع مل جائے کسی اور کے ساتھ یہ سب وہ چہرے پہ ہاتھ رکھے پھر رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔کہ وہاب اگے بڑھتے فورا اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے بولا میرا یقین کرو میری جان مجھے نہیں پتہ یہ سب کیسے ہوا۔۔۔تمہیں نہیں پتہ تو کسے پتہ ہے کون تھی تمہارے ساتھ ایت نے اسے غصے سے گھورا۔۔۔وہاب بولا مجھے سچ میں کچھ نہیں پتہ میں تو سویا ہوا تھا اور تم نے ہی اکر مجھے جگایا ہے۔۔۔اچھا تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی لڑکی ائی وہ تمہارے ساتھ یہ سب کر کے چلی گئی اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلا ہے نا ایت نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

میرے یقین کروایت یہی سچ ہے وہاب نے بے بسی سے اپنا ماتھا مسلتے کہا تھا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے اگر تم کہہ رہے ہو تو میں مان لیتی ہوں ایت نے سکون سے کہتے ٹشو باکس ٹشو نکالتے ہیں اپنا چہرہ خشک کیا تھا۔۔۔ کہ وہاب نے اس کے بدلتے موڈ کو حیران نظروں سے دیکھا تو۔۔۔ایت بولی یوں مت دیکھو میں شکی ٹائپ کی بیوی نہیں ہوں۔۔۔اور مجھے پتہ ہے میرے ہینڈسم شوہر کے پیچھے لڑکیاں پاگل ہے۔۔۔وہاب نے بغور اس کا جائزہ لیا اس کا اطمینان قابل دید تھا کہ پھر مسکراتے ہوئے بولا صحیح کہہ رہی ہوں مسز لڑکیاں تو میرا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن میں صرف اپنی بیوی کا فائدہ اٹھاؤں گا۔۔۔اس کے اپنی طرف بڑھتے قدم دیکھتے ایت چیختے ہوئے کمرے سے نکلی۔۔۔ کہ وہاب نے پیچھے سے اواز لگائی اج تم مجھ سے بچ کر دکھاؤ ایت کی بچی یہ سب تم نے کیا ہے نا۔۔۔ایت نے باہر بھاگتے صوفے کے ایک طرف کھڑے ہوتے پھولے سانس کے ساتھ اسے دیکھتے کہا تو اور کون کر سکتا ہے ڈیئر ہبی۔۔۔میں نہ کہوں تم مجھے معاف کیسے کر دو وہ بھی اتنی اسانی سے وہاب نے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے اسے کہا۔۔۔تو ایت بولی تمہیں لگتا ہے میں تمہیں صفائی دینے کا

موقع بھی دیتی۔۔۔اگر یہ سب سچ ہوتا تا تو پہلی فرصت میں تمہاری جان لے لیتی۔۔۔جان تو اب بھی جائے گی وائفی لیکن میری نہیں تمہاری کہتے وہاب اس کی طرف لپکا کہ وہ مزید بھاگی۔۔۔وہاب نے صوفے پر چڑھتے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔۔توایت شور مچاتے بولی یہ چیٹنگ ہے وہاب۔۔۔اور جو ابھی میرے ساتھ کر کے ہٹی ہو اس کا کیا؟؟ وہ تو بس میں نے یوں ہی چھوٹی سی شرارت کی تھی ایت معصومیت سے انکھیں گھماتے بولی تو وہاب نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور بولا اب میری شرارت بھی برداشت کرنا میری جان رشتہ برابری کا ہے تو شرارتیں بی برابری کی ہونی چاہیے نا کہتے وہاب نے اس کی ٹھوڑی کو چوما تو ایت کی پلکیں لرزی چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے۔۔۔ایک تو وہ ایت کے بے حد قریب تھا اوپر سے اس نے شرٹ بھی نہیں پہنی ہوئی تھی اور ایت کے بنائے گئے لو مارکس پوری اب وتاب سے چمک رہے تھے کہ ایت مدھم سی اواز میں بولی وہاب پلیز جا کے فریش ہو جاؤ۔۔۔ایت کے چہرے پر بکھرے رنگ اس کی اواز کی گھبراہٹ محسوس کرتے وہاب نرمی سے اس کے رخسار کو چھوتے بولا کیا ہوا

میری شیرنی کو یہ اچانک بدلاؤ کیسا؟؟؟ پلیز وہاب ایک تو اتنی محنت کر کے میں تھک گئی ہوں جلدی شاور لے کر اؤ اور مجھے اچھا سا کچھ بنا کر کھلاؤ وہاب سے نظر ملائے بغیر ایت نے فرمائش کی تو وہاب بولا۔۔۔ہاں ہاں ضرور کہتے اس نے ایت کو باہوں میں بھرا کے ایت چیخی۔۔۔کہ وہاب مسکراتے ہوئے بولا مسز یہ جو رائتہ پھیلایا ہے نا اپ نے اسے صاف بھی اپ ہی کریں گی۔۔۔کہ ایت نے برے برے منہ بناتے کافی شور مچایا لیکن خیر وہ جانتی تھی اب اس شرارت کا خمیازہ تو بھگتنا ہی تھا اور اس بے شرم خان کی من مرضیاں بھی چھیلنی پڑنی تھی

اج حویلی میں بہت رونق لگی ہوئی تھی کیونکہ دارم رامین اور جنت واپس ائے تھے۔۔۔ سبھی گھر والے قریبا وہاں موجود تھے۔۔دارم اور رامین ایک ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ جنت کبھی بیٹھ جاتی ہے تو کبھی اٹھ کر گھومنے لگتی اور کوئی نئی چیز اٹھا کر لاتے دارم اور رامین کو دکھاتے خوش ہوتی۔۔۔جس پر

وہ دونوں ہنستے ہوئے کبھی ایک تو کبھی دوسرا اسے اٹھاتے پیار کرتا۔۔۔سائمہ بیگم بھی بہت خوش تھی کیونکہ جو رامین یہاں سے گئی تھی اور جو وہاں سے واپس ائی اس میں بہت فرق تھا ہستی مسکراتی دارم کی باتوں پر شرماتی جنت سے لاڈ کرتے وہ دارم کی بیوی اور جنت کی ماں لگ رہی تھی۔۔۔

وہ تینوں ہیپی فیملی کا مکمل منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔کھانا کھا کے کچھ ہی دیر میں وہ ارام کرنے کے لیے کمرے میں اگئے۔۔۔ابھی رامین جنت کو سلا کر ہٹی کہ دارم بیڈ پر بیٹھتے بولا اج تو بہت تھک گیا میں۔۔۔کیوں جناب اپ ائیر لینڈ سے پاکستان چل کر ائے ہیں جو تھک گئے۔۔۔جتنا بڑا لگج من تم لے کے ائی ہو نا قسم سے اسے اٹھاتے رکھتے ہی بندہ تھک جائے دارم نے جل کر کہا۔۔۔تو ٹھیک ہے پھر میں اور میری بیٹی واپس نہیں جائیں گے تاکہ تمہیں ہمارا سامان نہ اٹھانا پڑے اکیلے ہی جانا اب واپس کہتے رامین منہ بناتے چینجنگ روم کی طرف بڑی۔۔۔

من یہ سراسر غلط بات ہے خود تم جو بھی کہو میں سنوں اور اگر میں کچھ کہہ دوں تو تم منہ بنا لیتی ہو لیکن رامین ہاتھ کے اشارے سے اسے بولتے رہو کہتے واش روم گھس گئی۔۔۔واپس ائی تو دیکھا دارم کروٹ لیے لیٹا ہوا تھا اس کی ناراضگی

محسوس کرتے رامین مسکرائی وہ جان بوجھ کے دارم کو غصہ دلاتی۔۔۔رامین کو وہ خفا خفا سہ بھی اچھا لگتا۔۔۔کیونکہ رامین کے مطابق دارم کو لڑنا بالکل بھی نہیں اتا۔۔۔یا وہ اس سے جان بوجھ کر نہیں لڑتا تھا یہ بات اج تک رامین سمجھ نہیں سکی تھی۔۔۔بیڈ پر لیٹتے مسکراتے ہوئے رامین نے دارم کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائیں جھانکا تھا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس کا رخ اپنی طرف موڑنا چاہا۔۔۔لیکن دارم ڈھیٹ بنا لیٹا رہا تو بڑے لاڈ سے بولی میرے ہینڈ سم سے ہبی ناراض ہو گئے۔۔۔دارم نے کوئی جواب نہیں دیا کہ رامین پھر سے بولی دارم اب یہ غلط بات ہے اب تم میرے کمزور ہونے کا فائدہ اٹھا رہے ہو میں تمہیں کھینچ نہیں سکتی ورنہ جیسے تم مجھے زبردستی اپنے قریب کرتے ہو میں بھی کر لیتی ہوں۔۔۔دارم نے بنا اس سے نظر ملائے خاموشی سے رخ رامین کی طرف موڑتے اس کے بازو پر سر رکھا تو رامین نے اس پر جھکتے نرمی سے اس کی بیر ڈ پر لب رکھے۔۔۔اور بولی اب جنت کے بابا ناراضگی چھوڑ دے نا اگر زیادہ تھک گئے ہیں تو جنت کی مما ان کی ٹانگیں دبا دیتی ہیں بھرپور معصومیت کا مظاہرہ کرتے بیچارگی سے کہتے وہ دارم کو ہنسنے پر مجبور کر گئے۔۔۔دارم کے ہونٹ

مسکراہٹ میں ڈھلے اور بولا جنت کی ماما اور کچھ نہ کریں ڈرامے کم کیا کریں۔۔۔اور رامین کھلکھلاتے ہوئے بولی یہ تو مشکل ہے۔۔۔تو دارم ہنس دیا۔۔۔رامین فوراً بولی اب تم مان گئے ہو تو پلیز میرے بازو سے سر ہٹا لو قسم سے بہت درد کر رہا ہے۔۔۔دارم نے اس کا بازو اپنے سر کے نیچے سے نکالتے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور محبت سے رامین کے بازو پر ہونٹ رکھے۔۔۔تو رامین نے مسکراتے ہوئے اپنا سر دارم کے سینے پر رکھا اور سکون سے انکھیں موند گئی۔۔۔

کتنا اچھا موسم ہے ناآج بہت دنوں بعد دھوپ نکلی۔۔۔سائمہ بیگم رامین سے باتیں کرتے اسے بتا رہی تھی۔۔۔رامین باہر لان میں سائمہ بیگم کے پاس جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی جب کہ سائمہ بیگم اور دارم پاس ہی صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔اور جنت کو تو جیسے کھلی جگہ پر بھاگنے کا موقع مل گیا تھا وہ تو یہاں سے وہاں ٹہلتے خود ہی ہنسنے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔۔اسے پھولوں کی طرف بڑھتا دیکھ کر رامین اٹھتے اس کے پیچھے گئی کہ کہیں وہ پھول توڑتے ہاتھوں میں کانٹے نہ لگوا لے کیونکہ رامین کو اچھے سے پتہ تھا جنت کو پھول بہت پسند

ہیں۔۔۔رامین جنت کو پھول توڑ کر دے رہی تھی کہ سائمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے دارم کو دیکھا جس کی نظریں جنت اور رامین کا طواف کرتے مسکرا رہی تھی تو دارم کو دیکھتے بولی میں نے کہا تھا نہ دارم کہ رامین تم سے بھی زیادہ ایک دن جنت سے محبت کرے گی اور دیکھ لو۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ چوما اور بولا اپ صحیح تھی چھوٹی ماں اپ ہمیشہ ہی صحیح ہوتی ہیں اور ایک دفعہ پھر رامین اور جنت کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر بولا اپ جانتی ہیں اس دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں جو دارم مراد خانزادہ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہو جاتی لیکن کوئی بھی جنت کی ماں نہیں بن سکتی تھی جنت کی ماں صرف میری من بن سکتی تھی۔۔۔تو سائمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ایک نظر ہستی مسکراتی ماں بیٹی کو دیکھتے ماشاءاللہ کہا۔۔۔کہ کچھ ہی دیر میں ملازمہ صائمہ بیگم کو کسی کام کے سلسلے میں اندر بلانے ائی تو وہ اٹھ کر اس کے ساتھ چلی گئی۔۔۔ رامین واپس مسکراتے ہوئے اب دارم کے پاس بیٹھی کہ دارم صوفے کے پیچھے بازو پھیلاتے اس کے قریب ہوا کہ رامین بولی ویسے دارم ہمیں یہ عید ائرلاینڈ ہی کرنی چاہیے تھی۔۔۔کیوں دارم نے سوالیہ نظروں سے پوچھا؟؟رامین بولی

کیوں کا کیا مطلب ہے دارم سنا نہیں تم نے بھوا جی ارہی ہیں عید کرنے وہ بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ رامین نے خاصے افسوس سے کہا۔۔۔تو دارم مسکراتے ہوئے بولا تو میری جان تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔فرق پڑتا ہے نہ دارم عجیب سے لیکچر دیں گی مجھے اور ساری باتیں اکے ان کی ہماری بیٹی پہ ختم ہو جائیں گی اور سب سے پہلے تو مجھے یہ پوچھیں گی کہ کوئی خوشخبری ہے یا نہیں؟؟اور اوپر سے ان کی بیٹیاں ان سے تو اللہ ہی معاف کرے۔۔۔کون سی خوشخبری دارم نے حیرانی سے اسے دیکھتے پوچھا تو رامین اسے گھورتے بولی تمہارے دوسری دفعہ بابا بننے کی خوشخبری اور کون سی دارم۔۔۔اچھا کو لمبا سا کھینچتے دارم گہرا مسکرایا کہ رامین اس کی مسکراہٹ سے چڑتے ہوئے بولی مسکرا کیوں نہیں ہو تم۔۔۔کہ دارم مزید اس کے قریب ہوتے بولا تو ہم بھوا کو یہ خوشخبری دے دیں گے نا۔۔۔رامین دارم کو گھورتے ہوئے بولی سوچنا بھی مت دارم جنت ابھی بہت چھوٹی ہے یہ ایک نہیں سنبھلتی مجھ سے۔۔۔۔تو دارم مسکراتے ہوئے بولا میں جانتا ہوں۔۔جان من اور یہی بات تم بھوا جی سے بھی کہہ دینا۔۔۔ہاں جیسے بھوا جی تو سمجھ ہی جائیں گی تمہیں کچھ نہیں پتا اس بارے میں اس لیے تم مجھے فضول

رائے بالکل مت دو۔۔۔اچھاٹھیک ہے تمہاری مرضی دارم نے کہتے کندھے اچکائے اور سامنے کھلتی اپنی پرنسز کو دیکھا جو پھولوں کو جگہ جگہ بکھیر رہی تھی۔۔۔ہاں تمہارے لیے تو ویسے بھی سب بہت اسان ہے تمہیں کون سا کوئی کچھ کہے گا رامین نے منہ بناتے کہا اور بولی اور اوپر سے اس دفعہ اپنی بیٹی اور بہوؤں کو بھی لا رہی ہیں بندہ پوچھے یہ گھر ہے یا ایدھی سینٹر۔۔۔ایسے نہیں کہتے من مہمان تو رحمت ہوتے ہیں۔۔۔ہاں تم تو یہی کہو گے زحمت میں تو وہ ہمیں ڈالیں گی۔۔۔رامین نے اسے گھورتے کہا کہ دارم ہنستے ہوئے بولا کیا یار کیا ہے ان کی بیٹی اور بہو کو دارم نے سرسری سا پوچھا اور بولا وہ تو ویسے بھی چھوٹی سی ہے نا۔۔۔جی نہیں جناب اپ نے سات اٹھ سال پہلے دیکھی تھی اب کوئی چھوٹی نہیں ہیں اور لائبہ کا تو ایک بیٹا بھی ہے لیکن اس کے ہسبینڈ کی ڈیتھ ہو گئی تو وہ بھی بھوا کے پاس ہی رہتی ہے۔۔۔۔اور باقی سب جب ائیں گے نا تو تم دیکھ لینا کیسے ہیں سب کے سب۔۔۔اس سے پہلے رامین مزید اپنے دکھ دارم سے بانٹتی۔۔۔کہ گیٹ سے اتی بلیک مرسیڈیز نے ان کا دھیان اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔ایت اور ملیحہ گاڑی سے نکلی اور دونوں دارم اور رامین کی طرف بڑی

انہیں سلام کرتے ملیحہ تو اندر کی طرف بڑھ گئی جب کہ ایت ابھی بھی رامین سے مل رہی تھی اور سرسری سا دارم سے بھی ملی لیکن رویہ اب کی بار اچھا تھا۔۔۔وہاب بھی گاڑی سے نکل کر دارم سے بہت گرم جوشی کے ساتھ ملا اور پاس ہی ٹہلتی جنت کو اٹھایا جس نے فوراً شور مچا دیا تھا۔۔۔کہ رامین نے جنت کو وہاب سے پکڑا اور وہاب کے لٹکے چہرے کو دیکھتے بولی وہاب بچے فوراً ہی کسی کے پاس نہیں چلی جاتے تھوڑا سا صبر کرو جلدی ہی تم سے گھل مل جائے گی لیکن پلیز اٹھانا مت۔۔۔ورنہ پھر روئے گی۔۔۔تو وہاب نے اچھا کہتے مسکراتے ہوئے جنت کے گال کھینچے جبکہ جنت نے شور مچاتے نچلا ہونٹ باہر نکالتے رامین کو دیکھا اور وہاب کی طرف اشارہ کر کے ماں سے شکایت کی۔۔۔کچھ نہیں ہوا میرا بے بی وہ تو اپ کے چاچو ہیں جبکہ جنت نے رخ موڑ لیا جو کہ وہاب سے اس کی ناراضگی کا اظہار تھا۔۔۔وہاب تو منہ کھولے حیرانی سے اس ننھی سی مصیبت کو دیکھ رہا تھا جب کے جنت کے انداز پر ایت کو بھی ہنسی ائی۔۔۔لیکن ایت تو اپنی بہن کے رویے پر حیران تھی جو جنت کو اٹھائے اسے بہلاتے پیار کرنے میں

مصروف تھی۔۔۔ خیر پھر وہ اندر ائے اور باری باری سب سے سلام دعا کرنے لگے۔۔۔

ارے واہ واہ کیا بات ہے بھئی تم اب بھی واک کرتے ہو۔۔۔ کچی سڑک پر دوڑتے جس کے اس پاس ہر طرف صرف سبزہ ہی سبزہ تھا شہریار نے دارم کے قدم سے قدم ملاتے کہا۔۔۔ اس کے تبصرے پر دارم نے مسکراتے ہوئے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور بولا اس میں حیران ہونے والی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ نہیں مجھے لگا کہ تم اب بڑھاپے کی طرف جا رہے ہو تو شاید اس قدر سپیڈ میں بھاگتے نہ ہو۔۔۔ شہریار نے بھرپور مسکراتے اسے چھیڑا دارم نفی میں سر ہلاتے مسکرایا۔۔۔ شہریار جانتا تھا دارم بہت کم بولتا ہے اس لیے پھر بولا ویسے مجھے بہت افسوس ہے۔۔۔ کس بات کا دارم نے اسے دیکھتے پوچھا کہ شہریار بولا تمہاری بیٹی کی انکھیں مجھ پر چلی گئی دکھ تو ہوا ہو گا تمہیں۔۔۔ دارم نے ایک لمبی اہ بھری اور بولا میری بیٹی کی انکھیں اس کی ماں پر گئی ہیں تم پر نہیں۔۔۔ کیا واقعی میرے خیال سے تو اس کی ماں کی انکھیں کالی تھیں؟؟ نہیں کیا شہریار نے

انجان بنتے پوچھا؟؟ لمحے میں دارم کے چلتے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔ شہریار نے چند قدم اگے رکتے مڑ کر دارم کو دیکھا اور بولا چلو بھی۔۔اب دارم نے واپس بھاگتے اس کا ساتھ دیا کہ شہریار کی زبان پر پھر خارش ہوئی تو بولا کچھ کھو گے نہیں۔۔۔ نہیں جواب ایک لفظی تھا۔۔۔اچھا منہ مت بناؤ اپنی بیوی کی طرح ۔۔۔ خیر میرے پاس تمیں سنانے کے لیے ایک گڈ نیوز بھی ہے۔۔۔ ویسے مجھے سمجھ نہیں اتا اگر تم تھوڑے سے الفاظ ضائع کر دو گے تو کون سا ختم ہو جائیں گے۔۔۔ کس گڈ نیوز کی بات کر رہے ہو۔۔دارم اپنے کام کی بات پر ایا؟؟؟ بے فکر ہو جاؤ میں تمہیں تایا نہیں بنا رہا دارم نے گردن موڑے اسے گھورا تو شہریار بولا

تمہارے دوست کے قاتل پکڑے جا چکے ہیں۔۔۔ دارم ایک دفعہ پھر رک گیا تو شہریار نے پیچھے مڑے اسے دیکھا اور بولا یار یہ تم بار بار رک کیوں جاتے ہو ۔۔۔ خیر بڑھتی عمر کا اثر ہے شاید لے لو سانس۔۔۔

کہاں ہیں وہ لوگ؟؟دارم نے مضبوط لہجے میں سوال کیا؟؟وہی ہیں جہاں انہیں ہونا چاہیے شہریار نے سکون سے کہا اور پھر بولا فکر نہ کرو تم سے زیادہ کڑی سزا انہیں دوں گا۔۔۔

دارم نے ہی شہریار سے دراب کے قاتلوں کو ڈھونڈنے کا کہا تھا کیونکہ شہریار سے بہتر یہ کام کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔یقیناً جنت کے بارے میں بھی اسے اس معاملے کی تہہ تک پہنچتے ہی پتہ چلا ہو گا۔۔۔

شک تو شہریار کو دارم پر شروع دن سے ہی تھا کہ وہ بچی دارم کی نہیں ہے۔۔۔کیونکہ دارم جیسا انسان اس کے خیال میں ایسا نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چھپ کر کسی سے نکاح کرے۔۔۔جب داجی رامین کا نکاح زمان سے کرانا چاہتے تھے۔۔۔تب وہ ڈٹ کے داجی کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا کہ وہ رامین کو پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔تو اگر تو وہ اپنے لیے تب سٹینڈ لے سکتا تھا تو اب بھی اسے کسی چیز کا خوف ڈر نہیں ہونا چاہیے تھا کہ وہ خوفیا نکاح کرتا پھرے۔۔۔

لیکن ہم اپنے کام کی بات پر اتے ہیں دارم نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولا کیسا کام۔۔۔ تمہیں جنت کے اڈاپشن پیپرز ختم کرنے پڑے گیے اور اسے قانونی طور پر اپنی اور رامین کی بیٹی ثابت کرنا ہو گا ورنہ اگے چل کر کبھی نہ کبھی یہ بات سامنے اجائے گی اور اس سے جنت کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ دراب عالم کی ہر چیز پر قانونی طور پہ اس کی اکلوتی بیٹی کا حق ہے جنت کے 18 سال کی ہو جانے پر تم اسے اپنے پاس زبردستی نہیں رکھ سکو گے۔۔۔ اور سفیر شاہ کی حویلی والوں کو لگتا ہے کے دراب کا وارث زندہ ہے وہی سب لوگ اس کا کاروبار اور اس کا پیسہ چاہتے ہیں اور اس کا بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے عشاء کو خون بہا کے بدلے ہمیں دے دیا تا کہ دارب کی بہن یا اس کا کوئی وارث نہ ہو اس کی جائیداد لینے کے لیے۔۔۔ تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہیے دارم نے شہریار کو دیکھتے پوچھا۔۔۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا میں سب کچھ کر چکا ہوں تمہیں بس رامین کے سگنیچر چاہیے کہ جنت تم لوگوں کے نکاح کے چار سال بعد پیدا ہوئی اور اس میں تمہیں کوئی مشکل بھی نہیں ہو گی کیونکہ تم دونوں کا نکاح پانچ سال پہلے ہوا تھا تو اسی لیے قانونی طور پر ثابت کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ائے گی کہ جنت

تمہاری اور رامین کی ہی بیٹی ہے۔۔۔ باقی جہاں وہ پیدا ہوئی جو بھی اس کا ڈیٹا تھا وہ سب میں خارج کروا چکا ہوں پیپرز میں نے بنوا لیے ہیں جتنی جلدی تم رامین سے سگنیچر لے لو گے اتنی جلدی جنت کا پاس بورڈ بن جائے گا۔۔۔ ٹھیک ہے تم گھر جا کے مجھے وہ پیپرز دے دینا میں شام تک رامین سے سگنیچر کروا لوں گا۔۔۔اور تم رامین سے کیا کہو گے وہ اسانی سے مان جائے گی کہیں تم نے اسے سب سچ تو نہیں بتا دیا شہریار نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے اب کی بار رکتے دارم سے پوچھا۔۔۔کے دارم پیچھے منہ کرتے مسکرایا اور بولا کیا ہوا نوجوان تھک گئے ہو ؟؟؟ تم نے زن مریدی میں سارے ریکارڈ توڑنے تھے یہ تو مجھے پتہ تھا لیکن خیر مجھے تم سے اس کی بھی امید نہیں تھی۔۔۔افسوس میں تمہاری امیدوں پر پورا نہیں اتر سکا لیکن وہ اس کی ماں ہے اس سچ کا جاننا تم سے زیادہ ضروری تھا۔۔۔ لیکن خیر مجھے نہیں لگتا تم یہ سب فی الحال عشاء کو بتاؤ گے۔۔۔ تمہیں کیا میں عقل سے پیدل لگتا ہوں لڑکیوں کے پیٹ میں ویسے بھی کوئی بات نہیں ٹکتی میرا دماغ خراب ہے جو میں اسے بتاؤں شہریار نے جیسے اسکی بات پر افسوس کیا تھا۔۔۔

لڑکیوں پر نہیں بیوی پر اعتبار کرنا چاہیے دارم نے اس کے جملے کی تصیح کی۔۔۔
کہ شہریار بولا بھی میں تمہاری طرح زن مریدی میں سارے ریکارڈ نہیں توڑ سکتا
کیونکہ وہ پہلے ہی تم توڑ چکے ہو۔۔۔اور دوسرا میری جاسوسی کم کروایا کروا گر کسی
دن تمہارے جاسوس میرے ہاتھ چڑھ گئے ناتو قسم سے ایک کو بھی میں زندہ
نہیں بخشوں گا۔۔۔دارم مسکرایا اور بولا تمہیں نہیں لگتا میں تم سے بڑا ہوں تو
تمہیں تمیز سے بات کرنی چاہیے۔۔۔کہ شہریار اسے گھورتے بولا تمہیں بھی
چاہیے کہ تم اب میرے کاموں میں ٹانگ اڑانا بند کر دو اب میں کوئی چھوٹا بچہ
نہیں ہوں۔۔۔میں نے کب کہا تم بچے ہو لیکن میں تو بڑا ہوں لمحے کے لیے
شہریار لاجواب ہوا تو دارم کو گھورتے خاموش ہو گیا۔۔۔دارم مسکرایا کہ اسے
اپنے پیچھے سے دارم لالا شہری لالا چلانے کی اوازیں آئی دونوں نے پیچھے مڑ کر
دیکھا تو وہاب ہانپتے ہوئے ان تک ایا۔۔۔ان کے قریب پہنچتے وہاب نے شہریار
کے کندھے پر ہاتھ رکھتے لمبے لمبے سانس بھرے۔۔۔تو شہریار بولا وہاب تم کب
سدھر و گے کیوں ہمیں پیچھے سے اوازیں دے رہے تھے۔۔۔اپ لوگ مجھے
کیوں اپنے ساتھ نہیں لائے اب تو میں چھوٹا بھی نہیں ہوں جو اپ لوگوں سے

پیچھے رہ جاؤ۔۔۔میں اپ دونوں سے زیادہ تیز بھاگ سکتا ہوں۔۔۔ہم خود بھی ایک ساتھ نہیں آئے دارم نے جواب دیا تو وہاب بولا مجھے پتہ ہے اپ دونوں جھوٹ بول رہے ہیں اپ بچپن سے یوں ہی کرتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔فلحال تو ہم سچ بول رہے ہیں۔۔لیکن بچپن میں کیا تمہیں اپنے ساتھ لاتے سارا وقت گرتے پڑتے رہتے تھے پیچھے۔۔۔چلو اب۔۔۔شہریار نے کہا اور بولا چلو دیکھتے ہیں کتنا بھاگتے ہو تم یہاں سے حویلی تک ریس لگاتے ہیں۔۔۔ٹھیک ہے وہاب نے پر جوش ہوتے حامی بھری تو ان تینوں نے حویلی کی طرف ریس لگا دی۔۔۔

دارم اور شہریار بچپن میں جب بھی باہر نکلتے تو وہاب کا ایک ہی رونا ہوتا مجھے ان کے ساتھ جانا ہے۔۔۔لیکن وہ دونوں منع کر دیتے کیونکہ وہاب چھوٹا تھا اور اسے ساتھ لے جاتے انہیں ہر وقت یہی فکر رہتی کہ وہ ٹھیک ہو۔۔۔دوسرا ریحانہ بیگم بھی وہاب کو دارم سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتی۔۔۔جسے دارم نے بہت دفعہ محسوس کیا تھا۔۔۔وہاب چھوٹا تھا لیکن دارم نہیں۔۔۔صائمہ بیگم شہریار دارم کو ہمیشہ باہر اکٹھے بھیجتی تھی۔۔۔جس وجہ سے ہم دونوں کی کافی دوستی بھی تھی۔۔۔۔لیکن بقول شہریار کے دارم بڑا ہونے کی وجہ سے اس پر

روب ڈالتا ہے اور اسے اس کی مرضی کا کام نہیں کرنے دیتا۔۔۔ لیکن خیر شہریار کی مرضی کا کام کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتا تھا وہ ہمیشہ مار پیٹ یا کوئی ایڈونچر ہی ہوتا تھا۔۔۔ کئی دفعہ وہ دارم کے منع کرنے پر رک جاتا اور کئی دفعہ ڈھیٹ بن جاتا اور یہ سلسلہ اب تک قائم تھا۔۔۔

حویلی میں پہنچتے سب سے پہلے وہاب نے قدم رکھا پھر شہریار اور دارم نے۔۔۔ ہنستے ہوئے پھلے سانسوں کے ساتھ جو ہی وہ ٹی بی لاونج میں پہنچے تو وہاب نے خوش ہوتے اپنی جیت کا نعرہ لگایا کہ سامنے کا منظر دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئے اور دارم کے علاوہ دونوں کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔ بوا جی اپنے پورے خاندان کے ساتھ پہنچ چکی تھی سامان رکھواتے خوب ہلا گلا کرتے سب ایک دوسرے سے مل رہے تھے کہ وہاب نے برا سا منہ بناتے دارم اور شہریار کو دیکھتے کہا ابھی تو عید میں پورا ہفتہ رہتا ہے بوا جی پہلے ہی اگئی۔۔۔۔ اب صحیح رونقیں لگائیں گی بوا جی شہریار نے بیزار سے لہجے میں کہا اصل فکر تو اسے اپنی بٹر فلائی کی ہوئی تھی جس کا سکون بوا جی غارت کرنے والی تھی۔۔۔ جب کہ عشاء توکل سے ہی پریشان گھوم رہی تھی۔۔۔ دارم لب دباتے بولا کچھ نہیں ہو گا

چلو شاباش سلام دعا کرو۔۔۔اپ کو نہیں پتہ لالا اب کیا کیا ہو گا وہاب نے ہنور منہ کہ برے ڈیزائن بناتے کہا۔۔۔کہ اتنے میں۔۔۔

السلام علیکم وہاب لالا کیسے ہیں اپ غزنوی نے مسکراتے ہوئے وہاب سے گلے ملتے کہاں تو وہاب بھی مسکراتے ہوئے اس سے سلام دعا کرنے لگا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ سب سے ملتے اب فریش ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچ چکے تھے۔۔۔

شہریار نے کمرے میں قدم رکھا تو بیڈ پر عشاء کو بیٹھے روتا دیکھ کر فورا اس کی طرف بڑھا۔۔۔کیا ہوا بٹر فلائی تم رو کیوں رہی ہو کسی نے کچھ کہا تم سے میں ابھی پوچھتا ہوں بتاؤ مجھے عشاء اور رونا بند کرو۔۔۔۔کہ عشاء نے ہچکیاں بھرتے شہریار کو دیکھا اور بولی نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔ شہریار پریشانی سے اس کے قریب بیٹھا اور بولا کہاں درد ہو رہا ہے بٹر فلائی۔۔ پین کلر لینی تھی درد کو ارام ائے۔۔۔سب سے زیادہ ہاتھوں میں اور کمر میں ۔۔۔پین کلر لی تھی میں نے کچھ دیر میں ارام اجائے گا عشاء نے انسوؤں سے پہلے

تر چہرہ لیے شہریار کو دیکھتے کہا۔۔۔اچھا چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں شہریار نے اس کے ٹھنڈے برف ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ان پر ہلکا سا دباؤ بڑھاتے کہا ۔۔۔نہیں ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے عشاء نے رونے کے دوران رک کر اپنی بھیگی انکھوں سے اسے دیکھتے کہا۔۔کیوں ضرورت نہیں ابھی تو کہہ رہی ہو درد ہو رہا ہے جب پین کلر سے بھی ارام نہیں ایا تو ڈاکٹر کے پاس تو جانا پڑے گا اور ہاتھوں کو کیا ہوا ہے شہریار نے پریشان ہوتے اہستہ اہستہ اس کے ہاتھوں کو دباتے پوچھا؟؟؟کہ عشاء بولی وہ بھوا جی نے دو گھنٹے مجھ سے اپنی ٹانگیں اور بازو دبوائے ہیں وہ بھی اتنا زور زور سے۔۔۔۔شہریار کو یکدم غصہ ایا لیکن پھر عشاء کو روتا دیکھ کر بولا اچھا میں بوا جی سے کہوں گا کہ وہ دوبارہ تم سے ایسا کوئی کام نہیں کروائیں اور ساتھ ہی اس نے اہستہ سے ہاتھ بڑھا کر عشاء کے انسو صاف کرتے کہا اور کمر میں درد کیوں ہو رہا ہے؟؟وہ۔۔۔وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے عشاء نے کچھ ہچکچاتے کہا تو شہریار اس کا ایک ہاتھ چھوڑتے اس کے ماتھے کو چھوتے بولا بخار تو نہیں لگ رہا بٹر فلائی تم نے کوئی بھاری وزن تو نہیں اٹھایا ۔۔۔نہیں عشاء نے نظریں جھکائے نفی میں سر ہلایا تو شہریار بولا چلو پھر ڈاکٹر کے

پاس چلتے ہیں۔۔۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ عشاء نے شہریار کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ شہریار بولا ایسے کیسے ٹھیک ہو جائے گا چلو اٹھو عشاء ہم ڈاکٹر کے پاس چل رہے ہیں اپ کی بار اس نے کچھ سختی سے کہا تو عشاء سر جھکائے بولی۔۔۔ شہریار اپ سمجھ نہیں رہے میں نے کہا نا میں صبح تک ٹھیک ہو جاؤں گی اب عشاء اس بات پر پچھتا رہی تھی کہ اس نے شہریار کو کیوں بتایا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ بیڈ سے اٹھتے شہریار نے مڑ کر اسے دیکھا اور ابھی وہ مزید کچھ کہتا کہ عشاء کا جھکا سر شرم سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر مسکرایا اور واپس اس کے پاس بیٹھتے بولا بٹر فلائی تمہیں بتانا چاہیے نا تمہاری کون سی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اور ساتھ ہی تکیہ سیٹ کرتے اسے لیٹنے کا اشارہ کرتے اٹھا۔۔۔ عشاء نے سکون کا سانس لیا کہ شہریار سمجھ گیا اور سکون سے لیٹے انکھیں موند لی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں شہریار واپس کمرے میں ایا اور چینج کرنے چلا گیا۔۔۔ دروازے پر دستک ہوئی عشاء نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ملازمہ نے اسے پلیٹ میں رکھے چار انڈے اور دو کپ چائے والی ٹرے پکڑائی اور چلی گئی عشاء نے ٹرے تھامتے بیڈ پر

رکھی اور واپس لیٹ گئی۔۔ شہریار نے کمرے میں اتے عشاء کو دیکھا اور بولا مجھے
لگا تھا بٹر فلائی تم چائے اور انڈے کھا چکی ہو گی لیکن کوئی بات نہیں چلو ساتھ
مل کر کھالیتے ہیں اور درد کم ہوا۔۔۔جی کچھ بہتر ہے اب پین کلر کا اثر ہو رہا ہے
عشاء نے اٹھ کر بیٹھتے چائے کا کپ تھامے کہا تو شہریار نے ایک انڈہ اس کی
طرف بڑھایا اور بولا چلو اسے بھی کھاؤ۔۔۔ نہیں مجھے انڈے اچھے نہیں لگتے
عشاء نے برا سا منہ بناتے چائے کا گھونٹ بھرا اور واپس بیڈ کراؤن کے ساتھ
ٹیک لگائی۔۔۔اور مجھے نخرے کرنے والی لڑکیاں اچھی نہیں لگتی اسے گھورتے
انڈہ زبردستی اس کے منہ سے لگایا۔۔۔چائے کے گھونٹ کے ساتھ عشاء نے
بمشکل انڈا کھایا کہ شہریار نے اگلا پیس اٹھاتے زبردستی اس کے منہ میں ڈالا اسی
طرح وہ عشاء کو پورے دو انڈے کھلا چکا تھا کہ اب عشاء کی انکھوں میں نمی جمع
ہونے لگی۔۔۔منہ خالی کرتے عشاء نے شہریار کو مسکراتا دیکھ کر کہا مجھے بھی اپ
اچھے نہیں لگتے۔۔۔

کیا سچ میں شہریار نے اپنے اور عشاء کے درمیان فاصلہ کم کرتے اس کے قریب
ہوتے کہا۔۔۔ج۔۔۔ی جی کہتے عشاء نے نظریں جھکائے اس کے سینے پہ ہاتھ

رکھ کے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے بٹر فلائی تم جھوٹ بول رہی ہو عشاء کا ہاتھ سینے سے اٹھاتے اپنے ہونٹوں سے لگائے شہریار نے عشاء کی گرتی اٹھتی پلکوں کو دیکھتے کہا۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے بال کان کے پیچھے کیے۔۔ ایک شرمیلی سے مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ائی اور پھر وہ رخ پھیر گئی۔۔۔۔ شہریار کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی یہ منفرد سا انداز تھا اظہار محبت کا۔۔۔ کیونکہ نا تو اس نے شہریار کو خود سے دور کیا اور نہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا وہ انکھوں کے ذریعے اپنے دل کی بات اس کے دل تک پہنچانا چاہتی تھی۔۔۔ شہریار نے بھی بنا کچھ کہے ہلکا سا جھکاؤ عشاء کی طرف دیتے اسکے رخسار پر اپنے لب رکھے تو عشاء فورا سے پیچھے ہوتے کمبل میں گھسی کہ شہریار نے ٹرے اٹھا کر سائڈ ٹیبل پر رکھی اور اس کے قریب پلٹتے اسے اپنے حصار میں لیا اور بولا تم غلط وقت پر مجھے بہکا رہی ہو عشاء۔۔۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا کہتے وہ شہریار میں سمٹی تو شہریار نے ایک لمبی سانس بھرتے اس کے سر کو چوما اور بولا اس سب کا حساب میں سود سمیت لوں گا۔۔۔ تو عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی اپ یہ سب چھوڑیں اور

میری بات سنیں شہریار مجھے ناپیسے چاہیے ؟؟ کیوں بٹر فلائی تمہیں پیسوں کا کیا کرنا ہے ؟؟ مجھے گفٹ لینے ہیں کس کے لیے گفٹ لینا ہے شہریار نے اسے دیکھتے پوچھا تو عشاء فورا بولی ایت کے لیے لینا ہے اور جنت کے لیے بھی۔۔۔

کیونکہ وہ سب بھی مجھے گفٹ دیتے ہیں ہمیشہ دارم لالا اور رامین اپی تو اتنی ساری چاکلیٹس اور بیوٹی پروڈکٹس بھی لائے ہیں میرے لیے۔۔۔ایت نے مجھے اتنی بیوٹی فل جیلری گفٹ کی ہے۔۔۔ لیکن اپ بے حد کنجوس ہیں شہریار نہ تو اپ نے مجھے کبھی کوئی گفٹ دیا اور نہ مجھے دوسروں کو دینے دیتے کہتے منہ بناتے عشاء نے کروٹ لی۔۔۔ کہ شہریار بولا اچھا ٹھیک ہے بتاؤ کیا گفٹ چاہیے ؟؟ اب وہ بھی میں ہی بتاؤں اپ کو لیکن خیر فی الحال تو اپ مجھے پیسے دیے نا اٹھ کر بیٹھتے اس نے شہریار کو کہا تو شہریار بولا ہاں تاکہ تم وہ گفٹ دوسروں کو دے

دو۔۔۔ہاں تو میری مرضی ٹھیک ہے اپ کو نہیں دینے مت دیے میں خود ہی مینج کرلوں گی عشاء نے واپس لیٹتے کمبل اوڑھے کہا کہ شہریار بولا اچھا کہاں سے مینج کر لو گی۔۔۔رخ موڑ عشاء نے شہریار کو دیکھا اور بولی اپ کے والٹ سے۔۔۔ تم میرے والٹ سے پیسے چراؤ گی اسے کہ روٹھے روٹھے انداز دیکھ کر شہریار

مسکراہٹ دباتے بولا۔۔۔میں کیوں چراؤں گی میں اپ کو بتا چکی ہوں اور ویسے بھی شوہر کے پیسوں پہ بیوی کا بھی حق ہوتا ہے جتا کر کہتے وہ سر سے پیر تک کمبل میں چھپ گئی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے قریب کیا اور بولا یہ حق حقوق کی بات میرے ساتھ تو مت کیا کرو بٹر فلائی۔۔۔اپنے سارے حقوق تمہیں یاد رہتے ہیں اور میرے تم سرے سے ہی بھلائے بیٹھی ہو۔۔۔جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے عشاء نے اسی انداز میں جواب دیا تو شہریار بولا ایسا ہی ہے بٹر فلائی لیکن خیر شہریار اس کے کان کے قریب جھکتے بولا 7142 پاسورڈ ہے اندر لا کر کا جتنے چاہیے ہوں لے لینا پیسے۔۔۔عشاء نے مسکراتے ہوئے شہریار کی طرف رخ موڑا اور بولی اوکے تھینک یو۔۔۔ شہریار نے اسے مسکراتا دیکھ کر منہ بناتے کہا بس تم یوں سوکھے سوکھے تھینک یو ہی کیا کرو۔۔۔۔

اچھا اپ اس دفعہ عید گھر پر کریں گے نا؟؟ کیونکہ چھوٹی عید پر وہ گھر نہیں ایا تھا اپنے کسی ضروری کام کی وجہ سے۔۔۔۔

کچھ کہہ نہیں سکتے شہریار نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیتے کہا تو عشاء فورا بولی اپ کو عید تو گھر پر کرنی چاہیے ایسے کون سے کام ہیں جو ختم ہی نہیں ہوتے عید پر

بھی دارم لالا بھی تو مینیج کرتے ہیں؟؟ بھئی تمہارے دارم لالا کی تو کیا بات ہے!! ویسے بٹر فلائی تم چاہتی ہو میں عید گھر پر کروں شہریار نے حیران ہوتے پوچھا کیونکہ وہ تو ہمیشہ اس سے دور بھاگنے کی طریقے ڈھونڈتی اور اب اسے اپنے پاس رہنے کا کہہ رہی تھی۔۔۔جی اپ کو عید یہاں سب کے ساتھ گھر پر ہی کرنی چاہیے۔۔۔ایک لمحے میں وہ بات کو گول کر گئی تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا جیسا تم چاہو میری جان۔۔۔لفظ جان پر لمحے میں عشاء کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے واپس شہریار کے سینے پر سر رکھتے کر بولی گڈ نائٹ اب مجھے نیند ارہی ہے۔۔۔جب کہ شہریار لفظ میری جان پر اس کا اس قدر شرمانا سمجھ نہیں پایا لیکن خیر وقت کا احساس کرتے خود بھی انکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

دارم اپنے کام کے سلسلے میں لاہور گیا ہوا تھا۔۔۔اب اسے جنت کی فکر نہیں رہتی تھی کیونکہ رامین اسے اسانی سے سنبھال لیتی بلکہ دارم سے بھی زیادہ جنت رامین کے پاس خوش رہتی۔۔۔بے بی بیٹھ جاؤ کیا کر رہے ہو گر جاؤ گے چوٹ

لگ جائے گی جنت۔۔۔جنت کو بیڈ پر اچھل کود کرتے دیکھ کر رامین نے ائینے کے عکس میں سے اسے دیکھتے کہا۔۔۔لیکن جنت اس کی بات کا کوئی خاص اثر نہ لیتے اپنے کام میں مشغول رہی۔۔۔رامین اج اپنے پرانے کمرے میں ائی تھی کیونکہ اسے دارم کے بغیر وہ کمرہ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ایت کمرے میں ائی تو رامین نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور بولی چلو فائنلی میری بہن کو میرے لیے ٹائم مل ہی گیا۔۔۔واہ واہ اپی اپ کتنی تیز ہو گئی ہیں اپ کے پاس ٹائم نہیں ہوتا یا میرے پاس۔۔۔رامین کے گرد بازو حائل کرتے ایت نے منہ بناتے کہا تو رامین ہنستے ہوئے بولی چلو اج دونوں بہنیں ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔۔۔ایت بیڈ پر بیٹھنے لگی تو جنت کو اچھل کود کرتا دیکھ کر کھڑی رہی۔۔۔رامین نے اگے بڑھ کر جنت کو اپنے پاس کیا تو جنت نے فورا اپنے ننھے ننھے بازو رامین کی گردن کے گرد لپیٹے اور ہانپتے ہوئے رامین کے ساتھ لگی۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں گال چومے اور بولی چلو میرا بے بی بہت شرارتیں کر لی اج کے لیے اتنا کافی ہے ورنہ خالہ کیا سوچیں گی جنت کتنی گندی بچی ہے اب سوئی سوئی کرتے ہیں۔۔۔بیڈ پر لیٹتے رامین نے اسے

زبردستی اپنے پاس لیٹا یا جس کا اب بھی کوئی موڈ نہیں بن رہا تھا سونے کا۔۔۔جب کہ ایت تو اپنے لیے لفظ خالہ سن کر حیران ہوئی تھی کہ رامین ایت کو کھڑا دیکھ کر بولی بیٹھ جاؤ ایت کھڑی کیوں ہوں۔۔۔تو ایت خاموشی سے ان دونوں کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی اسے بیٹھتا دیکھ کر جنت نے فوراً اس کی طرف رخ کیا اور پھر رامین کو دیکھتے بولی مما۔۔بابا۔۔۔بابا اجائیں گے اج اپ خالہ کے ساتھ سو گی۔۔۔تو جنت نے بڑے غور سے ایت کا جائزہ لیتے ایک ہاتھ سے ایت کی طرف اشارہ کرتے رامین کو دیکھا اور بولی خالو۔۔۔رامین ہنستے ہوئے بولی خالو نہیں خالہ۔۔۔خالو جنت نے پھر وہی الفاظ دہرائے تو رامین کے ساتھ ایت بھی مسکرائی کہ رامین جنت کا فیڈر اس کے منہ سے لگاتے بولی اب سو جاؤ باقی باتیں صبح جنت۔۔۔جبکہ جنت نے رخ پھیرے خود کو رامین میں چھپایا۔۔۔اور رامین سمجھ گئی اب وہ کچھ ہی دیر میں سو جائے گی اور ٹھیک پانچ سے سات منٹ میں وہ سو چکی تھی۔۔۔رامین اسے اچھے سے کمبل اوراڑھاتے بولی ایت تم بیٹھو میں ہم دونوں کے لیے اچھی سی چائے بنا کر لاتی ہوں پھر باتیں کرتے ہیں کہتے وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔تقریباً 10 منٹ بعد رامین واپس کمرے میں ائی تو کھڑکی کے

پاس ٹرے رکھتے وہ دونوں وہاں صوفے پر بیٹھی۔۔۔ویسے مجھے بہت خوشی ہے تمہارے اور وہاب کی بیچ سب ٹھیک ہو گیا۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوابن ایت بھی مسکرائی اور بولی اپی اپ سچ میں جنت کو اپنا چکی ہیں !! اور دارم لالا کو بھی معاف کر دیا۔۔۔ہاں ایت میں پر سکون زندگی گزارنا چاہتی ہوں اور تم دیکھا نا کتنی پیاری ہے جنت اس معصوم کو تو پتہ بھی نہیں اس کی ماں کون ہے اس کے لیے تو میں ہی اس کی ماں ہوں۔۔۔لیکن اپی اپ اتنی اسانی سے اسے کیسے قبول کر سکتی ہیں ایت نے حیران ہوتے پوچھا تو رامین مسکراتے ہوئے بولی ایت جب ہم ایک بچے کے ساتھ رہتے ہیں تو ہمیں اس سے پیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود پیار لیتا ہے۔۔۔اور جنت نے بھی بالکل ویسا ہی کیا مجھے خود پتہ نہیں چلا کب میں اس کی ماں بن گئی اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں اس کا رونا ہنستا اس کی حفاظت کرنا پتہ نہیں کب میرے لیے اہم ہوتا گیا۔۔۔لیکن پھر بھی اپی اپ کو دارم لالا کو اتنی جلدی معاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔بس تم یوں سمجھ لو ایت غلطی کسی کی بھی نہیں تھی بس حالات غلط تھے۔۔۔کیا مطلب اپی حالات غلط تھے کچھ بھی غلط نہیں تھا سوائے دارم لالا کے۔۔۔لیکن اب سب

ٹھیک ہے ایات تم بھی کسی چیز کی فکر مت کرو میں اور دارم اپنی زندگی میں اگے بڑھ چکے ہیں اور بہت خوش بھی ہیں۔۔۔اللہ اپ کو خوشی رکھے اپی لیکن جو انسان ایک دفعہ دھوکہ دے سکتا ہے وہ دوبارہ بھی تو دے سکتا ہے نا۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہو گا ایت تم چھوڑو ان سب باتوں کو اور بتاؤ کیسی چل رہی ہے تمہاری پڑھائی۔۔۔ٹھیک ہے ایت نے اداسی سے کہا تو رامین بولی میں جانتی ہوں تم میرے لیے فکر مند ہو لیکن جب میں تم سے کہہ رہی ہوں سب ٹھیک ہے تو تمہیں مطمئن ہونا چاہیے۔۔۔اور دوسرا تمہیں اب میری بیٹی سب دوستی کر لینی چاہیے۔۔۔میں کوشش کروں گی آیت نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔تو رامین بولی دارم کی نہیں میری بیٹی سمجھ کر اسے پیار کرنا یقین کرو لمحہ بھی نہیں لگے گا۔۔۔

ٹھیک ہے اگر میری اپی یہی چاہتی ہیں تو میں ایسا ہی کروں گی۔۔۔اور دارم سے بھی اچھے طریقے سے پیش ایا کرو۔۔۔اوکے ائی پرومس ایت نے مسکراتے ہوئے کہا تھا تو رامین نے اپنی باہیں کھولی اور ایت رامین کے گلے لگی۔۔۔پھر نہ

جانے کتنی ہی دیر بیٹھی دونوں باتیں کرتی رہی وقت کا انہیں بالکل احساس نہیں ہوا۔۔

بابا بابا وہ چہکتے ہوئے دارم کی طرف بڑی جو 5 دن بعد واپس ایا تھا۔۔۔دارم نے اسے اٹھاتے ڈھیر سارا پیار کیا کبھی وہ دارم کی بیرڈ کی چبن پر شور مچاتی تو کبھی دارم کے اچھالنے پر کھلکھلا کر ہستی۔۔۔۔کچھ ہی دیر میں دارم جنت کو اٹھائے کمرے میں ایا تو اس کے پیچھے رامین بھی ائی۔۔۔دارم جنت کو بیڈ پر رکھتے رامین کی طرف بڑھا تو رامین بھی مسکراتے ہوئے اس کے قریب ہوئی۔۔۔تم نے مجھے مس کیا من؟؟رامین کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنے ساتھ لگاتے دارم بولا رامین نے اپنے بازو دارم کی گردن میں حائل کیے اور بولی یہ تو جنت کے بابا کو بتانا چاہیے کہ انہوں نے جنت کی ماما کو اور جنت کو کتنا مس کیا؟؟وہ کیسے بتا سکتا ہوں میں دارم نے اہستہ سے اس کی ناک چومتے کہا تو رامین منہ بناتے بولی کیوں نہیں بتا سکتے ہمیں مس ہی نہیں کیا کیا؟؟۔۔اتنا مس کیا ہے کہ الفاظ کافی

نہیں ہوں گے میرے خسارے کے کتنی مشکل سے کاٹے ہیں میں نے یہ پانچ دن تمہیں کیا پتہ۔۔۔رامین نے سرخ ہوتے ہیں چہرے کے ساتھ نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا اور بولی باتیں بنانا کوئی تم سے سیکھے دارم۔۔۔یہ ٹھیک ہے اب میری محبت کو تم باتیں بنانا کہ دو دارم نے کچھ برا مناتے شکوہ کیا۔۔۔رامین نے اہستہ سے اس کی بیرڈ پر لب رکھے اور بولی اچھا ایم سوری۔۔۔دارم کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور رامین کی طرف دیکھتے بولا اگر یوں سوری کرو گی۔۔۔تو ایک کام کرو پہلے ٹھیک سے لڑ لو مجھ سے پھر ایسے ہی مناتی رہنا جان من۔۔۔رامین کھل کھلا کر ہنسی اور بولی زیادہ فری نہیں ہونا میرے ساتھ۔۔۔اور اس سے دور ہوتے جنت کو بیڈ سے اٹھایا جو کب سے ان دونوں کو بلا رہی تھی۔۔۔تو دارم نے رامین کو پیچھے سے حصار میں لیا اور بولا اچھا تو پھر کس کے ساتھ فری ہوں۔۔۔کسی کے ساتھ بھی نہیں رامین نے جنت کا گال چومتے کہا۔۔۔تو دارم نے جنت کا دوسرا گال چوما اور جنت سے بولا دیکھ لو اپ کی مما بابا سے بالکل بھی پیار نہیں کرتی اپنے قریب انے دیتی ہیں اور نہ کہی اور جانے دیتی ہیں۔۔۔

جنت بابا کی باتوں کو سیریس نہیں لینا بابا بہت بڑے ڈرامے باز ہیں اور انہیں بہت اچھے سے پتہ ہے ماما ان سے کتنا پیار کرتی ہیں۔۔۔اچھا سچ میں کیا دارم نے رامین کی گردن سے بال ہٹاتے وہاں اپنے ہونٹ رکھے تو رامین کسمساتے ہوئے بولی کیا کر رہے ہو دارم۔۔۔کیا کر رہا ہوں تم تو مجھ سے پیار نہیں کرتی لیکن میں تو کرتا ہوں نا۔۔۔جی بہت ہو گیا اپ کا پیار فریش ہو جاؤ میں کھانا لے کراتی ہوں۔۔تو دارم برے برے منہ بناتے ان دونوں کو چھوڑتے واش روم میں گھسا فریش ہونے کے لیے۔۔۔اور رامین جنت کو بیڈ پر بٹھاتے بولی میں ماما بابا سے پیار نہیں بلکہ ان سے عشق کرتے ہیں۔۔۔اور یہ بات اپ کے بابا بہت اچھے سے جانتے ہے نا بے بی کہ جنت اسے جواب دیتے دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے اپنے چار دانتوں کی نمائش کرتے کھلکھلائی تھی۔۔۔

وہاں سے 13 بچے ملے ہیں باس ایم۔۔۔باس ایم کے ایک ٹیم ممبر نے اکر اسے بتایا تو وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی کن پٹیاں سہلاتے بولا یہ لوگ باز نہیں ائیں گے۔۔۔یہ بچوں کو یوں ہی اغوا کرتے رہیں گے اور ہماری حکومت خود جھگڑنا بند

کرے تو ہی ملک حالات کے پر دھیان دے۔۔۔لیکن خیر ان بچوں کو ان کے گھر صحیح سلامت پہنچادو اور جو بچے چھوٹے گھر کا پتہ نہیں بتا سکتے ان کا پتہ خود نکلواؤ جہاں جہاں ان کے ماں باپ نے ان کے اغوا ہونے کی رپورٹ لکھوائی ہے وہاں سے ڈھونڈو ان کے ماں باپ کو۔۔باقی ان ساری شاکس کو پکڑنا اب ہمارے لیے پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔۔۔اور جو تفصیلات میں نے تمہیں اسلام اباد اور کراچی کے بارے میں نکلوانے کو کہا تھا وہ لائے ہو۔۔۔۔جی باس۔۔۔وہاں سے اغوا ہونے والے بچوں کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے پہلے سال میں 13.4 پرسنٹ بچے اغوا ہوتے تھے اور اب 19.7 پرسنٹ بچے ایک سال میں ایک شہر سے اغوا کیے جاتے ہیں۔۔۔اور پھر ان کے جسم کے اعضاء کو کاٹ کر باہر کے ملکوں میں بیچا جاتا ہے جس کی ان شارکس کو بھاری قیمت ملتی ہے اور اس میں بہت سے ہسپتال بھی شامل ہیں۔۔۔

ان سب کو ختم کرنا ہو گا باس ایم نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ایک عزم کے ساتھ کہا۔۔۔اور بولا ہمارا اگلا ٹارگٹ اسلام اباد ہو گا کس ایریا سے کس عمر کے کس طرح طریقے سے بچے اغوا کیے جاتے ہیں مجھے ساری ڈیٹیلز دو دن میں

چاہیے اس کے بعد ہم اسلام اباد کے لیے نکلیں گے۔۔۔اور سر انسپیکٹر ولید کا کیا کرنا ہے؟؟اس کے ساتھی نے پوچھا تو باس ایم بولا کرنا کیا ہے کوشش کرنے دو اسے چھپن چھپائی کے کھیل میں بھی مزہ ارہا ہے۔۔ تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اپنے چہرے پر کالا رومال باندھتے کالے ہی کپڑوں میں ملبوس اس خانے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

جنت مت کرو گر جاؤ گی۔۔۔بے بی ڈول نو۔۔۔ جبکہ جنت عشاء کی بات کا کوئی اثر نہ لیتے دیوار کو پکڑیں نیچے جھانکتے بے بی بے بی چلانے میں مصروف ساتھ والی چھت پر کھیلتے سفید چھوٹے سے خرگوش کو بلانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔۔عشاء اب پچھتا رہی تھی کہ اس نے جنت کو دیوار سے اس طرف کیوں دیکھایا اب جنت وہاں سے نہ تو خود ہلنے کے لیے تیار تھی اور اگر عشاء اسے پیچھے

کرتی تو چیخنا چلانا شروع کر دیتی۔۔۔عشاء اندر ویسے بھی جانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہاں شاہ حویلی سے سب ائے ہوئے تھے بوا جی سے ملنے۔۔۔شہریار نے گاڑی پورچ میں روکی جو ہی اندر بڑھنے لگا تو اسے عشاء اور جنت کی اوازیں سنائی دیں کہ کچھ قدم پیچھے لیتے اس نے اوپر کی طرف دیکھا جہاں عشاء اور وہ دونوں دوسری چھت پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔لان سے جو سیڑھیاں چھت کی طرف جاتی تھیں دبے قدم چلتے وہ اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔خاموشی سے ان دونوں کے قریب کھڑے ہوتے شہریار نے بھی دوسری چھت پر جھانکا اور عشاء کے جنت کو سمجھانے والے جملے سن کر وہ مسکرانے لگا کہ اہستہ سے عشاء کے دونوں اطراف بازو رکھتے بولا یوں کسی کے گھر میں جھانکنا بری بات ہوتی ہے بٹر فلائی۔۔۔عشاء ایک لمحے میں اچھلی اور پیچھے مڑتے شہریار کو اپنے اس قدر قریب دیکھ کر مزید دیوار کے ساتھ لگتے بولی شہریار کیا کر رہے ہیں پیچھے ہوں کوئی دیکھ لے گا۔۔۔اس کی گرتی اٹھتی پلکیں۔۔۔گھبراہٹ دیکھتے شہریار مسکراتے ہوئے مزید اس پر جھکتے اس کا گال چومتے بولا تو کیا ہوا بھئی حق حلال کی بیوی ہو تم میری۔۔۔عشاء نے فوراً سرخ چہرہ لیے ادھر ادھر دیکھا اور پھر شہریار

کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور کرنے کی کوشش کی اور بولی شہریار نہیں کریں ایک تو پہلے ہی جنت مجھے تنگ کر رہی ہے اور اب اپ بھی۔۔۔ جنت جو کب سے ان دونوں کو باتیں کرتے دیکھ رہی تھی شہریار کو ہاتھ مارتے عشاء سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ کہ شہریار اسے گھورتے بولا چوزی مجھے تمہارے جیسے بچے بالکل نہیں پسند۔۔۔ اسے پیچھے نہ ہٹتا دیکھ کر جنت نے ماما بابا کہتے چیخنا شروع کر دیا کہ شہریار فوراً پیچھے ہوا۔۔۔ تو عشاء مسکرائی جب کے جنت نے واپس مڑتے اس خرگوش کو دیکھا جو ادھر ادھر اچھل رہا تھا۔۔۔ یوں مت دانت نکالو بٹر فلائی اسے گھورتے شہریار نے زبردستی جنت کو عشاء سے لیا جس نے ایک دم شور مچایا کہ پھر جنت کا منہ اپنی طرف کرتے شہریار بولا تم بالکل میری بٹر فلائی پر گئی ہو ابھی تو میں نے صرف تمہیں اٹھایا ہے اور تم ہو کے رونا دھونا مچا رہی ہو۔۔۔ اب بالکل نہیں رونا اور مجھے بتاؤ کیا چاہیے؟؟ وہ خرگوش چاہیے نہ تمہیں۔۔۔ جبکہ جنت نے بغور شہریار کا جائزہ لیتے اپنی ایک انگلی منہ میں ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا۔۔۔ اور بولی بے بی۔۔۔ تو مطلب تمہیں وہ خرگوشی ہی چاہیے ہے نا چھوٹی

چوزی۔۔۔جب کہ جنت نے ٹکر ٹکر اپنی سنہری انکھوں سے شہریار کی سنہری انکھیں دیکھیں اور پھر واپس دیوار سے لٹکتے خرگوش کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی ۔۔۔کہ شہریار نے جنت کو واپس عشاء کو پکڑایا اور بولا بلش کم کیا کرو میری جان اس کے الفاظ پر عشاء کے چہرے پر مزید حیا کے رنگ بکھرے۔۔۔پھر شہریار اپنی چھت پھلانگ کر دوسری چھت پر کودا۔۔۔جیسے ہی شہریار نے خرگوش اٹھایا جنت نے بھرپور زور و شور سے شور مچاتے تالیاں بجائیں۔۔۔جسے دیکھتے شہریار اور عشاء دونوں مسکرائے۔۔۔شہریار نے وہ خرگوش جنت کو پکڑایا اور پھر واپس دیوار پھلانگتا اپنی چھت پر آیا۔۔۔کہ اس کی نظر سیڑھیاں چڑھتے جلال شاہ پر پڑی غصے کی ایک تیز لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔۔۔عشاء شہریار کو اپنے پاس کھڑا دیکھ کر بولی شہریار اپ پکڑیں اسے مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔لیکن جو ہی شہریار کی نظروں کے ارتقا میں دیکھا تو لمحے میں اس کا رنگ فق ہوا۔۔۔مضبوطی سے شہریار کا بازو پکڑے وہ اس کے قریب ہوتے شہریار کے پیچھے چھپی۔۔۔شہریار نے ایک نظر سہمی ہوئی اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر جلال شاہ کو جو سامنے کھڑا بت بنا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا شہریار اگے بڑھتے بولا تم یہاں کیا کر

رہے ہو؟؟ وہ۔۔۔ وہ نیچے سگنل نہیں ارہے تو میں کال کرنے اوپر ایا تھا۔۔۔ جلال شاہ نے بمشکل بہانہ گھڑا۔۔۔ لیکن شہریار سمجھ چکا تھا کہ وہاں کیوں ایا ہے۔۔۔ لیکن پھر بنا اس سے اور کوئی سوال کیے عشاء کا ہاتھ تھامتے سیڑھیاں اترتے نیچے ایا۔۔۔ جبکہ جلال شاہ تن فن کرتا وہاں سے اپنے گھر کی طرف گیا وہ جس مقصد کے لیے یہاں ایا تھا اس میں تو ناکام رہا۔۔ جنت کو عشاء کی گود سے اتار کر زمین پر کھڑا کرتے بولا کیا ہوا تم اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو؟؟ نہیں کچھ نہیں بمشکل مسکرا کر کہتے عشاء مزید اس کے سوالوں سے بچتے اگے بڑی۔۔۔ شہریار بھی اس بات کو اگنور کرتے جنت کی انگلی تھامتے بولا چلو چوزی اب دونوں چل کر ڈانٹ کھاتے ہیں۔۔۔ جبکہ جنت ایک ہاتھ سے بمشکل اپنا خرگوش قابو کیے دوسرے سے شہریار کی انگلی پر پکڑے مسکراتے ہوئے چل رہی تھی۔۔۔ماماما جنت نے شہریار کی انگلی چھوڑتے رامین کی طرف دوڑ لگائی کہ رامین اٹھ کھڑے ہوتے اس کے دونوں ہاتھوں میں خرگوش کو دیکھ کر چیخی تو دارم نے فورا جنت کی طرف دیکھا اور لب دباتے مسکرایا جبکہ جنت وہیں کھڑی ہو گئی۔۔۔ رامین فورا بولی دارم دور کرواسے جنت سے ورنہ وہ خرگوش

کاٹ لے گا میری بے بی ڈول کو۔۔یااللہ یہ خرگوش کب سے کاٹنے لگ گئے رامین دماغ خراب ہے کیا شہریار نے جنت کے پاس زمین پر بیٹھے اس خرگوش کے سر پر ہاتھ پھیرا جو جنت کے بھرپور قبضے میں مچل رہا تھا۔۔۔رامین غصے سے بولی یہ تم نے دلوایا ہے نا اسے شہری چھوڑ کے اؤ جہاں سے لے کر ائے ہو اس خرگوش کو۔۔۔شہریار نے خرگوش جنت سے پکڑنا چاہا تو جنت نے چیخنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی مما بابا کی رٹ لگالی کہ شہریار خرگوش چھوڑ کے پیچھے ہٹا اور بولا خود ہی لے لو مجھے تو نہیں پکڑا رہی دیکھ لو تمہارے سامنے ہے۔۔۔تم سے تو میں بعد میں نپٹتی ہوں شہری۔۔۔دارم پلیز تم لوں نا اسے جنت سے۔۔۔دارم نے اگے بڑھتے کوشش کی لیکن ناکام رہا۔۔۔تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا تم کوشش کر لوں رامین شاید تمہیں دے دے۔۔۔نہیں مجھے ڈر لگتا ہے اس سے رامین نے منہ بناتے کہا اور جنت کو دور سے مناتے بولی بے بی پلیز اسے بابا کو دے دوں۔۔۔کون مانے گا یہ پٹھانی پہاڑوں میں رہ کر پلی بڑی ہے جو ایک خرگوش سے بھی ڈرتی ہے تم سے بہادر تو تمہاری بیٹی ہے انتہائی افسوس سے کہتے

شہریار نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔رامین شہریار کو گھورتے بمشکل اگے بڑھتے جنت کے پاس بیٹھتے بولی بے بی دے دو اسے مجھے۔۔۔

اخر رامین نے ہمت کرتے جنت سے وہ خرگوش پکڑا اور اسے زمین پر رکھا تو جنت نے نچلا اونٹ نکالے انکھوں میں انسو بھرتے رامین کے گلے لگتے بولی مما وہ بے بی۔۔۔اسے اس قدر اداس روتا دیکھ کر رامین کے دل کو کچھ ہوا کہ واپس وہ خرگوش اٹھاتے جنت کو پکڑا دیا تو وہ فورا سے کھلکھلائی اور خرگوش پر انگلی رکھتے بولی ماما بے بی۔۔۔

تم نے بالکل ٹھیک نہیں کیا شہری کیوں تم نے اس کو خرگوش لے کر دیا اگر میں اس سے لوں گی تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا اس نے خود ہی مانگا تھا شہریار نے فورا صفائی دی۔۔کہ رامین بولی اچھا تو اسے خرگوش کہاں سے ملا پھر۔۔۔ساتھ والوں کی چھت پر کھیل رہا تھا۔۔۔کہ سائمہ بیگم بولی ہاں انہوں نے خرگوش پالے ہیں اور بیچتے ہیں۔۔۔تم نے جنت کو خرگوش وہیں سے خرید کر دیا؟؟ نہیں مورے خریدا نہیں چرایا ہے۔۔۔کیا شہریار تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے تم گاؤں کے سردار کے پوتے ہو اور تم خرگوش چراتے پھر رہے ہو

۔۔۔اب کی بار سکینہ بی بی غصے سے بولی تو شہریار نے کہا نہیں اگر وہاں کوئی ہوتا تو میں پیسے ضرور دیتا لیکن وہاں کوئی موجود ہی نہیں تھا اس لیے میں یوں ہی لے آیا ۔۔ لیکن اپ فکر نہ کریں دارم انہیں ضرور پیسے دے ائے گا۔۔۔دارم لالا سائمہ بیگم نے اس کی تصحیح کی تو شہریار منہ بناتے بولا جی دارم لالا جائے پیسے دے کر ائیں۔۔۔ویسے بھی مجھے نہیں لگتا اپ کی بیٹی یہ خرگوش واپس کرے گی۔۔۔ دارم اور رامین دونوں نے اسے گھورا۔۔۔دارم اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے باہر لے گیا اور رامین نے بھی جنت کو اٹھاتے بولی چلو بے بی پہلے اس کی نئ نئ کراتے ہیں پھر اس سے کھیلنا۔۔۔

دارم کے بازو پر سر ٹکائے رامین کی نظریں کارپٹ پر بیٹھی جنت اور اس خرگوش پر ہی تھی جیسے وہ خوبصورت سی ٹوکری میں رکھے اپنے خرگوش پر چھوٹا سا کمبل اوڑھا رہی تھی۔۔۔

ویسے من میں کیا سوچ رہا ہوں ہمیں جنت کو بہت پہلے ہی یہ خرگوش لا کر دے دینا چاہیے تھا۔۔۔رامین نے نہ سمجھی سے دارم کو دیکھا۔۔۔کہ دارم نے مسکراتے ہوئے رامین کے گرد حصار تنگ کیا اور بولا دیکھو وہ کتنے سکون سے اپنے خرگوش کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہے۔۔۔اب ہمیں ڈسٹرب بھی نہیں کرے گی اخری بات اس نے معنی خیزی سے رامین کو دیکھتے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہیں کہ رامین مچلتے ہوئے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے بولی ہاں بس تم اپنے مطلب کی باتوں پہ اجایا کرو دارم۔۔۔ہاں تو میری جان دیکھو تمہارے بے بی کو اپنا بے بی مل گیا ہے۔۔۔اس لیے میرے بے بی کو چاہیے کہ وہ بھی بنا نخرے کیے میرے پاس واپس اجائے اس کے منہ بنا کر کہنے پر رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی میں تمہیں بے بی لگتی ہوں دارم۔۔۔ہاں میرے لیے تم بھی بے بی ہو کہتے دارم نے زبردستی رامین کا گال چومے۔۔دارم کی جارہانہ محبت پر رامین نے شور مچایا تو دارم اس سے دور ہوتے ہنستا ہوا بولا اب تم شور کیوں مچا رہی ہو تم کون سا بے بی ہو اب کرو برداشت مجھے۔۔۔۔تم بالکل اچھے نہیں ہو دارم رامین نے اپنے گال سہلاتے ہوئے کہا کتنے ظالم ہو تم اب میں

سمجھی جنت اتنا شور کیوں مچاتی ہے۔۔۔جب کہ دارم نے مسکراتے ہوئے رامین کو خود پر گراتے رخ پھیرے کمبل درست کرتے اس پر مزید جھکتے اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں الجھانے لگا۔۔۔رامین کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرنے لگے۔۔کہ اس سے پہلے دارم مزید کوئی پیش قدمی کرتا کہ جنت نے دارم کے کندھے پر ہاتھ مارتے بابابا کہتے اس کی ناک کھینچے رامین سے دور کیا۔۔۔دارم نے منہ میں انگلی ڈالے کھڑی اپنی ڈھڈ سالہ بیٹی کو دیکھا اور پھر رامین کو گھورا جو بمشکل مسکراہٹ ضبط کیے اب جنت کو دیکھ رہی تھی کہ جنت نے دارم کو مزید رامین سے دور کرتے دونوں بازو رامین کی طرف اٹھائے اپنے خرگوش کو بیڈ پر رکھا۔۔۔دارم نے جنت کو بھی گھورا اور پھر پیچھے ہوتے لیٹا رامین نے جنت کو اٹھاتے بیڈ پر اپنے پاس بٹھایا کہ جنت بیڈ سے اٹھتے رامین کی گود میں بیٹھتے رامین کو دیکھا اور بولی مماماڈوڈو بے بی (مما دودھو بے بی کے لیے)۔۔۔رامین نے سائیڈ ٹیبل سے جنت کا پرانا چھوٹا سا فیڈر اس کی طرف بڑھایا اور جنت نے وہ فیڈر خرگوش کے منہ کو لگایا۔۔۔کہ دارم پاس لیٹا انہیں ہی دیکھ رہا تھا رامین کی گود میں جنت اور جنت کی گود میں اس کا خرگوش۔۔۔رامین نے نظر اٹھا کر دارم

کو دیکھا اور پھر بولی کیا ہوا جنت کے بابا اب کیوں منہ بنا رہے ہیں۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے میرے ایک نہیں دو بچے ہیں۔۔۔ رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی ابھی تو جناب اپ خوش ہو رہے تھے۔۔۔ من یہ غلط بات ہے یہ میرا ٹائم ہونا چاہیے اور ایک تم ہو کے جنت اور اس کے خرگوش میں لگی ہو سلاؤ یار اس کو۔۔۔ منہ پر تکیا کھینچتے کر لیتے دارم نے انتہائی افسوس سے کہا تھا۔۔۔ جبکہ جنت رامین کی گود میں بیٹھی خرگوش کو فیڈر پلاتے اسے تھپک رہی تھی جس طرح رامین اسے تھپکتی تھی۔۔۔ رامین نے مسکراتے ہوئے دارم کو دیکھا اور پھر جنت کو سمجھاتے بولی بے بی پہلے اپ سو گئے پھر یہ ریبٹ سوئے گا۔۔۔ زبردستی جنت کو بیڈ پر لٹاتے ایک سائڈ پہ اس خرگوش کو رکھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں جنت اپنے ریبٹ کو سلاتے سلاتے خود سو گئی۔۔۔ رامین نے اہستہ سے اٹھاتے اسے بے بی کاٹ میں ڈالا اور پھر اہستہ سے اس کے ریبٹ کو اٹھاتے ٹوکری میں ڈالے اسے بھی وہاں رکھا اور خود واپس اتے بیڈ پر لیٹتے دارم پر کمبل درست کرنے لگی کیونکہ رامین کو لگا وہ سو چکا ہے۔۔۔ کہ دارم نے لمحے میں تکیا منہ سے ہٹاتے رامین کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ رامین نے بمشکل اپنی چیخ روکتے دارم کو گھورا جب کہ دارم نے

مسکراتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف کرتے کہا جانم تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم صرف جنت کی مما ہو۔۔۔وہ سب بعد میں پہلے تم میری من ہو۔۔۔اس لیے ہمیشہ پہلا حق میرا ہے۔۔۔اف دارم تم اپنی ننھی سی بیٹی سے جیلس ہو رہے ہو۔۔۔ہاں مجھ سے زیادہ کر تم کسی سے بھی پیار کروں گی تو میں جب جیلس ہوں گا۔۔۔دارم سو جاؤ اب رامین نے اس کی انکھوں میں خمار اترتا دیکھ کر اسے کے لہجے کی تپش محسوس کرتے انکھیں موندتے کہا۔۔۔من یہ غلط بات ہے دارم نے اس کا ماتھا چومتے خفگی سے کہا۔۔۔سب صحیح ہے رامین نے ذرا سا اوپر اٹھتے جھک کر اس کے گال پر لب رکھتے واپس انکھیں بند کر لی۔۔۔ہاں اب پھر کچھ ٹھیک ہے کہتے دارم نے اپنا حصار مزید تنگ کرتے اس کی گردن پر ہونٹ رکھ اور بولا جاں من یہ کوئی وقت ہے سونے کا۔۔۔رامین اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔جانتی تھی وہ اپنی من مرضیاں کر کے ہی ہٹے گا۔۔۔شروع سے ہی وہ رامین کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ پوزیسو تھا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایت میرے لیے ایک کپ چائے بنا دو۔۔کہتے وہ مصروف سے انداز میں اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ایت نے اس کی پشت کو گھورا لیکن پھر خاموشی سے اٹھتی کچن میں گئی۔۔۔

وہاب کو چائے دینے ائی تو سامنے کا منظر دیکھ کر ماتھے پر بل پڑے۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو ایمن؟؟؟ایمن نے مڑ کر ایت کو دیکھا اور بولی کچھ نہیں میرے موبائل میں ایرر ارہا تھا تو وہی وہاب کو دکھانے ائی تھی۔۔۔وہاب نے مسکراہٹ ضبط کرتے ایت کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔۔اور پھر بولا ایت لاؤ یہ چائے ادھر مجھے پکڑاؤ۔۔۔ایت نے چائے کا کپ وہاب کی طرف بڑھایا۔۔۔اور وہاں کھڑی وہاب کو اس کا موبائل چیک کرتا دیکھنے لگی۔۔۔کچھ لمحے بعد وہاب نے نظر اٹھا کر ایت کو دیکھا اور بولا کیا ہوا کوئی کام ہے ایت نے اسے کھا جانے والی سے گھورا اور بولی نہیں اچھا وہاب نے اچھا کو لمبا سا کھینچا اور بولا تو جاؤ پھر کھڑی کیوں ہو؟؟؟ایت نے ایک نظر ایمن کر ڈالی اور خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی انکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔۔۔وہاب نے کس طرح اس سے بات کی وہ بھی ایمن کے سامنے۔۔وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ

تم بھی یہاں بیٹھ جاؤ لیکن اس نے تو سیدھے سیدھے الفاظ میں کمرے سے نکلنے کو کہہ دیا۔۔۔ایت کو بے تحاشہ انسلٹ محسوس ہوئی۔۔۔کمرے میں انے تک انکھیں برسنے لگی تھی وہ اکر بیڈ پر لیٹی کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔بغیر دیکھے ایت بولی جاؤ یہاں سے وہاب مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔میں اندر اجاؤں گڑیا۔۔دارم کی اواز سنتے وہ لمحے میں سیدھے ہو کر بیٹھتے اپنا دوپٹہ درست کرتے بولی جی لالا۔۔۔دارم نے اندر اتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا کیا ہوا بیٹا کیوں رو رہی ہوں؟؟ کچھ نہیں لالا اپ بتائیں اپ کو کچھ کام تھا ایت نے کھڑے ہوتے کہا۔۔۔ہاں دارم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے جواب دیا ۔۔۔جی بولیں ایت نے فرمانبرداری سے جواب دیا تو دارم بولا میری چھوٹی سی گڑیا کہیں گم گئی؟؟ اگر تمہیں ملے تو مجھے بتانا۔۔دارم کے الفاظ پر انسوؤں کا ایک اور ریلا ایا تھا کہ وہ اگے بڑھتے دارم کے سینے سے لگتے بولی اپ بالکل بھی اچھا نہیں ہے لالا۔۔۔دارم گہرا مسکرایا اور بولا۔۔تمہاری اپی بھی یہی کہتی ہے ۔۔۔وہ روتے روتے ہنستے ہوئے بولی جھوٹ بولتی ہیں۔۔۔کیا سچ میں دارم نے انجان بنتے پوچھا تو ایت کھلکھلائی اپ دونوں اپنے اپ کو بہت سمارٹ سمجھتے ہیں نا

لیکن میں اپ دونوں سے زیادہ سمارٹ ہوں۔۔۔دارم کو دیکھتے ایت میں فخریہ انداز میں کہا۔۔۔میں جانتا ہوں میری گڑیا بہت سمارٹ ہے تبھی تو ڈاکٹر بن رہی ہے دارم نے اس کے گال کھینچتے کہا۔۔۔لالا ایت چیخی تھی اور بولی اب میں بڑی ہو گی ہو لالا۔۔۔اچھا تو پھر یہ بتاؤں جنت کی طرح رو کیوں رہی تھی دارم نے اس کی سرخ ہوتی ناک اور انکھوں کو دیکھتے کہا؟؟ کہ ایت کی انکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی جمع ہونے لگی۔۔۔۔تم تو میری بہادر بہن ہو تم کیوں رو رہی ہو دارم نے پیار سے کہتے ہوا سے بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی برابر بیٹھا۔۔۔لالا اپ کو پتہ ہے وہاب نے ابھی کیا کیا۔۔۔کیا دارم نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔تو ایت نے ابھی کچھ دیر پہلے اپنے ساتھ پیش انے والا واقعہ حرف با حرف دارم کے گوش گزار کیا ۔۔۔دارم مسکرایا تو ایت غصے سے دارم کو گھورتے بولی لالا اپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟؟ بس یوں ہی۔۔۔خیر اب میں جو کہہ رہا ہوں تم وہی کرو۔۔۔اس کے دارم جو بھی کہتا گیا ایت کے چہرے پر اطمینان اور خوشی شرارت کے تاثرات ابھرے

وہ کمرے میں ائی تو شہریار کو تیار کھڑا دیکھ کر اس کی طرف بڑھتے بولی اپ کہی جا رہے ہیں ؟؟ ایک ضروری کام ہے بس وہی ختم کرنا ہے بٹر فلائی۔۔۔ مصروف سے انداز میں کہتے وہ اپنی چیزیں سمیٹتے بیک میں ڈالنے لگا۔۔۔ اپ کیوں جا رہے ہیں۔۔ مت جائے نا شہریار۔۔۔ عشاء نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو شہریار اس کی طرف دیکھتے بولا خیریت ہے بٹر فلائی تم مجھے اپنے پاس روکنا چاہتی ہو۔۔۔ جی۔۔ عشاء نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔ آجاؤں گا نا میں جلدی بس کچھ ضروری کام ہے۔۔۔ مسکرا کر کہتے ائینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے اپنے بالوں میں برش پھیرا۔۔۔ شہریار پلیز نہیں جائے۔۔ اپ میری ایک بات نہیں مان سکتے۔۔۔ برش ڈریسنگ پر رکھتے شہریار نے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا۔۔۔ کیونکہ اج سے پہلے اس نے کبھی اس طرح کی کوئی ضد نہیں کی تھی۔۔ بلکہ وہ تو اس کی جانے پر ہمیشہ خوشیاں مناتی۔۔۔ کہ پھر شہریار بولا ٹھیک ہے میں رک جاؤں گا لیکن اس کے لیے تم مجھے کوئی ویلڈ ریزن دو کہ میں کیوں نہ جاؤں۔۔۔۔ و۔۔ہ۔۔۔ وہ مجھے ڈر لگتا ہے۔۔ عشاء نے سر جھکائے اٹکتے ہوئے

کہا۔۔۔اج کل تم کچھ زیادہ ہی نہیں ڈرتی تبصرہ کرتے بولا۔۔۔خیر تم ایت کے کمرے میں چلی جانا۔۔۔ٹھیک ہے اس کی گال تھپکتے شہریار نے پاس پڑا اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا۔۔۔عشاء یکم پریشان ہوئی ایت کے کمرے میں کیسے جاتی ایت کے کمرے میں تو سارا ٹائم وہاب ہوتا وہ بھی تو ایا ہوا تھا۔۔۔اس سے پہلے شہریار کمرے سے نکلتا عشاء نے بھاگ کر اس کا بازو پکڑا اور بولی شہریار نہیں جایئے پلیز۔۔۔اگر اپ چلے گئے تو۔۔انکھوں میں نمی چمکی اور وہ رکی۔۔۔تو کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ عشاء مجھے صاف صاف بتاؤ۔۔۔اب کی بار شہریار نے مڑ کر کچھ غصے سے گھورتے عشاء سے پوچھا؟؟عشا نے اس کا بازو چھوڑتے سہمے ہوئے انداز میں نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا۔۔۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔وہ اس کے غصے سے بے حد خوفزدہ ہوتی تھی بے شک وہ عشاء پر کبھی غصہ نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی شہریار کے غصے سے اسے ڈر لگتا تھا۔۔۔اب بولیں گی محترمہ مسئلہ کیا ہے اپ کے ساتھ شہریار نے ائی بروا چکاتے اسے سے پوچھتے اسے گھورا۔۔۔اپ مت جائیں عشاء نے نظریں جھکائے روتے ہوئے کہا۔۔۔اسے نظر انداز کرتے شہریار نے کمرے کا دروازہ کھولا کہ عشاء بولی اگر اپ چلے جائیں گے تو وہ مجھے

یہاں سے لے جائے گا۔۔۔ شہریار کے بڑھتے قدم رکے تھے پیچھے مڑ کر عشاء کو سر جھکائے روتا دیکھ کر بولا۔۔۔۔ کون لے جائے گا تمہیں یہاں سے ؟؟ وہ و۔۔ ہ اپ۔۔۔ ک۔۔ کا کزن۔۔ ن۔۔۔ شہریار کے ماتھے کی تیوری چڑھ رہی کہ بمشکل اپنے غصے پر قابو پاتے بولا کون سا کزن جلال شاہ۔۔۔ عشا نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا اور واپس سر جھکا گئی۔۔۔ بولو میں کچھ پوچھ رہا ہوں اب کی بار شہریار نے غصے سے پوچھا اور کمرے کا دروازہ بند کرتے قدم عشاء کی جانب بڑھاتے اس کے سر پر ان کھڑا ہوا۔۔۔ ج۔۔۔ ی۔۔۔ جی۔۔۔ عشا نے بمشکل اٹکتے ہوئے رونے کے دوران ایک ہی لفظ کہا تھا۔۔۔ شہریار کی انکھوں میں خون اترا تھا کہ پھر بولا کب سے چل رہا ہے یہ سب اس کا بازو پکڑتے شہریار نے لمحے میں اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ عشاء یکدم اس کے حصار میں قید ہوئی تھی کہ پھر روتے ہوئے بولی آپ۔۔۔ پ۔۔ اپ غلط سمجھ رہے ہیں شہریار ایسا کچھ نہیں ہے جیسا اپ کو لگ رہا ہے۔۔۔ اچھا تو پھر جیسا ہے وہ بتا دو۔۔۔ اب کی بار وہ قریبا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی عشاء کے بازو پر اس کے ہاتھ کی گرفت مزید سخت ہوئی۔۔۔ اس کے اس قدر غصے پر عشاء نے انکھیں شدت سے بند

کرتے روتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ پل۔۔۔یز پلیز چھوڑیں مجھے در۔۔ددرد ہو رہاہ۔۔ہے۔۔۔۔جب کہ اس کی بات کو نظرانداز کرتے شہریار نے اب اسے دونوں بازوں سے تھام کر مزید اپنے قریب کیااور ایک دفعہ پھر غصے سے بولا انکھیں کھولو اپنی تمہیں درد ہو رہا ہے۔۔۔اور میرے درد کا کیا؟؟؟شہر۔۔۔یار ۔۔۔پلیز۔۔۔ز۔۔۔عشاء نے اسی انداز میں اس سے دور ہونا چاہا کہ شہریار بولا انکھیں کھولو اپنی اب کیوں نظریں نہیں ملا رہی تم۔۔میں نے ہزار دفعہ بکواس کی تھی کہ اگر کوئی بات ہے تو تم مجھ سے کہہ سکتی ہو۔۔۔عشاء نے اہستہ سے انکھیں کھولتے اس کے سرخ ہوتے چہرے اور شولا برساتی نگاہوں کو دیکھا پھر نظریں جھکا گئی۔۔۔۔میں پوچھ رہا ہوں یہ سب کچھ کب سے چل رہا ہے۔۔۔ عشاء کی خاموشی اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔کہ عشاء ہچکیاں بھرتے بولی کچھ بھی نہیں چل رہا آپ غلط سمجھ رہے ہیں میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ٹھیک ہے تو جو صحیح ہے پھر مجھے وہ سمجھادو کہ میرے جاتے ہی جلال شاہ کیوں ائے گا۔۔۔یہ الفاظ ادا کرتے شہریار کو محسوس ہوا کہ وہ خود کو خود ہی انگاروں پر گھسیٹ چکا ہے۔۔۔و۔۔وہ مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا

ہے۔۔۔انسو سے تر چہرہ لیے ہچکیاں بھرتے عشاء نے بمشکل یہ جملہ ادا کیا۔۔۔جس دن تم پہلی بار شاہ حویلی سے واپس ائی اس دن تمہاری ملاقات جلال شاہ سے ہوئی تھی؟؟؟شہریار نے غصے سے پوچھا تو عشاء نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔حمزہ شاہ کے نکاح والے دن بھی اس کی تمہارے سے ملاقات ہوئی؟؟؟جس رات تم مجھے مانسٹر کی کہانیاں سنا رہی تھی رایٹ؟؟جی عشاء نے اٹکتے ہوئے کہا۔۔۔اس دن چھت پر بھی جلال شاہ تمہارے لیے ایا تھا؟؟عشا نے نظر اٹھا کر اس کی خون چھلکاتی انکھوں کو دیکھا اور پھر بولی شاید۔۔۔اور کل باہر لان میں بھی وہ تم سے کچھ کہہ رہا تھا؟؟؟عشاء نے ایک دفعہ پھر ہاں میں سر ہلاتے شدت سے انکھیں میچ لی۔۔۔انسو روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔کہ شہریار نے لمحے میں اسے خود سے دور دھکیلا وہ لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔عشاء نے بے یقینی سے انکھیں کھولتے شہریار کی طرف دیکھا کہ شہریار بولا تو پھر اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟؟؟اپ سمجھے نا میری بات کو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔نا تعلق ہوتے ہوئے بھی 50 ملاقات تم اس سے کر چکی ہو اور تعلق کیسے ہوتا ہے کسی سے۔۔۔

اپ میرا یقین کریں شہریار وہ جان بوجھ کر مجھے پریشان کرتا ہے۔۔۔ تمہارا یقین کروں میں۔۔۔۔ تمہارا لڑکی۔۔۔ اگر وہ تمہیں پریشان کرتا تھا تو تم مجھے بتا سکتی تھی مجھے نہ صحیح کسی اور کو تو بتا سکتی تھی ایت کو رامین کو اپنے دارم لالا کو۔۔۔

لیکن نہیں تمہیں تو جلال شاہ کے ساتھ یہاں سے فرار ہونا تھا ہے نہ بولو اب میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟؟ شہریار کے الفاظ تیر کی طرح عشاء کے دل اور روح پر لگے تھے۔۔۔ بے یقینی سے اسے دیکھتے بولی اپ ایسا کیسے سوچ سکتے ہیں؟؟ میں اپ کی بیوی ہوتے ہوئے کسی اور سے تعلق کیسے رکھ سکتی ہوں۔۔۔ کہتے وہ شدت سے روئی تھی۔۔۔ بیوی۔۔۔ تم خود کو میری بیوی کہہ رہی ہو تم جیسی ہوتی ہیں بیویاں؟؟؟ شہریار نے مسکرا کر تنز کرتے عشاء کے دل کو مزید زخمی کیا تھا۔۔۔ شہریار۔۔۔ عشاء نے بے بسی سے اسے دھندلائی ہوئی انکھوں سے دیکھتے پکارا تھا۔۔۔ کہ شہریار بولا اچھا بتاؤ کون سا حق ادا کیا ہے تم نے بیوی ہونے کا یہ دن میں میرے دو چار کام کرنے سے تم خود کو میری بیوی کہہ رہی ہو۔۔۔ جب جلال شاہ سے ملاقات کرتی ہو تب یاد نہیں اتا کہ تمہارا شوہر کوئی اور ہے۔۔۔

جب وہ تمہیں یہاں سے اپنے ساتھ بھاگنے کے مشورے دیتا ہے تب تمہیں یاد نہیں رہتا کہ تم کسی کے نکاح میں ہو کسی کی بیوی ہوں۔۔۔بولو جواب دو مجھے۔۔۔شہریار ایک دفعہ پھر دھاڑا تھا کہ عشاء خاموشی سے نظریں چرا گئی اس کے اس عمل پر شہریار کو تکلیف ہوئی تھی۔۔۔لیکن پھر بولا خیر تمہیں جو کرنا ہے کرو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔کہتے وہ اپنی فائل پکڑے کمرے سے نکلتا کہ عشاء نے بھاگ کر اس کا بازو پکڑا اور بولی اپ ایسے کیسے جا سکتے ہیں؟؟ شہریار پلیز مت جائیں ٹھیک ہے میں مانتی ہوں میں نے اپنے بیوی ہونے کا فرض نہیں نبھایا لیکن اپ ایسا مت کریں شوہر کا فرض ہوتا ہے بیوی کی حفاظت کرنا مجھے یوں تنہا چھوڑ کر مت جائے۔۔۔شہریار نے اسے اگنور کرتے اپنا بازو چھڑوایا کہ وہ پیچھے ہوتے زمین پر گری۔۔۔شہریار بولا میں نے کہا نا لڑکی مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔۔۔شہریار نہیں پلیز یو مت جائیں وہ مجھے لے جائے گا۔۔۔تو میں کیا کروں تم بھی یہی چاہتی ہو اسی لیے تم نے یہ سب مجھے پہلے نہیں بتایا نا لیکن فکر نہ کرو میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا تمہیں جہاں جانا ہے جس کے ساتھ جانا ہے جو کرنا ہے کروائی ڈونٹ کیئر۔۔۔کہتے اس نے کمرے سے باہر قدم رکھا جب کہ

عشاء نے پیچھے سے روتے اسے شدت سے پکارا لیکن وہ تن فن کرتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ عشاء کو تو یقین نہیں ارہا تھا کہ شہریار کیسے اسے یوں چھوڑ کر جا سکتا ہے اتنا سنگدل تو نہ تھا وہ۔۔۔ وہیں زمین پر بیٹھے اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھا اور شدت سے روتے اب وہ اللہ سے دعا کرنے لگی۔۔۔ اور پچھتاوا تو اسے اب اس بات پر ہو رہا تھا کہ اس نے شہریار کو سب کچھ پہلے کیوں نہیں بتا دیا۔۔۔ شاید اگر وہ پہلے ہی یہ سب کچھ اسے بتا دیتی تو اج وہ اس پر یقین کر لیتا۔۔۔ مگر اب جو غلط ہونا تھا وہ ہو چکا تھا وہ ظالم اور بے رحم بنا چلا گیا تھا۔

دو دن پہلے جب عشاء جنت کے ساتھ باہر لان میں کھیل رہی تھی کہ اچانک جلال شاہ ایا وہ ایک دم گھبراتے ہوئے پیچھے ہوئی کہ جلال شاہ بولا بس کرو دوشیزا مجھ سے ڈرنا اس بار شہریار کو جانے دو میں خود تمہیں لینے اؤں گا میں نہیں چاہتا تم اپنی خوبصورت جوانی اس حویلی میں نوکرانی بن کر گزارو تمہارے ساتھ تو دنیا کو جنت بنایا جا سکتا ہے لیکن خیر شہریار کو اصل اور نقل ہیرے کی پہچان نہیں مگر میں تمہارا قدردان ہوں۔۔۔ اس کی باتوں پر تو عشاء کی روح فنا ہوئی تھی وہ جنت کو اٹھاتے فورا اندر بھاگ آئی تھی۔۔۔۔ اج جب شہریار باہر جانے والا تھا تو اسے

یکدم جلال شاہ کی ساری باتیں یاد آئی۔۔۔اور جب اس نے شہریار کو روکنا چاہا تو یہ سب ہو گیا لیکن اب وہ وقت کو پلٹ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔اور سوائے افسوس کے کچھ اور کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔قریب ڈیڑھ گھنٹے بعد شہریار نے واپس کمرے میں قدم رکھا نظر زمین پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی عشاء پر پڑی۔۔۔ اسے نظر انداز کرتے اپنی شرٹ اتار کر اس کے قریب زمین پر پھینکتے وہ بیڈ پر ڈھیر ہوا جس پر ابھی باہر ملازمہ غلطی سے پانی گرا چکی تھی۔۔۔کمرے میں موجود ہلچل پا کر عشاء نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ ہر شے سے بے نیاز بیڈ پر اوندھے منہ پڑا تقریبا کمرے کی ساری لائٹس اف کر چکا تھا صرف عشاء کی طرف کا ٹیبل لیمپ ان تھا۔۔۔تقریبا پانچ منٹ گزرے تھے کہ شہریار کی اواز کمرے میں گونجی۔۔اٹھو وہاں سے مر نہیں گیا میں جو انسو بہا رہی ہو اگر اب مجھے تمہارے رونے کی اواز ائی تو اٹھا کر تمہیں باہر پھینک دوں گا۔۔۔غصے سے کہتے شہریار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا کہ عشاء اٹھتے ہوئے لڑکھڑا گئی ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنے سے اس کا پاؤں سو گیا تھا۔۔۔اہستہ اہستہ سنبھل کر چلتے واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔۔واپس اتے دبے قدموں سے چلتے بیڈ کے قریب پہنچ کر عشاء نے

تکیہ اٹھایا کہ شہریار نے انکھیں کھولے اپنی خون چھلکاتی انکھوں سے اسے گھورا اور بولا کہاں محترمہ؟؟عشاء نے فورا تکیہ درست کرتے نفی میں سر ہلایا اور بیڈ پر لیٹی۔۔۔جو ابھی کچھ دیر پہلے صوفے پر سونے کا سوچ رہی تھی شہریار کی ایک اواز ہر چیز کی نفی کرتے اب وہیں لیٹ گئی تھی۔۔۔انکھیں بند کرتے شہریار نے کروٹ بدلی تو عشاء کی انکھیں شدت سے نم ہوئیں ایک طرف تسلی تھی کہ وہ اس کے لیے واپس تو اگیا مگر دوسری طرف وہ اج تک اس سے یوں رخ پھیر کر نہیں سویا تھا اس کی لاتعلقی بری طرح دل کو زخمی کر رہی تھی۔۔۔وہ اپنے اپ پر اپنے انسو پر لاکھ ضبط کر رہی تھی مگر پھر بھی روتے روتے ہچکی بند گئی تھی۔۔۔ کوئی ادھے گھنٹے بعد شہریار نے کچھ کوفت سے رخ موڑے عشاء کو دیکھا جو دوسری طرف کروٹ لیے رونے کا شغل فرما رہی تھی ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ ارام سے شہریار کے بازو کا حصہ بنی۔۔۔اس اچانک افادات پر کچھ گھبراتے ہوئے عشاء نے انکھیں کھلے شہریار کو دیکھا جس کی انکھیں ابھی بھی خون چھلکا رہی تھی مگر چہرے کے تاثرات کافی حد تک نارمل تھے۔۔۔شہریار نے انسوؤں سے لبریز گری انکھوں کو دیکھا کہ عشاء فورا نظریں

جھکا گئی۔۔۔شدید سرخ ہوتا ناک اور ہونٹ اسے بے حد پرکشش بنا رہے تھے۔۔۔بالوں کے کچھ اوارہ لٹیں انسوؤں سے گیلا ہونے کی وجہ سے چہرے سے چپک چکی تھی انسو مسلسل صاف کرنے کی وجہ سے گالوں پر سرخ نشان پڑ چکے تھے۔۔۔اس وقت کو شہریار کو وہ ضرورت سے زیادہ خوبصورت اور بے وقوف معلوم ہو رہی تھی۔۔۔کہ بولا کیا تکلیف ہے تمہیں میں نے کہا ہے نا مجھے اواز نہ ائے تمہارے رونے کی۔۔۔اسے پھر غصہ ہوتا دیکھ کر عشاء نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے دبایا کہ اس کی اواز نہ ائے۔۔۔اس کی اس حرکت سے شہریار کو مزید غصہ چڑھا کہ شہریار نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کا نچلا ہونٹ ازاد کرواتے کہا ڈونٹ یو ڈیئر گرل don't you dare girl۔۔۔اس کے اس قدر سخت رویے پر عشاء نے انکھیں بند کرتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے مزید خود کو اس میں چھپانے کی کوشش کی۔۔۔عشاء کے اس معصومانہ انداز پر شہریار نے ایک ٹھنڈی اہ بھری اور سیدھے ہو کر لیٹتے ہمیشہ کی طرح اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔۔حیران ہوتے عشاء نے اس کے بدلتے رویے پر سر اٹھا کر اسے دیکھا کہ شہریار بولا سو جاؤ عشاء میں اپنی محبت کو تمہارے

لیے سزا نہیں بنانا چاہتا۔۔۔عشاء نے فورا سے سر واپس اس کے سینے پر رکھتے انکھیں بند کرلی لیکن وہ اس وقت محبت اور سزا کا مطلب سمجھ نہیں پائی۔۔۔کافی دیر تک عشاء اس کے سینے سے لگی ہی ہچکیاں بھرتی رہی اخر تھک کر سو گی ۔۔۔شہریار نے اٹھتے مزید اس پر جھکتے اگے کو ہوتا اس کی طرف کا سائڈ لیمپ اف کرنا چاہا تو اسے اپنے کمرے کی کھڑکی پر نہ محسوس انداز میں کسی کی اہٹ معلوم ہوئی۔۔۔یہ اچانک کھڑکی کی کنڈی کاٹی گئی۔۔۔کمرے کی دیوار پر پڑھتے سائے سے وہ کسی کو اپنے کمرے کی کھڑکی پھلانگتا اسانی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔شہریار نے فورا سے کروٹ بدلتے عشاء کو مزید چھپایا۔۔۔کہ عشاء نے کچھ کچھ کسمساتے ہوئے انکھیں کھولے ایک نظر شہریار کو دیکھا اور واپس انکھیں بند کیے سو گئی۔۔۔شہریار نے دیوار پر سے سائے کو اب اپنے کمرے میں کھڑے دیکھا تو شدت سے غصہ ایا۔۔وہ چاہتا تو اس لمحے جلال شاہ کو صفہ ہستی سے مٹا سکتا تھا لیکن اتنی اسانی سے وہ اسے اس جرات کی معافی نہیں دے سکتا تھا۔۔جلال شاہ کیسے اس کی غیر موجودگی میں اس کے کمرے میں اسکتا ہے اور اس کی غلط نظریں بھی شہریار خانزادہ کی بیوی پر تھی۔۔۔شہریار سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس

کے کمرے تک بھی پہنچتا سکتا ہے۔۔۔دوسری طرف جلال شاہ شہریار کو وہاں موجود پاکر دنگ رہ گیا اور فوراً سے دبے قدموں کھڑکی پھلانگتا نیچے اترا۔۔۔شہریار اور عشاء ایک دوسرے کے اتنے قریب تھے کہ انہیں دیکھنے والا شرمندہ ہو جائے۔۔۔اس کے فوراً کمرے سے نکلتے شہریار نے اٹھ کر اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانکا تو جلال شاہ کو حویلی کے پچھلے دروازے سے اپنی حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔۔۔واپس اتے بیڈ پر لیٹے شہریار نے ایک نظر عشاء کے چہرے پر ڈالی جو سکون سے اس کا سکون غارت کیے سو رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ائے بالوں کو شہریار نے ہاتھ بڑھا کر پیچھے کیا۔۔۔ بے شک وہ شروع دن سے ہی ساری حقیقت جانتا تھا جلال شاہ کا اس سے ملنا اچانک سے عشاء کے رویے کا بدل جانا۔۔۔شاہ حویلی سے کسی کے گھرانے پر منظر سے ہٹ جانا۔۔۔یہ سب بالکل بھی نارمل نہیں تھا اور نہ ہی وہ کوئی چھوٹا بچہ تھا جو سمجھ نہ سکتا لیکن وہ عشاء سے اعتراف کروانا چاہتا تھا جس سے وہ انکاری تھی۔۔۔اور اس نے بتایا بھی تو شہریار کو تب جب پانی سر سے اوپر گزر چکا ۔۔۔بے شک اس کی معصوم سی بیوی بالکل بے گناہ اور پاک دامن تھی لیکن بے

وقوف تھی کم سے کم شہریار کو تو ہمیشہ یہی لگتا تھا۔۔اج بھی اسے غصہ صرف اس بات کا تھا کہ عشاء نے اسے پہلے سے سب کیوں نہیں بتایا۔۔۔جھک کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے پیچھے ہوا۔۔کیونکہ اج وہ اسے بے حد رلا چکا تھا لیکن غصہ پھر بھی کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔خیر اسے اپنی باہوں میں واپس بھرتے سکون کی نیت سے انکھیں بند کر گیا۔۔۔

رامین کی گود میں بیٹھی جنت اپنی توتلی زبان میں اپنے ریبٹ سے باتیں کرنی کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔جنہیں سنتے رامین اور سائمہ بیگم بار بار ہنس رہی تھی۔۔۔کیونکہ وہ خرگوش سے بالکل اس انداز میں بات کرتی جس طرح رامین جنت سے کرتی تھی (اسے میلہ بے بی) میرا بے بی کھالو کہتے زبردستی سیب کھلا رہی تھی۔۔۔جنت نے سامنے سے دارم کو اتے دیکھا تو بابا بابا کا شور مچا ہے لیکن اگلے ہی لمحے خاموش ہو گئی۔۔تو رامین نے دارم کی طرف دیکھا جس نے عرفہ کے بیٹے حاشر کو اٹھایا ہوا تھا۔۔اور مسکراتے ہوئے عرفہ سے باتیں کرتے اندر ایا تھا۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی رامین کو اس کا یہ انداز اچھا نہیں لگا

جنت کی طرح اس کی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی سائمہ بیگم نے بھی یہ منظر غور سے دیکھا اور اپنی بیٹی اور نواسی کی تاثرات پر بھی غور کیا۔۔۔ کہ جنت نے اپنا ننھے سے بازو سے دارم کی طرف اشارہ کرتے رامین کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارتے کہا تھا مما۔۔۔۔ باباوے بی

ارہے ہیں بابا رامین نے اس کا بازو تھامتے چوم کر کہا کہ دارم نے یوں ہی حاشر کو زمین پر رکھا تو جنت نے کھلکھلاتے ہوئے بابابا چلانا شروع کیا۔۔۔ مسکراتے ہوئے دارم رامین کے پاس بیٹھا اور جنت کو اس کی گود سے لیے اوپر اچھال کر اس کے دونوں گال چومے جس پر وہ خوشی سے نہال ہوئی۔۔۔۔

جنت کے ساتھ رامین بھی مسکرائی تھی۔۔۔ سائمہ بیگم نے ان تینوں کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو ماشاءاللہ کہتے ان لوگوں کی نظر اتاری۔۔۔۔ جو ایک مکمل منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ ان کے چھوٹے سے آشیانے کو سائمہ بیگم ہر بری نظر سے بچانا چاہتی تھی۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انکھیں کھولتے ہی اس کی نظر شہریار کی خالی جگہ پر پڑی تو انکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی جمع ہونے لگی۔۔۔۔وہ بے حد ناراض تھا عشاء سے۔۔۔اخراج پہلی دفعہ وہ عشاء کے اٹھنے سے پہلے ہی کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔ورنہ وہ زبردستی اسے اٹھا کر اکثر اپنے کپڑے نکلواتا ناشتہ بنواتا اور اس کے ساتھ ہی ناشتہ کر کے جاتا۔۔۔ہر بات کو سائیڈ پر رکھتے عشاء جلدی جلدی فریش ہوتے نیچے ائی۔۔۔۔ کہ شاید شہریار نیچے ہو لیکن افسوس وہ جا چکا تھا انکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی جمع ہونے لگی تھی۔۔۔اس کی بے رخی پر۔۔۔۔

وہ اپنے خفیہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ساتھی دوست مار کو نے اسے دیکھتے سوال کیا کل تم کیوں نہیں ائے؟؟

بس ایک ضروری کام میں پھنس گیا تھا باس ایم نے مصروف سے انداز میں سامنے پڑی فائل کے پیجز پلٹتے اسے جواب دیا۔۔۔تومار کو مسکرایا اور بولا اخر ایسا بھی کون سا ضروری کام تھا جو باس ایم کو اپنا کام کرنے سے روک سکا۔۔۔اج سے

پہلے توایسا کبھی نہیں ہوا۔۔۔روکا کسی نے نہیں تھابس یوں سمجھو کہ اب تم پر بھروسہ ہے کہ میرے بغیر تم کوئی کام پورا کر سکتے ہو مسکرا کر کہتے باس ایم نے اسے جلایا تھا۔۔۔کہ مار کو بولا بھئی جب باس ایم محبت کر سکتا ہے تو مجھ پر بھروسہ کرنا تو کوئی مشکل کام نہیں اب کہتے انکھ ونگ کرتے وہ بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کرسی گھسیٹ کر بیٹھا تھا۔۔وہ دونوں بچپن کے دوست تھے۔۔۔ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے اس لیے مار کو اسے چھیڑتے بنا اس کی بات کا برا مانیں اسے دوبدو جواب دے رہا تھا ورنہ اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ باس ایم سے سوال کر سکے باس ایم نے اپنی انکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا اور بولا تم سے کس نے کہا مجھے محبت ہے اس سے۔۔۔اچھا تو نہیں ہے کیا محبت تمہیں اس سے مار کو نے مسکراہٹ ضبط کرتے پوچھا۔۔۔نہیں لفظی جواب دیتے وہ رخ موڑ گیا۔۔۔مار کو اسے کے پاس جاتے بولا وہ تو نظر ارہا ہے اس کے ذکر پر بھی انکھیں چمک رہی ہیں تمہاری۔۔۔باس ایم نے ٹھنڈی اہ بھرتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور مسکراہٹ ضبط کرتے بولا بکواس مت کرو میرے ساتھ اور کام ختم کرو۔۔۔۔یہ عید بھی میں تمہارے ساتھ بیکار نہیں

کرنا چاہتا۔۔۔مجھے گھر کے لیے بھی نکلنا ہے۔۔کہ مار کو اس کے کندھے سے کندھا ٹکراتے بولا اج تک تو ساری عیدیں میرے ساتھ گزارتے ائے ہو۔۔۔اب تمہیں عید گھر پر کرنی ہے کس کے لیے محبت تو تمہیں ہے نہیں۔۔۔اگر تم چاہتے ہو نا کہ عید پر تمہارا چہرہ دیکھ کر بچے نہ ڈرے تو مہربانی کر کے دفع ہو جاؤ ادھر سے۔۔۔باس ایم نے اسے گھورتے ہوئے کہا کہ مارکو مسکراتے ہوئے بولا تو پھر مانتے ہو محبت ہے کہ باس ایم نے پاس بڑا گلاس اٹھاتے اسے مارا جس سے وہ باآسانی سے بچتے ہنستا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

کرسی پر بیٹھتے بوس ایم مسکرایا محبت تو ہو گئی تھی اسے۔۔۔بس اب دنیا کے سامنے اقرار کرنا تھا جس کے لیے وہ صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

کل عید تھی سب اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔ایت بھی اپنا عید کا جوڑا بیڈ سے اٹھاتے الماری میں لگا رہی تھی جو ابھی ملازمہ استری کر کے دے کر گئی تھی۔۔۔کہ اسے پیچھے سے کسی نے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ایک لمحے میں وہ ڈری

لیکن پھر بولی وہاب چھوڑو مجھے۔۔۔ دیٹس نوٹ فیئر وائفی۔۔۔ وہاب کل رات ہی دوبارہ واپس آیا تھا کیونکہ اسے چھٹیاں نہیں تھیں وہ ایت اور ملیحہ کو چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا اور اب پھر ایا تھا کیونکہ اب تو کل عید تھی۔۔۔ اپنے کندھے پر وہاب کا لمس محسوس کرتے ایت لمحے میں رخ اس کی طرف موڑتے اسے دور ہوئی۔۔۔ وہاب نے اسے گھورا تو ایت اسے نظر انداز کرتے کمرے سے نکلنے لگی۔۔۔ وہاب نے اس کا بازو پکڑے اپنے سامنے کیا اور بولا یہ کیا طریقہ ہے ایت۔۔۔ کیا طریقہ ہے کا کیا مطلب چھوڑو مجھے کام ہے بے رخی سے کہتے ایت سے اپنا بازو اس سے چھڑانے کی بھرپور کوشش کی۔۔۔ لیکن وہاب اپنی گرفت مزید سخت کرتے اسے اپنی طرف کھینچتے اس کے انکھوں میں انکھیں ڈالے بولا مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ اواز میں غصے کا عنصر صاف نمایاں تھا؟؟؟ میرے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے وہاب مراد خانزادہ ہاتھ چھوڑو میرا بہت کام ہیں مجھے۔۔۔ اب تم مجھے غصہ دلا رہی ہو ایت؟؟ ٹھیک ہے تو کرتے رہو غصہ لیکن میرا ہاتھ چھوڑو۔۔ کچھ غصے سے کہتے ایت نے سے اپنا بازو چھڑوایا۔۔۔ اس کی اس حرکت پر وہاب کو مزید غصہ ایا کہ اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے قریب

کرتے بولا اخر چاہتی کیا ہو تم کیوں مجھے اگنور کر رہی ہوں ؟؟ میں تمہیں اگنور کرتی ہوں اور جو تم کرتے ہو اس کا کیا تم تو مجھے دنیا کے سامنے اگنور کرتے ہو میں تو تمہیں صرف اس بند کمرے میں اگنور کر رہی ہوں پھر بھی تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ایت نے اسے جواب دیتے اس بار اسے خود سے دور جھٹکا۔۔۔ تو وہاب کے ماتھے پر غصے سے بل نمایاں ہوئے کہ بولا اگر اب تم نے ایک دفعہ بھی مجھے خود سے دور جھٹکا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔اور اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو مجھ سے برا بھی کوئی نہیں ہو گا اس کی انکھوں میں دیکھتے ایت نے بھی اسی انداز میں کہا تو وہاب نے اپنا ہاتھ بالوں میں پھیرتے غصے کو کم کرنے کی کوشش کی اور پھر مڑ کر ایک نظر ایت کو دیکھا جو رخ پھیر گئی۔۔۔اس کی پشت کو گھورتے وہاب کمرے سے نکلا اور کمرے کا دروازہ پوری شدت سے مارا کہ ایت کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے انکھوں میں ایک دم نمی جمع ہونے لگی۔۔۔ پیچھے مڑ کے بند دروازے کو دیکھتے ایت کو بے حد افسوس ہوا اور اس سے زیادہ اسے وہاب پر غصہ ایا جو اسے منائے بغیر ہی چلا گیا تھا لیکن کل وہ وہاب کی

شکایت دارم سے لگانے کا ارادہ رکھتی تھی پھر اپنی باقی چیزیں سمیٹتے سونے کی تیاری کرنے لگی۔۔۔

وہ کمرے میں ائی تو خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔ خالی کمرے کو دیکھتے انکھیں شدت سے بھیگی تھی اج اسے گئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا عشاء نے اسے کالز اور میسجز کیے تھے جن کا شہریار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ اب تو صبح عید تھی اس دفعہ تو عشاء نے خود اس سے کہا تھا کہ وہ عید گھر پر کرے لیکن وہ تو ناراض ہو کر جا چکا تھا۔۔ بیڈ کے قریب اتے سائیڈ ٹیبل پر پڑی شہریار کی تصویر نے اس کے رونے کی شدت میں اضافہ کیا تھا۔۔۔

حویلی میں اور لوگ بھی اس سے محبت سے پیش اتے تھے جیسے سائمہ اماں رامین ایت دارم لیکن جو محبت اپناپن شہریار کے قریب محسوس ہوتا جو سکون اس شخص میں تھا وہ کسی اور میں نہیں تھا بے شک وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر اس کے نخرے بھی وہی اٹھاتا تھا اسے پریشان کرتا تھا تو اس کی ہر پریشانی کا حل بھی اس کے پاس ہوتا تھا لمحوں میں اسے ہنسا دیتا تو کبھی رلا دیتا۔۔۔ عجیب دھوپ چھاؤں سا مزاج تھا

اس کا مگر اب وہ عشاء سے ناراض تھا اور چلا بھی گیا تھا کیسے مناتی اب وہ شہر یار کو

۔۔۔اس کی تصویر ہاتھ میں پکڑے کئی انسو بے مول ہوتے اس کی تصویر پر

گرے تھے۔۔۔اسے بہت شدت سے شہر یار کی یاد ارہی تھی۔۔۔اب تو اس

شخص کی عادت ہونے لگی تھی یا کہہ لو اس سے محبت ہونے لگی تھی۔۔۔دل

چاہتا تھا وہ قریب ہو اور وہ تھا کہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

۔۔۔انکھوں کی دسترس سے بھی دور ہے۔۔۔۔

۔۔۔وہ شخص جو دل چاہتا ہے باہوں میں ہو۔۔۔۔

ارے ماشاءاللہ ماشاءاللہ بابا کی پرنسز کتنی پیاری لگ رہی ہے نا۔۔وہ سب ابھی

عید کی نماز پڑھ کر ائے تھے۔۔کہ دارم نے اگے بڑھتے مجنڈا رنگ کی فراک

میں گھومتی اپنی چھوٹی سی پری کو دیکھا جو بھاگتے ہوئے دارم کو دیکھتے اس کے

قریب بابابا کرتے ائی تھی۔۔۔جنت کو اپنی گود میں اٹھاتے دارم نے اسے اوپر

اچھالا اور اس کے دونوں گال چومے جس پر وہ کھلکھلائی۔۔۔عید مبارک بابا کی

جان دارم نے اس کی ناک کو چومتے کہا۔۔اگے بڑھ کر وہ سب گھر کی باقی

خواتین سے عید ملنے لگے۔۔دارم ابھی سائمہ بیگم سے پیار لے کر ہٹا کہ اس کی نظر کچن سے نکلتی رامین پر پڑی جو ہاتھ میں جنت کا فیڈر پکڑے اسے ہلاتے قدم قدم چلتی اس کے قریب اتے اس کے دل کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھا رہی تھی۔۔۔ماشاءاللہ دارم کے منہ سے نکلنے والے الفاظ بے ساختہ تھے۔۔۔کہ پاس کھڑے وہاب نے اس کی سرگوشی سنتے اپنا گلا شرارت سے کھنگارا کیونکہ دارم بنا پلک جھپکے رامین کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔لیکن دارم کی نظریں پھر بھی رامین پر سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔۔وہ بھی میجنڈا رنگ کی انارکلی پاؤں کو چھوتی فراک میں جس پر بھاری کام ہوا تھا پہنے نفاست سے کیے ہلکے سے میک اپ اور کھلے بالوں میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔

ان کے پاس اتے رامین نے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا جو جنت کو گود میں اٹھائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی نظروں کی تپش کی تاب نہ لاتے رامین فورا نظریں جھکا گئی۔۔۔کہ جنت نے دارم کی گود سے لپکتے ہوئے مما۔۔۔مما کہتے رامین کے گال کو چوما تھا۔۔۔جنت کے اس عمل پر دارم مسکرایا جب کہ رامین کے گال کچھ مزید سرخ ہوئے۔۔۔وہ ہمیشہ رامین کے تیار ہونے پر اسی طرح

اس پر اپنا پیار برساتی تھی۔۔۔اور اب وہ دارم کی گود سے نکلتے رامین کے پاس جانے کے پر تولنے لگی اپنے دونوں بازوں رامین کے گلے میں ڈالے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی کہ اور رامین اسے اٹھالے۔۔۔رامین نے جنت کو دارم کی گود سے لینے کی کوشش کی تو دارم بولا لاؤ۔۔۔تم اس کا فیڈر مجھے دے دو۔۔۔میں اسے روم میں لے جاتا ہوں اور زبردستی جنت کو رامین سے دور کرتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔جبکہ رامین جنت کا شور اور ماما ماما کی رٹ واضح سن پا رہی تھی۔۔۔رامین نے ایک نظر سائمہ بیگم ایت اور باقی سب کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھے کہ بولی میں بھی اتی ہوں جنت کو دیکھوں رو نہ رہی ہو۔۔۔ایت شرارت سے بولی ہاں اپی جائیں اپ دارم لالا بھی اپ کو اواز دینے والے ہی ہوں گے۔۔۔اخری جنت ان سے کہاں چپ ہو گی۔۔۔رامین نے ایت کو گھورنا چاہا کہ باقی سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ خاموشی سے سرخ چہرہ لیے بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گئی۔۔۔رامین اچھے سے جانتی تھی دارم زبردستی جنت کو اوپر کیوں لے کر گیا ہے اور ٹھیک ایت کے کہے مطابق وہ اسے اوازیں دینے والا ہو گا کیونکہ وہ اکثر رامین کو جنت کے بہانے

کمرے میں بلاتا تھا۔۔۔رامین اوپر ائی تو دیکھا دارم بیڈ پر لیٹا تھا جب کہ جنت اس کے اوپر اچھل کود کرنے میں مصروف تھی کہ بولی جنت بے بی نے فیڈر کیوں نہیں پیا اپکو بھوک لگی تھی نا۔۔۔دارم اور جنت نے ایک ساتھ رامین کو دیکھا تو جنت دارم پر سے اٹھتے مما مما خوشی سے چہکتے رامین کی طرف بڑی کہ رامین نے اس کے بیڈ پر سے گر جانے کے ڈر سے ایک لمحے میں اسے اگے بڑھتے باہوں میں بھرا تو جنت خوش ہوئی دارم نے بیڈ سے اٹھتے جنت کو واپس رامین سے لیا تو جنت نے بابا چلایا۔۔۔لیکن دارم اثر نہ لیتے بولا پرنسز وہ دیکھو اپ کا بے بی چلو اس کے ساتھ کھیلو کہتے۔۔۔دارم نے جنت کو اس کے خرگوش کے پاس بٹھایا تو وہ بے بی بے بی کرتی اس کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔۔دارم نے قدم واپس رامین کی طرف بڑھائے تو رامین کی دھڑکنیں بے اختیار تیز ہوئی اس کے سامنے کھڑے ہوتے دارم نے اپنے دونوں بازو سینے پر باندھے۔۔رامین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو دارم مسکراتے ہوئے اس کی جھکتے بولا عید مبارک بیگم صاحبہ۔۔۔خیر مبارک میاں جی۔۔اپ کو بھی عید مبارک کہتے وہ ہنسی تھی۔۔۔مسکراتے ہوئے دارم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایک لمحے میں اسے اپنے ساتھ لگایا تو

رامین کی پلکیں حیا سے بوجھل ہوئی۔۔۔خالی خالی عید مبارک مجھے نہیں چاہیے بیگم صاحبہ کہتے دارم نے جھکتے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا اور پیچھے ہوتے بولا اب ہوئی ہے نا میری عید مبارک۔۔۔رامین کے چہرے پر مزید کچھ رنگ بکھرے تھے کہ مسکراتے ہوئے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھتے بولی دارم تم بھی نہ ۔۔۔میں بھی نہ کیا جاں من اس کے خوبصورت چہرے پر نظر ٹکائے دارم نے اس کے ادھورے جملے کو مکمل جاننے کے لیے دہرایا تو رامین ہنستے ہوئے بولی ایسے بیہیو کرتے ہو جیسے مجھے پہلی بار دیکھ رہے ہو۔۔۔اس کے الفاظ پر دارم کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ اپنا حصار مزید تنگ کرتے بولا جب جب تمہیں دیکھتا ہوں ہر بار مجھے نیا عشق ہوتا ہے تم سے۔۔۔۔دارم۔۔۔رامین نے اس سے نظریں ملائے بغیر اس کا نام پکارتے کچھ مزید شرماتے خود میں سمٹتے اسے دور ہونے کی کوشش کی کہ دارم بولا بولو جان دارم۔۔۔جب کہ دارم کے اظہار محبت سے پر اکثر رامین کے الفاظ گم ہوتے تھے اور آج بھی یہی ہوا تھا وہ خاموشی سے دارم کے سینے سے لگتے اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔اس سے نظر ملانا ایک مشکل مرحلہ تھا جو رامین کم ہی طے کر پاتی تھی۔۔۔من بس یہاں تم خاموش ہو جاتی

ہو ویسے جتنی مرضی باتیں کروالو تم سے۔۔۔کہتے دارم نے اس کا سر چوما تو رامین مزید کچھ اس میں سمٹتے بولی تم بہت تیز ہو دارم۔۔۔اس کے شکوے پر دارم کا قہقہا کمرے میں گونجا تھا۔۔

ٹی پنک کلر کی لانگ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں عشاء کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے ایت پر نظر پڑی تو وہاب لمحے کے لیے ٹھہر گیا۔۔۔اپنے اوپر کسی کی گہری نظر محسوس کرتے ایت نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔۔۔وہاب نے نظروں کا زاویہ بدلا تو ایت کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔اج وہ ضرورت سے زیادہ ہی اچھا لگ رہا تھا اور ایک کالا رنگ اس پہ سجتا بھی بہت تھا۔۔۔کچھ دیر اس کا جائزہ لینے کے بعد اب ایت کو اس پر غصہ انے لگا تھا جو اسے اگنور کرتے باقی سب کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔۔۔ٹھیک ہے اگر وہ اس سے ناراض بھی تھا تو اج تو عید کا دن تھا عید مبارک کہہ کر اس کی ناراضگی ختم بھی تو کر سکتا تھا لیکن نہیں اسے تو اکڑ دکھانی تھی۔۔۔اور یہی بات ایت کی برداشت سے باہر تھی بقول ایت کے غلطی بھی جناب خود کریں اور اکڑ بھی خود

دکھائیں۔۔۔لیکن وہاب اپنے اوپر کسی کی گہری نظر باسانی محسوس کر سکتا تھا پر وہ جان بوجھ کر اسے اگنور کرتے باقی سب سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا دل تو اندر سے کہیں نہ کہیں ایت کی طرح اداس ہی تھا اور وہ تو وہاں بیٹھا بھی صرف اسی کے لیے تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے لیکن ہمیشہ ضد میں ایک دوسرے کو نہیں مناتے۔۔۔اور اج بھی ایک دوسرے سے لا تعلقی صرف اسی لیے اختیار کیے ہوئے تھے کہ وہاب چاہتا تھا ایت پہل کرے اور ایت چاہتی تھی کہ وہاب پہل کرے۔۔۔وہاب کو غصہ اس بات کا تھا کہ ایت نے بنا بات کے ایشو بنایا جب کہ ایت کو غصہ اس بات کا تھا کہ وہ خواہ مخواہ اسے اگنور کرتا ہے وہ بھی دوسروں کے لیے۔۔۔بے فضول کی ضد میں ان دونوں نے اپنی عید خراب کی تھی۔۔۔

وہاب اوپر ایا تو اس کے پیچھے ہی ریحانہ بیگم کمرے میں ائی۔۔۔انہیں دیکھتے وہ کھڑا ہوا اور بولا مورے اپ۔۔۔کوئی کام تھا۔۔۔نہیں مجھے کوئی کام ہو گا تو ہی میں اپنے بیٹے کے کمرے میں اسکتی ہوں انہوں نے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتے جیسے

شکوہ کیا تھا۔۔۔ نہیں نہیں وہ ہنسا اور بولا کیسی باتیں کر رہی ہیں اپ۔۔۔ ائے بیٹھیں ان کے پاس بیڈ پر بیٹھتے وہاب نے ریحانہ بیگم کا ہاتھ چوما۔۔۔ دروازے پر دستک ہوئی تو وہاب نے مڑ کر دیکھا تو ایت اندر اتے بولی اپ کی چائے تائی امی۔۔۔ ریحانہ بیگم نے مسکراتے ہوئے ایت سے چائے پکڑی اور بولی ایت تم بھی یہی بیٹھو۔۔۔ تو ایت بولی مجھے کچھ کام ہے اپ لوگ باتیں کریں۔۔۔ ایت میں کہہ رہی ہوں نا بیٹھ جاؤ ریحانہ بیگم نے کچھ سختی سے کہا تو ایت خاموشی سے وہاب سے دوری پر بیٹھ گئی۔۔۔ اب تینوں کے بیچ خاموشی تھی کہ ریحانہ بیگم بولی وہاب ایت تم دونوں میں جس بھی بات کو لے کر جھگڑا ہوا ہے اپنے جھگڑے کو ختم کرو عید والے دن اس طرح منہ لٹکائے مت گھومو خاص کر تب جب گھر میں مہمان ہو۔۔۔ ہمارے بیچ کوئی جھگڑا نہیں ہوا ایت اور وہاب نے ایک ساتھ کہا تو ریحانہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ اچھا اگر جھگڑا نہیں ہوا تو ایک دوسرے کو چوری چوری کیوں دیکھ رہے تھے۔۔۔ ان کے انکشاف پر دونوں گڑبڑا گئے کہ وہ پھر سے بولیں پہلے بھی تم دونوں کے بیچ بہت غلط فہمیاں رہ چکی ہیں۔۔۔ دارم کی وجہ سے۔۔۔ مورے اس میں دارم لالا کی کوئی غلطی نہیں تھی

وہاب فورا بولا۔۔اچھا بھی تمہارے لالا سے کبھی کوئی غلطی ہوئی ہے لیکن پھر بھی تم دونوں میں اختلافات اس کی وجہ سے ہی تھے۔۔۔اب مجھے ایسے کوئی فضول کے ڈرامے دیکھنے کو نہ ملے جو بھی ہے سب ختم کرو اور ایک ساتھ نیچے اؤ تاکہ سب کو پتہ چلے کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہے کہتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔ریحانہ بیگم کے جانے کے بعد ایت اور وہاب نے ایک دوسرے کو دیکھا کہ ایت بولی میں نے تم سے کوئی جھگڑا نہیں کیا تھا خیر عید مبارک۔۔۔ چلو اب نیچے چلیں ۔۔۔خیر مبارک ہاں چلو کہتے وہاب نے قدم اگے بڑھائے تو ایت نے اس کی پشت کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا لیکن پھر اگے بڑھتے غصے میں وہ کمرے سے نکلنے لگی کہ وہاب نے اس کا بازو پکڑے اپنی طرف کھینچا اور دروازہ بند کرتے کنڈی لگائی۔۔۔اس اچانک افتاد پر ایت ایک دم گھبرائی اور پھر وہاب کو اپنے قریب دیکھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی کیا مسئلہ ہے اب تمہارے ساتھ چلو نیچے۔۔۔مسئلہ تمہارے ساتھ ہے میرے ساتھ تو کوئی مسئلہ نہیں وہاب نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے کہا۔۔۔۔میں نے کب کہا میرے ساتھ مسئلہ ہے ایت نے اپنی بڑی بڑی کالی انکھوں سے اسے گھورا تو وہاب بولا تمہیں کیسے پتہ

ہو گا تمہارے ساتھ مسئلہ ہے یا نہیں وہ تو مجھے پتہ ہو گا نادیکھنے والے کو زیادہ پتہ چلتا ہے۔۔۔ہاں تمہیں تو واقعی زیادہ پتہ چلے گا تمہیں تو مجھ میں ویسے بھی سارے جہاں کی خامیاں نظر اتی ہیں۔۔۔ چھوڑو مجھے وہاب جانے دو اپنا اپ چھڑواتے آیت نے بھرائی ہوئی اواز میں کہا۔۔۔لیکن اس وقت تم مجھے سارے جہاں سے حسین لگ رہی ہو۔۔۔اس کے الفاظ پر ایت کے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی تم جھوٹے ہو وہاب مجھے پتہ ہے تمہیں میں اب اچھی نہیں لگتی۔۔۔میں تو پرانی بیوی ہوں ناب تمہیں دوسری نئی نئی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔۔۔اس کے الفاظ پر وہاب کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی کہ بولا یااللہ ایت تم اتنا فضول کیسے سوچ لیتی ہو نئی نئی لڑکیوں سے کیا مراد ہے اب؟؟اور تم کون سی پرانی ہو ۔۔۔میرے تمہارے ساتھ نکاح پڑھنے کے بعد تم پرانی لڑکیوں میں شمار ہوتی ہو۔۔۔ہاں اور مجھے پتہ ہے مردوں کو ہمیشہ دوسری عورتیں ہی پسند اتی ہیں اپنی بیوی نہیں منہ بنا کر کہتے وہ وہاب کو حد کیوٹ لگے۔۔۔کہ وہاب بولا ایت تم اج کل کون سا ڈرامہ دیکھ رہی ہوں جو تمہارے سر پر یہ بھوت سوار ہوا ہے

۔۔۔میں جو بھی کہہ رہی ہوں سچ کہہ رہی ہوں اور کوئی بھوت سوار نہیں ہوا

میرے سر پر۔۔۔اچھا تو پھر میری چڑیل پر کس چڑیل کا سایہ ہے؟؟ وہاب نے اپنی مسکراہٹ دباتے بڑے سیریس انداز میں اس سے پوچھا تو ایت اسے گھورتے بولی دفع ہو جاؤ وہاب ابھی تمہیں میں دنیا جہاں سے حسین لگ رہی تھی اور اب تم مجھے چڑیل کہہ رہے ہو۔۔۔کہ وہاب اسے اپنے حصار میں لیتے بولا تمہیں دیکھ کر ہی تو مجھے اس بات پر یقین ایا ہے کہ چڑلیں خوبصورت بھی ہوتی ہیں۔۔۔چھوڑو مجھے وہاب مجھے نہیں بات کرنی تم سے۔۔۔۔لیکن مجھے صرف تم سے بات کرنی ہے وہاب نے بھی اسی کے انداز میں کہا تو وہ ہنس دی اور بولی نہیں تم مجھے اگنور ہی کرو جیسے کرتے ہو۔۔۔ڈیئر وائفی میں بھلا تمہیں اگنور کر سکتا ہوں؟؟ جی بالکل اور کرتے بھی ہو ایت نے منہ بناتے جواب دیا۔۔۔میں نے صرف مزاق کیا تھا ایت کہتے وہاب نے اس کا گال چوما تو ایت بولی دوبارہ ایسا مذاق میرے ساتھ نہیں کرنا وہ بھی کسی اور کے سامنے۔۔۔تمہیں کیا پتہ اگلے کتنا خوش ہوتا ہیں یہ سوچ کر ہی کہ میاں بیوی کی بالکل نہیں بنتی۔۔

اچھا ٹھیک ہے ایم سوری۔۔۔وہاب نے کہتے اسے ہگ کرتے اس کا سر چوما تو ایت مسکرا دی۔۔۔۔۔

دل بوجھل سا ہو رہا تھا۔۔ ابھی اسے ایت سے پتہ چلا تھا کہ شہریار کچھ دیر پہلے حویلی ایا تھا اور سب سے عید مل کر گیا۔۔۔ اب اس کی بے رخی پر انکھیں شدت سے بھیگی تھی کیا وہ شہریار کے لیے اس قدر غیر ضروری تھی کہ وہ سب گھر والوں سے ملنے بھی ایا مگر اس سے مل کر نہیں گیا۔۔۔ لیکن عشاء کے لیے تو وہ ضروری تھا نا دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی کہ کاش وہ اسے ایک نظر دیکھ ہی لیتی۔۔۔۔ لیکن وہ تو اتے ساتھ ہی چلا گیا۔۔۔ داجی کے ساتھ اور اب پتہ نہیں کب لوٹتا۔۔۔ انہیں سوچو میں گم وہ اوپر اپنے کمرے میں ائی۔۔۔۔ رونے کی وجہ سے انکھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ ابھی وہ منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے چینجنگ روم سے باہر نکلی تھی کہ سامنے شہریار کو کھڑا دیکھ کر ٹھٹکی ہوئی۔۔۔ سفید شلوار قمیض پہنے وہ اوپر سے کالی ویس کوٹ کے بٹن کھولتے اتار کر بیڈ پر رکھتے وہ عشاء کی چوڑیوں کی اواز سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ شہریار نے نظر

اٹھا کر دیکھا تو دونوں کی نظریں ٹکرائی۔۔۔عشاء کے دل نے بیٹ مس کی اور وہ نظریں جھکا گئی۔۔۔لیکن شہریار کی نظریں پلٹنا بھول گئی وہ بنا پلکیں جھپکے سفید پاؤں کو چھوتی انار کلی فراک میں جس پر نگو اور موتیوں سے بھاری کام ہوا تھا پہنے سرخ ہوتے ناک اور گالوں کے ساتھ ہلکی سی لپ سٹک لگائے کھلے بالوں میں ایک کندھے پر جولتے دوپٹے میں کھڑی اسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی جو کسی کو بھی بہکنے پر مجبور کر سکتی ہو۔۔۔

شہریار کے لیے اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا بلکہ نا ممکن ہی لگ رہا تھا ۔۔۔کہ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے قریب ائی۔۔۔شہریار کی نظریں کبھی اس کے چہرے تو کبھی اس کے خوبصورت سراپے کا طواف کر رہی تھی۔۔ شہریار کے خود کو یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر عشاء کچھ کنفیوز ہوتے بولی یوں مت دیکھیں ورنہ اپ کو پیار ہو جائے گا۔۔۔شہریار کے ہزار دفعہ کہے جملے کو جب عشاء نے دہرایا تو شہریار رخ موڑے لب دبائے مسکرایا۔۔۔کہ پھر ذرا لاپرواہ سے انداز میں بولا تم گئی نہیں ابھی تک یہی ہو؟؟میں نے کہاں جانا تھا شہریار اس کے اس انداز پر عشاء نے ہمت کرتے کہا۔۔کہ شہریار بولا بہت سی جگایں ہیں

تمہارے پاس جانے کو۔۔۔عشاء گھوم کے دوسری سائڈ سے اس کے سامنے اتے بولی اپ اس طرح کیوں بات کر رہے ہیں مجھ سے۔۔۔تو اور کس طرح بات کروں میں تم سے وہی اکھڑا لہجہ ایک نظر عشاء کے چہرے پر ڈالتے شہریار پھر ان نقوش میں بھٹکا۔۔۔اب کی بار عشاء کی انکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی کہ بھرائی ہوئی اواز میں بولی پلیز شہریار اب ناراضگی ختم کر دیں اس سے زیادہ میں اپ کی بے رخی نہیں برداشت کر سکتی کہتے وہ روتے ہوئے اگے بڑھتے اس کے سینے سے لگی۔۔۔شہریار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی۔۔وہ پہلی بار یوں اس کے قریب ائی تھی چاہتے ہوئے بھی شہریار اسے جھٹک نہیں سکا۔۔۔نرمی سے اس کے گرد حصار باندھتے بولا اچھا تو اتنا سجنے سنورنے کی کوئی خاص وجہ ؟؟ وہ اج عید تھی نا بس اسی لیے۔۔۔مطلب میرے ہونے نہ ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تم تو بھرپور اپنی عید انجوائے کر رہی ہو۔۔۔کرو پھر۔۔۔کہتے شہریار نے اسے خود سے دور کرتے ڈریسنگ پر پڑا برش اٹھا کر اپنے بالوں میں پھیرا۔۔۔اس کے اس عمل پر انسو کا ایک ریلا اور آیا تھا کہ پھر بولی ٹھیک کہہ رہے ہیں اپ۔۔۔اور بے دردی سے اپنے انسو رگڑتے اپنا دوپٹہ

درست کرتے وہ کمرے سے نکلی گئی۔۔۔شہریار نے منہ کھولے حیرانی سے اسے جاتے دیکھا اور پھر اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے بیڈ پر ڈھیر ہوا۔۔۔یعنی اس کی چھوٹی سی بیوی اسے منانے کے بجائے خود ناراض ہو کر جا چکی تھی۔۔۔

بیٹا کیا کر رہے ہو اپ کو چوٹ لگ جائے گی کہتے۔۔۔اس نے فوراً سے اگے بڑھتے حاشر کو گود میں اٹھایا۔۔۔جو اپنا فٹبال پھولوں میں پھنسا نکالنے کے لیے ہاتھ اگے بڑھا رہا تھا۔۔۔حاشر نے اپنی سرمئی انکھیں سے ٹکر ٹکر ولید کی کالی انکھوں میں دیکھتے کہا ادھر میری بال چلی گئی اپنی توتلی زبان میں کہتے حاشر نے اپنی بال کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ولید نے گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھتے مسکراتے ہوئے اس ڈھائی تین سالہ بچے کو دیکھا اور بولا میں نکال دیتا ہوں اپ کو۔۔۔اوکے کہتے حاشر مسکراتے ہوئے سر ہلاتے پیچھے ہوا۔۔۔ولید نے بال نکال کر اس کی بڑھائی۔۔۔تو حاشر کی انکھیں چمکی۔۔۔اگے بڑھتے اس نے ولید سے وہ بال پکڑی اور اس کی گال کو چومتے اپنی زبان میں بولا تھینک یو۔۔۔

اس کے انداز پر ولید دل سے مسکرایا۔۔۔حاشر بیٹا آپ یہاں ہو مما اپ کو کب سے ڈھونڈ رہی ہیں کہتے لائبہ اس کی طرف بڑھی۔۔۔

حاشر اور ولید نے اسے ایک ساتھ دیکھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے ولید کا دل دھڑ کا۔۔۔گہرے گلابی رنگ کے کڑھائی والی سوٹ میں دوپٹے کو بار بار درست کرتے وہ ان کے پاس آکر رکی تو۔۔۔حاشر نے فورا لائبہ کا ہاتھ تھاما۔۔۔لائبہ ایک نظر ولید کو دیکھا اور بولی اپ کون۔۔۔جی وہ میں شہریار کا دوست ہوں اسے ملنے ایا تھا۔۔۔کہ اتنے میں اس کی نظر شہریار پر پڑی جو ان کے پاس آ رہا تھا

۔۔۔۔

اچھا کہتے وہ حاشر کا ہاتھ ہمیں مڑنے لگی کہ حاشر لائبہ کا ہاتھ چھڑا کر بھاگنے کی کوشش میں گرنے لگا۔۔۔جسے ولید نے باہوں میں بھرا۔۔۔لائبہ نے فورا اگے بڑھتے اسے اپنی گود میں لیا اور بولی۔۔۔کیا کرتے ہو بچہ ہر وقت صرف کھیلنا ہے اپ کو اگر ابھی چوٹ لگ جاتی تو۔۔۔ڈر گئی تھی مما۔۔۔نو مما حاشر اس کی گود میں مسکرا رہا تھا کہ اس کی شیطانی پر ولید بھی مسکرایا۔۔۔

اتنے میں شہر یار ان کے پاس آیا اور ولید سے ملتے بولا کیا بات ہے آج تو انسپکٹر ولید جیسے بڑے بڑے لوگ ائے ہیں ہماری حویلی زہے نصیب۔۔۔ کہ ولید مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہو۔۔۔ اور بولا میں نے سوچا کیوں نہ اج اپ کو اپنی خدمت کا موقع دیا جائے۔۔۔ کہ شہر یار مسکرایا۔۔۔ جی ضرور ضرور۔۔۔ وہ دونوں بچپن کے دوست تھے۔۔۔ اس لیے ایسا ہنسی مذاق ایک دوسرے کے ساتھ کرتے رہتے۔۔۔

جبکہ ولید ایک پھر لائبہ اور حاشر کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ جن کا منظر کچھ یوں تھا کہ حاشر آگے بھاگ رہا تھا اور لائبہ سے رکنے کا کہتے تیزی سے اس کے پیچھے اندر گئی تھی۔۔۔ بہت ہی پیارا بچہ ہے ولید نے کہا کہ شہر یار بولا ہاں اور شیطان بھی۔۔۔ سارا دن خوب ماں کی ایکسر سائز کرواتا ہے۔۔۔ سنگل مدر ہے لائبہ کبھی اسے سنبھالے میں مشکل بھی ہوتی ہے۔۔۔ لیکن مینج کر لیتی ہے۔۔۔ لائبہ ولید نے زرلب دہرایا۔۔۔ اور پھر بولا کیوں حاشر کے فادر کہاں ہیں ؟؟ شادی کے ایک سال بعد ہی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔۔ اوہ افسوس ہوا ولید نے کہا۔۔۔ کہ پھر وہ شہر یار کے ساتھ اتے سب سے باری باری سلام دعا

کرنے لگا کیونکہ وہ سب کو ہی جانتا تھا قریبن حویلی میں اور سب اسے بھی جانتے تھے۔۔۔۔

وہ کمرے میں ائی تو بیڈ پر شہریار کو سکون سے لیٹا دیکھ کر چینج کرنے کے لیے چینجنگ روم میں گھس گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد وہ نکھرے نکھرے حلیہ میں بیڈ کے قریب آتے اپنا تکیہ اٹھانے لگی کہ شہریار خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھتا رہا اور پھر اسکے صوفے پر سکون سے لیٹ جانے کے بعد بولا محترمہ ذرا مجھے پانی پکڑاؤ۔۔۔ عشاء نے اٹھ کر بیٹھتے اسے گھورا جس کے بالکل ساتھ سائیڈ ٹیبل پر پانی کا جگ اور گلاس پڑا تھا۔۔۔ لیکن پھر اٹھتے اس کے قریب گئی اور سائیڈ ٹیبل سے گلاس میں پانی ڈالتے اس کو پکڑایا اور مڑنے لگی کے شہریار نے اس کا بازو پکڑا اور پانی کا گلاس ختم کرتے عشاء کے ہاتھ میں تھماتے بولا خالی گلاس پکڑنے کوئی اور ائے گا۔۔۔ عشاء نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا تو شہریار بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا اب بیڈ کی چادر بھی ٹھیک کرو۔۔۔ بیڈ کی چادر پہلے ہی بالکل ٹھیک تھی کہ جو دو تین سلوٹیں شہریار کے بیٹھنے کی وجہ سے ائی تھی عشاء انہیں درست کرتے

مڑی تو شہر یار بولا ٹھیک سے دوبارہ نکال کر بچھاؤ۔۔۔یہ پہلے ہی ٹھیک ہے شہر یار ایسے ہی سو جائیں ورنہ خود ہی ٹھیک کر لیں میں اس سے زیادہ اچھی بیڈ شیٹ نہیں بچھا سکتی۔۔۔ہاں مجھے بے وقوف بنانے کے علاوہ اور کوئی کام کہا تمہیں اچھے سے اتا ہے شہر یار اسے گھورتے بولا۔۔۔تو اپ مت بنتے بے وقوف غصے سے کہتے وہ اگے بڑی کہ شہر یار نے اس کا بازو کھینچتے اپنے قریب کیا اور بولا تمہاری زبان ضرور سے زیادہ نہیں چل رہی۔۔۔ہاں تو زبان ہی چل رہی ہے نا اپ کی طرح غصہ تو نہیں کر رہی۔۔اس کی انکھوں میں دیکھتے عشاء نے جیسے شکوہ کیا۔۔۔جو حرکت تم نے کی ہے اس کے بعد تمہاری زبان بھی نہیں چلنی چاہیے شہر یار نے اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا کہ عشاء بولی میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔تو مطلب تم نے کچھ نہیں کیا اتنی بڑی بات جو مجھ سے چھپائی اس کا کیا؟؟ میں نے اپ سے کچھ بھی نہیں چھپایا صرف اپ کو سچ نہیں بتایا تھا۔۔۔تو محترمہ سچ نہ بتانے کو بھی چھپانا ہی کہتے ہیں۔۔ جس کا بدلہ اپ مجھے ڈانٹ کر لیے چکے ہیں۔۔۔منہ بنا کر کہتے وہ شہر یار کو بے حد کیوٹ لگی۔۔۔کہ بولا بٹر فلائی تمہیں کیا لگتا ہے اگر میں تم سے بدل لیتا تو تم میرے سامنے زندہ سلامت ابھی

تک کھڑی ہوتی ؟؟ شہر یار کے بڑ فلائی کہنے پر عشا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو
شہر یار فورا اپنے جملے تصیح کرتے بولا عشاء تم ہمیشہ میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی
ہو۔۔۔ شہر یار کے اس الزام پر عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی میں نے
کون سا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اپ کا۔۔۔ اپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسے ہی کرتے
ہیں اب کی بار اس کی اواز میں نمی گھلی تھی۔۔۔ میں۔۔۔ میں نے کیا کیا ہے
شہر یار نے اسے گھورتے پوچھا؟؟ اپ جانتے ہیں کہ اپ کے علاوہ حویلی میں
میری بات کوئی نہیں مانتا اور کوئی بھی اپ کی طرح کہتے کہتے وہ رکی کہہ شہر یار
بولا میری طرح کیا۔۔۔ اپ کی طرح نہیں ڈانٹتا کہتے وہ خود کو شہر یار سے
چھڑاتے اگے بڑھتی۔۔۔ شہر یار نے اسے اپنی باہوں میں بھرا تو عشاء کی چیخ بلند
ہوئی ہوئے۔۔۔ پھر اپنی پوری گری انکھوں کو کھولتے شہر یار کی سنہری انکھوں
میں دیکھا جو سکون سے اسے بیڈ پر لٹاتے اب اپنا تکیہ سیٹ کر رہا تھا کہ عشاء بولی
مجھے سونا ہے۔۔ میں جا رہی ہوں اپنے صوفے پر۔۔۔ اگر تم نے بیڈ سے ایک
قدم بھی نیچے اتارا نا تو میں تمہیں اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دوں گا۔۔۔ اور
دوسرا محترمہ ہر رات سونے کے لیے ہی نہیں ہوتی۔۔۔ کہتے شہر یار نے اس کا

بازو پکڑتے اسے خود پر گرایا۔۔۔ کہ عشاء نے کچھ سنبھلتے سر اٹھا کر اسے دیکھا ۔۔۔۔اور بولی اپ جاگتے رہیں۔۔۔ جو کرنا ہے کریں لیکن مجھے سونے دیں۔۔۔ گڈ نائٹ کہتے وہ شہریار سے تھوڑا سا فاصلہ قائم کرتے اس کے بازو پر سر رکھے لیٹی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور کروٹ لیتے اسے قریب کرتے بولا بٹر فلائی اب اس بات پہ قائم رہنا۔۔ تم نے خود مجھے اجازت دی ہے کہ میں جو چاہے مرضی کروں۔۔۔ عشاء نے جمائی لیتے ایک نظر شہریار کو دیکھتے سر ہلایا اور پھر انکھیں بند کر گئی۔۔۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد اسے شہریار کا لمس اپنے چہرے پر محسوس ہوا تو اس نے فورا انکھیں کھولی۔۔۔ شہریار کو اس قدر اپنے قریب دیکھ کر چہرہ لمحوں میں لال گلاب ہوا اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور کرتے بولی شہریارن۔۔۔ نہی۔۔ں پلیز۔۔۔ زا۔۔پ۔۔پ ک۔۔ کیا کر رہ۔۔۔۔ے ہیں۔۔ں؟؟ وہی جو بہت پہلے ہمیں کر لینا چاہیے تھا۔۔۔ کہتے شہریار نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ اس کے نرم گرم لمس پر عشاء نے شدت سے انکھیں بند کر لی۔۔۔ شہریار نے اس کے چہرے کے ہر نقش کو بے حد نرمی اور محبت سے چوما۔۔۔ اہستہ سے انکھیں کھولتے عشاء نے

شہریار کو نم انکھوں سے دیکھا تو شہریار بولا بٹر فلائی اج نہیں۔۔۔اج تم نے مجھے خود اجازت دی ہے۔۔۔اور ویسے بھی یاد ہے نا میں تم سے ناراض ہوں اس لیے مجھ سے دور ہونے کی ہر گز بھی کوشش مت کرنا ورنہ وارن کرنے کے انداز میں کہتے اس نے عشاء کے کان کی لو کو اہستہ سے اپنے دانتوں میں دبایا۔۔۔

تو عشاء نے سسکاری بھرتے نم انکھوں سے سہمے ہوئے انداز میں شہریار کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔شہریار اس کی بکھرتی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے مزید بے خود ہوا۔۔۔عشاء محسوس کر چکی تھی کہ اگر اج وہ شہریار کو خود سے دور جھٹک دیتی تو شاید وہ دوبارہ کبھی اس کے قریب نہیں اتا۔۔۔اور اب اس سے ترک تعلق کرنا عشاء کے بس میں نہیں تھا ویسے بھی وہ اس کا محرم تھا پہلے دن سے اس پر حق رکھتا تھا۔۔۔اس لیے آج خاموشی سے اپنا اپ اسے سونپ گئی۔۔۔سرکتی رات کے ہر لمحے میں شہریار نے اسے بے حد نرمی اور محبت سے خود میں سمیٹا تھا۔۔۔

مم۔۔۔ا۔۔م۔۔ مما بے بی ادو بے بی چا گی۔۔(مما بے بی ادھر چلی گئی) جنت نے بھاگ کراتے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ ٹوٹا پھوٹا جملہ ادا کرتے رامین کو بتایا کہ رامین مسکراتے ہوئے اس کا گال چومتے بولی کہاں گیا میرے بے بی کا بے بی؟؟ادوگا(ادھر گیا) جنت نے پریشانی سے رامین کو ہاتھ کا اشارہ کرتے بتایا تو رامین مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔تاکہ وہ جنت کو اس کا ریبٹ ڈھونڈ کر دے سکے۔۔۔رامین اس کی انگلی پکڑے باہر ائی تو اسے سامنے دارم نظر ایا کہ جنت نے دارم کو دیکھتے پر جوش ہوتے بابا بابا چلانا شروع کیا۔۔۔لیکن دارم کو اپنی طرف متوجہ نہ ہوتا دیکھ کر جنت نے نچلا ہونٹ باہر نکالتے رامین کے ہاتھ کو ہلاتے اپنے ایک ہاتھ سے دارم کی طرف اشارہ کرتے بابا کہا جو اب بھی ہنستے ہوئے لائبہ کے بیٹے حاشر کے ساتھ فٹبال کھیل رہا تھا اور پاس بیٹھی بوا جی ان دونوں کو دیکھ کر مسرور سا مسکرا رہی تھی ۔۔۔رامین کو یہ سب نہ جانے کیوں اچھا نہیں لگا کہ پھر جنت کو گود میں اٹھاتے وہ دارم کی طرف بڑھی۔۔۔

بابا دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے جنت نے چیختے ہوئے اسے پکارا تو دارم مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا اور جنت کو رامین کی گود سے لیتے

اچھالتے اس کے دونوں گال چومے تو وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔ بابا دو بے بی چا
گی۔۔اس نے دارم کو بھی وہی جملہ دہراتے بتایا کہ اس کا بے بی چلا گیا۔۔۔ کہاں
گیا میری پرنسسز کا بے بی چلواؤ بابا ڈھونڈتے ہیں کہتے دارم نے ایک دفعہ پھر اس
کا گال چوما اور آگے بڑھتے بولا باموا جی حاشر کو اندر لے جایں جو اپنا کھیل رکنے پر
کچھ اداس سا کھڑا تھا۔۔۔ ملازمہ نے آگے بڑھتے اسے اپنی گود میں اٹھایا تو وہ اس
کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں لائبہ آکر حاشر کو اپنے ساتھ اندر لے
گئی کہ بوا جی رامین کے پاس بیٹھے بولی تمہارے نکاح کو چھ سات سال ہو گئے ہیں
رامین اب تمہیں بھی بچوں کے بارے میں سوچنا چاہیے دیکھو دارم کس طرح
حاشر کے ساتھ کھیل رہا تھا کچھ بھی کہو مردوں کو بیٹے زیادہ عزیز ہوتے ہیں
۔۔ کیا پتہ اللہ تمہیں بیٹا دے دے؟؟ نہیں بوا جی ابھی جنت بہت چھوٹی ہے ابھی
اسے بھرپور توجہ اور پیار کی ضرورت ہے دو تین سال کی ہو جائے گی تو پھر ہی
دوسرا بے بی پلان کریں گے۔۔۔ ویسے بھی ہمت ہے تمہاری تم اپنی سوتن کی
اولاد کو اس قدر محبت سے پال رہی ہو۔۔۔ وہ دارم کی بیٹی ہے بوا جی اور عشق تو
محبوب کے محبوب سے بھی کیا جاتا ہے خیر انہیں دیکھو کہتے رامین اٹھ کھڑی

ہوئی۔۔۔اسے ہمیشہ کی طرح بوا جی کی باتوں سے عجیب سی چڑ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔کہ بوآجی بولی میری باتوں کا برا مت مانو میں تو بس یوں ہی کہہ رہی تھی۔۔۔اگر تمہارے بچے ہوتے تو دارم جنت سے زیادہ ان سے محبت کرتا لیکن خیر جو تمہیں ٹھیک لگے کہتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک نظر دارم رامین اور جنت پر ڈالتے کسی سوچ کے تحت مسکرائی۔۔۔رامین نے اپنے سے تھوڑا فاصلے پر کھیلتی جنت اور دارم کو دیکھا جو خرگوش کے پیچھے بھاگ رہے تھے تو وہ مسکرائی۔۔چاہے دنیا جو بھی کہیں لیکن وہ خود سے اور اپنے اللہ سے وعدہ کر چکی تھی کہ اس کی پہلی اولاد ہمیشہ جنت ہی رہے گئی جس نے اس کی زندگی میں آتے اسے ماں کے درجے پر فائض کیا تھا دارم اور اس کے رشتے کو اور مضبوط کیا تھا

۔۔۔

اگے بڑھتے رامین نے بھاگتی ہوئی جنت کو گود میں اٹھایا تو وہ کھکھلاتے ہوئے ماماما کرتی خرگوش کی طرف اشارے کرنے لگی کہ وہ چلا جائے گا لیکن اس وقت دارم اور رامین کا بالکل موڈ نہیں تھا اسے خرگوش کے ساتھ کھیلنے دینے کا وہ دونوں جنت سے لاڈ کرتیاس وقت اپنے بے بی سے کھیل رہے تھے۔۔۔

عشاء کی انکھ کھلی تو شہریار کمرے میں موجود نہیں تھا۔۔۔ ذہن بیدار ہونے کے ساتھ وہ اٹھ کر بیٹھی تو رات کے منظر کسی فلم کی طرح ذہن کے پردے پر ابھرے چہرے پر حیا کے کئی رنگ بکھرے اور ساتھ ہی اس نے شکر کیا کہ شہریار نہیں ہے۔۔۔ ورنہ اس وقت دنیا کا سب سے مشکل کام اس کا سامنا کرنا تھا۔۔۔ وہ فریش ہو کر ائی تو اس کا موبائل زور شور سے بجا۔۔۔ دل کی دھڑکنیں اچانک بے ترتیب ہوئی۔۔۔ جانتی تھی اس وقت کون ہو گا۔۔۔ موبائل ہاتھ میں پکڑا تو دیکھا شہریار کی ویڈیو کال تھی ہاتھ بری طرح سے کپکپائے تھے۔۔۔۔ موبائل سائیڈ پر رکھتے وہ مڑی کے میسج ایا تو عشاء نے واپس فون اٹھایا۔۔ بٹر فلائی فون اٹھاؤ میرا میں جانتا ہوں موبائل تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ عشاء کا سانس لمحے میں رکا۔۔۔ یوں لگ رہا تھا کہ وہ یہیں کہیں اس کے اس پاس ہے ۔۔۔۔ لیکن پھر ہمت کرتے ویڈیو کال کاٹتے اس نے اڈیو کال ملائی شہریار کو جو پہلی ہی بیل پر اٹھا لی گئی۔۔۔ گڈ مارننگ مسز خوبصورت بھاری اواز سپیکر سے ابھری تو عشاء کی دھڑکنوں نے مزید رفتار پکڑی۔۔۔ بٹر فلائی تم سن رہے ہو

کوئی جواب نا پا کر شہر یار دوبارہ بولا تو عشاء نے فوراً ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ اس کے سامنے ہو۔۔۔یار کچھ تو بولو اتنی دور سے کھا تھوڑی نہ جاؤں گا تمہیں۔۔۔ کل رات تو اتنی زبان چل رہی تھی!!!!اور اب۔۔اب کیا ہوا جانم؟؟و۔۔وہ میں سن رہی ہوں عشاء نے ہمت کرتے کہا تو شہر یار کا قہقہ موبائل کے سپیکر سے ابھرا۔۔اچھا کیا سن رہی ہو شہر یار نے بے تکا سوال کیا؟؟جو آپ کہہ رہے ہیں عشا نے معصومیت کا مظاہرہ کرتے جواب دیا۔۔۔اور میں کیا کہہ رہا ہوں شہر یار نے پوچھا؟؟کچھ نہیں عشاء نے لفظی جواب دیا کہ شہر یار دوبارہ بولا اچھا تم نے میری ویڈیو کال کیوں کاٹی۔۔۔ایک وقفے کے بعد عشاء بولی میں بزی تھی۔۔۔ شرمانے میں شہر یار نے ہنستے ہوئے کہا تو عشاء کا چہرہ مزید کچھ گلاب ہوا۔۔۔ نہی۔۔۔ں نہیں تو وہ میں کام کر رہی تھی۔۔۔کیوں تم یہ سب کام چھوڑو آج بس رسٹ کرنا میں نے مورے سے بھی کہا تھا وہ تمہیں کوئی کام نہیں کرنے دے گی پھر تم سے کام کس نے کہا۔۔۔۔اور تم ذرا میری ویڈیو کال تو اٹھاؤ پہلے۔۔۔نہیں۔۔نہیں ناآپ یوں ہی بات کر لیں عشاء نے فوراً کہا تو شہر یار بولا کیوں ابھی تم نے کہا تم نہیں شرما رہی ہو تو پھر کیا مسئلہ ہے اور ویسے بھی اب

شرمانے کے لیے بچا بھی کیا ہے بٹر فلائی؟؟؟شہریار وہ میں اپ سے بعد میں بات کرتی ہوں کہتے وہ اپنی بکھرتی سانسوں کو سینے پر ہاتھ رکھے ہموار کرنے کی کوشش کرتے بولی۔۔۔میں تم ناراض ہو بٹر فلائی اس لیے میرا فون کاٹنے کی بالکل بھی زحمت مت کرنا ورنہ اب تو تم مجھے اور اچھے سے جانتی ہو۔۔۔کہ عشاء بولی اب اپ کیوں ناراض ہیں کہتے وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔۔تو شہریار بولا ہائے بٹر فلائی اگر اج مجھے ضروری کام نہ ہوتا تو میں کبھی بھی تمہیں چھوڑ کر نہیں اتا۔۔۔اور یہ بھی ضرور بتانا کہ میں اب تک ناراض کیوں ہوں۔۔۔دل میں تو عشاء نے شکر کیا کہ وہ وہاں موجود نہیں ہے کیونکہ وہ موبائل پر ہی اس کے سانس سکھا چکا تھا۔۔۔لیکن پھر بولی اپ اپنا ضروری کام کر لیں اللہ حافظ۔۔۔کہتے وہ کھٹاک سے فون کاٹ گئی دوسری طرف شہریار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی۔۔۔اگر اج وہ اس کے سامنے ہوتا تو اللہ جانے وہ پاگل لڑکی کیا کرتی۔۔۔

اج اس کا موڈ سخت خراب تھا۔۔ کیوں کہ اج وہاب کا برتھ ڈے اور ان کے نکاح کی ففت ایور سری تھی۔۔ لیکن ایت نے نہ اسے کال کی نہ اسے برتھ ڈے وش کی اور نہ اینیور سری یہاں تک کہ ایت نے وہاب کی کال تک ریسیو نہیں کی۔۔۔ سب ہی اسے مبارک باد دے چکے تھے۔۔۔ بس ایک وہی محترمہ تھی جسے کو فرصت نہیں تھی اس سے بات کرنی کی۔۔۔ اور ایک وہی تھی جس کے کال یا میسج کا وہاب کو انتظار تھا۔۔۔ جیسے ہی اس نے اپارٹمنٹ میں قدم رکھا تو کسی نے اس کے سر پر زور سے پارٹی بوم پھوڑا۔۔۔ لمحے میں وہاب نے سنبھلتے جو ہی نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایات کو کھڑا دیکھ حیران ہوا۔۔۔ کیونکہ اسے تو ابھی چھٹیاں تھیں اور وہ اکیلا ہی واپس ایا تھا۔۔۔ لیکن اب اسے یہاں دیکھ کر چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی جو مسکراتے ہوئے اگے بڑھتے اس کے سینے سے لگتے بولی ہیپی برتھ ڈے اینڈ ہیپی اینیور سری ہبی۔۔۔ تھینک یو مائی لو۔۔۔ لیکن میں تم سے ناراض ہو۔۔ ویسے یہ سرپرائز کیسا وہاب نے اسے دیکھتے پوچھا؟؟ ایت اس سے دور ہوتے ٹیبل کی طرف بڑھتے بولی جہاں وہ چھوٹا سا کیک لا کر پہلے ہی رکھ

چکی تھی۔۔ بھئی اب ناراضگی کس بات کی ہے۔۔بس یوں ہی میں نے کہا صبح سے منہ بنایا ہو گا جناب نے اس لیے کیوں نہ ان کو سپرائزدیا جائے۔۔۔اور اپ کا موڈ ٹھیک کیا جائے۔۔۔وہاب مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے بولا اچھا تو یعنی میں نے موڈ بنایا ہے اور میرا موڈ خراب کس نے کیا؟؟؟ مجھے کیا پتہ کس نے کیا ایت نے لاپرواہی سے کہا کہ وہاب نے ذرا سا جھکتے اس کی گردن چومی اور بولا جی اپ کو تو کچھ بھی نہیں پتہ ہوتا بیگم صاحبہ۔۔۔ایت کچھ کسمساتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔وہاب اس کا سرخ چہرہ دیکھتے مسکرایا اور بولا خیر یہ سب چھوڑو تم اکیلی ائی ہو۔۔ نہیں شہریار لالہ کو کچھ کام تھا تو وہ اسلام اباد ائے ہیں۔۔۔میں بھی ان کے ساتھ اگئی اور اب ویک اینڈ پر ہم دونوں گھر چلیں گے اکٹھے۔۔۔وہاب مسکراتے ہوئے اوکے مائی لو جیسا تم چاہو۔۔۔۔چلو اپ کیک کاٹیں۔۔۔ایت نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہاب اسے تھامتے واپس اس کے قریب ہوا اور پھر ان دونوں نے مل کر کیک کاٹا۔۔۔اور ایک دوسرے کے ساتھ کو انجوائے کرتے اپنا دن بھرپور سیلبریٹ کیا۔۔۔

باباماما۔۔۔دارم کی گود میں بیٹھے جنت نے نچلا ہونٹ باہر نکالتے اس کی طرف دیکھتے سوال کیا؟؟پرنسز مما تھوڑی دیر میں اجائیں گی ناپ کھیلو بابا اور اپنے ریبٹ کے ساتھ۔۔۔دارم نے اس کا گال چومتے جیسے اسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی۔۔۔اور اس کا خرگوش اٹھاتے اپنے پاس صوفے پر رکھا کہ وہ ادھر مصروف ہو جائے کیونکہ وہ کوئی ہر 10 منٹ بعد رامین کا پوچھ لیتی تھی۔۔۔جو شاپنگ کرنے عشاء کے ساتھ بازار گئی ہوئی تھی۔۔۔واپس ائرلینڈ جانے سے پہلے اسے شاپنگ کرنی تھی اپنے دارم اور جنت کے لیے۔۔۔

جنت کے خرگوش کو حاشر نے اٹھالیا کہ جنت نے رونا شروع کر دیا۔۔۔اور ساتھ ہی مما مما کے رٹ لگادی۔۔۔دارم نے حاشر سے خرگوش واپس بھی لے دیا جنت کو لیکن اس کی سوئی اب مما پر اٹک چکی تھی۔۔۔دارم کے لاکھ بہلانے کی کوششوں پر بھی وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔ایک دو دفعہ لائبہ اور سائمہ بیگم نے بھی اسے چپ کرانا چاہا مگر دارم کے علاوہ کسی کے ہاتھ لگانے پر وہ مزید روتے شور مچانے لگ جاتی۔۔۔اب اخر کار چپ ہوتے دارم کی گود

میں بیٹھے جنت پلیٹ میں رکھے بسکٹ خود کھانے کے ساتھ اپنے ریبٹ کو کھلا رہی تھی۔۔۔ کہ رامین اور عشاء نے اتے لاؤنج میں سب کو سلام کیا۔۔۔ رامین کی اواز سنتے جنت نے اسے دیکھا اور پھر خوشی سے چیختے مما۔۔ مما کہتے دارم کی گود سے اترتے رامین کی طرف دوڑ لگائی اس کے انداز پر رامین ہنسی۔۔ اور اگے بڑھتے اسے گود میں اٹھاتے اس کے دونوں گال چومتے بولی میرا بچہ بہت مس کیا میری ڈول نے مما کو۔۔۔ مما جب کہ جنت نے رامین کا گال چومتے خوش ہوتے اس کی گود میں تالیاں بجائی تھی۔۔۔ اف من تم سوچ بھی نہیں سکتی اس نے کتنا تنگ کیا ہے پیچھے مجھے۔۔ دارم نے بھی رامین کے پاس آتے جنت کی شکایت کی۔۔۔ رامین ایک نظر دارم کو دیکھتے مسکرائی اور پھر جنت کی طرف منہ کرتے بولی بے بی اپ نے بابا کو تنگ کیا؟؟ کہ جنت نے مسکراتے ہوئے مما کہتے رامین کے کندھے پر سر رکھا تو وہ ہنستے ہوئے بولی بالکل تنگ نہیں کیا تمہیں میری پرنسسز نے دارم۔۔۔ جی جی بالکل تنگ نہیں کیا اپ کے پرنسز نے مجھے بس ہر پانچ منٹ بعد مما کی رٹ لگالیتی تھی ہے نا پرنسز بتاؤ مما کو کہتے دارم نے جھک کر جنت کا گال چوما۔۔۔ رامین بولی چھوڑو یہ سب۔۔ کچھ کھانے کو دیا جنت

کو؟؟ نہیں یہ کچھ کھا ہی نہیں رہی تھی دارم بولا۔۔۔میں نے کہا تھا سو کر اٹھتے ہی اسے فیڈر دے دینا دارم۔۔۔میں نے فیڈر بھی دیا تھا لیکن نہیں پیا اس نے اور لائبہ نے تو فرائیز بھی بنا کر دی اسے۔۔۔بسکٹ بھی دے۔۔۔ لیکن یہ تمہاری بے بی ڈول ہے نا اسے مما ہی چاہیے تھی اب خود ہی کھلاؤ تم اسے۔۔۔آف دارم اتنی دیر سے اس نے کچھ نہیں کھایا سامنے ٹیبل پر پڑی فرائیز کی پلیٹ دیکھتے رامین بولی یہ سپائسز کے بغیر فرائض کھاتی ہے اور دودھ جیسے ہی سو کر اٹھی تھی پلا دیتے تو پی لیتی نا لیکن تمہیں تو اپنے ہی کاموں سے فرصت نہیں ہونی کمال کرتے تم بھی دھیان ہی نہیں دیا ہو نا وہ کب اٹھی ہے دیکھو کتنا مرجھا گیا ہے چہرہ میری بیٹی کا۔۔۔خیر کیا کھائے گا میرا بے بی ماما خود ہی کھلا لیں گی اپنی پرنسسز کو بابا کو تو کچھ بھی نہیں آتا دارم کو گھور کر کہتے وہ جنت سے باتیں کرتے کچن کی طرف گئی کہ دارم تو ان دونوں کو دیکھتے دیکھتے اش اش کر اٹھا۔۔۔

اتنا اچھا موقع تھا تمہارے پاس لیکن تم سے وہ ایک چھٹانک بھر کی بچی نہیں سنبھالی گئی لائبہ۔۔۔۔اماں میں کیا کرتی اس نے صرف اپنی ماں کی رٹ لگائی

ہوئی تھی۔۔۔میں نے تو اسے چپس بھی بنا کر دی مگر مجال ہے اس نے کھائی ہو اور نہ وہ دارم کی گود سے اترتی میں کیا کرتی اب۔۔۔جو مرضی کرتی لائبہ تم۔۔۔ اگر تمہیں دارم چاہیے تو تمہیں پہلے اس کی بیٹی کو اپنے قابو میں کرنا پڑے گا۔۔۔کیونکہ وہی دارم کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔۔

تم اس کی اولاد کو اپنالو گی تو وہ تمہارے بیٹے کو اپنا لے گا۔۔۔لیکن اماں وہ بچی رامین سے چپکی رہتی ہے اور دارم بھی رامین سے محبت کرتا ہے اور وہ جانتا ہے رامین اس کی بیٹی کو بہت چاہتی ہے میں کیسے کسی کا بسا بسایا گھر کو اجاڑ کر اپنا اشیانہ بنالو۔۔۔تم اس کی بیٹی کو اپنی طرف کرو...دارم کا کیا ہے پہلے اس بچے کی ماں سے محبت کرتا تھا اب رامین سے اور کل کو تم سے بھی کرنے لگے گا تم بس اس کی بیٹی کو اپنی عادت لگواؤ۔۔۔ویسے بھی دارم اگر رامین سے اتنی ہی محبت کرتا تو اولاد کسی اور سے پیدا کر کے نہ لیا تھا اس کے سر پر۔۔۔رامین ایک دفعہ تو اس کی بے وفائی پر بمشکل اسے معاف کر چکی ہے۔۔۔اب اگر رامین کو یہ شک بھی ہو گیا کہ تمہارے اور دارم کے درمیان کچھ چل رہا ہے تو وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی۔۔۔پھر خود ہی دارم رامین کو چھوڑ کر تمہاری طرف متوجہ ہو جائے گا بس تم

اسے میسر رہو۔۔۔اور دیکھنا وہ حاشر اور تمہیں ایک بہترین زندگی دے گا۔۔۔ رامین کو راستے سے ہٹانا کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔۔۔ مردوں کا کیا ہے انہیں تو اے دن نیا عشق ہوتا ہے۔۔۔ لیکن تمہارے بیٹے کو صرف دارم ہی اپنا سکتا ہے کیونکہ وہ خود ایک بچی کا باپ ہے دیکھا نہیں وہ اپنی بیٹی سے کتنی محبت کرتا ۔۔۔جی اماں میں کوشش کرتی ہوں۔۔۔ لیکن نہ تو رامین اس بچی سے دور ہوتی ہے اور نہ ہی جنت رامین سے دور جاتی ہے۔۔۔ ہر وقت ایک دوسرے کے اس پاس ہی گھومتی رہتی ہیں۔۔۔ دیکھ لو لائبہ مرضی ہے تمہاری میں تو تمہیں یہاں اسی لیے لائی تھی کہ تم دارم کو اپنی طرف متوجہ کر سکو کہتے بھوا جی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔ پیچھے لائبہ نے اپنا سر پکڑا وہ روز ایک ہی بات سن کر تنگ آگئی تھی۔۔۔اس کا ضمیر اسے یہ سب کرنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔۔۔وہ کیسے کسی کا ہستہ بستہ گھر اجاڑ کر اپنا بسانے کے بارے میں سوچ سکتی تھی

نہا دھو کر فریش ہوتے وہ اپنے بالوں کو ہیئر ڈرائر سے خشک کر رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھولنے کا اسے پتہ نہیں چلا۔۔۔ ہیئر ڈرائر رکھتے ایک جھٹکے سے

بال پیچھے کرتے جوں ہی نظر اٹھا کر سامنے ائینے میں دیکھا تو پہلے وہ حیران ہوئی اور پھر لمحے کے ہزارویں حصے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔۔۔ شہریار نے اپنے چہرے سے اس کے بال ہٹاتے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اپنے حصار میں لیتے اس کے سر پر تھوڑی ٹکائے کہا۔۔۔اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا ہو گئی شاپنگ بٹر فلائی؟؟؟جی نظر اٹھا کر ائینہ کے عکس سے شہریار کو دیکھتے اس نے ایک لفظی جواب دیا وہ شہریار سے قد میں زیادہ چھوٹی تھی بمشکل اس کا سر شہریار کے کندھے تک پہنچتا تھا۔۔۔ شہریار نے اس کے کچھ حد تک نم بالوں کو ایک سائیڈ پر کرتے جھکتے اس کی گردن پر پوری اب وتاب سے چمکتے تل کو اپنے ہونٹوں سے چھوا عشاء کو کرنٹ سا لگا۔۔۔ کہ شہریار کی طرف رخ کرتے بولی میں اپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔۔۔اس کی گھبراہٹ محسوس کرتے شہریار مسکرایا اور اسے ازادی بخشتے بولا کھانا نہیں صرف چائے لے اؤ بٹر فلائی۔۔۔جی کہتے وہ تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔اس کی جلد بازی پر ہمیشہ کی طرح شہریار مسکرایا۔۔۔
کچھ دیر بعد عشاء نے کمرے میں اتے شہریار کو چائے دی اور اپنا کپ بھی بیڈ پر رکھتے چادر اتارے کمبل میں گھسی۔۔۔چائے کا کپ تھامے بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائے شہریار نے فرصت سے عشاء پر نظر جمائی۔۔۔جس کی بار بار گرتی اٹھتی پلکیں اور سرخ ہوتے گال شہریار کو بے حد پر کشش لگ رہے تھے۔۔۔اخر چائے ختم کرتے شہریار نے لیٹتے اپنا بازو فولڈ کیے سر کے نیچے رکھا۔۔۔اور عشاء کو دیکھا جو چھوٹے چھوٹے چائے کے گھونٹ لے رہی تھی کہ بولا کیا بات ہے بٹر فلائی ابھی تو نہ میں نے کچھ کہا اور یہ کیا تو پھر ابھی سے تمہاری چکس اتنی ریڈ ریڈ کیوں ہو رہی ہیں؟؟ جب کہ چائے پیتی عشاء کو یک دم کھانسی اگئی۔۔۔

شہریار نے مسکراتے ہوئے کپ اس کے ہاتھ سے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اہستہ سے اس کے گال کو سہلاتے بولا ویسے اتنا مشکل سوال بھی نہیں تھا میرا۔۔اور اب تو تمہیں اتنا گھبرانا بھی نہیں چاہیے اخر میں اس نے تبصرہ کیا۔۔۔عشاء نے اس کے مسکراتے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور پھر بولی شہریار وہ مجھے نیند ائی ہے کہتے کمبل میں سر سے پیر تک خود چھپا گئی۔۔۔جبکہ شہریار نے بھی کمبل میں گھستے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچتے۔۔۔اہستہ سے عشاء کے کان میں سر گوشی کرتے کہا بٹر فلائی ہر رات سونے کے لیے تھوڑی ہوتی ہے میں نے پہلے بھی تمہیں سمجھایا تھا کہتے اس نے

عشاء کے کان کی لو پر اپنے لب رکھے۔۔۔ جبکہ اس کا لمس محسوس کرتے عشاء بولی شہریار نہیں پلیز۔۔۔ پچھلی بار شہریار نے جس طرح اس نے سمجھایا تھا وہ سوچ کر بھی اس کی روح فنا ہوئی تھی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے بلینکٹ اس کے اور اپنے چہرے سے ہٹاتے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے اسے اپنے سینے پر لٹایا۔۔۔ جس کا دل اب دو سو کی سپیڈ پر دھڑک رہا تھا۔۔۔ کہ شہریار بولا کیا ہوا بٹر فلائی؟؟

مجھے کچھ نہیں ہوا بمشکل کہتے عشاء بولی اپ یہ بتائیں اپ اتنے دنوں سے کہاں تھے؟؟؟بس کچھ کام میں مصروف تھا۔۔۔ شہریار نے اسے کے بال نرمی اس کے چہرے سے ہٹاتے کان کے پیچھے کرتے کہا۔۔۔ایسے کون سے کام ہیں جو اپ کے ختم ہی نہیں ہوتے۔۔۔ دن میں کام ہوتا ہے رات میں تو گھر اجائے کریں۔۔۔ عشاء نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔ تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا کیا بات ہے بٹر فلائی لگتا ہے تم نے مجھے بہت مس کیا ہے یا کہیں تمہیں مجھ سے شدید محبت تو نہیں ہو گئی۔۔۔ نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے عشاء نے سر واپس اس کے سینے پر رکھتے کہا۔۔۔اچھا تو پھر جیسا ہے وہ بتا دو بٹر فلائی کہتے شہریار نے ہاتھ بڑھا

کر سائڈ لمپ اف کرتے اپنے اور عشاء پر کمبل درست کیا۔۔اب ہمیں سو جانا چاہیے ویسے بھی بہت لیٹ ہو گیا ہے کہتے عشاء نے سکون سے انکھیں بند کر لی۔۔۔شہریار نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولا سونے کی تو تمہیں ویسے ہی بہت جلدی رہتی ہے اتنی نیند لاتی کہاں سے ہو۔۔اپ بھی گھر کے کام کیا کریں ناسارا دن اپ کو بھی تھک کر نیند اجائے گی انکھیں کھولتے منہ بناتے شہریار کو جواب دیا گیا تھا۔۔۔میری جان کام کوئی زیادہ نہیں ہوتے تم ضرورت سے زیادہ نازک مزاج ہو کہتے اس کے شکوے پر شہریار نے اس کا گال چوما تھا۔۔۔گڈ نائٹ اس کی بات کا جواب دیے بغیر عشاء نے واپس انکھیں بند کر لیں۔۔۔گڈ نائٹ گڈ نائٹ بھئی سو جاؤ کام تو تم دوسروں کے کرتی ہو مجھے تو صرف نخرے دکھاتی ہوں۔۔۔کہتے شہریار نے خود بھی انکھیں بند کر لی کیونکہ وہ خود بھی بہت تھکا ہوا تھا اور اب سکون سے اپنی بٹر فلائی کے ساتھ سونا چاہتا تھا

جنت اپنے ریبٹ کو گود میں لیے سائمہ بیگم کے پاس بیٹھی اسے گاجر کھلا رہی تھی جب کہ سائمہ بیگم وقفے وقفے سے جنت کو فروٹس کھلا رہی تھی۔۔۔وہ جب بھی خود کچھ کھاتی ساتھ ہی اپنے ریبڈ کو بھی کھلاتی۔۔۔اور نہ جانے اپنی توتلی زبان میں اسے کیا کیا کہتی رہتی ہے۔۔۔اکثر و بیشتر وہ جملے جو رامین جنت سے کہتی تھی وہی جنت ریبٹ کو سمجھانے کی کوشش کرتی جسے سنتے رامین اور دارم اکثر ہنستے۔۔۔ابھی بھی سائمہ بیگم اسے خرگوش سے باتیں کرتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی جسے وہ اپنی توتلی زبان میں کہہ رہی تھی بے بی تھالونی تو بھڑے کیتھے ہو گے۔۔۔(بے بی کھالو نہیں تو بڑے کیسے ہو گے)۔۔۔کے اتنے میں دارم داجی کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوا جو ابھی زمینوں سے واپس لوٹے تھے۔۔۔جنت نے دارم کو آتا دیکھ کر بابابابا کا شور مچایا۔۔۔دارم نے مسکراتے اسے دیکھا وہ جب بھی باہر آتا وہ یوں ہی اسے دیکھ کر خوشی سے بابابا کی رٹ لگاتی۔۔۔دارم نے اسکے پاس اتے اسے گود میں اٹھایا اور اسکے دونوں گال چومتے اسے واپس بٹھاتے قریب ہی خود صوفے پر بیٹھا۔۔۔کیونکہ سائمہ بیگم اسے سیب کھلا رہی تھی۔۔۔دارم بولا چھوٹی ماں من کہاں ہے۔۔۔مما من سنتے ہی جنت نے فورا ادھر ادھر

دیکھتے اسے تلاش کیا کہ سائمہ بیگم بولی اوپر کمرے میں صفائی وغیرہ کروا رہی ہیں۔۔۔اچھا میں دیکھتا ہوں کہتے دارم اٹھ کھڑا ہوا کہ سامنے سے آتی لائبہ نے دارم کو کھڑے دیکھا تو بولی دارم پلیز ایک منٹ حاشر کو پکڑنا میں اس کے لیے کھانے کو کچھ لے کر آتی ہوں جلدی سے کہتے وہ حاشر کو دارم کو تھماتے کچن طرف بڑھی کہ دارم نے حاشر کو اپنے پاس صوفے پر بٹھایا۔۔۔سائمہ بیگم بولی جاؤ دارم تم فریش ہو جاؤ میں دیکھ لوں گی بچوں کو۔۔۔نہیں چھوٹی ماں اپ کو تنگ کریں گے۔۔۔لائبہ اس کے لیے کچھ کھانے کو لے ائیں پھر میں جنت کو لے کر اوپر جاتا ہوں ورنہ میری پرنسز کو پھر اسے کی ماما یاد انی شروع ہو جائیں گی۔۔۔بابا جنت نے دارم کو بلاتے اپنے دونوں بازو پھیلائے اسے خود کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔۔کہ دارم نے جنت کو دیکھتے کہا ابھی بابا اٹھاتے ہیں نا اپ کو یہ بھائی کو اس کی ماما لے جائے گود میں بیٹھے حاشر کو دیکھتے کہا جو دارم کے ہاتھ پر بندی گھڑی سے کھیل رہا تھا۔۔۔دارم کو خود کو نہ اٹھاتا دیکھ جنت صوفے سے الٹا ہو کر اترتے دارم کے پاس جاتے اس کے گھٹنے سے لگ کر کھڑی ہوئی تو دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھاتے اپنی گود میں رکھا۔۔۔صائمہ بیگم نے سیب کا ٹکڑا

حاشر کی طرف بڑھایا کہ اسے جنت نے پکڑ لیا جبکہ حاشر نے رونے والا منہ بناتے دارم کو دیکھا اور پھر سائمہ بیگم کو۔۔ جنت بری بات بھائی کو دے دو دارم نے جنت کو ٹوکتے کہا جو سیب کا ٹکڑا ہاتھ میں پکڑے حاشر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سائمہ بیگم بولی رہنے دو یہ لو اسے یہ دو انہوں نے دوسرا پیس حاشر کی طرف بڑھایا کہ جنت نے اسے بھی پکڑ لیا۔۔۔ تو حاشر نے رونا شروع کر دیا۔۔۔ دارم نے زبردستی جنت سے سیب کا ٹکڑا لیتے حاشر کے ہاتھ میں پکڑایا تو وہ چپ ہو گیا۔۔۔ لیکن جنت نے اپنا نچلہ ہونٹ باہر نکالتے دارم کو دیکھا اور پھر حاشر کو دھکا دیتے دارم کی گود سے اتارنے کی کوشش کرتے بولی بابا ٹھورو (چھوڑو) ۔۔۔ اس اچانک حملے پر دارم نے حاشر کو گرنے سے بچاتے فوراً صوفے پر بٹھایا جو اچانک حملے پر رونا شروع کر چکا تھا۔۔۔ دارم نے جنت کو دیکھتے گھورا اور بولا یہ کیا طریقہ ہے جنت۔۔۔ جنت نے فل رونے کی تیاری پکڑتے نچلے ہونٹ سے مکمل طور پر اوپر لے ہونٹ کو چھپا کہ دارم نے اپنی ٹانگ سے چپکے حاشر کو چپ کرانے کے لیے رخ اس کی طرف کیا جو سائمہ بیگم کے چپ کرانے پر بھی رو رہا تھا۔۔۔ واپس دارم کو حاشر کو اٹھا دیکھ کر جنت نے حاشر کو زور سے پیچھے کی

طرف دھکا دیا اور بولی نو بابا تھوڑو بے بی۔۔۔دارم نے جنت کو اپنی گود سے اتارتے صوفے پر رکھا اور بولا بھیو یوار سیلف جنت۔۔۔جبکہ دارم کو خود سے پیار نہ کرتا دیکھ جنت نے پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا سائمہ بیگم نے اکے بڑھتے جنت کو اٹھانے کی کوشش کی۔۔۔لیکن وہ مما مما کہتے رونے لگی۔۔۔کچن سے نکلتی لائبہ نے جنت کو اٹھانے کی کوشش کی جس پر وہ چیخی اور پھر مما مما چلاتے دوبارہ رونا شروع ہو گئی تو لائبہ نے فورا اگے بڑھتے دارم سے اپنے بیٹے حاشر کو لیا کہ دارم نے اٹھتے جنت کو اٹھانا چاہا جس پر اس نے مزید شور مچایا اور دارم کے ہاتھوں کو جھٹکا۔۔جنت کے رونے کی اواز سنتے بھاگ کر سیڑھیاں اترتی رامین نے جنت کو اٹھاتے اپنے سینے سے لگایا۔۔دارم جنت کی طرف بڑھا کے رامین بولی رہنے دو دارم تم حاشر کو چپ کرواؤ میں خود ہی سنبھالوں گی جنت کو۔۔۔

من کیا ہو گیا ہے ادھر کرواسے مجھے دو میں چپ کراتا ہوں اپنی پرنسسز کو۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں نا تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔تم کرو اس کی فکر جس کی کر رہے تھے۔۔۔من جنت حاشر کو مار رہی تھی بس اسی لیے میں اسے چپ کرا رہا تھا۔۔۔اچھا تو تمہیں یہ نظر ارہا ہے کہ جنت حاشر کو مار رہی ہے

اور وہ حاشر کو کیوں مار رہی ہے یہ وجہ تمیں سمجھ میں نہیں اتی دارم۔۔۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے رامین بس یوں ہی مس بیہیو کر رہی تھی اب کی بار دارم کے لہجے میں کچھ سختی تھی۔۔۔ کہ رامین بھی غصے سے بولی دارم کیا فضول باتیں کر رہے ہو چھوٹی سی بچی مس بیہیو کرے گی اخری تمہیں اتنی سی بات سمجھ میں کیوں نہیں اتی کہ تم اس کے بابا ہو۔۔ اس کے علاوہ تم کسی اور سے پیار کرو گے یا کسی اور کو گود میں اٹھاؤ گے وہ بھی اس کے سامنے۔۔ تو اسے برا ہی لگے گا نا جب تم باز نہیں اؤ گی تو وہ دوسرے کو ہی تم سے دور کرنے کی کوشش کرے گی۔۔۔ لیکن نہیں تمیں تو اس کا مس بیہیو کرنا نظر ارہا ہے۔۔۔ بچے تو اپنا کھلونا تک دوسرے سے شیئر نہیں کرتے تو وہ باپ کیسے کر لے۔۔۔ لیکن نہیں تمہیں تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں اتا یا تمہیں سمجھنا ہی نہیں ہے۔۔۔ ایک ہی سانس میں کہتے دارم اور ایک نظر پیچھے کھڑی لائبہ اور اس کے بیٹے پر ڈالتے جنت کی پیٹھ سہلاتے اسے خاموش کرانے کی کوشش کرتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جبکہ دارم پیچھے حیران و پریشان کھڑا رامین کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کے کندھے پر سر رکھے جنت اب ہچکیاں بھرتے رو رہی تھی۔۔۔ سب سے پہلے بوا جی بولی

استغفراللہ کتنی باتیں سنا گئی رامین اس چھٹانک بھر کی چھوکری کے لیے۔۔۔ہم بھی دیکھیں گے جب رامین کی اپنی اولاد ہوتی ہے تو پھر کیا کرتی ہے۔۔۔اج تو اتنی باتیں سنا گئی۔۔۔میرے بیچارے یتیم دوتے (نواسہ) کو اٹھانے پر

۔۔۔بھئی پھر دیکھیں گے دارم کو اپنی اولاد اٹھانے پر پیار کرنے پر کیسے منع کرتی ہے۔۔اور کتنی محبت رہ جاتی ہے اس جنت سے۔۔۔چل لائبہ حاشر کو لے کر کمرے میں جا اور ائندہ اسے کسی کو مت پکڑائی۔۔۔جب کہ لائبہ خاموشی سے سر ہلاتے حاشر کو لیے کمرے میں چلی گئی۔۔۔سائمہ بیگم اگے بڑھتے دارم کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولی کوئی بات نہیں۔۔۔دارم اس میں اتنا پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔تمیں تو پتہ ہے نا رامین کچھ زیادہ ہی جذباتی ہے کہتے وہ مسکرائیں اور پھر بولی بھئی اب جنت نے بھی ماں پر ہی جانا تھا اور ویسے بچپن میں تم بھی ایسے ہی کرتے تھے۔۔۔۔بلکہ سبھی بچے ایسے کرتے ہیں۔۔۔

روحان کو ہی دیکھ لو۔۔۔وہ بھی تو مریم کو کسی اور کو اٹھانے نہیں دیتا۔۔۔بس تم بھی ائندہ کچھ احتیاط کرنا۔۔۔دارم نے خاموشی سے سر ہلا دیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

دارم کمرے میں ایا تو دیکھا جنت رامین کے بازو پر سر رکھے نچلا ہونٹ جو کہ مخصوص اس کے رونے کا پتہ دیتا تھا باہر نکالے لیٹی ہوئی تھی کہ رامین اہستہ اہستہ اس کے بال سہلاتے اسے سلانے کی کوشش کر رہی تھی جس کی انکھیں خود بھیگی ہوئی تھی۔۔۔کمرے میں موجود ہلچل پا کر رامین اور جنت نے ایک ساتھ دارم کی طرف دیکھا اور جنت نے بازو سے اشارہ کرتے رامین کو دیکھتے کہا بابا اور اگلے ہی پل دوبارہ رونا شروع کر دیا۔۔۔رامین نے ایک نظر دارم پر ڈالی اور پھر رخ پھیرتے جنت کو دوبارہ چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی جو کہ اب بھی ایک ہاتھ سے دارم کی طرف اشارہ کرتے بابا بابا کہتے روئے جا رہی تھی۔۔۔ کہ پھر بولی پلیز دارم تھوڑی دیر کے لیے کمرے سے باہر چلے جاؤں میں اسے سلا دوں۔۔۔دارم خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔لیکن رامین اس کی سرخ ہوتی انکھیں دیکھ چکی تھی۔۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی دارم کو جنت کا یہ رویہ

تکلیف دے رہا ہے۔۔۔اور اس بات کا اندازہ بھی رامین کو تھا کہ جو کچھ بھی ہوا انجانے میں ہوا جس چیز سے جنت کو تکلیف ہوں یا رامین کو برا لگے دارم ویسا کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ جنت میں تو اس کی جان بستی تھی۔۔ لیکن جو کچھ بھی انجانے میں ہوا وہ جنت نہیں سمجھ سکتی تھی اسے بس اپنے بابا اپنے پاس چاہیے تھے وہ دارم کو نہیں بانٹنا چاہتی۔۔۔ لیکن لائبہ اور بوآجی کی بڑھتی پیش قدمیاں رامین کو کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے دلا رہی تھی۔۔۔بے شک وہ دارم کی اپنے لیے شدید محبت و جنوں سے بہت اچھے سے واقف تھی لیکن پھر بھی یہ سب کچھ رامین کو پہلے دن سے ہی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ حیرت تو اسے لائبہ پر تھی وہ یہ جانتی تھی کہ دارم کی ایک بیٹی ہے اس کی بیوی ہے پھر بھی وہ ہر وقت دارم کے اس پاس ہی گھومتی رہتی یا پھر بوا جی کسی نہ کسی بہانے دارم اور لائبہ کو ایک دوسرے کے پاس کرنے کی کوشش کرتی رہتی رامین کوئی چھوٹی بچی نہیں تھی جو یہ سب سمجھ نہ سکتی وہ بچپن سے ان عورتوں کے بیچ رہ کر پلی بڑھی تھی ان کی رگ رگ سے واقف تھی کہ وہ اپنے مفاد کے لیے کیا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن وہ کہیں نہ کہیں شاید اس بات کو نظر انداز کر گئی تھی کہ دارم

اور رامین کے رشتے کو مزید مضبوط ان کی اولاد کر چکی ہے۔۔۔اب دارم صرف رامین کا شوہر ہی نہیں بلکہ جنت کا باپ بھی تھا۔۔۔

رامین کی نظر میں حاشر کا تو کوئی قصور نہیں تھا وہ تو بچہ تھا معصوم اور نہ سمجھ تھا لیکن بوا جی اور لائبہ پر رامین کو شدید غصہ تھا۔۔۔

باہر کیوں بیٹھے ہو کیا ہوا بھئی بیوی اور بیٹی نے کمرے سے نکال دیا ہے کیا؟؟

شہریار نے باہر ٹیرس پر دارم کے قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے سوال کیا ۔۔۔دارم نے ایک نظر مسکراتے ہوئے شہریار پر ڈالی اور اسے اگنور کرتے واپس اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔۔۔ارے یار کچھ نہیں ہوتا فکر نہیں کرو۔۔۔ماں بیٹی میں سے ایک کو بھی منا لو گے تو تمہارا کام بن جائے گا شہریار دوبارہ بولا کہ دارم نے اب کی بار اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔اچھا ٹھیک ہے اب یوں مت گھورو میں نے تو کچھ نہیں کیا سب تمہارا اپنا پھیلایا ہوا ریتا ہے۔۔۔۔ لیکن خیر تم نے دیکھا جنت نے بالکل دراب جیسی حرکت کی۔۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے بولا تمہیں یاد ہے ایک بار جب میں تمہارے گھر آیا تھا اور تم نے

اس کے انے سے پہلے میرے ساتھ کھانا کھالیااور پھر ہم واک پر چلے گئے تو دراب ناراض ہو گیا تھا۔۔۔دارم مسکرایااور بولاہاں وہ یوں ہی ناراض ہو جاتا اور مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔دارم کہی کھوئے ہوئے انداز میں بولا۔۔۔ہاں نابالکل ویسے ہی جیسے اج جنت نے کیایہ چھوٹی چوزی بہت تیز ہے اخر میں شہر یار نے تبصرہ کیا۔۔۔تم میری بیٹی کو چوزی کہہ رہے ہو دارم نے اسے گھورتے ٹوکا۔۔۔اگر میں اسے چھوٹی سی آفت یا مصیبت کہتا تو تمہیں زیادہ برالگتا۔۔۔ شہر یار نے ڈھیٹ بنے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔دارم بس اسے دیکھ کر رہ گیاکہ اتنے میں عشاءنے اتے چائے شہر یار کی طرف بڑھائی تو شہر یار اسے دیکھ کر مسکرایااور پھر کپ پکڑتے بولادارم اور اپنے لیے بھی چائے یہیں لے آؤ ۔۔۔اب وہ تینوں ٹیرس پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔کہ دارم نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھاجوایک دوسرے سے نوک جھونک میں مصروف تھے۔۔۔بالکل ایت اور وہاب کی طرح۔۔۔شہر یار اپنی چائے ختم کرتے اب عشاء کے کپ میں بسکٹ ڈبو رہا تھا۔۔۔جس پر عشاء نہیں نہیں کرتے اپنا کپ پیچھے کر رہی تھی۔۔۔کہ شہر یار نے اسے کے ہاتھ کے اوپر اپنا

ہاتھ رکھا ہوئے تھا اور اپنی چیئر گھسیٹتا مزید عشاء کے قریب کر چکا تھا اور اب زبردستی اس کی چائے کے گھونٹ لے رہا تھا۔۔۔انہیں ایک دوسرے میں مصروف دیکھتے دارم مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا کچھ ہی دیر بعد واپس اپنے کمرے کی طرف گیا۔۔۔کیونکہ اس کا دل کہیں نہ کہیں جنت اور رامین میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔۔۔

وہاب یہ کتنا خوبصورت ویو view ہے نا۔۔۔پہاڑ کے اوپر ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے ایت نے نظر پہاڑوں پر سفر کرتی دھند اور بادلوں کو دیکھتے کہا۔۔۔اور ساتھ ہی اپنے موبائل کا کیمرہ ان کرتے چیئر سے اٹھتے اس منظر کو قید کرنے لگی ۔۔۔وہاب بھی مسکراتے ہوئے ٹیبل سے اٹھتے قدم قدم چلتا اس کے قریب ایا منظر واقعی بے حد خوبصورت تھا یا ان دونوں کو لگ رہا تھا وہ اندازہ نہیں کر سکے۔۔۔مسرور سی ہوا بے حد پر سکون لگ رہی تھی

محبت صحیح وقت پر صحیح انسان سے ہو جائے اور قسمت محرم بنا کر ملا دے تو خوشیاں مقدر بن جاتی ہیں۔۔۔۔ان کی خوشیاں ایک دوسرے سے منسوب

تھی۔۔۔اور ان کی پاک محبت نے اسے قائم رکھا تھا۔۔۔اس لیے ہر منظر ہی ان کے لیے خوبصورت اور منفرد تھا۔۔۔وہاب نے ایت کے پیچھے کھڑے ہوتے ایک ہاتھ گرل پر رکھتے دوسرے سے اس کی ڈھلکی ہوئی چادر کو اس کے کندھوں کے اوپر درست کیا اور بولا ٹھیک سے چادر اوڑھو ایت سردی لگ جائے گی۔۔۔نہ نہیں لگتی میں ویسے بھی بہت ہاٹ ہوں پیچھے مڑ کر کہتے ایت نے وہاب کو دیکھتے انکھ ونگ کی تو وہ ہنس دیا اس کے انداز پر اور پھر بولا۔۔۔اچھا لیکن اس کا فیصلہ تو میں کر سکتا ہوں۔۔۔تم۔۔تم کرہی نہ دو میری تعریف۔۔۔کبھی تم نے کہا ہے ایت تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔ایت نے منہ بناتے شکوہ کیا۔۔۔ہاں تو اس کے لیے اب تمہارا خوبصورت لگنا بھی تو ضروری ہے وہاب نے مسکراہٹ ضبط کرتے تیکھے نقوش والی اپنی خوبصورت نک چڑی بیوی کو دیکھتے کہا۔۔۔کیا مطلب میں تمہیں خوبصورت نہیں لگتی جو پہاڑ پر بنے اس ریسٹورنٹ سے اترتے چند قدم اگے چل رہی تھی پیچھے مڑ کر وہاب کو گھورتے بولی۔۔۔نہیں بالکل نہیں لگتی وہاب نے غصے سے لال ہوتے ایت کے چہرے کو دیکھتے بمشکل قہقہہ ضبط کرتے جھوٹ بولا۔۔جو غصے میں اسے ضرورت سے

زیادہ خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔۔۔بھاڑ میں جاؤ تم وہاب اپنی انکھیں چیک کرواؤ کسی اچھے ڈاکٹر سے کہتے وہ منہ بناتے اپنی رفتار کچھ مزید تیز کرتے گاڑی کی طرف بڑی کہ۔۔۔وہاب دو قدم تیزی سے چلتے اگے بڑھا اور اس کا بازو پکڑتے بولا اب تم غصہ کیوں ہو رہی ہو میں تو یہ کہہ رہا ہوں تم مجھے خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ ہاٹ بھی لگتی ہو۔۔۔ایت نے ایک نظر رکتے وہاب کو دیکھا دونوں کی نظریں ملی اور پھر بے ساختہ دونوں ہنسے اور ہنستے چلے گئے۔۔۔

اج وہ دونوں حویلی واپس ارہے تھے بائے روڈ اور کچھ دیر ریسٹ کرنے فریش ہونے کے لیے وہ ایک ریسٹورنٹ میں روکے تھے۔۔اور اب واپس گاڑی میں بیٹھتے روانہ ہونے لگے ورنہ انہیں پہنچتے بہت لیٹ ہو جانا تھا۔۔۔

رامین نے کمرے کے باہر ہلچل محسوس کرتے کہا اندر اجاؤ دارم جنت سو گئی ہے۔۔۔دارم بیڈ کی طرف بڑا جہاں ایک طرف رامین بیٹھی ہوئی تھی اور اچھے سے جنت پر کمفرٹر اڑا رہی تھی جو کہ اب سو چکی تھی۔۔۔بیڈ پر بیٹھتے دارم نے جھکتے

جنت کے ماتھے پر بوسہ دیا اور پھر باری باری دونوں گالوں پر جہاں اب بھی انسوؤں کے نشان واضح نظر ارہے تھے۔۔۔اور پھر اس کے قریب لیٹنے کے انداز میں بیٹھتے دارم نے اس کا ننھا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے چوما اور بولا ائی ایم سوری بابا کی جان اج بابا نے بہت ہرٹ کیا نا اپنی پرنسسز کو۔۔اپ کی مما ٹھیک کہتی ہیں بابا کو کچھ بھی جلدی سمجھ میں نہیں اتا کہ پرنسسز کو کب کیا چاہیے ہوتا ہے۔۔۔لیکن بابا اپ سے پرومس کرتے ہیں ائندہ وہ کبھی کسی کو پیار نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو اٹھائیں گے وہ صرف اور صرف اپنی پرنسسز سے پیار کریں گے اسی کے ساتھ کھیلیں گے اور صرف اسے ہی اٹھائیں گے اور کبھی ڈانٹیں گے بھی نہیں۔۔۔پاس بیٹھی رامین مسکرائی تھی دارم کے وعدوں پر۔۔۔کہ پھر بولی ساری باتیں سارا سوری اور وعدے صرف اپنی پرنسسز کے لیے اور پرنسسز کی مما کے لیے کچھ بھی نہیں۔۔۔تم نے انہیں بھی رلایا ہے اگر یاد ہو تو وہ منہ بناتے بولی تو دارم مسکرایا۔۔۔اور پھر اٹھ کر بیڈ کی دوسری طرف اتے اب اس کے سامنے بیٹھتے بولا ائی ایم سوری من۔۔۔میری وجہ سے تم دونوں ہرٹ ہوئی۔۔۔ رامین نم انکھوں سے مسکراتے بولی ائی ایم سوری ٹو میں نے بھی تو تمہیں ہرٹ کیا

۔۔۔لیکن کیا کرتی میں جنت کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔اور غصہ مجھے لائبہ پر
تھا اور تم پر بھی۔۔گھر میں اور کم لوگ ہیں جو حاشر کو تم ہی پکڑا کر جانا تھا اس نے
اور تم بھی اسے کسی اور کو دے دیتے۔۔۔مجھے کیا پتہ تھا من یہ سب ہو جائے گا
؟؟پھر بھی دارم میں صرف اس لیے نہیں کہہ رہی کہ جنت کو برا لگا میں اس لیے
بھی کہہ رہی ہوں کہ حاشر بھی بچہ ہے کل کو اگر وہ تم سے زیادہ اٹیچ ہو جائے
تو۔۔۔لائبہ کو بھی دھیان دینا چاہیے اور تمہیں بھی۔۔۔ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو
دارم نے کچھ افسوس سے کہا اور بولا سچ میں ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہیے
تھا؟؟اور دارم یہ ایک دفعہ نہیں ہوا بار بار ہوا ہے۔۔جب بھی دیکھو حاشر اور
لائبہ تمہارے آس پاس ہی ہوتے ہیں کل کو اگر بوا جی کہہ دیں بھئی یہ بچہ دارم
سے بہت اٹیچ ہو گیا ہے تو میں کوئی کمپرومائز نہیں کروں گی اس معاملے میں۔۔۔
اس کی بات کا مفہوم سمجھتے دارم نے مسکراتے ہوئے رامین کو دیکھا اور بولا۔۔۔
تمہیں میری محبت پر شک ہے من؟؟اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا لیکن مجھے
کسی اور پر اعتبار بھی نہیں۔۔۔اور اپنی چیز کی حفاظت ہر انسان کو خود ہی کرنی
چاہیے۔۔اس لیے اب میں تمہیں لائبہ یا حاشر کے اس پاس بھی نہ دیکھوں انگلی

اٹھاتے رامین نے وارن کیا تو دارم نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے ہونٹوں سے لگایا اور بولا جو حکم میری جان میری یہ مجال میں جنت کی مما کی کوئی بات ٹال سکو۔۔۔اور اب تو ویسے بھی تمہاری ٹیم میں میری پرنسسز بھی شامل ہے

۔۔۔جی بالکل اس لیے ضرورت سے زیادہ محتاط ہو جائیں منہ بنا کر کہتے رامین نے مسکراتے ہوئے ایک نظر جنت پر ڈالی جواب ڈھیر سارا رونا دھونا کر کے سکون سے سو رہی تھی۔۔۔دارم نے بھی جنت کی طرف دیکھتے کہا یہ مجھے دیکھ کر کتنا رو رہی تھی من اج بہت رلایا میں نے اپنی پرنسسز کو۔۔۔کوئی بات نہیں دارم بچے یوں ہی کرتے ہیں دیکھنا صبح تک اسے کچھ یاد بھی نہیں ہو گا۔۔۔پکا نا دارم نے جیسے یقین کرنا چاہا کہ رامین مسکراتے بولی/100 پرسنٹ پکا۔۔۔

چلو اب سو جاؤ بہت ٹینشن لے لی سارا دن ہم نے کہتے رامین چینجنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔جب کہ دارم دوسری طرف سے اتے بیڈ پر لیٹے پہلے کی طرح جنت کو اپنے حصار میں لیتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

شہریار۔۔۔یااللہ یہ کیا کیا اپ نے کیا حالت بنادی ہے چینجنگ روم کی۔۔۔ کچھ نہیں بٹر فلائی ایک فائل ڈھونڈرہاہوں۔۔۔کب سے تمہیں اوازیں دے رہا ہوں مگر تم میری سنتی کہاں ہو چلو شاباش آؤمل کر ڈھونڈومیرے ساتھ۔۔۔ بلیک کلر کی زپ فائل ہے اور اس میں کچھ ڈاکومنٹس اور پکچرز وغیرہ بھی ہیں۔۔۔شہریار اپ فائل کپڑوں کے اندر ڈھونڈرہے ہیں سٹڈی میں دیکھیں جا کر۔۔۔سٹڈی میں نہیں ہے مجھے یاد ہے میں نے یہیں رکھی تھی۔۔۔لاکر میں دیکھی اپ نے عشاء نے اسے گھورتے سوال کیا۔۔۔ظاہری بات ہے پہلے وہیں دیکھوں گانا لیکن نہیں ہے چلو شاباش سوال کم کرو اور جلدی سے میرے ساتھ فائل ڈھونڈواؤ۔۔۔عشاء نے اگے بڑھتے لاکر والی کبرڈ کھولی اور چند لمحوں بعد شہریار کو اواز دیتے بولی شہریار ذرا یہاں ائے۔۔کیا ہے عشاء جلدی فائل ڈھونڈوادوں نا۔۔۔اپ نے لاکر چیک کیا تھا یا نہیں ایک بار پھر سوچ لیں اب کی بار عشاء نے اسے گھور کر پوچھا تو شہریار بولا۔۔۔ہاں ہاں کیا تھا۔۔عشاء لاکر کے سامنے سے ہٹتے بولی اچھا اگر کیا تھا تو پھر یہ کیا ہے۔۔۔شہریار نے لاکر میں ڈرا کے اندر پڑی بلیک فائل دیکھی تو نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا اور پھر بولا پہلے تو

یہاں نہیں تھی تم نے ہی رکھی ہے ضرور۔۔۔عشاء نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے شہریار کو گھورا اور بولی یہ اتنی بڑی بڑی انکھیں اپ نے صرف مجھے گھورنے کے لیے رکھی ہوئی ہیں سامنے پڑی ایک فائل اپ کو نظر نہیں ارہی تھی۔۔۔جبکہ شہریار نے مسکراتے ہوئے عشاء کی کمر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا بولا بٹر فلائی اب تم کیا چاہتی ہو میں تمہارے علاوہ کسی اور کو گھوروں۔۔۔سوچ لو پھر تمہیں ہی اچھا نہیں لگے گا ہاتھ بڑھا کر عشاء کے چہرے پر ائے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے بولا۔۔۔وہ سب بعد میں دیکھیں گے فی الحال یہ بتائیں جو اپ نے اتنا سامان پلایا ہے اسے کون سمیٹے گا۔۔بات کو گول کرتے اب وہ شہریار سے سوال کر رہی تھی کہ۔۔۔شہریار نے ایک نظر چینجنگ روم پر ڈالی جس کا وہ لمحوں میں حلیہ بگڑ چکا تھا اور پھر عشاء کو دیکھتے بولا میری جان میں ذرا جلدی میں ہوں بٹ ای پرومس میں اکے صاف کروادوں گا۔۔۔یا تم خود ہی کر لینا مفت میں اس کو مشورہ دیتے جھک کر اس کا گال پوری شدت سے چومتے شہریار یہ جا وہ جا کمرے سے نکل گیا۔۔۔جبکہ عشاء اسے دیکھتے رہ گئے اور اب وہ برے برے منہ بناتے چینجنگ روم کی چیزیں سمیٹنے لگی۔۔۔۔

بابا۔۔۔ بابا۔۔اتو۔۔ات جوئنہ بابا(بابا اٹھ جاؤنا)۔۔۔دارم کی انکھ جنت کے شور پر کھلی جواس پر چڑھتے اترتے مستیاں کرتے اسے اٹھانے کے لیے ہمیشہ کی طرح ہر ممکن کوشش کررہی تھی۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے انکھیں کھولتے اسے دیکھا تو وہ خوشی سے چلاتے تالیاں بجانے لگی۔۔۔دارم نے اسے اٹھاتے اپنے سینے پر لٹاتا اور اس پر کمفرٹر ڈالا تو وہ اچھی طرح اندر چھپ گئی اور دارم کو ڈراتے اپنے ہونٹوں کو گول شیپ دیتے اؤ آو کرنے لگی۔۔۔کہ دارم نے بھی خود کو کمبل میں چھپاتے اسے ڈرایا تو وہ کھلکھلائی۔۔دارم نے زبردستی اس کے گال چومے تو وہ اس کی جارہانہ محبت اور بیرڈ کی چھبن پر شور مچانے لگی۔۔۔ بابانو۔۔بابا۔۔ چیخنے کے ساتھ کھلکھلانے کی اوازیں بھی شامل تھی کہ کمرے میں اتی رامین ان کے شور پر مسکرائی اور بولی دارم اٹھ جاؤ سب ناشتہ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔دارم اپنے اور جنت کے چہرے سے کمفرٹر ہٹاتے رامین کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔اور رامین نے جنت کے سرخ ہوتے چہرے کو جوکہ دارم کی جارحانہ محبت کا ثبوت پیش کررہا تھا۔۔۔جنت جوکہ اب بھی پھولے سانسوں

کے ساتھ دارم کے اوپر چڑھتے شرارتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔۔اکثر ان تینوں کی صبح ایسے ہی ہوتی۔۔۔رامین نے آگے بڑھتے جنت کو دارم کے اوپر سے اٹھاتے باہوں میں بھرا اور بولی بس بے بی ڈول اب بابا کو فریش ہونے دو۔۔۔اور اؤ مما اپ کو بھی چینج کرائیں کہتے رامین چینجنگ روم کی طرف بڑی کہ جنت نے رخ موڑے دارم کو ویو کیا کہ وہ افس جارہا ہے۔۔۔تو دارم ہنستے ہوئے اٹھ کے ان کے پیچھے چینجنگ روم میں آیا اور اپنے کپڑے لیتے واش روم میں گھسا۔۔۔

وہ بھی کچن سے نکلی کہ کسی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سانس سینے میں رکا سامنے جلال شاہ کھڑا کمینی مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔عشا سائیڈ سے ہو کر نکلنے لگی کہ وہ اپنے بازو کو عشاء کے سامنے

پھیلاتے اس کا راستہ روکتے بولا ارے حسینہ کہاں چلی اب تو آپ کا دیدار ہی نصیب نہیں ہوتا۔۔۔ عشا نے اپنی چادر درست کرتے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ راستہ چھوڑو میرا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا میں ابھی شہریار کو بلا لوں گی۔۔۔ جلال شاہ نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتے اپنے دونوں بازو سینے پر باندھے اور بولا اچھا اور بلا کر کیا کہو گی ۔۔۔ یہی کہ تم ایک بہت ہی گھٹیا گرے ہوئے بغیرت انسان ہو اور تمہاری گندی نظریں شہریار خانزادہ کی بیوی پر ہیں۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتے خباثت سے ہنسا اور بولا۔۔۔ بیوی۔۔۔ تم اور وہ بھی شہریار خانزادہ کی۔۔۔ او بی بی ہوش کے ناخن لو شہریار کے لیے لڑکیاں انے جانے والی چیز ہے۔۔۔ اتنی جلدی کوئی کپڑے نہیں بدلتا جتنی جلدی وہ عورت بدل لیتا ہے۔۔۔ میں نے تم سے نہیں پوچھا شہریار کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں تم میرا راستہ چھوڑو ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود گے۔۔۔ جلال شاہ تو اس کے تیور دیکھ کر حیران ہوا اور پھر بولا لگتا ہے شہریار نے دو چار محبت کے بول بولے ہیں تم سے تبھی اتنا ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔۔۔ لیکن سوچو اگر اسے پتہ چل جائے کہ تمہارا کوئی تعلق مجھ سے بھی ہے تو۔۔۔ وہ تم پہ یقین

کرلے گا کہ تم پاک دامن ہوں۔۔تو کیا نہیں کرے گے عشاء نے ائی برو آچکا کر الٹا اس سے سوال کیا۔۔کہ جلال شاہ مسکراتے ہوئے بولا کبھی بھی نہیں مرد چاہے خود ہزاروں لڑکیوں کے ساتھ تعلق رکھے۔۔۔پر اپنی بیوی پے وہ کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا اسے تو چھونے والی ہواؤں کا بھی وہ دشمن ہے ۔۔۔کیونکہ مرد اس معاملے میں بہت غرض ہے لڑکی اسے بیوی ہمیشہ پاک دامن ہی چاہیے ہوتی ہے اور مرد کے دل میں بسے شک کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی گھٹیا انسان تمہیں کیا لگتا ہے تم میرے دامن کو داغدار کر سکتے ہو۔۔۔کبھی بھی نہیں اور ویسے بھی وہ میرے شوہر ہیں اور میں انہیں پہلے ہی سب بتا چکی ہوں۔۔۔اس لیے اب تمہیں مجھ سے زیادہ اپنی فکر کرنی چاہیے۔۔۔اگر انہوں نے غلطی سے بھی تمہیں یہاں دیکھ لیا نا تو تمہارا وہ حشر کریں گے کہ مجھے تو دور اپنا نام تک بھول جاؤ گے سمجھے انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے وہ پیر پٹکتی وہاں سے واک اوٹ کر گئی۔۔۔جب کہ جلال شاہ تو پیچھے بت بنا کھڑا یہ سوچ رہا تھا اگر شہریار کو یہ سب پتہ ہے تو ابھی تک

اس نے کچھ کیا کیوں نہیں یا عشاء سے صرف دھمکا رہی ہے۔۔۔ یا جو چار ہفتے پہلے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا وہ شہریار نے کروایا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اپنے موبائل میں مگن بیٹھی تھی کہ شہریار نے اتے السلام علیکم کہا۔۔ عشاء نے نظر اٹھاتے مسکرا کر اسے وعلیکم السلام کہتے پوچھا کیسا گزرا اپ کا دن۔۔۔ ٹھیک تھا۔۔ شہریار نے کچھ بیزار سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔ کہ عشاء بولی اب فریش ہو جائیں میں اپ کے لیے کھانا لے کراتی ہوں۔۔۔ نہیں مجھے بھوک نہیں بیڈ پر بیٹھتے شہریار نے اپنے جوتوں کے تسمے کھولتے کہا۔۔۔اپ کھانا کھا کرائے ہیں عشاء نے سوال کیا؟؟ ظاہری بات ہے کھا کرایا ہوں تبھی نہیں کھارہا کیوں بے تو کے سوال پوچھ رہی ہو۔۔۔ عشاء کو اس کے جواب دینے کا انداز عجیب سا لگا اس لیے خاموش ہو گئی۔۔۔ شہریار اٹھتے چینجنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ فریش ہو کر کمرے میں ایا تو عشاء کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔۔ بالوں کو تولیے سے رگڑتے گیلا تولیہ بیڈ پر پھینکتے وہ بیڈ کی دوسری طرف موبائل کھولے بیٹھا۔۔۔ کچھ دیر بعد عشاء کمرے میں ائی اور شہریار کے

سامنے چائے کا کپ کیا۔۔ شہریار نے نظر اس کے چہرے پر ڈالی جہاں اطمینان ہی اطمینان تھا اور پھر خاموشی سے چائے کا کپ تھامتے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔ عشاء جانتی تھی وہ کچھ کھائے نہ کھائے لیکن چائے جو ضرور پیتا ہے۔۔۔ عشا اس کا بیڈ پر پھینکا گیلا تولیہ اٹھاتے بولی میں نے کتنی دفعہ کہا ہے یوں ٹاول بیڈ پر نہ پھینکا کریں کہتے تولیہ بالکنی میں ڈالتے اپنی چادر اتارے صوفے پر رکھتے وہ بیڈ پر بیٹھی۔۔۔ لیکن شہریار کو اپنی طرف متوجہ نہ ہوتا دیکھ کر بولی میں آپ کے پاس بیٹھی ہوں۔۔۔ کب سے باتیں کیے جا رہی ہوں اور اپ ہیں کہ موبائل میں لگے ہوئے ہیں۔۔ تو اور کیا کرو تم بھی تو ایسے ہی کرتی ہو۔۔۔ شہریار نے ایک نظر اسے دیکھتے نظریں واپس موبائل پر مرکوز کرلی۔۔۔ عشاء کو آج شہریار کا رویہ بدلہ بدلہ عجیب سا لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر بنا کچھ کہے ایک نظر شہریار کو گھورتے رخ موڑے اپنا موبائل ان کیے لیٹ گئی۔۔۔

شہریار کو محسوس ہوا جیسے وہ اس سے ناراض ہو گئی ہوں۔۔۔ لیکن اس کے ناراضگی کو سرے سے اگنور کرتے وہ بھی کروٹ لیتے لیٹ گیا۔۔۔ اخر وقت کا احساس کرتے شہریار نے کمرے کی لائٹس اف کی۔۔۔ لیکن عشاء پہ کوئی اثر

نہیں ہوا وہ سکون سے لیٹی فل والیوم میں اپنا ڈرامہ دیکھتی رہی۔۔۔ شہریار نے مڑ کر ایک نظر عشاء کو دیکھا اور بولا اواز کم کرو عشاء مجھے سونا ہے۔۔۔ لیکن عشاء بھی ڈھیٹ بنی لیٹی رہی۔۔۔ کہ شہریار نے اس پر کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کر اس کا موبائل کھینچتے اف کرتے اپنی سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔ عشاء نے مڑ کر شہریار کو گھورا اور بولی میرا موبائل واپس کریں۔۔۔ سو جاؤ چپ چاپ موڑ کر شہریار نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔ لیکن مجھے نیند نہیں ارہی شہریار میرا موبائل واپس کریں پلیز۔۔ کہتے عشاء نے بے اختیار اس کے قریب ہوتے ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے۔۔۔ شہریار پر جھکتے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھانا چاہا کہ شہریار نے اسے اپنے اس قدر قریب ہوتا دیکھ کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا تو عشاء نے کرنٹ کھاتے سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ پیچھے کھینچتے۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھ شہریار کے سینے پر رکھے۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے۔۔ عشاء کے کھلے بال شہریار کے کندھے اور چہرے کو چھو رہے تھے۔۔۔ شہریار نے اسے مزید اپنے قریب کرتے خود پر جھکاتے اہستہ سے اس کے چہرے پر آیئے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔۔۔ عشاء کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی پلکیں حیا

سے بوجھل ہونے لگی۔۔۔عشاء کو شہریار کی گرم سانسیں باآسانی اپنے ہونٹوں پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔شہریار مزید کچھ بے خود ہوا اس سے پہلے وہ کوئی پیش قدمی کرتا کہ کسی خیال کے تحت پیچھے ہٹ گیا۔۔اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتے عشاء کو تھمایا۔۔۔یہ سب ایک لمحے میں ہوا تھا۔۔۔کہ پھر اٹھ کر بیٹھتے بولا ٹھیک ہے تمیں نہیں سونا تو مت سو۔۔۔جاؤ صوفے پر۔۔ جو چاہے مرضی کرو لیکن مجھے سونے دو۔۔۔عشاء نے ایک نظر اپنی گود میں پڑے اپنے موبائل کو دیکھا اور پھر نظر اٹھا کر شہریار کو۔۔۔اس کی انکھوں میں ابھرتی حیرانگی دیکھ کر شہریار نے لیٹتے واپس کروٹ بدلتے لائٹس اف کر دی ۔۔۔اگلے ہی لمحے عشاء کی انکھوں میں نمی جمع ہونے لگی وہ کہاں عادی تھی شہریار کے اس طرح کے رویے کی۔۔۔اس طرح بے رخی تو اس نے پہلی رات بھی نہیں برتی تھی جب وہ اسے جانتا تک نہیں تھا۔۔۔اور اب جب عشاء کو لگتا تھا کہ شہریار اس سے محبت کرنے لگا ہے تو وہ بالکل ہی انجان بن گیا تھا۔۔۔خیر ایک نظر دھندلائی ہوئی انکھوں سے شہریار پر ڈالتے وہ بیڈ سے اتری اور اپنا تکیہ اٹھاتے پاؤں اس نے ٹھنڈے فرش پر رکھا۔۔۔لیکن اس وقت اسے ٹھنڈے

برف ہوتے فرش سے زیادہ شہریار کے دل پر برف جمی محسوس ہوئی۔۔۔نہ چاہتی ہوئے بھی شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔مرے قدموں سے چلتے اس نے اپنا تکیہ صوفے پر رکھا اور بلینکٹ لیتے رخ موڑے لیٹ گئی ۔۔۔انسو اب لڑیوں کی مانند انکھوں سے بہہ رہے تھے ان دس مہینوں میں وہ۔۔۔صوفے سے بیڈ سے اس کے بازو اور بازوؤں سے واپس صوفے تک کا سفر طے کر چکی تھی۔۔۔لیکن آج اچانک سے شہریار کے رویے کا بدل جانا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔یہ وہ شہریار تو لگ ہی نہیں رہا تھا جو اس کے ناز نخرے اٹھاتا اس سے پیار کرتا اس کی پرواہ کرتا تھا۔۔۔

عشاء کی انکھوں میں اپنے رویے کو لے کر ابھرتی حیرانگی نے شہریار کو بے چین کیا تھا ایک لمحے کے لیے دل چاہا تھا کہ ہر چیز کی نفی کرتے وہ اپنی بٹر فلائی کو اپنے سینے سے لگا لے۔۔۔شہریار کو یقین تھا کہ وہ اب رو رہی ہو گی۔۔۔وہ تو اس کے زرا سا اونچا بولنے پر رونے لگ جاتی تھی۔۔۔اور اب تو خیر شہریار نے اسے سیدھا جانے کو ہی کہہ دیا تھا۔۔۔نیم اندھیرے میں شہریار نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ سر سے پیر تک کروٹ لیے کمبل میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔کہ شہریار بڑبڑایا اللہ

جانے اب اپنا چھوٹا سا دماغ چلاتے کیا سوچتے رو رو کے ہلکان ہو رہی ہو گی محترمہ۔۔۔پنکھا چلنے کی وجہ سے شہریار کو اس کے رونے کی اواز تو نہیں ارہی تھی پھر بھی جانتا تھا وہ روہی یہی ہو گی۔۔پہلے سوچا کہ اٹھ کر دیکھ لے لیکن پھر ڈیٹ بنا لیٹ رہا۔۔۔اسے بھی تو غصہ تھا آج وہ بے حد خوشگوار موڈ میں گھر لوٹا تھا لیکن ٹی وی لاونج میں قدم رکھتے ہی عشاء کو جلال شاہ سے بات کرتا دیکھ کر اسے شدید غصہ ایا۔۔۔اور اس سے زیادہ غصہ تو اس بات کا تھا کہ عشاء نے اس بار بھی اسے نہیں بتایا کہ وہ جلال شاہ سے ملی یا اس نے عشاء سے کچھ کہا جو بھی تھا عشاء کو بتانا تو چاہیے تھا نا۔۔اب تو وہ ساری حقیقت بھی جانتا تھا۔۔۔تو اب یہ بات چھپانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔اسے عشاء پر شک نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ جیسے وہ اسے دن بھر کی ہر بات بتاتی ہے تو یہ بھی بتائے اخر وہ جلال شاہ کے معاملے میں خاموش کیوں ہو جاتی ہے؟؟ کیا اسے شہریار کی محبت محسوس ہی نہیں ہوتی یا اسے لگتا تھا کہ شہریار کو اس پر اعتبار نہیں۔۔۔جو بھی ہے لیکن اس کے نہ بتانے پر اس بار شہریار کو دکھ ہوا تھا۔۔۔سر اٹھا کر دوبارہ ایک نظر عشاء پر ڈالتے اس نے کمرے کا پنکھا بند کر دیا۔۔۔شہریار کو عادت تھی سردیوں

میں بھی پنکھا لگا کر سونے کی۔۔۔ جس پر عشاء اکثر شور مچاتی کہ اسے سردی لگ رہی ہے تو شہریار اسے اپنے حصار میں لے لیتا اور کہتا چلو بٹر فلائی کسی بہانے تو تم میرے قریب اتی ہو۔۔اور پھر وہ شرارت سے اپنے ٹھنڈے ہاتھ پاؤں شہریار کو لگاتی اور ہنستی۔۔۔یقیناً اب بھی پنکھا چلنے سے اسے سردی لگ رہی ہو گی۔۔۔ کیونکہ اس کے ہاتھ پاؤں اکثر ٹھنڈے ہی رہتے۔۔۔پنکھا بند ہوتا دیکھ کر عشاء کو پتہ چل کہ شہریار ابھی بھی جاگ رہا ہے جس کو سونے کی بے حد جلدی تھی۔۔۔ اور اس نے پنکھا کیوں بند کیا اس کی وجہ بھی وہ جانتی تھی مگر اب یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ اگر اسے عشاء کی اتنی ہی فکر ہوتی تو کیوں اسے بیڈ سے صوفے پر جانے کو کہتا۔۔۔ہمیشہ کی طرح پیار سے بھی تو فون پکڑ سکتا تھا۔۔۔ ایک دوسرے کے بارے میں سوچتے ایک دوسرے سے دور لیٹے نیند دونوں کو ہی نہیں ارہی تھی۔۔۔ لیکن پھر انہی سوچوں میں گھوم نہ جانے کب ان کی انکھ لگی۔۔۔

دارم اور رامین بیڈ پر لیٹے تھے کہ دونوں کی نظریں ہی جنت پر تھی جو درمیان میں بیٹھی خرگوش کو تھپکتے اسے سو جاؤ بے بی کہنے میں مصروف تھی۔۔۔ پرنسسز اپ تو سو جاؤ پھر یہ خود ہی سو جائے گا دارم نے ایک دفعہ پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔ کہ جنت نے فوراً سے مڑتے دارم کو اشارہ کرتے اپنی انگلی ہونٹ گول کرتے ان پر رکھی اور بولی ششششش۔۔۔ (بابا بے بی اتھ جئے گا سنے دو اٹھ تو) بابا بے بی اٹھ جائے گا سونے دو اس کو۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے ٹھنڈی اہ بھرتے انگلی ہونٹوں پر رکھی اور سر تکیے پر پھینکا اور رامین کو دیکھتے سرگوشی میں بولا ان محترمہ کا سونے کا کوئی موڈ نہیں ہے یار کچھ کرو من۔۔۔ رامین نے مسکراہٹ روکتے دارم کو دیکھا اور بولی کوشش کر لی نا تم نے جب تک ہمارے بے بی کا بے بی نہیں سوتا۔۔۔ تو وہ کیسے سوئے۔۔۔ کچھ دیر بعد اخری جنت میں تھکے ہوئے انداز میں رامین کو دیکھتے کہا (مما بے بی نی شورا) ماما بے بی نہیں سو رہا۔۔۔ تو رامین مسکرائی اور جنت سے خرگوش کی ٹوکری لیتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور اسے اپنے بازو پر لٹاتے بولی۔۔۔ بے بی ڈول اؤ پہلے مما اپ کو نینو کرائے (سلائے) پھر یہ خود ہی سو جائے گا۔۔۔ تو جنت رامین کے بازو پر سر رکھے

اپنافیڈر منہ میں لیتے دارم کو دیکھااور بولی باباتودو(باباسوجاؤ)رامین نے ہنستے ہوئے دارم کی طرف دیکھاتودارم نے اگے کو ہوتے جنت کاہاتھ ہونٹوں سے لگایااور بولاپر نسسز میرا بے بی بھی سوئے گاتومیں سوؤں گا۔۔۔ناؤکلوزیوائز Now close your eyes۔۔۔توجنت نے انکھیں فورابند کرلیں کہ دارم مسکرایااور بولاشکر ہے میری بھی کوئی بات مانی پرنسسز نے۔۔۔تورامین اسے دیکھتے مسکرادی۔۔۔کچھ ہی دیر میں جنت سوگئی تورامین نے اٹھاتے اسے بے بی کاٹ میں ڈالااوراس کے خرگوش کو بھی پاس رکھا۔۔۔واپس اتے بیڈپر لیٹی تودارم نے اگے ہوتے رامین کواپنے حصار میں لیااور بولااب جنت کو جلدی سونے کی عادت ڈالنی پڑے گی۔۔۔رامین نے ہنستے ہوئے اس کندھے پرچپت لگائی اور بولی سدھر جاؤدارم۔۔۔جانم وہ توفلحال تھوڑامشکل ہے کہتے جھک کر اس نے رامین کے ماتھے پرلب رکھے اور آنکھیں موندلی۔۔۔رامین ایک بار پھر ہنس دی۔۔۔

شہریار وضو کر کے آیا تو دیکھا عشاء خواب خرگوش نیند کے مزے لے رہی تھی۔۔۔اسے اگنور کرتے نماز پڑھنے لگا نماز ختم کرتا کھڑا ہوا تو۔۔۔عشاء کے معصوم چہرے پر نظر پڑتے وہ ناچاہتے ہوئے مسکرادیا اس کے قریب جاتے گھٹنا فولڈ کیے زمین پر بیٹھتے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے سائیڈ پر کرتے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔جانتا تھا اس کی نیند بہت گہری ہے۔۔۔خیر ایک ٹھنڈی اہ ہوا کے سپرد کرتے اٹھ کھڑا ہوا واک پر جانے کے لیے۔۔۔الارم کی بجتی مسلسل اواز پر عشاء اٹھی تو دیکھا شہریار کمرے میں موجود نہیں تھا۔۔۔وہ فجر کی نماز پڑھ کر شاید واک پر جاچکا تھا اور جائے نماز ویسے ہی بچھی ہوئی تھی۔۔وضو کر کے نماز پڑھنے کے بعد شہریار کے کپڑے نکالتے کے رکھتے وہ نیچے کچن میں اگئے اج اتوار تھا سب ساتھ میں ناشتہ کرنے والے تھے۔۔۔

عشاء ڈائنگ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی کہ نظر سیڑھیاں اترتے شہریار پر پڑی تو دل ایکدم اداس ہوا۔۔۔وہ شہریار کے کپڑے نکال کے رکھ کرائی تھی مگر اس نے وہ کپڑے نہیں پہنے عجیب سی کوئی مونسٹر والی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے نیچے اگیا تھا

۔۔۔حالانکہ اج تک وہ وہی کپڑے پہنتا جو عشاء نکال کے رکھاتی اور اگر کبھی وہ بھول جاتی تو اسے اوازیں دے کر بلاتا اور کپڑے نکلواتا اور پھر وہی پہنتا۔۔۔

اج ناشتے کی میز پر سیال خان کا پورا خاندان ہی موجود تھا اور بات بوا جی کے بیٹے غزنوی کی شادی کی چل رہی تھی جس کا رشتہ جلال شاہ کے چچا کی بیٹی سے طے پایا تھا۔۔ کہ بوا جی بولی بھئی ہماری طرف تو یہ اخری بیاہ (شادی) ہے اس کے بعد تو سیال تمہاری طرف رونقیں لگے گی۔۔۔وہاب ایت کی شادی شہریار ملیحہ کی ۔۔۔شہریار کے ساتھ ملیحہ کا نام سنتے عشاء کا دل رک کے دھڑکا تھا۔۔ نظر سامنے بیٹھے شہریار پر پڑی جو پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا کہ عشاء فورا نظروں کا رخ پھر گئی۔۔۔سکینہ بی بی بولی ہاں ہاں انشاءاللہ کچھ ہی عرصے میں ایت اور ملیحہ کی پڑھائی پوری ہو جائے گی تو بس پھر ان کا فرض بھی ادا کر کے فارغ ہونا ہے۔۔۔ بالکل اماں سائیں میں تو خود کہتی ہوں جتنی جلدی میں ملیحہ کی شادی کروا دو اتنا بہتر ہے اور ایک نظر عشاء پر ڈالتے طیبہ بیگم بولی ویسے بھی خاندانی مردوں کی خاندانی بیویاں ہوتی ہیں۔۔۔اب عشاء کے لیے وہاں کھڑے ہونا محال ہو رہا تھا کہ پانی کا خالی جگ اٹھاتے وہ کچن کی طرف بڑی وہ جانتی تھی یہ جملہ کس کے لیے

کہا گیا ہے۔۔۔ جبکہ شہریار ہر چیز سے لا تعلق بیٹھا یوں اپنے ناشتے میں مگن تھا جیسے اس کی نہیں کسی اور کی شادی کی بات چل رہی ہو۔۔۔ جگ شلف پر رکھتے ضبط بری طرح سے ٹوٹا تھا وہ جو باہر سب کچھ خاموشی سے سنتے سہہ گئی تھی اب انسو شدت سے چہرہ بھگو رہے تھے۔۔۔ تو یہ وجہ تھی شہریار کے عشاء سے لا تعلقی برتنے کی ٹھیک ہی تو کہا تھا۔۔ طیبہ چچی نے خاندانی مردوں کی خاندانی بیویاں ہوتی ہیں اس کا تو کوئی خاندانی نہیں تھا۔۔ وہ تو ایک بدلے کے عوض اس پر تھوپی گئی تھی۔۔ جس کی شہریار کی زندگی میں صرف تب تک اہمیت تھی جب تک شہریار کی شادی ملیحہ سے نہیں ہو جاتی۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی ایک نہ ایک یہ سب دن ہونا تھا مگر وہ دن اتنی جلدی اجائے گا یہ اس نے سوچا نہیں تھا۔۔۔ خیر خواب جتنے بھی خوبصورت ہو خواب ہی ہوتے ہیں اور ایک دن انہں ٹوٹنا ہوتا ہے۔۔۔ اور شہریار جیسا ہمسفر اس کا خواب ہو سکتا تھا حقیقت نہیں۔۔۔ اور اب تو اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ سوچ بھی کیسے سکتی تھی۔۔۔ شہریار اس کا ہو گا یا اس سے محبت کرے گا۔۔۔ جب وہ پہلے دن اس حویلی میں ائی اسے تو اس دن ہی اس کی حیثیت بتا دی گئی تھی۔۔۔ اسے سیال

خان کے کہے الفاظ کیسے بھول گئے!! جب اس نے کہا تھا کہ بھئی ہمارا پوتا ہم سے ناراض ہے۔۔ ہم نے اس کا نکاح زبردستی جو کروادیا آج کی رات اس لڑکی کو کچھ مت کہنا۔۔۔ اس لڑکی کو شہریار کے کے حوالے کردو۔۔۔ یعنی وہ تو ان کے پوتے کے لیے صرف ایک دل بہلانے کی چیز تھی۔۔۔ اور اب جب اس کی شادی ملیحہ سے ہو جائے گی تو اسے عشاء کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ ابھی وہ اپنی انہی سوچوں میں غرق تھی کہ اسے باہر سے بوا جی کے چلانے کی اواز ائی۔۔ اے لڑکی کدھر رہ گئی پانی کنویں سے لینے چلی گئی ہے کیا؟؟ کہ عشاء فورا اپنا انسو سے تر چہرہ صاف کرتے منہ پہ پانی کے چھیٹیں مارتے جگ میں پانی بھرتے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ شہریار نے اسے دیکھا جس کی انکھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی یقیناوہ اپنے رونے کا شغل کچن میں فرما کے ائی تھی۔۔۔ ایک ٹھنڈی اہ بھرتے شہریار نے سوچا نہ جانے بے وقوف لڑکی کیا کیا سوچتے پریشان ہوئی ہو گی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا عشاء بہت جذباتی ہے۔۔ خیر نفی میں سر ہلاتے جوس کا گلاس اٹھاتے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

سب باہر دھوپ میں بیٹھے خوش گپوں میں مصروف غزنوی کی شادی کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔جبکہ شہریار کی نظریں کب سے عشاء کا طواف کر رہی تھی۔۔ جو پریشان حال ادھر سے ادھر گھومتے کاموں میں مصروف تھی۔۔۔کال سننے کے لیے وہ اٹھ کر سائیڈ پر آیا تو اس کی نظر جنت سے کھیلتی عشاء پر ٹھہری۔۔۔ سیڑھیاں اترتی ایت شہریار کے پاس کھڑے ہوتے بولی لالا آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔شہریار نے مڑتے ایت کو دیکھا جو چمکتی انکھوں میں شرارت لیے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔کچھ نہیں شہریار نے ذرا روب سے کہا کہ ایت ہنستے ہوئے اس کے پاس کھڑے ہوتے بولی ایسے کیسے کچھ نہیں ۔۔۔مجھے تو کچھ اور ہی نظر ارہا ہے۔۔اچھا تو جو بھی نظر ارہا ہے اسے اپنے تک ہی رکھو اور یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ عشاء نے صبح سے کچھ کھایا کہ نہیں؟؟ اپ کی بیوی ہے لالا اپ کو پتہ ہونا چاہیے مجھے کیسے پتہ ہوگا۔۔۔ایت شہریار نے اسے گھورا تو بولی پتہ نہیں لالا۔۔۔میں نے تو سب کے ساتھ صبح ہی ناشتہ کیا تھا۔۔۔ اور پھر شرارت سے بولی اپ کو اتنی فکر ہو رہی ہے تو اپ پوچھ لے نا؟؟ بہت شکریہ تمہارے مشورے کا شہریار نے منہ بناتے کہا اور بولا جاؤ اگر اس نے کچھ

نہیں کھایا تو اسے ناشتہ کروادو۔۔۔کیوں میں کیوں کرواؤں اپ کروائیں اپ کی بیوی ہے۔۔۔بیوی میری ہی رہے گی ویسے بڑا بھا بھی بھا بھی کہتی رہتی ہو اور اتنا سا کام تم کر نہیں سکتی۔۔۔میں تو پوچھ لوں گی ان سے اور ناشتہ بھی کروادوں گی اپ کیوں نہیں پوچھ رہے جھگڑا ہوا ہے کیا؟؟ ہاں شہریار نے صاف گوئی سے اسے دیکھتے کہا تو وہ منہ کھولے شہریار کو دیکھتے حیران ہوئی اور بولی۔۔ہووولالا کیوں کیا جھگڑا اپ نے اس سے؟؟ تم سے کس نے کہا میں نے جھگڑا کیا ہے شہریار نے ائے بروا چکاتے اسے گھورا تو ایت بولی وہ بیچاری اتنی معصوم سی ہے کیا ہی جھگڑیں گی اپ سے۔۔۔معصوم نہیں بے وقوف کہو شہریار نے واپس نظر عشاء پر جماتے کہا تو ایت بولی۔۔مجھے پتہ ہے اپ ہی نے جھگڑا کیا ہے لیکن کس بات پر کیا ہے؟؟ اسکیوزمی میڈم ہماری اتنی بھی دوستی نہیں ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ ہمارا جھگڑا کیوں ہوا جو کہا ہے ناوہ کروجا کر۔۔۔یہ شادی والی بات پر ہوا ہے کیا؟؟ ایت نے اندازہ لگاتے پوچھا؟؟ ایت شہریار نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اسے گھوری سے نوازا تو بولی اچھا ٹھیک ہے مت بتائیں میں خود ہی عشاء بھابھی سے پوچھ لوں گی ویسے بھی مجھے سب بتاتی ہے اخر ہم دونوں بیسٹ فرینڈز

ہیں۔۔۔ہاں تبھی تم دونوں عقل سے بالکل پیدل ہو شہریار نے انکھیں گھماتے کہا تو ایت منہ بناتے بولی جو مرضی کہیں آپ لیکن لالا پلیز اپ ملیحہ سے شادی مت کیجیے گا۔۔۔عشاء بھابھی اسے سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔۔۔ہو گئی تعریف تو جو کہا ہے جا کر وہ کرو جا رہی ہوں نا اگر اتنی ہی فکر ہو رہی ہے تو اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کہ شہریار کی انکھوں کے تاثرات دیکھتے جملہ ادھورا چھوڑے بھاگتے ہوئے بولی۔۔پھر بھی میں اس سے پوچھ لوں گی کہ اپ لوگوں کا جھگڑا کیوں ہوا ؟؟شہریار نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا کوئی شک نہیں کہ وہ دونوں واقعی بیسٹ فرینڈز تھی اور جانتا تھا عشاء ایت کو واقعی سب سچ بتا دے گی۔۔ خیر پھر سوچتے مسکرایا کہ ایت کی عشاء بھابھی سچ میں ملیحہ سے ہی نہیں بلکہ سب ہی لڑکیوں سے بہترین تھی۔۔۔مگر اسے اپنے اور عشاء کے درمیان سے یہ جلال شاہ جیسے کانٹے کو ہٹانا تھا۔۔۔اور عشاء کو یہ باور کروانا تھا کہ وہ صرف شہریار خانزادہ کی ہے اسے شہریار سے کچھ بھی چھپانے کی اجازت بالکل بھی نہیں ہے

۔۔۔

بیبی بیت دو اور نو شرات۔۔۔۔بے بی بیٹھ جاؤ اور نو شرارت اپنے خرگوش کو سمجھاتے جنت خود بھی اس کے پاس نیچے چٹائی پر بیٹھی۔۔۔اور پاس پڑی ٹوکری سے فروٹ اٹھا کر خرگوش کے سامنے رکھے۔۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے جنت کا بازو پکڑا اور اسے اپنی گود میں بٹھاتے بولی بس بے بی ڈول سارا دن تمہیں اس خرگوش کے کھانے کی فکر لگی رہتی ہے اور مما کا کیا مما کو بھی تو اپنے بے بی کی فکر ہوتی ہے۔۔۔چلو میری جان منہ کھولو جنت کو کہتے رامین نے کھیر کا چمچ اس کی طرف بڑھایا جس پر جنت نے زور و شور سے نفی میں سر ہلایا تو رامین بولی چلو شاباش کھولو نا منہ میرا اچھا بچہ اور زبردستی اس کے منہ میں کھیر کا چمچ ڈالا۔۔۔جیسے ہی رامین نے اگلا چمچ جنت کی طرف بڑھایا تو وہ بولی نو۔۔نو۔۔ماما اور ساتھ ہی پاس چٹائی پر لیٹ گئی۔۔۔کہ اب کی بار رامین نے اسے گھورا اور پاس بیٹھی مریم کو دیکھتے بولی بس سارا دن اسے اس خرگوش کی فکر لگی رہتی ہے خود کچھ کھائی نہ

کھائے محترمہ اس کو ضرور کھلاتی ہیں جبکہ جنت اب بھی خرگوش کو گاجر کھلانے میں مصروف تھی۔۔۔رامین کے شکوے پر مریم ہنستے ہوئے بولی ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے اسے اپنے بچے کی کوئی فکر نہیں۔۔کہ رامین ہنس دی۔۔۔صائمہ بیگم بولی کوئی بات نہیں رامین رہنے دو کچھ دیر بعد کچھ اور کھلا دینا۔جی مورے ایسا ہی کروں گی ویسے بھی اج کل کے یہ بہت نخرے کرنے لگی ہے۔۔۔کوئی بات نہیں رامین بیچ بیچ میں بچے ایسا کرتے رہتے ہیں۔۔۔کہ صائمہ بیگم پیچھے مڑ کر دارم ایت وہاب اور زمان کو دیکھتے بولی بچوں اہستہ باتیں کرو کتنا شور مچایا ہوا ہے تم سب نے اتنا شور تو تم لوگوں کے بچے بھی نہیں کرتے۔۔۔جبکہ سارا شور ایت اور وہاب کا تھا جو دارم کو ایک دوسرے کی شکایتیں لگا رہے تھے۔۔۔۔

کہ شہریار بھی ان کے پاس اکر بیٹھا اور بولا مورے ویسے شور اپ ہی کے بچے کر رہے ہیں۔۔۔تو وہ مسکرا دی۔۔کہ جنت شہریار کے پاس اکر رکتے اپنے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے بولی بے بی جس کا خرگوش شہریار کے ہاتھ کے نیچے دبا ہوا تھا۔۔۔

شہریار اسے دیکھتے مسکرایا اور بولا چوزی اگر یہ بے بی ہے تو تم کیا ہو۔۔۔ میلا بے بی ٹھورو۔۔۔ میرا بے بی چھوڑو۔۔۔ شہریار کے ہاتھ سے اپنے خرگوش کو نکالنے کی بھرپور کوشش کرتے وہ شور مچاتے بولی۔۔۔ کہ شہریار نے اس کے خرگوش کو ایک ہاتھ میں پکڑتے ایک ہاتھ سے اسے بازو سے تھام کر اپنے قریب کرتے کہا یہ خرگوش ہے اور تم بے بی ہو۔۔۔ یہ بے بی واپس خرگوش پر انگلی رکھتے جنت نے جیسے شہریار کی تصیح کی تو وہ مسکرایا اور بولا۔۔۔اچھا چلو اگر تم نے نہیں ماننا تو ٹھیک ہے ہم اسے ہی بے بی مان لیتے ہیں۔۔۔ کہ جنت نے ایک انگلی اپنے منہ میں ڈالے ٹکر ٹکر اپنی سنہری انکھوں سے شہریار کی سنہری انکھوں میں دیکھا۔۔۔ تو شہریار مسکرادیا اور بولا دیکھو تمہاری انکھیں بالکل مجھ پر گئی ہیں اور مجھے یہ بتاؤ تم اتنی پیاری کیسے ہو۔۔۔ جب کہ وہ شہریار کے ہاتھ سے اپنا بازو نکالتے بولی می مما۔۔۔ میری ماما۔۔۔۔ شہریار نے اس کا رخ ہلکا سا موڑتے رامین کی طرف اشارہ کیا اور بولا وہ دیکھو وہ رہی تمہاری مما۔۔۔ ایک نظر شہریار نے رامین کو دیکھا اور پھر جنت کو جس کی انکھوں کے رنگ کے ساتھ ساتھ اب نین نقش بھی اسے رامین جیسے ہی لگ رہے تھے۔۔۔ کہ جنت نے

ایک نظر مڑ کر رامین کو دیکھا اور مسکرائی۔۔۔پھر واپس شہریار کی طرف متوجہ ہوتے اس کی شرٹ کو دیکھتے دونوں ہاتھوں سے تھامتے بولی منتل۔۔۔شہریار گہرا مسکرایا اور بولا ہاں یہ منتل ہے۔۔۔اوُوُوُ منتل جنت نے اپنے ہونٹ گول کرتے شہریار کو بھرپور ڈرانے کی ایکٹنگ کر کر دکھاتے کہا تو وہ ہنستے ہوئے بولا ہاں یہ تو تمہیں شروع سے ہی بہت پسند ہے۔۔۔اچھا خیر یہ سب چھوڑو اور یہ بتاؤ میرا نام کیا ہے۔۔۔۔منتل جنت نے اسے دیکھتے کہا تو شہریار برا سامنہ بنا کے بولا چوزی میں تمہیں مانسٹر لگتا ہوں۔۔۔چلو شاباش بولو شہریار۔۔۔شڑار جنت نے بولی تو باقی سب نے قہقہہ لگایا۔۔جب کہ شہریار نے منہ کھولے اسے گھورا اور بولا چوزی ٹھیک سے بولو۔۔۔جبکہ جنت نے اپنا نچلہ ہونٹ نکالتے پیچھے مڑ کر رامین کو دیکھتے کہا مما ٹھورو۔۔۔یعنی مما اسے کہو چھوڑے۔۔۔رامین نے شہریار کو گھورا اور بولی مت ڈراؤ اسے شہری اور اتنا بڑا نام بھلا وہ بول سکتی ہے ۔۔۔جنت میری جان بولو شہری۔۔۔جبکہ جنت نے رامین کو دیکھا اور بولی شری تو شہریار مسکرادیا اور جنت کا منہ واپس اپنی طرف کرتے بولا چلو بولو شری مامو ۔۔۔جنت نے واپس اسے دیکھتے کہا شری مومو تو شہریار نے ہنستے ہوئے اسے

اٹھایااور بولا کتنا پیارا بولتے ہے یہ۔۔۔اور ساتھ ہی ہوامیں اچھلتےاس کے دونوں گال چومے۔۔۔جنت نے ایک نظر شہریار کو دیکھااور اس کے بعد پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔رامین نے اٹھتے جنت کو شہریار کی گود سے لیااور اس کی کمر سلاتے اسے خاموش کرانے لگی جواب ایک بازوں سے شہریار کی طرف اشارہ کرتے اس کی شکایت کر رہی تھی۔۔۔جبکہ شہریار معصوم سی شکل بناتے رامین کو غصہ ہوتا دیکھ کر بولا یار تمہارے سامنے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔۔۔اور دارم کے اٹھانےاور پیار کرنے پر تو کبھی نہیں روتی۔۔۔لیکن تم نے ڈرادیانہ اسے شہری۔۔۔کہ صائمہ بیگم بولی بیٹاوہ اپنے باپ کا لمس پہچانتی ہےاور تم اس کے لیے انجان ہوں تمہارے اس انداز پر وہ روئے گی نا۔۔۔کے شہریار اگے بڑھا جب کہ جنت اب خاموشی سے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑے اس سے کھیلنے میں مصروف تھی کہ شہریار اسے رامین کی گود میں بلاتے بولا اچھاائی ایم سوری چھوٹی چوزی۔۔جنت نے اسے دیکھتے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا۔۔۔کہ شہریار نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی چاکلیٹ نکالتے جنت کی طرف بڑھائی اور بولا چلو

اب صلح کر لیتے ہیں۔۔۔ کہ جنت کی انکھیں چمکی اور چاکلیٹ پکڑتے وہ مسکرائی ۔۔۔ تو شہر یار بھی مسکرا دیا۔۔۔۔

عشاء۔۔۔ عشاء اوپر اؤ۔۔۔ کمرے سے نکلتے اس نے اوپر سے کھڑے ہوتے نیچے لاونج میں جھانکتے اسے پھر سے پکارا۔۔۔ عشاء جو ناشتہ بنا رہی تھی ہر کام چھوڑ کر اس کی اواز سنتے اوپر کی طرف بھاگی۔۔۔ جی۔۔۔ جی شہر یار کیا ہوا کمرے میں قدر رکھتے اس نے شہر یار کو غصے سے ٹہلتا دیکھ کر پوچھا۔۔۔ محترمہ کپڑے کہاں ہیں میرے۔۔۔ وہ۔۔۔ ایک لمحے کے لیے رکی اور پھر بولی۔۔۔ وہ تو میں نے نہیں نکالے جب اپ نے میرے نکالے کپڑے پہنے ہی نہیں تو میرے نکالنے کا فائدہ پھر مجھے اٹھا کر اندر رکھنے پڑیں گے۔۔۔۔ تو کون سے تمہارے ہاتھ ٹوٹ رہے ہوتے ہیں میرا اتنا سا کام کرنا ہے میں۔۔۔ بس تمہیں تو مجھ سے میرے کاموں سے جان چھڑانی ہے۔۔۔ ایسا نہیں ہے شہر یار اب عشاء کی انکھوں میں نمی اترنے لگی تھی وہ تو بس۔۔۔ بس کیا عشاء ایک دن اگر تمہارے نکالے کپڑے نہیں پہنے تو تم نے میرے کپڑے نکالنے سے ہی جان چھڑا لی بجائے یہ پوچھنے

کے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟؟اچھاائی ایم سوری میں ابھی نکال دیتی ہوں کہتی وہ اگے بڑھنے لگی کہ شہریار بولا نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے تم سے پہلے بھی میرے کام ہوتے تھے اب بھی ہو جائیں گے۔۔۔ جاؤتم جو کر رہی تھی وہی کرو ۔۔۔کہتے ہوئے چینجنگ روم کی طرف بڑھاعشاء بھی اس کے پیچھے ائی اور الماری کھولتے ہوئے شہریار کے کپڑے نکالنے لگی شہریار نے اسے بازو سے پکڑتے جھٹکا دیتے الماری سے سائڈ پر کیا تو وہ الماری کے دوسرے حصے سے ٹکرا گئی اور ہلکی سی اہ اس کے منہ سے برامد ہوئی۔۔ شہریار نے فورا پیچھے مڑ کر دیکھا عشاء کھڑی اپنا بازو سہلا رہی تھی شاید اس کی کہنی الماری کے دروازے سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔ شہریار اس کی طرف بڑھا جس کے انسو لڑیوں کی صورت چہرہ بھگو رہے تھے اس کا بازو پکڑنے کے لیے شہریار نے ہاتھ بڑھایا اور بولا تم ٹھیک ہو کہ عشاء بغیر اس سے نظریں ملائے بولی فریش ہو کو نیچے اجائے میں ناشتہ لگا دیتی ہوں کہتے وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔ شہریار نے پیچھے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ اس سے ناراض تھا اور چاہتا تھا کہ عشاء اسے منائیں۔۔۔نہ کہ اس طرح اسے درد دے۔۔۔

اب تو اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر خود کو بھی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

دارم کمرے میں ایا تو دیکھا رامین انکھیں موندے بیڈ پر لٹی ہوئی تھی فکر مندی سے اس کی طرف بڑھا اور بولا کیا ہوا من تمہاری طبیعت کو ابھی چھوٹی ماں نے مجھے بتایا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں؟؟۔۔رامین نے انکھیں کھولتے مسکراتے ہوئے دارم کو دیکھا اور اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی کچھ نہیں بس یوں ہی دل خراب ہو رہا تھا۔۔۔دارم اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے اس کا ماتھا چھو کر دیکھتے بولا یہی بات ہے من۔۔۔بلکہ میں تو کہتا ہوں چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔۔ اف ہو دارم ایسا بھی کچھ نہیں ہے بالکل ٹھیک ہوں میں اتنی بھی اب میری کوئی طبیعت خراب نہیں ہے۔۔۔کہ اتنے میں جنت جو اپنی کاٹ میں بیٹھی خرگوش سے کھیل رہی تھی دارم کی اواز سنتے کاٹ سے نکلتے بابابا کرتے دارم کے قریب ائی۔۔۔جی بابا کی جان دارم نے اسے اٹھاتے اس کے دونوں کال چومتے اپنی گود میں بٹھایا تو وہ کھلکھلائی۔۔رامین انہیں دیکھتے مسکرائی اور بولی چینج کر لو دارم میں تمہارے لیے کھانا لے کر اتی ہوں۔۔۔بالکل کوئی ضرورت نہیں ہے قدم بھی

بیڈ سے نیچے رکھنے کی۔۔۔اور کھانا میں کھا کر آیا تھا صرف کافی پیوں گا اور میں ملازمہ سے منگوا لیتا ہوں۔۔۔پراپر ریسٹ کرو تم۔۔۔توبہ ہے دارم میں مورے سے پوچھتی ہوں انہوں نے کیوں بتا دیا تمہیں کہ میری طبیعت خراب ہے۔۔۔ جی نہیں خبردار جو چھوٹی ماں سے کچھ کہا تو میں چینج کر کے آتا ہوں لیکن تم روم سے باہر بالکل نہیں جاؤ گی ویسے بھی باہر بہت سردی ہے کہتے وہ اٹھتے چینجنگ روم کی طرف گیا کہ جنت نے رامین کے گلے میں باہر ڈالیں۔۔۔تو رامین مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کمبل میں لٹاتے اب اس سے باتیں کرنے لگی ۔۔۔کچھ دیر بعد دارم باہر ایا تو جنت اور رامین کو ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہنستا دیکھ کر مسکرایا اور ان کے قریب بیڈ پر نیم دراز ہوتے جنت کو اپنے حصار میں لیتے بولا پرنسسز آج مما کی طبیعت ٹھیک نہیں نا اس لیے اپ انہیں بالکل تنگ نہیں کرو گی اور آج بابا اپ کو سلائیں گے۔۔۔جی بالکل نہیں ماما اپنی بے بی ڈول کو خود ہی سلائیں گی اور جنت بابا کو بتاؤ بالکل ٹھیک ہیں ماما۔۔ بابا کو تو خوامخواہ فکر کرنے کی عادت ہے کہتے رامین نے اگے کو ہوتے جھک کر جنت کا گال چوما اور بولی اب اپ ہی سمجھو بابا کو کیونکہ ماما کی کوئی بات تو اپ کے بابا نے مانی نہیں

ہے۔۔۔کہتے ایک بار پھر رامین نے جنت کی گال پر لب رکھے۔۔۔تو دارم بولا جنت ماما کو سمجھاؤ کے بابا خواہ مخواہ فکر نہیں کرتے اور یہ اپ کی مما کو ہمیشہ جنت پر ہی پیار کیوں اتا ہے بابا پر کیوں نہیں اتا دارم منہ بناتے بولا تو رامین ہنس دی۔۔۔کہ پھر اگے کو ہوتے جھک کر دارم کی گال پر بھی ہونٹ رکھتے پیچھے ہوتے شرارت سے مسکراتے بولی۔۔۔چلو اب میری کیس واپس کرو۔۔۔اس کی شرارت پر دارم گہرا مسکرایا اور بولا جنت سو جائے پھر واپس کرتا ہوں۔۔۔ابھی واپس کرنے میں کیا مزہ آئے گا۔۔۔آف دارم بہت بے شرم ہو تم رامین سرخ چہرہ لیے مسکرائی اور جنت کو اپنے حصار میں لیتے بولی بھئی میری طبیعت ٹھیک نہیں سو رہی ہو میں۔۔۔واہ بیگم صاحبہ واہ ابھی کوئی کہہ رہا تھا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور جنت کے بابا خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں۔۔۔دارم کے روٹھے انداز پر رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی گڈ نائٹ۔۔۔کہ دارم ہنس دیا

۔۔۔۔

شہریار دو دن سے حویلی نہیں ایا تھا۔۔۔جب بھی وہ عشاء سے خفا ہو کر جاتا عشاء کا دل یوں ہی بے حد اداس رہتا۔۔۔کیونکہ پھر وہ کال نہیں کرتا تھا اور اگر عشاء اسے کال کرتی تو کال کاٹ کے بزی ہوں کہا میسج کر دیتا۔۔۔اج رات بھی 11 بجے تک اس کا انتظار کرتے کرتے تھک کر وہ سو گئی۔۔۔

فریش ہوتے وہ کمرے میں ایا موبائل ان کرتے اسے عشاء کی مس کال ریسیو ہوئی۔۔۔۔وہ اس سے بالکل بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی یاد بھی ارہی تھی۔۔۔سگریٹ سلگاتے گیلری سے اس نے عشاء کی تصویریں کھولی تو چہرے پر خود بخود مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔یہ وہ تصاویر تھی جو عشاء الٹے سیدھے منہ بناتے کھینچتی رہتی۔۔۔شہریار نے اس کے موبائل سے خود ہی اپنے موبائل میں ٹرانسفر کی تھی ورنہ وہ اپنی تصویریں شہریار کو بھی نہیں دکھاتی تھی شہریار اکثر اس سے پوچھتا اگر کسی کو دکھانی ہی نہیں ہے تو ایسی تصویریں کھینچتی ہی کیوں ہے ۔۔۔ایک کے بعد ایک تصویر اگے کرتے وہ مسکرا رہا تھا وہ بالکل ٹین ایج لڑکیوں کی عمر میں بنائے جانے پوسز والی تصاویر تھی۔۔۔عشاء کی عید پر لی گئی کھلے بالوں والی تصویر کو دیکھتے مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور وہ سوچتے مسکرایا کہ وہ بھی تو

ٹین ایج لڑکیوں میں ہی شامل ہوتی تھی 18 سال کی تو وہ شہریار کے نکاح میں آنے کے بعد ہوئی تھی۔۔۔شاید اسی لیے اہم مکانہ حرکتیں کر کے شہریار کو غصہ دلاتی رہتی تھی۔۔۔ لیکن اب شہریار کے مطابق اسے کچھ سمجھدار ہو جانا چاہیے تھا۔۔وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ میچور ہو جائے نہ ہی وہ یکدم اتنی میچور ہو سکتی تھی۔۔۔ لیکن کچھ معاملات میں وہ عقل سے کام بھی تو لے ہی سکتی تھی۔۔۔۔ اب اسے کچھ نہ کچھ اپنے اور شہریار کے رشتے کی نزاکتوں کو تو سمجھنا چاہیے تھا نا۔۔۔ لیکن وہ محترمہ ہمیشہ جو بھی کرتی شہریار کی سوچ کے مطابق الٹ ہی کرتی۔۔۔اور فلحال ان دونوں کے درمیان سب سے بڑا مسئلہ جلال شاہ تھا۔۔۔

رامین آج بہت بے صبری سے دارم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔بے چینی سے وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی کہ دارم کے کمرے میں قدم رکھتے تو وہ بھاگ کر اس کے گلے لگی۔۔۔ دارم نے کچھ حیران و پریشان ہوتے اس کے گرد حصار باندھا اور بولا کیا ہوا من سب ٹھیک ہے؟؟ رامین نے اس کے سینے سے

لگے ہی سر ہلایا تو بھی دارم کو یقین نہیں ہوا کہ اسے اپنے سامنے کرتے بولا کسی نے کچھ کہا ہے تم سے من؟؟ جنت تو ٹھیک ہے ناوہ لمحے میں شدید پریشان ہوا لیکن سامنے بیڈ پر بیٹھی جنت کو دیکھ کر کچھ پر سکون ہوا۔اور رامین کو اپنے سامنے کرتے بولا من بتاؤ بھی مجھے فکر ہو رہی ہے؟؟ کہ رامین اپنی نم انکھیں صاف کرتے بولی ابھی تم مجھے کچھ دن پہلے کہہ رہی تھی کہ تمہیں بالکل خواہ مخواہ فکر نہیں ہوتی۔۔۔اب تم ایسے بیہیو کرو گے تو ہو گی نا میری جان بتاؤ کیا ہوا دارم نے اسے پیار سے بہلاتے پوچھا تو رامین بولی کچھ نہیں ہوا میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی تم اتنی لیٹ کیوں ائے۔۔۔من یہی بات ہے نادارم کو جیسے یقین نہ ایا تو دوبارہ پوچھا؟؟ ہاں رامین نے مسکراتے کہا تو دارم بولا کمال کرتی ہو یار ڈرادیا تم نے مجھے۔۔۔اور اگے بڑھتے جنت کو بیڈ سے اٹھاتے اس کے دونوں گال چومے رامین نے یہ منظر بے حد غور سے دیکھا۔۔۔حالانکہ دارم روزانہ افس سے انے کے بعد یوں ہی اسے اٹھاتا اور پیار کرتا۔۔۔کہ پھر بولی دارم تم چینج کر لو میں تمہارے لیے کھانا لے کراتی ہوں۔۔۔نہیں میں کھا کر ایا تھا بس ایک کپ کافی پلا دوں تھوڑا تھک گیا ہوں کہتے وہ واپس جنت کو بیڈ پہ رکھتے چینج

کرنے چلا گیا۔۔۔کافی پیتے ساتھ دارم کارٹون دیکھ رہا تھا کیونکہ چینل چینج کرنے پر جنت شور مچا دیتی جو دارم کے سینے سے ٹیک لگائے فیڈر پیتے خوش ہوتے تالیاں بجاتے کاٹون دیکھ رہی تھی اور زبردستی دارم کو بھی دکھا رہی تھی کہ رامین نے جنت کو اواز دی تو دارم بولا جاؤ ماما نے اپ کو چینج کرانا ہے اسے اٹھاتے بیڈ سے نیچے کھڑا کیا۔۔۔تو بھاگتے ہوئے چینجنگ روم میں چلی گئی اور دارم نے شکر کیا کہ وہ چینل چینج کر پائے گا۔۔۔کچھ دیر بعد جنت نے اتے ایک پیج دارم کی طرف بڑھایا دارم نے اسے سے پیج پکڑا اور اسے اٹھاتے بیڈ پر رکھا۔۔۔اور جسے اس پیج کو کھولا تو دارم پہلے حیران ہوا اور پھر جاندار مسکراہٹ چہرے پر ائی۔۔۔اور اگلے ہی پل جنت کو اٹھاتے اس کے دونوں گال چومتے بولا میری چھوٹی سی پرنسز بڑی سسٹر بننے والی ہے۔۔۔کیونکہ اس پیج پر لکھا تھا بابا یو بی کم آ بابا گین Baba you become a baba again اور پھر اس نے رامین کو اواز لگائی من باہر آ جاؤ میری جان۔۔۔یہ کوئی بات ہے بھلا چھپنے والی۔۔۔بلیک نائٹ گاؤن پہنے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے چینجنگ روم سے نکلی تو دارم اٹھ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔اور اگے بڑھتے

اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کے گرد بازوں کا حصار بندھا۔۔ کہ رامین اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔اچھا اب یہاں تو دیکھو دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے سامنے کیا اور بولا اسی لیے تمہاری طبیعت خراب ہو رہی تھی کہ رامین نے نظریں جھکائے سرخ چہرہ لیے ہاں میں سر ہلایا۔۔ تو میری جان اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات تھی دارم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا تو رامین بولی پتہ نہیں دارم عجیب سا لگ رہا ہے۔۔۔ کیا عجیب لگ رہا ہے من؟؟

دارم اسے بیڈ پر بٹھاتے خود اس کے قریب بیٹھتے بولا۔۔۔ دارم تمہیں نہیں لگتا یہ سب کچھ زیادہ جلدی ہے اور جنت ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔۔ اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے من ڈیڑھ سال کی ہے اور پھر دوسرے بے بی کو آنے میں بھی تو نو مہینے لگے گے تب تک جنت اور بڑی ہو جائے گی اچھی بات ہے ہمارے دونوں بے بیز ایک ساتھ بڑے ہو جائیں گے اور پھر جب یہ بڑے ہو جائیں گے تو ہم انہیں چھوٹی ماں کے پاس چھوڑ کر ورلڈ ٹور پر جائیں گے۔۔۔ تم بھی نہ دارم پوری پلیننگ ابھی کر لو ادھر میں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ میں دو بچوں کو کیسے سنبھالوں گی مجھ سے تو ایک جنت نہیں سنبھلتی اور تم ہو کے پتہ نہیں کیا کیا

سوچی جا رہے ہو۔۔۔ جان من یہ تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے میں ہوں نا ۔۔۔ کہ رامین اس کے کندھے سے سر اٹھاتے بولی ہاں جیسے تم اب ہوتے ہو سارا دن باہر۔۔۔

اچھا تو پھر ایک کام کریں گے ہم بے بی سیٹر رکھ لیں گے۔۔۔ نہیں میں اپنے بچوں کو خود ہی سنبھال لوں گی۔۔ اچھا ٹھیک ہے دارم ہنستے ہوئے بولا جو کرنا ہوا کر لینا من۔۔۔

ہاں تمہیں کس بات کی ٹینشن ہے رامین نے منہ بناتے بولی تو دارم مسکرایا۔۔۔ اب صبح یہ نیوز تم سب کو سناؤ گے دارم مجھے شرم اتی ہے۔۔۔ من تم چھوٹی ماں کو بتا دینا نا خود ہی۔۔۔ اب میں انہیں بتاتا اچھا لگتا ہوں۔۔۔ ہاں تو میں انہیں بتاتی اچھی لگتی ہوں رامین منہ بناتے بولی۔۔۔ دارم نے رامین کو دیکھا اور رامین نے دارم کو دونوں کی نظریں ٹکرائیں اس کے بعد بے اختیار دونوں ہنسے۔۔۔ کہ پھر دارم بولا چھوٹی ماں کو تو جنت بتائے گی کیوں پر نسسز کہتے دارم نے اس کا گال چوما۔۔۔ تو جنت اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرتے کھلکھلائی دارم اور رامین

اب اس کے کھیلنے میں مصروف ہو گئے لیکن اج وہ دونوں ہی بے حد خوش تھے۔۔۔۔

شہریار نے کمرے میں قدم رکھا تو وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔لمحے میں غصہ ایا تھا رات کے 10 بج رہے تھے۔۔۔اگر وہ کمرے میں نہیں تھی تو کہاں تھی اب تک۔۔شہریار واپس کمرے سے نکلا تو سامنے ہی وہ دنیا جہان سے بے نیاز جنت سے باتیں کرتے اسے شاید خرگوش کا نام یاد کروا رہی تھی۔۔۔جنت بولو بیلا۔۔۔بیلا جنت بول دیتی۔۔۔جب عشاء خرگوش پر انگلی رکھ کے کہتی بیلا تب جنت نفی میں سر ہلاتی اور کہتی بے بی تو عشاء اپنا سر پکڑ لیتی ہے اور شروع سے شروع کر دیتی۔۔۔جب کہ جنت اس بات کو ماننے سے بالکل انکاری تھی کہ خرگوش کا نام بیلا ہے اور عشاء ہر حال میں اسے سے منوانا چاہتی تھی۔۔۔اور جنت گھوم پھر کے اسے بے بی ہی کہتی۔۔۔ان دونوں کی نوک کو انجوائے کرتے شہریار دروازے سے ٹھیک لگائے کھڑا مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا کہ اپنے کمرے سے نکلتی ملیحہ پر نظر پڑتے بولا ملیحہ پلیز ایک کپ چائے بنا کر لا دو بہت

تھک گیا ہوں۔۔۔اس کی اواز پر لمحے کے ہزارویں حصے میں مڑتے عشاء نے شہریار کو دیکھا جو ملیحہ کو چائے کا کہہ رہا تھا۔۔۔ملیحہ کے جاتے ہی شہریار نے عشاء کی طرف دیکھا دونوں کی نظریں ٹکرائی کہ شہریار وہاں سے مڑتے کمرے میں ایا ۔۔۔عشاء کے دل میں کچھ ڈوبا کہ پھر اس نے جنت کا ہاتھ تھامتے اسے اس کا خرگوش پکڑاتے دارم اور رامین کے کمرے کا رخ کیا۔۔۔شہریار فریش ہو کے اتے بیڈ پر لیٹا ہوا سامنے ایل ای ڈی پہ شاید کوئی نیوز وغیرہ سن رہا تھا کہ عشاء نے کمرے میں اتے السلام علیکم کہا۔۔۔وعلیکم السلام اسے دیکھیں بغیر ایل ای ڈی پر نظر مرکوز کیے شہریار نے سلام کا جواب دیا۔۔۔عشاء نے اگے بڑھتے بیڈ پر پھینکا اس کا گیلا ٹاول اٹھایا اور بالکنی کی طرف بڑی۔۔۔واپس روم میں ائی تو دیکھا ملیحہ مسکراتے ہوئے اسے چائے پکڑا رہی تھی۔۔۔عشاء کا دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا کچھ تھا جو بے حد برا لگا کہ پھر خاموشی سے اپنے صوفے کی طرف بڑھی اور کمبل لیتے لیٹ گئی۔۔۔ملیحہ مڑنے لگی تو شہریار بولا ملیحہ تمہارا کون سا سمسٹر چل رہا ہے؟؟ملیحہ نے حیران ہوتے شہریار کو دیکھا اور پھر بولی سیون۔۔۔اچھا گڈ چائے اچھی بنائی ہے۔۔۔تھینک یو کہتے ملیحہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔اب عشاء

کی انکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ کبھی شہریار نے اس کی چائے کی تعریف کی ہو۔۔۔کیا اسے عشاء کے ہاتھ کی چائے اچھی نہیں لگتی تھی جو آج آتے ہی اس نے ملیحہ کو چائے کا کہا۔۔۔اور اب وہ چائے ختم کرتے ایل ای ڈی اف کرتے کمرے کے تمام لائٹس بھی اف کر چکا تھا اور اب موبائل یوز کرنے میں مصروف تھا۔۔۔اب اس کی بے رخی پر عشاء کو شدید رونا آرہا تھا وہ اس طرح تو اسے کبھی اگنور نہیں کرتا تھا اگر وہ ناراض بھی ہوتا تو کسی نہ کسی بہانے عشاء کو اپنے پاس ضرور بلا لیتا۔۔۔مگر آج تو اس طرح بیہیو کر رہا تھا جیسے وہ وہاں ہو ہی نہ۔۔۔ادھر شہریار کروٹ پہ کروٹ بدل رہا تھا کیونکہ نیند تو اسے انی نہیں تھی۔۔۔وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا رویہ عشاء کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے وہ کہا عادی تھی اس کی بے رخی برداشت کرنے کی۔۔۔لیکن پھر بھی شہریار چاہتا تھا وہ خود اس کے قریب ائے اس بار عشاء پہل کرے۔۔۔۔اور اسے اس بات کا احساس دلائے کہ شہریار بھی اس کے لیے ضروری ہے۔۔۔

----------—----------------------------

رامین بیٹا تمہاری طبیعت کیسی ہے اب ؟؟ سائمہ بیگم نے ان کے کمرے میں اتے پوچھا۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں مورے اپ ائے بیٹھے۔۔۔ کہ جنت خوش ہوتے بھاگتے نانو۔۔۔ نانو کہتے ان کی گود میں چڑھی باہر سردی ہونے کی وجہ سے رامین نے اج اسے پورا دن کمرے سے باہر نہیں جانے دیا تھا۔۔۔ سائمہ بیگم کو بھی وہ چھوٹی سی گڑیا بے حد عزیز تھی اور وہ بھی تو خوب پیار لٹاتی ان پر ۔۔اب بھی جنت ان کے گود میں بیٹھی اپنی توتلی زبان میں انہیں کچھ بتا رہی تھی اور وہ اس سے باتیں کرتے ہنس رہی تھی۔۔۔ دارم جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ریڈی ہو رہا تھا رامین نے اسے اشارہ کیا تو دارم نے نفی میں سر ہلایا کہ رامین نے اسے انکھیں دکھائی۔۔۔ لیکن دارم ڈھیٹ بنا اپنے کام میں مشغول رہا۔۔۔

دارم نے جیسے ہی اپنے اوپر پرفیوم سپرے کیا کہ رامین اپنے منہ پر ہاتھ رکھے بولی ۔۔۔دارم یہ پرفیوم نہیں یوز کرو اس کی سمیل سے مجھے ومٹ ہوتی ہے۔۔۔ اہ ائی ایم سوری میں اسے سائڈ پر کر دیتا ہوں۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی رامین میں تو کہتی ہو ایک دفعہ کسی اچھی ڈاکٹر کو دکھا لو۔۔۔ کوئی معدے کا مسئلہ وغیرہ نہ ہو کل کھانے کی سمیل سے بھی تمہیں ومٹ ہو رہی تھی کہ۔۔۔ رامین نے ایک

نظر دارم کو گھورا جو فورا رخ پھیر گیا تو رامین بولی نہیں مورے۔۔وہ دراصل ۔۔سٹمک کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔اچھا تو پھر سائمہ بیگم نے اسے دیکھتے پوچھا ۔۔۔وہ۔۔رامین کچھ ہچکچاتے بولی مورے وہ میں۔۔۔میں۔۔سائمہ بیگم نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیا جو سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ساتھ نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔سائمہ بیگم نے دارم کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے رامین کی طرح ہی سر جھکا گیا کہ وہ ہنستے ہوئے اگے بڑھیں اور رامین کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولی بہت بہت مبارک ہو میری جان۔۔۔کہ رامین اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی اور سائمہ بیگم بیڈ سے اٹھتے دارم کی طرف بڑی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولی بہت بہت مبارک ہو بیٹا میں بہت خوش ہوں تم دونوں کے لیے ۔۔۔اور یہ کوئی بات ہے بھلا چھپانے والی۔۔۔اتنی بڑی خوشی کی خبر ہے اور تم دونوں ہو کے ہمیں بتا ہی نہیں رہے۔۔۔سائمہ بیگم نے اپنے بٹوے سے پیسے بھی نکالتے دارم اور رامین سے وارے اور ملازمہ کو آواز دیتے جنت کے ہاتھ سے انہیں دلوائے اور پھر جنت کا گال چومتے بولی میری گڑیا کا بہن بھائی انے والا ہے۔۔۔جبکہ جنت مسکراتے ہوئے رامین کی گود میں بیٹھے کھیل رہی تھی

۔۔۔سارا دن دارم اور رامین کو مختلف کمپلیمنٹس کے ساتھ مبارکباد ملتی رہی۔۔۔

وہ ناشتہ بنا رہی تھی کہ اسکی نظر کچن کی کھڑکی سے گیٹ عبور کرتے شہریار پر پڑی۔۔۔جو ابھی واک سے لوٹا تھا۔۔۔عشاء نے ناشتہ ٹرے میں رکھتے اوپر اپنے کمرے کا رخ کیا۔۔۔وہ ناشتہ ٹیبل پہ رکھے بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی کہ شہریار نے چینجنگ روم سے نکلتے بال خشک کرتے تولیہ بیڈ پر پھینکا اور ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بالوں میں برش پھرے خود پر پرفیوم چھڑکا۔۔۔عشاء کو اسے دیکھتے یکدم غصہ۔۔۔جس نے اج بھی عشاء کے نکالے کپڑے نہیں پہنے تھے۔۔۔شہریار نے بنا اس کی طرف دیکھے خاموشی سے اگے بڑھتے ناشتے کی ٹرے اٹھائی اور بیڈ پر بیٹھے ناشتہ کرنے لگا۔۔۔عشاء نے ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھاتے شہریار کی طرف بڑھایا اس سے پہلے وہ پکڑتا عشاء اس کے اوپر گرا چکی تھی

۔۔۔شہریار نے ایک نظر اپنے بھیگے کپڑوں کو دیکھا اور پھر عشاء کو گھورا لیکن بولا کچھ نہیں۔۔کہ عشاء معصوم سامنہ بناتے بولی ائی ایم سوری۔۔شہریار اسے اگنور کرتے واپس ناشتہ کرنے لگا جواب کمرے سے غائب ہوئی تھی۔۔۔بے شک عشاء نے جان بوجھ کر اس پر پانی گرایا اور اس بات کا اندازہ شہریار کو بہت اچھے سے تھا کہ یہ غصہ اس کے نکالے کپڑے نہ پہننے کا تھا۔۔۔اب مسکراتے ہوئے وہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔۔کہ باہر سے گزرتی ملیحہ پر نظر پڑتے۔۔۔اس نے اواز دیتے ملیحہ کو کمرے میں بلایا۔۔۔وہ کمرے میں اتے بولی جی۔۔۔پلیز کیا تم میرے کپڑے نکال دو گی؟؟جی میں نکال دیتی ہوں کہتے ملیحہ چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔عشاء نے کمرے میں اتے چائے کا کپ شہریار کی طرف بڑھایا کہ چینجنگ روم سے نکلتی ملیحہ بولی شیری یہ کپڑے ٹھیک ہیں؟؟عشاء حیران ہوئی تھی اسے وہاں دیکھ کر کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا پرفیکٹ شکریہ تمہارے۔۔۔کوئی بات نہیں مسکرا کر کہتے وہ ایک نظر عشاء کو دیکھتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔جبکہ عشاء کی انکھوں میں اب نمی تیرنے لگی تھی کہ وہ بھی بنا شہریار

کو دیکھے کمرے سے نکل گئی پیچھے شہریار مسرور سا مسکراتا چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔یہ جانے بغیر کہ یہ مذاق اس پر بہت بھاری پڑنے والا ہے۔۔۔

اؤہاہاماماکہتے وہ کھلکھلائی تھی۔۔۔رامین بھی اسے دیکھتے مسکرائی۔۔اج غزنوی کا نکاح تھا اس کے لیے سب کو شاہ حویلی جانا تھا۔۔۔رامین پہلے ہی خود تیار ہو چکی تھی اور اب جنت کو چینج کروا کے ہٹی تھی۔۔۔اور اج رامین نے جنت کو چوڑیاں پہنائی تھیں جنہیں وہ اپنے بازوں میں ہلاتے ان کے شور پر خوش ہوتی ۔۔۔من چلو یار سب اگئے ہیں نیچے۔۔۔دارم نے کمرے میں اتے کہا لیکن ان دونوں کو دیکھتے الفاظ منہ میں ہی کہیں دم توڑ گئے تھے۔۔۔گہرے میرون رنگ کی فراک میں جس پر بھاری نگواور موتیوں کا کام ہوا تھا پہنے ہلکے سے میک اپ میں رامین بے حد خوبصورت لگ رہی تھی اور پاس سٹول پر کھڑی جنت بھی باربی میرون فراک میں بالوں کی دو پونیاں کیے دارم کو چھوٹی سی پری ہی لگی ۔۔۔جو دارم کو دیکھتے بولی بابا ایتھو۔۔۔تو دارم نے اس کی طرف بڑھتے اسے گود

میں اٹھایا جو اپنی کلائیاں سامنے کرتے دارم کو اپنی چوڑیاں دکھا رہی تھی۔۔۔

دارم نے مسکراتے ہوئے اس کا ننھا سا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

اور بولا میری جان بہت پیاری لگ رہی ہے کہتے اس نے جنت کا گال چوما اور ساتھ ہی پاس کھڑی رامین کا بھی۔۔۔رامین نے نظر اٹھا کر دارم کو دیکھا اور پھر واپس نظر جھکا گئی اور بولی یوں مت دیکھو مجھے۔۔۔اچھا تو پھر کیسے دیکھو دارم نے اپنے دوسرے بازو سے رامین کی کمر کو تھامتے اپنے قریب کیا۔۔۔کہ رامین کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اور بنا دارم سے نظریں ملائی بولی چھوڑو دارم۔۔۔جنت دیکھا رہی ہے۔۔۔

دارم مسکرایا کیونکہ جنت واقعی اپنی بڑی بڑی سنہری انکھوں سے ٹکر ٹکر کبھی دارم کو دیکھتی تو کبھی رامین کو۔۔۔کہ دارم جنت کو دیکھتے بولا پرنسسز کلوز یور ائیز بابا نے مما کو کس کرنی ہے اور ایسے آپکی مما کو بہت شرم اتی ہے۔۔۔دارم ۔۔۔رامین نے اسے گھورا تھا جبکہ جنت دارم کے کندھے پر اپنا سر رکھتے فورا انکھیں بند کر چکی تھی جیسے سونے لگی ہو۔۔۔کہ دارم نے ہنستے ہوئے اہستہ سے رامین کے ہونٹوں کو چھوا تو رامین کا چہرہ مزید گلاب ہوا اور دارم کے سینے پر ہاتھ

رکھتے بولی اب ہمیں دیر نہیں ہو رہی۔۔۔ بالکل نہیں میں تو کہتا ہوں ہمیں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے گھر پر ہی رکتے ہیں دارم نے مزید جھکاؤ رامین کی طرف دیتے کہا کہ جنت بولی بابا تو دارم رامین دونوں نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا جواب بھی انکھیں بند کیے بول رہی تھی کہ دونوں ہنس دیے اور ایک ساتھ اس کا گال چومتے بولے انکھیں کھولو پرنسسز۔۔۔۔ جنت نے مسکراتے ہوئے فورا انکھیں کھولی تو وہ دونوں بھی مسکرائے۔۔۔۔ وہ نیچے ائے تو وہاب انہیں دیکھتے بولا شکر ہے اپ لوگ اگئے دادی سائیں دیکھ لیں اگر ان کی جگہ اور کوئی لیٹ ہوتا تو اپ نے اتنی باتیں سنانی تھی۔۔۔ بس اپ اپنے لاڈلے پوتے کو کچھ نہیں کہتی ۔۔۔ ہاں تو کوئی بات نہیں اگر وہ لیٹ ہو گیا تو اسے کوئی ضروری کام ہو گا تم لوگوں کی طرح لاپرواہ بالکل نہیں ہے۔۔۔ سکینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی کہ ایت ہنسی اور بولی جی جی بہت ضروری کام ہو گا دادی سائیں کیوں رامین اپی کہ رامین نے کچھ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے گھورا اور بولی جب تمہارے بچے ہوں گے نا پھر پتہ چلے گا کہ بچوں کے ساتھ ریڈی ہونا کتنا مشکل کام ہے۔۔۔ تو وہاب مسکراتے ہوئے بولا بھابھی کروا دے نا ہماری شادی۔۔۔ توبہ

کتنا بھی شرم لڑکا ہے یہ سکینہ بی بی نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا تو باقی سب بھی ہنس دیے۔۔۔کہ کمرے سے نکلتی مریم بولی قسم سے یار بڑا مشکل ہے بچوں کے ساتھ تیار ہونا تمہیں کیا وہاب مشکل تو بیچاری ہماری ایت کو ہو گی تمہارا کیا ہے تم تو زمان کی طرح خود تیار ہونے کے بعد جلدی کر لو جلدی کر لو کا شور مچانا شروع کر دینا۔۔۔نہ بھابھی میں تو اپنے بچوں کو خود تیار کیا کروں گا۔۔۔ایت کے بھروسے تھوڑی چھوڑ سکتا ہوں کہ اپ کی بار ایت نے اسے گھورا تھا۔۔۔ کہ مریم بولی دیکھیں گے فال تو تم اسے پکڑو جس کا اشارہ بھاگتے ہوئے روحان کی طرف تھا۔۔۔روحان نے تو قسم کھائی ہوئی تھی جوتے نہیں پہننے۔۔۔جو مریم کے اگیے آ گیے بھاگ رہا تھا کہ اب وہاب نے فورا سے اگے بڑھتے اسے باہوں میں بھرا اور بولو کیوں تنگ کر رہے ہو مورے کو جس پر وہ ہنستے ہوئے مریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا جوتے۔۔ہاں جی جوتے پہنوں انہیں ورنہ ابھی یہ تمہیں پڑھیں گے۔۔۔ چلو بھئی جلدی۔۔۔نکلو زمان ان سب کو دیکھتے بولا کہ اب کی بار مریم نے اسے گھوری سے نوازا تھا کہ وہ فارن ادھر ادھر دیکھتے بولا یہ شہریار کدھر ہے؟؟ کہ سامنے سے آتے شہریار نے انہیں سلام کیا۔۔۔تو

سکینہ بی بی بولیں یہ کیا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔۔۔جاؤ جلدی کپڑے بدل کر پہنچو تم بھی شہری۔۔۔جس پر وہ سر ہلاتے خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

عشاء تو سائمہ اماں کو صاف انکار کر چکی تھی کہ وہ وہاں نہیں جائے گی اور شہریار نے بھی اسے منع کیا ہے۔۔۔وہ کپڑے بدلنے کمرے میں ایا تو صوفے پر عشاء کو سکون سے لیٹا دیکھ کر اس کے سر پر پہنچا۔۔۔اور اس پر روب ڈالتے بولا تم ابھی تک یوں ہی بیٹھی ہو کپڑے ہی بدل لیتی اس حلیے میں جاؤ گی۔۔۔اپنے اتنے قریب سے شہریار کی اواز سنتے عشاء لمحے میں ڈر کر اٹھی اور پھر اسے دیکھتے بولی میں وہاں کیوں جاؤں گی میرا کیا کام وہاں ؟؟؟تو تمہیں یہاں گھر پر کوئی کام ہے ۔۔۔نہیں لیکن مجھے وہاں نہیں جانا عشاء نے سر جھکا یا جواب دیا۔۔۔وجہ شہریار نے کچھ غصے سے پوچھا؟؟وجہ اپ جانتے ہیں تو کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔ محترمہ جس وجہ سے تم نہیں جارہی نا جب سب وہاں موجود ہوں گے تو یہاں پیچھے تم تنہا ہو گئی۔۔۔اٹھو جاؤ جا کر کپڑے بدلو شہریار نے چینجنگ روم میں کی طرف

جاتے کہا کہ عشاء بولی لیکن۔۔۔ لیکن کیا عشاء شہریار نے مڑ کر بیزار سے انداز میں اسے دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا گئی۔۔۔ واش روم سے چینج کرتے وہ چینجنگ روم میں تو عشاء کپڑے بدل چکی تھی اور اب روتے ہوئے اپنے بالوں میں برش پھیر رہی تھی کہ شہریار اسے دیکھتا رہ گیا جو سوسو کرتے گلابی رنگ کی انار کلی فراک میں ضرورت سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔ کہ پھر بولا گھر میں اچھا خاصا خوشی کا ماحول ہے لیکن تم نے رونا دھونا ضرور کرنا ہے۔۔۔ تو اپ کو کیا ہے اپنی انکھوں سے رو رہی ہوں اپ کو تو کچھ نہیں کہہ رہی وہ روتے ہوئے اپنے بال بناتے بولی۔۔۔ کہ شہریار بولا تمہیں تمہاری انکھوں سے رونے کی اجازت بھی نہیں ہے۔۔ تم سے زیادہ حق ہے میرا ان پر۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر بھیگی انکھوں سے شہریار کی سنہری انکھوں میں دیکھا اور بولی کوئی حق نہیں ہے اپ کا میری انکھوں پر کہتے وہ چینجنگ روم سے نکلنے لگی کہ شہریار نے اس کا بازو پکڑ کے کھینچتے اپنے سامنے کیا اور اپنی سنہری انکھیں گرے انکھوں میں گاڑتے بولا اخر چاہتی کیا ہو تم؟؟ یہ تو اپ مجھے بتائیں اپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔ اور میری چاہت کی اپ کو کب سے اتنی فکر ہونے لگی وہ اب الٹا شہریار

سے سوال کر رہی تھی ؟؟ کہ شہریار بولا میرا دماغ مت خراب کیا کرو اور یہ رونا دھونا بھی بند کرو۔۔اس جلال شاہ سے کوئی پہلی دفعہ ملاقات تو کر نہیں رہی۔۔۔یا وہاں میرے ساتھ جانے پر افسوس ہو رہا ہے جو اتنے انسو بہا رہی ہوں۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر بے یقینی سے شہریار کو دیکھا کہ شہریار اسے چھوڑتے ڈریسنگ کی طرف بڑھتے بولا فکر نہیں کرو میں تم لوگوں کو ڈسٹرب نہیں کروں گا آج تک کبھی کیا ہے کیا؟؟ عشاء غصے سے اس کی طرف بڑی اور اس کا بازو پکڑ کے اپنی طرف موڑتے اس کے ہاتھ سے برش لیتے زور سے زمین پر مارتے بولی کہنا کیا چاہتے ہیں اپ صاف صاف کہیں نا بات کو گھما کیوں رہے ہیں ؟؟! اگر میں صاف صاف کہہ دوں تو سن پاؤ گی۔۔ شہریار نے ائی برو آچکا کر اس سے کچھ غصے سے اونچی اواز میں پوچھا؟؟ کہ عشاء بولی میرے سنے کی فکر نہ کریں میں سارا دن اپ کے گھر والوں کی طرح طرح کی باتیں سنتی ہوں اور زیادہ سے زیادہ کیا ہی کہہ دے گے آپ یہی نا کہ میں کریکٹر لیس۔۔۔ میرا افیئر چل رہا ہے جلال شاہ کے ساتھ۔۔۔ میں نے اسے دائیں دکھا کے اپنے جال میں پھنسایا ہے یا اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی کہ۔۔۔بکواس بند کرو اپنی اسے بازو

سے پکڑ کے اپنے قریب کرتے شہریار دھاڑا تھا۔۔۔عشاء اس کی گرفت میں مچلتے ہوئے اس سے دور ہونے کی کوشش کرتے بولی یہی سب کہنا چاہتے ہیں نا اپ لیکن یقین کریں یہ جملے میں نے پہلے بھی بہت دفعہ سنے ہیں اپ کے گھر والوں سے۔۔۔وہ ہچکیاں بھرتے ایک لمحے کے لیے رکی سانس لینے کو جو غصے سے بولنے کی وجہ سے پھول رہی تھی اور پھر بولی فرق صرف اتنا ہے کہ وہ یہ سارے جملے اپ کے لیے استعمال کرتے تھے اور اپ۔۔۔اپ نے تو مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔۔۔طیبہ چچی ہمیشہ کہتی کہ میں اپ کو امپریس کرنے کی کوشش کرتی ہوں اپ کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہو تب مجھے ان کی کہی یہ باتیں بے حد بری لگتی تھی کہ وہ مجھے اس طرح کی لڑکی سے سمجھتی ہیں جو دوسروں کو امپریس کرتی پھرے۔۔۔لیکن خیر وہ یہ جملے کم سے کم میرے شوہر کے لیے تو کہتی تھی۔۔۔آپ کی طرف نہیں۔۔۔اپ۔۔اپ نے تو کمال کر دیا اصل بدلہ تو اپ نے لیا ہے مجھ سے شہریار۔۔۔لیکن ٹھیک ہے اب آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھے کیوں کہ جلال شاہ نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ مرد کے دل میں بسے شک کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔۔۔میں ہی بے وقوف تھی جسے لگتا تھا کہ اپ مجھ پر کیسے

شک کر سکتے ہیں کیونکہ میں تو صرف اپ سے محبت کرتی تھی نا کیوں اپ کو میری محبت کبھی محسوس نہیں ہوئی۔۔۔اخر اپ کے شک کے اگے میری محبت کمزور پڑ گئی شہریار۔۔۔لیکن خیر اب جب اپ کو مجھ پر اعتبار ہے ہی نہیں تو اس رشتے کا مطلب ہی ختم ہو گیا۔۔۔جلال شاہ نے کہا تھا وہ سب کچھ ختم کر دے گا اور دیکھیں اس نے اپنا کہا کر دکھایا۔۔۔اور اب میں تمام عمر اپکو یقین دلا نہیں سکتی اور نہ شک کے حصار میں گزار سکتی ہو۔۔۔اس لیے آپ نے کہا تھا مجھ سے کہ میں چلی جاؤں تو ٹھیک ہے اب مجھے اپنے ساتھ واپس حویلی مت لائے گا۔۔۔اچھا تو پھر کہاں جاؤ گی دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس کے سامنے کھڑے شہریار اس سے سوال کر رہا تھا کہ عشاء اپنے انسو بے دردی سے صاف کرتے بولی جلال شاہ کے پاس۔۔۔عشاء کے الفاظ پر شہریار کی انکھوں میں خون اترا تھا جو ایک لمحے میں اسے کانٹوں پر سے گھسیٹ چکی تھی۔۔۔کہ شہریار عشاء کو کندھوں سے تھام کر بالکل اپنے قریب کرتے بولا جان لے لوں گا تمہاری اگر مجھ سے دور جانے کا سوچا بھی تو یا اس گھٹیا انسان کا نام لیا۔۔۔شہریار کی گرفت اس قدر سختی تھی کہ عشاء کو اپنے کندھے ٹوٹتے محسوس ہوئے اور اس کے منہ

سے سسکاری نکلی۔۔اور نظر اٹھا کے شہریار کی سرخ ہوتی سنہری انکھوں میں دیکھتے بولی اچھا ہے ایک ہی بار جان لے لیں بار بار مرنے سے بہت بہتر ہے۔۔۔ شہریار کی گرفت کچھ ڈھیلی ہوئی تھی کہ بولا یہاں سے جانے کی افر صرف تب کے لیے تھی اور دوسرا بیوی ہوں میری اب اسے اپنی خوش قسمتی کہ لو یا بد قسمتی رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی پڑے گا۔۔۔بیوی۔۔۔ تلخی سے مسکراتے وہ بولی اس لفظ کا مطلب بھی پتہ ہے اپ کو۔۔۔ مجھ جیسے ہوتی ہیں بیویاں۔۔۔ مین سیریسلی۔۔۔اپ مجھے اپنی بیوی کہہ رہے ہیں۔۔۔کب تک کے لیے ہوں میں اپ کی بیوی جب تک اپ کا نکاح ملیحہ سے نہیں ہو جاتا یا تب تک جب تک اپ کا دل مجھ سے بھر نہیں جاتا۔۔۔

اپ کے دادا جی نے تو پہلے دن ہی مجھے اپ کی ناراضگی دور کرنے کے لیے پیش کر دیا تھا۔۔۔اور اپ مجھے اپنی بیوی کہہ رہے ہیں۔۔۔ کون سا شوہر اپنی بیوی کے کردار پر، یوں انگلی اٹھاتا ہے بولیں جواب دیں مجھے۔۔۔جب اپ کا دل چاہا اپ نے باہوں میں لے لیا اور جب دل چاہا ہر تعلق ختم کرتے چلے جانے کو کہہ دیا۔۔۔مجھے تو اپ کے بدلے رویے کی سمجھ نہیں ارہی کہ اپ کو اچانک ہو کیا گیا

Zubi Novels Zone

ہے ؟؟ آپ مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرتے۔۔۔میرے پاس نہیں اتے مجھے اپنے قریب نہیں انے دیتے۔۔۔میرے کیے ہر کام کو دوبارہ کرتے یا کسی اور سے کرواتے ہیں تو پھر میں یہاں کیا کر رہی ہوں کس قسم کی بیوی ہوں میں۔۔۔میری حیثیت اپ کے گھر والوں کی نظر میں تو پہلے ہی ایک ملازمہ کی تھی اور اب اس سے پہلے اپ مجھے اپنے بیڈ کی طرح اپنے کمرے سے بھی نکال دے میں خود ہی یہاں سے چلی جانا چاہتی ہوں۔۔۔شہریار تو اب حیران و پریشان کھڑا اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس نے شاید اج قسم کھائی ہوئی تھی ہر حساب برابر کرنے کی۔۔۔اور اب رو رو کے ہلکان ہوتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے تھکتے ہوئے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔شہریار کو اس کے اس قدر شدید ردعمل کی توقع نہیں تھی۔۔۔وہ کچھ زیادہ جذباتی تھی لیکن اج تو جذبات میں بہہ کر کمال غصہ کیا تھا اور اب ہچکیاں بھرتے خود ہی رو رہی تھی ۔۔۔کہ شہریار اس کی طرف بڑھا اور اس کے پاس زمین پر بیٹھتے اس کے دونوں طرف بازو رکھتے بولا بڑ فلائی غصہ تم نے مجھ پہ کیا باتیں ساری مجھے سنائی اور رو اب تم خود رہی ہو۔۔۔عشاء نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر نم انکھوں

سے شہریار کی سنہری انکھوں میں دیکھا جس کا اطمینان قابل دید تھا کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا اگر اور لڑنے جھگڑنے کا موڈ نہیں ہے تو فریش ہو آؤ پھر چلتے ہیں۔۔۔ عشاء نے ایک نظر غصے سے اسے دیکھا اور اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ نکھرے نکھرے حلیہ میں سرخ ہوتی انکھوں اور ناک کے ساتھ کمرے میں ائی تو شہریار بولا اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ چلو اب چلیں ویسے ہی ہم بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔۔۔ عشاء نے اسے اگنور کرتے خاموشی سے اپنی چادر اٹھاتے اپنے گرد لپیٹی اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔ حویلی سے شاید سبھی ہی جا چکے تھے صرف شہریار اور عشاء گھر تھے۔۔۔ شہریار اس کی ناراضگی اور غصے میں کیے گئے اس کے اظہار محبت پر مسکراتے ہوئے سیڑھیاں اترتے اس کے پیچھے ایا۔۔ گیٹ کھولتے شہریار پہلے باہر نکلا۔۔۔ بالکل سامنے شاہ حویلی تھی سڑک کراس کرنے کے لیے شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا کہ عشاء اس کا ہاتھ جھٹک گئی شہریار کو غصہ ایا لیکن ایک لمحے بعد کتے کے بھونکنے پر وہ یکدم شہریار کے قریب ہوتے اس کب بازو تھام گئی کہ شہریار اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا بٹر فلائی قسمت بھی یہی چاہتی کہ تم میرے پاس رہو جب کہ عیشا کچھ نہیں

بولی۔۔۔وہ حویلی میں داخل ہوئے تو مرد تقریبا باہر لان میں ہی تھے۔۔۔کہ شہریار عشاء کا ہاتھ چھوڑتے بولا جاؤ اندر۔۔۔اور خود دارم کی طرف بڑھا جو انہیں دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔اتنی لیٹ کیوں ہو گئے تم۔۔۔دارم نے شہریار کو دیکھتے پوچھا تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا فکر مت کرو تمہیں تایا نہیں بنا رہا۔۔ بھئی یہ ڈیپارٹمنٹ تمہارا ہی رہے گا۔۔۔شرم کرو شہری دارم نے جیسے اسے شرم دلانے کی کوشش کی۔۔۔واہ باپ تم بننے والے ہو شرماؤں میں۔۔شہریار نے ہنستے ہوئے مزید چھیڑا۔۔۔اج کل اس کا پسندیدہ مشغلہ دارم سے چھیڑ چھاڑ کرنا تھا۔۔۔تم سے تو بات کرنا ہی بیکار ہے دارم نے جان چھڑاتے کہا۔۔۔کہ پھر بولا تم نے بتایا نہیں تم لیٹ کیوں ائے ہو؟؟داجی بھی تمہارا پوچھ رہے تھے ؟؟بھئی میرا نکاح تھوڑی ہے جو میرا پوچھ رہے تھے یا پھر سے میرا ہی نکاح پڑھوانا تھا اور ویسے بھی پتہ چلے داجی یہاں بھی عزت کے واسطے دیتے میرا ہی نکاح پڑھوا دیں۔۔۔انہیں میرے علاوہ کوئی ملتا بھی نہیں ہے ایک پڑھ کے ہی میرا دل بھر گیا ہے۔۔۔اور اگر میں لیٹ ہو بھی تو کیوں پوچھ رہے تھے۔۔۔ داجی اور باقی سب ایک تو یہاں سب کے سب فارغ ہیں۔۔۔اچھا ٹھیک ہے

غصہ کیوں ہو رہے ہو کام ڈاؤن دارم نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔ کہ پاس اتا وہاب
بولا شہری لالا اپ تو یوں غصہ ہو رہے ہیں جیسے بیوی سے لڑ کر ائے ہوں۔۔۔
تمہیں کیسے پتہ شہریار نے حیران ہوتی پوچھا تو دارم بولا تم لڑ کر ائے ہو عشاء سے
؟؟ نہیں میں لڑا عشاء سے شہریار فورا بولا تو وہاب ہنسا اور شہریار کے کندھے پر
ہاتھ رکھتے بولا۔۔۔اپ بے شک مجھ سے بڑے ہیں لالا لیکن اس معاملے میں
میرا ایکسپیرینس اپ سے کہیں زیادہ ہے اور رہی بات جھگڑے کی تو اپ نے تو
صرف باتیں ہی سنی ہوں گی۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو شہریار نے دوبارہ اس کی
ہاں میں ہاں ملائی تو وہاب پھر سے بولا یہ لڑکیاں ایسی ہی کرتی ہیں پہلے خود ہی
غلطی کرے گی پھر لڑائی کریں گی اس کے بعد خود ہی بیٹھ کے روئے گی۔۔۔اور
ان کی غلطی ہونے پر بھی ہمیں ہی انہیں منانا پڑے گا۔۔۔ہاں لیکن میں کیوں
مناؤں جب میری کوئی غلطی ہے ہی نہیں شہریار نے وہاب کو دیکھتے کہا۔۔۔تو
دارم بولا۔۔ کیا مطلب تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے ضرور تم نے ہی کچھ کہا ہو گا
اور اگر تم اسے منا لو گے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہو جائے گا بلکہ فائدہ ہی
ہے۔۔۔دارم لالا اپ تو رہنے ہی دیں۔۔۔وہاب نے کہا تو شہریار بولا تم چھوڑو

اسے تم مجھے بتاؤ یہ تو ہے ہی زن مرید کہتے وہ دونوں دارم کے پاس سے غائب ہوئے تھے۔۔۔کیونکہ اگر وہ وہاں کچھ دیر اور رہتے تو دارم انہیں اچھا خاصا جھاڑتے لیکچر دیتا جسے سننے کا موڈ فی الحال دونوں کا ہی نہیں تھا۔۔۔جب کہ دارم ان دونوں ڈھیٹوں کو دیکھ کر رہ گیا جو وہاں سے واک اؤٹ کر گئے تھے۔۔۔

حویلی کے اندر اتے ایت کی نظر عشاء پر پڑی تو اس کی طرف بڑھتے بولی یار تم تو کہہ رہی تھی نہیں اؤں گی۔۔۔ہاں میرا موڈ نہیں تھا انے کا مگر شہریار نے کہا چلو تم مجھے انا پڑا۔۔۔اچھی بات ہے تم اگئی میں بھی بور ہی ہو رہی تھی۔۔۔رکو میں ذرا دلہن کو لے آؤ۔۔۔تم چلو گی ساتھ ایت نے مڑ کر اسے دیکھتے پوچھا کہ عشاء نفی میں سر ہلاتے بولی نہیں تم جاؤ میں رامین اپی کے پاس بیٹھتی ہوں۔۔۔عشاء رامین کے پاس بیٹھی تو جنت نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا پھوپھو۔۔۔تو عشاء مسکرا دی۔۔۔رامین بھی اسے دیکھتے بولی اچھا کیا عشاء تم اگئی اکیلے گھر رہ کر کیا کرتی۔۔۔عشاء ہلکا سا مسکرا دی تو رامین اس کی سرخ کچھ سوجی ہوئی انکھوں کو دیکھتے بولی۔۔۔عشاء تم روئی ہو تمہاری انکھوں کو کیا ہوا؟؟ کہ عشاء نے رامین سے نظریں چرائی اور بولی نہیں اپی بس یوہی۔۔۔اور جنت کے کچھ بکھرے

بالوں کو درست کرنے لگی۔۔۔اچھا اگر ایسا ہے تو یہاں دیکھو میری طرف ۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر رامین کی طرف دیکھا تو اس کی انکھیں نم ہوئی کہ رامین بولی کیا ہوا عشاء کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟؟ نہیں۔۔عشاء نے نفی میں سر ہلاتے اپنی انکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا تو رامین بولی شہریار نے کچھ کہا ہے تم سے۔۔۔عشاء خاموشی سے سر جھکا گئی کہ رامین نے اپنا بازو اس کے گرد حائل کیا اور بولی فکر مت کرو اور رونا نہیں بالکل بھی دیکھو انکھوں کا کیا حال کر لیا ہے تم نے عشاء۔۔۔رامین نے افسوس سے اسے دیکھتے کہا اور بولی۔۔شہریار کی تو میں گھر جا کر کلاس لیتی ہوں۔۔۔نہیں اپی اپ انہیں کچھ مت کہیں گا۔۔۔غلطی میری تھی عشاء نے بڑا مشکل خود پر ضبط کرتے کہا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے لیکن فلحال تم بالکل نہیں روگی اور دیکھو جنت کیا سوچے گی اس پھوپھو روئے جا رہی ہیں ۔۔۔کہ عشاء نے فورا سے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

شہریار کے اٹھنے سے پہلے وہ کمرے سے غائب ہوئی تھی۔۔۔ فریش ہو کے باہر اتے شہریار نے عشاء کو دو تین اوازیں دیں لیکن حیران تو تب ہوا جب ملیحہ کو دروازے پر کھڑے دیکھا۔۔ کہ ملیحہ کمرے میں اتے بولی شہری تم نے بلایا ۔۔ نہیں میں نے تو عشاء کو اواز دی تھی۔۔ اچھا لیکن وہ تو مجھے کہہ رہی تھی کہ تم مجھے اوازیں دے رہے ہو کہ میں آکر تمھارے کپڑے نکال دو۔۔۔ نہیں نہیں میں اسے ہی اوازیں دے رہا تھا۔۔۔ خیر اگر تمیں کوئی کام ہے تو مجھے بتادو ملیحہ نے اسے دیکھتے سوال کیا؟؟ تو شہریار بولا نہیں بس یوں ہی تم جاؤ مجھے کوئی کام نہیں ہے شکریہ تمہارا تو ملیحہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ شہریار اتنا تو سمجھ گیا کہ وہ اوپر نہیں انے والی تو اپنے کپڑے نکالتے واش روم میں گھسا۔۔۔ کچھ دیر بعد اوپر سے کھڑے ہوتے وہ نیچے لاونج میں جھانکتے اوازیں لگاتے بولا عشاء میرا ناشتہ لے کر اوپر اؤ۔۔۔ لیکن کچھ دیر بعد ایت نے روم میں اتے ناشتے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے بولی یہ لیں لالا اپ کا ناشتہ۔۔۔ یہ عشاء کہاں ہے شہریار نے اسے دیکھتے سوال کیا تو وہ بولی نیچے کچن میں کام کر رہی ہے۔۔۔ میرے ناشتے

سے زیادہ ضروری کام ہے اسے۔۔۔اف لالا غصہ کیوں ہو رہے ہیں ناشتہ میں لے ائی ہوں نا کر لیں اپ عشاء نے ہی بنایا ہے۔۔۔

عشاء بھابھی شہریار نے اس کے جملے کی تصیح کی تو ایت مسکراتے ہوئے بولی وہ دراصل عشاء بھابھی نے مجھے بھابھی کہنے سے منع کیا ہے۔۔۔وجہ شہریار نے ائی بروا چکاتے پوچھا۔۔۔

وجہ تو نہیں پتہ آپ اس سے ہی پوچھ لیجئے گا۔۔۔ٹھیک ہے اسے بھیجو اور اسے بولو میرے لیے چائے لے کر ائے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔کہتے وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ناشتہ کیے وہ بیٹھا اب عشاء کا انتظار کرتے موبائل سکرول کر رہا تھا کہ ملازمہ دروازہ کھٹکھٹاتے اجازت طلب کرتے اندر ائی تو شہریار نے اسے گھورا جس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔۔۔سائیں اپ کی چائے۔۔۔یہ ناشتے کی ٹرے اور چائے اٹھاؤ اور جس نے بنائی ہے اسے ہی دے دو۔۔غصے سے کہتے وہ اٹھتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔شہریار کو پہلے ہی دیر ہو رہی تھی وہ تو بس عشاء کو دیکھنے کے لیے رکا ہوا تھا جس نے شاید اج قسم کھائی ہوئی تھی سامنے نہ انے کی۔۔۔

ملازمہ نے کچن میں اتے ٹرے عشاء کی طرف بڑھائی اور بولی شہر یار سائیں نے کہا کہ اپ کو دے دوں۔۔۔عشاء اسے غصے میں حویلی سے نکلتا تو دیکھ چکی تھی لیکن اب وہ چائے بھی نہیں پی کر گیا تھا جس کا اسے مزید دکھ ہوا اور اب تو انکھوں میں نمی بھی چمکنے لگی تھی کہ رامین اسے دیکھتے بولی کیا ہوا عشاء؟؟ دیکھیں رامین اپی وہ چائے بھی نہیں پی کر گے۔۔اس کے الفاظ پر رامین اور پاس کھڑی ایت کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔رامین بولی کوئی بات نہیں بدھو لڑکی وہ ناشتہ بھی نہ کرتا تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا جب بھوک لگتی تو خود ہی باہر سے کھالیتا۔۔۔ہاں نا عشاء اگر ان کا اتنا ہی دل چاہے گا تو باہر سے چائے پی لیں گے تم خامخواہ پریشان نہ ہو اور یہ مت بھولو کہ تم شہر یار لالا سے ناراض ہو۔۔۔کہتے ایت نے اگے بڑھتے پلیٹ میں کھانا رکھا اور بولو اؤ ہم ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔اور پھر ہمیں رامین اپی کی پیکنگ بھی تو کروانی ہے اور مجھے اپنی پیکنگ بھی کرنی ہے۔۔۔اس لیے شہر یار لالا کی فکر چھوڑو بہت کام ہے اج۔۔۔تو عشاء سر ہلاتے ایت کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھی۔۔۔

چاروں اطراف سے گولیاں چلنے کی اوازیں ارہی تھیں۔۔۔ لیکن وہ بے خوف ہوتے اپنے قدم اگے بڑھا رہا تھا۔۔اج اگر وہ اپنی جان کی پروا کرتا تو بہت سے معصوم پھول اس کی قمیت ادا کرتے۔۔۔ جو اس کے لیے باعث ذلت تھا۔۔۔ جیسے ہی وہ اس گودام میں داخل ہوا تو سامنے کھڑے ادمی نے اس پر گولی چلائی۔۔۔ جس سے وہ باسانی خود کو محفوظ کرتے ایک سائیڈ پر ہوتے اس پر گولی چلا چکا تھا۔۔۔اپنی ٹیم کو اپنے پیچھے اندر آتا دیکھ کر وہ مزید بے خوف ہوتا ہے اگے بڑھا۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ایک لمحے کے لیے اس کے پیروں تلے زمین نکلی تھی جس پر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنی ٹیم کو وہیں رکنے کا کہا تھا۔۔۔

وہاں چھوٹے چھوٹے بچوں کے سر پر دو ادمی بندوق تانے کھڑے تھے۔۔۔ جنھوں نے بوس ایم کو دیکھتے کہا کہ اگر تم نے یہ گن نہیں پھینکی اور ہماری طرف ایک قدم بھی بڑھایا تو یہ بچے تمہاری انکھوں کے سامنے جان سے جائے گے۔۔۔ کالی انکھوں میں خون اترا تھا کہ ان دو ادمیوں کو دیکھتے بولا۔۔۔

جان تو جائے گی لیکن اگر تم ان بچوں کو چھوڑ دو تو میں تمہیں بے رحم موت نہیں مارو گا

تمہیں کیا لگتا ہے ہم تمہارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ان میں سے ایک ادمی نے بوس ایم کو دیکھتے کہا اور ساتھ ہی گولی چلا دی۔۔۔ لیکن وہ گولی بچوں پر نہیں پاس پڑی کین پر ماری گئی تھی۔۔۔ بوس ایم کی آنکھیں مزید سرخ ہوئی اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کرتے سختی سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔ کہ ایک آدمی بولا تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم اتنے بے وقوف ہیں۔۔

کہ باس ایم ترچھی مسکراہٹ کے ساتھ مسکراتے بولا تو تمہیں کیا لگتا ہے تم عقلمند ہو اگر عقلمند ہوتے تو اس جمال شبیر کے کہنے پر یہاں نہیں رکتے۔۔ تم لوگوں کو یہاں پھنسا کر وہ خود فرار ہو گیا بے وقوف ہو تم۔۔۔ بکواس بند کر اپنی مجھے نہیں لگتا تو چاہتا ہے کہ یہ بچے زندہ رہے ایک ادمی دھاڑتے ہوئے بولا کہ بوس ایم نے ایک لمبی سانس لیتے خود کو سکون کیا اور پھر بولا اچھا تو کیا چاہتا ہے تو۔۔۔ دونوں ادمیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پہلے تو وہ حیران ہوئے باس ایم کے اس قدر اسانی سے مان جانے پر کہ پھر بولے ہم چاہتے ہیں تو اپنا اپ

ہمارے حوالے کر دے۔۔۔لو بھئی بس اتنی سی بات مجھے تو لگا تھا تم کچھ بڑا مانگو گے لیکن خیر مسکرا کر کہتے زمین پر بیٹھتے باس ایم نے اپنی گن زمین پر رکھتے ان کی طرف پھینکی۔۔۔اور اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے بولا تم لوگ خود مجھے پکڑنے اؤ گے کہ میں خود تم تک آؤ ۔۔ کہ ایک آدمی فوراً سے اگے بڑھا اور اس نے باس ایم کا بازو اپنے کانپتے ہاتھوں سے پکڑا کہ بوس نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے پینٹ سے دوسرا پسٹل نکالتے سامنے کھڑے ادمی کو شوٹ کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس ادمی کا بازو گھماتے اس کی کنپٹی پر پستول رکھا۔۔۔ کہ وہاں موجود بچوں نے شور مچاتے رونا شروع کر دیا۔۔۔اتنے میں باس ایم کی ٹیم اندر اگئی اور بچوں کو باہر نکالنے لگی کہ۔۔۔بوس ایم اس ادمی کو چھوڑتے سامنے زمین پر پھینکتے اس کی ٹانگ پر گولی مارتے بولا میں نے کہا تھا نا میری بات مان لو گے تو موت اسان ہو جائے گی لیکن خیر تم لوگوں کو سکون نہیں ہے۔۔۔لے چلو ان دونوں کو انہیں میں کل دیکھوں گا ان کا کیا کرنا ہے۔۔۔فلحال مجھے کچھ ضروری کام ہے۔۔۔ایسا بھی کیا ضروری کام ہے تمہیں جو تم ابھی جا رہے ہو ۔۔۔اخر مار کو کی زبان پر خارش ہوئی اور اس نے پوچھ لیا۔۔۔ تمہیں نہیں لگتا تم

کئی دفعہ ضرورسے زیادہ زبان چلاتے ہو۔۔۔ہاں تو صرف زبان ہی چلاتا ہوں تمہاری طرح ہاتھ پاؤں تو نہیں چلاتا مارکو نے منہ بناتے کہا تو باس ایم گہرا مسکرایا۔۔۔ذہن کے پردے پر ایک خوبصورت یاد ابھر کر غائب ہوئی تھی۔۔کہ پھر بولا اگر یہ ادمی مر گئے ناتو زندہ تم بھی نہیں بچو گے جاؤ مرہم پٹی کروان کی میں جارہا ہوں۔۔۔ہاں ہاں جاؤ محبت انسان کو ویسے بھی نکما کر دیتی ہے غالب۔۔کہ باس ایم نے مسکراتے ہوئے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا کہ بولتے رہو پیچھے مڑنے کی غلطی نہیں کی تھی جانتا تھا وہ اس سے اپنی مسکراہٹ نہیں چھپا سکے گا۔۔۔کہ اسے مارکو کے اخری الفاظ سنے بھابھی کو میرا ابھی سلام دینا۔۔۔

کل دوپہر میں دارم اور رامین کو ائرلینڈ کے لیے واپس نکلنا تھا۔۔۔اس وقت سب ان دونوں کے کمرے میں ہی جمع تھے۔۔۔خوب رونق لگی ہوئی تھی کہ ریحانہ بیگم کمرے میں ائی سبھی انہیں دیکھ کر کچھ حیران ہوئے تھے کہ وہ رامین کی طرف بڑھی اور ایک بڑا سارا شاپنگ بیگ رامین کی طرف بڑھایا اور بولی یہ

میں نے کچھ کپڑے لیے تھے جنت کے لیے بس مجھے یوں ہی اچھے لگے تو۔۔اگر تمہیں بھی پسند آئے تو اسے ضرور پہنانا اور یہ میوے وغیرہ ہیں انہیں بھی کھاتے رہنا تمہارے اور آنے والے بچے دونوں کی صحت کے لیے بہت ضروری ہیں ۔۔۔رامین نے دارم کی طرف دیکھا اور دارم نے رامین کی طرف کہ ریحانہ بیگم بولی۔۔۔دارم کو مت دیکھو میں ہر بار اس کے سامان میں بھی ضرور رکھواتی ہوں سوتیلی ہی سہی پر ماں تو ہوں اور دارم کے لیے علیحدہ ہیں ان میں موچھلی نہیں ہے کیونکہ اسے نہیں پسند۔۔۔اور اب تم بھی ماں بننے جا رہی ہو اسے لیے یہ بس تمہارے لیے ضروری ہے۔۔۔یہ رکھو تم رامین نے وہ بیک ان سے لے کر اپنے سامان کے قریب رکھا تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ دارم جنت اور رامین کے سر پر سے وارے۔۔۔اور ملازمہ کو آواز دیتے اسے پکڑائے۔۔۔اور انہیں دعائیں اور پیار دیتے کمرے سے نکل گئی ۔۔۔دارم تو ان کے رویے پر حیران ہوا تھا اور کچھ حد تک باقی سب بھی۔۔۔ لیکن یہ بات سچ تھی کہ دارم کے سامان میں ہر بار بہت سے خشک میوے جات ہوتے لیکن اس بات کا انکشاف اس پر آج ہوا تھا کہ وہ صائمہ اماں نہیں بلکہ کے

ریحانہ بیگم رکھواتی تھی۔۔۔ان کے جانے کے بعد وہ سب پھر خوش گپوں میں مصروف ہو گئے کہ شہریار کی اوازان سب کے کانوں میں پڑی جو گھراتے واپس عشاء کو آوازیں دے رہا تھا۔۔کہ ایت بولی افف اک تو یہ شہری لالا کو سکون نہیں ہے جب دیکھو عشاء عشاء ہی کرتے رہتے ہیں۔۔۔کہ عشاء کے گال پل بھر میں گلابی ہوئے تھے کیونکہ وہ سچ ہی کہہ رہی تھی وہ جب بھی گھر پہ ہوتا سارا دن عشاء کو آوازیں دیتا رہتا کبھی کسی تو کبھی کسی بہانے۔۔۔عشاء اٹھ کر جانے لگی تو ایت اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھاتے بولی کدھر محترمہ؟؟ چپ چاپ یہی بیٹھی رہو۔۔۔لیکن وہ غصہ ہوں گے عشاء نے معصوم سی شکل بناتے کہا۔۔تو ایت ہنستے ہوئے بولی اپ کے وہ ویسے بھی تو غصے میں ہی رہتے ہیں کوئی نئی بات ہے تو بتائیں۔۔کہ عشاء کا چہرہ مزید کچھ سرخ ہوا اور وہ سر جھکا گئی۔۔۔ایت کے انداز پر باقی سب بھی ہنس دیے۔۔۔کہ ملازم کمرے میں اتے بولی عشاء بی بی جی اپ کو شہریار بابا بلا رہے ہیں۔۔۔

توسائمہ بیگم بولی جاؤ شہریار سے کہو مجھے عشاء سے کچھ کام ہے بعد میں اجائے گی ۔۔۔ملازمہ سر ہلاتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ویسے اپ سب لوگ ٹھیک نہیں

کر رہے شہریار لالا کے ساتھ وہاب نے ان سب کو دیکھتے کہا۔۔۔تو ایت بولی تمہیں بہت ہمدردی ہو رہی ہے لالا سے۔۔۔ہاں تو اب نہ ہو ہمدردی مجھے اپنے لالا کے ساتھ جن کے خلاف مل کر اپ سب لوگ سازش کر رہے ہیں۔۔۔ کوئی سازش نہیں کر رہے ہم تمہارے لالا کے خلاف کل کتنا رولایا اس نے میری بچی کو خواہ مخواہ کا غصہ کرتا ہے شہری اور اس معاملے میں تمہیں بھی اس کی بالکل سپورٹ نہیں کرنی چاہیے وہاب سائمہ بیگم اسے دیکھتے بولی۔۔۔ویسے تائی امی لڑکیاں روتی بھی خوامخواہ ہی ہیں وہاب نے منہ بناتے تبصرہ کیا تھا کہ ایت بولی وہاب ان کی صلح ہو نہ ہو ہم دونوں کا جھگڑا ضرور ہو جائے گا تمہارے ان عظیم خیالات پر انکھیں دکھاتے وہ وہاب کو وارن کر رہی تھی۔۔۔کہ سائمہ بیگم بولی ایت یہ کیا طریقہ ہے شوہر سے بات کرنے کا۔۔۔اور اب۔۔۔ایت اور وہاب لمبی بحث میں پڑتے سائمہ بیگم کو ایک دوسرے کی شکایتیں لگا رہے تھے جیسے دارم رامین اور عشاء بھرپور انجوائے کر رہے تھے۔۔۔کہ کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور سب نے ایک ساتھ دروازے کی طرف دیکھا کہ شہریار اندر اتے بولا السلام علیکم!!!وعلیکم السلام!سب نے ایسے دیکھتے اک ساتھ جواب دیا

۔۔۔جنت جو پاس بیٹھے اپنے خرگوش کے ساتھ کھیل رہی تھی شہریار کو دیکھتے تالی بجاتے بولی منتل۔۔۔شہریار نے اسے گھورا تو وہ رامین کے دوپٹے میں چھپتے بولی مماؤ منتل۔۔۔رامین نے شہریار کو گھورتے کہا کیوں ڈرا رہے ہو تم میری بیٹی کو؟؟؟اس چوزی کو تو میں بعد میں دیکھ لوں گا فلحال محترمہ اپ بتائیں مجھے اپ کے کون سے کام ختم نہیں ہو رہے اتنی دیر سے میں گھر ایا ہوں بندہ اکر کوئی چائے پانی ہی پوچھ لیتا ہے وہ عشاء پر نظریں جمائے بولا تھا۔۔اس طرح شہریار کے اسے یوں سب کے سامنے مخاطب کرنے پر عشاء کو عجیب سی شرم و جھجک محسوس ہوئی تھی وہ سب کے سامنے یوں اسے نہیں بلاتا تھا۔۔۔تمہیں جو بھی چاہیے تھا شہری تم ملازمہ کو بتادیتے وہ لادیتی سائمہ بیگم نے اپنے غصہ ہوتے بیٹے کو دیکھتے کہا۔۔۔کہ شہریار بولا نہیں مورے مجھے چائے پینی ہے اور ملازموں کے ہاتھوں کی چائے مجھے کوئی خاصی پسند نہیں۔۔۔

اووو تو آپ کو ہماری عشاء بھابھی کے ہاتھ کی چائے پینی ہے ایت مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔جی بالکل اس لیے میڈم ذرا اٹھ کے میرے لیے چائے بنادیں واپس عشاء کو دیکھتے شہریار بولا۔۔۔عشاء گلاب ہوتا چہرہ لیے اٹھ کھڑی ہوئی فارن۔۔

کہ دارم بولا عشاء سب کے لیے یہی چائے لے اؤ۔۔۔کیوں بھئی شہریار فورا بولا تم کسی اور سے چائے بنوالو دارم کو کہتے وہ اگے بڑھا اور عشاء کا ہاتھ پکڑتے بولا چلو اب اور بس ایک کپ چائے بنا کے سیدھا کمرے میں لے کر اؤ دس منٹ سے زیادہ نہ لگے تمہیں۔۔۔کہ عشاء کمرے سے نکلتے سیدھا سیڑھیاں اترتے کچن کی طرف جانے لگے تو اپنے پیچھے شہریار آتا دیکھ کر بولی اپ جائیں میں لے اؤں گی چائے۔۔۔کیوں میرے ساتھ انے سے تمہیں کوئی مسئلہ ہے شہریار نے ایک نظر اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔نہیں لفظی جواب دیتے وہ کچن میں ائی۔۔۔کہ شہریار بولا مجھے بھیج کر تم سب کی چائے بنانے بیٹھ جاؤ گی مجھے اچھے سے پتا ہے تمہارا صرف ایک کپ میرے لیے چائے بناؤ اور چلو چلیں روم میں۔۔۔عشاء نے خاموشی سے دودھ ساس پین میں ڈالتے چولہا ان کیا کہ شہریار پاس ہی شیلف سے ٹیک لگائے کھڑا ہوتے اس پر اپنی نظریں جما چکا تھا۔۔۔۔عشاء یوں اس کی خود پر جمی نظروں سے کچھ کنفیوز تو ہو رہی تھی مگر وہ اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے شہریار کو یہ ہرگز بھی باور نہیں کروانا چاہتی تھی کہ اسے وہاں اس کی ل موجودگی سے کوئی فرق پڑ رہا ہے۔۔۔جبکہ شہریار تو مسکراتے ہوئے محویت سے اسے ہی

دیکھ رہا تھا جو کچھ گھبراتے ہوئے کبھی چائے میں ایک تو کبھی دوسری چیز ڈالتے بار بار غلط ڈبے کھول بند کر رہی تھی کہ اچانک اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور پھر وہ عشاء کی طرف بڑھا۔۔۔اور اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے تھوڑی اس کے سر پر ٹکاتے بولا اب مجھے سمجھ ایا بٹر فلائی تم اتنی اچھی ہے چائے کیسے بنا لیتی ہو۔۔۔کہ عشاء تو ایکدم اس کے اتنا قریب آجانے پر گھبراتے ہوئے بولی کیا کر رہے ہیں شہریار پیچھے ہوں کوئی اجائے گا؟؟کوئی اجائے گا تو کیا تم خود ہی تو کہہ رہی تھی کہ تمہیں دنیا کے سامنے میری بیوی ہونے کا درجہ چاہیے اب جب دے رہا ہوں تو پیچھے ہٹنے کا کہہ رہی ہوں یہ تو غلط بات ہے نا جانم کہتے شہریار نے اسکی چادر سائڈ پر کرتے جھک کر اس کی گردن پر لب رکھے تھے۔۔۔شہریار پلیز نہیں کریں کوئی اجائے گا خوامخواہ کا ہنگامہ کھڑا ہو گا۔۔۔ایک نہ ایک دن ہنگامہ تو کھڑا ہو گا بٹر فلائی لیکن خیر چھوڑو۔۔۔تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے منہ سے توڑ کر الائچی چائے میں کیوں ڈالی شہریار نے اسے چھوڑتے بالکل اس کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا؟؟کہ عشاء اسے دیکھتے بولی کیا مطلب ہے الائچی ایسے کیوں ڈالی۔۔ایسے ہی ڈلتی ہے الائچی چائے میں۔۔۔نہیں بٹر فلائی ایسے تو نہیں ڈلتی

تم جان بوجھ کر ایسے ڈالتی ہو نا کہ تمہارا جھوٹا پیتے مجھے تم سے پیار ہو جائے۔۔۔
عشاء نے اس کے الزام پر ایک نظر اسے گھورا اور پھر چائے کو چھانتے ہوئے بولی
میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے اور اگر اس طرح اپ کو پیار ہونا ہوتا نا تو کب سے ہو
چکا ہوتا۔۔۔ تو مطلب تم چاہتی ہو میں تم سے پیار کروں شہریار ائی بر وا چکا کر اس
سے پوچھا؟؟ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔ کہتے عشاء نے چائے کا کپ شہریار کی
طرف بڑھایا کہ شہریار ایک سپ لیتے بولا واہ بٹر فلائی کیا بات ہے تم نے اپنے
منہ سے توڑ کر جو الائچی چائے میں ڈالی ہے اس کا تو ذائقہ ہی اور ہے۔۔۔ کہ عشاء
کچن سے نکلتے بولی اس دن جو چائے ملیحہ نے بنائی تھی اس نے بھی الائچی یوں ہی
ڈالی تھی۔۔۔ کہ اس کے الفاظ پر پہلے شہریار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ائی پھر
مزید گہری ہوئی اور پھر وہ قہقہ لگا کر ہنستا چلا گیا۔۔۔ اس سے زیادہ خوبصورت
شکوہ اس نے اپنی زندگی میں نہیں سنا تھا۔۔۔ مطلب اس کی چھوٹی سی بیوی کسی
اور کی تعریف پر شدید جیلس تھی۔۔۔

دارم اور رامین خیر وعافیت سے ائر لینڈ پہنچ گئے تھے۔۔۔رامین ابھی جنت کو سلا کر ہٹی تھی کہ دارم بھی اکر بیڈ پر لیٹا رامین مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے بولی اج جنت بہت اداس تھی۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے اپنی چھوٹی سی پرنسسز کو دیکھا اور جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے پیچھے ہو کر لیٹتے بولا ہاں وہاں سب اتنا پیار جو کرتے ہیں اس سے ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ہاں انشاءاللہ کہتے رامین جنت پر کمبل اوڑاتے بیڈ پر لیٹنے لگی تو دارم نے اپنے دونوں بازو کھولتے اسے اپنے پاس انے کا اشارہ کیا تو وہ مسکراتے ہوئے کمبل میں گھستے اس کے سینے پر سر رکھے لیٹی۔۔۔دارم نے محبت سے اس کی پیشانی کو اپنے ہونٹوں سے چھوا اور بولا میری جان اب کوئی لاپرواہی نہیں کرنی اپکو کل صبح سے میڈ ائے گی سارے کام بھی وہ کرے گی اور جنت کو بھی سنبھال لے گی۔۔۔کہ رامین سر اٹھا کر دارم کو دیکھتے بولی کیا دارم تم بھی سب کی طرح اب مجھے لیکچر مت دو۔۔۔میں پریگننٹ ہوں بیمار نہیں جسے دیکھو مجھے پکڑ کے سمجھانے بیٹھ جاتا ہے۔۔۔اس کے شکوے پر دارم بے اختیار ہنسا۔وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی پاکستان میں بھی سب نے اسے خاص ہدایات دی تھی اور اب دارم بھی وہی

باتیں لے کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ابھی دارم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ رامین بولی اگر تم مجھے کوئی (انسٹرکشن) ہدایت دینے والے ہو تو قسم سے اس ٹائم میں تمہیں کمرے سے نکال دوں گی یا خود چلی جاؤں گی۔۔۔اچھا اچھا میری جان من کچھ نہیں کہہ رہا تم بس ریلیکس رہو۔۔۔تم سب مجھے ریلیکس رہنے دو تو میں ریلیکس رہوں نا۔۔۔اوکے کام ڈاؤن دارم نے مسکراتے ہوئے کروٹ لیتے بازو فولڈ کرتے سر کے نیچے رکھا اور اس کے چہرے پر آئے بالوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتے بولا چلو ہم کوئی اور بات کرتے ہیں۔۔۔کیا بات ہے شکر ہے اپ کو بھی کوئی اور بات کرنی کی فرصت ملی۔۔۔رامین منہ بناتے بولی۔۔۔تو دارم ہنس دیا اور بولا ویسے من اج کل تم جنت کی طرح بیہیو کرتی ہوں۔۔۔ہاں تو میری بیٹی ہے ماں پر ہی جائیں گی نا۔۔۔اچھا بھئی تم لوگوں نے تو ایک ٹیم بنالی ہے اب مجھے بھی ایک بیٹا لادو تاکہ میں اپنی ٹیم بنا سکوں۔۔۔رامین کی مسکراہٹ سمٹی تھی کہ بولی کیوں دارم تمہیں لازمی بیٹا ہی چاہیے؟؟؟دارم اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہنستا ہوا بولا نہیں میری جان۔۔۔میں تو بس اس لیے کہہ رہا تھا کہ جنت تو ہر وقت تمہاری سائیڈ لیتی ہے اب میری سائیڈ لینے کے

لیے بھی تو کوئی ہونا چاہیے نا۔۔۔ میں لیتی ہوں نہ تمہاری سائڈ رامین نے مسکراتے ہوئے کہا تو دارم ہنس دیا اور بولا جی بہت۔۔۔ دارم اب تم یوں کہو گے۔۔ میری یہ مجال میں اپ کو کچھ کہہ سکوں کہتے دارم میں اس کی ناک کو چوما تھا تو وہ ہنس دی کہ پھر دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

شہریار فریش ہوتے بیڈ پر لیٹا تھا کہ عشاء کو سکون سے صوفے پر لیٹا دیکھ کر بولا بٹر فلائی یہاں آؤ۔۔۔ عشاء۔۔۔ صوفے پر اٹھ کر بیٹھتے بولی جی اپ کو کوئی کام ہے۔۔۔ اگر کوئی کام ہو گا تب ہی بلا سکتا ہوں میں تمہیں شہریار نے اسے گھورتے ائی برو آچکا کر پوچھا۔۔۔ کہ عشاء بولی اگر اپ کو کوئی کام نہیں تو میرا وہاں نا بے مقصد ہے۔۔۔ عشاء بس بہت ہو گیا ختم کرو یہ سب اور بیڈ پر واپس اؤ شہریار نے کچھ غصے سے باقاعدہ روب ڈال کے کہا تھا۔۔ سب کچھ پہلے ہی ختم ہو

چکا ہے اور اپ نے خود مجھے بیڈ سے چلے جانے کو کہا تھا اس لیے میں وہاں واپس نہیں اؤ گئی عشاء نے واپس لیٹنے کی تیاری پکڑتے کمبل درست کرتے کہا۔۔۔میں نے چلے جانے کو کہا تھا تو واپس بھی میں ہی بلا رہا ہوں شہریار نے انکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورتے کہا کہ عشاء بولی اہستہ بولیں سنائی دیتا ہے مجھے۔۔۔اپ کی مرضی تھی اپ نے مجھے چلے جانے کو کہا اب جب میری مرضی ہو گی تو میں واپس اجاؤں گی اور فی الحال میرا کوئی موڈ نہیں ہے اپ کے پاس انے کا۔۔۔ایک ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکتے وہ کمبل میں غائب ہوئی تھی۔۔۔اس کے اس قدر کانفیڈنس اور نخروں پر شہریار نے حیران ہوتے منہ کھولا اسے دیکھا تھا کہ پھر مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھتے اس نے اپنے قدم صوفے کی طرف بڑھائے ۔۔کہ اسے کمبل کے اندر سے عشاء کی اواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی شہریار اگر اپ نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔شہریار نے اگے بڑھتے کمبل اس کے چہرے سے ہٹایا تو اس کا موبائل گرتے گرتے بچا۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا جو کھڑا اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا کہ پھر کچھ غصے سے بولی اب کیا مسئلہ ہے اپ کے ساتھ۔۔۔سکون سے سونے دیں مجھے۔۔۔واہ

بٹر فلائی ہاؤ مین (How mean) اپنے سکون کی تمہیں بڑی پرواہ ہے اور

میرا سکون جو غارت کیا ہوا ہے اس کا کیا چلو ساتھ ہو جگہ بناؤ میرے لیے۔۔۔

کہاں جگہ بناؤں اپ کے لیے اتنے سے صوفے پر عشاء نے حیران ہوتے اس سے

پوچھا کہ شہریار بولا ہاں تو اب تمہارا موڈ نہیں ہے بیڈ پہ انے کا تو میں نے سوچا میں

خود ہی تم تک اجاؤں۔۔۔ چلو شاباش اگے ہو کہتے شہریار زبردستی صوفے پر

ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کرنے لگا کہ عشاء شور مچاتے ہوئے بھی اس کے بے

حد قریب اگئی۔۔۔ شہریار کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر بکھرتی محسوس ہو

رہی تھی کہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی شہریار جائیں۔۔اپنے بیڈ پر جا کر

سوئیں۔۔۔ نہیں میں تو یہیں سوؤں گا۔۔۔صوفہ بھی میرا ہے۔۔۔بیڈ بھی میرا

ہے۔۔۔کمرہ بھی میرا ہے۔۔۔اور بیوی بھی میری ہے۔۔۔ شہریار کی بے حد

قربت اور اس انوکھے اعتراف پر عشاء کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے

تھے۔۔۔پلکیں گرتے اٹھتے الگ ہی رقص پیش کر رہی تھی کہ عشاء کو شہریار کی

سانسیں اپنے ہونٹوں پر پڑتی محسوس ہوئی جو بے خود ہوتے اس پر مزید جھکا تھا

۔۔اس سے پہلے شہریار کوئی پیش قدمی کرتا کہ عشاء نے شہریار کے سینے پر ہاتھ

رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی تو وہ دڑم صوفے سے نیچے گرا جو پہلے ہی بمشکل تھوڑی سی جگہ پر ایڈجسٹ ہوا تھا۔۔۔ شہریار نے حیرانی سے منہ کھولے عشاء کو دیکھا جو چہرہ جھکا ہے اپنے ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست کیے اب بمشکل اپنی ہنسی کنڑول کیے بیٹھی تھی کہ شہریار اسے گھورتے بولا ہنس لو بٹر فلائی اگر اتنی ہنسی ارہی ہے تو کہ شہریار کی اجازت ملنے کی دیر تھی عشاء کی ہنسی کا فوارہ پھوٹا تھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے وہ ہنستی چلی گئی۔۔۔ شہریار بھی مسکرایا وہ اتنے دنوں بعد اسے کھل کر ہنستے دیکھ رہا تھا جس کے اب ہنستے ہنستے انکھوں میں بھی پانی بھرنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

شہریار زمین سے اٹھ کھڑا ہوا عشاء جواب بھی اسے دیکھتے ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی کہ شہریار ایک جست میں اگے بڑھتے اسے باہوں میں بھر گیا۔۔۔ عشاء کی چیخ بلند ہوئی تھی کہ شہریار اسے دیکھتے بولا اب بتاؤ بیڈ پر جانا ہے یا کھڑکی سے باہر پھینک دوں۔۔۔ جبکہ عشاء سرخ ہوتے چہرہ لیے ایک نظر اسے دیکھتے بولی کھڑکی سے باہر پھینکے دے کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا بٹر فلائی تم جانتی ہو نا جو تم کہتی ہو میں ہمیشہ اس کا الٹ کرتا ہوں تو مطلب تمہیں بیڈ پر میرے ساتھ سونا پڑے

گا۔۔ کہتے وہ نرمی سے عشاء کو بیڈ پر لٹاتے خود بھی اس کے پاس لیٹا۔۔۔ تو عشاء فوراً اٹھ کر بیٹھتے بولی ٹھیک ہے تو مجھے بیڈ پر سونا ہے شہریار اپنی مسکراہٹ دباتے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنے اوپر گراتے بولا میں بھی یہی چاہتا ہوں تم میرے پاس سو اور اب اس بات کا اعتراف تم خود کر چکی ہو بٹر فلائی۔۔۔ اور عورت وہی جو اپنی زبان کی پکی ہو۔۔۔ کہ عشاء اس کے حصار میں مچلتے اسے گھورتے بولی میں عورت نہیں ہوں میں تو لڑکی ہو۔۔ اور اپ چھوڑیں مجھے ۔۔۔ مجھے اپنے صوفے پر ہی جا کر سونا ہے۔۔۔ کہ شہریار اسے گھماتے اب اس کے اوپر جھکتے ہوئے بولا بٹر فلائی سکون سے سو جاؤ ورنہ جھک کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوتے بولا اس سے پہلے میں اپنا ارادہ بدل دوں۔۔۔

ش۔۔۔ہ۔۔۔ شہریار۔۔۔ر مجھ۔۔۔۔ے۔۔۔ن نینداٗئی۔۔۔ی ہ۔۔ہے۔۔۔ے

شہریار کے ہونٹ اپنی گردن پر جا بجا محسوس کرتے وہ پوری شدت سے کانپی تھی جیسے تیسے وہ ادھا ادھورا جملہ بولتے رخ موڑ گئی۔۔۔ شہریار اس کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کرتے پیچھے ہو کر لیٹتے اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا بس بٹر فلائی تم سے باتیں بڑی بڑی کروالوں۔۔ میری ذرا سی قربت پر تم مرنے والی ہو جاتی

ہو کب تک یوں ہی چلے گا میری جان۔۔۔بس بہت ہوا میں نے تمہیں بہت وقت دیا تھا بہادر ہونے کے لیے لیکن تم تو۔۔خیر اب میں تمہیں خود بہادر بناؤں گا کہتے اس نے جھک کر عشاء کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ عشاء تو شہریار کی باتوں اور ارادوں ہی پر فورا آنکھیں بند کر گئی۔۔

مارکو کدھر گئے تھے تم۔۔۔بوس ایم نے اسے سامنے سے اتے دیکھ کر پوچھا کہ مارکو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا بس یوں ہی سوچا انسپیکٹر ولید سے ملاقات کر آؤ۔۔۔اچھا تو کیا کہتا ہے پھر بس ایم نے مسکرا کر اسے دیکھتے پوچھا ۔۔۔کچھ خاص نہیں بس بیچارہ اپنی نوکری کو لے کے ذرا پریشان ہیں جو تمہاری وجہ سے خطرے میں ہے۔۔۔لو بھئی یہ کیا بات ہوئی وہ مجھے پکڑ نہیں سکا تو اس میں میرا کیا قصور ہے ؟؟ قصور تو ویسے سارا تمہارا ہی ہے اب تم مانو یا نہ مانو !!! اچھا واہ بھئی تمہیں بہت ہمدردی ہو رہی ہے انسپیکٹر ولید سے ؟؟ تو کیا نہ ہو آخر اگلے کی روزی روٹی کا سوال ہے۔۔۔ویسے میں نے سنا بڑا امیر ہے انسپیکٹر ولید میں تو کہتا ہوں کسی دن اس سے کہتے ہیں کہ ہمیں چائے پانی پر ہی بلا لے۔۔۔

ہاں کہہ لینا جیل میں دعوت کرے گا تمہاری مار کو نے چڑھ کر کہا تھا۔۔۔ کہ بوس ایم مسکراتے ہوئے بولا اب ایسا بھی نہیں ہے بڑا پرانا رشتہ ہے ہمارا مجھے امید تو ہے ایک اچھی چائے تو پلا ہی دے گا۔۔۔ ایک کپ چائے کے لیے تم یہ سب کرو گے۔۔۔ ہاں تو تم پلا دو اپنے ہاتھ سے بنی ایک اچھی سی چائے ویسے بھی اس کے علاوہ تم کوئی کام ٹھیک سے نہیں کرتے۔۔۔ اور پھر میں نہیں جاؤں گا انسپیکٹر ولید کے پاس۔۔۔ سوچ لو بندے کی نوکری کا سوال بس باس ایم نے اسے ایمو شنل بلیک میل کیا تھا جانتا تھا مار کو بہت نرم دل انسان ہے؟؟ کہ مار کو اسے گھورتے بولا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم جہاں بھی جاؤ میں کوئی میری محبوبہ نہیں ہو جس کو تمہارے انسپیکٹر ولید کے پاس جانے سے مجھے بڑا دکھ ہو گا الٹا میرا کام ہی بڑھے گا اور تمہیں چھڑانے کی محنت الگ لگے گی۔۔ خیر میں بناتا ہوں چائے لیکن تم ایسا ویسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ اوکے بوس کہتے باس ایم مسکرایا تھا۔۔۔

کھارہ گئی ہو لڑکی کب سے میں اوازیں دے رہی ہوں۔۔۔اتنی دیر میں پورے گاؤں کی چائے بن جائے جتنا وقت تم نے تین چار کپ چائے بنانے میں لگا دیا ہے۔۔۔عشاء نے خاموشی سے اگے بڑھتے ٹرے ٹیبل پر رکھی وہ بوا جی سے ایسی باتیں سننے کی عادی تھی اس لیے اب وہ ان باتوں پر کوئی خاص غور نہیں کرتی۔۔۔ٹیبل سے اٹھاتے ایک ایک کپ سب کو پکڑا رہی تھی کہ طیبہ بیگم بولی لڑکی تم سے کتنی دفع کہا ہے میری چائے میں چینی مت ڈالا کرو گڑ ڈالا کرو لیکن تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں اتی۔۔۔مجال ہے جو کبھی تم نے ڈھنگ کی چائے پلائی ہو۔۔۔کہ بوا جی بولی بالکل بھی اچھی چائے نہیں ہے۔۔اس لڑکی سے کوئی کام بھی ٹھیک سے نہیں ہوتا اس کا کام میں دھیان ہی نہیں ہوتا۔۔۔ٹھیک کہہ رہی ہیں اپ طیبہ چچی بولی اور عشاء کو دیکھتے کپ اس کی طرف بڑھایا اور بولی دفعہ ہو جو چائے کو لے کر اور میرے لیے گڑ والی چائے بنا کر لاؤ۔۔۔جی چچی میں پہلے ہی چڑھا کر ائی تھی وہ تو اپ نے یہ کپ اٹھا لیا ورنہ میں اپ کی چائے الگ ہی لا رہی تھی۔۔۔زبان مت چلاؤ جتنی زبان چلاتی ہو اس سے زیادہ ہاتھ چلایا کرو میرے اٹھانے سے پہلے بتا نہیں سکتی تھی کہ میری

چائے نہیں ہے ان میں۔۔۔اب عشاء انہیں کیا ہی کہتی خاموشی سے کپ پکڑتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔کچھ دیر بعد آتے اس نے چائے کا کپ طیبہ بیگم کی طرف بڑھایا۔۔۔طیبہ بیگم کو چائے دینے کے بعد عشاء باقی خالی کپ ٹیبل سے اٹھاتے ٹرے میں رکھنے لگی کہ باہر گاڑی کے ہارن کی اواز پر اس نے نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔لمحے میں چہرے پر اطمینان اترا تھا۔۔۔وہ پہچان گئی تھی کہ شہریار کی گاڑی باہر پورچ میں رکی ہے۔۔۔سامنے بیٹھی طیبہ بیگم نے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو بخوبی بھانپا تھا عشاء کے چہرے کی خوشی اور اطمینان قابل دید تھا بالکل ویسے ہی جیسے ایک بیوی کا اپنے شوہر کے انے پر ہوتا ہے۔۔۔اس لمحے طیبہ بیگم کو عشاء سے مزید نفرت ہوئی ان کے مطابق وہ پہلے اپنا شوہر عشاء کے باپ کی وجہ سے کھو چکی تھی اور اب اپنی بیٹی کے مستقبل کو اندھیرے میں مبتلا ہوتا وہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ غصے سے عشاء کو دیکھتے بولیں یہ کیسی چائے بنائی ہے تم نے لڑکی۔۔۔عشاء نے کھڑے ہوتے کچھ پریشان حال انہیں دیکھا کیونکہ وہ روزان کی چائے یوں ہی بناتی تھی کہ طیبہ بیگم کے سرد تاثرات دیکھتے وہ ان کے اگلے عمل پر حیران ہوتے سختی سے انکھیں بند

کر گئی۔۔۔ لمحے کے ہزارویں حصے اس نے خود کو کسی کی مضبوط گرفت میں پایا
کہ اسے اہستہ سی سر گوشی سنی اور اس کے کلون کی خوشبو گرم سانسیں اپنے
چہرے پر بکھرتی محسوس ہوئی جو کہہ رہا تھا انکھیں کھولو بٹر فلائی۔۔ وہ اور کوئی
نہیں اس کا محافظ اس کا شوہر اس کا شہر یار تھا جو اس کی ڈھال بنا اس کے سامنے
کھڑا تھا۔۔۔ جبکہ شہر یار کی جیکٹ سے چائے کے قطرے زمین پر گرتے وہ
بخوبی دیکھ رہی تھی لیدر کی جیکٹ ہونے کی وجہ سے شہر یار کو کوئی نقصان تو نہیں
ہوا تھا مگر چند قطرے اس کی گردن اور ہاتھ پر ضرور گرا تھے اور جیکٹ پر جہاں
جہاں چائے کی چھینٹیں پڑے وہاں سے شرنگ ہو گئی تھی۔۔۔ طیبہ بیگم نے
چائے کا کپ عشاء کی طرف اچھالا تھا ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھتے ہی شہر یار ان کا
ارادہ بھانپ گیا اور بھاگ کر اگے بڑھتے اس نے عشاء کو اپنی اوٹ میں چھپایا تھا
اگر وہ ایک سیکنڈ بھی لیٹ کر دیتا تو شاید وہ گرم چائے عشاء کے چہرے کو نقصان
پہنچا چکی ہوتی۔۔۔ عشاء نے انکھیں کھولتے سہمے ہوئے انداز میں شہر یار کو دیکھتے
نظریں جھکا لی۔۔۔ شہر یار نے مڑتے اپنی سرخ ہوتی انکھوں سے ایک نظر سب
کو اور پھر طیبہ بیگم کو دیکھا جو شہر یار کی خون جھلکاتی انکھوں کو دیکھ کر کچھ گڑ بڑا

گئی اور بولی دیکھو شہر یار اس لڑکی نے کس قدر بے کار چائے بنائی ہے۔۔۔ چچی اگر آپ کو عشاء کے ہاتھ کی چائے نہیں پسند تو آپ کسی اور سے بنوا لیتی۔۔ شہر یار تم اس لڑکی کی طرف داری کر رہے ہو بھول گئے ہو کیا اس کے باپ نے کیا کیا تھا تمہارے چچا کے ساتھ طیبہ بیگم غصے سے غراتے بولی۔۔۔ مجھے بھی یاد ہے چچی کچھ نہیں بھولا میں اور موت برحق ہے۔۔۔ لیکن ہم اللہ کے کیے فیصلوں پر انسانوں کو سزا نہیں دے سکتے۔۔۔ شہر یار یہ کس طرح بات کر رہے ہو اپنی چچی سے۔۔۔ سکینہ بی بی شہر یار کو گھورتے بولی اس لڑکی کے لیے تم ہمیں درس مت دو۔۔۔ دادی سائیں میں آپ کو کوئی درس نہیں دے رہا صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ انسانوں میں انسانیت ہی اچھی لگتی ہے۔۔۔

ابھی اس گرم چائے سے عشاء کا چہرہ جل جاتا تو کون ذمہ دار ہوتا۔۔۔ شہری اب تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم میں انسانیت نہیں ہے اور اگر اس کا چہرہ جل بھی جاتا تو تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ کہ شہر یار بولا اماں سائیں آپ جانتی ہیں۔۔۔ میں شروع سے ہی اپنی چیزوں پر کوئی بھی داغ نشان برداشت نہیں کرتا اور اس کا چہرہ تو ویسے ہی دیکھنے کے قابل نہیں جلا دیں گی تو میرا اس کے

ساتھ کمرے میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔اس لیے کچھ عرصے تک ایسا کوئی قدم مت اٹھائیے گا۔۔۔تو یہ بات تم سیدھے طریقے سے نہیں کہہ سکتے تھے اور ویسے بھی آتی سردیوں تک ہم تمہاری اور ملیحہ کی شادی کرادیں گے پھر تمہیں اسے برداشت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سکینہ بی بی بولی۔۔۔جی اماں سائیں مسکرا کر کہتے شہریار نے پیچھے مڑ کر عشاء کو دیکھا جو سر جھکائے رونے میں مصروف تھی کہ اس کے قریب جاتے شہریار نے اسے پکڑتے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔اچھے سے کام کیا کروا گر آئندہ مجھے تمہاری کوئی شکایت ملی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ سمجھی وہ غصے سے ذرا اونچا بولا تو عشا نے فوراز ور و شور سے ہاں میں سر ہلایا شہریار نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ ایک قدم لڑکھڑائی کہ بولا جاؤ میرے لیے کھانا لے کر اوپر لے کر اؤ اور پہلے یہ جو رائیتا پھیلایا اسے سمیٹو ۔۔۔سمجھی۔۔۔کہ عشاء نے سر جھکائے دوبارہ ہاں میں سر ہلایا تو شہریار دو دو سیڑھیاں پھیلانگتا اوپر کی طرف چلا گیا جب کہ طیبہ بیگم کچھ پر سکون ہوئی یہ سوچ کر کہ چلو شکر شہریار اس لڑکی کو پسند نہیں کرتا۔۔۔

رامین ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے ہاتھوں پر لوشن لگاتے اپنا جائزہ لے رہی تھی کہ پیچھے بیڈ پر بیٹھے دارم اور جنت نے شور مچایا ہوا تھا۔۔۔جنت کارٹون دیکھ رہی تھی اور دارم بار بار چینل چینج کرتے نیوز لگا دیتا جس پر جنت شور مچا دیتی۔۔۔کہ دارم بار بار اس کے سامنے خرگوش رکھتا کہ وہ کسی طرح اس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو جائے لیکن جنت خرگوش کے ساتھ کھیلتے ہوئے بھی سکرین پر نظریں جمالیتی اور خرگوش کو بھی ہدایت کرتی کہ وہ بھی کاٹون دیکھے ۔۔۔ادھ۔۔ھر میاں بی بی تاتون دے تو۔۔۔پر نسسز چلواب سو جاؤ اور بابا کو نیوز دیکھنے دو دارم زبردستی اسے کمبل میں لٹاتے رامین کی طرح تھپک رہا تھا لیکن وہ کمبل سے منہ باہر نکالتے شور مچاتے بابا نو نو کہتے ایل سی ڈی کی طرف متوجہ ہوتی۔۔۔اف دارم تم چھوڑو جنت کو اور یہاں میری طرف دیکھو۔۔۔کیوں تنگ کر رہے ہو اسے۔۔۔من میں کہاں تنگ کر رہا ہوں اور ویسے بھی بچوں کا سکرین ٹائم بہت کم ہونا چاہیے۔۔۔یہ سب چھوڑو دارم اور دیکھو میں موٹی ہو گئی ہوں۔۔۔نہیں من ابھی کہاں کہتے دارم واپس جنت کی طرف متوجہ ہوتا واپس اسے کمبل میں لٹا رہا تھا کہ رامین واپس ائینے کے عکس سے خود کو دیکھتے بولی نہیں

دارم موٹی تو میں ہو گئی ہوں۔۔۔ تم ٹھیک سے دیکھ ہی نہیں رہے ایک تو تمہارا سارا دھیان نیوز پر ہے بیوی کی تو کوئی پرواہ ہی نہیں تمہیں۔۔۔۔ اخر جنت کو کسی صورت سونے پر امادہ نہ ہوتا دیکھ کر دارم اسے چھوڑتے رامین کے پاس ایا جو ناراض ہونے کا موڈ بنا رہی تھی۔۔۔ اج کل وہ ویسے بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جاتی کہ دارم نے اگے بڑھتے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اور اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے بولا جی جانم اب بتائیں کیا کہہ رہی ہیں ؟؟ کچھ نہیں کہہ رہی میں مل گئی فرصت آپکو کہ ایک عدد بیوی بھی ہے اپ کی۔۔۔ اپ کے لیے تو میرے پاس فرصت ہی فرصت ہے کہتے دارم نے اس کا کندھا چوما تو رامین نے مڑتے دارم کو گھورا اور بولی جی نہیں جنت نے ریموٹ نہیں دیا نہ اس لیے ائے ہو۔۔۔ اچھا خیر یہ سب چھوڑو اور یہ بتاؤ میں کتنی کی موٹی لگ رہی ہوں ؟؟ من قسم سے بالکل بھی موٹی نہیں لگ رہی۔۔۔ لیکن کیوں اخر لگنا بھی تو چاہیے کہ میں پریگننٹ ہوں۔۔۔ آف جان من کتنی جلدی ہے نا تمہیں۔۔ کچھ دیر صبر کرو تم دنیا کے پہلی لڑکی ہو گی جسے موٹا ہونے کا اتنا شوق ہے کہتے دارم ہنستا ہوا جنت کے پاس ایا تھا جو بیڈ سے لٹکتے ہوئے خرگوش کی ٹوکری اٹھا رہی تھی

۔۔۔کیوں اگر میں موٹی ہو جاؤں گی تو تمیں اچھی نہیں لگوں گی دارم کے پاس اتے رامین نے سوال کیا تھا۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے رامین کو دیکھا جو یکدم کچھ پریشان ہوئی تھی کہ ایک قدم اس کی طرف بڑھاتے اپنے بازو اس کی کمر کے گرد حائل کرتے اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا تم چاہے جتنی بھی موٹی ہو جاؤ یا پتلی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم مجھے ہمیشہ ہی اچھی لگو گی کہتے وہ نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔کہ دارم کے پیچھے ہوتے رامین کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور ایک نظر دارم کو دیکھتے وہ نظریں جھکا گئی ۔۔۔دارم نے ہلکا سا جھکاؤ اس کی طرف دیتے اس کے رخسار کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو جنت اٹھ کر دارم کے بازو پر مارتے بولی (چھو لو میی مما) چھوڑو میری مما کہتے رامین کے گلے میں اپنے ننھے ننھے بازو ڈالتے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی کہ رامین اسے اٹھا لے۔۔۔رامین اس کے انداز پر کھلکھلائی تھی اور دارم نے جنت کو گھورا تھا اور پھر بولا پر نسز اپ کی مما پہلے میری من ہے کہتی دارم نے جنت کے بازو رامین کے گلے سے ہٹاتے واپس رامین کے گال کو چوما تھا کہ جنت دارم کو دیکھتے بولی نو۔۔نو بابا میلی مما اور اس نے بھی رامین کا گال چوما

اور واپس اپنے بازو رامین کے گلے میں حائل کیے۔۔۔اس کے انداز پر دارم رامین دونوں کو ہنسی ائی کہ دارم واپس جنت کے بازو رامین کے گلے سے ہٹاتے بولا نہیں پرنسز اپ کارٹون دیکھو اب میں اپکی مما کے ساتھ ٹھیک ہوں جاؤ اور دیکھو وہ رہا اپ کا بے بی۔۔۔کہ جنت نے پیچھے مڑ کر ایک نظر خرگوش کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھتے پاس پڑا ریموٹ اٹھاتے واپس دارم کو پکڑاتے بولی (تے لو بابا توں دکو یہ میلی مما) یہ لو بابا کارٹون دیکھو یہ میری مما کہتے وہ واپس رامین کے گردن میں بازو حائل کرتے قریب اس سے چپک چکی تھی کہ رامین نے ہنستے ہوئے اسے گود میں اٹھایا اور بولی مما صرف اپنی ڈول کی ہیں کہتے وہ اگے بڑھتے جنت کو لیے بیڈ پر بیٹھی تھی کہ دارم مسکراتے ہوئے بیڈ پر لیٹتے بولا اور یہ مما اور ڈول دونوں ہی بابا کی ہیں۔۔۔

وہ کمرے میں ائی تو شہر یار ٹراؤزر شرٹ میں چینجنگ روم سے نکلا۔۔۔عشاء کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے بولی اپ کا کھانا۔۔۔شہر یار نے اس کا نظر چرانا بغور نوٹ کیا کہ اگے بڑھتے دروازہ لاک کرتے وہ عشاء کے قریب ایا اور بنا کچھ کہے اسے بازو سے پکڑتے اپنے ساتھ لگاتے اس کے گرد حصار باندھا۔۔۔پہلے عشاء حیران ہوئی کہ پھر اس کے حصار سے نکلتے بولی کھانا کھا لے ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا ۔۔۔شہر یار نے ایک نظر عشاء کو دیکھا جو روتے ہوئے اب اپنی چادر سے چہرہ خشک کرتے چینجنگ روم کی طرف بڑھی تھی کہ شہر یار نے اگے بڑھتے اس کا راستہ روکا اور بولا بھاڑ میں گیا کھانا۔۔اور عشاء کی چادر اس کے گرد سے اتارتے اس کے انسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے بولا کیوں رو رہی ہو بٹر فلائی۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر اپنی بھیگی انکھوں سے شہر یار کو دیکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپاتے وہ پوری شدت سے روئی کہ شہر یار نے واپس اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کا سر چوما اور بولا پلیز میری جان رو مت میں ہو نا۔۔۔جبکہ عشاء اب بھی اس کے سینے سے لگے ہچکیاں ابھر رہی تھی۔۔۔کچھ دیر برسات تھمنے کا انتظار کرنے کے بعد شہر یار بولا بٹر فلائی بس اب اور نہیں رونا ورنہ مجھ

سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ کہ عشاء یو ہی اس کے سینے سے لگے سوں سوں کرتے بولی ویسے بھی اپ سے برا کوئی نہیں ہے۔۔۔اب میں نے کیا کیا بٹر فلائی ۔۔۔اپ کو نہیں پتہ اپ نے کیا کیا اس سے دور ہوتے وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے انسو صاف کرتے بولی ابھی سب کے سامنے جو مجھے نیچے اتنا ڈانٹا اس کا کیا؟؟ وہ تو سب کو د کھانے کے لیے ڈانٹا تھا نا اگر میں نے نہیں ڈانٹتا تو باقی سب کا تمہیں اچھے سے پتہ ہے۔۔۔اپ ہر بار ایسے ہی کرتے ہیں اپ کو تو میری سائڈ لینی چاہیے آپ میرے ہسبینڈ ہیں یا ان سب کے۔۔۔میری جان میں ہمیشہ تمہاری ہی سائڈ لو گا اور دوسرا بس کچھ ماہ اور اس کے بعد تمہیں کوئی ڈانٹنا تو دور گھورے گا بھی نہیں۔۔۔لیکن اپ نے کہا تھا میری شکل دیکھنے کے قابل نہیں ہے ایک اور شکوہ ایا تھا کہ اب کی بار شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ ائی اور بولا ہاں تو ٹھیک ہی کہا تھا میں نے۔۔۔عشاء نے بھیگی انکھوں سے شہریار کو دیکھا اور پھر اسے گھورتے اگے بڑھنے لگی۔۔۔کہ شہریار نے فوراً سے اس کا ارادہ بھانپتے اسے اپنے حصار میں قید کیا اور بولا یہ چہرہ صرف دیکھنے نہیں بلکہ چومنے لائق ہے کہتے اس نے اپنی جارحانہ محبت کا اظہار کرتے عشاء کو شور میں جانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ

روتے روتے ہنسی تھی۔۔۔ شہریار کے اس سے دور ہوتے عشاء نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے رخسار پر رکھے جنہیں وہ لمحوں میں سرخ کر چکا تھا کچھ اس کی داڑھی مونچھ کی چبن کی وجہ سے اور کچھ حیا کی وجہ سے اور اب عشاء کے چہرے پر بکھرے مختلف رنگوں کو دیکھتے کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔ عشاء اس سے نظر ملائے بغیر بولی اپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں ساتھ ہی وہ بھاگتے ہوئے چینجنگ روم میں بند ہوئی تھی کہ اسے اپنے پیچھے شہریار کی اواز صاف سنائی دی جو ہمیشہ والا جملہ دہراتے کہہ رہا تھا کہ بٹر فلائی ابھی میں تمہارے ساتھ بہت اچھا ہوں ذرا باہر اؤ پھر بتاتا ہوں۔۔۔

لیکن اج جو ہوا اس کے بعد وہ بے حد پریشان تھا اسے حویلی کے مکینوں سے اس قدر گری ہوئی حرکت کی توقع ہرگز نہیں تھی اسے تو لگا تھا کہ ایک نہ ایک دن سب عشاء کو قبول کر لیں گے لیکن وہ تو عشاء سے نفرت اور بدلے کے چکر میں اس کے ساتھ اتنا برا کرنے کے بعد بھی ذرا شرمندہ نہیں تھے۔۔۔ اگر وہ اج وقت پر نہ پہنچتا تو وہ اس کے نازک سی بٹر فلائی کا چہرہ ہی جلا دیتے۔۔۔ اور اج تو عشاء اس سے اپنا حق مانگ رہی تھی کہ وہ سب کے سامنے اس کے سائیڈ کیوں

نہیں لیتا۔۔۔ جس پر وہ خود شرمندہ ہوا تھا اس کی محبت عشاء کے لیے صرف کمرے کی حدود تک تو نہیں تھی۔۔۔ اگر وہ اسے بیوی کا درجہ دے چکا تھا تو پھر اس کے حقوق سے غافل نہیں ہو سکتا تھا اس کی حفاظت کرنا اسے خوش رکھ شہریار پر فرض تھا۔۔۔ وہ اپنی مورے کی تربیت کو یوں شرمندہ نہیں کر سکتا اتنا کمزور تو نہیں تھا وہ اور کسی کی حق تلفی کرنا شہریار خانزادہ کے اصولوں کے خلاف تھا۔۔۔ وہ جو کچھ مہینے کے لیے اپنے کام کے سلسلے میں باہر جانے والا تھا اب عشاء کو وہ پیچھے حویلی والوں کے رحم و کرم پر تو بالکل نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ نہ جانے وہ اس کی چھوٹی سی معصوم بیوی پر کیا ظلم کرتے اس کی غیر موجودگی میں اس کی مورے اس سب کو ہرگز بھی اکیلے نہیں روک سکتی تھی۔۔۔

یار یہ فائل مجھے دینا۔۔۔ وہاب نے کام کرتے ہوئے پاس بیٹھے سفیان سے کہا۔۔ کہ سفیان نے مصروف سے انداز میں فائل وہاب کی طرف بڑھائی۔۔۔ اور بولا مجھے ذرا کام ہے میں آتا ہوں جیسے ہی یہ فائل کمپلیٹ اپلوڈ ہو جائے تو میرا لیپ ٹاپ بند کر دینا لیکن ایک بار چیک کر لینا کہتے سفیان اٹھ کر باہر کی طرف گیا۔۔۔

وہاب کام ختم کرتے اٹھنے لگا تو اس کی نظر سفیان کے کھلے لیپ ٹاپ پر گئی۔۔۔ فائلز کو بند کرتے وہاب کی نظر ایک فولڈر پر پڑی جس کے نام پر دو دل بنے ہوئے تھے پہلے وہ حیران ہوا لیکن پھر تجسس پیدا ہوا کہ سفیان نے ایسا کیوں کیا ۔۔۔اس فولڈر کو کھولنا غیر اخلاقی حرکت تھی لیکن سفیان اس کا بچپن کا دوست تھا وہاب اس کے سامنے کھلی کتاب کی طرح تھا تو سفیان کو بھی اسے کچھ چھپانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔اس لیے وہاب نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اخراس فائل کو کھول ہی لیا۔۔۔ مگر اس کے بعد آنکھوں میں حیرانگی ابھری۔۔۔ایک کے بعد ایک تصویر آگے کرتے وہاب اب حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ شیشے کے پار سے سفیان کو آتا دیکھ کر وہاب نے فوراً سے ساری فائلز کلوز کرتے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔۔ کہ سفیان نے آتے اپنا لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالا وہاب نے بغور اس کا جائزہ لیا اسے خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر سفیان بولا کیا ہوا۔۔۔۔کچھ نہیں بس یوہی وہاب نے اب مشکل خود پر قابو پاتے مسکرا کر دیکھتے سفیان کو مطمئن کیا۔۔۔ کہ سفیان اسے اللہ حافظ کہتے نکل گیا۔۔۔ جبکہ وہاب نے پیچھے کرسی پر بیٹھ کے اپنا سر پکڑا تھا۔۔۔۔

شہریار بیڈ پر آکر لیٹا تو عشاء نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور واپس نظریں اپنے موبائل پر مرکوز کی۔۔۔بٹر فلائی میں نے 100 دفعہ کہا ہے جب میں پاس ہوتا ہوں تو اس موبائل کو استعمال مت کیا کرو۔۔۔اف شہریار آپ کی پتہ نہیں کیا دشمنی ہے میرے موبائل سے۔۔۔موبائل کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے عشاء نے ہمیشہ کی طرح منہ بناتے شکوہ کیا تھا۔۔۔اس وقت تمہیں مجھ پر دھیان دینا چاہیے نہ کہ اس دو ٹکے کے موبائل پر یہ نہ ہو کوئی اور مجھے پٹا لے شہریار نے لیٹتے ہوئے کہا۔۔۔کہ عشاء نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور شہریار کے سینے سے اس کا بازو اٹھاتے تکیے کی جگہ رکھا اور پھر اس پر سر رکھے لیٹتے بولی تو آپ مت پٹیے گا شہریار اور آپ میرے موبائل سے بھی جیلس ہونا چھوڑ دیں۔۔۔اس کی باتوں کو سرے سے اگنور کرتا شہریار تو اس کی پیش قدمی پہ حیران ہوا تھا جو آج خود اس کا بازو کھولتے اس پر سر رکھے منہ کے ڈیزائن بناتے ہمیشہ کی طرح اپنے موبائل کی طرف داری کر رہی تھی کہ پھر بولی آپ کو یاد ہے آپ نے کہا تھا آپ مجھے ائی فون لے کے کر دیں گے۔۔۔اوہ۔۔۔ہو۔۔تو بٹر فلائی یہ وجہ ہے اج

میرے پاس انے کی بہت تیز ہو گئی ہو تم مطلب بیویوں والے سارے طور طریقے سیکھ رہی ہو۔۔۔ کون سی طریقے دیکھیں اپ نے مجھ سے پر و مس کیا تھا اب اپ اپنی بات سے مکر رہے ہیں سر اٹھا کر شہر یار کو دیکھتے اب وہ اسے یاد دہانی کرا رہی تھی۔۔۔ کہ شہر یار بولا اچھا لے دو گا۔۔۔ کب عشاء نے بے صبری سے سوال کیا کہ شہر یار بولا ابھی نہ لینے چلا جاؤں۔۔۔ ابھی جا سکتے ہیں اپ عشاء نے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے کہا کہ شہر یار نے ٹھنڈی اہ بھری اور بولا بٹر فلائی پھر تم کہتی ہو میں تمہیں بے وقوف کہتا ہوں۔۔۔ رات کے اس وقت کون دکان کھول کے بیٹھا ہو گا۔۔۔ جبکہ بے وقوف سنتے عشاء کا منہ بنا تھا اور وہ شہر یار کے سینے سے سر اٹھاتے اس کا بازو فولڈ کرتے واپس اس کے سینے پر رکھتے اب تکیے پر سر رکھے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔ کہ شہر یار ہنسا تھا اور واپس اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کھینچتے بولا اچھا نا منہ تو ادھر کرو لے دو گا ائی فون۔۔۔ نہیں چاہیے اور نہ ہی میں منہ اپ کی طرف کر رہی ہوں میں تو بے وقوف ہوں اور آپ کیوں کسی بے وقوف سے بات کرے گے۔۔۔ اب بیوی ہی ایسی ملی ہے تو کیا کر سکتا ہوں شہر یار نے کچھ افسوس سے کہا اور پھر بولا بٹر فلائی منہ ادھر کرو ورنہ

ابھی تک تو میرا بات کرنے کا ارادہ ہے لیکن اگر تمہیں بات نہیں کرنی تو ہم کچھ اور بھی کر سکتے ہیں کہتے شہریار نے اس کے بال سائیڈ پر کرتے اس کے رخسار پر لب رکھے تھے کہ عشاء نے اسے خود سے دور کرتے بمشکل کروٹ بدلی اور بولی افف داڑھی چبھتی ہے آپکی مجھے۔۔۔میں نہیں کر رہی بات اپ سے۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں بعد میں مناتا ہوں تمہیں لیکن فی الحال مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔کیا عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے پوچھا تو شہریار لمبی سانس بھرتے بولا میرے کچھ ضروری کام ہیں عشاء جنہیں مجھے ہی ختم کرنا ہے اور اس سلسلے میں مجھے مختلف شہروں اور ملک سے باہر بھی جانا پڑ سکتا ہے۔۔۔اس کی بات سنتے بے اختیار عشاء کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونا شروع ہوئی تھی۔۔۔میں نہیں جانتا مجھے کتنا وقت لگے دو دو تین تین ہفتے گھر آنے کا بھی ٹائم نہیں ہو گا۔۔۔اور میری غیر موجودگی میں تم یہاں مکمل طور پر محفوظ نہیں ہوں۔۔۔اس لیے میں نے کچھ سوچا ہے۔۔۔تم دارم اور رامین کے ساتھ آئرلینڈ رہو گی۔۔۔اور اس سلسلے میں دارم اور رامین سے پہلے ہی بات کر چکا ہو۔۔۔کہتے شہریار نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا جس کی آنکھیں اب ہلکی ہلکی نم ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

عشاء کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بولا کچھ کہو گے نہیں بٹر فلائی۔۔۔ کہ عشاء بولی میں کیا کہہ سکتی ہوں جب سب کچھ اپ پہلے ہی طے (ڈیسائڈ) کر چکے ہیں۔۔۔ تمہیں میری مجبوری کو سمجھنا ہو گا عشاء۔۔۔ شہریار نے کچھ افسوس سے کہا تو عشاء بولی میں سمجھ رہی ہوں شہریار اپ بتادیں کب جانا ہے؟؟ اس کی بات کا جواب دیا بغیر شہریار نے جھکتے اس کی دونوں انکھوں پر باری باری اپنے لب رکھے تھے جن کی نمی اب انسو میں تبدیل ہوتے اس کے رخسار بھگو رہی تھی ان انسو کو شہریار نے اپنے ہونٹوں سے چنا تھا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا اگلے ہفتے میں کسی بھی دن تمہاری سیٹ کروادوں گا۔۔۔ عشاء نے ہاں میں سر ہلا یا دیا لیکن دل حد سے زیادہ اداس ہو چکا تھا۔۔۔

وہاب اس میں نمک کم ہے تھوڑا سا اور ڈالو۔۔۔ ویسے مجھے سمجھ میں نہیں اتا کہ تم یہ کھانا خود کیوں بنا رہے ہو باہر سے بھی تو ارڈر کر سکتے تھے۔۔۔ اف ایت کس قدر کام چور ہو تم۔۔۔ کھانا میں بنا رہا ہوں اور تم ہو کے پاس کھڑے سیکھ بھی نہیں سکتی۔۔۔ کہتے وہاب نے واپس پلاؤ کی یخنی کا پانی پیالی میں ڈالتے ایت کی

طرف بڑھایااور بولا دیکھواب نمک ٹھیک ہے۔۔۔ہاں ٹھیک ہے اور یہ کھانابنانا بہت ہی بورنگ کام ہے مجھ سے نہیں ہوتا۔۔۔ہاں بالکل اس میں کوئی سازش جو نہیں ہورہی تمہارے سیریل کی طرح۔۔۔۔کم سے کم اپنے کھانے لائک ہی کچھ بنانا سیکھ لو میری غیر موجودگی میں بھوکی رہا کروگی ورنہ۔۔۔جی نہیں میں باہر مس سے لے کر کھالوں گی ہاں ساری زندگی تمہیں ہاسٹل میں ہی تو رہنا ہے ۔۔۔وہاب نے بھی اسے دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔کہ ایت معصوم سامنہ بناتے بولی کیا ڈیئر ہبی تم مجھے دو وقت کا کھانا تک نہیں کھلا سکتے۔۔۔وہاب ہنسااور بولا میں تمہیں دو کیا چار وقت کا کھانا بھی کھلا سکتا ہوں لیکن بنانا تم خود۔۔۔نہیں چار کا رہنے دو میں موٹی ہو جاؤں گی تم دو وقت کا ہی خود بنا کے کھلا دیا کرنا میرے لیے وہی بہت ہے کہتے ایت نے اس کے شانے پر سر ٹکایا تھا۔۔۔تو وہاب بولا پھر میں نہ ہی سمجھو مطلب تم کھانا بنانا نہیں سیکھو گی۔۔۔۔نہیں ایت نفی میں سر ہلاتے کھلکھلائی تھی کہ وہاب بھی ہنس دیا۔۔۔ایت بولی ویسے شہر یار لالا اور عشابھابھی کہاں رہ گئے اب تک تو انہیں اجانا چاہیے تھااب تو شام ہونے والی ہے صبح سے نکلے ہوئے ہیں۔۔۔اجائیں گے ایت ہو سکتا ہے راستے میں کہیں سٹے کیا

ہوا انہوں نے۔۔۔ہاں ہو سکتا ہے ایت نے لاپرواہی سے کندھے ہو چکائے تھے

۔۔۔

شہریار نے اپنے ساتھ والی سیٹ پر گم سم بیٹھی عشاء کو دیکھا تو بولا۔۔۔بٹر فلائی تمہیں خوش ہونا چاہیے اخراج ہم دونوں پہلی بار ایک ساتھ باہر ائے ہیں۔۔تو عشاء اسے دیکھتے مسکرادی اب وہ کیا کہتی پہلی بار ساتھ باہر ائے بھی تو دوبارہ جدا ہونے کے لیے۔۔۔دارم نے حویلی میں فون کر کے سب سے کہا تھا کہ وہ عشاء کو وہاں اس کے پاس بھجوادیں کیونکہ جنت عشاء سے کافی مانوس تھی اور عشاء جنت کو سنبھال لیا کرے گی تو اور رامین کو کافی اسانی ہو جائے گی۔۔۔اور اس طرح وہ پراپر ریسٹ بھی کر سکے گی۔۔۔جس پر پہلے سکینہ بی بی نے اعتراض کیا لیکن پھر سیال خان کے کہنے پر انہوں نے عشاء کو بھیج دیا ویسے بھی حویلی میں اور بہت سے ملازمین تھے اور ان کے نزدیک عشاء کی حیثیت ایک ملازمہ کی ہی تھی جس کے ہونے نہ ہونے سے ان سب کو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا شہر یار نے تو وہاب کے بنائے کھانے کی بہت تعریف بھی کی اور ایت کو اس سے سیکھ کی صلاح بھی دی۔۔۔اب وہ ارام کرنے کی خاطر کمرے میں اگئے تھے شہر یار تو ویسے بھی صبح سے ڈرائیو کرتے کرتے بہت تھک گیا تھا۔۔۔ابھی فریش ہو کراتے ہیٹران کر رہا تھا کہ عشاء کمرے میں ائی اور چائے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے ٹاول اٹھاتے بولی شہر یار میں نے کتنی دفعہ کہا ہے گیلا ٹاول بیڈ پر مت پھینکا کریں۔۔۔بس کیا کروں بٹر فلائی یاد ہی نہیں رہتا۔۔۔جس دن گیلی جگہ پر سونا پڑے گا نا اس دن سے یاد رہے گا اپکو اب تو میں بھی نہیں ہوں گی اسے اٹھوانے کے لیے اس لیے سدھر جائے۔۔۔جب کہ شہر یار کا دل اس کے دور جانے کی بات پر ایک بار ڈوب کے ابھرا تھا کہ پھر اس کی باقی ساری باتوں کو ان سنا کرتا بیڈ پر بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

یا اللہ جی شہر یار اپکو سکون نہیں ہے گاڑی کے ہارن کی اواز سنتے عشاء بھاگتے ہوئے چادر اٹھاتے باہر نکلی تھی۔۔۔اج وہ اور شہر یار شاپنگ کرنے جانے والے تھے اور اب شہر یار باہر گاڑی میں بیٹھا عشاء کو بلانے کے لیے ہارن پہ ہارن دے

رہا تھا کہ عشاء گاڑی کا دروازہ کھولے اندر بیٹھتے بولی کس بات کی جلدی ہے اپ کو۔۔۔ مجھے جلدی ہے کب سے بیٹھا یار میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔ تو اپ سے کس نے کہا تھا آ کر گاڑی میں بیٹھ جائیں مجھے ریڈی بھی نہیں ہونے دیا وہ منہ بناتے بولی۔۔۔ جبکہ شہریار مسکراتے ہوئے ڈیٹ بنا ڈرائیو کرتا رہا۔۔۔

شہریار اسے ڈھیر ساری شاپنگ کروا چکا تھا اور اسے ائی فون 16 پرو میکس بھی دلا یا تھا۔۔۔ جس پر وہ بہت خوش تھی کہ اب وہاں سے گزرتے عشاء کی نظر ایک بہت بڑی کاسمیٹک شاپ پر پڑی تو وہ شہریار کو دیکھتے بولی ہووو۔۔۔ شہریار میں نے میک اپ تو لیا ہی نہیں چلیے وہاں سے لیتے ہیں۔۔۔ بٹر فلائی تم میک اپ کا کیا کرو گی تم تو ویسے ہی اتنی پیاری ہوں۔۔۔ نہیں یہ کوئی بات نہیں ہوئی چلیں مجھے تو میک اپ لینا ہے کہتے وہ اگے بڑھتے شاپ کے اندر انٹر ہوئی شہریار بھی ہار مانتے اس کے پیچھے ایا۔۔۔ اب وہ سکون سے ایک سائیڈ پہ بیٹھا عشاء کو دیکھ رہا تھا جو میک اپ کے شیڈ چیک کرتے اپنے ہاتھوں کو رنگ بے رنگا کر چکی تھی۔۔۔ کہ تھک کر اٹھتے وہ عشاء کے سر پر پہنچتے بولا بس کرو بٹر فلائی جو لینا ہے جلدی لو میں تھک گیا ہوں۔۔۔ ہاں بس ہو گیا عشاء نے ایک اخری چیز سیل گرل کو

پکڑاتے کہا۔۔۔کہ شہریار شکر کرتے کاونٹر کی طرف بڑھا۔۔۔اتنا سارا سامان دیکھتے بولا یااللہ بٹر فلائی تم اتنے سارے میک اپ کا کیا کروں گی وہاں جا کر پارلر کھولنے کا ارادہ ہے کیا کہ عشاء اسے گھورتے بولی اپ نا آرام سے بل پے کریں میرے میک اپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کنجوسی کرنے کی۔۔۔کہتے وہ سیلز گرل سے سامان پکڑنے لگی کہ شہریار نے ٹھنڈی اہ بھرتے بل پے کردیا۔۔۔

پھر انہوں نے باہر ہی کھانا کھایا اور اب گاڑی میں بیٹھے ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ساتھ وہ ائس کریم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔بقول عشاء کے یہ اس کی زندگی کا سب سے بیسٹ دن تھا۔۔۔

--عشاء خاموشی

سے شہریار کے سینے پر سر رکھے گم سم لیٹی ہوئی تھی کہ شہریار نرمی سے اس کے بالوں میں اہستہ اہستہ انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔شہریار نے اج سارا دن ہی اس کی خاموشی کو محسوس کیا تھا کل وہ جتنی خوش تھی اج اتنی ہی اداس کیونکہ کل صبح 11 بجے کی اس کی فلائٹ تھی۔۔۔

شہر یار اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے دور نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ کتنی معصوم محبت تھی اس کی جس گھر میں اس سے ملازموں کی طرح کام لیا جاتا تھا وہ پھر بھی وہیں رہنا چاہتی تھی صرف اس لیے کیونکہ وہاں شہر یار تھا۔۔۔اور وہ خود بھی اسے دور نہیں بھیجنا چاہتا تھا لیکن فی الحال اسے اپنے کام پر دھیان دینا تھا۔۔۔

اگر عشاء پاکستان میں رہتی تو وہ مہینے میں ایک دو چکر حویلی کے لگا سکتا تھا لیکن اتنے دن اس کی غیر موجودگی میں وہ وہاں محفوظ نہیں تھی۔۔۔اس لیے اسے یہ قدم اٹھانا پڑا تھا۔۔۔وہاں کم سے کم دارم اور رامین کے ساتھ وہ محفوظ تو رہ سکے گی اور شاید خوش بھی۔۔۔۔

عشاء کو رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر شہر یار بولا بٹر فلائی تم نے جو اتنا میک اپ خریدا ہے وہ تم وہاں بالکل نہیں کرو گی۔۔۔ لیکن کیوں عشاء نے سر اٹھا کر اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔کیوں کا کیا مطلب ہے جو بھی میک اپ وغیرہ کرنا ہو میرے سامنے کرنا تا کہ کوئی فائدہ تو ہو۔۔۔

فائدہ۔۔۔ کیسا فائدہ عشاء نے اٹھ کر بیٹھتے اس سے پوچھا۔۔۔اب تم اتنی محنت سے میک اپ کرو گی اور کوئی تمہاری تعریف نہیں کرے تو کیا فائدہ ہوا اتنی

تیاری کا شہر یار بولا۔۔۔اچھا اچھا ٹھیک ہے عشاء نے پھر کچھ اداس ہوتے کہا تو شہر یار بولا اچھا چلو تم میک اپ کر کے مجھے پکچرز بھیجا کرنا یا ویڈیو کال کیا کرنا۔۔۔ نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی عشاء نے منہ بناتے جواب دیا وجہ شہر یار نے پوچھا۔۔۔تو واپس اس کے سینے پر سر رکھتے بولی بس یوں ہی۔۔ٹھیک ہے خود مت کرنا لیکن میری کیے گئے ساری کالز میسجز کا جواب مجھے فورا چاہیے۔۔۔اپ مجھے کال کیا کریں گے۔۔عشاء نے پوچھا تو شہر یار بولا ظاہری باتیں کیا کروں گا۔۔۔آپ مجھے مس کریں گے ؟؟ہاں کیوں تم نہیں کرو گی شہر یار نے اسے دیکھتے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلاتے بولی بالکل نہیں۔۔۔اچھا ٹھیک ہے تو پھر میں کیوں کال کروں گا تمہیں ؟؟

لو اب یہ کیا بات ہوئی اپکو کال تو کرنی چاہیے عشاء فورا بولی تو شہر یار مسکرایا کہ پھر بولا ٹھیک ہے لیکن ایک شرط پر۔۔۔میں نہیں پوری کر رہی کوئی شرط مجھے نیند ائی ہے کہتے وہ انکھیں بند کرتے ہیں اپنے اوپر کمبل کھینچتے چھپ گئی۔۔۔شہر یار ہنستے ہوئے بولا میری شرط تو سن لو۔۔۔نہیں مجھے پتا ہے آپکی فضول شرطوں کے بارے میں میں نہیں پوری کر رہی۔۔۔بٹر فلائی کتنی غلط بات ہے صبح ایک تو مجھے

چھوڑ کر جا رہی ہو اوپر سے ایک کس بھی نہیں کو گی۔۔۔ بالکل نہیں کیونکہ اپ مجھے بھیج رہے ہیں میں خود تو نہیں جا رہی انکھیں کھولتے وہ شہریار کے الزام پر اسے گھورتے بولی۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے میری جان میں میں تمہیں بھیج رہا ہوں ناتو اب کس بھی تمہیں میں خود ہی کر لو گا۔۔۔ اب شور مت مچانا کہتے وہ اس کے چہرے پر بوسوں کی برسات کر گیا۔۔۔ جبکہ عشاء ہمیشہ کی طرح شور مچاتے رہ گئی

ایئرپورٹ کے اندر اتے شہریار نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور بولا یہاں سے اگے تمہیں اکیلے جانا ہے بٹر فلائی۔۔۔ عشاء جو کب سے اپنے انسوں پر ضبط کیے ہوئے تھی وہ اب بری طرح سے ٹوٹا تھا۔۔۔ شہریار نے اگے بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگا اور اس کا سر چومتے بولا۔۔۔ صرف کچھ عرصے کی بات ہے عشاء اب تم ایسے روگی تو کیسے چلا گا۔۔۔ جبکہ وہ اس کے سینے سے لگے روتے ہوئے بولی اپ مجھے لینے آئے گے نا۔۔۔ عشاء اب تم میری محبت کی توہین کر رہی ہو بیوی ہو میری جتنی تمہیں میری ضرورت ہے جتنی تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔ میں

بھی تم سے اتنا ہی پیار کرتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ ہی کرتا ہوں گا۔۔۔ نہیں میں آپ سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔۔۔ کہ اس کے اظہار پر شہریار مسکرایا اور اس کی چادر درست کر کے بولا۔۔۔ لیکن تم نے کبھی بتایا نہیں۔۔۔ ہاں تو اپ نے بھی کبھی نہیں بتایا وہ بھی منہ بناتے شکوہ کرتے بولی۔۔۔ لیکن میں اتنی بار تمہیں کس تو کرتا ہوں پیار جتاتا تو ہوں۔۔۔ تو کس سے تھوڑی پتہ چلتا ہے کہ اپ پیار کرتے ہیں یا نہیں۔۔۔ لو جی اب یہ کیا بات ہوئی لیکن خیر پھر بھی میں تم سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔ کہتے شہریار نے دوبارہ اس کا سر چوما تھا کیونکہ اخری اناؤسمنٹ ہو گئی تھی۔۔۔ کہ بولا جاؤ اب اور رونا نہیں۔۔۔ عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور نم آنکھوں سے سر ہلاتے اگے بڑھ گئی۔۔۔ لیکن دو قدم آگے چل کر جاتے اس نے پیچھے مڑ کر شہریار کو دیکھا کہ پھر بھاگ کر اتے اس کے سینے سے لگی اور اس کی گال کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے بولی میں اپ سے زیادہ پیار کرتی ہوں کہتے واپس اپنا بیگ کی طرف جلدی سے بڑھ گئی۔۔۔ شہریار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی اس کی شرارت پر کہ عشاء نے ایک اخری الوداعی نظر اس پر ڈالتے نم انکھوں سے ہاتھ ہلاتے اسے ویو کیا۔۔۔ تو شہریار نے بھی اسے ویو

کیا۔۔اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔۔۔شہریار نے اداسی سے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہمیں اب کیا کرنا چاہیے مارکو نے بوس ایم کو دیکھتے پوچھا۔۔کہ باس ایم نے ماتھے پر تیوری چڑھائی اور بولا کرنا کیا ہے ڈھونڈتے ہیں اس جمال شبیر کو اور جہنم پہنچاتے ہیں۔۔۔تمہیں لگتا ہے ایک جمال شبیر کو پکڑنے سے یہ پورا ریکٹ ختم ہو جائے گا۔۔۔مارکو نے کہا۔۔۔نہ ایسا نہیں ہو گا لیکن ایک ایک کرکے یہ ہاتھ تو آئیں گے آخر کب تک خیر منائے گئے۔۔اور اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے انسپیکٹر ولید سے ملاقات کرنی پڑے گی۔۔۔وہ ہی اس کام میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔۔اور تمہیں لگتا ہے کہ وہ ہماری مدد کرے گا مارکو نے اپنا خدشہ ظاہر کیا کہ باس ایم مسکراتے ہوئے بولا امید پر دنیا قائم ہے۔۔۔تو ٹھیک

ہے چلو پھر چلتے ہیں اسی بہانے تمہارا انسپیکٹر ولید کے ہاتھ کی چائے پینے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔۔۔ ٹھیک ہے مگر دودھ لے چلتے ہیں یہ نہ ہو وہ دودھ نہ ہونے کا بہانہ کر دے میں نے سنا ہے بہت کنجوس ہے وہ۔۔۔ نہیں تمیں دنیا جہان کا دوسرا کوئی کام نہیں ہے جو ہر وقت انسپیکٹر ولید کے بارے میں کچھ نہ کچھ سنتے رہتے ہو۔۔۔ کبھی وہ امیر ہے کبھی وہ کنجوس ہے مطلب کچھ بھی۔۔۔ مار کو نے چڑ کر کہا تھا۔۔ کہ باس ایم مسکراتے ہوئے بولا تمہیں کیا تکلیف ہے تم کیوں جیلس ہو رہے ہو۔۔۔ میں اور تم سے جلس۔۔۔ ہاہا جلس ہوتی ہے میری جوتی۔۔۔ ہاں تو تیری جوتی ہے جب تو جلس ہو گیا تو تیری جوتی بھی ہو گی۔۔۔ دفعہ کہتے مار کو کمرے سے نکلا تھا کہ بوس ایم مسکرایا۔۔۔ لیکن کبھی کبھی اسے مار کو کی بہت فکر ہوتی بوس ایم کے علاوہ اس کا دنیا میں اپنا ہی کون۔۔

مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے وہاب میری اتنی ساری قیمتی چیزیں تھی اتنا سارا سامان جل گیا۔۔۔ ایت نے انتہائی افسوس ہے وہاب کو دیکھتے کہا تو وہاب بولا شکر کرو ایت کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور تمہیں سامان کی پڑی ہے۔۔۔ ہاں اللہ کا شکر

ہے لیکن پھر بھی لڑکیوں کو کافی چوٹیں ائی ہیں اور ادھا ہاتھ بیچاری ملیحہ کا بھی جلا ہے۔۔۔انشاءاللہ وہ سب جلدی ٹھیک ہو جائیں گی وہاب نے اسے تسلی دی سے کہا۔۔۔ کہ ایت بولی وہاب تم نے کسی کو بھیجا ملیحہ کو پک کرنے کے لیے۔۔۔ہاں میں نے سفیان سے کہا تھا وہ ملیحہ کو پک کر کے گھر چھوڑ دے گا۔۔۔اچھا میں تھوڑی دیر میں اسے فون کر کے اس کا حال پوچھتی ہوں کہتے ایت اٹھتے بولی میں ذرا نماز پڑھوا اور نفل بھی۔۔۔ کہ وہاب نے اسے دیکھتے سر ہلایا اور واپس فون میں مصروف ہوا۔۔۔اج ایت اور ملیحہ کے ہاسٹل میں اگ لگ گئی تھی۔۔ جس وجہ سے ان لوگوں کا کافی نقصان بھی ہوا لیکن شکر اس بات کا تھا کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا وہاب کی یونیورسٹی کی طرف سے ایک میٹنگ تھی۔۔۔تو اس ویک اینڈ وہ لاہور ایا ہوا تھا کہ ایت بھی زبردستی اس کے ساتھ ائی کہ اسے بھی لاہور کی سیر کرنی ہے۔۔۔اور پیچھے ان کے ہاسٹل میں اگ لگ گئی۔۔اب دونوں ہی ملیحہ کے لیے پریشان تھے۔۔۔

السلام علیکم سر۔۔۔وعلیکم السلام کیسی ہیں اپ مس ملیحہ ؟؟سفیان نے بغور اس کا جائزہ لیتے کہا۔۔جی میں ٹھیک ہوں۔۔وہ وہاب لالا نے کہا تھا اپ مجھے گھر چھوڑ دیں گے۔۔۔جی میں اسی لیے اپ کو لینے ایا ہوں کہتے سفیان نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا۔۔۔ملیحہ نے ایک نظر سفیان کو دیکھا جو دوسری طرف سے گھوم کر اتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا کہ پھر کچھ ہچکچاتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔بہت سارا سامان تو ویسے ہی جل چکا تھا بس کچھ چیزیں ہی وہ بچا سکی کہ سفیان اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ دیکھتے کہا لائے اسے مجھے دے دیں کہتے سفیان نے وہ بیگ پکڑتے پیچھے سیٹ پر رکھا۔۔اس کی نظر ملیحہ کے خون رستے ہوئے ہاتھ پر پڑی تو فورا اسے تھامتے کچھ پریشان ہوتے بولا مس ملیحہ اپ کے ہاتھ پر یہ کٹ کیسے لگا؟؟جب کہ اس کے ہاتھ پکڑنے پر ملیحہ کچھ گڑ بڑا گئی اور بولی وہ سر جلد بازی میں کچھ سامان نکالتے کیل لگ گئی تھی کہ اور نہ محسوس انداز میں اس نے سفیان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا۔۔۔جیسے سفیان باسانی محسوس کر چکا تھا وہ اپنی اس پیش قدمی پر کچھ شرمندہ بھی ہوا۔۔۔لیکن پھر بولا چلیں پہلے ہاسپٹل چلتے ہیں بینڈج کروانا بہت ضروری ہے۔۔نہیں سر اپ کو پریشانی ہو گی

میں خود ہی گھر جا کر کر لوں گی اپ فکر مت کریں۔۔۔او کم ان مس ملیحہ اگر اپ اس طرح کے ہاتھ کے ساتھ اکیلے گھر میں رہیں گی تو مجھے زیادہ پریشانی ہو گی ۔۔۔اس لیے ہم پہلے ڈاکٹر کے پاس چل رہے ہیں۔۔۔اس کے الفاظ اور انداز پر ملیحہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی نظریں پہلے ہی ملیحہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔سفیان کی سرمیی انکھوں کے تاثرات دیکھتے نہ چاہتے ہوئے بھی ملیحہ سر ہلاتے نظریں جھکا گئی۔۔۔زیادہ درد تو نہیں ہو رہا ہاسپٹل سے نکلتے سفیان نے اپنے سے ایک قدم پیچھے چلتی ملیحہ کو مڑ کر دیکھتے پوچھا تو ملیحہ نفی میں سر ہلاتے گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھی۔۔۔کچھ دیر گاڑی میں سفر کے بعد سفیان نے ایک جگہ گاڑی روکی اور باہر نکل گیا۔۔۔کچھ دیر بعد واپس اتے اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے وہاں کوئی پیکٹ رکھا واپس ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی وہاب کے فلیٹ کی طرف موڑی۔۔۔وہاں پہنچتے سفیان نے گاڑی سے سارا اسامان اٹھایا اور ملیحہ کے پیچھے چلتے وہ بھی اوپر فلیٹ تک ایا۔۔۔ایت نے وہاب کے فلیٹ کی ایک چابی ملیحہ کو بھی دی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ باسانی دروازہ کھولتے بولی سر اپ کا بہت شکریہ اور دروازے میں کھڑے ہوتے اس

سے سامان لینے گی۔۔ سفیان بولا شکریہ کہ کوئی ضرورت نہیں اور وہ پیکٹ ملیحہ کی طرف بڑھاتے بولا کھانا کھا لیجئے گا۔۔۔ ملیحہ نے ایک بار پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور سر ہلاتے بولی اوکے تھینکس اگین۔۔۔ مائی پلیر سر کو خم دیتے وہ مسکراتے ہوئے نکل گیا تو ملیحہ نے اندر آتے دروازہ لاک کیا۔۔۔ سفیان ان کے ڈیپارٹمنٹ کو پڑھاتا تھا لیکن ملیحہ کا وہ کبھی بھی فیورٹ ٹیچر نہیں رہا کیونکہ ملیحہ کو لگتا تھا وہ اس کے ساتھ دوسرے سٹوڈنٹ کی نسبت زیادہ سختی برتا ہے لیکن آج اس کا رویہ اس سے بالکل مختلف تھا۔۔۔ وہ بہت ہیڈسم اور چارمنگ پروفیسرز میں شامل ہوتا تھا۔۔۔ لیکن ملیحہ کے بقول وہ ایک مغرور انسان تھا جو ہمیشہ اپنی ذات میں گم رہتا۔۔۔ وہ باقی ٹیچرز کی طرح نہ خود کلاس کے ساتھ فری ہوتا اور نہ خود انہیں اپنے ساتھ فری ہونے دیتا۔۔۔ اور نہ ہی کبھی انہیں کوئی رائٹ دیتا جس دن جو کام اس نے کہا ہے اگر نہیں ہوا تو اس کے بعد وہ اس کام کو ایکسیپٹ نہیں کرتا۔۔۔ ملیحہ کو تو وہ بالکل بھی کاپریٹ cooperative اور اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔ اس کی نسبت وہاب بہت اچھا ٹیچر تھا وہ بھی سب کے ساتھ فری نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی کلاس کو ضرور فری ہینڈ دیتا کم سے کم اس کی کلاس اپنے

مسئلے مسائل تو اس کے ساتھ ڈسکس کر سکتی جو کہ سفیان کے معاملے میں ناممکن ہی تھا۔۔۔

عشاء کو ائرلینڈ آئے تقریبا تین ہفتہ ہو گیے تھے۔۔۔دارم اور رامین اس کا بہت خیال رکھتے۔۔۔رامین تو اس سے کبھی کوئی کام بھی نہیں کہتی۔۔۔اپنی مرضی سے کبھی وہ کچھ بنا لیتی تو رامین اسے نہیں روکتی تھی کہ کہیں اسے برا نہ لگ جائے ۔۔۔اور جنت تو عشاء کے ساتھ بہت کھیلتی اور کبھی زبردستی اپنی ضدیں بھی عشاء سے منواتی۔۔۔وہاں سب کچھ مکمل تھا لیکن پھر بھی عشاء کو ادھورا لگتا ۔۔۔شہریار تقریبا اسے روز ہی کال کر لیتا لیکن اس کی باتیں سنتے بھی عشاء سرتا پیر سرخ ہو جاتی۔۔۔خاص کر جب وہ ویڈیو کال کرتا۔۔۔لیکن اج اس کا موڈ کچھ خراب تھا کیونکہ شہریار نے دو تین دن سے اسے فون نہیں کیا تھا اور جب عشاء نے اسے خود کال کی تو کال کاٹ کر بزی ہوں کا میسج کر دیا۔۔۔جس کی وجہ سے اب وہ شہریار سے ناراض ہو چکی تھی۔۔۔اور اج سارا دن اداس اداس گھر میں گھومتی رہی جسے رامین محسوس کرتے سارا دن مسکراتی رہی۔۔۔

ارے بابا کی پرنسسز کو نیند آئی ہے۔۔۔ دارم نے بیڈ پر بیٹھتے انکھیں بند کرتی کھولتی جنت کو دیکھتے کہا جواب دارم کے بلانے پر انکھیں کھلے اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی بابا اور پھر دارم کا ہاتھ تھامتے واپس انکھیں بند کر گئی۔۔۔ اس کے انداز پر دارم کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور دارم نے جھک کر اس کا گال چوما جواب سو چکی تھی۔۔۔ کہ اسے تھپکتی ہوئی رامین بولی مت بلاؤ اسے دارم ورنہ اس کی نیند خراب ہو جائے گی۔۔۔ نہیں ہو گی نیند خراب سو گئی میری پرنسسز کہتے دارم نے اٹھتے جنت کو اٹھاتے واپس اس کا ماتھا چوما اور بولا بابا کا شیطان بچہ سارا دن شیطانی کرتے تھک جاتا ہے نا اس لیے اب جلدی سو جاتا ہے ۔۔۔

اور اسے بے بی کاٹ میں ڈالا۔۔۔ اور واپس اتے بیڈ پر رامین کے پاس بیٹھا۔۔۔ رامین مسکرائی اور بولی ہاں نا سارا دن عشاء کو اپنے پیچھے خوب بھگاتی ہے اور اب ماشاءاللہ بولتی بھی پورے پورے جملے ہے۔۔۔ اور ویسے بھی اب میں نے اسے پڑھانا شروع کر دیا ہے کہ دارم ہنسا اور بولا یار من ابھی تو بہت چھوٹی ہے میری

پرنسسز ابھی نہ پڑھایا کرو کھیلنے کودنے کی عمر ہے اس کی۔۔۔اتنا بھی نہیں پڑھاتی اب میں تمہاری پرنسسز کو لیکن وہ بہت جلدی چیزیں پک کرتی ہے اس لیے تھوڑا بہت اب ہمیں اسے سکھانا چاہیے۔۔۔اچھا بھئی جیسے تمہیں ٹھیک لگے کہتے دارم نے لیٹتے اپنا بازو کھولتے رامین کو اشارہ کیا تو رامین مسکراتے ہوئے اس کے بازو پر سر رکھے لیٹی کہ دارم بولا تو پھر اج کیا کیا سارا دن میری جان نے پوچھتے دارم نے اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔رامین بولی کچھ خاص نہیں بس وہی ڈیلی روٹین لیکن اج مجھے بہت مزہ ایا۔۔۔اچھا وہ کیسے دارم نے مسکراتے پوچھا۔۔۔عشاء کی حالت پر تقریبا اج دن میں کوئی سو دفعہ اس نے فون چیک کیا ہوگا کہ شہریار نے اسے کوئی کال وغیرہ کی یا نہیں۔۔۔لیکن وہ بھی ایسا ڈھیٹ ہے مجال ہے جو میری چھوٹی معصوم سی بھابھی کو ایک فون کر دے۔۔۔بھابھی دارم ہنستے ہوئے بولا؟؟ہاں نا رشتے میں تو عشاء بھابھی لگتی ہے میری لیکن خیر میرے لیے تو چھوٹی بہنوں جیسی ہے اور صبح تک دیکھتی ہو ورنہ میں خود شہری کو فون کرکے اس کی کلاس لگاتی ہوں بھئی کیوں پریشان کر رہا ہے اسے؟؟؟ہاں پریشان تو نہیں کرنا چاہیے شہریار کو لیکن ہو سکتا ہے وہ کہیں

مصروف ہو۔۔۔دیکھو دارم اس معاملے میں تم بالکل اس کی سائیڈ نہیں لے سکتے جتنا بھی مصروف ہے ایک کال تو کر سکتا ہے نہ اسے کیونکہ رامین کو پتہ تھا دارم خود تو شہریار کو جتنا مرضی ڈانٹ لے بعزت کر لے لیکن دوسروں کے سامنے ہمیشہ اس کی غلطیوں پر پردہ ڈالتا تھا۔۔یا پھر پہلے بھی نہ روز کال کیا کرتا اسے۔۔۔مل کر بچھڑ جانے کی تکلیف دنیا میں ملنے والی سب تکلیفوں سے کڑی اور بے رحم ہوتی ہے۔۔۔رامین جیسے کھوئے ہوئے انداز میں بولی تو دارم بولا میں سمجھ سکتا ہوں من۔۔۔یہ سب چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ تمہیں کیسے پتہ شہریار روز عشاء کو کال کرتا ہے۔۔۔دارم کے پوچھنے پر رامین ہنستے ہوئے بولی اکثر میں نے عشاء کو کال پر بات کرتے سنا ہے۔۔۔اور تمہیں پتہ ہے شہری عشاء کو بٹر فلائی کہہ کر بلاتا ہے جبکہ عشاء اسے انہیں۔۔۔سنے۔۔۔اپ۔۔۔کہتے نہیں تھکتی۔۔۔دارم بازو فولڈ کر کے سر کے نیچے رکھتے رامین کی طرف کروٹ لیتے بولا ویسے من کسی کی پرسنل باتیں سننا غلط بات ہوتی ہے۔۔۔میں کہاں سنتی ہوں اب ویڈیو کال پہ مجھے خود ہی اواز ارہی ہوتی ہے کچن میں کام کرتے تو میں کیا کر سکتی ہوں رامین کے منہ بنا کے کہنے پر دارم کا قہقہہ کمرے کے در و دیوار سے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ٹکرایا تھا کہ رامین فوراً اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے بولی کیا کر رہے ہو دارم جنت اٹھ جائے گی کہتے رامین نے ہلکا سا اٹھ کر جنت کی کاٹ میں جھانکا تو دارم نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود پر گرایا۔۔۔ رامین نے کچھ گڑبڑاتے ہوئے دارم کو گھورا تو دارم نے اس کی گردن پر ہونٹ رکھتے بولا جانے من ہمیں دوسروں کی لائف ڈسکس کرنے کی بجائے خود پر فوکس کرنا چاہیے۔۔۔ ویسے بھی اج تو میری پرنسسز بھی جلدی سو گئی ہے تا کہ مما بابا زیادہ ٹائم ساتھ سپینڈ کر سکیں۔۔۔ کہتے دارم نے احتیاط سے رامین کو بیڈ پر لیٹاتے اس کے کان کی لو اپنے دانتوں سے ہلکا سا دبایا۔۔۔ کہ رامین اس کے کندھے پر مارتے اسے خود سے دور کرتے سرخ ہوتا چہرہ لیے بولی شرم کرو دارم اور دوسرا تم بھی سو جاؤ پھر تم صبح بہت مشکل سے اٹھتے ہو۔۔۔ ہاں مجھے سلا کر تم نے یہ اپنے چیپ ناولز کا رومینس پڑھنا ہو گا۔۔۔ جب کہ میں تمہیں اس کا پریکٹیکل بھی کر کے دکھا سکتا ہوں تو پھر کیا خیال ہے کہتے وہ رامین کو سمٹنے پر مجبور کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ کہ رامین اس کے بے خود ہوتے انداز پر آنکھیں بند کرتے بولی تم ہمیشہ اپنی مرضی ہی کرتے ہو کہتے اس کے سامنے ہتھیار ڈال گی۔۔۔

فون کی بل پر عشاء لمحے میں اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ شہریار کی تصویر پوری اب وتاب سے سکرین پر جگمگا رہی تھی اور وہ فون ہاتھ میں پکڑے بیٹھی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی۔۔

دو بیل کے بعد اسے ایک میسج رسیو ہوا۔۔۔ جس میں لکھا تھا بٹر فلائی میں جانتا ہوں فون تمہارے ہاتھ میں ہے شاباش فون اٹھاؤ میرا۔۔۔ میسج پڑھنے کے بعد دو تین بیلز کے بعد عشاء نے بالا خر فون اٹھا ہی لیا۔۔۔ شہریار نے سلام کیا تو عشاء بولی وعلیکم السلام ؟؟ بٹر فلائی میرا فون نہ اٹھانے کی کوئی خاص وجہ ؟؟؟ کان اور انکھیں خراب ہو گئی ہیں کیا جو میری کالز نہ تمہیں سنائی دیتی ہیں اور نہ دکھائی دیتی ہیں ؟؟ کہ عشاء کچھ غصے سے منہ بناتے بولی ایسی باتیں کرنے کے لیے فون کیا تو میں اپ کو بلاک کرنے لگی ہوں۔۔۔ وجہ شہریار نے بھی کچھ روب ڈالتے پوچھا کہ عشاء بولی مرضی میری۔۔ اس کے اس طرح کہنے پر شہریار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری وہ جانتا تھا دو دن کال نہ کرنے کی وجہ سے وہ سخت ناراض ہو گی کہ پھر بولا اور تمہیں تمہاری من مرضیاں کرنے کی اجازت کس نے

دی؟؟؟ مجھے اپ کی اجازت نہیں چاہیے کہتے وہ کھٹاک سے کال کاٹ گئی۔۔۔
شہریار نے حیران ہوتے موبائل کان سے اتارتے اپنے سامنے کیا اور مسکراتے
ہوئے واپس عشاء کو کال ملائی۔۔۔ عشاء نے منہ بناتے کال پک کر لی کہ شہریار
بولا میں نے تمہیں خود سے دور ضرور کیا ہے لیکن تمہیں اتنا اڑنے کی اجازت
نہیں دی۔۔۔ تمہاری حدود مجھ سے مجھ تک ہیں۔۔۔
سمجھی۔۔۔ دوسری طرف سے خاموشی پا کر بولا عشاء تم سن رہی ہو؟؟ جی عشاء
نے لفظی جواب دیا کہ شہریار بولا تو پھر بات کیوں نہیں کر رہی؟؟ کیا بات کروں
میں اپ سے جب سے کال ملائی ہے اپ مجھے پر غصہ کر رہے ہے بس باتیں سنائے جا
رہے یہ نہیں کہ اگر دو دن بعد بیوی کی یاد اہی گئی ہے اسے کال کر ہی لی ہے تو اس
کا حال چال پوچھ لوں لیکن نہیں اپکو تو بس مجھے دھمکانا ہے غصے سے کہتے وہ
خاموش ہو گی۔۔۔ ہر بات کو ان سنا کرتے لفظ بیوی کے استعمال پر شہریار کی
مسکراہٹ گہری ہوئی کہ بولا اچھا تو کیوں میری بیوی مجھے غصہ چڑھاتی ہے پھر
جب جانتی بھی ہے کہ مجھ میں کوئی خاص صبر نہیں ہے۔۔۔ جی جی غصہ تو
صرف اپ کو اتا ہے حالانکہ مجھے غصہ ہونا چاہیے میں ناراض ہوں اپ سے۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اچھا کیوں شہریار نے انجان بنتے پوچھا۔ تو عشاء بولی بس اتنی ہی پرواہ ہے اپ کو میری یہ بھی نہیں پتہ کہ میں کیوں ناراض ہوں ؟؟ بٹر فلائی میں مصروف تھا اور وہاں سگنل بھی نہیں تھے ورنہ ایسا ہو سکتا ہے میں تمہیں کال نہ کرتا میرا دن خود تب تک مکمل نہیں ہوتا تب تم میں سے بات نہ کر لوں۔۔۔ اچھا عشاء نے ایک لفظی جواب دیا۔۔۔ شہریار بولا اب اگر ناراضگی ختم ہو گئی ہو تو میری جان ویڈیو کال پک کرو۔۔۔ اپ یوں ہی بات کر لیں عشاء نے فوراً سے کہا کہ شہریار بولا بٹر فلائی کال پک کرو تمہیں دیکھیں بغیر مجھے نیند کہاں اتی ہے۔۔ کہ عشاء بولی دو دن سے مجھے دیکھے بغیر ہی سو رہے ہیں اج بھی اجائے گی نیند اپ کو۔۔۔ عشاء ۔۔۔ اس کے نام کو لمبا سا کھینچتے شہریار نے کال سوئچ کی تو عشاء نے کچھ دھڑکتے دل کے ساتھ ویڈیو کال ان کی۔۔۔ سامنے ہی وہ بیڈ پر شرٹ لیس لیٹا موبائل کو تکیے کے ساتھ سیٹ کرتے بولا دو دن سے سویا کہاں ہوں میں۔۔۔ کیوں نہیں سوئے آپ عشاء نے بھی موبائل سیٹ کر کے رکھتے سوال کیا۔ کہ شہریار بولا تمہیں دیکھا جو نہیں تھا بس نیند ہی نہیں ائی۔۔۔ جھوٹے کہتے عشاء نے نظریں جھکائی کہ شہریار بولا لو اس میں جھوٹ بولنے والی کیا بات ہے۔۔۔ خیر چھوڑو یہ

سب یہاں دیکھو شہریار مسلسل اس کا نظریں چرانا محسوس کر رہا تھا کہ عشاء نے بال کان کے پیچھے کرتے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا جس نے مسکراتے ہوئے عشاء کو دیکھتے انکھ ونگ کی۔۔عشاء نے سٹپٹاتے ہوئے سرخ چہرہ لیے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔شہریار ہنستے ہوئے بڑے رازدانہ انداز میں بولا صرف میں اور تم ہیں۔۔۔بٹر فلائی اور کوئی نہیں ہے یہاں۔۔۔کہ عشاء بولی وہ مجھے نیند ائی ہے میں سو جاؤ۔۔واہ یہ ٹھیک ہے ابھی تم مجھ سے ناراض تھی کہ میں نے تمہیں کال نہیں کی لیکن جب کال کر لوں اگے سے ایک ہی بات ہوتی ہے میں سو رہی تھی۔۔۔مجھے سونا ہے۔۔۔۔میں سو جاؤں۔۔۔۔اللہ حافظ سو جاؤ تم کہتے وہ کھٹاک سے کال کاٹ گیا۔۔۔کبھی کبھی عشاء کو لگتا وہ شخص اس کی سمجھ سے ھی باہر ہے جیسے اب منٹو میں ناراض ہو گیا تھا۔۔۔

کون ؟؟ بمشکل اپنی انکھیں کھولتے ساتھ کہتے ہی اس نے دروازہ کھولا دیا۔۔ کہ اپنے سامنے کھڑے سفیان کو دیکھتے وہ ایک دم چونکی فوراً اپنے دوپٹے کو درست کرتے بولی سر اپ یہاں۔۔۔ اسے لگا تھا میڈ ہو گی۔۔ اپ یہاں کیا کر رہے ہیں ؟؟ سفیان نے بغور اس کا جائزہ لیا جو سادہ سے حلیے میں چھوٹا سا سٹول ر لیے بکھرے سے انداز میں اس کے اپ کے سامنے کھڑی تھی کہ پھر بولا اپ کو جو بھی سامان لینا ہے میرے ساتھ چل کر شاپنگ کر لیں وہاب نے مجھے اپ کو پک کرنے بھیجا ہے۔۔۔ اس وقت ملیحہ نے کچھ حیران ہوتے اسے دیکھتے کہا تو سفیان بولا مس ملیحہ اپ کی مارننگ شاید ابھی ہوئی ہے ورنہ دن کے 12 ہو رہے ہیں۔۔۔۔ لیکن مجھے تو وہاب لالا نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا ملیحہ کچھ سوچتے بولی۔۔۔ بہتر ہو گا اپ اسے سے کال کر کے پوچھ لیں سفیان نے کہا تو ملیحہ مڑتے اپنا فون تلاش کرنے لگی۔۔۔ جبکہ سفیان کو اپنے پیچھے اندر اتے دیکھ کر واپس مڑتے اس گھورتے ہوئے بولی سر میں گھر پر اکیلی ہو۔۔۔ میں جانتا ہوں کہتے اگے بڑھتے سفیان نے دروازہ بند کرتے قدم اس کی طرف بڑھائے۔۔۔ ملیحہ چند قدم پیچھے لیتے کچھ غصے سے اسے گھورتے بولی۔۔۔ اپ میں مینرز نہیں ہیں

میں نے اپ کو اندر انے کی دعوت نہیں دی اور آپ ہیں کہ زبردستی اندر انے کے بعد دروازہ بھی بند کر چکے ہیں۔۔ مس ملیحہ اپ کیا چاہتی ہیں کہ ہر آتا جاتا انسان کھلے دروازے سے ہمیں دیکھے۔۔۔ دیکھیں سر اس سے پہلے ملیحہ اسے مزید کچھ کہتی کہ سفیان بولا جائے جا کر چینج کریں۔۔۔اور نو ارگیومنٹس No arguments۔۔۔ ملیحہ تو اس کے انداز پر حیران ہوتے بولی یہ میرے لالا کا گھر ہے اپ کا کلاس روم نہیں جہاں اپ یوں مجھ پر روب ڈالیں گے۔۔۔جی محترمہ میں جانتا ہوں اور اپ کے لالا نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے اس لیے جائیں جا کر چینج کریں بہت مہربانی ہو گی اپ کی۔۔۔ کہ ملیحہ خاموشی سے اسے گھورتے اپنے کمرے میں گئی اور جاتے ہی اس نے ایت کو کال ملائی۔۔۔

وہاب تم بھی کمال کرتے ہو۔۔۔اخر تمہیں کیا ضرورت تھی سفیان سر سے کہنے کی کہ وہ ملیحہ کو شاپنگ پر لے جائیں۔۔۔ایت اسے اپنا ضروری سامان چاہیے ہو گا ہم ابھی دو دن اور نہیں جائیں گے تو وہ کیسے گزارا کرتی۔۔۔اکیلے جانے سے بہتر ہے کہ وہ سفیان کے ساتھ جائے۔۔۔ کہتے وہاب نے بات ختم کی۔۔۔ایت بولی

لیکن پھر بھی وہاب ایک تو ملیحہ کو سفیان سر ویسے نہیں پسند اوپر سے تم نے اسے ان کے ساتھ بھیج دیا وہ بیچاری پریشان تھی۔۔۔کچھ نہیں ہوتا ایت سفیان میرا دوست ہے اور اتنا اچھا انسان ہے۔۔۔ خیر تم یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ تمہیں ملیحہ سے اتنی ہمدردی کب سے ہونے لگی ؟؟ کیا مطلب کب سے ہونے لگی وہ میری کزن ہے اور دوست بھی مانا مجھے اس کے کچھ عادتیں نہیں پسند لیکن پھر بھی میں نے کبھی اسے برا تو نہیں کہا۔۔۔کہ وہاب مسکراتے ہوئے بولا جی جی بالکل۔۔۔ہاں تو مسکرا کیوں رہے ہو سچ کہہ رہی ہوں میں۔۔۔ میں نے کب کہا تم جھوٹ کہہ رہی ہو۔۔۔تو پھر ہنسو مت اور چپ چاپ ناشتہ کرو ایت منہ بناتے بولی۔۔۔تو وہاب اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اب ناشتہ کرنے لگا کیونکہ وہ اس وقت ایت کو ناراض کرنے کی غلطی بالکل نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جنت کب سے عشاء کو بلاتے اس سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ وہ گم سم بیٹھی بس اسے ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔۔۔رامین ان کے پاس اکر بیٹھی اور اپنے شور مچاتی پرنسسز کو اٹھاتے اس کا گال چومتے بولی میری بے بی

ڈول کیوں اتنا شور مچا رہی ہے۔۔۔وہ رامین کے گلے میں بازو حائل کرتے مسکراتے ہوئے ہونٹ گول کرتے بولی (مماتا تون دھنے ہں پی بابانہ دھنے دتے اتھے اون تادو) ماما کارٹون دیکھنے ہیں پھر بابا دیکھنے نہیں دیتے ایل سی ڈی کا ریموٹ رامین کے ہاتھ میں دیتے بولی۔۔۔اس کے معصوم سے شکوے پر رامین کھلکھلا کر ہنسی اور پاس بیٹھی عشاء بھی مسکرائی۔۔۔رامین نے اسے کارٹون لگا دیے۔۔۔دارم اور جنت کا روز رات بس ایک ہی فساد ہوتا دارم کو نیوز دیکھنی ہوتی اور جنت کو کارٹون۔۔۔اور دونوں میں سے کوئی بھی موبائل پر دیکھنے کو راضی نہیں ہوتا۔۔۔جنت اپنے خرگوش کے ساتھ کھیلتے کارٹون دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔۔۔تو رامین نے عشاء کی طرف رخ کرتے اس سے پوچھا کیا ہوا عشاء کچھ پریشان لگ رہی ہو۔۔۔کچھ نہیں اپی بس یوں ہی عشاء نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا کہ رامین بولی شہریار کی کال ائی تھی؟؟ جی ائی تھی۔۔اچھا کیا کہتا ہے پھر رامین نے پوچھا؟؟ کچھ نہیں عشاء نے لفظی جواب دیا تو رامین مسکراتے بولی اچھا تو کچھ نہیں کہنے کے لیے فون کیا تھا کیا۔۔۔ نہیں اپی بس یوں ہی ادھر ادھر کی باتیں۔۔۔اچھا اگر یوہی بات ہوئی تو صبح سے تمہارا چہرہ کیوں اتنا

اترا ہوا ہے رامین نے بغور اس کا جائزہ لیتے کہا۔۔۔ کہ عشا بولی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے عشاء نے نظریں چراتے کہا۔۔۔ اج تو رامین صحیح حساب کتاب لینے بیٹھ گئی تھی۔۔۔ رامین بولی تمہیں پتہ ہے عشاء مجھ سے کوئی بھی بات چھپانا بہت مشکل ہے۔۔۔ اس لیے اب شاباش بتاؤ کیا ہوا ہے پتہ ہے جب ایت ملیحہ کو بھی کوئی پریشانی یا مشکل ہوتی ہے تو وہ مجھ سے ڈسکس کرتی ہے تم بھی مجھ سے ڈسکس کر سکتی ہو۔۔۔ یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں شہری کی بیوی سمجھ کر جج کروں گی بلکہ میں تمہیں ایت اور ملیحہ کی طرح ہی سمجھاؤں گی میرے لیے تم بھی ان جیسے ہی ہو۔۔۔ اس لیے جب کبھی تمہیں کوئی مشکل ہو کوئی بات سمجھ نہ ارہی ہو تو میں تمہارے لیے ہمیشہ حاضر ہوں۔۔۔

اپی میں جانتی ہوں اپ بہت اچھی ہیں اور ہمیشہ مجھے سپورٹ بھی کرتی ہیں دوسروں کی ڈانٹ سے بھی بچاتی ہیں اور پیار بھی کرتی ہیں۔۔۔ اپ جانتی ہے اپ مجھے ہمیشہ اپنی عروج بھابھی جیسی لگتی ہیں اور دارم لالا بلکل دراب لالا جیسے۔۔۔ وہ دونوں بھی مجھے ائرلینڈ بلانا چاہتے تھے۔۔۔

لیکن وہ تو مجھے ہمیشہ کے لیے تنہا کر کے۔۔دنیا ہی چھوڑ کر چلے گئے کہتے اس کی انکھوں میں نمی اتری تھی۔۔۔رامین کی انکھیں بھی نم ہوئی کہ پھر اگے بڑھتے اس نے عشاء کو گلے لگایا اور بولی اب ان سے اگلے جہاں میں ملاقات ہو گی عشاء۔۔۔لیکن اگر تم یوں رو گی ناتوان کو بالکل اچھا نہیں لگے اور مجھے اور دارم کو بھی نہیں۔۔۔اور سب سے بڑھ کر تو جنت کیا سوچے گی کہ اس کا رونے کا ڈیپارٹمنٹ اس کی پھوپھو نے سنبھال لیا۔۔۔کہ عشاء نے نم انکھوں سے رامین اور پھر ایک نظر جنت کو دیکھا اور پھر مسکرا دی۔۔۔رامین بولی عشاء اگر تمہارے اور شہری کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا ہے تو اسے ایک دوسرے سے بات کر کے ختم کر دو۔۔۔انائیں رشتوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔۔۔میں ایت کو بھی یہی سمجھاتی ہوں کہ پہل کر لینی چاہیے اگر رشتہ بچ سکتا ہو تو بچا لینا چاہیے ۔۔۔لیکن اگر بار بار تمہیں ہی پہل کرنی پڑے تو بے شک ختم کر دو۔۔۔ایک طرفہ تو کوئی چیز بھی کامیاب نہیں ہوتی لیکن اگر ایک شخص ہمیں سو دفعہ مناتا ہے۔۔۔

تو کبھی اس کی ناراضگی کا بھی بھرم رکھ لینا چاہیے خود پہل کر کے اسے منا لینا چاہیے۔۔۔ کہ عشاء فورن سے اس کی بات کاٹتے بولی۔۔۔ لیکن اپی وہ ہمیشہ خواہ مخواہ ناراض ہو جاتے ہیں میں نے تو انہیں کچھ کہا بھی نہیں ہوتا۔۔۔ رامین مسکرائی اور بولی تو تم اسے خواہ مخواہ ہی منا لیا کرو زیادہ پیار میں ہی زیادہ ناراضگی ہوتی ہے کیونکہ ہماری ایکسپیکٹیشنز expectations بہت ہائی ہو جاتی ہیں ۔۔ لیکن شہریار ہمیشہ اپنی مرضی کرتے ہیں عشاء نے اپنا ایک اور مسئلہ بیان کیا کہ رامین بولی تو تم اس کی من مرضیوں کو اپنی مرضی مطابق ڈھال لیا کرو۔۔۔ اور دوسرا عشاء وہ کچھ شروع سے ہی ایسا ہے اپنی دل کی ہی کرتا ہے۔۔۔ ایک عورت کبھی بھی مرد کو کنٹرول نہیں کر سکتی کیونکہ مرد قابو میں آنے والی مخلوق ہی نہیں ہے عورت کا پیار، غصہ، رونا پیٹنا، اور لڑنا جھگڑنا ایک طرف اور مرد دوسری طرف وہ کبھی بھی زبردستی کیسی کیلئے کچھ نہیں کرے گا وہ تب کرے گا جب وہ واقعی اس کیلئے کچھ کرنا چاہے گا وہ تب کرے گا جب وہ سچ میں اس پیار کرتا ہو گا اس کی پرواہ کرتا ہو گا۔۔۔ اگر کوئی عورت زبردستی مرد کو اسکا رویہ بدلنے کا کہے گی ناں تو وہ اس کو مٹی میں رول دے گا، لیکن اپنا رویہ اس عورت

کیلئے کبھی نہیں بدلے گا وہ خود کو تب بدلے گا جب وہ خود اپنی مرضی سے بدلنا چاہے گا۔۔۔ اگر وہ محبت بھی کرے گا تو عورت کے کہنے پر اسکا اظہار نہیں کرے گا وہ محبت کا اظہار بھی تب کرے گا جب اسکا دل چاہے گا وہ محبت بھی تب جتائے گا جب اسے اسکی مرضی ہو گی۔۔۔ اس لیے کہہ رہی ہو عشاء میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے تمہاری پرواکرتا ہے اس نے تمہیں حویلی والوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا بلکہ اپنی غیر موجودگی میں تمہارے لیے محفوظ ٹھکانے کی تلاش کی۔۔ تمہاری معصومیت کو تباہ نہیں کیا بلکہ کچھ نہ کچھ خود کو تمہارے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔۔۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے یہ وہ شہریار ہے ہی نہیں جو میرا بھائی تھا کہتے رامین مسکرائی تھی۔۔ عشاء کے گال لمحے میں سرخ ہوئے کہ پھر بولی میرے سے ان کے ساتھ ویڈیو کال پہ بات نہیں ہوتی؟؟ اس کے الفاظ پر رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی لیکن کیوں جب سامنے ہوتا ہے تب بھی تو بات کرتی ہو؟؟ اپی اب اپ ہنس کیوں رہی ہیں بس نہیں ہوتی نا۔۔۔ عشاء اس میں اتنا ہچکچانے والی تو کوئی بات نہیں ہے بھئی تمہارا اپنا شوہر ہے اور دوسرا مانا کہ وہ کچھ بے شرم ہے لیکن اب تمہیں ایڈجسٹ تو کرنا

پڑے گا۔۔۔ وہ اس ازاد خیال ماحول میں رہا ہے وہ مشعر کی لڑکیوں کی شرم وحیا نہیں سمجھ سکتا۔۔ اور بہترین بیوی بھی وہی ہوتی ہے جو اپنے محرم کی پسند میں ڈھل جائے۔۔۔ سمجھی بدھو لڑکی۔۔۔ اگر وہ تم سے ویڈیو کال پر بات کرنا چاہتا ہے تم اس سے ویڈیو کال پر ہی بات کرو۔۔۔ اس سے پہلے کہ تمہیں کی جانے والی ویڈیو کال وہ کہیں اور کرنے لگ جائے۔۔۔ میں تمہیں ڈرا نہیں رہی صرف سمجھا رہی ہوں کہ ابھی تم دونوں کے رشتے کو بہت سارے طوفانوں سے گزرنا ہے۔۔ اور ان طوفانوں سے گزرنے کے لیے تمہیں اپنے رشتے کو مضبوط کرنا ہے وہ بھی اتنا کہ شہری خود اس رشتے کی ڈھال بن کر حفاظت کرے۔۔۔۔ بے شک شہریار میرا بھائی ہے لیکن ہے تو ایک مرد نا گر جو وہ تم سے چاہتا ہے تم اس پر پورا نہیں اترو گی تو وہ اس چیز کو باہر تلاش کرے گا۔۔ جب تم اس کی چاہتوں کو پورا کرو گی تو وہ بھی تمہاری ہر خواہشوں کا احترام کرے گا۔۔۔ جس طرح ہمیں مرض کی دوا سے ارام نہ ائے تو ہم بار بار دوا بدلتے ہیں اسی طرح سب کو اپنا سکون عزیز ہوتا۔۔۔

بات ختم کرتے رامین نے عشاء کی طرف دیکھا تو عشاء نے سمجھداری سے سر ہلا دیا۔۔۔

اس کا موبائل مسلسل بج رہا تھا اور وہ نیند میں بار بار کال کاٹ دیتا لیکن اگلا بھی کوئی ڈیٹ تھا جو بار بار فون کرے جا رہا تھا اخر تھک کر شہریار نے فون ان کرتے کان سے لگایا اور بولا۔۔۔ کیا تکلیف ہے کون مر گیا ہے جب کوئی فون نہ اٹھائے تو کال کرنی بند کر دینی چاہیے۔۔۔ کہتے وہ کھٹاک سے فون بند کر گیا۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے کال دوبارہ آئی اب کی بار شہریار نے پر بمشکل انکھیں کھولتے سکرین پر دیکھا تو اس کی بٹر فلائی تھی۔۔۔ لمحے میں کچھ پریشان ہوا کہ وہ ٹھیک ہو جو بار بار کال کر رہی ہے۔۔۔ شہریار نے اٹھ کر بیٹھتے فون یس کرتے کان سے لگایا اور بولا کیا ہوا سب ٹھیک ہے بٹر فلائی۔۔۔ جی سب ٹھیک ہے اور ایسے کون بات کرتا ہے شہریار۔۔۔ میں نے اتنی بار کال کی فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے میرا اپ؟؟

سو رہا تھا میں تمیں کیا لگتا ہے نیند صرف تمہیں اتی ہے اس کی خیریت معلوم کرتے ہی شہریار کو اپنی ناراضگی یاد آئی وہ کچھ اکھڑے لہجے میں بولا۔۔۔ شہریار کی ناراضگی محسوس کرتے عشاء مسکراتے ہوئے بولی نہیں لیکن اپ تو اس وقت نہیں سوتے نا۔۔۔ تو اب کیا تمہیں بتا کر سویا کروں شہریار نے واپس بلینکٹ میں غائب ہوتے کہا۔۔ ویسے سونا تو اپ کو بتا کر ہی چاہیے میں بھی تو اپ کو بتا کر ہی سوتی ہوں۔۔۔ شہریار نے موبائل کو سامنے کرتے گھورا جیسے عشاء اس کے سامنے کھڑی ہو۔۔۔ لیکن پھر بولا میں سونے لگا ہوں بتا دیا میں نے تمہیں اب مزید میرا دماغ خراب نہ کرو اللہ حافظ۔۔۔ کہ عشاء فورا بولی میں اپ کا دماغ کیسے خراب کر سکتی ہو۔۔۔ کہتے وہ ہنسی تھی۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی دوسری طرف شہریار مسکرایا اس کی ان کہی بات کا مطلب سمجھتے۔۔۔ کہ بولا ٹھیک ہے

پھر۔۔۔

شہریار رکیں کال مت کاٹیے گا۔۔۔ وجہ شہریار نے کچھ روب سے پوچھا؟؟ اپ میری ویڈیو کال اٹھائیں؟؟ خیریت شہریار نے حیران ہوتے کہا۔۔۔ جی مجھے اپ کو کچھ دکھانا ہے۔۔۔ اچھا۔۔۔ کہتے ساتھ شہریار نے اس کی سوچ کی کال کو ان

کیا تو کچھ لمحے ساکت بس وہ عشاء کو دیکھتا رہا۔۔۔ عشاء بولی کیسی لگ رہی ہوں میں ؟؟ محترمہ اتنا تیار ہو کر اپ کہاں جا رہی ہیں شہریار نے انکھیں چھوٹی کرتے باقاعدہ اب اسے گھورتے پوچھا تھا؟؟ میں تو کہیں نہیں جا رہی دارم لالا اور رامین اپی گئی ہیں۔۔ دارم لالا کے کسی دوست کی شادی پر۔۔۔ تو تمہارے اتنا سجنے سنورنے کی کوئی خاص وجہ پھر؟؟ نہیں بس یوں ہی فری تھی تو سوچا میک اپ کر لوں۔۔۔ اچھا شہریار نے اچھا کوئی لمبا سا کھینچا کہ عشاء اسے دیکھتے بولی اپ نے بتایا نہیں میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ کہ شہریار بولا اب اتنے میک اپ میں تو کوئی بھی اچھا لگے گا تم بھی اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ شہریار کی جواب پر عشاء اسے گھور کر رہ گئی اور پھر بولی ٹھیک ہے اپ سو جائیں اپ کی نیند ڈسٹرب کر دی میں نے اللہ حافظ کہتے ساتھ وہ فون کاٹ گئی۔۔۔ شہریار نے اسے دوبارہ کال ملائی جو کہ اس نے نہیں اٹھائی تو وہ مسکرایا جانتا تھا وہ ناراض ہو گئی ہو گی۔۔۔ لیکن وہ بھی تو ناراض تھا پھر بھی دوبارہ کال کرنے لگا جو کہ اب فون نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد اسے شہریار کا وائس نوٹ ریسیو ہوا۔۔۔

عشانے جیسے ہی وائس نوٹ سناتو اسے مزید غصہ ایا جس میں شہر یار کہہ رہاتھا عشاء فون اٹھاؤ میرا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ نہیں اٹھوؤ گی اور ویسے بھی اپ سے برا کوئی نہیں ہے دوسری طرف شہر یار کو یہ ٹیکسٹ میسج وصول ہوا۔۔۔ کہ شہر یار نے مسکراتے واپس اسے ویڈیو کال ملائی کہ اب کی بار عشاء نے فون اٹھالیا مگر شہر یار کی طرف دیکھا نہیں۔۔۔ شہر یار بھی بنا کچھ بولے بس اسے محویت سے دیکھ رہا تھا جس کی انکھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی یقیناوہ رو کر ہٹی تھی۔۔۔ اخر پانچ منٹ گزرنے کے بعد بھی جب شہر یار نہیں بولا تو عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ مسکرادیا۔۔۔ اب کیوں فون کیا ہے مجھے عشاء نے کچھ غصے سے اسے گھورتے پوچھا

تو شہر یار بولا اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ ہاں تو اتنے میک اپ میں تو کوئی بھی اچھا لگے گا ناوہ منہ بناتے بولی تو شہر یار قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔ ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو شہر یار نے اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اپ مجھ سے بالکل بھی پیار نہیں کرتے شہر یار۔۔۔ عشاء نے انکھوں میں نمی بھرتے اب کی بار شکوہ کیا تھا۔۔۔ شہر یار نے اسے دکھتے ٹھنڈی اہ بھری اور مسکراتے ہوئے بولا اب اتنی دور سے تمہیں پیار

کیسے کروں بٹر فلائی۔۔۔جائیں مجھے نہیں کرنی اپ سے بات اپ بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔

ارے واہ اب ایسے کیسے بات نہیں کرنی میری نیند خراب کی ہے تم نے تو اب کرو بات۔۔۔کیا بات کروں میں اپ سے جب دیکھو مجھے ڈانٹتے دھمکاتے روب ڈالتے رہتے ہیں۔۔۔اور پھر خود ہی ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔۔۔اگر میں ناراض ہوتا ہوں تو مجھے ناراض کون کرتا ہے شہریار نے اس پر نظر جمائے کہا؟؟تو اپ کیا کہنا چاہتے ہیں میں اپ کو ناراض کرتی ہو عشاء بھی اسے گھورتے بولی؟؟ ہاں جی محترمہ میں یہی تو کہہ رہا ہوں۔۔۔اب کی بار وہ اسے گھور کر خاموشی سے رخ پھیر گئی کہ۔۔۔شہریار اسے واپس رونے کی تیاری پکڑتا دیکھ کر بولا اچھا سنو تو بہت ایموشن بلیک میل کرتی ہو تم مجھے اور ویسے بھی تم کون سا کبھی مجھے مناتی ہو۔۔۔ہاں تو میں نے اپ کو منانے کے لیے ہی فون کیا تھا عشاء منہ بناتے بولی۔۔۔اچھا تو پھر کسی نے روک لیا تھا منا لیتی۔۔۔لیکن نہیں تم تو خود الٹا ناراض ہو جاتی ہو شہریار نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔عشاء بولی اپ منانے کا موقع بھی تو دیا کریں اپ تو ایسے بات کرنے لگتے ہیں جیسے مجھ پر احسان کر رہے

ہوں۔۔۔ناراضگی میں ایسے ہی بات کرتے ہیں۔۔۔میں تو اسے نہیں کرتی عشاء فورا بولی۔۔۔کہ اسے دیکھتے شہریار بولا بٹر فلائی تم مجھے منانے والی تھی نہ کہ باتیں سنانے والی چلو شاباش اب مناؤ مجھے تسلی سے۔۔۔جی نہیں اب مجھے اپ سے کوئی سلا نہیں کرنی وہ منہ بناتے بولی۔۔تو شہریار نے اسے گھورا اور بولا وجہ۔۔۔کیونکہ اپ نے میرے میک اپ کی تعریف نہیں کی بھلا کوئی ایسے کہتا ہے اپنی بیوی کو میک اپ میں تو سبھی اچھے لگتے ہیں تم بھی لگ رہی ہو۔۔۔وہ شہریار کی نقل اتارتے بولی تو شہریار نے اپنے ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست کرتے بمشکل اپنا قہقہ کا روکا۔۔۔متبادل اب کی بار ہنسنے پر یقینا وہ فون کاٹ دیتی اور پھر رونے بیٹھ جاتی۔۔۔آہ میری جان میک اپ کی تعریف تو پاس سے دیکھ کر کی جاسکتی ہے ناں اب اتنی دور سے مجھے تعریف نہیں کرنی اتی۔۔۔

ہاں ویسے اپ کو بہت باتیں کرنی اتی ہیں بس ایک میرے میک اپ کی تعریف نہیں ہوتی اپ سے پاس سے دیکھ کر کیا تعریف کرتے اپ کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے بہت بڑے پروفیشنل میک اپ ارٹسٹ ہو اور پاس سے اپکو پتہ چل جاتا میں نے میک اپ ٹھیک سے کیا ہے یا نہیں وہ منہ بنائے ہی بولی۔۔۔کے شہریار ہنستے

ہوئے بولا کہہ تو رہا ہوں عشاء اچھی لگ رہی ہو۔۔بس رہنے دیں اب۔۔ میرا سارا موڈ خراب کر دیا اپ نے۔۔۔بڑ فلائی یہی تو مسئلہ ہے تمہیں سمجھ نہیں اتی اگر تمہارا موڈ خراب نہیں کرتا تو میرا موڈ بن جاتا اور وہ فلحال میں وہ فوڈ نہیں کر سکتا کیونکہ تم بہت دور ہو مجھ سے۔۔۔اچھا خیر آپ سو رہے تھے طبیعت تو ٹھیک ہے اپ کی عشاء اسے دیکھتے بولی؟؟ شہریار مسکرایا اور بولا ویسے مجھے امید تھی تمہیں میری بات سمجھ نہیں اے گی لیکن خیر شکر ہے بھئی تمہیں میرا خیال تو ایا۔۔۔کہ عشاء اب کچھ مصروف سے انداز میں اپنے بالوں کو باندھتے بولی اپ کا خیال تو مجھے ہر وقت رہتا ہے اور باتیں اپ کرتے ہی ایسی ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔

کیا سچ میں میرا خیال اتا ہے اپکو محترمہ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے پوچھا تو لمحے میں عشاء کا چہرہ گلال ہوا۔۔۔۔میں اپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں عشاء بولی۔۔۔میں بھی تو کچھ پوچھ رہا ہوں بڑ فلائی شہریار بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔۔شہریار۔۔۔بولو شہریار کی جان۔۔۔کچھ نہیں اپ سو جائیں عشاء فورا بولی۔۔۔

ہائے۔۔موبائل کو تکیے کے ساتھ سیٹ کرتے شہریار انگڑائی لیتے بلینکٹ خود پر ڈالے بولا کیسے سو تمہارے بغیر نیند کہاں اتی ہے مجھے بٹر فلائی؟؟

جی بالکل تبھی تو سو رہے تھے انکھیں چھوٹی کیے وہ شہریار کو گھورتے بولی اپ مجھے بلکل بھی مس نہیں کرتے نا۔۔۔کیا ہوا ہے آج تمہیں بٹر فلائی تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟جی ٹھیک ہے کہتے ایک بار پھر اس کی انکھوں میں نمی اتری تھی۔۔۔

کہ شہریار اسے دیکھتے بولا یہ کیا طریقہ ہے عشاء اب تم ایسے کروگی تو کیسے چلے گا ۔۔۔جانم راتیں تو وہاں روشن ہیں جہاں تم ہو میرے پاس تو یہاں فقط اندھیرا ہے۔۔۔ہاں یہاں تو جیسے بہت روشن ہے ناسب وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔تو شہریار اس کے سرخ ہوتے گالوں اور جھکی پلکوں کے ساتھ یہ شکوہ سنتے مسکرایا۔۔اتنا تو اس کے بات کرنے کے انداز سے سمجھ گیا تھا کہ اج اس کی بٹر فلائی اسے بہت زیادہ مس کر رہی ہے کہ پھر بولا۔۔۔جب میں پاس ہوتا تھا تو دور جانے کی کوششیں کرتی تھی اور اب دور ہوں تو رو رہی ہو۔۔۔ہاں تو آپ پاس رہ کر بھی تو دور رہ سکتے ہیں۔۔۔واہ واہ بٹر فلائی یہ پاس رہ کر دور رہنے والا

سین صرف پہلے تھا اب ایک بار آؤ تو سہی پر بتاتا ہوں تمہیں پاس انا کہتے کیسے ہیں۔۔۔ اچھا تو پھر آپ آجائے عشاء اسے دیکھتے بولی۔۔۔ بہت جلدی اجاؤ بٹر فلائی۔۔۔ کب عشاء نے بے صبری سے پوچھا کہ شہر یار مسکراتے ہوئے بولا جب تم کہو گی کہ تمھیں میرے قریب انے سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔ تو مطلب اپ انا ہی نہیں چاہتے وہ منہ بناتے بولی کہ شہر یار کا قہقہہ کمرے کے در و دیوار سے ٹکرایا۔۔۔

مس ملیحہ لائیے مجھے دیجیے سفیان نے اس کے ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگ کو دیکھتے کہا۔۔۔ نہیں سر میں اپنا بوجھ خود اٹھا سکتی ہوں ملیحہ نے انکار کیا تو سفیان بولا میں جانتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں اپ اپنا بوجھ مجھ سے بانٹ لیں کہتے سفیان نے اگے بڑھتے اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگز لیے اور اگے بڑھ گیا۔۔۔

ملیحہ پہلے تو حیران ہوتے وہیں رک گئی لیکن پھر متبادل گم نہ جائے سوچ کر فورا سے اس کے پیچھے گی۔۔ کیونکہ اگروہ سنٹورس کے رش میں اگے پیچھے ہو جاتے تو ملانا کافی مشکل تھا۔۔۔ شاپنگ کمپلیٹ کرتے سفیان نے ملیحا سے کہا چل آیں اب لنچ کر لیتے ہیں۔۔۔ نہیں سر میں گھر جا کر لنچ کر لوں گی ویسے ہی میری وجہ سے اپ کو بہت زحمت ہوئی۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے مس ملیحہ خیر کیا کھائیں گی آپ۔۔۔ کچھ بھی جواب چاہیں ملیحہ نے کچھ کنفیوز ہوتے بیٹھتے ہوئے ۔۔۔سفیان نے مسکراتے ہوئے ایک ایک عدد فجیتا پیزا ارڈر کیا۔۔۔ ملیحہ نے بے اختیار نظر اٹھا کر اسے دیکھا کیونکہ یہ اس کا فیورٹ تھا۔۔۔ لیکن پھر سوچا شاید اسے بھی یہی پسند ہو۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ان کا ارڈر آ گیا پہلے ملیحہ کو سرور کرتے سفیان بولا۔۔ مس ملیحہ اپ سے ایک بات پوچھوں۔۔جی سر۔۔ سفیان مسکرایا اور بولا تو اپ کا ڈگری کے بعد اب کیا پروگرام ہے ویسے بھی لاسٹ سیمسٹر ہے اپ کا۔۔ کہیں جاب وغیرہ کریں گی۔۔۔ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے سر ۔۔۔اوکے سفیان نے اس کے چہرے پر نظر جمائے اوکے کوئی لمبا سا کھینچا اور پھر بولا۔۔۔اور شادی کب تک کر رہے ہیں؟؟ جی سر ملیحہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

اسے لگا شاید اس نے سننے میں کوئی غلطی کر دی۔۔۔ کہ سفیان دوبارہ بولا اپنے
لہجے کو مضبوط کرتے بولا میں پوچھ رہا ہوں اپ شادی کب کر رہی ہیں۔۔۔ سر
اپ کو نہیں لگتا اپ بہت پرسنل کو سچز کر رہے ہیں اب کی بار ملیحہ نے ماتھے پر
بل ڈالے پوچھا تو سفیان لب دبائے مسکرایا اور بولا؟؟ اپ ہمیشہ غصے میں ہی
کیوں رہتی ہیں سادہ سا سوال ہی تو پوچھا ہے میں نے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ ملیحہ نے
اسے کچھ گھورتے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔ اوکے ویسے کسی کو پسند کرتی ہیں
اپ؟؟ اسکیوزمی سر اخر مجھ سے کیا سننا چاہتے ہیں اپ اور مجھ سے اس طرح کے
سوال کرنے کی کوئی خاص وجہ؟؟؟ جی وجہ تو بہت خاص ہے میں اپ کو پسند کرتا
ہوں۔۔۔ اور اپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ ایک ہی سانس میں بول گیا؟؟
ایک لمحے کے لیے ملیحہ حیران ہوئی اور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھنے لگی وہ
کہیں سے بھی مذاق نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اریواؤٹ اف یورمائنڈ (are you
out of your mind) میں اپ کو ایسی ویسی لڑکی لگتی ہو جسے اپ یوں
شاپنگ کرانے اور کھانا کھلانے کے بعد شادی کی ڈیمانڈ کر دے۔۔۔ کہتے غصے
سے ملیحہ فورا اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی اللہ حافظ۔۔۔ مس ملیحہ رکیں۔۔۔ کم ان

بھی مجبور come on be mature ۔۔۔اور ایسی ویسی لڑکی سے کیا مراد ہے اپ کی پلیز سیٹ ڈاؤن اینڈ کم ڈاؤن please come down and sit down۔۔۔لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔۔ ملیحہ ارد گرد کا احساس کرتے بیٹھ گئی۔۔۔ سفیان اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھاتے بولا پانی پئیں اینڈ ریلیکس۔۔۔ شاپنگ میں نے اپ کو نہیں کروائی اپ نے اپنے کارڈ سے کی ہے اور دوسرا اپ اپنا کھانے کا بل خود دے سکتی ہیں نو ایشو۔۔۔ اور تیسرا میرا خیال ہے اگر کسی کو پروپوز کرنا ہو تو ایسے ہی کیا جاتا ہے اس کی رضامندی جاننے کے لیے؟؟ اور اپ کو کیا لگتا ہے اگر اپ ایسی ویسی لڑکی ہوتی تو میں یوں شادی کے لیے اپکو پرپوز کرتا اس کے علاوہ اگر کوئی مطلب اور ہوتا ہے اسی ویسی لڑکی کا تو اپ مجھے سمجھا دیں؟؟ میری بات مکمل سننے سے پہلے اپ نتیجہ نکالتے اٹھ کر چل پڑی یہ کیا طریقہ ہوا ہے؟؟ اب کی بار ملیحہ کو کچھ شرمندگی ہوئی کہ شاید اس نے کچھ زیادہ ہی اوورری ایکٹ کر دیا۔۔۔ لیکن پھر بولی میں اپ سے شادی نہیں کر سکتی سر۔۔ وجہ سفیان نے اب کی بار اس کے تاثرات کا جائزہ لیتے پوچھا۔۔ کہ ملیحہ بولی بس میں نے کہہ دیا نا نہیں کر سکتی تو نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے میں اپ کے

فیصلے کا احترام کرتا ہوں لیکن مجھے ریجیکٹ کرنے کی کوئی وجہ تو ہو گئی؟؟ کیا اپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں سفیان کی سوئی جیسے ایک جگہ اٹک گئی تھی؟؟ کہ ملیحہ بولی سر پلیز میں کسی کو پسند نہیں کرتی اور دوسرا میں اپ کی طرح کسی اوپن مائنڈڈ خاندان سے تعلق نہیں رکھتی۔۔۔ میری شادی پہلے سے میری کزن شہریار کے ساتھ طے ہے میں بچپن سے اس کی منگ ہوں۔۔۔ لیکن شہریار لالا کی شادی تو ہو چکی ہے ائی تھنک وہاب نے مجھے بتایا تھا سفیان اسے دیکھتے بولا۔۔۔ تو اپ ایک شادی شدہ انسان سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہے؟؟ میرے چاہنے نہ چاہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جو داجی کا فیصلہ ہوتا ہے ہمیں وہی قبول کرنا پڑے گا اور خاندان سے باہر شادی کرنے کا رواج نہیں ہے ہمارے ہاں۔۔۔ تو اپ کیا لگتا ہے اپ کا کزن شہریار اپ سے محبت کرے گا کیا اس کے اپنی پہلی بیوی کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں؟؟؟ مجھے نہیں پتہ اور ویسے بھی ہر انسان کی قسمت میں محبت نہیں ہوتی اور شاید میری میں بھی نہیں ہے۔۔۔ کہتے ملیحہ نے نظریں جھکائے گلاس اٹھاتے پانی کہ دو گھونٹ پیے۔۔۔ مس ملیحہ میں سچ میں اپ سے محبت کرتا ہوں اور شادی کرنا چاہتا ہوں پتہ نہیں یہ سب کب کیسے ہوا لیکن

محبت ہو گئی ہے۔۔اس کے انچ دیتے لہجے پر ملیحہ نے نظر اٹھا کر سفیان کو دیکھا اور بولی ائی ایم سوری سر میں اپ کا پروپوزل ایکسیپٹ نہیں کر سکتی۔۔۔اوکے ا رسپیکٹ یور ڈسین okay I respect your decision۔۔لیکن پلیز اپ مجھے اپنے کزن شہریار کا نمبر دے دیں؟؟میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔سر اپ کیا بات کریں گے ان سے اب کی بار ملیحہ کے لہجے میں بے بسی تھی۔۔وہ میرا مسئلہ ہے مس ملیحہ میں اپ کو قسمت کے بھروسے نہیں چھوڑ سکتا ہے۔۔۔بے اختیار ملیحہ کی انکھوں میں نمی چمکی تھی جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گئی۔۔پہلی دفعہ کوئی یوں اس سے اظہار محبت کر رہا تھا کوئی تھا جو اسے پانا چاہتا تھا اور کھونے سے ڈر رہا تھا۔۔۔اور اس سچ کی گواہی سفیان کی انکھیں دے رہی تھی جن میں ایک لمحے کے لیے ملیحہ کو اپنا عکس نظر ایا۔۔۔ٹھیک ہے سر لیکن پہلے میں خود اس بارے میں سوچنا چاہتی ہوں۔۔۔شور ٹیک یور ٹائم Take your Time سفیان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے کہا۔۔۔پھر کچھ ہی دیر میں وہ وہاں سے نکلے لیکن گاڑی میں ہنوز خاموشی تھی۔۔۔ملیحہ کو اپارٹمنٹ کے باہر ڈراپ کرتے سفیان اسے دیکھتے

بولا مس ملیحہ میں چاہتا ہوں اپ فیصلہ میرے حق میں کریں۔۔۔کوئی زبردستی نہیں ہے بس ریکویسٹ ہے۔۔۔ملیحہ ایک نظر اسے دیکھتے اللہ حافظ کہتی اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتے داخل ہوئی۔۔۔

من ائس کریم کھاؤ گی دارم نے رامین کو دیکھتے پوچھا۔۔۔تو رامین بولی نہیں دارم بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔جنت اب عشاء کو تنگ کر رہی ہو گی سیدھا گھر ہی چلتے ہیں۔۔۔وہ دونوں ابھی دارم کے ایک کلائنٹ کے ویڈنگ ریسپشن سے واپس ا رہے تھے۔۔۔کہ پھر رامین فورا بولی اچھا ایک کام کرتے ہیں ائس کریم لے لیتے ہیں گھر جا کے کھالیں گے کیونکہ ائس کریم کھانے کا دل تو رامین کا بہت تھا مگر اسے جنت کی فکر بھی ہو رہی تھی کہ وہ اسے مس کر رہی ہو گی جنت اس سے اتنی دیر دور رہنے کی عادی نہیں تھی۔۔۔دارم مسکرایا اور بولا اچھا ایک کام کرو عشاء کو کال کر کے پوچھ لو اگر جنت جاگ رہی ہے تو ہم ائس کریم لے کر گھر چلتے ہیں ۔۔۔ٹھیک ہے رامین نے عشاء کو کال ملائی کہ کال کاٹتے دارم کو دیکھتے بولی جنت سو گئی ہے دارم چلو ائس کریم کھاتے ہیں اور پھر ان کے لیے لے چلیں گے

۔۔۔اس کے جلد بازی پر دارم مسکرایا اور بولا جو حکم میری جان۔۔۔دارم نے آئس کریم لیتے تھوڑا سا آگے بڑھتے گاڑی روکی تو رامین نے آئس کریم کھاتے ہوئے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا کہ دارم گاڑی سے نکلتے رامین کی طرف کا دروازہ کھولتے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلاتے بولا آجاؤ۔۔۔گاڑی سے نکلتے رامین گہرا مسکرائی سامنے سمندر دیکھ کر۔۔۔کہ دارم نے اس کے شانوں پر ڈھلکی ہوئی شال کو درست کیا سرد ہوا کو محسوس کرتے۔۔۔کتنا خوبصورت ہے نا سمندر اور لہروں کا شور بھی جیسے ایک الگ کہانی بیان کر رہے ہوں۔۔۔رامین کے تبصرے پر دارم مسکرایا اور بولا ہاں شاید۔۔۔اگر جنت یہاں ہوتی ہے نا تو بھاگ بھاگ کر پانی میں جانے کی کوشش کرتی۔۔۔ہاں بالکل اسے بھی تمہاری طرح نیچر کچھ زیادہ ہی پسند ہے دارم نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔یہ پہلی بار کہ ہم شادی کے بعد اکیلے باہر آئے ہیں دارم نے کہا تو رامین بولی۔۔۔ویسے اکیلے اس بار بھی نہیں ہے اس بار ہم اپنے دوسرے بے بی کے ساتھ آئے ہیں۔۔۔لیکن میں اپنی بے بی ڈول کو مس کر رہی ہوں۔۔۔دارم مسکرایا تھا کہ رامین کو اپنے قریب ہوتے بولا تم بیسٹ وائف کے ساتھ ساتھ بیسٹ مدر بھی ہو۔۔۔تم پرفیکٹ ہو

من۔۔۔ویسے یہاں میری تعریف کی ضرورت نہیں تھی رامین نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے کہا۔۔۔تو دارم ہلکا سا جھکاؤ رامین کی طرف دیتے بولا تم ٹھیک کہہ رہی ہو تم جیسے لوگ ہمیشہ قابل تعریف ہوتے ہیں۔۔۔کہتے نرمی سے رامین کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔اسے سے دور ہوتے رامین بولی دارم۔۔۔ہم باہر ہیں اتنا تو خیال کیا کروں۔۔۔دارم مسکرایا تھا اس کے گلال ہوتے چہرے کو دیکھ کر اور بولا جانے من باہر بھی تم میری ہی بیوی ہو اور اب شرمانا چھوڑ دو۔۔۔ رامین اپنے بال کان کے پیچھے کرتے بولی جب تک تم بے شرم رہو گے نا میں یوں ہی شرماؤں گی کہ دارم قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔۔

مارکو آگے چل رہا تھا اور بوس ایم پیچھے۔۔۔خوبصورت بے حد علیشان بنگلے کے پاس پہنچ کر ایک نظر نیم پلیٹ پر انسپیکٹر ولید کا نام دیکھتے مارکو نے پیچھے مڑ کر باس ایم کو دیکھا جس نے انکھوں وینگ کرتے مسکراتے ہوئے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔مارکو نے دروازہ کھولتے قدم اندر رکھا تو باس ایم نے بھی اسکے پیچھے اندر داخل ہوتے مڑ کر دروازہ بند کیا۔۔۔مارکو نے اندر آتے جیکٹ اُتارتے

صوفے پر پھینکی کہ بوس ایم نے صوفے پر براجمان ہوتے سامنے ٹیبل پر دونوں پاؤں رکھے۔۔۔مارکو اسے گھورتے آگے بڑھنے لگا کہ بوس ایم بولا انسپیکٹر صاحب یہ دودھ اٹھائیں اور اچھی سی چائے بنا کر لائے میرے لیے۔۔۔کیوں بھئی۔۔۔کس خوشی میں تم خود ہی بنالو پیچھے مڑ کر اسے گھورتے مارکو بولا۔۔۔گھر آئے مہمان سے کوئی یوں بات کرتا ہے ولید بری بات ہوتی ہے اتنی اچھی تربیت کی تھی انٹی نے لیکن تم انہیں شرمندہ کروانے پر تلے ہو۔۔۔باس ایم نے اپنی کالی گہری انکھیں گھماتے کہا کہ ولید (مارکو) بولا مہمان تین دن کا ہوتا ہے جناب اور تم اتنے سالوں سے میرے سر پر سوار ہو۔۔۔اس لیے اٹھو جاؤ میرے لیے بھی چائے بناؤ۔۔۔نہہ نہ نفی میں سر ہلاتے بوس ایم بولا میری پرسنلٹی پر یہ سب کام سوٹ نہیں کرتے اور کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسے گھورتے بولا ولی بس بہت ہو گیا تمہارا۔۔۔اتنی نخرے تو میں اپنی بیوی کے برداشت نہیں کرتا جتنے تم کر رہے ہو۔۔۔چائے بنا دو سر میں درد ہے میرے میں تب تک فریش ہو کر آتا ہو کہتے کمرے کی طرف بڑھتے اسکی نظر ہنستی مسکراتی فیملی فوٹو پر پڑی تو دل کو ایکدم کسی نے مٹھی میں جکڑا۔۔۔

ایک نظر اس فوٹو کو دیکھتے اس نے پیچھے کھڑے ولید کو دیکھا جو غصے سے چائے بنا رہا تھا تو مسکرایا اور واپس اس فوٹو پہ نظر جمائی جس میں اس کے دوست کی کل کائنات تھی جسے وہ کھو چکا تھا۔۔۔ تصویر کا منظر کچھ یوں تھا ولید درمیان میں کھڑا تھا اس کی ایک طرف اس کی مورے اور دوسری طرف اس کی بیوی وفا تھی اور اس کی گود میں ڈھائی تین سالہ اس کا بیٹا عماد تھا۔۔۔ خیر ٹھنڈی اہ بھرتے وہ کمرے کی طرف بڑھا کچھ ہی دیر میں فریش ہوتے وہ اکر صوفے پر بیٹھا کہ ولید نے اس کے سامنے چائے رکھی اور بولا تمہاری انکھوں کو کیا ہوا اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں؟؟ کچھ نہیں بس لینز اتارتے ٹوٹ گیا باس ایم نے اسے دیکھتے کہا کہ ولید بولا تو دھیان سے اتارنا تھا نا تمہارا روز کا ہے۔۔۔ اسکی فکر پر وہ مسکرایا اور چمکتی سنہری انکھوں سے چائے کا کپ اٹھاتے بولا تم ساتھ کھانے کو بھی کچھ لے اتے کم سے کم بسکٹ ہی لے اتے اتنی بھی اب کیا کنجوسی انسپیکٹر صاحب اچھا خاصا کماتے ہیں اپ؟؟ افففف مجھے لگا تھا کھانا کھانے کے بعد شاید تم نہ کچھ کھاؤ ولید کہتے اٹھ کر کچن کی طرف گیا اور بسکٹ کا پیکٹ لاتے اس کی طرف بڑھایا جسے تھامتے وہ مسکراتے ہوئے بولا شکریہ ویسے تم ساتھ کچھ اور بھی لا سکتے تھے

۔۔۔ولید نے صوفے پر بیٹھتے غصے سے اسے دیکھا اور بولا شہری تمہارے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے ہیں کیا دفعہ ہو جاؤ جو چاہیے خود ہی لے اؤ۔۔۔ کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا نہیں فحال میں اسی سے کام چلا لیتا ہوں۔۔۔ کہتے وہ بسکٹ کھانے لگا جب کہ اس نے ایک بھی بیچ میں سے ولید کو نہیں دیا۔۔۔

شہریار اور ولید بچپن کے دوست تھے دونوں نے ایک ساتھ ہی تعلیم مکمل کی لیکن جب شہریار نے مزید اگے بڑھنے کے لیے باہر جانے کی خواہش ظاہر کی تو ولید نے انکار کر دیا۔۔۔ولید بچپن سے ہی اپنے چچا کی بیٹی وفا سے محبت کرتا تھا اور اب اس سے شادی کرنا چاہتا تھا جبکہ شہریار کا شادی کا کوئی موڈ نہیں تھا اور نہ ہی اس پر کوئی پریشر تھا کیونکہ ملیحہ ابھی بہت کم عمر تھی اس لیے وہ باہر چلا گیا۔۔۔ ولید کے والد اس کے میٹرک کے بعد ہی انتقال کر گئے جب کہ اس کی والدہ بھی دو سال پہلے وفات پا چکی تھی۔۔۔ولید نے پولیس فورس جوائن کی تھی اور اعلی عہدے پر فائز تھا اس کی چھوٹی سی فیملی تھی جس میں اس کی ماں اس کی وفا تھی اور پھر ان کی زندگی میں ایک ننھا شیطان شامل ہوا عماد جس نے ان کی زندگی کو اور خوبصورت بنا دیا۔۔۔ وقت پر لگائے اڑ رہا تھا ولید اور وفا کی زندگی میں ایک

اور ننھا سا مہمان شامل ہونے والا تھا کہ اس خوبصورت اشیا نے کو کسی کی نظر ہی کھا گئی۔۔۔ ولید ایک بہت قابل اور ایماندار پولیس افسر تھا اسے اپنی ڈیوٹی کے دوران ہی ایک کیس ملا جس میں پورے پورے گینگ کم عمر بچوں کو کڈ نیپ کر کے انہیں بیچتے انہیں مار کر ان کے جسم کی کچھ حصے دوسرے ملک مہنگے داموں میں بیچ دیتے۔۔۔۔ اور کبھی کبھاران ہی بچوں کو زیادتی کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔۔۔ ولید نے ان گینگز کو بہت جلدی پکڑنا شروع کر دیا ایک کے بعد ایک کامیابی ملتی گئی۔۔ کہ اسی دوران اس سے بدلہ لینے کے چکر میں اس کے کسی دشمن نے اس کے گھر کا پتہ لگوایا اس کی فیملی کے بارے میں معلومات حاصل کی اور پھر ایک دن ولید جب اپنی ڈیوٹی پر شہر سے باہر گیا تھا کہ اس کے گھر حملہ کر دیا۔۔۔ وفا کی طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ولید کی امی اکیلے ہی مارکیٹ گئی ہوئی تھی کچھ ضروری سامان لینے اور گھر پر صرف وفا اور عماد تھے۔۔۔ ان لوگوں نے عماد کو اٹھا لیا تھا وفا کے لاکھ منت کرنے پر چھڑانے پر بھی وہ لوگ اسے نہیں چھوڑ رہے تھے کہ ان میں سے ایک ادمی کی نیت وفا پر خراب ہوئی کہ وہ وفا کی طرف بڑھتے اس سے اس کی عزت کا سودا کرتے اس کے بیٹے کو

چھوڑنے کا وعدہ کرنے لگے۔۔۔ جس پر وفا کسی صورت راضی نہیں ہو رہی تھی کہ اچانک وفا نے اس ادمی کے سر پر واس مارا جو مسلسل اسے جکڑے ہوئے تھا اتنے میں دوسرے ادمی نے عماد پر گولی چلاتے وفا کو زور سے دھکا دیا جو عماد کے پاس پیٹ کے پل گری بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔۔۔ بس ایک لمحہ لگا اور وہ اپنے دونوں بچوں کو کھو چکی تھی۔۔۔ سانسیں تھمنے لگی تھی کہ وہ بس ایک بار ولید کو دیکھنا چاہتی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی۔۔۔ ولید کو ساتھ والے ہمسائیوں نے فون کر کے بتایا تھا کہ ان کے گھر کے باہر گارڈز پر کسی نے گولیاں چلائی ہیں بہت ہی بڑی تعداد میں ان کے گھر آدمی گھسے ہیں۔۔۔ جیسے ہی وہ گھر پہنچا اس کی دنیا اجڑ چکی تھی۔۔۔ اگے بڑھتے ولید نے مدھم سی سانسیں لیتے وفا کے خون الودہ وجود کو دیکھا اور اس کا چہرہ دیوانہ چومتے اسے یقین دلانے لگا کہ اسے کچھ نہیں ہو گا کہ وفا نے اپنی بکھرتی سانسوں سے اس ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا اور اٹکتے ہوئے بولی مجھے معاف کر دینا ولید میں نے تمہاری عزت کی حفاظت تو کر لی مگر تمہارے بچوں کی نہیں کر سکی۔۔۔ می۔۔۔ں میں تم سے بہت پیار کرت۔۔۔ی ہو۔۔۔ں کرتی ہوں۔۔ بہت زیا۔۔۔د۔۔۔ہ

زیادہ۔۔۔ کہ ولید اس کے چہرے کو تھامتے بولا میں بھی تم سے بہت پیار کرتا
ہوں وفا تمہیں کچھ نہیں ہو گا ساتھ ہی اس نے عماد عماد پکارتے اپنے بیٹے کی وجود
کو ہلایا جو ختم ہو چکا تھا۔۔۔ ولید اور وفا دونوں کا چہرہ ہی انسو سے تر تھا کہ پھر وفا
بولی وقت نہیں ہے وعدہ کرو کہ تم زندگی تنہا نہیں گزارو گے۔۔۔ وعدہ کرو ولی
۔۔۔ وفا تمہیں کچھ نہیں ہو گا کہ وفا بولی ولی وعدہ کر۔۔۔ وکرو و۔۔۔ میں تمہیں
اجازت دیتی ہوں اس جہاں میں اپنے لیے کسی کو چن لینا کہتے اس کی سانسیں مزید
اکھڑی تھی کہ ولید نے نفی میں سر ہلایا تو اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کرتے
بمشکل مسکرانے کی کوشش کرتے بولی کیونکہ اگلے جہاں میں پھر میں ہی ملوں
گی۔۔۔ او۔۔۔ ر۔۔۔ اور۔۔۔ میرے بیٹے کو میرے پہلو میں دفن کرنا۔۔۔ کہتے
بمشکل اس نے لاالہ کہا تھا کہ ایک اخری سانس بھرتے ہمیشہ کے لیے انکھیں
موند گئی۔۔۔ ولید کبھی دیوانہ وار عماد کے چہرے کو چومتا اور کبھی وفا کو۔۔۔ جب
کہ گھر میں داخل ہوتی ولید کی ماں وہی دروازے پہ بیٹھتے اونچا اونچا رونے لگی
۔۔۔ ولید بھی ان کی طرف بڑھتے ان کے گلے لگے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ
کر رو دیا تھا اور بس ایک ہی بات کر رہا تھا کہ سب کچھ ختم ہو گیا۔۔۔

اس دن ولید نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے بیوی اور بیٹے کو یعنی خود کو انصاف دلائے گا اس دن سے انسپیکٹر ولید رات کی تاریخی میں مار کو بن جاتا جس کے پاس دل نہیں تھا اب۔۔۔ جو کام انسپیکٹر ولید نہیں کر سکتا تھا وہ رات کی تاریکی میں مار کو کر دیتا۔۔۔ قانون کی پہنچ سے دور وہ اپنا انصاف کرتا تھا۔۔۔

شہر یار کو جیسے ہی یہ اطلاع ملی تو فارن اپنا ہر کام چھوڑتے ولید کے پاس اگیا۔۔۔ ہر وقت ہنستے مسکراتے رہنے والا ولید اب ہنسا ہی بھول گیا تھا اور اپنے دل سے ہر جذبہ ختم کر چکا تھا۔۔ جیسے ہی شہر یار کو اس کے ارادوں کا پتہ چلا تو شہر یار نے سوچ لیا کہ وہ بھی اس کا ساتھ دے گا جو ہو چکا تھا وہ اسے نہیں بدل سکتا تھا لیکن اب اپنے دوست کو یوں مرنے کے لیے وہ تنہا نہیں چھوڑ سکتا شہر یار نے بھی فورس جوائن کی تھی لیکن سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر۔۔۔ اب بوس ایم اور مار کو تباہی تھے۔۔۔ جن سے مجرموں کو کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔۔۔ شہر یار اور ولید کی والدہ نے لاکھ کہا تھا ولید سے دوبارہ شادی کرنے کے لیے جس پر وہ بالکل راضی نہیں تھا۔۔۔ ولید کو یوں مر مر کے جیتا دیکھ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس کی امی بھی ایک سال میں ہی انتقال کر گی یہ سارے غم ہی انہیں کھا گیے وہ برداشت نہیں کر سکی یہ صدمہ۔۔اور اب اج کل شہریار کا پسندیدہ مشغلہ ولید کے لیے کوئی بہترین لڑکی تلاش کرنا تھا جس سے وہ اس کی زبردستی شادی کروانا چاہتا تھا مگر ولید کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال ہی دیتا جس پر اکثر شہریار چڑ جاتا کیونکہ اب شہریار کو سچ میں اس کی فکر ہونے لگی تھی اب تو وہ اکثر شہر ایا کام کے سلسلے میں اس کے پاس رک جاتا لیکن اب شہریار کی بھی شادی ہو چکی تھی کل کو اس کی فیملی بڑتی وہ وہاں مصروف ہو جاتا تو ولید بالکل تنہارہ جاتا۔۔۔

کیا بنا رہی ہیں اپی اپ؟؟عشاء نے کچن میں اتے رامین کو دیکھتے پوچھا۔۔۔کوفتے رامین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔اپ رہنے دیتی میں بنا دیتی ہوں اپ کو ریسٹ کرنی چاہیے عشاء نے اگے بڑھتے رامین کے ہاتھ سے چمچہ لینا چاہا تو رامین بولی ہاں بس تم دارم کی طرح مجھے ریسٹ کروالو بھئی میں پریگننٹ ہوں بیمار

تھوڑی ہوں۔۔۔ لیکن پھر بھی اپ کو ریسٹ کرنی چاہیے یا آپ جنت کو پڑھا لیں میں بناتی ہوں یہ کہ رامین ہستی دی اور بولی بالکل نہیں اور جنت ویسے بھی سو رہی ہیں۔۔۔اچھا تو آپ یہاں چیئر پر بیٹھ جائیں میں بناتی ہوں اور مجھے گائیڈ کریں تا کہ مجھے بھی اچھے سے سارے کھانے بنانے اجائیں۔۔۔ مطلب تم نہیں مانو گی رامین نے مڑ کر اسے گھورا تو عشاء نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ رامین کے ہاتھ سے چمچہ لیتے اب خود بنانے لگی۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں ساتھ میٹھے میں بھی کھیر بنا لیتی ہوں رامین کہتے دودھ نکالنے لگی تو عشاء بولی کیوں اج کوئی مہمان ارہے ہیں کیا۔۔۔ہاں میری ایک فرینڈ انے والی ہے اور بس یوں ہی میرا دل بھی چاہ رہا ہے۔۔۔اچھا عشاء نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بولی ویسے اپی شہریار کو کوفتے بہت پسند ہے۔۔۔اچھا مجھے تو نہیں پتہ تھا رامین لب دبائے مسکراہٹ روکتے بولی۔۔ہاں اور اپ کے ہاتھ کے بنے تو انہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔۔اچھا کیا سچ میں ؟؟جی جی اور سائمہ کے ہاتھ کا بنا پلاؤ بھی۔۔اچھا خیر عشاء تمہارے ہاتھ کی بنی کون سی چیز اسے سب سے زیادہ پسند ہے ؟؟میرے ہاتھ کی عشاء لمحے کے لیے ایک سوچ میں پڑی اور پھر بولی شاید چائے۔۔۔اچھا

اور تمہارے پہنا کون سا کلر اسے پسند ہے رامین نے مزید پوچھا۔۔ تو عشاء بولی پتہ نہیں انہوں نے کبھی میری تعریف ہی نہیں کی۔۔۔ اچھا پوچھتی ہوں اس سے میں بھئی کیوں نہیں کرتا وہ تعریف تمہاری؟؟ نہیں رہنے دیں اپی میری کلنگ ویسے بھی کوئی خاص اچھی نہیں ہے۔۔۔ عشاء نے کچھ اداس ہوتے کہا تو رامین کو اب کی بار شہریار پر غصہ ایا۔۔ کہ پھر بولی عشاء یہ کر کے تم بھی چینج کر لو

--

لیکن اپی یہ کپڑے بھی تو ٹھیک ہے۔۔ ہاں لیکن کوئی اچھا سا جوڑا پہن لو نا وہ سارے کپڑے کیا کرنے ہیں تم نے پہنا کرو نا۔۔۔ جی کہتے مسکراتے ہوئے وہ دو بار کھانا بنانے میں مصروف ہوئی۔۔۔

وہاب بس نا اب میں تھک گئی ہوں۔۔۔ کہتے ایت اپنی گود سے سارے پیپر اٹھاتے وہاب کے لیپ ٹاپ کے پاس رکھے اور خود لیٹ گئی۔۔۔

صرف 40 پیپر چیک کیے ہیں تم نے وہ بھی صرف ایم سی کیوز اور تم تھک گئی ہو محترمہ؟؟ ہاں تو تم ٹیچر ہو یا میں تمہارا کام ہے تم خود ہی کرو تم ٹیچرز بڑا ہمیں اسائنمنٹ میں ریلیف دیتے ہو جو میرے سے پیپر چیک کروا رہے ہو۔۔۔ ایت منہ بنا کے بولتے کمبل میں گھستے موبائل ان کر چکی تھی۔۔۔ کہ وہاب اسے گھورتے بولا پتہ نہیں وہ کون سی بیویاں ہوتی ہیں جو شوہروں کی کام میں مدد کرتی ہیں ان کا ساتھ دیتی ہیں ہمارا تو معاملہ ہی الٹا ہے۔۔۔ یہاں تو بھئی کھانے تک مجھے خود بنانا پڑتا ہے اپنی زوجہ محترمہ کے لیے۔۔۔ ایت نے موبائل سائیڈ پر کرتے ایک نظر وہاب کے چہرے پر ڈالی جو سکون سے ایت کے بیڈ پر رکھے پیپر اٹھاتے انہیں چک کر رہا تھا۔۔۔ کہ ایت بولی تم لائٹ بند کرو گے کہ نہیں مجھے سونا ہے وہاب۔۔۔ ایت میں اپنا کام تو ختم کر لوں پھر کر دیتا ہوں لائٹ بند اگر تم ڈسٹرب ہو رہی ہو تو ساتھ والے روم میں جا کر سو جاؤ۔۔۔

ایکدم ایت کی انکھوں میں نمی اتری تھی کہ خاموشی سے اٹھتے وہ اپنا موبائل لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ملیحہ ابھی سو کر اٹھی تھی کہ اس کا موبائل زور شور سے بجا۔۔واش روم سے نکلتے اس نے بنا دیکھے کال اٹھاتے ہیلو کہاں۔۔تو دوسری طرف اسے مردانہ بھاری خوبصورت اواز میں سلام کیا گیا۔۔۔لمحے میں ملیحہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی کہ فوراً کان سے موبائل اتارتے اس نے سفیان کا نمبر دیکھا ویسے تو وہ اواز بھی پہچان چکی تھی مگر پھر بھی دل کی تسلی کے لیے اس نے نمبر چیک کیا ۔۔۔اور پھر بولی وعلیکم السلام سر۔۔۔کیسی ہیں ملیحہ ؟؟اج بات کرنے کے انداز میں بے تکلفی تھی۔۔۔کہ ملیحہ کچھ حیران ہوتے بولی میں ٹھیک ہوں سر ۔۔۔پھر کچھ وقفے کے بعد بولی سب خیریت اپنے کال کی۔۔۔جی جی سب خیریت ہے۔۔میں اپ سے ملنا چاہتا ہوں اور پلیز اب خود کو کوئی ایسی ویسی لڑکی مت سمجھ لیجیے گا۔۔۔ایک لمحے کے لیے ملیحہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اکر غائب ہوئی تھی کہ پھر بولی لیکن میں اپ سے ملنا نہیں چاہتی۔۔۔کوئی بات نہیں محبوب اکثر ظالم ہوتا ہے لیکن میری فیملی اپ سے ملنا چاہتی ہے اس لیے پلیز اس

آریکویسٹ It's a request میں ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد اپ کو لینے اجاؤں گا میں جانتاہوں اپ سو کر لیٹ اٹھی ہو گی اس لیے بس ریڈی ہو جائیں اپ ناشتہ اور ہم لنچ ساتھ میں کریں گے۔۔۔ لیکن۔۔ لیکن میں اس طرح اپ سے نہیں مل سکتی سر۔۔۔اوکے اللہ حافظ۔۔۔کہتے وہ فون کاٹ گیا۔۔۔

ملیحہ نے پہلے حیران ہوتے بند فون کو دیکھا اور پھر اسے گھورا جیسے سامنے سفیان ہو۔۔۔موبائل کو بیڈ پر رکھتے وہ عجیب تضبزب کا شکار ہوئی تھی کہ وہ جائے یا نہیں۔۔۔ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اسے زمان کی کال اگئی۔۔۔ملیحہ نے فون اٹھاتے فوراً اسلام کیا۔۔وعلیکم السلام کیسی ہو گڑیا۔۔۔میں ٹھیک لالا اپ کیسے ہیں مورے مریم بھابھی اور ہمارا چھوٹو شیطان سب کیسا ہے۔۔۔سب بالکل ٹھیک ہے اچھا بیٹا تم جلدی سے تیار ہو جاؤ میں اسلام اباد ایا ہوں پیپر تو تمہارے ختم ہو گئے ہیں میرے ساتھ ہی گھر چلو۔۔۔جی ٹھیک ہے لالا میں ریڈی ہو جاتی ہوں اپ ادھے گھنٹے تک اجائیں اوکے اللہ حافظ۔۔۔اللہ حافظ ۔۔کہتے اس نے سکون کا سانس لیا اور اب وہ سفیان کو ارام سے منع کر کے یہ کہ

دے گی کہ اس کے لالا اسے خود لینے اگئے تھے ارام سے پر سکون ہوتے وہ چینج کرنے گئی۔۔۔

اپی اپ کے فرینڈ آئی تو نہیں ابھی تک عشاء نے رامین کے پاس بیٹھتے پوچھا۔۔ بس انے والی ہو گی رامین نے مسکراتے ہوئے کہا کہ باہر اسے گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو رامین اٹھ کھڑے ہوتے بولی لو اگئی میں دیکھتی ہوں کہتے رامین دروازے کی طرف بڑی کہ عشاء اٹھ کر جنت کے قریب ائی جو صوفے پر اچھل رہی تھی۔۔ کہ جنت سے بولی جنت بے بی بیٹھ جاؤ ورنہ چوٹ لگ جائے گی جبکہ جنت اس کی بات کا کوئی خاص اثر نہ لیتے ایک صوفے سے بھاگتے دوسرے صوفے پر چڑھی کہ عشاء اس کی شرارت پر مسکراتے اس کے پیچھے بڑی۔۔۔اور جنت کا بازو پکڑا جس پر جنت نے بھرپور شور مچاتے نو نو کی رٹ لگائی۔۔۔اور عشاء کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔۔۔ جس پر عشاء نے بھی نو نو کرتے اس کے دوسرے ہاتھ کو پکڑا اور بولی اب بھاگ کر دکھاؤ بے بی ڈول

۔۔۔کہ جنت نے دروازے پر کھڑے دارم کو دیکھتے کہا بابا پو پو تھورو۔۔۔ بابا پھو پھو سے کہو چھوڑے۔۔ عشاء نے بھی دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے جنت کے ہاتھوں پر عشاء کی گرفت ڈھیلی ہوگئی اور جنت بھاگتے ہوئے صوفے سے اترتے بابابا کرتے دارم کی گود میں چڑھی۔۔۔

جبکہ عشاء اب بھی یک ٹک دروازے کی طرف دیکھتے دارم کے ساتھ کھڑے شہریار پر نظر جمائے ہوئے تھی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے ایک ایک کرتے قدم عشاء کی طرف بڑھائے۔۔۔اپنی طرف اٹھتے شہریار کے ہر قدم کے ساتھ عشاء کے دل کی دھڑکنیں مزید رفتار پکڑ رہی تھی۔۔۔ شہریار کی نظریں بھی اب عشاء کے چہرے کا طواف کر رہی جس کی آنکھوں میں اب ہلکی سی نمی چمکنے لگی تھی۔۔کہ ایک قدم کا فاصلہ بھی ختم کرتے شہریار نے اگے بڑھتے عشاء کے گرد حصار باندھا اور اہستہ سے اسے اپنے ساتھ لگاتے سرگوشی میں بولا یوں مت دیکھا کرو بٹر فلائی پھر تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔وہی باہوں کا نرم حصار وہی گرم سانسوں کی مہک اور وہی شوخ پن سرگوشیاں محسوس کرتے انسوؤں کا ایک ریلا شدت سے ایا تھا کہ شہریار اہستہ سے اس کمر سہلاتے بولا چپ ہو جاؤ

بٹر فلائی بڑی ہو گئی ہو اب۔۔۔ کہ پاس کھڑی رامین نے شرارت سے گلا کھنگارا تو۔۔۔ عشاء ہوش کی دنیا میں اتے اس سے دور ہوئی اور بنا دارم اور رامین سے نظریں ملائیں اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔ کہ جنت نے کچھ پریشان ہوتے دارم کو دیکھتے کہا بابا پپو۔۔۔ کچھ نہیں ہوا پھو پھو کو پر نسسز وہ بس اپ کے منتل کو دیکھ کر خوش ہو گئی ہیں۔۔۔ منتل کہتے جنت نے ادھر ادھر دیکھا جیسے اسے تلاش کیا ہو کہ شہریار نے اگے بڑھتے اسے زبردستی دارم کی گود سے لیا تو اس نے شور مچایا۔۔۔ شہریار نے اس کا گال چومتے کہا یہ سب چھوڑو چوزی اور یہ بتاؤ میرا نام کیا ہے میں نے تمہیں یاد کرا کر بھیجا تھا پاکستان سے۔۔۔ جنت نے بہت غور سے ٹکر ٹکر شہریار کی سنہری انکھوں میں دیکھا اور پھر بولی مما اور دونوں بازو رامین کی طرف کھولے۔۔۔ تو شہریار اس کے بازو نیچے کرتے واپس اسے اپنی طرف متوجہ کرتے بولا دیکھا مجھے پتہ تھا تم مجھے بھلا دو گی چلو شاباش بولو شہری ماموں۔۔۔ شری مومو۔۔ جنت نے اسے دیکھتے بول دیا تو شہریار کھل کے مسکرایا اور اپنی جیب سے دو پٹی بڑی چاکلیٹس نکالتے جنت کی طرف بڑھائیں جنہیں تھامتے وہ کھلکھلائی کہ شہریار اسے دیکھتے تنبیہ کرتے بولا اگر اب

تم نے میرا نام بھلایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔کہ جنت نے اسے واپس غصہ ہوتا دیکھ اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالا اور دارم کی طرف بازو اٹھاتے بولی بابا۔۔۔ تو دارم نے اسے اگے بڑھتے فورا شہریار کی گود سے لیا۔۔۔کہ رامین بولی جاؤ شہریار دیکھو لو تمہاری بٹر فلائی ابھی تک روہی نہ رہی ہو۔۔۔اور فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں کہ شہریار لب دبائے مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف بڑا تھا۔۔۔

شہریار کمرے میں ائے تو وہ دوسری طرف رخ موڑے کھڑی تھی اگے بڑھتے شہریار نے نرمی سے اسے حصار میں لیتے اس کے سر پر تھوڑی ٹکائی۔۔۔عشاء کچھ خود میں سمٹی کہ شہریار بولا مجھے مس کیا ہے یا نہیں پھر بٹر فلائی؟؟؟ بالکل نہیں کیا وہ منہ بناتے بولی تو شہریار گہرا مسکرایا اور اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا کیا سچ میں؟؟جی عشاء اس سے نظریں ملائے بغیر ہی بولی۔۔۔

یہ بات میری طرف دیکھ کے کہو کہتے شہریار نے اس کی تھوڑی کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر تھوڑا اونچا کیا تو وہ شہریار کی انکھوں میں دیکھتے بولی اپ نے مجھے مس کیا۔۔۔ شہریار نے اسے کمر سے پکڑ کر تھوڑا اوپر اٹھاتے اسے اپنے مزید قریب کیا اور بولا ہر سانس کے ساتھ۔۔۔ عشاء کی پلکیں حیا سے بوجھل ہوئی شہریار نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ تو اس کے محبت بھرے لمس کو محسوس کرتے عشاء انکھیں موند گئیں آج ہر شکوہ ہر خدشہ ختم ہو گیا تھا وہ اس کے پاس واپس لوٹ ایا تھا لیکن انسواب بھی اس کے رخسار کو بھگو رہے تھے۔۔۔ بٹر فلائی مجھے لگ رہا ہے تم میرے انے سے بالکل بھی خوش نہیں ہوں۔۔۔ عشا نے انکھیں کھولتے نم انکھوں سے اسے دیکھا تھا کہ شہریار بولا ہاں تو کون روتا ہے کسی کے انے پر یوں۔۔ کہتے شہریار نے اس کے انسو اپنے ہونٹوں سے چنے تھے۔۔۔ عشاء کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اور اس سے تھوڑا فاصلہ قائم کرتے بولی اپ نے مجھے انے سے پہلے بتایا کیوں نہیں ؟؟ اگر بتا دیتا تو تمہیں سرپرائز کیسے دیتا شہریار نے اسے ہچکچاتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے واپس اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ کہ عشاء جھکی پلکوں کے ساتھ شہریار کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔

چلیں اب اپ فریش ہو جائیں پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔ ٹھیک ہے لیکن پہلے تم پیکنگ کر ولو اپنی۔۔ شہر یار اپ ابھی اتنا سفر کر کے ائے ہیں اور ابھی واپس جانا ہے۔۔۔ بٹر فلائی تم سے کس نے کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں؟؟ ہم یہاں سے اپنے اپارٹمنٹ جائیں گے کب تک یوں ہی دارم لالا کے گھر رہنا ہے دل نہیں بھرا ابھی تک۔۔۔ ابھی جانا ہے عشاء نے اسے دیکھتے پوچھا تو شہر یار نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر واش روم کی طرف بڑھا۔۔۔ عشاء جلدی جلدی اپنی پیکنگ کرنے لگی۔۔۔ کھانا بے حد خوشگوار ماحول میں کھایا گیا ہلکی پھلکی گفتگو اور ہنسی مذاق کرتے۔۔۔ چائے کا دور چلا تو عشاء کچن میں گئی اور دارم اس کے پیچھے آیا۔۔۔ اور اسے دیکھتے بولا عشاء بیٹا مجھے ایک بات بالکل سچ بتانا تم شہر یار کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔۔۔ بے شک اس کے چہرے کی خوشی ہر چیز بیان کر رہی تھی لیکن پھر دارم ایک بار تسلی کر لینا چاہتا تھا۔۔۔ دارم کی اس قدر فکر پر عشاء کی انکھوں میں نمی ائی تھی کہ پھر بولی دارم لالا شہر یار سچ میں بہت اچھے ہیں اور میرا بہت خیال بھی رکھتے ہیں۔۔۔ دارم کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی کہ اگے بڑھتے دارم عشاء کے سر پر پیار دیتے بولا اللہ تم دونوں کو یوں ہی جوش

رکھے لیکن اگر کبھی بھی شہریار تمہیں کچھ کہے تو تمہارے لالا ہمیشہ تمہارے لیے موجود ہیں۔۔۔جی کہتے وہ نم انکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔

شری ویسے تم بہت بے وقوف انسان ہو۔۔۔اب کیا کیا میں نے شہریار نے رامین کو گھورتے پوچھا۔۔۔تم نے آج تک کبھی عشاء کی تعریف کیوں نہیں کی ؟؟کس چیز کی تعریف شہریار نے حیران ہوتے کہا۔۔۔بھئی کسی بھی چیز کی اس کی کوکنگ کی اس کے کپڑوں کی یاوہ کیسی لگ رہی ہے۔۔۔رامین نے بھی اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔تو شہریار بولا ان سب چیزوں کی میں علیحدہ علیحدہ تعریف کیا کرو؟ہاں رامین بولی کیوں تمہارا منہ تھک جاتا ہے یہ کہنے میں کہ عشاء تم اچھی لگ رہی ہو اج کھانا اچھا بنا ہے یہ کلر تم پر سوٹ کر رہا ہے۔۔۔اچھا کر دیا کروں گا تعریف شہریار نے جان چھڑاتے کہا کہ پھر بولا عشاء نے تم سے کہا میں نے کبھی اس کی تعریف نہیں کی۔۔۔جی نہیں رامین بولی میں نے تو بس اس سے یہ پوچھا تھا کہ شہریار کو تمہارے ہاتھ کی کون سی ڈش پسند ہے اور تم یہ پہنا کون سا کلر

اسے اچھا لگتا ہے؟؟؟ لیکن اس بیچاری کو کیا پتا کیونکہ اج تک کبھی تم نے اسے احساس ہی نہیں دلایا۔۔۔ شری یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بیویوں کے لیے بہت معنی رکھتی ہیں سمجھے۔۔۔

اسے چھوٹے چھوٹے گفٹ دیا کرو باہر گھومنے لے جایا کرو۔۔۔اس کے ہاتھ کے بنے کھانے کی تعریف کیا کرو۔۔۔جب وہ تمہیں اچھی لگے تو یہ بتایا بھی کرو کہ وہ تمہیں اچھی لگ رہی ہے۔۔۔

اگر محبت کر ہی لی ہے تو پھر اب جتایا بھی کرو۔۔۔اچھا میری ماں اور کچھ شہریار نے برا سا منہ بناتے کہا تو رامین بولی ہاں وہ سفیان کی تم سے بات ہوئی۔۔۔ کون سفیان شہریار نے پوچھا؟؟ ملیحہ کے پروفیسر۔۔۔اللہ اللہ تمہیں بھی پتہ ہے اس معاملے کا شہریار حیران ہوتے پوچھا۔۔۔ہاں تو میرے کہنے پر ہی ملیحہ نے سفیان کو تمہارا نمبر دیا تھا۔۔۔توبہ ہے ایک تو لڑکیوں کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹکتی ۔۔۔شہریار میں مذاق نہیں کر رہی رامین بولی؟؟ میں بھی نہیں کر رہا شہریار نے سکون سے جواب دیا۔۔ کہ رامین بولی اچھا تو پھر کیا کہا تم نے سفیان سے۔۔۔ میں تمہیں کیوں بتاؤں شہریار نے مسکراتے ہوئے رامین کو چھڑایا۔۔۔ٹھیک

ہے مت بتاؤ میں دارم سے کہتی ہو شہریار پاکستان جا کر ملیحہ سے دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس لیے سوچ لو عشاء کو اس کے ساتھ جانے دینا ہے نہیں

۔۔۔

استغفر اللہ کتنی تیز ہو نا تم رامین کیوں اپنے شور سے میری ہڈیاں تڑوانا چاہتی ہوں۔۔۔اور میرا بسا بسایا گھر اجاڑنے پر تلی ہو۔۔۔اس سے پہلے تم کسی کا دل توڑو تمہارا گھر ٹوٹ جائے تو بہتر ہے۔۔۔رامین نے مسکرا کر کہتے مزید اس کا دل جلایا تھا کہ شہریار بولا یار کچھ خاص نہیں کہا تھا میں نے سفیان سے بس اسے یہ کہا تھا کہ نہ میں ملیحہ کو پسند کرتا ہوں اور نہ ہی اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اور نہ ہی ملیحہ مجھے پسند کرتی ہے اور نہ ہی اس کی زندگی کا فیصلہ کرنے کا میرے پاس کوئی اختیار ہے اسے لیے میں نے اسے زمان کا نمبر دے دیا۔۔۔اگے اب اللہ جانے۔۔۔۔اچھا رامین نے اچھا کوئی لمبا سا کھینچا کہ پھر بولی کوئی نہیں میں ملیحہ سے پوچھ لوں گی۔۔۔اف کتنا شوق ہے نا تمہیں جاننے کا کہ دوسروں کی زندگی میں کیا ہو رہا ہے؟؟جی نہیں کوئی شوق نہیں ہے مجھے بس اس کی فکر ہے

۔۔۔رامین منہ بناتے بولی تو شہریار ہنس دیا اور بولا بھئی بلا دو میری بیوی کو ہمیں

نکلنا بھی ہے اندر پتہ نہیں تمہارا شوہر میرے خلاف اسے کیا کیا بھڑکا رہا ہو گا ۔۔۔شٹ اپ شری بلاتی ہوں میں اسے اور چکر لگاتے رہنا۔۔۔اچھا تم کہو تو روز ہی اجایا کروں گا۔۔۔ہاں جانا کہتے رامین اٹھتے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ سب سے ملتے اپنے اپارٹمنٹ کی طرف آے۔۔۔

اج اس کی انکھ بہت ہی دیر سے کھلی کہ فریش ہو کر روم سے باہر نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر پہلے تو اسے اپنی انکھوں پر یقین نہیں ایا لیکن پھر اگے بڑھتے کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگاتے کھڑا ہوتے بولا۔۔کیا بات ہے مسز کیا بنا رہی ہیں؟؟ نظر نہیں ارہا اپنے لیے ناشتہ بنا رہی ہوں ایت بنا اسے دیکھیے بولی۔۔۔ نظر تو ارہا ہے لیکن انکھوں پر یقین نہیں ارہا۔۔ خیر صرف اپنے لیے بنا رہی ہوں کیا؟؟ جی لفظی جواب دیتے وہ مصروف سے انداز میں فرائپن سے انڈا پلیٹ میں ڈالنے لگی ۔۔۔کہ وہاب نے اگے بڑھتے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے بولا۔۔۔جان ویسے میں روز اپ کے لیے ناشتہ بناتا

ہوں اور اپ ایک دن میرے لیے نہیں بنا سکتی۔۔۔ایت بولی اس کے لیے آپ کا بہت شکریہ لیکن آج سے میں اپنا ناشتہ خود ہی بنا لوں اور دوسرا اپکو میرا بنایا ناشتہ پسند نہیں ائے گا۔۔۔ تمہاری بنائی کوئی چیز مجھے پسند نہ اے ایسا ہو سکتا ہے بھلا وہاب بڑے پیار سے بولا۔۔۔ٹھیک ہے تم یہ ناشتہ کر لو کہتے ایت نے وہاب کے حصار سے نکلتے پین میں دوسرا انڈا ڈالا تا کہ وہ اپنے لیے بنا سکے تو وہاب لب دبائے مسکراتے ہوئے بولا ٹھیک ہے جان لیکن پلیز ایک بات کلیئر کر دوں یہ ناشتہ سیف ہے نا کیونکہ بھری جوانی میں تم سفید کپڑوں میں اچھی نہیں لگوں گی۔۔۔تم میری فکر نہ کرو میں کیسی لگوں گی اور کیسی نہیں تمیں ناشتہ کرنا ہے تو کرو ورنہ مت کرو خود بنا لو۔۔۔کہتے ایت منہ بناتے ٹوسٹ نکالنے لگی۔۔۔کہ وہاب بولا ایسے کیسے فکر نہیں کرو بھئی ایک ہی تو بیوی ہے میری۔۔۔سب کی ایک ہی ہوتی ہے لیکن تمہارا ایک سے گزارا نہیں ہو گا تو تم ایک کام کرو دو تین اور لے اؤ ایک جو تمہارے ساتھ کارپیٹ کر سکے دوسری جسے کھانا بنا آتا ہو اور تیسری جو تمہارے ساتھ پیپر چیک کروا سکے۔۔۔ویسے ائیڈیا برا نہیں ہے میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی ارام ہو جائے گا خیر ان سب کو تو تم نے

(ڈیوٹیاں)کام بھی اسائن کر دے تم خود کیا کروں گی؟؟ان سب کے ہوتے ہوئے تمہارے پاس میرے لیے فرصت ہو گی میں یاد رہ جاؤں گی تمہیں ایت نے پیچھے مڑ کرائی بر و آچکا کر اسے قرینن گھورتے سے پوچھا۔۔۔کہ وہاب بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا ہاں نا آخر تم میری پہلی بیوی ہو گی سب سے پہلا اور زیادہ حق تو تمہارا ہی ہو گا۔۔۔مجھے نہیں چاہیے تم سے کوئی حق ایت نے کھا جانے والے انداز میں اسے گھورتے کہا تو وہاب نے اپنا قہقہہ ضبط کرتے کہا چلو ایک کام کرتے ہیں تم مجھ سے لڑ جھگڑ لیا کرنا اخر لائف میں تھوڑی بہت انٹرٹینمنٹ(entertainment)اور سٹریس(stress) بھی تو ہونا چاہیے۔۔۔مطلب میں تمہیں سٹریس دیتی ہوں این ڈائریکٹلی (In directly)تو مجھے یہ کہنا چاہتے ہو ایت نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔ویسے میں یہی کہہ رہا تھا لیکن خیر میری جان اگر میرا سٹریس تم ہو تو سکون بھی تو تم ہی ہو۔۔۔ہو گیا تمہارا تو سائیڈ پر ہٹو ناشتہ کرنا ہے مجھے ۔۔۔وہاب سائیڈ پر ہٹتے بولا ہاں چلو ناشتہ کرتے ہیں ویسے یہ اج صبح ہی صبح موڈ کیوں اتنا بگڑا ہوا کیوں ہے۔۔۔مجھے اٹھا دیتی میں ناشتہ بنا دیتا۔۔۔ہاں تمہیں

اٹھاتی تاکہ ناشتہ کروانے کے بعد تم مجھے تانے مار سکتے ایت نے ناشتہ کرتے مصروف سے انداز میں کہا؟؟ میں تمہیں تانے مارتا ہو یہ کب ہوا وہاب نے حیران ہوتے اسے دیکھتے پوچھا؟؟ بس رہنے دو وہاب ناشتہ ختم کر کے ایت اٹھی تو وہاب نے اس کی کلائی تھامتے اپنے قریب کھینچتے گود میں بٹھایا اور بولا ایت کیا ہوا ہے؟؟ کچھ نہیں ہوا کہتے اب کی بار ایت کی اواز میں نمی کھل گئی تھی۔۔۔ ایت۔۔ کیا بات اب تم مجھے خواہ مخواہ پریشان کر رہی ہو؟؟ ہاں میں ہی تو ہو جو تمہیں پریشان کرتی ہوں۔۔ تم تو کچھ بھی نہیں کہتے مجھے؟؟ اچھا تو پھر کیا کہا ہے میں نے مجھے میرا جرم بھی بتادو وہاب نے اس کی نم انکھیں صاف کرتے کہا تو ایت بولی رات تم نے اتنی باتیں سنائی مجھے کہ میں تمہارے ساتھ کا پریٹ نہیں کرتی یہ بھی کے کھانا تم سے بنواتی ہوں اب بڑی جلدی سب بھول گئے تم۔۔۔ یہ سب میں نے کہا تھا لیکن کب۔۔ وہاب نے یاد کرنے کی کوشش کرتے کہا؟؟ ہاں اب تو تمہیں یاد ائے گا ہی نہیں ایت منہ بناتے بولی تو وہاب ہنس دیا۔۔ تم ہو نا مجھے یاد دلانے کے لیے اچھا خیر ائی ایم سوری۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے تمہارا سوری پہلے جو دل میں آیا کہہ لیا اس کے بعد سوری۔۔۔ کتنے نخرے

کرتی ہو نا تم ایت۔۔۔ کتنی باتیں تم مجھے سناتی ہو مجھے تو یاد تک نہیں رہتی تمہاری طرح میں منہ بنانے بیٹھ گیا نا پھر مناتی ہی رہ جاؤ گی۔۔۔ تم سے کس نے کہا میں تمہیں مناؤں گی ایت نے انکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتے کہا۔۔۔ کہ وہاب بولا ہاں تم کیوں مناؤ گے تم تو خود الٹا ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہو اب کی بار ایت مسکرائی تو وہاب بھی ہنسا تھا اور بولا یار چھوٹی چھوٹی باتوں کو اتنا سیریس مت لیا کرو۔۔ تمہاری یہ چھوٹی چھوٹی باتیں مجھے بہت ہرٹ کرتی ہیں۔۔۔ سوری میری جان کہتے وہاب نے اس کے گال کو چوما تھا کہ ایت اٹھتے بولی جاؤ چینج کر لو زمان لالا آتے ہی ہو گے۔۔۔

کہ وہاب اس کا ہاتھ پکڑتے واپس اپنے پاس بٹھاتے اس کا ہاتھ چومتے بولا میری جان ناشتہ تم نے بہت اچھا بنایا تھا ایت کی انکھیں چمکی۔۔ کہ وہاب بولا لیکن پلیز دوبارہ مت بنانا۔۔۔ وہاب ایت چیخی تھی اور ایک چپت اس کے کندھے پہ لگاتے بولی تم ایک انتہائی بد تمیز ڈھیٹ پروفیسر ہو کہ وہاب ہنستا چلا گیا۔۔۔

السلام علیکم لالا۔۔زمان کے پاس اکر رکتے ملیحہ نے اسے سلام کیا تھا کہ زمان نے اسکے سر پر پیار دیتے بولا وعلیکم السلام اور اس کا سامان لیتے گاڑی میں رکھا۔۔ ہلکی پھلکی گفتگو کرتے وہ لوگ وہاب کے فلیٹ پر پہنچ گئے کیونکہ ایت نے بھی ان کے ساتھ گھر جانا تھا۔۔۔ملیحہ اور ایت دونوں کی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اور ان کے اخری پیپر ختم ہوئے بھی تین چار دن ہو گئے تھے۔۔اور اب دونوں نے ڈگری لینے کونو کیشن پر ہی واپس انا تھا۔۔

ایت تم اور وہاب لالا کہیں جا رہے ہو ملیحہ نے اتے پوچھا؟؟ گھر نہیں چلنا اج؟؟ چلانا ہے لیکن اس سے پہلے وہاب کے ایک دوست نے انا ہے ایت بولی۔۔اچھا ٹھیک ہے تو تم یہ رہنے دو میں چاے چھان دیتی ہوں کہیں تمہارے کپڑے نہ خراب ہو جائیں ملیحہ بولتے اگے بڑھی۔۔۔نہیں نہیں میں یہ سارا کام خود ہی کر لوں گی تم جاؤ چینج کر لو۔۔۔میں نہیں چینج کر رہی یار اور ویسے بھی سفر میں کمفرٹیبل کپڑے ہی ہونے چاہیے۔۔۔ملیحہ ان کی فیملی بھی ساتھ ہو گی کیا

سوچیں گے یار وہ سب چینج کرو مجھے نہیں پتا۔۔۔میں نے ایک ڈرس نکال کر رکھا ہے ویسے بھی ہمارا اسائز سیم ہی ہے۔۔جاؤ اب جلدی سے ایت نے کہا ۔۔۔ایت پلیز نا یار میں باہر نہیں اؤں گی۔۔۔آف ملیحہ مجھے تو لگا تھا تم میری مدد کرواد و گی ایت اسے گھورتے بولی۔۔۔اچھا جاتی ہوں منہ بنا کر کہتے ملیحہ کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

آؤ جاو بٹر فلائی ویلکم ہوم۔۔۔عشاء نے مسکراتے شہریار کے پیچھے اپارٹمنٹ میں قدم رکھا۔۔۔وہ چھوٹا مگر بہت نفسات سے سجا خوبصورت وائٹ اور کریم کلر تھیم میں تھا۔۔۔یہ اپ کا گھر ہے مسز شہریار خانزادہ۔۔شہریار نے اس کی طرف جھکتے اہستہ سے اس کی کان کی لو کو چھوتے کہا تھا کہ عشاء کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے۔۔۔وہ اگے بڑھی کہ شہریار نے فورا سے اسے بازو سے تھامتے واپس اپنے قریب کرتے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کیے۔۔۔عشاء نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو اب

کیا۔۔۔ لیکن پھر اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے واپس چہرہ جھکا گئی۔۔ شہریار مزید اپنا حصار تنگ کرتے بولا بٹر فلائی اج تم مجھے بڑی کیوں لگ رہی ہو۔۔۔ کیا مطلب ہے اپ کا عشاء اس کے اس انوکھے تبصرے پر حیران ہوئی تھی کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا اج تم مجھے پہلے سے بڑی بڑی لگ رہی ہو ورنہ یوں لگتا تھا جیسے کسی چھوٹی بچی سے شادی کرا دی ہو میری شہریار نے بغور اس کا جائزہ لیتے کہا گہرے مہرون رنگ کے سوٹ میں ادھے بالوں کو کھلے اور ادھوں کو کیچر لگائے ہلکے ہلکے میک اپ میں چھوٹے سے ائیر رنگز پہنے ہوئے بے وہ حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے بات کو سمجھتے عشاء کھلکھلا کر ہنسی کہ شہریار نے اس کی ڈھلکی ہوئی چادر اتارتے پاس صوفے پر رکھی اور بولا اؤ تمہیں ہمارا گھر دکھاؤں۔۔۔ دو کمرے ایک اوپن کچن اور چھوٹا سا ٹی وی لاؤنج اور ایک ٹیرس تھا جس سے سی ویو نظر اتا تھا اور اسے دیکھ کر عشاء کو بے حد خوشی ہوئی اور شہریار کو دیکھتے بولی ہم پاکستان نہیں جائیں گے۔۔۔ جائیں گے نا بٹر فلائی لیکن فلحال پہلے ہم اپنا ہنی مون پیریڈ انجوائے کریں گے پھر جا کر ایک گرینڈ ریسپشن (ولیمہ) دیں گے۔۔۔ لفظ ہنی مون پر عشاء کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی وہیں دوسری

طرف وہ ولیمے کا سن کر کچھ حیران اور پریشان بھی ہوئی تھی۔۔۔اسے کچھ پریشان ہوتا دیکھ کر شہریار بولا بٹر فلائی کیا ہوا ہنی مون کا آئیڈیا پسند نہیں ایا۔۔۔ نہیں اسی کوئی بات نہیں ہے عشاء فورا بولی کہ شہریار مسکراہٹ ضبط کرتی چند قدم لیتے مزید عشاء کے قریب ہوا اور بولا تو مطلب تم ریڈی ہو۔۔۔وہ۔۔ شہریار۔۔۔جی جانم کہتے شہریار اس پر جھکتے بولا تو عشاء بولی وہ۔۔وہ۔۔اپ کب اۓ ائرلینڈ۔۔۔ کل رات ایا تھا شہریار نے اپنی سانسیں اس میں الجھاتے کہا۔۔ کہ عشاء اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے نام محسوس انداز میں فاصلہ قائم کرتے بولی تو اپ کل کیوں نہیں آۓ مجھ سے ملنے۔۔۔بٹر فلائی مجھے باتوں میں مت الجھاؤ کہتے شہریار بے حد نرمی سے اس کی کمر کے گرد حصار باندھتے اسے کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ شہریار دور ہوا تو عشاء نے بغیر اس کی نظر ملاۓ اپنی بے ترتیب ہوتی سانسوں کو سنبھالتے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔ کہ شہریار بولا کل تم سے ملنے اس لیے نہیں آیا کیوں کہ ایک تو میں بہت رات میں پہنچا دوسرا گھر بھی تو سیٹ کرنا تھا مجھے پھر ہی تمہیں یہاں لا سکتا تھا نا۔۔۔ خیر چلو روم میں چلتے ہیں بہت تھک گیا ہوں میں کہتے اس کا ہاتھ تھام سے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

شہریار کپڑے لیتے واش روم میں گھسا۔۔عشاء تب تک اپنے کچھ کپڑے نکال کر کبڈ میں لگا چکی تھی اور خود بھی چینج کر چکی تھی۔۔۔کہ شہریار نے فریش ہو کر آتے ٹاول بیڈ پر پھینکا اور بالوں کو ڈرائی کرنے لگا۔۔۔عشاء نے لمبی سانس بھرتے گیلا ٹاول بیڈ سے اٹھایا اور بولی شہریار مجھے امید تھی اپ یہ عادت بدل لیں گے۔۔۔اہ مجھے افسوس ہے بٹر فلائی تم غلط ثابت ہوئی اور پتہ ہے میں اور ٹاول دونوں بیڈ پر ساتھ سوتے ہیں اور صبح میں اسے یہیں سے اٹھا کر دوبارہ فریش ہو لیتا ہوں۔۔۔کہ عشاء اس کی ڈھٹائی پر اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔اور بولی میں پانی لے کر آتی ہوں۔۔۔اوکے کہتے شہریار بیڈ پر ڈھیر ہوا تھا۔۔۔پانی جگ میں ڈالتے اور شہریار کی لائی گروسری کو فرج میں رکھتے فارغ ہوتے روم میں آئی تو چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی شہریار سو رہا تھا یقیناً وہ بہت تھک گیا ہوگا ۔۔۔کہ عشاء بھی اس کے قریب بیڈ پر لیٹتے سونے کی کوشش کرنے لگی وہ چار ماہ سے ائیر لینڈ میں رہ رہی تھی مگر اسے یہاں اپنے ساتھ ساتھ ہر چیز نامکمل لگتی ۔۔۔دارم رامین اور جنت اسے ایک مکمل پرفیکٹ فیملی لگتی اور اپنا اپ وہاں ان فٹ محسوس ہوتا بے شک وہ سب ہی اس سے بہت پیار کرتے اور اس کا خیال

بھی رکھتے۔۔۔لیکن یہاں اس ایک شخص کی موجودگی میں جواس کے برابر سویا ہوا تھا یہ گھر 40 منٹ میں اسے اپنا لگنے لگا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اب سب مکمل ہو گیا۔۔

ملیحہ۔۔۔ملیحہ یار چینج کر لیا ایت نے کمرے میں اتے پوچھا۔۔۔ہاں یار دیکھ لو ٹھیک ہے اب۔۔۔ہاں ہاں ٹھیک ہے یار تم ہلکی سی لپ سٹک ہی لگا لیتی اور چلو جلدی باہر اجاؤ مہمان اگئے ہیں۔۔۔ایت نے کہتی ڈریسنگ کی طرف بڑھتے وہاں سے ایک لائٹ پن کلر کا گلوز اٹھایا۔۔۔تو ملیحہ ہنستے ہوئے ایت کی طرف بڑھتے بولی کمال کرتی ہو یار وہاب لالا کے دوست ائے ہیں اور تم مجھے لپسٹک لگانے کا کہہ رہی ہو۔۔۔میرا رشتہ دیکھنے نہیں ایا کوئی کیوں مجھے ڈانٹ پڑوانی ہے۔۔۔چلو اب ایسے ہی کہتے ملیحہ باہر کی طرف بڑھنے لگی کہ ایت نے بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور بولی ویسے کب کیا ہو جائے کسے پتہ۔۔۔چلو ذرا ادھر دیکھو کہتے ایت نے اسے زبردستی ہلکا سا گلوز ملیحہ کو لگایا۔۔۔اور بولی چلو دوپٹہ سیٹ

کرو اور اجاؤ کوئی کچھ نہیں کہتا میں ہوں نا۔۔۔ چلو میری ماں کہتے ملیحہ بھی مسکراتی ہوئی ایت کے پیچھے کمرے سے نکلی۔۔۔ لیکن اگلے پل اس کے قدم وہیں جم گئے۔۔۔ سامنے سفیان اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر خاتونِ اور ایک رامین کی ہم عمر لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کی گود میں چھ سات ماہ کا بچہ تھا۔۔۔ اور ساتھ صوفے پر ایک انکل بیٹھے زمان سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ کہ ایت نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی اور ملیحہ کو کہنی مارتے بولی چلو ملیحہ سلام کرو۔۔۔ ملیحہ نے ایک نظر ایت کو گھورا اور پھر کچھ سنبھلتے اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا کہ سفیان کی امی اٹھتے ملیحہ کی طرف بڑھی اور اس کے گلے لگتے بولی ماشاءاللہ جتنا سنا تھا بیٹی اپ اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو۔۔۔ کہ ملیحہ مسکرا دی۔۔۔ سفیان کی بہن علیزے بھی کافی خوش دلی سے ملیحہ کے ساتھ ملی۔۔۔ اس سارے عرصے میں سفیان کی نظریں بھی ملیحہ کا طواف کرتی رہی لیکن ملیحہ نے اس کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔۔۔ سفیان کی امی بولی ملیحہ یہاں میرے پاس بیٹھو تو ملیحہ خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ گئی اسے اب بھی سارے معاملہ کچھ خاص صحیح سے سمجھ نہیں ارہا تھا۔۔۔ خیر کچھ دیر بعد ایت کھانا لگانے کے لیے اٹھے تو

ملیحہ بھی اس کی مدد کرانے کے بہانے اٹھ کر فورا کچن میں ائی۔۔۔اور اتے ہی ایت کے سر پر کھڑے ہوتے بولی ایت یہ سب کیا چل رہا ہے مجھے صاف صاف بتاؤ۔۔کہ ایت شرارت سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے بولی تمہیں کیا لگتا ہے کیا چل رہا ہے؟؟ابھی تم ہی کچھ دیر پہلے کہہ رہی تھی کون سا کوئی تمہارا رشتہ دیکھنے ا رہا ہے تو میری جان یہ اپ کا رشتہ دیکھ ہی ائے ہیں؟؟واٹ یار ایسا کیسے ہو سکتا ہے ملیحہ نے کچھ پریشانی سے کہا؟؟کیوں نہیں ہو سکتا اب کی بار ایت نے اسے گھورا کہ ملیحہ بولی کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہے اس رشتے سے اور زمان لالا نے بھی مجھے نہیں بتایا۔۔اف لڑکی بتا دیں گے نا فال تو مجھے یہ بتاؤ کہ تم سفیان سر کو پسند کرتی ہو یا پہلے والا حال ہی ہے؟؟کیا مطلب میں کیوں پسند کرنے لگی انہیں؟؟ملیحہ نے بغیر اس سے نظریں ملائے برتن نکالتے کہا۔۔۔تم کہہ رہی ہو تم پسند تک نہیں کرتے ادھر وہ تمہاری عشق میں پاگل ہو رہے ہیں۔۔۔ایت ملیحہ نے چڑھ کر کہا تھا کہ ایت کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید ایک دوسرے کو کچھ کہتی کہ زمان نے ملیحہ کو اواز دی۔۔اور وہ اللہ اللہ کرتے ایک نظر ایت کو گھورتے کچن سے نکلتے کمرے کی طرف بڑھی۔۔جی لالا ملیحہ نے کمرے میں اتے

کہاتوزمان اس کی طرف بڑھااور بولا گڑیا یہ جو باہر فیملی ائی ہے۔۔ مجھ سے میری بہن کا ہاتھ مانگ رہیں ہے۔۔اب بتاؤ کیا کرنا چاہیے۔۔۔ملیحہ نے نظر اٹھا کر زمان کو دیکھا اور بولی پتہ نہیں۔۔۔اس کے معصومہ انداز پر زمان کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا کہ بولا تو اچھا ہے فیملی بھی اچھی ہے۔۔۔تو اب مجھے یہ بتاؤ اپ شہریار کو پسند کرتی ہوں۔۔۔کہ ملیحہ نے نظریں جھکائے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ تو زمان مسکرا دیا اور بولا کسی اور کو ملیحہ نے اس بار بھی نفی میں سر ہلایا کہ زمان نے دوبارہ پوچھا اور سفیان کو ملیحہ نے سر اٹھا کر ایک نظر زمان کو دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔اچھا تو پھر میں انہیں ہاں کروں یا نہیں۔۔۔اب کی بار زمان نے ملیحہ سے سوال کیا تو وہ بولی لالا جو اپکو ٹھیک لگے۔۔۔اچھا پھر تو پھر میرے خیال سے ہمیں ہاں کر دینی چاہیے کیونکہ باہر بیٹھا وہ شخص مجھ سے وعدہ کر رہا ہے کہ وہ ہمیشہ میری بہن کا خیال رکھے گا۔۔۔لیکن لالا مورے؟؟ملیحہ نے کچھ پریشان ہوتے زمان سے پوچھا تو وہ مسکرایا اور بولا مورے کی تم فکر نہ کرو۔۔اور دا جی ملیحہ نے دوبارہ پوچھا کہ زمان بولا جب تک میں زندہ ہوں نا تمہیں کسی کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے لالا تمہارے لیے سب سے لڑ سکتے ہیں

۔۔۔ملیحہ کی انکھوں میں نمی چمکی تھی کہ زمان نے اگے بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگایا اور بولا نہ رونا نہیں ہے۔۔۔اور سفیان سچ میں اپ کو پسند کرتا ہے ملیحہ اور میں اپنی بہن کو کبھی بھی انچاہے رشتے میں شہریار کے ساتھ بندے نہیں دوں گا جس کے دل میں پہلے ہی کسی اور کے لیے محبت ہے۔۔۔اس لیے میرے خیال سے سفیان ہی بیسٹ اپشن ہے۔۔۔اگر تمہاری ہاں ہے تو میں ہاں کر دوں کہ ملیحہ نے اس کے سینے سے لگا ہی ہاں میں سر ہلایا تھا تو زمان مسکرا دیا۔۔۔

سفیان نے زمان سے بات کی تھی پہلے تو زمان اس کی دیدہ دلیری پر حیران ہوا جو سیدھا زمان کو فون کر کے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی بہن سے محبت کرتا ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔اور اسی وقت زمان نے فیصلہ کیا تھا کہ جو بندہ سیدھا رشتہ لانے کے لیے تیار ہو وہ سچ میں نبھا بھی سکتا ہے۔۔۔وہاب سے مشورے کے بعد زمان اس رشتے کے لیے تیار ہوا تھا۔۔۔اور اب سفیان سے ملنے کے بعد اسے اس بات کا اندازہ ہوا تھا کہ وہ سچ میں ایک اچھا انسان ہے اور اس کی فیملی بھی۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر وہ وہاب کا سب سے قریبی دوست تھا اور وہاب اسے بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا کہ سفیان کی امی نے ایت کے بنائے کھانے کی تعریف بھی کی جس پر وہاب ہلکا ہلکا مسکرا تا رہا کیونکہ زیادہ کھانا باہر سے ایا تھا اور جو کچھ باقی تھا وہ وہاب نے بنایا تھا۔۔۔ جس پر ایت بار بار وہاب کو انکھیں دکھا رہی تھی اور وہ خاموشی سے مسکراتے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔۔۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تو سفیان کی امی زمان کو دیکھتے بولی بیٹا اب اگر اجازت ہے تو ہم اپنی بیٹی کو انگوٹھی پہنادیں۔۔۔ وہ پہلے بھی ایک دفعہ زمان سے پوچھ چکی تھی جب اس نے کہا تھا کہ وہ ایک بار ملیحہ سے پوچھے گا پھر ہی اسے انگوٹھی پہنا سکتی ہیں کہ اب مسکراتے ہوئے بولا جی انٹی۔۔۔ کہ سفیان کی امی بولی ویسے اپ کی امی بھی ہوتی تو بہت اچھا ہو جاتا۔۔۔ جی انٹی ہونا تو چاہیے تھا لیکن کچھ ہمارے دا جی کے اصول اور دوسرا امورے کی طبیعت نے ہی انہیں انے کی اجازت نہیں دی۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں سفیان انہیں پہلے ہی سب کچھ بتا چکا تھا ملیحہ اور اس کے خاندان کے بارے میں۔۔۔ کہ انہوں نے مسکراتے ہوئے اگے بڑھتے ملیحہ کے انگلی میں انگوٹھی پہنادی۔۔۔ وہاب اور زمان نے بھی رسم کے مطابق سفیان کو انگوٹھی پہنادی۔۔۔ سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔۔۔ کہ سفیان

کے امی بولی بس ہمیں اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے جانے کا انتظار رہے گا کہ زمان بولا جی انشاءاللہ بہت جلد ہم اگے کے معاملات بھی طے کر لیں گے ویسے انٹی اب اپ نے انا ضرور ہے ہمارے گھر۔۔جی جی بیٹا ضرور ائیں گے کہتے ہیں انہوں نے ڈھیر سارے تحفے بھی ملیحہ کو دیے تھے۔۔۔

اس سارے معاملے میں ملیحہ نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے سفیان کو دیکھا تھا جس کی نظریں پہلے ہی اس پر تھی کہ ملیحہ فورا نظروں کا رخ پھیر گئی سفیان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔رسم اچھے سے ختم کرنے کے بعد وہ اجازت لیتے رخصت ہوئے۔۔۔ملیحہ کے چہرے پر ایک مسرور سی مسکراہٹ تھی جسے دیکھتے ایت اسے بار بار چھیڑ رہی تھی۔۔۔مگر زمان نے انہیں ابھی انگیجمنٹ کے بارے میں گھر میں بتانے سے منع کیا تھا۔۔۔جس پر ان دونوں نے سمجھداری سے ہاں کہا تھا کہ وہ کسی سے کچھ نہیں کہیں گی جب تک زمان انہیں اجازت نہیں دیتا۔۔۔اور اب ادھے گھنٹے بعد انہیں گھر کے لیے نکلنا تھا۔۔۔ایت اور ملیحہ کچن کا بکھراؤ سمیٹ رہی تھی کہ وہاب کی اواز پر ایت نے ایک نظر ملیحہ کو دیکھا کہ ملیحہ نے اسے شرارتی نظروں سے مسکراتے دیکھا جس پر وہ بھاگتے ہوئے کمرے میں چلی

گئی۔۔۔ کیا ہوا وہاب؟؟ ایت نے روم میں انٹر ہوتے پوچھا تو وہاب نے اگے بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیا اور بولا اتنے دنوں کے لیے اتنی دور جا رہی ہو یار میں تمہیں مس کروں گا۔۔۔ ایت مسکرائی تھی اور بولی ہاں تو اچھی بات ہے نا تمہیں میری قدر ہو گی۔۔۔ یار یہ لانگ ڈسٹنس بہت برا ہے وہاں نے اس کے کندھے پر سر ٹکائے جیسے شکوہ کیا تھا کہ ایت بولی بس کرو وہاب اب تم مجھے ایمو شنل کر کے ہی ہٹو گے۔۔۔ کہ وہاب نے اس کی انکھوں میں دیکھتے کہا تھا ائی لو یو۔۔۔ اور نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔

اب کے بار ایت کی انکھوں میں نمی چمکی تھی اور بولی جلدی انا۔۔ وہ مسکرایا تھا اور بولو ہاں نا جلدی اؤں گا اس بار رخصت کروا کے یہاں لاؤں گا پھر نہیں کہیں جانے دیتا اس کے ضدی انداز پر ایت نم انکھوں سے کھلکھلائی تھی۔۔۔

رامین دارم کے سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی کہ بولی دارم عشاء کے جانے سے گھر کتنا خالی خالی ہو گیا ہے نا۔۔۔اج تو سارا دن جنت بھی اسے ڈھونڈتی رہی۔۔۔ من اسے اپنے گھر تو جانا ہی تھا لیکن تم فکر نہیں کرو بہت جلد ہمارے گھر ایک اور رونق اجائے گی پھر تمہیں کسی کو یاد کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔۔۔ ہاں رامین مسکرائی تھی کہ پھر بولی ویسے دارم جنت پتہ نہیں کس طرح ری ایکٹ کرے گی اس بے بی کے آنے پر۔۔۔وہ تو ہمیں کسی اور کا بچہ اٹھانے تک نہیں دیتی۔۔۔یاد ہے نا تمہارے حاشر کو اٹھانے پر کتنا ہنگامہ کھڑا کیا تھا ہماری بے بی ڈول نے۔۔۔دارم مسکرایا اور بولا ہو سکتا ہے شروع شروع میں تھوڑی پرابلم ہو لیکن ہم دونوں مل کر مینج کر لیں گے۔۔۔ہاں انشاءاللہ۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ویسے من اس ویک تمہاری ڈاکٹر کے ساتھ اپوائنٹمنٹ بھی ہے۔۔۔جی جی یاد ہے مجھے دارم جی وہ اپ مجھے بھولنے دیتے ہیں۔۔۔اس کے منہ بنانے پر دارم مسکراتے ہوئے بولا ہاں تو میں نہیں چاہتا میں تمہاری ہیلتھ پر کوئی بھی کمپرومائز کرو۔۔۔آف دارم کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں کسی بوڑھے بابا جی کے ساتھ رہ رہی ہوں جو ہر وقت مجھے نصیحتیں کرتے رہتے ہیں۔۔۔کوئی

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بات نہیں میری جان تم جو مرضی سمجھو یا کہہ لو لیکن میں تو ایسا ہی رہوں گا۔۔۔ہاں تمہیں کیا فرق پڑتا ہے دارم کبھی کبھی تم مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے ۔۔۔ لیکن تم مجھے ہر وقت اچھی لگتی ہو جانے من۔۔ کہتے دارم نے جھک کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے تھے کہ رامین منہ بناتے انکھیں موند گئی۔۔۔ لیکن دارم اس کے منہ بنانے کا بھی اج کل کوئی خاصا اثر نہیں لیتا تھا وہ بس اپنی مرضی کرتا اور اب تو عشاء کے جانے کے بعد زیادہ وقت گھر پر رہ کر رامین پر اور پابندیاں لگاتا۔۔۔ ساتھ ساتھ ایک کیئر ٹیکن بھی رکھی ہوئی تھی جو گھر کے کام وغیرہ کرتی اور دارم کی غیر موجودگی میں رامین پر نظر رکھتی بقول رامین کے ۔۔۔

\-------

عشاء ناشتہ بنا رہی تھی ادھے کھلے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے اسمانی رنگ کے سوٹ میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی آج ایک الگ ہی سکون اور خوشی تھی اس کے چہرے پر جیسے شہریار نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔ کہ پھر چھوٹے چھوٹے قدم لیتے عشاء کی طرف بڑھا اور اہستہ سے شلف کے پاس

کھڑے ہوتے بولا کیا بنا رہی ہوں بٹر فلائی عشاء اس قدر کھانا بنانے میں مصروف تھی کہ اچانک اس کی اواز پر ڈر گئی اور اسے دیکھتے بولی شہریار کیا کرتے ہیں اپ ڈرا دیا مجھے۔۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے بولا یوں ہی تھوڑی نہ بٹر فلائی کہتا ہوں تمہیں۔۔۔ کہ عشاء مسکرائی اور بولی اپ وہاں بیٹھیں میں ناشتہ لگاتی ہوں کہ شہریار اس کا گال چومتے سامنے کرسی پر بیٹھا۔۔۔ عشاء اسے ناشتہ سرو کرتے بولی اپ کتنی کم چیزیں لائے ہیں کوئی مصالحہ وغیرہ تو لائے نہیں کھانا کیسے بناؤں گی میں۔۔۔ شہریار اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے پاس دوسری چیئر پر بٹھاتے بولا۔۔ ناشتہ کرکے تم چلو میرے ساتھ جو جو لینا ہوا لے انا بھئی مجھے سمجھ نہیں اتی یہ گروسری۔۔۔ اوکے آپ ناشتہ کریں میں اپ کی چائے رکھ دوں کہتے وہ اٹھنے لگی کہ شہریار اس کا ہاتھ پکڑتے واپس بٹھاتے بولا۔۔۔ بٹر فلائی پہلے ناشتہ کرو میرے ساتھ پھر بن جاتی ہے چائے بھی کہتے شہریار نے نوالہ اس کی طرف بڑھایا تھا تو عشاء مسکرا دی۔۔۔

ملیحہ سکون سے لیٹی مووی دیکھ رہی تھی کہ سفیان کی اتی کال نے اس کے دل کی دھڑکنیں بے اختیار تیز کر دی۔۔۔ تین چار بیلز کے بعد اس نے ہمت کرتے کال اٹھائی تو سفیان نے بڑے پیار سلام کرتے اس کا حال چال پوچھا۔۔ ملیحہ نے کچھ ہچکچاتے وعلیکم السلام کہا اور بولی میں ٹھیک ہوں اپ کیسے ہیں ؟؟ میں بھی بالکل ٹھیک ہوں کیا کر رہی ہیں اپ ؟؟ وہ۔۔ وہ میں مووی دیکھ رہی تھی ملیحہ نے جواب دیا۔۔۔ اچھا۔۔۔ کو لمبا سا کھینچتے بولا کیسی موویز دیکھتی ہیں اپ ؟؟ سفیان نے بات بڑھانے کو اگلا سوال کیا کہ ملیحہ کچھ وقفے کے بعد بولی بس یوہی رینڈم جو اچھی لگ جائے۔۔ اہا ملیحہ اپ سے ایک بات پوچھوں سفیان بولا۔۔۔ جی سر ملیحہ بولی۔۔ اپ اس رشتے سے مطمئن تو ہیں کسی زور زبردستی کی وجہ سے ہاں تو نہیں کر رہی کیوں کہ زبردستی کے رشتوں میں کوئی بھی خوش نہیں رہتا۔۔۔ سفیان نے پوچھا تو ملیحہ بولی نہیں سر ایسا کچھ نہیں ہے میں بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ تو دوسری

طرف سفیان مسکرایااور بولااوکے خیر میں نے اپ سے پوچھناتھااپ کافیورٹ کلر کون ساہے۔۔۔جی سر ملیحہ کواس کاسوال کچھ عجیب لگایااسے لگااسے سنے میں غلطی ہوگئی۔۔۔ملیحہ پہلے تواپ مجھے سر کہنا بند کریں ہماری شادی ہونے والی ہے۔۔۔جی سر ملیحہ نے جلد بازی میں فورادوبارہ اسے سر کہاتودوسری طرف سے اسے سفیان کادلکش قہقہہ سنائی دیا۔۔۔ملیحہ کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے۔۔۔کہ سفیان بولامی چاہتی ہیں کہ میں شادی سے پہلے اپنے روم کو رینویٹ کراؤں۔۔۔میں اپ کو کچھ ڈیزائنز بھیجتاہوں جو بھی اپ کواس میں سے پسند ہووہ فائنل کردیں یااگر کوئی بھی پسند نہ ائے توخود کوئی بھیج دیں۔۔۔ فرنیچر وغیرہ ہر چیز چینج کرنی ہے توجیسے بھی اپ کوپسند ہو ہم ویسے ہی ڈیکوریٹ کریں گے۔۔۔لیکن پلیز تھیم تھوڑاالائٹ رکھیے گامجھے زیادہ شوخ رنگ پسند نہیں ہے۔۔۔کہ ملیحہ بولی

جیسے بھی اپ کوپسند ہومجھے کوئی پرابلم نہیں ہے توسفیان بولامیں جانتاہوں لیکن پھر بھی اپ کی پسند شامل ہوناضروری ہے۔۔۔ٹھیک ہے میں اپ کودیکھ کربتا دوں گی۔۔۔گڈ ویسے اپ کوانگیجمنٹ رنگ پسندائی تھی سفیان نے پوچھا۔۔۔تو

ملیحہ نے مسکراتے ہوئے ایک نظر ہاتھ میں پہنی سفیان کے نام کی انگوٹھی دیکھی اور بولی جی بہت اچھی ہے۔۔۔سچ میں اچھی لگی یا میرا دل رکھنے کے لیے کہہ رہی ہیں سفیان بولا؟؟میں اپ کا دل کیوں رکھوں گی مجھے سچ میں بہت اچھی لگی ملیحہ نے جواب دیا۔۔۔تو سفیان مسکراتے ہوئے بولا خیر میرا دل تو اپ رکھ ہی چکی ہیں لیکن مجھے خوشی ہے میری پسند۔۔۔۔میری پسند۔۔کو پسند ائی۔۔۔کچھ لمحے دونوں طرف خاموشی رہی کہ اب کی بار ملیحہ بولی اپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔کچھ نہیں اپ لوگوں کے کلاس کے پیپر چیک کر رہا ہوں۔۔۔کیا سچ میں ملیحہ نے قدرے حیران ہوتے اونچی آواز میں کہا تو سفیان نے لب دبایے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔۔جی سچ میں۔۔۔میرا پیپر چیک کر لیا کیسا تھا سر۔۔۔اپ پھر مجھے سر کہہ رہی ہیں پہلے میرا نام لیں پھر بتاؤں گا۔۔۔کہ ملیحہ نے قدرے بے چینی سے کہا سفیان سر میرا پیپر کیسا تھا؟؟اب ایسے پوچھیں گی تو پورے نمبر بھی دے دوں گا۔۔۔سفیان اپ بتا رہے ہیں یا میں کال کٹ دو اب کی بار ملیحہ نے دھمکایا تھا کہ سفیان ہنستے ہوئے بولا ابھی بیوی بنی نہیں ہے اور پہلے ہی مجھے دھمکا رہی ہیں اللہ جانے شادی کے بعد میرا کیا ہو گا۔۔۔ہاں تو مت کریں نا پھر شادی وہ بھی

منہ بناتے بولی تو سفیان ہنس دیا اور بولا بس ٹھیک ہی تھا کوئی خاص پیپر نہیں تھا پہلے کی طرح۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنے اچھے سے مجھے پیپر اتا تھا ضرور اپ نے ہی چیک کرنے میں کوئی گڑبڑ کی ہے۔۔۔ویسے بھی اپ جان بوجھ کر میرے نمبرز زیادہ کاٹتے ہیں ملیحہ کچھ غصے سے بولی۔۔۔یہ کب ہوا سفیان نے انجان بنتے پوچھا؟؟ ہر بار ہی ہوتا ہے اپ کی کوئی ذاتی دشمنی ہے میرے ساتھ وہ منہ بناتے بولی۔۔۔کہ سفیان ہنستے بولا ہاں اسی لیے تو اپنے ذاتی دشمن سے شادی کر رہا ہوں۔۔۔لیکن مجھے نہیں کرنی اپ سے شادی اللہ حافظ کہتے وہ کھٹک سے فون بند کر گئی۔۔۔کہ دوسری طرف سفیان ہنستا گیا وہ تھوڑی زیادہ سختی کرتا تھا اس پر اور ایسا کیوں تھا یہ وہ کبھی نہیں سمجھ سکا۔۔۔ملیحہ واپس اپنی مووی ان کر چکی تھی کہ سفیان کے میسجز انے شروع ہوئے۔۔۔وہ روم کا تھیم دیکھ رہی تھی کہ ان میں ایک پکچر اس کے پیپر کی بھی تھی جس میں سفیان نے اس کے صرف پورے میں سے دو نمبر کاٹے تھے۔۔۔اپنے نمبر دیکھتے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی تھی اور ساتھ ہی ساتھ عجیب سی شرم بھی محسوس ہوئی پہلی دفعہ کسی نے اسے سفیان کی طرح چاہا تھا

اور چاہے جانے کا یہ احساس بے حد خوبصورت تھا۔۔۔

اف بٹر فلائی تم تھکا دیتی ہو مجھے شاپنگ کرتے شہریار نے صوفے پر بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہوتے کہا کہ عشاء اسے دیکھتے بولی۔۔۔اج کیسے تھک گیے آپ صرف ایک سٹور سے جا کے ہم نے گروسری کی ہے اور اس کے بعد کھانا کھایا صرف ڈرائیونگ کی ہے اپ نے اتنے میں اپ نہیں گئے۔۔۔اچھا جی اور جو اتنا ٹائم تمہارے پیچھے سٹور میں گھومتا رہا اس کا کیا۔۔۔اس کا کچھ نہیں اتنا سا کام کرنے سے اپ بالکل بھی نہیں تھک سکتے اور اگر تھک بھی گئے تو کوئی بات نہیں اپنے گھر کے کام خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔۔۔شاپنگ بیگ میں سے سامان نکال کر کچن میں ایڈجسٹ کرتے ساتھ ساتھ عشاء شہریار سے باتیں کر رہی تھی یا اسے باتیں سنا رہی تھی اس کا اندازہ وہ کر نہیں سکا۔۔۔اب تم جو بھی کہو بٹر فلائی لیکن بھئی میں بہت تھک گیا ہوں اور اب تم بھی جلدی روم میں آؤ اس سارے بکھیڑے کو ختم کرو۔۔۔اخر ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد عشاء اپنا سارا کام ختم

کرتے روم میں ائی اور شہریار کی طرف کی سائیڈ ٹیبل پر پانی کا جگ رکھا کہ شہریار نے اسے گھورا اور بولا شکر ہے محترمہ اپ کو ٹائم مل گیا کمرے میں انے کا۔۔۔ وہ خود تو چینج کیے سکون سے بیڈ پہ لیٹے میچ دیکھ رہا تھا کہ عشاء مسکرائی تھی اس کے شکوے پر۔۔۔ وہ مڑنے لگی تو شہریار نے اس کی کلائی پکڑی اور بولا اب کدھر ۔۔۔ مجھے بھی تو چینج کرنے دیں۔۔۔ اچھا بھئی کر لو کہتے شہریار نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا کہ پھر پھر کچھ یاد انے پر بولا ویسے بٹر فلائی تم نے مجھے وہ میرون نائٹ کاؤنٹ پہن کر نہیں دکھایا شرارت سے کہتے اس نے عشاء کو دیکھتے انکھ ونگ کی۔۔۔ کہ عشاء کچھ سرخ چہرے ساتھ بولی نے اپ سے تب بھی کہا تھا کہ میں وہ نہیں پہنوں گی مجھے شرم آتی ہے۔۔۔ کہتے وہ بھاگ کر چینجنگ روم میں غائب ہوئی تھی۔۔

کہ شہریار مسکرایا جانتا تھا عشاء وہ نہیں پہنیں گی ویہ ایک بولڈ ڈریس تھی۔۔۔ لیکن حیران تو تب ہوا جب کچھ دیر بعد عشاء وہی مہرون نائٹ گاؤن پہنے باہر ائی۔۔۔ کھلے بالوں کے ساتھ لائٹ پنک سی لپسٹک ہونٹوں پہ لگائیے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ ڈریسنگ کی طرف بڑی۔۔۔ شہریار بنا پلک جھپکے یک ٹک

اسے مہویت سے دیکھ رہا تھا اس کا نازک سا سراپا حسن اس میں عیاں ہو رہا تھا کیونکہ اوپر گاؤن نیٹ کا تھا جس میں اس کے دودھیا بازو چمک رہے تھے۔۔۔ کہ پھر اٹھتے اس کی طرف بڑھا۔۔ عشاء جو ہاتھوں پر لوشن لگاتے اور اوپر سے شہریار کی خود پر جمی نظروں کو محسوس کرتے پہلے ہی گھبرا رہی تھی کہ اچانک شہریار کے خود کو حصار میں لینے پر کچھ مزید گھبرائی۔۔۔ کہ شہریار اس کا رخ اپنی طرف موڑتے بولا مجھے یقین نہیں ارہا بٹر فلائی تم نے یہ ڈریس پہن کیسے لیا۔۔۔ کہ عشاء کا پہلے سے سرخ چہرہ کچھ مزید گلال ہوا۔۔اور پھر نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھتے بولی کیونکہ اپ مجھے اس نائٹ گاؤن میں دیکھنا چاہتے تھے اور ویسے بھی یہ پہلا گفٹ تھا جو اپ نے مجھے دیا کہتے وہ شہریار سے دور ہوئی تھی مگر اس گاؤن کی ڈوری اب بھی شہریار کے ہاتھ میں تھی جس کھینچتے شہریار اسے واپس اپنے حصار میں لے چکا تھا مگر اب اپر گاؤن ڈھلکتے اس کی چمکتی شفاف گردن اور کندھوں کو نمایاں کر رہا تھا۔۔۔ تو مطلب میری بیوی اتنی سمجھ دار ہو گئی ہے کہ میری فرمائش کو پوری کرے کہتے شہریار نے کچھ بے خود ہوتے عشاء کے بال ایک سائیڈ پر کرتے اس کی شفاف گردن پر چمکتے تل کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔

عشاء نے کچھ خود میں سمٹتے مضبوطی سے شہریار کی شرٹ کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا تھا کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسکے چہرے پر آئے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور اسکے ماتھے کو چھوتے بولا تم بہت خوبصورت ہو عشاء اور ڈرپوک بھی کہتے اس نے عشاء کو اپنی باہوں میں بھرتے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔۔۔اور اہستہ سے اس کی کمر سہلاتے بولا ریلیکس بٹر فلائی کھا تھوڑی جاؤں گا تمہیں۔۔۔کہ عشاء نے بمشکل نظر اٹھا کر اس کی بہکی ہوئی خمار الودہ سنہری انکھوں میں دیکھا اور بولی مجھے اپ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔۔۔تو شہریار گہرا مسکرایا اور اس پر جھکتے اس کے کان کی لو کو ہلکا سا اپنے دانتوں سے دباتے سرگوشی میں بولا۔۔۔اچھی بات ہے بٹر فلائی اس معاملے میں ہونا بھی نہیں چاہیے لیکن پھر بھی میں اپنی نازک مزاج بیگم کو بتا دوں کہ اپنی باہوں میں اسے مرنے نہیں دوں گا اخر عشق ہو تم شہریار خانزادہ کا۔۔۔شہریار۔۔۔رر۔۔رن۔۔نہیں۔۔۔عشاء نے اسے پکارتے اس کے سینے میں خود کو چھپایا تھا۔۔۔جی جانان آج نہیں۔۔۔ضرورت سے زیادہ صبر کروایا ہے اپ نے مجھے اور آج میری برداشت سے زیادہ بہکایا ہے مجھے۔۔۔اور ویسے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بھی آپکے سارے راستے مجھ پر آ کے تمام ہوتے ہیں۔۔۔ کہتے وہ نرمی سے عشاء کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھاتے اس کے نازک ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ جبکہ عشاء تو اس کی اس قدر جان لیوا سرگوشیوں اور بڑھتی پیش قدمیوں پر آنکھیں موندتے اپنا آپ اس کے حوالے کر گئی کیونکہ وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا اسکے تمام رستے شہر یار پر آ کے ہی تو ختم ہوتے تھے۔۔۔

شہر یار۔۔۔ شہر یار اٹھ بھی جائیں عشاء اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے اس کا کندھا ہلاتے بولی اور آج میں کھانے میں کیا بناؤ کیا کھائیں گے آپ؟؟ کہ شہر یار نے مسکراتے ہوئے اسے آنکھیں کھول کر دیکھا اور بولا کتنا شوق ہے نا تمہیں کھانا بنانے کا؟؟ آپ بتائیں نا آپ کیا کھائیں گے عشاء نے اسے دیکھتے واپس اپنا سوال دہرایا تو شہر یار بولا کچھ بھی مت بناؤ بٹر فلائی ہم یہاں ایک دوسرے کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کے لیے ہیں ہنی مون منانے آئے ہیں نہ کہ میں تم سے کوکنگ کرواتا پھرو۔۔۔ کہتے شہر یار نے اس کا بازو پکڑتے اس خود پر گراتے اس کے گرد

حصار باندھا اور بولا مجھے یہ بتاؤ تمہیں کہاں گھومنے جانا ہے۔۔۔اس کے اس انداز پر عشاء کے چہرے پر کئی رنگ بکھرے کہ شہریار نے گہرا مسکراتے اس مزید اپنے قریب کرتے اس کے رخسار پر اپنے لب رکھے اور بولا میری جان رات کوئی کسر رہ گئی تھی شرمانے میں جواب پوری کر رہی ہو۔۔۔اس وقت اپ کو شرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ کام اپ رات میں ہی کیا کریں۔۔۔کہ عشاء مسکراتے ہوئے اس کی شوخ نظروں سے اوجھل ہوتے اس کے سینے پر سر رکھ گی۔۔۔تو شہریار بولا بتاؤ اب کہاں جانا ہے؟؟ سب سے پہلے ہم پارک جائیں گے شہریار۔۔۔پارک شہریار نے کچھ حیران ہوتے پوچھا؟؟ جی عشاء پر جوش ہوتے بولی۔۔۔ٹھیک ہے بٹر فلائی لیکن وہاں کیوں تمہیں واک کی ضرورت ہے جو تھوڑی بہت جان ہے اسے بھی واک کر کے ہکان کر رہی ہو۔۔۔اس کے لیے تو میں ہوں نا۔۔۔اففف شہریار بہت گندے ہیں اپ اور میری بات بالکل بھی نہیں سمجھتے عشاء اس کے سینے سے سر اٹھا کر اسے گھورتے بولی۔۔۔کہ شہریار ہنسا اور بولا تو تم ٹھیک سے سمجھایا کرو نا۔۔۔عیشا بولی میں اپ سے کب کہہ رہی ہوں مجھے پارک واک کرنے جانا ہے مجھے جوائے لینڈ جانا ہے وہ بھی

جھولے لینے۔۔۔واٹ؟؟اریو سیریس بٹر فلائی؟؟شہریار نے کچھ صدمے میں جاتے پوچھا۔۔کہ عشاء ہاں میں سر ہلاتے بولی جی پتہ ہے میں دارم لالا اور رامین اپی کے ساتھ بھی گئی تھی لیکن میں نے جھولے نہیں لیے کیا سوچتے میرے بارے میں۔۔۔وہ تو وہاں جنت کو گھمانے لے کر گئے تھے۔۔۔

اس کے خاصے افسوس پر شہریار مسکرایا اور پھر بولا تو مطلب اب تمہیں وہاں جود جھولے لینے جانا ہے۔۔۔جی وہاں بہت اچھے اچھے جھولے تھے عشاء نے خوش اور پر جوش ہوتے ساتھ شہریار کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔۔۔کہ شہریار نے ٹھنڈی اہ بھرتے بولا ہائے بٹر فلائی کیا ہو گا میرا!!!جس سے میں اپنے بچوں کی امید لگائے بیٹھا ہوں یہاں اس کا اپنا بچپنا ختم نہیں ہو رہا۔۔۔جہاں بچوں والی بات پر عشاء کی رنگت میں سرخیاں کھلی تھی وہیں اسے دوسری طرف پریشانی ہوئی تھی کہ کہیں شہریار پارک جانے سے منع ہی نہ کر دے کہ فورا بولی لیکن ہم جائیں گے نا شہریار پلیز؟؟ٹھیک ہے!!!بٹر فلائی چلتے ہیں۔۔۔جاؤ تم چینج کر لوں۔۔۔اوکے اور اپ بھی جلدی ریڈی ہو جائیں کہتے وہ خوش ہوتے بھاگتے

ہوئے چینجنگ روم میں گھسی۔۔۔شہریار بھی اس کی جلد بازی پر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

کل رامین کی ڈاکٹر کے ساتھ اپوائنٹمنٹ تھی اور جب سے وہ واپس ائی تھی تب سے ہی دارم کو کچھ پریشان پریشان لگ رہی تھی حالانکہ دارم بھی ساتھ گیا تھا گر کوئی پریشانی والی بات ہوتی تو ڈاکٹر ضرور اس سے شیئر کرتی لیکن رامین کی پریشانی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔۔۔دارم کے ایک دو بار پوچھنے پر بھی وہ بات کو گول کرتے ٹال گئی۔۔۔رامین جنت کا فیڈر لیتے جیسے ہی روم میں ائی تو سامنے کا منظر دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی جنت اور دارم نے ایک ساتھ اسے دیکھا کہ دارم بولا من ہنسو مت پتہ نہیں کیا بنا رہی ہے میری پرنسسز مجھے کہ جنت واپس دارم کی طرف

متوجہ ہوتے بولی (بابا نہں تولوسامی کپ تھراب ہوجے گا) بابا نہیں کرو سارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔

کہ دارم فورن خاموشی سے واپس میک اپ کرانے میں مصروف ہو گیا۔۔۔ البتہ رامین اب بھی ہنس رہی تھی۔۔۔ اکثر جنت خرگوش کو میک اپ کرتے یا اس پر رنگ بھرتے اس کا حلیہ بگاڑ دیتی لیکن آج تو وہ دارم کا ہی میک اپ کرنے بیٹھ گئی تھی۔۔۔

رامین بیڈ پر ان کے پاس بیٹھتے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی جبکہ دارم کی پوری توجہ ایل سی ڈی پر تھی اور جنت کبھی اس کی ایک انکھ بند کرواتی تو کبھی دوسری بند کرواتے اس پر بھرپور توجہ کے ساتھ میک اپ کرتی جیسے اس سے ماہر میک اپ ارٹسٹ کوئی اور ہو ہی نا۔۔۔ رامین نے جنت کو چھوٹی سی میک اپ پیلٹ لا کر دی تھی ورنہ وہ رامین کی کاسمیٹکس کا حشر بگاڑ دیتی۔۔۔

کہ کچھ دیر بعد جنت دارم کو دیکھتے بولی (لو بابا آتا میتپ ہو تیا بت اتھے نگ رے ہو) لو بابا اپ کا میک اپ ہو گیا بہت اچھا لگ رہے ہو۔۔۔ دارم نے بھی شکر ادا کیا اور جنت کو اپنے اوپر سے اٹھاتے بیڈ پر رکھتے بولا جاؤ ماما کو بہت ہنسی ا رہی ہے نا

ان کا بھی متپ کردو کہ وہ دارم کو دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی (اوتے بابا تلو مما اپتا بی متپ کادو) اوکے بابا چلو مما اپ کا بھی میک اپ کردو کہ رامین نے مسکراتے ہوئے اسے باہوں میں بھرا اور بیڈ پر لٹاتے بولی نوڈول آج صرف بابا کا ہی میک اپ کافی ہے اب مما اپنی جان کو سٹوری سنائیں گی کلمے پڑھائیں گی تا کہ وہ سو جائے ۔۔۔نو سنا ماما نو۔۔۔(نہیں سونا ماما نہیں) کہتے جنت نے نفی میں سر ہلایا اور رامین کے بازو پر سر رکھے لیٹی۔۔۔کہ رامین مسکرائی وہ روز رات ایسے ہی کہتی تھی اور کچھ ہی دیر میں سو جاتی اب بھی رامین نے اسے کلمے پڑھانا شروع کیے تھے کہ کچھ ہی دیر میں وہ سو گئی۔۔۔رامین دارم کو دیکھتے بولی دارم جاؤ اب منہ دھواؤ کہتے ایک دفعہ پھر وہ ہنسی تھی کہ دارم بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جیسے ہی اس نے اپنے اپ کو شیشے میں دیکھا تو بولا استغفر اللہ اب مجھے سمجھ ائی من تم مجھے دیکھ کر اتنا کیوں ہنس رہی تھی۔۔۔جنت نے اسے رنگ برنگی ائی شیڈ و لگاتے ریڈ لپسٹک کے اوپر پیرٹ لپسٹک لگائی تھی۔۔۔اخر کچھ دیر بعد دارم منہ دھوتے واپس کمرے میں اتے بولا توبہ ہے اتنی مشکل سے میں نے یہ میک اپ اتارا ہے۔۔۔کہتے جنت کو اٹھاتے اس کا گال چوما اور اسے بے بی کاٹ میں

لیٹا یا۔۔۔ یہ اج اسے تمہارا میک اپ کرنے کا شوق کیسے چڑھا رامین نے دارم کو بیڈ پر لیٹتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔ اللہ جانے خرگوش کو میک اپ کرتے کرتے بور ہو گئی ہو گی میری پرنسسز تو سوچا کیوں نہ اج بابا کو میک اپ کرتے کارٹون بنایا جائے۔۔۔ ورنہ پھر شور مچاتے ریموٹ لے لیتی مجھ سے اگر میک اپ نہ کرواتا تو ۔۔۔ آف دارم تم بھی نہ ریموٹ کے چکر میں کچھ بھی کر لو۔۔۔ کہتے وہ مسکرائی تھی تو دارم بھی ہنسا۔۔۔ کہ پھر رامین کو دیکھتے بولا تم نے اپنے وٹامنز لیے جو ڈاکٹر نے چینج کیے تھے۔۔۔ ہاں لیے تھے رامین بولی۔۔ گڈ دارم نے مسکراتے ہوئے اگے کو سرکتے اس کی ناک کو چوما تھا کہ رامین اسے دیکھتے بولی تم سے ایک بات پوچھوں سچ سچ بتانا وعدہ کرو مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے۔۔۔ جان من ایسی بھی کیا پوچھنا ہے تمہیں جو اتنی تمہید باندھ رہی ہوں۔۔۔ دارم اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے بغور نظریں اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا کہ رامین بولی پہلے بتاؤ سچ بولو گے ؟؟ ائی پرومس دارم نے مسکرا کر اسے دیکھتے اس کے ہاتھ کو گود سے اٹھاتے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا کہ رامین بولی تمہیں بیٹا چاہیئے یا بیٹی ؟؟ مجھے بس اولاد چاہیے تندرست اور صحت مند بیٹا ہو یا بیٹی اس سے

کیا فرق پڑتا ہے من؟؟ فرق پڑتا ہے نہ دارم تم نے کہا تھا تم سچ بتاؤ گے کہ کیا ڈپلومیٹک انسر دے رہے ہو رامین کو یک دم غصہ چڑھا تھا کہ دارم بولا یہ تو اللہ کی مرضی ہوتی ہے من اس میں میرے چاہنے نہ چاہنے بتانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میں انسان ہو اور انسان کی فطرت ہے اسکے پاس جو نہیں ہوتا ظاہری سی بات ہے اسے اس کی طلب زیادہ ہوتی ہے۔۔۔یعنی کہ تمہیں بیٹا چاہیے رامین فورا بولی تو دارم مسکراتے ہوئے بولا وہ میری خواہش ہے اور یقینا تمہاری بھی ہو گی۔۔ لیکن جو اللہ دیے گا وہ بہتر نہیں بہترین ہو گا۔۔۔اور ویسے بھی من اپنی نعمتوں سے تو اللہ گناہ گار کو بھی نوازتا ہے۔۔۔ لیکن اپنی رحمتوں کے دروازے کسی کسی پر کھولتا ہے اس لیے بیٹا ہو یا بیٹی یہ بات مجھے نہیں لگتا کو خاص اہمیت رکھتی ہے۔۔۔دارم کی اس قدر صاف گوئی پر رامین کے دل سے ہر بوجھ ہٹ گیا کہ نم انکھوں سے مسکراتے دارم کے ہاتھ کو تھامتے اپنے پیٹ پر رکھتے بولی تم رب کی رضا میں راضی تھے اس لیے اس نے تمہاری خواہش کو پورا کر دیا تمہیں اپنی نعمت سے نوازا ہے۔۔۔دارم مسکرایا تھا کہ پھر اٹھ کر بیٹھتے تھوڑا سا رامین کی طرف جھکتے رامین کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتے بولا رب کے بعد میں تمہارا

شکر گزار ہوں جو میری پہچان کو دنیا میں لانے والی ہے۔۔۔رامین نے خاموشی سے مسکراتے دارم کے سینے پر سر رکھ کہ دارم کچھ وقفے بعد نرمی سے اس کے بال سہلاتے بولا من تم اتنی سی بات کو لے کر کل سے پریشان ہوں؟؟یہ اتنی سی بات نہیں ہے میرے لیے دارم ہم نے جس ماحول میں پرورش پائی ہے وہاں بیٹیوں سے زیادہ ہمیشہ بیٹوں کو فوقیت دی گئی۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے دارم ابھی تک سب نے جنت کو قبول نہیں کیا سب اسے روحان کی طرح پیار نہیں کرتے تو جب ہمارا اپنا بیٹا ہو گا تب۔۔۔تب کیا!! یا اللہ من کیا کیا سوچتی رہتی ہو تم کچھ نہیں ہو گا تمہیں کیا لگتا ہے میں بیٹی سے کم اور بیٹے سے زیادہ پیار کروں گا۔۔۔پتہ نہیں دارم ایسا ہو بھی تو سکتا ہے؟؟وہ تمہارا اپنا خون ہو گا اور جنت؟؟جنت کیا من جانتی ہوں جب جنت پیدا ہوئی تھی نا تو بہت مشکل وقت تھا۔۔۔میں نے اپنے دل کے سب سے قریب اپنے جگری یار کو کھویا تھا لیکن جب میں نے اپنی پرنسسز کو پہلی دفعہ اپنی گود میں لیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہر مشکل ہر پریشانی ہر غم غلط ہو گیا ہو ایسا لگتا تھا جیسے مجھے کسی نے دوزخ سے نکال کے جنت میں کھڑا کر دیا ہو۔۔۔اور جیسے ہی اس نے انکھیں کھولی تو اس سارے عرصے

میں مجھے یاد ہے میں پہلی بار مسکرایا تھا جانتی ہو کیوں ؟؟؟ وہ اک پل کے لیے رکا اور بولا کیونکہ اس کی انکھیں بالکل تم جیسی تھی مجھے جنت تم جیسی لگی تھی۔۔۔ اور اس لمحے میں نے اپنی زندگی کا ایک مشکل ترین فیصلہ کیا اور جنت کو دراب عالم نہیں جنت دارم خانزادہ کی پہچان دی۔۔اور تم جو ہمیشہ ایک ہی شکوہ کرتی ہو کہ میں نے تمہیں جنت کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا تو میں ڈر گیا تھا من تب جنت سے دور رہنا میرے لیے ممکن نہیں تھا مجھے عادت ہو گئی تھی اپنی پرنسسز کی اور اسے میری۔۔۔ لیکن اگر تم کہہ دیتی کہ تم نہیں پال سکتی جنت کو تو میں کیا کرتا تم دونوں میں سے کسی ایک کو چنا میرے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔۔۔اور اپنی بیٹی کو میں نہیں روتا دیکھ سکتا۔۔۔ جب یہ روتی ہے نا تو میرا دل چاہتا ہے میں دنیا کی ہر چیز لا کر اپنی پرنسسز کو دے دو کہ بس وہ کبھی روئے نہ۔۔۔مجھے سے اسکی نم انکھیں نہیں دیکھی جاتی۔۔۔انکھیں اس کی نم ہوتی ہیں دل میرا بند ہوتا ہے۔۔اس لیے بس میں چاہتا ہو اللہ اب ہمیں بیٹا دے دے۔۔۔ایسا کیوں رامین اسے دیکھتے بولی ؟؟ کیونکہ بیٹے پل ہی جاتے ہیں مگر بیٹیاں تو پھولوں کی طرح بہت نازک ہوتی انہیں بہت محبت اور حفاظت سے

پروان چڑھنا پڑتا ہے۔۔۔لیکن بابا اپنے بیٹے سے بھی بہت پیار کریں گے اور وہ اپنی جنت اپی کی طرح شور بھی نہیں مچایا کرے گا۔۔ہے نا بے بی کہتے دارم نے رامین کے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا کہ رامین مسکرائی اور بولی دارم میں تمہیں اپنے بیٹے پر بالکل بھی ظلم نہیں کرنے دوں گی۔۔۔استغفراللہ ظلم کون کرے گا بابا تو بہت پیار کرتے ہیں اپنے دونوں بچوں سے۔۔۔جی جی پتہ ہے مجھے تمہارا بس نہیں چلتا دارم ورنہ تم تو جنت کو کھا جاؤ۔۔۔یوں ہی تو میری ڈول اتنا شور نہیں مچاتی تمہاری بیرڈ چبتی ہے اسے۔۔۔ہاں تو اس میں کیا ہے وہ تو اب تک اس کی ماما کو بھی چبتی ہے کہتے دارم نے رامین کے چہرے پر جا بجا اپنا شدت بھر لمس چھوڑا کہ رامین نے دارم کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرتے شور مچایا تھا۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے سر تکیے پر پھینکا جبکہ رامین اسے گھورتے بولی دارم تم بالکل بھی اچھا نہیں ہو۔۔۔کیا سچ میں دارم نے رامین کے مزید قریب ہوتے اس کی ناک کو نرمی سے چھوتے پوچھا تھا۔۔۔رامین کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے تھے کہ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھتے بولی جی ہاں۔۔۔تو دارم قہقہہ لگا کر ہنسا جب کہ رامین فارن سے بلینکٹ میں چھپی تو دارم نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے بولا

لیکن تم بہت اچھی ہو میری جان۔۔۔ائی لو یو۔۔۔ائی لو یو ٹو کہتے رامین نے اس کے سینے پر ہونٹ رکھتے آنکھیں بند کر لی تھی۔۔۔وہ دونوں ہی انے والے وقت کے لیے اپنی انکھوں سپنے سجائے بے حد خوش تھے یہ جانے بغیر کہ انے والا وقت ان کے لیے کس قدر مشکل ہونے والا۔۔۔

شہریار یہ والا جھولا بھی لینا ہے مجھے۔۔۔بالکل نہیں بٹر فلائی دیکھو کتنا خطرناک ہے شہریار نے صاف انکار کرتے اس کا ہاتھ تھاما تھا کیونکہ وہ بھاگ کے ہر جھولے پر بیٹھ جاتی اور پھر جھولا لیے بغیر نیچے نہیں اترتی۔۔۔شہریار پلیز پلیز نا اگر اپ کو ڈر لگ رہا ہے تو کوئی بات نہیں میں اکیلے ہی لے لیتی ہوں۔۔۔

عشاء نو مین نو شہریار نے کچھ سختی سے کہا کہ عشاء اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتے ضدی انداز میں بولی جب تک اپ مجھے یہ جھولا نہیں لینے دیں گے میں گھر نہیں جاؤں گی۔۔۔بٹر فلائی تم چھوٹی بچی ہو کیا کیوں ضد کر رہی ہو اب کی بار شہریار نے کچھ نرمی سے اسے منانے کی کوشش کرتے کہا؟؟

کہ عشاء بولی میں نہیں اپ ضد کر رہے ہیں اور میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں جو اس جھولے پر بیٹھنے سے مجھے کچھ ہو گا۔۔۔ لیکن بٹر فلائی شہریار بولا؟؟ لیکن ویکن کچھ نہیں چلے آئے اور اگر اپ کو ڈر لگے تو آنکھیں بند کر لیجیے گا۔۔۔ کہ شہریار ٹھنڈی اہ بھرتے ہار مانتے اس کا ہاتھ تھامے جھولے کی طرف بڑھا۔۔۔ بٹر فلائی چلو اب چلیں شام ہو گئی ہے اب تو میرا سر بھی چکرا رہا ہے ان جھلوں کو دیکھ کر۔۔۔ اچھا چلتے ہیں لیکن پہلے ہم وہ وہر ہاؤس دیکھیں گے اس کے بعد۔۔۔ اوکے چلو آؤ مسکراہٹ دباتے شہریار اس کا ہاتھ تھامے اس طرف بڑھا۔۔ کچھ ہی دیر بعد باہر اتے عشاء نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے خود کو پر سکون کیا ۔۔۔ کہ شہریار اسے دیکھتے مسکراہٹ ضبط کرتے بولا بٹر فلائی کیا ہوا اخرا تنی بہادر ہو تم اتنی چیخنے کیوں مار رہی تھی اندر۔۔۔ شہریار نہیں کریں اپ مجھے بتا نہیں سکتے تھے کہ وہ اتنا ڈراونا ہے۔۔۔ تم ہی شوق تھا ہر جھولا لینے کا تو اب میں کیا کر سکتا ہوں کہتے شہریار نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا کہ عشاء اسے گھور کہ رہ گئی ۔۔۔ اب وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے لنچ کر رہے تھے کہ ایک لڑکی ان کے قریب ائی۔۔۔ اور بولی ہائے شہری کیسے ہو کہتے بے تکلفی سے اگے بڑھتے وہ

شہریار کے گلے لگی کہ عشاء تو بیٹھی حیران وپریشان اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جب کہ شہریار سے الگ ہوتے اس لڑکی نے عشاء کی طرف ہاتھ بڑھایا تو عشاء نے کچھ منہ بناتے اس سے ہینڈ شیک کیا۔۔۔ جبکہ شہریار نے لب دبائے اپنی مسکراہٹ روکی اور ساتھ ہی عشاء کا تعارف روزین سے کروایا جبکہ عشاء تو جانچتی نظروں سے اس کا معائنہ کر رہی تھی کہ وہ کچھ دیر شہریار سے بات کرنے کے بعد اسے ایک لڑکے سے ملواتے عشاء کو سی اف کرتے ایک بار پھر شہریار کے گلے لگتے وہاں سے نکل گئی۔۔۔ شہریار نے عشاء کو دیکھا جو پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھی کہ پھر مسکراتے ہوئے بولا کلاس فیلو تھی میری یار۔۔۔ لگ تو نہیں رہا تھا عشاء نے اسے کچھ گھورتے کہا تو شہریار مسکراتے بولا کم ان بٹر فلائی اس کے ساتھ اس کا بوائے فرینڈ تھا۔۔۔ اچھا کہتے عشاء اب دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گئی پھر کچھ دیر میں وہ وہاں سے فارغ ہوتے گھر کے لیے نکلے

مورے تائی ماں اج کوئی انے والا ہے ملیحہ نے نیچے اتے ان کے قریب بیٹھتے پوچھا؟؟ اٹھ گئی محترمہ اللہ جانے اس کا کیا ہو گا دن چڑھا آیا ہے لوگوں نے اپنے آدھے آدھے کام ختم کر لیے ہیں اور اس کی صبح اب ہو رہی ہے طیبہ بیگم اسے گھورتے بولی۔۔۔ مورے ویسے میں نے اپنی تعریف کرنے کو نہیں کہا تھا اپ سے ایک سادہ سا سوال کیا تھا؟؟ میری پیاری تائی جان اپ بتائیں کوئی ارہا ہے مورے تو ہر وقت ڈانٹتی ہی رہتی ہیں ملیحہ نے برا سا منہ بناتے ہیں سائمہ بیگم کے کندھے پر سر رکھتے انکھیں بند کی تھی۔۔ کہ وہ مسکراتے ہوئے بولی زمان اور وہاب کے دوست اور اس کی فیملی ارہے ہیں۔۔۔اچھا کو لمبا سا کھینچتے ملیحہ نے ملازمہ کو اواز دی اور بولی آپا میرا ناشتہ یہی لے ائیں۔۔ کہ طیبہ بیگم بولی کوئی ضرورت نہیں ہے رخسانہ تم جاؤ اور ملیحہ تم اپنا ناشتہ خود بناؤ بچی نہیں ہو تم اور اب تو پڑھائی بھی مکمل ہو گئی ہے تمہاری!! سسرال میں ایسے رہو گی۔۔۔ اُفف مورے میرے ناشتے میں سسرال کہاں سے اگیا یار صبح صبح ملیحہ نے کچھ چڑ کر کہا کہ سائمہ بیگم بولی جانے دو طیبہ بچی ہے ابھی جاؤ رخسانہ لے اؤ تم اس کا ناشتہ۔۔۔ قسم سے بھابھی یہ تو اپ ہیں جو اس کی طرف داری کر رہی ہیں ورنہ

ساسیں کہاں ایسی ہوتی اپکی وجہ سے ہی مجھے اس کی فکر نہیں ہوتی ورنہ ایک ادا نہیں اس لڑکی کی ٹھیک۔۔۔ کہ ملیحہ کا دل ڈوب کے ابھرا تھا بے اختیار اس کی نظر اپنے ہاتھ میں پہنی سفیان کے نام کی انگوٹھی پر گئی۔۔۔ جب کہ طیبہ بیگم کی بات پر صائمہ بیگم بمشکل ہی مسکرائی وہ اچھے سے جانتی تھی ان کا بیٹا کبھی بھی ملیحہ سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔ اتنے میں اوپر سے آتی ایت بھی ان کے قریب بیٹھی اور آپا کو اواز دیتے ناشتہ لانے کا کہنے لگی۔۔۔ تو طیبہ بیگم بولی توبہ ہے اج کل کی لڑکیوں سے اتنی عمر میں ہم نے گھر بھی سنبھالے ہوئے تھے اور اپنے بچے بھی سنبھالتی تھی اور ان محترموں کے ناشتے ہی دوپہروں میں ہو رہے ہیں ناشتہ کر کے دونوں کچن میں آؤاج تم دونوں کچن میں میرے ساتھ کام کرواکے تاکہ تم دونوں پھوڑوں کو بھی کھانا بنانا آئے۔۔۔ ایک طرف ہماری رامین ہے جو ہر کام اتنے اچھے سے کرتی ہے اور جنت کو بھی سنبھالتی ہے اور ایک طرف تم دونوں ہو جو اپنا ناشتہ بھی نہیں بنا سکتی کہتے طیبہ بیگم اٹھتے کچن کی طرف گئی۔۔۔ یہ آج چچی کو کیا ہوا یار صبح ہی صبح کون کچن میں جائے ایت نے منہ کے برے برے ڈیزائن بناتے کہا کہ صائمہ بیگم بولی بیٹا جی 11 بج رہے ہیں۔۔۔

یہ صبح نہیں دوپہر ہونے کو ہے بالکل صحیح کہہ رہی ہے طیبہ تھوڑا بہت کام تو آنا چاہیے چلو شاباش ناشتہ کرو اور جاؤ کچن میں۔۔۔ کہ وہ دونوں منہ لٹکائے جی کہتی ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔ ویسے ملیحہ تم اتنی چیل کیسے ہو ایت نے ہانڈی میں چمچ ہلاتے ملیحہ کو دیکھتے پوچھا کہ ملیحہ مصروف سے انداز میں سلاد کاٹتے بولی کیا یار مورے کا تو روز کا ہے کسی نہ کسی بات پہ ڈانٹتی رہتی۔۔۔ میں چچی کی بات نہیں کر رہی اور جاؤ تم یہ سب چھوڑو ریڈی تو ہو جاؤ کم سے کم اگر سفیان سر تمہیں اس حلیے میں دیکھیں گے تو کہیں شادی سے بھاگ ہی نہ جائے۔۔۔۔ سفیان سر زیر لب دہراتے۔۔ ملیحہ اٹھ کر کھڑے ہوتے تقریبا چیختے ہوئے بولی واٹ؟؟ نہ کرو ان کی فیملی انے والی ہے۔۔۔ جی میری جان کچن میں اتی مریم انہیں دیکھتے بولی اور جاؤ ملیحہ تم چینج کرو چل کر۔۔۔ یا اللہ مجھے پہلے کسی نے بتایا کیوں نہیں ایت کم سے کم تم ہی بتا دیتی ہو ملیحہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ کہ ایت مسکرائی اور بولی مجھے لگا سفیان سر نے تمہیں بتادیا ہوگا۔۔۔ وہ مجھے کیوں بتائے گے تمہیں بتنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ مجھے یاد نہیں رہا خیر جاو تم اب ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ ملیحہ کا دل دھڑکا تھا کہ پھر بولی کچھ سنبھلتے بولی ویسے وہ یہاں کیا کرنے ارہے ہیں۔۔۔ کیا

مطلب کیا کرنے ارہے ہیں رشتہ کیا ہے ہم نے وہاں انا جانا تو ہو گا اب مریم اسے دیکھتے بولی۔۔۔بھابھی اپ کو کس نے بتایا؟؟ مجھے کون بتا سکتا ہے ملیحہ مریم نے الٹا اس سے سوال کیا کہ ملیحہ بولی لالا نے ہی بتایا ہو گا میں کیسے سوال کر رہی ہوں۔۔۔جی بالکل الٹے سیدھے سوال چھوڑو اور جا کر چینج کرو۔۔۔جی کہتے وہ کچن سے نکلی اور اب وہ پچھتا رہی تھی کہ کاش کل رات سفیان کی کی جانے والی کال وہ اٹھا لیتی۔۔۔شاید اس نے اپنے انے کی اطلاع دینے کے لیے ہی کال کی ہو لیکن وہ تو ارام سے فون سائلنٹ پر کرتے ہیں سو گئی تھی۔۔۔

وہ فریش ہوتے روم میں ائی ہلکا پھلکا ریڈی ہوتے اس نے ایک نظر پیچھے سوئے شہریار کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئی ناشتہ بنانے کے لیے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ناشتہ ڈائننگ ٹیبل پر لگاتے باہر دروازے پر بل ہوئی تو وہ سر ڈھانپتے

دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دروازے کھولتے وہ کچھ پریشان ہوئی تھی

سامنے کھڑے چار لڑکے اور تین لڑکیاں اس ہی دیکھا رہے تھے کہ ان میں سے

ایک لڑکی انگلش میں بولی یہ شہریار کا فلیٹ ہے؟؟

Is this shahriyar's flat ??

جی yes !!!

عشاء نے جانچتی نظروں سے انہیں دیکھتے جواب دیا

کہ وہ لڑکی دوبارہ بولی ہم اس کے دوست ہیں اور ہمیں اس سے ملنا ہے کیا تم

اسے بلادودو۔۔۔۔

we are his friends and we want to meet him , would you mind calling him ??

اور تم کون ہو بیوٹی فل۔۔۔۔

And who are you beautiful??

میں ان کی بیوی ہوں

I am his wife!!!

عشاء نے لفظ بیوی پر خاصہ زور دیا۔۔۔

کہ وہ لڑکی مسکراتے ہوئے اپنے باقی دوستوں کو دیکھتے بولی یہ اچھا نہیں کیا شہری نے۔۔۔ لیکن تم بہت خوبصورت ہو۔۔۔ کہتے اس نے آگے بڑھتے عشاء کا گال چوما۔۔۔ عشاء تو منہ کھولے حیرانی نے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

sherry didn't do good but you are beautiful!!!

کہ وہ عشاء کو دیکھتے اب اگر ہمارا تعارف ہو گیا ہو تو ہم اندر آجائیں۔۔۔

and now if we are done introducing should we come inside???

جی

Yes!!

کہتے دروازے سے ہٹتے عشاء نے انہیں اندر آنے کی جگہ دی تھی۔۔۔

باہر شور سنتے شہریار کمرے سے نکلا تو سامنے ان سب کو دیکھ کر حیران ہوا کہ ریا اس طرف بڑھتے شہریار کے گلے لگی۔۔۔اور پھر اس نے شہریار کی گال کو چومتے اس کا حال چال پوچھا۔۔۔ جبکہ شہریار کی نظر تو پیچھے کھڑی اپنی بٹر فلائی پر تھی جو کہ اپنی بڑی بڑی گرے انکھوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔ پھر سب باری باری شہریار سے ملے اور اسے شادی کی مبارکباد دینے لگے اور انہیں نہ بلانے کا شکوہ بھی کیا۔۔۔ وہ سب ہی بہت بولڈ تھے کہ عشاء ان کے پاس سے اٹھتے بولی کہ وہ ان کے لیے جوس اور سنیکس وغیرہ لے کر اتی ہے۔۔۔ عشاء کچن میں گلاس اور جوس وغیرہ نکال رہی تھی کہ شہریار بھی اس کے پیچھے ایا اور بولا میں ہیلپ کروادوں بٹر فلائی۔۔۔ عشاء نے مڑتے نظر اٹھا کر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور بولی اپ جا کر پہلے اپنا حلیہ درست کریں اور منہ دھوئیں۔۔۔ یہی بہت بڑی ہیلپ ہو گی میری۔۔۔ کہتے وہ غصے سے کچن سے نکلی تو شہریار ڈھیٹ بنا مسکرایا وہ بہت اچھے سے جانتا تھا یہ غصہ کس بات کا ہے کمرے میں اتے اس نے اپنا حلیہ شیشے میں دیکھا تو مسکرایا اس کے گال پر ریا کی لپسٹک کا نشان تھا اور دوسرا اس نے شرٹ بھی نہیں پہنی تھی سادہ بلیک ٹراؤزر اور بریان

میں تھا۔۔۔فریش ہوتے چینج کیے وہ باہر اکران سب کے پاس بیٹھا کچھ دیر بیٹھے وہ باتیں کرتے رہے اور پھر شہریار اور عشاء کو انے کی دعوت دیتے ان سے ملتے واپس چلے گئے۔۔۔عشاء کو سب ہی اچھے لگے سوائے ریا کے کہ پھر سامان سمیٹتے اٹھ کے کچن کی طرف جاتے بولی ناشتہ کرلیں اپ بھی۔۔اوکے کہتے شہریار ناشتہ کرنے لگا۔۔۔عشاء اپنا کام ختم کرتے روم میں ائی تو دیکھا شہریار لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔۔تو عشاء موبائل اٹھاتے کمبل میں لیٹ گئی۔۔کچھ دیر بعد شہریار بھی لیپ ٹاپ بند کرتے اس کے پاس بیڈ پر اکر لیٹا عشاء نے ایک نظر شہریار کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پر مسکرایا تھا کہ عشا اسے اگنور کرتے واپس اپنے موبائل پر نظریں مرکوز کر گئی۔۔۔شہریار نے ہنستے ہوئے اگے کو ہوتے اس کا موبائل لیتے اپنی سائڈ ٹیبل پر رکھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے بولا ویسے بٹر فلائی اتنا سی بات پر منہ بنانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔۔۔میں نہیں بنا رہی منہ اپ چھوڑیں مجھے اور میرا موبائل واپس کریں۔۔۔میری جان وہ صرف میری دوست ہے اور یہاں یہ سب بہت کامن ہے شہریار نے اس کے چہرے پر ائے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے جیسے اپنی صفائی پیش کی تھی۔۔۔کہ عشاء اسے

گھورتے بولی میں نے اپ سے کوئی صفائی تو نہیں مانگی اور ویسے بھی کون سے دوست ایک دوسرے کو یوں کس کرتے ہیں؟؟ بٹر فلائی اسے کس تھوڑی کہتے ہیں شہریار بولا کہ عشاء اٹھ کر بیٹھتے اسے گھورتے بولی اچھا تو پھر کیسے کہتے ہیں ایک تو وہ ریا اپ سے بلاوجہ چپک رہی تھی اور آپ کہہ رہے ہیں وہ صرف دوست ہے آپکی وہ پکا اپ کی گرل فرینڈ تھی۔۔۔ یار گرل فرینڈ نہیں ہے صرف فرینڈ ہے بٹر فلائی!!! اور تم کیوں جیلس ہو رہی ہو تم تو بیوی ہو۔۔۔ کہ عشاء اسے ایک نظر دیکھتے واپس کروٹ لیے لیٹ گئی۔۔ شہریار اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے واپس قریب کرتے ساتھ لگاتے بولا۔۔ اج اتنا سپیشل دن ہے عشاء اور تم ہو کے خواہ مخواہ ریا کی وجہ سے ناراض ہو رہی ہو۔۔۔ اور ویسے بھی بٹر فلائی تمہیں تب ناراض ہونا چاہیے جب میں کسی کو کس کرو۔۔۔ اور میں نے اتنی دفعہ تو تمہیں بتایا ہے کہ بہت سی لڑکیاں تمہارے شوہر پہ مرتی ہیں تم ھی یقین نہیں کرتی تھی دیکھ لیا نتیجہ اب۔۔۔ کہ عشاء کروٹ لیتے اسے گھورتے بولی ان لڑکیوں کو پھر مر ہی جانا چاہیے۔۔۔ شہریار کا قہقہہ بے ساختہ تھا کہ پھر ہنستے ہوئے بولا مجھے نہیں پتہ تھا میری بیوی اتنی خطرناک ہے۔۔۔ جی بہت عشاء

اسے انکھیں دکھاتے بولی اور کرے تو کوئی اپ یا اپ کسی کو۔۔۔کس یا ہگ پھر دیکھیے گا۔۔۔میری توبہ میں ایسا کچھ کروں شہریار نے فورا کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا تو عشاء بولی اور اپ کسی لڑکی کو بھی اپنے قریب نہیں انے دیں گے۔۔۔ائی پرومس میری جان شہریار نے اس ناک چومتے کہا تو وہ منہ بناتے اب اس کے سینے پر سر رکھے گئی۔۔شہریار اپنا حصار مزید تنگ کرتے عشاء کے چہرے پر نظر جمائے بولا بٹر فلائی تم کچھ بھول نہیں رہی ہو؟؟کیا؟؟اس کے سینے سے سر اٹھاتے اسے دیکھتے عشاء بولی۔۔۔تو شہریار بولا آج ایک سال ہو گیا اپکو مجھے کو مکمل کیے ہوئے میری عام سے زندگی کو خاص بنائے ہوئے۔۔۔ہیپی ایور سری مائی بیوٹی فل لیٹل وائف۔۔۔ہیپی اینیور سری یو ٹو کہتے وہ

شرماتے ہوئے مسکرائی تھی۔۔۔کہ شہریار اسے دیکھتے بولا یوں خالی خالی اینیور سری کون وش کرتا ہے جانم؟؟کہ عشاء نے تھوڑا سا اوپر ہوتے شہریار کے گال پر اپنے دانت گاڑے تھے جہاں ریانے چھوا تھا۔۔۔شہریار گہرا مسکرایا اور اسے بیڈ پر لٹاتے اس پر جھکتے بولا اگر ایسی خوبصورت سزائیں دو گی بٹر فلائی تو بار بار غلطیاں کرو گا۔۔۔کہتے وہ نرمی سے عشاء کے ہونٹوں پر جھکا کہ عشاء اس کے

دور ہونے پر اپنے بکھرتی سانسوں کو سنبھالتے بولی بہت ڈھیٹ ہیں اپ۔۔۔
جانتا ہو۔۔ جان لیکن فلحال اٹھو اور چینج کر وتا کہ تمہیں تمہارا اینیورسری گفٹ
دو۔۔۔ یہ نہ ہو اس سے پہلے ہی میرا ارادہ بدل جائے۔۔۔ کہتے وہ عشاء کا گال
چومتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ کہ عشاء بھی گلاب ہوتے چہرے کے ساتھ بھاگتے
ہوئے چینجنگ روم میں بند ہوئی۔۔۔

شہریار نے گاڑی ایک خوبصورت سے گھر کے سامنے رکی تو عشاء شہریار کو دیکھتے
بولی دارم لالا کا گھر تو ابھی اگے ہے اپ نے گاڑی کیوں روک دی۔۔ بٹر فلائی تم
سے کس نے کہا کہ ہم دارم کی طرف جا رہے ہیں ہم تو یہاں تمہارے گھر ائے
ہیں۔۔۔ میرے گھر عشاء نے حیران ہوتے اس دیکھتے پوچھا کہ شہریار گاڑی سے
اترتے عشاء کی طرف کا دروازہ کھولتے بولا باہر آؤ بتاتا ہوں۔۔۔
عشاء چھوٹے چھوٹے قدم لیتے شہریار کے پیچھے چل رہی تھی کے دروازے کے
پاس کھڑے ہوتے شہریار بولا یہ لو بٹر فلائی کہتے شہریار نے اس کی طرف

دروازے کی چابیاں بڑھائی۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا اور پھر انہیں تھامتے اس نے دروازہ کھولا۔۔۔چند قدم اگے چل کر جاتے جیسے ہی اس کی نظر اندرونی دروازے کے باہر لکھی تختی نیم پلیٹ پر پڑی تو انکھوں میں بے اختیار نمی جمع ہونے لگی مڑ کر حیران ہوتے اس نے شہریار کو دیکھا۔۔۔جو پہلے ہی اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔عشاء نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھوتے محسوس کرنے کی کوشش کی جس پر داراب عالم شاہ لکھا ہوا تھا۔۔۔کہ شہریار نے نرمی سے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا اور بولا چلو اندر چلیں۔۔۔عشاء نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تو انکھیں شدت سے بھیگی۔۔۔چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ اندر داخل ہوئی کہ سامنے ہی اسے دیوار پر داراب اور عروج کی بڑی سی تصویر لگی نظر ائی۔۔۔اور بھی بہت سی تصویریں تھیں عشاء نے ہاتھ بڑھا کر ان تصویروں کو چھوا۔۔۔اپنی فیملی فوٹو پر نظر پڑتے اس کا ضبط بری طرح سے ٹوٹا تھا۔۔۔شہریار نے اگے بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگایا کہ کچھ پل وہ یوں ہی اس کے ساتھ لگے روتی رہی۔۔شہریار نے اس کے بالوں پر اپنے ہونٹوں رکھے اور بولا بٹر فلائی میں یہاں تمہیں رونے کے لیے تو نہیں لایا تھا۔۔۔کہتے شہریار نے اس کے انسو اپنے

ہاتھوں سے صاف کیے کہ عشاء نم انکھوں سے شہریار کو دیکھتے بولے شہریار یہاں ہر چیز پر میرے لالا کا لمس ہے۔۔۔وہ مجھے بھی یہاں اپنے پاس بلانا چاہتے تھے۔۔ لیکن زندگی نے انہیں اتنی مہلت بھی نہیں دی۔۔۔اور اپکو پتا ہے بہت جلد اللہ تعالیٰ انہیں بے بی بھی دینے والا تھے۔۔اور لالا ہمیشہ کہتے تھے اللہ انہیں بیٹی دے گا جو بالکل مجھ جیسی ہوگی۔۔۔ شہریار مسکرایا تھا جنت کے تصور پر وہ سچ میں شہریار کو کبھی عشاء جیسی تو کبھی رامین جیسی لگتی۔۔ کہ پھر عشاء کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولا دیکھنا جب اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹی دے گے نا وہ بالکل تم جیسی ہوگی۔۔۔ تو عشاء نم انکھوں سے مسکرائی۔۔۔اور شہریار کا ہاتھ تھامتے اگے بڑھتے بولی لالا نے یہاں میرا روم بھی ارینج کروایا تھا۔۔۔وہ مجھے ویڈیو کال پر ساری چیزیں دکھاتے تھے۔۔۔ائے میں اپ کو پہلے اپنے لالا کا اور پھر اپ کو اپنا روم دکھاتی ہوں۔۔۔دراب اور عروج کے کمرے کا دروازہ کھولتے عشاء کی انکھیں ایک دفعہ پھر شدت سے بھیگی تھی کہ اگے بڑھتے وہ شہریار کو دیکھتے بولی مجھے ابھی بھی یہاں سے لالا کی خوشبو آرہی ہے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ اس پاس ہوں۔۔ عشاء نے اس کمرے کی ایک ایک چیز کو چھو کر دیکھا تھا۔۔۔ کہ

شہر یار اسے دراب کے کپڑوں کو ہاتھ میں پکڑے روتا کھڑا دیکھ کر بولا عشاء مت رو مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔ شہر یار میرے لالا کو لانے اتنی جلدی اپنے پاس کیوں بلا لیا وہ واپس کے سینے سے لگتے بولی۔۔۔ شہر یار نے گہرا سانس بھرا اور بولا اللہ اچھے لوگوں کو اپنے پاس جلدی بلا لیتے ہیں اور تم تو یوں ہو رہی ہو جیسے کبھی ہم سے ملو گے ہی نہیں یہ جدائی تو وقتی ہے۔۔۔ دیکھنا اگلے جہان میں سب سے پہلے ان سے ملاقات ہو گی اس لیے بس فلحال رونا بند کرو اور تم تو مجھے اپنا روم دکھانے والی تھی بٹر فلائی۔۔۔ کہ عشاء اپنے انسو صاف کرتے بولی ہاں انشاءاللہ۔۔ چلیں ائیں میں دکھاتی ہوں کہتے وہ کمرے سے نکلی تھی۔۔۔ اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ اگے بڑھتے خود بھی مہویت سے اس کا جائزہ لے رہی تھی جس کا تھیم پنک تھا کہ شہر یار اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے بولا واؤ بٹر فلائی تمہارا روم تو بہت اچھا ہے۔۔۔ ہے ناویڈیو کال میں تو اتنا اچھا نہیں لگتا تھا یہ تو واقع بہت پیارا ہے عشاء نے پر جوش ہوتے کہا۔۔۔ کہ پھر ڈریسنگ کے قریب جاتی بولی دیکھیں یہاں کتنی ساری کاسمیٹکس اور سکن کیئر ہے ہے۔۔۔ لالا جانتے تھے مجھے یہ سب بہت پسند ہے۔۔۔ وہ ورلڈ کے بیسٹ بھائی تھے کہتے

ایک دفعہ پھر اس کی انکھوں میں نمی جمع ہوئی تھی۔۔۔کہ شہریار اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے چند قدم اس کی طرف لیتے بولا لیکن اج تم نے انہیں یوں روکر ضرور اپ سیٹ کیا ہوگا۔۔۔کہ وہ نم انکھوں سے شہریار کے سینے سے لگی اور بولی تھینک یو۔۔۔تھینک یو سو مچ۔۔۔آپ مجھے یہاں لائے یہ میری لیے بیسٹ گفٹ ہے لیکن اپ کو اس گھر کا کیسے پتہ چلا ساتھ ہی اس نے سوال کیا کہ شہریار بولا وہ لمبی کہانی ہے کبھی بعد میں بتاؤں گا بٹر فلائی اور یہ کیا بات ہوئی پہلے تم شکوہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں گفٹ نہیں دیتا جب گفٹ دیتا ہوں تو تم تھینک یو بھی روتے دھوتے کرتی ہو۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے کہتے اس نے باری باری لب اسکی نم انکھوں پر رکھے تھے۔۔۔کہ عشاء نم انکھوں سے مسکرائی تو شہریار بولا یہ ہوئی نا بات ابھی تو بہت گفٹ باقی ہیں۔۔۔اگر یوہی تم ہر گفٹ پر ایموشنل ہوتی رہو گی تو ائرلینڈ میں ایک نیا سمندر اباد ہو جائے گا میری جان۔۔۔اب کی بار عشاء کھلکھلا کر ہنسی اور بولی اب ایسا بھی کچھ نہیں ہے کہتے وہ شہریار سے دور ہوئی تھی ۔۔۔ایسی ہی ہے بٹر فلائی لیکن خیر اج ہم جائیں گے اپنی پہلی ڈیٹ پر تو کیا خیال ہے پھر کہتے شہریار اس کا ہاتھ تھامتے گھما کر اپنے قریب کرتے شرمانے پر مجبور

کر گیا تھا کہ عشاء کچھ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھتے بولی اپ ڈنر پر بھی کہہ سکتے ہیں۔۔۔کیوں اگر میں ڈنر کا کہو تو تم بلش نہیں کروگی۔۔ نہیں کہتے عشاء اس کے حصار سے نکلتے باہر بھاگی تھی۔۔۔کہ اسے اپنے پیچھے تک شہریار کا قہقہہ سنائی دیا۔۔۔شہریار بھی اس کے پیچھے لان میں ایا جہاں وہ جھولے پر اداس سی بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔اس سے پہلے شہریار کچھ بولتا کہ عشاء فورا بولی شہریار ہم شام تک یہی رکتے ہیں نا؟؟ ٹھیک ہے بٹر فلائی تم رک جاؤ مجھے کچھ کام ہے میں وہ ختم کرکے اتا ہوں کہتے وہ وہاں سے اپنے گاڑی کی طرف گیا اور واپس اتے اس نے ایک بیگ عشاء کی طرف بڑھایا اور بولا میرے انے تک تم ریڈی ہو جانا۔۔اوکے۔۔۔اس بیگ کو تھامتے عشاء بولی اس میں کیا ہے؟؟اس میں۔۔۔ اس میں سادہ سی فراک ہے لیکن تم یہی پہنا اور میری غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے رونا بالکل بھی نہیں۔۔۔عشاء نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔تو وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

عشاء سارا دن اس گھر کی ہر چیز کو دیکھتے محسوس کرتے اپنے لالا اور بچپن کی یادوں میں گم رہی۔۔ لیکن وقفے وقفے سے شہریار کے میسج اسے موصول ہوتے رہے جن میں اس نے عشاء کو رونے سے باز رہنے کی ہدایات دی تھی جنہیں پڑھتے وہ مسکرا دیتی۔۔۔ کیوکہ شہریار کے مطابق عشاء کے انسوں سے ایر لینڈ میں سلاب انے کا خدشہ تھا۔۔۔ شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔۔۔ عشاء نے شہریار کی دی ڈریس کو جیسے ہی بیگ سے باہر نکالا تو وہ منہ کھولے حیرانی سے اسے دیکھنے لگی یہ وہ ڈریس تھی جو ائر لینڈ کی ایک ایکٹرس کے پہنی ہوئی اس نے دیکھی تھی جو اس گوچی برانڈ کی پرموشن کر رہی تھی اور تب عشاء نے اس کی تعریف کی تھی۔۔۔ شہریار نے اسے تب بھی کہا تھا وہ لے لے۔۔۔ لیکن ایک تو وہ بے حد بولڈ اور دوسرا بہت ایکسپنسو تھی اس لیے عشاء نے منہ کر دیا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ ریڈ لونگ گاؤن جو بہت ہی ابرائڈڈ اور سلیولیس تھا ہاتھ میں پکڑے کھڑی اسے محویت سے دیکھ رہی تھی جو قریب سے اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا ۔۔۔ ساتھ ویسے ہی ریڈ شال تھی جس کے ایک بارڈر پر فرا اور ایک بارڈر پلین تھا یقیناً یہ شہریار نے اس کے لیے اسپیشل کسٹمائز کروائی تھی اور اب عشاء کو تو وہ

ڈریس دیکھ کر بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اور پہننی اسے شہر یار خانزادہ کے سامنے تھی۔۔۔آخر چینج کرتے ائینے میں دیکھتے اسے خود سے بھی شرم محسوس ہوئی لیکن وہ ڈریس اسے خود پر اچھی بھی بہت لگ رہی تھی۔۔۔اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے ہلکا سا میک اپ کرتے ریڈ لپسٹ ہونٹوں پر سجائے اب وہ اپنے گرد وہ شال لپیٹ چکی تھی۔۔۔ٹھیک 15 منٹ بعد اسے گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔۔۔ سہج سہج کر قدم رکھتے وہ باہر نکلی تو شہر یار اسے گہری نظروں سے دیکھتے مسکرایا خاص کر اس کی احتیاط پر۔۔۔کہ اگے بڑھتے اس نے عشاء کا ہاتھ تھامے ہونٹوں سے لگایا اور بولا تو کیسی لگی تمہیں ڈریس؟؟عشاء نے گاڑی میں بیٹھتے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا یہ سادہ سی فراک کہیں سے بھی نہیں ہے اور میں نے اپ کو منہ بھی کیا تھا یہ لینے سے شہر یار یہ بہت ایکسپینسو تھی۔۔۔وہ سب ضروری نہیں ہے یہ ڈریس تمہیں پسند تھی یہ امپورٹنٹ ہے۔۔۔خیر میں تو جانتا ہوں یہ سادہ سی فراک نہیں ہے لیکن تم نے ہی کیا تھا کہ ڈیٹ کو ڈنر بولو تو اسی لیے میں نے اس ہاٹ گاؤن ڈریس کو فراک کہا تا کہ تم شرماؤ نہیں۔۔۔عشاء کی طرف دیکھتے انکھ ونگ کرتے وہ ہنسا تھا کہ عشاء نے اب

اس کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی اور خاموشی سے گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔کچھ دیر میں شہریار گاڑی روکتے باہر نکلا اور عشاء کا ہاتھ تھامتے آگے بڑھا کہ عشاء نے سامنے کھڑے ہیلی کاپٹر (پرائیویٹ جیٹ) کو دیکھا۔۔۔شہریار نے اسکے قریب رکتے اسے اٹھاتے ایک ہی جست میں ہیلی کاپٹر کے اندر بٹھا دیا کہ عشاء ہلکا سا چیخی۔۔۔شہریار مسکراتے ہوئے دوسری طرف سے خود آتے اس کے برابر بیٹھا۔۔۔عشاء نے کچھ حیران ہوتے شہریار کو دیکھا اور بولی شہریار آپ اسے خود چلائیں گے؟؟ کیوں بٹر فلائی تمہیں مجھ پر کوئی شک ہے کہ میں اسے نہیں چلا سکتا۔۔۔نہیں لیکن آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ آپ پائلٹ ہیں وہ منہ بناتے بولی۔۔۔کہ شہریار مسکرایا اور بولا بٹر فلائی میں پائلٹ نہیں ہوں بس اسی لیے نہیں بتایا اور مجھے یہ ویسے ہی چلانا آتا ہے مصروف سے انداز میں کہتے وہ سیٹ بیلٹ باندھتے ہر چیز اچھے سے چیک کر رہا تھا۔۔۔جیسے ہی شہریار نے اڑان بھری عشاء خوشی سے چلاتے بولی وآؤ شہری آپکو تو پلین بھی چلانا آتا ہے۔۔۔یہ سب کچھ کتنا خوبصورت ہے وہ بادلوں اور پرندوں کے ساتھ سفر کرتی مسرور سا مسکرا رہی تھی۔۔۔پھر کچھ ہی دیر میں وہ واپس زمین پر اترے۔۔۔ہم یہاں

کیوں آئے ہیں عشاء نے اس خوبصورت جگہ کے چاروں اطراف کا جائزہ لیتے کہا؟؟ ہم یہاں گھومنے ائے ہیں بڑ فلائی۔۔ آو

کہتے۔۔ وہ اگے بڑھا تو عشاء شہریار کا ہاتھ تھامتے اس کے ہمراہ خوبصورت سبزہ پر چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اگے بڑھی وہ ارد گرد کے علاقے کو ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی شفاف پانی کے جھرنوں میں بادلوں کا عکس زمین پر اترا بے حد پر کشش لگ رہا تھا۔۔۔ شہریار کا ہاتھ چھوڑتے وہ وہاں زمین پر لگے پھولوں کی طرف بڑھی جو کچھ مختلف اور رنگ بے رنگے زمین کو مکمل طور پر چھپائے ہوئے تھے۔۔۔ چادر سر سے پھسلتے کندھوں پر اگئی تھی تھنڈی ہوا سردی کے احساس کو مزید بڑھا رہی تھی بال بے ترتیبی سے اڑتے شہریار کے سینے کو چھو رہے تھے۔۔۔ کہ شہریار نے اگے بڑھتے اپنا بازو پھیلاتے اس کے کندھے پر رکھتے اسے اپنے قریب کیا اور وہ بولا ان میں کانٹے ہیں بٹر فلائی چب جائیں گے۔۔۔ عشاء نے مسکراتے ہوئے شہریار کو دیکھا اور بولی یہ سب کچھ بے حد خوبصورت ہے شہریار میں نے اس سے زیادہ خوبصورتی کبھی کہیں نہیں دیکھی۔۔۔ میں نے بھی شہریار نے نظریں اس کے چہرے پر جمائے کہا تھا کہ

عشاء مسکراتے ہوئے بولی میں جگہ کی بات کر رہی ہوں۔۔ کیوں کیا اپ کو ایسا لگتا ہے کہ اس سے زیادہ

کچھ اور جو بصورت ہو سکتا ہے؟؟ ہاں ہو سکتا ہے۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے کہا؟؟ تو عشاء فورا بولی کیا مجھے بھی دیکھنا ہے۔۔۔ اسے تم نہیں دیکھ سکتی کیونکہ تمہارے پاس میری انکھیں نہیں ہیں!! شہریار نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ کہ عشاء بولی ایسے کیسے نہیں دیکھ سکتی اپ بتائے نا۔۔۔

تم۔۔۔ یہاں موجود ہر شے سے خوبصورت مجھے تم لگ رہی ہو۔۔۔ اب بتاؤ دیکھ سکتی ہوں میری نظروں سے خود کو۔۔۔ اس کے الفاظ پر عشاء کا چہرہ سرخ گلاب ہوا تھا نظریں خود بخود جھک گئی تھی سرخ ہونٹوں پر انوکھا سا تبسم پھیلا تھا۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور اگے بڑھتے بولا تمہارے ڈریس سے تمہارے چہرے پر پھیلا یہ سرخ رنگ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔۔۔ اور اہستہ سے دروازہ کھولتے اسکے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔۔ عشاء نے یوں ہی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔ وہاں ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔۔۔ فرش مکمل طور پر پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔ کینڈلز اور بلبوں کی روشنی نے

ایک الگ ہی ماحول بنایا ہوا تھا۔۔۔ شہریار نے اسکے بڑھتے اسے اپنے حصار میں لیتے اہستہ سے کان میں سرگوشی کرتے کہا تم نے جادو کیا ہے مجھ پر میں خود حیران ہوں مجھے محبت ہو کیسی گی۔۔۔ میری ہاتھ کی بنی چائے پینے سے عشاء نے مسکراتے ہوئے اسے چھڑا تھا۔۔۔ شہریار کی مسکراہٹ گہری ہوئی کہ اس نے عشاء کو کمر سے تھامتے اپنے ساتھ لگاتے اہستہ سے اس کی چادر کو اتارتے کچھ دور صوفے کی طرف اچھالا اور بولا یہ تم نے اچھا نہیں کیا مجھ جیسے بندے کو اپنی محبت میں کمزور کر دیا۔۔۔ عشاء کچھ خود میں سیمٹتے شہریار کے مزید قریب ہوتے بولی محبت کمزور نہیں کرتی اس میں بہت طاقت ہوتی ہے یہ مجھ جیسوں کو بھی بہادر بنا دیتی ہے۔۔۔ شہریار نے گہرا سانس بھرا وہ عشاء سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مرد کی محبت اسے کمزور کر دیتی ہے اور عورت کی اسے بہادر۔۔۔ کہ پھر اسے دور ہوتے مسکراتے ہوئے بولا آؤ بٹر فلائی کیک کٹ کرتے ہیں۔۔۔

شہریار نے ٹیبل کی طرف بڑھتے کیک پر (موم بتی) کینڈل لگاتے اسے جلایا اور عشاء کے ہاتھ میں چھری دیتے اوپر اپنا ہاتھ رکھتے اسے حصار میں لیتے کیک کٹ کیا۔۔۔ پھر چھوٹا سا پیس اٹھاتے عشاء کو کھلایا۔۔۔ عشاء نے جیسے ہی وہ پیس

شہریار کی طرف بڑھایا تو وہ نفی میں سر ہلاتے بولا اہمہ بڑ فلائی ہسبینڈ کو ایسے کیک کون کھلاتا ہے اور دوسرا رونامت کہتے شہریار نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں اب نمی چمکنے لگی تھی۔۔۔ کہ شہریار کے شدت بھرے انداز پر عشاء نے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں مضبوطی سے جکڑا تھا۔۔۔ شہریار کے دور ہوتے وہ بنا نظر ملائے اس کے سینے میں چھپی۔۔۔ شہریار مسکرایا اور بولا میری جان بس اب یوں شرمانا چھوڑ دو آخر ایک سال ہوئے گیا تمہیں میرا ہوئے۔۔۔ کہ عشاء نے اس کے سینے میں چہرہ چھپائے ہی نفی میں سر ہلایا تو وہ ہنس دیا۔۔۔ اور اسے باہوں میں بھرتے بولا ابھی یہ حال ہے تمہارا بڑ فلائی تو سوچو آگے کیا ہوگا کہ وہ کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

السلام علیکم ڈائننگ ہال میں اتے اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا کہ بے اختیار سفیان کے نظریں اٹھی تھیں اور پھر پلٹنا بھول گئی۔۔۔ گہرے گلابی رنگ کے سوٹ میں نفاست سے سر پر دوپٹہ سجائے بالکل سادہ سے حلیے میں بھی اسے وہ ہمیشہ کی طرح بے حد پرکشش لگ رہی تھی۔۔۔ سفیان کے امی نے اٹھتے اسے گلے لگایا تھا اور پھر اس کا ماتھا چومتے بولی ماشاءاللہ میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ جبکہ طیبہ بیگم کو ان کا ملیحہ سے ملنے کا جوش انداز کچھ مختلف لگا جواب سامنے ملیحہ کو صوفے پر اپنے پاس بٹھاتے اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ ملیحہ نے اپنے اوپر کسی کی گہری نظریں محسوس کرتے یوں ہی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو سفیان فرصت سے اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔ ملیحہ کے دیکھنے پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔ ملیحہ کے چہرے پر یکدم سرخی دوڑ گئی اور وہ فورا نظروں کا رخ پھیر گئی۔۔۔ لیکن اسے وہاں بیٹھے سفیان کی نظریں اپنے اوپر جمی ہونے کا احساس مسلسل ہو رہا تھا۔۔۔ جس پر اب اسے بے حد شرم بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ طیبہ بیگم تو سفیان کی ماں اور بہن کو ملیحہ پر صدقے واری جاتا دیکھ کر حیران تھی۔۔۔ وہ وہاب یا زمان کا دوست تھا سفیان کی امی کو سب سے

زیادہ اہمیت ایت یا مریم کو دینی چاہیے تھی۔۔۔جب کہ وہ تو الٹ ملیحہ کو تحفے دے رہی تھی اور اس سے ہی باتوں میں مصروف تھی جس پر ملیحہ بھی کچھ ہچکچا رہی تھی۔۔۔خیر کچھ ہی دیر بعد کھانا وغیرہ کھاتے وہ نکل گئے۔۔۔

شہریار کمرے میں ایا تو عشاء ابھی تک سو رہی تھی۔۔۔کہ وہ ابھی اس کے ساتھ کمبل میں گھستے بولا بٹر فلائی اٹھ جاؤ یار تم یہاں سونے ائی ہو کہتے شہریار نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔کہ عشاء نے کچھ کچھ کسمسائی ہوئے کروٹ لیتے شہریار کے سینے پر سر رکھتے واپس انکھیں بند کر لی۔۔۔شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ ائی کہ پھر اس کے بال سہلاتے بولا عشاء مجھے بتاؤ تم یہاں صرف سونے ائی ہو اگر سونا ہی تھا تو ہم گھر پر ہی ٹھیک تھے۔۔۔باہر سردی ہے بمشکل اپنے انکھیں کھولتے شہریار کو دیکھتے وہ معصوم سا منہ بناتے بولی تو شہریار ہنسا دیا اور بولا میں ہونا تمہارے پاس تمہیں سردی نہیں لگنے دوں گا۔۔۔کہ اب کی بار عشاء ہنستے ہوئے بولی ایسے تھوڑی نہ ہوتا ہے سردی لگنے اور اپ کے پاس ہونے کا بھلا کیا کنکشن

؟؟بٹر فلائی کنیکشن تو بہت گہرا ہے لیکن خیر تم سمجھو گی نہیں شہریار نے اس کا سر چومتے کہا تھا۔۔۔ کہ عشاء بولی تو اپ ہمیشہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جو مجھے سمجھ ہی نہ ائے ؟؟میری جان اب اگر میں کچھ کہوں گا تو تم ناراض ہو جاؤ گی ؟؟ پتہ ہے مجھے اپ بے وقوف ہی کہے گے۔۔۔ عشاء منہ بنا کر کہتے واپس انکھیں بند کر گئی۔۔۔ کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پر ائے بالوں کو اپنے ہاتھ سے پیچھے کرتے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جو شاید واپس نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔۔ شہریار کو وہ اس وقت خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد معصوم بھی لگی۔۔۔ شہریار کا انتخاب شاید کبھی بھی عشاء جیسی لڑکی نہ ہوتی۔۔۔۔ شروع شروع میں شہریار کو لگا تھا کہ شاید وہ بھی دوسری لڑکیوں کی طرح تیز ترار ہے جو شاید صرف اس کے سامنے معصوم بننے کا دکھاوا کرتی ہے۔۔۔ جلال شاہ کے عشاء سے بار بار ملاقات کرنے پر وہ ایک بار ڈگمگایا ضرور تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ شہریار کو اس بات کا اندازہ ہوتا چلا گیا کہ وہ زیادہ چالاک ہوشیار نہیں ہے بلکہ وہ تو بہت جلدی ڈر جاتی ہے اور دماغ کا استعمال بھی

کبھی کبھی ہی کرتی ہے۔۔۔جس دن جلال شاہ نے عشاء کو اپنے ساتھ وہاں سے بھاگ چلنے کا مشورہ دیا اس رات پہلی بار وہ خود شہریار کے قریب ائی تھی یعنی وہ اپنے اور شہریار کے رشتے کو سمجھنے لگی تھی۔۔۔اور اس دن

شہریار کے دل میں اس کے لیے محبت نے سر اٹھایا پھر اسے عشاء سے محبت ہوتی گئی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا کب وہ اس کے لیے اتنی ضروری ہو گئی۔۔شہریار جانتا تھا وہ عشاء کی زندگی میں شامل ہونے والا پہلا مرد ہے۔۔۔اور عشاء بھی اسے بہت چاہتی ہے۔۔۔لیکن اس بات کا اقرار کرنے میں اسے ضرورت سے زیادہ شرم محسوس ہوتی ہے۔۔۔بقول شہریار عشاء کے دو ہی پسندیدہ مشغلہ ہیں ایک رونا اور دوسرا شرمانہ۔۔۔کبھی کبھار تو شہریار کو خود پر حیرت ہوتی اسے عشاء سے محبت ہو کیسے گئی!!!شاید اس کی سادگی اور معصومیت نے شہریار کو اپنا اسیر بنالیا یہ پھر اس کی فرمابرداری نے شہریار جسے کہتا وہ ویسے ہی مان لیتی۔۔۔وہ کہتی تھی اسے شہریار کی باتیں سمجھ نہیں اتی تو دوسری طرف شہریار کا بھی کچھ

یہی حال تھا وہ بے وجہ شہریار سے روٹھتی اور پھر باتوں ہی باتوں میں مان بھی جاتی۔۔۔

(بابابابا تو تلو تلے شپ بن ہو جے گی)۔۔۔ بابابابا کہتے بھاگ کر کمرے میں اتے وہ دارم کے ہاتھوں کو کھولتے اس کی گود میں چھڑتے بولی بابا اٹھو چلو چلیں شاپ بند ہو جائے گی۔۔۔ دارم جو ان لائن میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا خاموش ہوتے اپنی گود میں بیٹھی جنت کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔ اور سامنے سکرین پر اپنے فیلو کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا سوری فارڈ سٹر بنس گائز شریز یمی لٹل پر نسسز جنت۔۔۔ جنت نے سر اٹھاتے دارم کو دیکھا جو اسے ہی مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ پھر اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے بولی بابا جنت۔۔۔ جی جنت کہتے دارم نے اس کا گال چوما۔۔۔ جبکہ سامنے بیٹھے لوگ انہیں دیکھتے مسکرائے اور مختلف کمپلیمنٹس دینے لگے۔۔۔ جن پر دارم مسکراتے ہوئے انہیں تھینکس کر رہا تھا۔۔۔ کہ نظر بھاگ کے اندر اتی رامین پر پڑی تو ان لوگوں کو اسکیوزمی کہتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اور فورا رامین کی طرف بڑھتے بولا من کیا کر رہی ہو ارام سے چلو۔۔ کہ رامین جنت کو دیکھتے بولی دیکھو یہ شیطان اندر پہنچ گئی نا ابھی ایک منٹ میری نظر ہٹی ہے اور اسی کا فائدہ اٹھاتے بابابابا کرتے باباکے پاس پہنچ گئی میڈم۔۔۔ ادھر دو اسے مجھے تمہاری میٹنگ ختم ہو گئی۔۔۔۔ ایک ہی سانس میں اسے اتنا سب کچھ کہتے دیکھ دارم بولا ریلیکس جانم کوئی بات نہیں تم بس ارام سے چلو اور نہیں ابھی میٹنگ ختم نہیں ہوئی بس تھوڑی دیر میں اتا ہوں۔۔۔ ساتھ ہی جنت کو زمین پر کھڑا کرتے بولا جاؤ ماما کے ساتھ پھر ہم شاپ پہ چلتے ہیں۔۔۔۔ نو باباای تلو۔۔۔ نو بابا ابھی چلو۔۔۔ جنت۔۔۔ بابا کی جان۔۔ جاؤ مما کے ساتھ بابانی نی یعنی نہا کراتے ہیں۔۔۔ اوتے کہتے وہ رامین کی انگلی تھامتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ رامین کو دارم کے ساتھ گروسری کرنے جانا تھا کہ اچانک دارم کی میٹنگ اگئی اور اب جنت اسی سلسلے میں دارم سے کہہ رہی تھی کہ چلو بابا چلیں ۔۔۔

عشاء اٹھی تو شہریار کمرے میں نہیں تھا اٹھ کر کھڑکی کا پردہ ہٹاتے دیکھا تو وہ واک کرتے ساتھ موبائل پر کال کرتا نظر ایا۔۔۔اٹھ کر گرم شال اوڑھتے وہ دروازہ کھولتے باہر نکلی تو ہلکی ہلکی سرد ہوا نے اس کے بالوں کو بے ترتیبی سے اڑایا۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ شہریار کی طرف بڑھی اور خاموشی سے اس کے بازو کے ساتھ لگی۔۔۔شہریار نے مسکراتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھتے تھاما اور اس کا سر چوما۔۔۔عشاء اس کا بازو تھامے اب اہستہ اہستہ اس کے ساتھ ٹہل رہی تھی کہ کچھ ہی دیر بعد شہریار نے کال بند کر دی۔۔۔اور عشاء کو مزید اپنے قریب کرتے بولا جی تو محترم ہو گئی اپ کی نیندیں پوری۔۔۔جی کہتے عشاء مسکرائی۔۔۔کہ شہریار اسے گھورتے بولا بڑ فلائی مجھے تو لگتا ہے میں یہاں اکیلا ہی ہنی مون پر ایا ہوں کیونکہ تم تو سارا دن سوتی رہتی ہو۔۔۔اس کا کہنا تھا کہ عشاء کھلکھلا کر ہنسی اور بولی میں کیا کرو دن میں اتنی اچھی نیند اتی ہے کہ کیا بتاؤں اپکو۔۔۔اسکی شرارت پر شہریار مسکرایا اور بولا اسی لیے تو تمہیں سونے دیتا ہوں کیونکہ میرے لیے تو اچھا ہی ہے تم نے ابھی سو لیا اب رات بھر تمہیں خود ہی نیند نہیں ائے گی۔۔۔معنی خیزی سے کہتے وہ عشاء کی طرف جھکا کہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے

عشاء سر سے پیر تک سرخ ہوئی اور بولی نہیں مجھے رات میں بھی نیند آجائے گی ۔۔۔ارے نہیں نہیں ایسے کیسے بس اس سے زیادہ نہیں سونا چاہیے ۔۔دماغ کمزور ہوتا ہے اور تمہارے پاس تو پہلے ہی کم ہے کہتے وہ مسکرایا تو عشاء اسے گھورتے بولی شہریار اپ میری نرمیوں کا بہت ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔۔۔اس کے الفاظ پر شہریار نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور بولا کیا سچ میں ؟؟جی سچ میں وہ منہ بناتے بولی اگر اپ کی جگہ کوئی اور ہوتا نا کہ شہریار اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے بیچ میں بولا میری جگہ کوئی اور نہیں ہو سکتا میں نے ہی ہونا تھا میں ہی ہوں اور میں ہی رہوں گا ۔۔۔

پتہ ہے مجھے ۔۔پہلے میری پوری بات تو سن لیتے لیکن نہیں اپ کو تو پہلے حق جتانا ہوتا ہے وہ سر اٹھے اسے دیکھتے منہ بناتے بولی کہ شہریار مسکرایا اور بولا کیونکہ میرا حق ہے میری جان ۔۔۔اور نرمی سے اس کے رخسار کو چھوا ۔۔۔کہ عشاء مڑ کر شہریار کو دیکھتے بولی تو پھر اپ بھی صرف میرے ہیں صرف اور صرف میرے میں بھی اپ کو شیئر نہیں کروں گی ۔۔۔شہریار کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی کہ پھر بولا ہاں تو مت کرو شیر کون کہہ رہا ہے کرنے کو تمہارا ہوں اور تمہیں

چاہیے کہ تم خود حفاظت کرو۔۔۔اگر آپکا دل بدل گیا تو۔۔۔کہتے لمحے میں عشاء کی انکھیں نم ہوئی تھی اخر دل میں چھپا خدشہ ہونٹوں پر اہی گیا۔۔۔کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا تو تم اللہ کے امان میں دے دو اور یقین کرو وہ سب سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا ہے کہتے اس نے عشاء کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔اور پھر جھولے پر بیٹھتے اس نے عشاء کو اپنی اغوش میں لیتے اسے کے کندھوں کے گرد اپنی چادر لپیٹی۔۔۔سردی تو نہیں لگ رہی شہریار نے پوچھا تو عشاء اس کے کندھے پر سر رکھتے بولی نہیں۔۔۔دیکھا بٹر فلائی میں نے کہا تھا نا تمیں سردی نہیں لگنے دوں گا۔۔۔تو عشاء مسکرائی اور کسی خیال کے تحت اپنا سر اس کے کندھے سے اٹھاتے اسے دیکھتے بولی شہریار اپ کیا جاب کرتے ہیں؟؟ یہ سوال اتنا اچانک تھا کہ شہریار اس وقت تو اسکی توقع نہیں کر سکتا تھا لیکن خیر وہ عشاء تھی کبھی بھی کچھ بھی پوچھ لیتی۔۔۔کہ پھر بولا واہ بٹر فلائی بڑی جلدی خیال آگیا نا تمہیں کہ تمہارا بندہ تھوڑا بہت کماتا بھی ہے شہریار نے اسے باتوں میں الجھاتے کہا کہ عشاء بولی وہ مجھے بھی خیال ایا تھا لیکن وہ اپ سے پوچھنا یاد نہیں رہا اپ بھی دارم لالا کی طرح بزنس کرتے ہیں؟؟ شہریار نے ایک ٹھنڈی اہ بھرتے اس کے

چہرے پر نظریں جمائے کہا نہیں میں بزنس نہیں کرتا میں نوکری کرتا ہوں۔۔۔ کون سی نوکری اپ جھوٹ بول رہے ہیں اتنا تو مجھے بھی پتہ ہے کہ اپ کوئی نوکری نہیں کرتے اور اپ کو دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ آپ کسی کے انڈر کام کرتے ہوں گے مجھے نہیں یقین اپ مجھے سچ سچ بتائیں عشاء نے سیدھے ہو کر بیٹھتے شہریار کو دیکھتے پوچھا۔۔۔ شہریار نے سر جھولے کی پشت سے ٹکایا اور مسکراتے ہوئے بولا کیوں میں نوکری کیوں نہیں کر سکتا۔۔۔ بس نہیں کر سکتے اپ میں کہہ رہی ہوں نا عشاء نے اسے دیکھتے کہا تو شہریار بولا وہی پوچھ رہا ہوں اخر وجہ دو میں کیوں نہیں کر سکتا نوکری تم ہمیشہ مجھے انڈر ریسٹیمیٹ کرتی ہو جان۔۔۔ جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں بہت اچھے سے جانتی ہوں اپ کو عشاء اسے دیکھتے بولی اور نوکری وہ انسان کر سکتا ہے جس میں پیشنٹس ہو اور اپ میں تو صبر ہے ہی نہیں۔۔۔ نہ ہی اپ دوسروں کی باتیں سن سکتے ہیں غصہ تو ہر وقت اپ کی ناک پہ رہتا ہے۔۔۔ جب دیکھو دوسروں کو ڈانٹتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں نوکری کرتا ہوں ہاں البتہ اگر کوئی لڑنے جھگڑنے یا ڈانٹنے کی نوکری ہوتی تو اپ ضرور کر لیتے۔۔۔۔ بڑ فلائی تم ضرورت سے زیادہ اچھے سے نہیں مجھے جاننے

لگ گئی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچتے کہا تھا
کہ عشاء بولی شہریار میں اپ سے کیا پوچھ رہی ہوں اپ مجھے بتا رہے ہیں یا
نہیں۔۔۔ اس کا لمس اپنے چہرے پر بکھرتا محسوس کر کے عشاء کچھ پیچھے ہوتے
شہریار کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔ کہ شہریار نے اسے دیکھا جو اج صحیح بیویوں
کی طرح حساب کتاب لینے بیٹھ گئی تھی اور پھر کچھ سنبھلتے بولا بٹر فلائی میں نوکری
ہی کرتا ہوں لیکن اپنے ملک و قوم کے لیے۔۔۔ شہریار اپ مجھے ٹھیک سے بتائیں
کیوں پہیلیاں بجوا رہی ہیں اگر کوئی مجھ سے پوچھے میرے ہسبینڈ کیا کرتے ہیں تو
میں اسے کیا بتاؤں گی؟؟؟ عشاء کچھ ناراض ہوتے بولی تو شہریار مسکرایا اور بولا جو
کام میں کرتا ہوں وہ تم لوگوں نہیں بتا سکتی اس لیے کہہ دیا کرو میں بزنس مین
ہوں۔۔۔ شہریار اپ کوئی ان لیگل کام تو نہیں کرتے عشاء نے اپنے دل میں اتے
خدشے کے تحت فورا پوچھ لیا؟؟؟ کہ شہریار اسے گھورتے بولا بٹر فلائی اب میں
تمہیں ایسا لگتا ہوں؟؟؟ نہیں۔۔۔ لیکن اپ مجھے کیوں نہیں بتا رہے میں اپ کی
بیوی ہوں میرا حق ہے یہ جانا کہ اپ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں یا اپکو مجھ پر اعتبار
نہیں ہے۔۔۔ عشاء نے اسے دیکھتے کہا تو شہریار بولا سب کچھ تو جانتی ہو میرے

بارے میں تمہارے سامنے تو کھلی کتاب ہو اور ہسبینڈ وائف میں بے اعتباری جیسی کوئی چیز نہیں ہوتی۔۔۔ کہ عشاء نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سر ہلاتے اس کے پاس سے اٹھ گی۔۔۔ شہریار نے اس کا بازو پکڑتے اس اپنے گود میں لیا اور بولا عشاء میں یہ کبھی کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اب تم میری بیوی ہو اور مجھے ایمو شنل بلیک میل بھی کر رہی ہو تو یہ بات صرف تمہارے اور میرے درمیان رہیے گی میں ISI میں کام کرتا ہوں۔۔اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کرتا ہو آسان لفظوں میں کہو تو میں سیکرٹ ایجنٹ ہوں۔۔۔ عشاء نے رخ موڑے شہریار کو دیکھا اور پھر اس کے کندھے پر سر رکھتے بولی اپ اتنے مشکل کام کیوں کرتے ہیں۔۔۔ بڑ فلائی یہ کام بھی تو کسی نہ کسی کو کرنا ہوتا ہے اور ویسے بھی مجھے مزہ آتا ہے۔۔۔ شہریار نے اس کے بال سہلاتے کہا کہ عشاء سر اٹھا کر اسے نم انکھوں سے دیکھتے بولی لیکن اس میں بہت خطرہ ہے اور اپ کو پتہ نہیں کیا مزہ اتا ہے۔۔۔ تم جانتی ہو مجھے خطروں سے کھیلنا بہت پسند ہے۔۔اور اگر اب تم اسے بیہیو کروں گی تو کیسے چلے گا میری بیوی ہو یار کم ان بہادر بنو۔۔۔اسی لیے پھر میں تمہیں کچھ نہیں بتاتا کیونکہ تم رونے دھونے بیٹھ جاتی ہو شہریار نے

اس کی نم انکھیں صاف کی۔۔۔تو عشاء سوں سوں کرتے بولی مجھے نہیں بننا بہادر میرے لیے اپ کے بغیر زندگی کا تصور بھی موت ہے اور اپ ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔۔۔میں سب سمجھتا ہوں میری جان میں یہ کام میں تمہارے زندگی میں شامل ہونے سے پہلے سے کر رہا ہوں اور موت تو بر حق ہے اور اس کا وقت مقرر ہے۔۔۔وہ جب انی ہے تو اہی جانی ہے۔۔۔اسے اس بات سے فرق نہیں پڑتا میں عام بندہ ہوں یا ایک سیکریٹ ایجنٹ۔۔۔شہر یار۔۔۔اسے پکارتے عشاء بولی اپ ایسی باتیں نہیں کریں ورنہ میں نہیں بات کروں گی اپ سے۔۔۔اور ویسے بھی مجھے اپ سے پہلے مرنا ہے پھر کرتے رہیے گا مجھے مس۔۔۔۔شہر یار مسکرایا اور بولا اچھا اگر میں نہ مس کروں تو کوئی زبردستی ہے کیا؟؟ کہ عشاء اس کی گود سے اٹھتے پاس جھولے پر بیٹھتے بولی ہاں اپ کیوں کریں گے مجھے مس اپ تو پہلی فرصت میں اس ریا سے شادی کر لیں گے۔۔۔عشاء کا کہنا اور شہر یار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔کہ پھر عشاء کو دیکھتے بولا اگر تمہیں ریا نہیں پسند تو کوئی دوسری لڑکی دیکھ لیتے ہیں یار اخر تمھاری رضامندی بھی تو ضروری ہے۔۔۔

توبہ کتنے خراب ہیں نا اپ میرے مرنے کا انتظار کیوں کر رہے ہیں میری

موجودگی میں ھی لے ائے ناان چڑیلوں کو میں بھی دیکھ لوں عشاء نے غصے سے ناک چڑھاتے کہا تو شہریار نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی اور بولا اب میں ان سب کی زندگی خطرے میں تو نہیں ڈال سکتا اخر اتنی خطرناک بیوی ہے میری۔۔۔ہاں اپکو تو بہت فکر ہو رہی ہے ان سب کی عشاء نے جل کر کہا۔۔۔تو شہریار ہنستے ہوئے بولا ویسے بہت ہی جلس ٹائپ کی بیوی ہے میری خیر یہ دیکھو جان!!شہریار نے اپنی پاکٹ سے ایک چھوٹا سا باکس نکالتے عشاء کے سامنے کیا ۔۔۔کہ وہ اسے دیکھتے منہ بنائے ہی بولی اس میں کیا ہے ؟؟اس میں ۔۔کہتے شہریار نے اس ڈبی کو کھولا جس میں ایک خوبصورت سی بٹر فلائی ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔۔عشاء کی انکھوں میں ستائش ابھری اور بولی واو یہ کتنی پیاری ہے۔۔ کہتے عشاء نے شہریار کے ہاتھ سے وہ ڈبی لی اس کی جلد بازی پر شہریار مسکرایا۔۔۔ کہ عشاء بولی یہ میرے لیے ہے ؟؟ نہیں۔۔۔شہریار نے جواب دیا۔۔کہ عشاء بولی تو پھر کس کے لیے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے سوال کیا تو شہریار نے اپنا سر پکڑا اور بولا بٹر فلائی تمہارے لیے ہی ہے اور اس کے لیے لاؤں گا میں۔۔۔تو عشاء مسکرائی اور رنگ کو اس باکس سے نکال کر پہننے لگی۔۔۔کہ شہریار نے اس کا ہاتھ

پکڑ کر روکا اور بولا بٹر فلائی ہسبینڈ کو پہنانے دیتے۔۔تو عشاء شہریار کو پکڑاتے بولی اہ سوری سوری یہ اتنی پریٹی ہے کہ مجھے ویٹ ہی نہیں ہوا۔۔۔شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھا مارنگ پہنانے کے لیے تو عشاء بولی ایسے نہیں جسے موویز میں ہوتا ہے ویسے پہنائے۔۔۔کیسے ہوتا ہے بٹر فلائی؟؟؟شہریار نے کچھ حیران ہوتے پوچھا؟؟تو عشاء بولی ویسے اپ مجھ سے زیادہ موویز دیکھتے اور اپ کو اتنا بھی نہیں پتہ۔۔۔چلیں اٹھے اور پروپوز کرنے کے سٹائل میں زمین پر بیٹھتے ایک گھٹنا فل کریں اور پھر پہنایں اور رکیں پہلے مجھے سونگ لگانے دیں۔۔۔افف عشاء پتہ نہیں تم کب میچور ہوگی کہتے شہریار اس کی عجیب وغریب فرمائش پر ٹھنڈی اہ بھرتے زمین پر ایک گھٹنا فولڈ کیے بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھامتے بولا اب کیا کہوں مجھ سے شادی کروگی۔۔شادی تو ہماری ہوگئی ہے۔۔۔ہاں شادی تو ہو گئی عشاء نے خاصے افسوس سے کہا تو شہریار ہنسا اور بولا میری جان یہ بندہ صرف اور صرف آپکا ہے۔۔۔اور رہے گا بھی صرف اپکا۔۔۔ائی پرومس اینڈ ائی لو یو مائی بیوٹی فل وائف کہتے شہریار نے اس کی رنگ فنگر میں رنگ پہنائی اور پھر اس کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔تو عشاء مسکرادی۔۔۔شہریار واپس اٹھ کے

اس کے پاس جھولے پر بیٹھا کہ اچانک برف باری شروع ہو گئی عشاء وہاں سے اٹھتے بھاگتے ہوئے باہر صحن میں نکلی اور پیچھے مڑ کر شہریار کو دیکھتے بولی یہ سب بہت خوبصورت ہے۔۔۔ کہ شہریار اسے دیکھتے مسکرایا۔۔۔ عشاء اپنے دونوں بازو کھولتے شہریار کو دیکھتے بولی ائی لو یو۔۔۔ائی لو یو۔۔۔ شہریار۔۔۔ائی لو یو ۔۔۔کہتے اس کی اواز ہر طرف گونجی تھی۔۔۔ شہریار کی مسکراہٹ گہری ہوئی کہ اٹھ کر عشاء کی طرف بڑھتے بولا ائی لو یو ٹو میری جان کہتے شہریار نے اپنی شال اس کے کندھوں کے گرد اڑائی اور اسے اپنے قریب کرتے اس کی ناک کو اپنے ہونٹوں سے چھوا کہ عشاء اس کا ہاتھ تھامتے بولی اس موسم اور اس سونگ پر آپ تھوڑا سا ڈانس تو میرے ساتھ کر سکتے ہیں۔۔۔ کہ شہریار نے اسے کمر سے تھامتے اپنے ساتھ لگاتے اہستہ اہستہ سٹیپس لینے شروع کیے۔۔۔ اور ساتھ ہی گانے کے بول بھی گنگنائے۔۔۔۔

ادھی زمیں ادھا اسماں تھا۔۔۔۔

ادھی منزل ادھا راستہ تھا۔۔۔۔

کہتے شہریار نے اسے گھمایا تو عشاء کے بالوں نے پھلتے شہریار کو چھوا جن کی خوشبو محسوس کرتے وہ مسکرایا۔۔۔اور پھر شہریار نے اسے واپس تھامتے اپنے قریب کیا اور بولا۔۔۔

اک تیرے انے سے۔۔۔۔

مکمل ہوا سب یہ۔۔۔

بن تیرے جہاں بھی بے وجہ تھا۔۔۔۔

گانے کے بول سنتے عشاء نے نم انکھوں سے شہریار کی سنہری انکھوں میں دیکھا جو مسکرا رہی تھی کہ شہریار نے مزید جھکاؤ عشاء کے کان کی طرف دیکھتے کہا یوں مت دیکھو بٹر فلائی ورنہ تمہیں پیار ہو جائے گا اور ساتھ ہی اس کے کان کی لو کو ہلکا سا دانتوں سے دبایا عشاء کا چہرہ سرخ گلاب ہوا کہ پھر

وہ نظریں جھکائے بولی اب تو ہو گیا پیار۔۔۔

اس کے مدھم اواز میں کیے گئے انکشاف پر شہریار گہرا مسکرایا اور بولا۔۔۔

تیرا دل بن کے میں ساتھ تیرے دھڑکوں۔۔۔۔

خود کو تجھ سے اب دور نہ جانے دو۔۔۔۔

سنگ تیرے پانیوں سے پانیوں سا پانیوں سا بہتا رہوں۔۔۔

تو سنتی رہیں میں کہانیاں سے کہتا رہوں۔۔۔

گانے کے اختتام پر شہریار نے مسکراتے ہوئے عشاء کو دیکھتے سر ہلا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہوں کچھ کہنا ہے۔۔۔ کہ عشاء نفی میں سر ہلاتے اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔ الفاظ کہیں گم ہوئے تھے کہنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس کے رب نے اسے اسکی اوقات سے زیادہ اس شخص کی صورت میں سب اسے عطا کر دیا تھا۔۔ اس کا محرم بھی اس سے محبت کرتے تھا اور اس سے بڑھ کر اب وہ اور کیا ہی چاہ سکتی۔۔۔ اب تو بس شکریہ تھا جو اسے اپنے رب کا ادا کرنا تھا۔۔۔

شہریار خاموشی سے اسے اپنے سینے سے لگا دیکھتے بولا بس بہت ہو گیا پیار محبت بٹر فلائی چلو اندر چلیں ورنہ سردی لگ جائے گی۔۔۔ کہ عشاء فورا اس سے دور ہوتے بولی نہیں شہریار ابھی نہیں کیوں بوڑھو جیسی باتیں کر رہے ہیں ابھی ہم یہاں پر انجوائے کرتے ہیں نا دیکھیں کتنی اچھی برف پڑ رہی ہے۔۔۔ معصوم سا منہ بنا کر کہتے وہ شہریار کے حصار سے نکلتے واپس اپنے ہاتھوں کو کھولتے ان میں برف بھرنے لگی۔۔۔ کہ شہریار اسے اپنے گود میں اٹھاتے بولا بس بہت ہو گیا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انجوائے بیمار ہو جاؤ گی۔۔۔اور پھر عشاء کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ زبردستی اسے اٹھاتے کمرے میں لے گیا۔۔۔

من تم ارام سے بیٹھو میں پیکنگ کرتا ہوں کہتے دارم نے اسے الماری کے سامنے سے ہٹاتے بیڈ پر بٹھایا اور خود الماری کی طرف بڑا کہ رامین نے پیچھے اپنا سر پکڑا اور بولی دارم نہیں میں خود ہی کر لوں گی تم جاؤ دیکھو جنت کیا کر رہی ہے؟؟ نہیں میں پیکنگ کروں گا تم جاؤ دیکھو جنت کو۔۔۔کہتے وہ ڈھٹ بنا واپس الماری کی طرف مڑا کہ رامین اس کا بازو پکڑتے اپنی طرف موڑتے بولی دارم مجھے پریشان مت کرواے بڑے میں پیکنگ کرو گا تاکہ ادھی سے زیادہ چیزیں یہیں رہ جائیں۔۔۔جاؤ یہاں سے غصے سے کہتے وہ الماری کی طرف بڑی کہ دارم بھی آگے بڑھتے بولا لیکن تمہیں ریسٹ کرنی چاہیے من تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔اگر تم مجھ سے فضول بحث کرو گے تو ضرور خراب ہو جائے گی اب جاؤ یہاں سے پریشان نہیں کرو مجھے۔۔۔اور دیکھو جنت کو کیا کر رہی

ہے۔۔۔اچھا کہتے دارم باہر نکلا اپنی بیوی کے خطرناک تاثرات دیکھتے اس نے کسی میں اپنی بھلائی سمجھی۔۔۔ لیکن ٹھیک دو منٹ بعد جنت کو لیتے واپس کمرے میں آگیا اور پھر سے رامین کے سر پر کھڑا اس سے چیزیں پکڑتے بیگ میں رکھنے لگا۔۔۔اب کے بار رامین بے بسی سے ہنستے بولی تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا دارم۔۔۔ تم جو مرضی کہو لیکن میں یہیں کھڑا رہوں گا جب تک تم ساری پیکنگ نہیں کر لیتی تمہاری ہیلتھ پر میں کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا۔۔۔اچھا بابا ٹھیک ہے اور شکر ہے صرف ایک مہینہ رہ گیا۔۔۔ نہیں تو تم مجھے پاگل کر دو گے دارم۔۔۔ تم مجھے جنت سے زیادہ پریشان کرتے ہو کہتے رامین نے آگے بڑھتے دارم کی گال پر لب رکھے تھے جو بس ہر وقت اس کے لیے فکر مند رہتا۔۔کہ دارم مسکرایا۔۔۔کل انہیں پاکستان واپس جانا تھا کیونکہ دارم چاہتا تھا کہ رامین کی ڈلیوری پاکستان میں ہی ہو وہاں سب تھے اس کا خیال رکھنے کے لیے یہاں وہ اکیلا شاید سب کچھ اتنے اچھے سے مینج نہ کر پاتا۔۔۔

آج ایک بار پھر سیال خان کی حویلی میں رونق لگی ہوئی تھی۔۔۔رامین دارم اور عشاء کی اج واپسی ہوئی تھی۔۔۔سب ہی بیٹھے باتوں میں مصروف تھی لیکن عشاء کی نظریں جس کی تلاش کر رہی تھی وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اٹھتے اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔دل کچھ اداس بھی ہو رہا تھا اج تو اسے گھر پر ہونا چاہیے تھا۔۔۔لیکن خیر فریش ہوتے وہ کمرے میں ائی اور ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش کرنے لگی کہ اچانک سے شہریار نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے کہا ویلکم بیک مسز۔۔۔ساتھ ہی اسے اٹھاتے گھما دیا۔۔۔عشاء ہنستے ہوئے ہلکا سا چیخی اور بولی کیا کر رہے ہیں مجھے نیچے اتاریں شہریار۔۔۔اسے زمین پر کھڑا کرتے شہریار نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور اس کے ماتھے کو چھوتے واپس اسے اپنے سینے سے لگا گیا اور بولا مجھے مس کیا بٹر فلائی یا اس بار بھی کوئی نہیں؟؟بہت زیادہ کیا اور آپ نے؟؟میں تو ہمیشہ ہی کرتا ہوں کہتے شہریار ایک بار پھر اس کا سر چوما اور بولا اچھا میں فریش ہو جاؤں پھر ساتھ کھانا کھاتے ہیں

۔۔۔اوکے کہتے عشاء بیڈ پر لیٹی کیو کہ اتنے لمبے سفر کے بعد وہ بہت تھک گئ تھی

۔۔۔

دوسری طرف طیبہ بیگم کو ایک نئ فکر لاحق ہوئی تھی اج انہیں عشاء پہلے سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت اور دلکش لگی رہی تھی کوئی بھی مرد اس پر اپنا دل ہار سکتا تھا۔۔۔اور اب وہ سکینہ بیگم کے پاس بیٹھی کہہ رہی تھی کہ انہیں جلد از جلد شہریار اور ملیحہ کی شادی کروانی چاہیے اور جتنا جلدی ہو سکے وہ عشاء کو شہریار کے کمرے سے نکال دینا چاہتے۔۔۔

وقت پر لگائے اڑ رہا تھا۔۔۔آج موسم ضرورت سے زیادہ خوشگوار اور ٹھنڈا تھا ایک دفعہ پھر سردیوں کی امد تھی۔۔۔سب ساتھ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ عشاء نے جیسے ہی پانی کا جگ ٹیبل پر رکھا تو شہریار اسے دیکھتے بولا عشاء بس کرو بیٹھ کر ناشتہ کرو باقی سب ملازمہ لے ائے گی۔۔۔عشاء نے تو پہلے کچھ حیران ہوتے شہریار کو دیکھا اور پھر باقی سب کو۔۔۔عشاء کے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھا ہر

شخص حیران ہوا تھا اس کی پیش قدمی پر کہ شہریار نے ناشتہ کرتے مصروف سے انداز میں نظر اٹھا کر عشاء کو دیکھا اور بولا بیٹھ بھی جاؤ اب۔۔۔۔جی۔۔ کہتے وہ کچھ ہچکچاتے شہریار کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی۔۔۔سکینہ بی بی نے ابھی کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ سیال خان نے انہیں ہاتھ سے اشارے کرتے خاموش کروایا۔۔۔البتہ سب گھر والوں کی نظریں خود پر محسوس کرتے عشاء کے حلق سے نیچے نوالہ نہیں اتر نا تھا۔۔شہریار نے سے گھبراتے دیکھا تو اپنی ہی پلیٹ عشاء کی طرف بڑھائی اور اسے کھانے کا اشارہ کیا۔۔۔عشاء نے انکھوں ہی انکھوں سے اشارہ کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔تو شہریار نے اسے گھوری سے نوازا جس پر وہ خاموشی سے نظریں جھکا گئی۔۔۔آخر ہمت کرتے عشاء نے بمشکل تھوڑا سا ہی ناشتہ کیا اور شہریار کے ٹیبل سے اٹھتے ہی وہ بھی غائب ہوئی۔۔۔۔

سکینہ بیگم سیال خان کے پاس بیٹھی انہیں شہریار ملیحہ اور ایت وہاب کی شادی کا کہہ رہی تھی۔۔۔شہریار کا بدلہ رویہ عشاء کے لیے سب نے ہی محسوس کیا

تھا۔۔اور اب انہیں ملیحہ کی فکر لاحق ہوئی تھی کہیں نہ کہیں طیبہ بیگم کے خدشات اب سکینہ بی بی کو صحیح لگ رہے تھے۔۔۔کہ سیال خان آپ بس شادی کی تیاریاں شروع کریں۔۔۔اور میں شہریار کو بلا کر اس سے بات کرتا یوں سب کے سامنے بات کرنے سے بات بگڑ بھی سکتی ہے۔۔۔شہریار کو جانتی ہیں اپ ۔۔وہ دارم زمان یا وہاب کی طرح نہیں ہے کہ خاموشی سے سر جھکائے میرا اہر فیصلہ مان لیں۔۔۔وہ شہریار خانزادہ ہے بغاوت کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا اور اس خون بہا میں آئی لڑکی کے لیے ہم اپنے خاندان کو نہیں بکھرنے دے سکتے۔۔۔جی ٹھیک ہے میں صبح ہی بات کرتی ہوں سب سے اب ہمیں اور دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔

وہ سکون سے لیٹا نیوز سن رہا تھا کہ عشاء اس کے پاس بیڈ پر لیٹتے بولی مجھے اپ سے کچھ بات کرنی ہے شہریار۔۔۔ہاں بولو بٹر فلائی میں سن رہا ہوں شہریار نے مڑ کر اسے دیکھتے کہا اور پھر واپس نظریں ایل سی ڈی پر مرکوز کر لیں۔۔۔ایسے نہیں

اپ پہلے ایل سی ڈی اف کریں اور میری بات توجہ سے سنیں۔۔۔عشاء اس کے قریب ہوتے بچوں کی طرح اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے بولی۔۔۔اہ جان بولو کیا بات ہے!! شہریار نے ایل سی ڈی اف کرتے مسکراتے ہوئے محبت بھری نظروں سے عشاء کو دیکھتے اس کی طرف کروٹ لیتے اپنا بازو فولڈ کرتے سر کے نیچے رکھتے کہا۔۔۔لہجہ وہی ہمیشہ کی طرح محبت سے معمور تھا اور جن مانی خیز نظروں سے وہ عشاء کو دیکھتے جان کہہ کر پکارتا تھا اس کی واقعی جان پر بن اتی تھی۔۔۔پل بھر میں عشاء کا چہرہ سرخ گلاب ہوا وہ اگلی باتیں بھول گئی کہ شہریار اسے دیکھتے بولا بٹر فلائی اگر صرف شرمانا ہی ہے تو میں تمہیں وجہ بھی فراہم کر سکتا ہوں یوں خالی خالی شرمانے کی کوئی تک تو نہیں بنتی میرے ہوتے ہوئے۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی نہیں۔۔۔شہریار مجھے اپ سے کچھ اور بات کرنی ہے وہ فوراً سے بولی ورنہ متبادل واقعی اسے شرمانے کی وجہ فراہم کرنے بیٹھ جاتا۔۔۔ہاں تو بٹر فلائی بتاؤ کیا بات کرنی ہے تمہاری باتیں سننے ہی تو بیٹھا ہوں شہریار اسے گہری نظروں سے دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔کہ بالاخر عشاء

ہمت کرتے بولی وہ۔۔۔ کہتے وہ رکی۔۔وہ۔۔اپ ملیحہ سے شادی تو نہیں کریں گے نا؟؟؟

اس کی بات سنتے شہریار مسکرایااور سیدھا ہوتے ہاتھ بڑھا کر عشاء کو اپنے قریب کرتے بولا اب اتنی بے اعتباری ہے مجھ پر عشاء انداز شکوہ کرنے والا تھا کہ۔۔۔

عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر بے بس ہوتے بولی میں کیا کروں شہریار سارا دن اپ کا نام ملیحہ کے ساتھ سنتے سنتے میرا دل بہت عجیب سا ہوتا ہے برے برے خیال اتے ہیں۔۔۔اور آج تو اپ کی دادی ماں نے مجھے کہا کہ میں اپنا سامان سمیٹو وہ مجھے نیچے کمرے میں شفٹ کروا رہی ہیں۔۔۔

میں نہیں رہ سکتی اپ کے بغیر اخری بات کہتے وہ روئی تھی۔۔۔کہ شہریار اس اپنے سینے سے لگاتے بولا میری جان کوئی تمہیں تمہارے کمرے سے نہیں نکال سکتا میں ہونا کیوں ان خوبصورت انکھوں سے اتنی مشقت کرواتی ہو اور تمہیں اللہ پر بھروسہ ہونا چاہیے میں نے کہا تھا نا اس کی امان میں دے دو وہ سب سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا ہے۔۔۔شہریار نے اس کا سر چومتے کہا تھا۔۔۔کہ عشاء بولی لیکن پھر بھی اپ پرومس کریں مجھ سے کہ اپ ملیحہ سے شادی نہیں

کریں گے کہتے وہ اپنا ہاتھ شہریار کے سامنے پھیلاتے بولی تو شہریار نے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے ہونٹوں سے لگایا اور بولا ائی پرومس میری زندگی میں انے والی پہلی اور اخری عورت صرف تم ہو۔۔۔تو عشاء مسکرائی اور پھر بولی میں عورت نہیں ہوں میں لڑکی ہوں۔۔۔لمحے میں اس کے بدلتے انداز پر شہریار ہنسا اور اسے مزید زور سے اپنے ساتھ لگاتے بولا تم لڑکی نہیں تم میرا چھوٹا سا بے بی ہو کہ عشاء کچھ فکر مند ہوتے اس کے سینے سے منہ نکالتے بولی اب اپ کیا کریں گے شہریار شادی کو کیسے روکے گیں۔۔تو شہریار بولا وہ سب تم چھوڑو بٹر فلائی وہ میں خود ہی دیکھ لوگا اور تم سے کس نے کہا کہ میں شادی کو روکوگا۔۔۔تو پھر ایک لمحے میں عشاء پریشان ہوتے اٹھ کر بیٹھی تھی کہ شہریار مسکراتے ہوئے اسے واپس خود پر گراتے بولا شادی تو ہو گی نہ بٹر فلائی تمہاری اور میری۔۔۔ہماری شادی ۔۔۔ہماری شادی کیسے ہو گئی؟؟ ویسے ہی جیسے ہوتی ہے اور تب تم لال جوڑا پہنے میری دلہن بنو گی۔۔۔اس کی بات سنتے عشاء خاموشی سے واپس اس کی سینے پر سر رکھ گئی۔۔شہریار مسکراتے ہوئے بولا اب کوئی سوال نہیں کروں گی ۔۔۔عشاء نے منہ بناتے کہا نہیں کیونکہ اپ بہت ان لوجیکل باتیں کر رہے

ہیں۔۔۔لو یار اب تمہیں مجھ پر یقین ہی نہیں ہے۔۔۔شہریار نے خاصی افسوس سے کہا۔۔۔کہ عشاء سر اٹھا کر اسے دیکھتے بولی اپ باتیں ہی ایسی کر رہے ہیں تو اب میں کیا کہوں۔۔۔تم کچھ مت کہو بس ایک بات کا یاد رکھنا میں تم سے بہت بہت محبت کرتا ہوں اور کچھ بھی ہو حالت کیسے بھی ہو تم نے رونا بالکل نہیں ہے۔۔۔سمجھی۔۔جی کہتے عشاء نے نم انکھوں سے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔ایک تو لڑکی تم نے یہ جو انسو کی ٹنکی فٹ کرائی ہے نا اس کا میں کیا کرو کہتے شہریار نے باری باری اس کی دونوں نم انکھوں کو چوما تھا۔۔۔کہ پھر بولا ابھی تم مجھے جانتی کہاں ہو جو سب فال تمہیں ناممکن لگ رہا ہے۔۔۔دیکھنا کیسے ممکن بناتا ہوں۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی بہت اچھے سے جانتی ہوں میں اپ کو۔۔۔نہ بڑ فلائی اگر جانتی تو کبھی بھی تمہاری انکھوں میں نمی نہ ہوتی۔۔۔خیر شہریار خانزدہ کا وہ روپ تمہارے لیے ہے بھی نہیں۔۔۔تم میری محبت ہی برداشت کر لو وہی بہت ہے کہتے وہ عشاء کے ہونٹوں پر جھکا اور عشاء کی سانسیں کہیں سینے میں ہی رکی۔۔اور وہ شہریار کی شرٹ کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں جکڑے اس کے دور ہونے پر بولی

آپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں۔۔۔تمہارے ساتھ میں بہت اچھا ہو جانم کہتے شہریار نے اس کی گردن پر تل کو چھوا اور پھر اہستہ اہستہ عشاء کا دھیان ہر اس بات سے ہٹاتا گیا جو اسے پریشان کر رہی تھی۔۔۔

میرا بچہ اپ وہاں باباکے پاس بیٹھ جاؤ تھکے سے انداز میں کہتے رامین نے دارم کو پکارا اور بولی اسے پکڑو نہ دارم۔۔۔اور خود واش روم کی طرف بڑھی اج رامین کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسے بار بار ومٹ ہو رہی تھی جسے دیکھتے اب جنت پریشان ہونے لگی تھی۔۔وہ بار بار رامین کے ساتھ واش روم جاتی اور سنک کے پاس کھڑے اسے دیکھتے کبھی رونے لگ جاتی تو کبھی اس کے گلے لگتی۔۔۔دارم نے جنت کو گود میں اٹھایا کہ جنت نے واش روم کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے کہا بابا مما کہتے اس نے اپنا نچلہ ہونٹ باہر نکالا۔۔۔کہ دارم اسے پیار سے سمجھاتے بولا میری جان کچھ نہیں ہوا مما کو وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔نو نو بابا مما

کہتے وہ دارم کی گود سے اترنے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ واپس رامین کے پیچھے جا سکے۔۔۔

لیکن جب دارم نے اسے نہیں جانے دیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔ رامین واش روم سے نکلتے بولی کیا ہوا اسے کیوں رو رہی ہے اور ساتھ ہی جنت کی طرف بڑھی جس نے اسے دیکھتے ہی اپنے دونوں بازو کھولے ماماما کرتے اس کے پاس جانے کے پر تولے تھے۔۔۔

کچھ نہیں ہوا من تم بیٹھو۔۔۔ بس تمہاری طبیعت کو لے کر ہی پریشان ہو رہی ہے۔۔۔ ہائے میرا جان بیڈ پر لیٹتے رامین بولی اسے مجھے دو میں سلا دوں رات بہت ہو گئی ہے اسے نیند بھی ارہی ہو گی۔۔۔ کہ جنت فوراً رامین کی پاس آتی کھلکھلائی تھی اور پھر اس گال چومتے بولی (مما تھت ہے) مما ٹھیک ہے۔۔ کہ اس کے انداز پر رامین نم انکھوں سے مسکرائی اور اسے اپنے ساتھ لگاتے بولی مما بالکل ٹھیک ہے بے بی ڈول اپ بھی بابا کی طرح خامخواہ پریشان ہوتی ہو۔۔۔ کہ جنت تو اس کے بولنے پر نہال ہوتے اس کے بازو پر سر رکھے اب اپنی توتلی زبان میں باتیں کرنے لگی۔۔۔ جنہیں ہمیشہ کی طرح سمجھتے رامین اسے بہلاتے جواب

دے رہی تھی۔۔۔اور پھر کچھ ہی دیر میں جنت بولتے اس سے لاڈ کرتے سو گئی تو رامین اسکے پاس اٹھی۔۔کہ دارم بولا کہاں جا رہی ہو من رامین اسے دیکھتے بولی کچھ نہیں بس کچھ دیر ٹیرس پر تازہ ہوا لیتی ہوں شاید کچھ طبیعت بہتر ہو جائے اچھا کو میں بھی ساتھ آتا ہو۔۔۔رامین مسکرائی اور بولی جی جی جنت کے بابا اپ تو ساتھ ائیں گے ہی۔۔۔ہاں تو چلو کہتے دارم نے اس کا ہاتھ تھاما اور پاس پڑھی چادر اس کے گرد لپیٹتے اس کے ساتھ باہر ٹیرس پر ایا۔۔۔کچھ دیر ٹہلنے کے بعد رامین صوفے پر بیٹھی تو دارم بولا کیا ہوا تھک گئی ہو۔۔۔کچھ طبیعت ٹھیک ہوئی۔۔۔ہاں اب کچھ بیٹر فیل ہو رہا ہے تم فکر مت کرو دارم ایسا ہوتا رہتا ہے مورے کہہ تمہارے سامنے ہی تو کہہ رہی تھی۔۔۔کیسے فکر نہیں کرواتنی طبیعت خراب ہے تمہاری کہتے دارم نے اس کا ماتھا چوما۔۔۔دارم پریگننسی میں ایسا ہوتا ہی ہے اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔ہونا تو نہیں چاہیے دارم منہ بناتے بولا تو رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی ہاں ہونا تو نہیں چاہیے لیکن ہوتا تو ہے۔۔۔من ضرور تم نے کوئی لاپرواہی کی ہو گی ورنہ اتنے مہینوں میں پہلے کبھی تمھاری طبیعت خراب نہیں ہوئی۔۔۔یااللہ دارم میں کیسے سمجھاؤں تمہیں میں

نے کوئی لاپرواہی نہیں کی تم کرنے ہی کہاں دیتے ہو۔۔۔اور ہو جاتا ہے ایسا کبھی کبھی۔۔۔منہ بنا کر کہتے رامین نے دارم کے کندھے پر سر رکھا اور بولی مجھے اپنی طبیعت خراب ہونے سے زیادہ برا اس وجہ سے لگ رہا ہے کہ اج میری بیٹی سارا دن اتنا پریشان رہی مجھے دیکھ کر۔۔۔ہاں وہ تو ہے اور جو میں پریشان ہوا اس کا کیا دارم نے شکوہ کیا۔۔۔ تمہیں تو پریشان رہنے کی عادت ہے تمہارا میں کیا کر سکتی ہوں کہتے رامین نے دارم کی گال کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔کہ دارم رامین کو گھورتے بولا من بس مجھے ڈلیوری سے ڈر لگتا ہے۔۔۔واہ جناب ڈلیوری میری ہونی ہے کہ تمہاری رامین ہنستے ہوئے بولی۔۔۔میری ہونی ہوتی تو خیر تھی تمہارے لیے ڈر لگتا ہے دارم نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہا۔۔۔اففف اللہ جی میں کیا کروں تمہارا دارم تم بھی نا بہت ڈرپوک ہو بہادر ہو جاؤ ورنہ بچے بھی ہنسا کریں گے تم پر۔۔۔اور عجیب معاملہ ہے لوگوں کے شوہر بیویوں کو تسلی دیتے ہیں اور یہاں میں اپنے شوہر کو تسلی دے رہی ہوں کہ کچھ نہیں ہوتا کہتے وہ کھلکھلائی تھی۔۔کہ دارم بولا بس مجھے تمہیں کھونے سے ڈر لگتا ہے من تم نہیں سمجھتی کہتے وہ کچھ خفا ہوتے رخ موڑ گیا کہ رامین اپنے ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی

طرف موڑتے بولی۔۔۔ تمہیں کس بات کا ڈر ہے دارم زندگی میں ہر عورت ہی تقریباً اس مرحلے سے گزرتی ہے؟؟ پتہ نہیں من بس مجھے خوف اتا ہے ہاسپٹلوں سے مجھے وہاں سے کبھی اچھی خبر نہیں ملی میں جب جس کے ساتھ بھی گیا واپس اکیلے ہی ایا ہوں۔۔۔ میں نے اپنی مورے کو زندگی کی بازی ہارتے دیکھا جب وہ ایک اور زندگی کو دنیا میں لانے والی تھی۔۔۔ عروج بھابھی کو دیکھا جنت کی برتھ کی وقت تم سوچ بھی نہیں سکتی وہ کتنی تکلیف میں تھی اور پھر آخر وہ زندگی کی بازی ہار گئی جنت کو دنیا میں لاتے لاتے۔۔۔ دارم تب حالات مختلف تھے جنت پری میچور بے بی ہے اور شزا اماں بہت کمزور تھی اور کم عمر بھی مورے بتاتی ہیں تمہارے پیدا ہونے کے نو مہینے بعد ہی سزا اماں دوسری دفعہ ایکسپیکٹ کر رہی تھی جس میں ڈاکٹر پہلے ہی بتا چکے تھے کہ یہ رسکی ہے۔۔۔ لیکن شاید اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔ اور تب تو اتنا جدید دور بھی نہیں تھا۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ یہ بے بی اور اس کی مما دونوں ہی بہت ہیلدی ہیں کیونکہ اس کے جو بابا ہیں نا وہ ضرورت سے زیادہ پرواہ پیار اور تنگ کرتے ہیں۔۔۔ تمہارے اور جنت کے رہتے بھلا کچھ ہو سکتا ہے مجھے اللہ تعالی کو بھی پتہ ہے تم لوگوں کا میرے بغیر

گزارا نہیں۔۔۔کہتے رامین مسکراتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔کہ دارم بھی مسکراتے ہوئے بولا ہاں تم ٹھیک کہ رہی ہو کچھ نہیں ہو گا انشاءاللہ۔۔۔ انشاءاللہ۔۔۔۔وہ بھی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

آآآآ وہ ڈرتے چیخ کر اٹھ بیٹھی تھی کہ اپنے بیڈ پر بیٹھے وہاب کو گھورتے بولی تم کب اۓ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایا ہوا اور کیا مطلب یہاں کر رہا ہوں۔۔۔کہتے وہاب لیٹتے اپنے اوپر کمبل درست کرنے لگا۔۔۔ وہاب اپنے کمرے میں جا کر سو کہتے ساتھ ہی ایت نے اس سے کمبل کھینچا۔۔۔وجہ اب کی بار وہاب نے اسے گھورتے پوچھا کہ ایت بولی سب کیا سوچیں گے؟؟؟ کیا سوچیں گے محترمہ بیوی ہو میری محبوبہ نہیں ہو جو ایک ساتھ پکڑے گئے تو بہت بدنامی ہو جائے گی۔۔۔۔استغفراللہ وہاب مطلب کچھ بھی کہتے وہ ہنسی تھی۔۔۔اور اس سے فاصلے پر لیٹتے بولی شادی ہونے والی ہے ہماری تھوڑا صبر نہیں ہے تم۔۔۔تمہارے معاملے میں بالکل نہیں اور کمبل

ادھر دو مجھے سردی لگ رہی ہے کہتے وہاب نے اگے کو سرکتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچتے کہا۔۔۔ کہ ایت اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی تو مطلب کسی اور کے معاملے میں صبر ہے تم میں۔۔۔ اففف میری شکی مزاج بیوی تم کب مجھ پر شک کرنا چھوڑو گی اس کے چہرے پر آئے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہاب بولا تو ایت مسکراتے ہوئے

بولی کبھی بھی نہیں۔۔۔

میں تو کہتی ہوں ابھی بھی وقت ہے وہاب مراد خانزادہ سوچ لو شادی کرنی ہے یا نہیں کیونکہ میں تو ایسے ہی رہوں گی ؟؟؟ تم ٹھیک کہہ رہی ہو میری جان مجھے بھی لگتا ہے کہ ایک بار مجھے سوچ لینا چاہیے ؟؟ ہاں ہاں سوچو ایت اسے گھورتے بولی۔۔۔ کہ وہاب لب دبائے مسکراتے بولا سوچ لیا یہ قربانی مجھے ہی دینی پڑے گی میں کسی اور کا برا نہیں سوچ سکتا ایت۔۔۔ کیا مطلب ہے ایت نے کچھ الجھتے پوچھا۔۔۔ تو وہاب بے حد سیر یس انداز میں بولا اب ہر کوئی تو چڑیل کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا میں تو اب ایکسپیر ینس بندہ ہوں۔۔۔ میں تمہیں چڑیل لگتی ہو ایت نے اٹھ کر بیٹھتے اسے گھورتے پوچھا۔۔۔ ہاں بلکل تم میری خوبصورت

چڑیل ہو کہتے وہاب نے اسے دیکھتے انکھ ونگ کی تھی۔۔۔ کہ ایت اسے دھکا دیتے بولی جاؤ اپنے کمرے میں جا کے سو میں اپنے پاس نہیں سونے دوں گی۔۔۔ بیگم صاحبہ آپکے پاس سونے کی اجازت مانگ کون رہا ہے کہتے وہاب نے اس کی ہر مزاحمت کو ناکام بناتے زبردستی اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ افففف وہاب چھوڑو مجھے ایت چیخی تھی۔۔۔

کہ وہاب ایت کا رخ اپنی طرف کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ اسکے شدت بھرے انداز پر ایت انکھیں بند کر گئی۔۔۔ کہ وہاب اس سے دور ہوتے بولا ائی لو یو مائی بیوٹی فل لڑاکا وائف تمھارے بغیر زندگی بے رنگ ہے میری۔۔۔ اس لیے چاہے لڑوں جھگڑو یا جو بھی کرو لیکن مجھ سے دور نہیں جاو نہیں رہ سکتا میں تمہارے بغیر سمجھی۔۔۔ بہت تیز ہو تم وہاب ایت کچھ شرماتے اس کے سینے پر سر رکھتے بولی تو وہاب مسکرایا اور بولا ہاں تو چڑیل کو قابو کیا ہوا ہے میں نے تیز تو ہوں گا نا۔۔۔ اس کا کہنا تھا کہ ایت اس کے سینے پر مارتے بولی ہاں کیونکہ تم خود جن ہو۔۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہو کہتے وہ بھی ہنسا تھا۔۔۔ انے والے کل کے خواب

آنکھوں میں سجائے وہ سب ہی اس بات سے انجان تھے کے کل ان کے کیے کتنا تکلیف دے ہونے والا ہے۔۔۔۔

وہ سیال خان کے سامنے کرسی پر بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔ کہ سیال خان اسے دیکھتے مسکرائے اور بولے ہم چاہتے ہیں شہریار تم اپنی شادی کی تاریخ ہمیں دو ورنہ پھر کہو گے کہ میں مصروف ہو دا جی انہوں نے بات بہت نارمل انداز میں شروع کی۔۔۔ جس کی شادی ہے اس سے ڈیٹ مانگے میرا کیا تعلق اس سب سے وہ بھی کمال شانے بے نیازی سے بولا تھا۔۔۔ کہ سیال خان اسے دیکھتے کچھ ٹھہر کر بولے ہم تمہاری اور ملیحہ کی شادی کی بات کر رہے ہیں شہریار ؟؟؟ دا جی اپ مجھے سرپرائز کرنا بند نہیں کرتے ابھی سال پہلے میری ایک شادی کروائی ہے اور اب دوسری کروانے پر تلے ہیں کہتے شہریار مسکرایا۔۔۔ وہ شادی نہیں تھی

شہریار وہ لڑکی صرف ونی میں ائی ہے سیال خان اسے دیکھتے روب دار اواز میں بولے۔۔ شہریار بولا وہ میرے نکاح میں ائی ہے اپنے جملے کی تصیح کریں دا جی ۔۔۔ٹھیک ہے تو اس نکاح کو ختم کرتے ہیں تم اس لڑکی کو طلاق دو گے اور اس کے بعد تمہاری شادی ملیحہ سے ہو گی۔۔۔اور اگر میں کہوں کہ میں ایسا نہیں کروں گا تو شہریار انہیں دیکھتے چیلنجنگ انداز میں بولا۔۔۔سیال خان مسکرائے اور پھر بولے تو مجبوری میں ہمیں کوئی سخت قدم اٹھانا پڑے گا۔۔۔

تو یہ اپ کا اخری فیصلہ ہے شہریار بغور ان کے تاثرات کا جائزہ لیتے بولا۔۔۔کہ سیال خان اس بادشاہ کی شکل دیکھ کر رہ گئے جوان کے سامنے بیٹھا اب الٹا ان سے سوال کر رہا تھا۔۔۔شہریار جب تمہارا نکاح اس لڑکی سے ہوا تو تم نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔لیکن اپ نے تب بھی میرے ساتھ زبردستی کی شہریار ان کی انکھوں میں انکھیں ڈالتے بولا۔۔سیال خان نے اسے دیکھا اور بولے تب ہم مجبور تھے ہم اپنے جوان بیٹے کے خون کو یوں ضائع نہیں ہونے دے سکتے تھے ۔۔۔اور اب میں مجبور ہوں دا جی وہ لڑکی میری بیوی میری ذمہ داری ہے اس کی حق تلفی کر کے میں گنہگار نہیں ہونا چاہتا۔۔۔تو ٹھیک ہے مت دو اسے طلاق

لیکن تم ملیحہ سے بھی نکاح کر لو سیال خان نے حل پیش کیا۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتا داجی شہریار نے بات ختم کرنے کے انداز میں کہا اور آٹھ کھڑا ہوا۔۔۔وجہ سیال خان نے غصے سے پوچھا کہ شہریار مڑ کر انہیں دیکھتے بولا کیونکہ میں نہیں کرنا چاہتا ملیحہ سے شادی۔۔۔میں اس کی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔۔۔کیوں زندگی برباد ہو گی ملیحہ کی بہت سے مرد دو شادیاں کرتے ہیں؟؟ کرتے ہوں گے داجی لیکن میں نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں انصاف نہیں کر سکتا اور دوسرا میری بیوی مجھے اس بات کی اجازت نہیں دی گی کہ میں کسی اور سے شادی کروں۔۔۔ بکواس مت کرو شہریار تمہیں اس خون بہا میں ائی لڑکی کی اجازت چاہیے مرد بنو شہریار خانزادہ مرد۔۔۔خانوں کا خون ہے تمہاری رگوں میں۔۔۔کہ شہریار ان کی انکھوں میں دیکھتے بولا مرد ہو داجی اس لیے یہ فیصلہ کیا ہے اور اپنے سے کمزور کے ساتھ زیادتی کرنا نسلی مردوں کو زیب نہیں دیتا۔۔۔اگر مردانگی اپ کی نظر میں زیادہ شادیاں کرنا ہے تو میں اس بات کا قائل بلکل نہیں ہوں۔۔۔عشاء میری بیوی ہے اور اگر میرا یہ عمل اس کے لیے ساری زندگی تکلیف کا باعث بنے تو یہ مجھے ہر گز بھی منظور نہیں ہے۔۔۔میں نے اپ کی مرضی سے نکاح کیا

تھا میری کوئی محبت کی شادی نہیں تھی اور نہ ہی میں اسے بھگا کر لا یا تھا لیکن اب مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔۔۔ اور میرا فیصلہ ہے کہ میں ملیحہ سے شادی نہیں کر سکتا اور عشاء کو ہی اپنی شریک حیات کے طور پر چنوں گا۔۔۔ کہتے وہ کمرے کا دروازہ کھولتے نکل گیا جبکہ پیچھے سے سیال خان اب سچ میں پریشان ہوئے تھے شہریار کے ارادہ کسی پہاڑ سے بہت زیادہ مضبوط تھے اور اپنی بات پر ڈٹے رہنے کا ہنر اس میں بچپن سے تھا۔۔۔

شہریار کمرے میں آیا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس سے پہلے وہ لائٹ چلاتا کہ عشاء اسکے کان کے قریب اونچی اواز میں بولی باؤ۔۔۔ شہریار قہقہہ لگا کر ہنسا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ ان کرتے بولا بٹر فلائی میں تو ڈر گیا کہتے عشاء کا بازو پکڑتے اس قریب کھینچتے اس کے گرد حصار باندھا لمحے میں موڈ خوشگوار ہوا تھا۔۔۔ کہ عشاء اسے دیکھتے منہ بناتے بولی کہاں ڈرے اپ۔۔۔ اپ تو ہنس رہے ہیں اتنی دیر سے میں چھپی ہوئی تھی اپ کو ڈرانے کے لیے تو شہریار مسکرایا اور بولا بٹر فلائی تم

مجھے بتادی کہ مجھے ڈرانے والی ہو تو میں تھوڑی سی ایکٹنگ ہی کرلیتا ڈرنے کی۔۔۔ہو ہی نہ جائے اپ سے ایکٹنگ اپ کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔کہتے وہ شہریار کے حصار سے نکلی تھی کہ شہریار مسکرایا اور بولا ایک تو تم مجھے بہت انڈر ریسٹیمیٹ کرتی ہو لیکن خیر اب دیکھو میری ایکٹنگ۔۔۔مانی خیزی سے کہتے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے عشاء کی طرف بڑھتے ہوئے بولا پلیز اپ میرے پاس مت آئے دور رہیں۔۔ نہیں پلیز دیکھیں میں کہہ رہی ہوں نا میرے پاس نہیں انا دور رہیں اپ۔۔۔میں بھی تو اپ کی بہنوں جیسی ہوں کہتے شہریار نے اپنے اور عشاء کے بیچ کے فاصلے کو ختم کرتے واپس اسے اپنے حصار میں لیا جو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔کہ پھر کھلکھلا کر ہنسی اور اس کے سینے پر اہستہ سے مارتے بولی میں ایکٹنگ نہیں کر رہی تھی۔۔۔شہریار بھی مسکرایا اور بولا اچھا جی تو کیا چاہتی تھی میں تمہارے پاس اؤں جان۔۔ لیکن میں تو خود تمہیں دیکھ کر صدمے میں چلا گیا تھا۔۔۔کیوں اب اتنی بھی بری نہیں تھی میں کہ آپ صدمے میں ہی چلے جاتے وہ منہ بناتے بولی تو شہریار مسکرایا اور بولا اتنی چھوٹی سی تو لگ رہی تھی کہ مجھے سمجھ نہیں ارہا تھا کہ میں نکاح پڑھ کرایا ہوں یا بچہ (گود

)اڈاپٹ کر کے اوپر سے تم خواہ مخواہ روئی جارہی تھی اور مجھے سمجھ ہی نہیں ارہا تھا کہ تمہیں چپ کیسے کرواٶں۔۔۔اس کے بعد سے سنتے عشاء ہنستے ہوئے بولی اپ سوچ بھی نہیں سکتے مجھے کتنا ڈر لگ رہا تھا اپ سے اوپر سے اپ جیسے مجھے دیکھ رہے تھے نا جان نکل رہی تھی میری۔۔۔جان تو تمہاری اب بھی جاتی ہے بٹر فلائی اور دوسرا کھا تھوڑی جاتا تمہیں پہلی پہلی شادی تھی میری اور نئی نویلی بیوی لیکن ہاتھ میں تمیں بعد میں لگاتا تھا اور چیختی تم پہلے تھی۔۔۔

عشاء بولی میری بھی پہلی ہی شادی تھی میں نے تو اپ کو دیکھا بھی نہیں تھا اور اپ پہلے ہی غائب ہو گئے اور ڈر تو مجھے اس بات کا تھا کہیں آپ برے سے کوئی بوڑھے انکل نہ ہو لیکن پھر رامین اپی نے بتایا کہ اپ ان کے ٹوین بھائی ہیں اور پھر روم میں تو میں نے آپکی تصویر دیکھ لی تھی تب مجھے صرف ایک ہی بات پریشان کر رہی تھی کہ میں اپ کو مناؤں گی کیسے کیونکہ سب کہہ رہے تھے اپ کو غصہ بہت اتا ہے اور اپکے دا.جی نے مجھے آپکی کی ناراضگی دور کرنے ہی بھیجا تھا ؟؟اس کی باتیں سنتے شہر یار قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا اگر تمہیں پتہ ہوتا دا.جی کس طرح میری ناراضگی دور کرنے کا کہہ رہے ہیں تو میرے انے سے پہلے ہی تم ڈر

ڈر کے مر چکی ہوتی۔۔۔اب ایسے بھی کوئی بات نہیں ہے عشاء بولی؟؟ایسی ہی بات ہے اور منافق کیا تم مجھے دیکھ کر چیخیں مارتی تھی بٹر فلائی اور دوسرا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ تمہیں بیٹھے بٹھائے اتنا اتنا ہینڈسم لونگ کیرنگ ہسبینڈ مل گیا شہریار انکھ ونگ کرتے بولا؟؟جی جی بہت جواب اتنا ڈانٹتے اور روب ڈالتے تھے مجھ پر اس کا کیا عشاء بولی؟؟تو شہریار مسکرایا اور بولا ویسے ڈانٹا تو میں نے تمہیں کبھی ہے ہی نہیں۔۔۔باقی جو تم الٹی حرکتیں کرتی اپنا دماغ ضرورسے زیادہ استعمال کرنے کی کوشش کرتی اس پر دو چار باتیں ہی سنتا تھا۔۔۔خیر جو بھی ہو لیکن پیار تو ہو گیا ناآپ کو کہتے وہ مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوی۔۔۔ اس کے مغرور انداز پر شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بیڈ پر اس کے قریب لیٹتے بازو فولڈ کر کے سر کے نیچے رکھتے بولا وہ تو تم نے مجھے جھوٹی چائے پلا پلا کر زبردستی کروایا ہے بٹر فلائی۔۔۔اب جو بھی ہو کہتے وہ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے ایک لمحے سے پہلے کمبل میں غائب ہوتی کہ شہریار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا اور اس کے منہ سے کمبل ہٹاتے شدت بھرے انداز میں اس کا گال چومتے بولا لیکن تم مجھ سے پیار نہیں کرتی۔۔۔کتنے خراب ہے نا

اپ ہمیشہ یوں ہی کہتے ہیں وہ شہریار کے بازو سے سر اٹھا کر اسے دیکھتے شکوہ کرتے بولی۔۔۔ کہ شہریار مسکرایا اور اپنا حصار مزید تنگ کرتے بولا اچھا تو پھر تم نے کبھی بتایا کیوں نہیں کہ تمہیں کب مجھ سے محبت ہوئی۔۔۔ مجھے؟؟ جی اپ کو شہریار بولا۔۔۔ مجھے۔۔۔ کچھ سوچتے پھر وہ بولی جب اپ میرے پاس سرونٹ کوارٹر میں رکے تھے یا پھر پتہ نہیں ہمیشہ ہی اچھے لگتے تھے اور اپکو۔۔۔ شہریار مسکرایا اور بولا مجھے۔۔۔ جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا پیاری تو تب بھی بہت لگی تھی اور جس رات تم خود میرے قریب ائی تھی تب محبت ہونا شروع ہوئی اور جب میرے ایکسیڈنٹ ہونے پر روروکر ان انکھوں کا حشر بگاڑا تھا تب تک محبت ہوگئی تھی۔۔۔ تو پھر اپ نے بتایا کیوں نہیں شہریار کی طرف کروٹ لیتے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے بولی۔۔۔ کیوں تمہیں محبت محسوس نہیں ہوتی تھی بٹر فلائی ائی لو یو کہنے سے تھوڑی پیار جتایا جاتا ہے۔۔۔ لیکن میں کنفیوز تھی نا۔۔۔ شہریار مسکرایا اور بولا کیا کنفیوژن تھی؟؟ یہی کے اپ مجھ سے کیوں پیار کرتے عشاء اسے دیکھتے بولی۔۔۔ اچھا تو تمہیں پیار کرنے کے لیے وجہ بھی چاہیے۔۔۔ ہاں جی وجہ تو ہوتی ہے تو ہی پیار ہوتا ہے؟؟ اچھا تو پھر کیا وجہ تھی جو تمہیں

مجھ سے پیار ہوا شہر یار نے عشاء کے بال چہرے سے ہٹاتے اب الٹا اس سے سوال کیا تو عشاء بولی اپ میرا اتنا خیال رکھتے اور مجھے دوسروں کی ڈانٹ سے بھی تو بچاتے تھے۔۔۔یہ سب تو رامین دارم ایت اور مورے بھی کرتے تھے۔۔۔ میں تو خود تمہیں اتنی دفعہ ڈانٹ بھی دیتا تھا وہ سب تم سے صرف پیار کرتے ہیں ۔۔

ہاں یہ تو ہے۔۔میں نے یہ سب تو سوچا ہی نہیں۔۔۔کہ پھر بولی لیکن میرے ہسبینڈ تو اپ ہیں نا۔۔وہ تو ہوں لیکن پیار ہونے کی وجہ تو بتاؤ شہر یار نے پھر اپنا سوال دہرایا تو عشاء بولی۔۔۔وہ اب میں اپ کو سوچ کر بتاؤں گی کہتے وہ واپس سر اس کے بازو پر رکھ گی۔۔۔تو شہر یار مسکرایا اور بولا ٹھیک ہے سوچ لینا۔۔۔

ملیحہ یہ لو تمہاری شادی کا جوڑا کہتے ایت نے ملیحہ کی طرف ایک بڑا سا بیگ بڑھایا۔۔۔کہ ملیحہ نے کچھ حیران ہوتے اسے تھاما تو پاس بیٹھی طیبہ بیگم بولی تم نے شادی کا جوڑا بنوا بھی لیا ملیحہ بندہ ماں سے کوئی مشورہ ہی کر لیتا ہے۔۔۔

مورے وہ۔۔ ملیحہ نے کچھ پریشان ہوتے پہلے ماں کو دیکھا اور پھر ایت کو گھورا جو اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔ مورے وہ اس سے پہلے ملیحہ کچھ کہتی کہ ایت بولی چچی دراصل جہاں سے میں نے اپنی شادی کا جوڑا پسند کیا وہیں ملیحہ کو بھی یہ جوڑا پسند اگیا تو وہاب نے کہا کہ میں یہ ملیحہ کے لیے لے لوں ملیحہ اس کی بھی تو بہن ہے۔۔۔ اچھا اچھا ماشاءاللہ کوئی بات نہیں مجھے لگا کہ محترمہ اکیلے ہی اپنا جوڑا پسند کر آئی ہے طیبہ بیگم ایک نظر ایت اور پھر ملیحہ کو دیکھتے بولی۔۔۔ نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے ٹھہرے میں اپ کو اپنا لہنگہ بھی لا کر دکھاتی ہوں اور ملیحہ تم یہ دکھاؤ چچی کو کہتے ایت اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑی۔۔۔ ملیحہ سمجھ گئی تھی کہ جوڑا لازما سفیان نے بھیجا ہو گا اور جیسے ہی اسنے وہ لہنگا کھولا تو انکھوں میں ستائش ابھری وہ ڈیپ ریڈ کلر میں بہت خوبصورت موتیوں اور نگوں کے کام سے بھرا ہوا تھا کہ اسے دیکھتے ملیحہ خود حیران ہوئی تھی۔۔۔ نیچے اتے ایت نے بھی انہیں اپنا جوڑا دکھایا سب ہی نے انکے لہنگوں کی تعریف کی۔۔۔ سب کو ایک دوسرے کی طرف متوجہ پا کر ملیحہ ایت کا بازو پکڑ کے تھوڑا اسائیڈ پر کرتے بولی محترمہ مجھے بتائیں گی یہ جوڑا مجھ سے پوچھا بغیر اپ کیوں خرید کر لائی ہیں ملیحہ نے

بھی بھرپور انجان بننے کی ایکٹنگ کرتے کہا؟؟؟ کیوں تمہیں پسند نہیں ایا ایت نے اسے دیکھ کر سوال کیا تو ملیحہ بولی نہیں ایسی بات نہیں ہے لیکن ہر لڑکی کی طرف میں بھی اپنی شادی کا جوڑا خود پسند کرنا چاہتی تھی۔۔۔اہ تو چھوڑو اسے پھر اور یہ بات جا کر سفیان سر کو بتاو یہ اپ کے ان ہی کی پسند ہے یہ جوڑا سفیان سر نے اپنے ہونے والی دلہن کے لیے پسند کیا ہے۔۔اور لے کر ہمیں دیا کہ تم تک پہنچادیں لیکن اب تمہیں تو پسند نہیں ایا خیر اب یہ بات سفیان سر کو تو بتانی پڑے گی۔۔۔اف ایت کتنی بڑی ڈرامے باز ہو تم اور سفیان سے ایسا کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں اتنا خوبصورت لہنگا کیسے کسی کو پسند نہیں ائے گا۔۔۔او باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن یہ سفیان سر کب سے صرف سفیان ہو گئے کہتے ایت ہنسی تھی اور ملیحہ کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے تھے۔۔کہ ایت بولی مجھے نہیں پتا تھا تم بھی شرماتی بھی ہو لڑکی کہتے وہ ہنسی تھی۔۔۔ایت۔۔۔ملیحہ نے اسے دیکھتے گھورا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی کہ باقی سب کی خود پر جمی نظریں محسوس کرتے خاموش ہو گئی کہ ریحانہ بیگم بولی بچی شرما رہی ہے۔۔۔اور اب کی بار ملیحہ کا چہرہ گلاب ہوا تھا کہ وہ اپنا جوڑا اٹھاتے اوپر کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔ ہمیں

میں پہنچتے ائینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ لہنگے کا دوپٹہ اپنے سر پر سجایا تو وہ اس پر بہت ہی زیادہ سج رہا تھا۔۔۔ لیکن دل میں کہیں نہ کہیں نظر لگ جانے کا خوف بھی تھا کیونکہ اب تک حویلی میں اس کی شادی شہریار سے ہی طے پائی ہوئی تھی۔۔۔

من کیا بات ہے اج میری بیگم صاحبہ بہت خوش ہیں۔۔۔ دارم نے صوفے پر رامین کے قریب بیٹھتے اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے کہا۔۔۔ کہ رامین مسکرائی اور بولی ہاں خوش تو میں بہت ہوں لیکن تھوڑی سی پریشان بھی ہوں۔۔۔ کیا پریشانی ہے میری جان میں ابھی دور کر دیتا ہو کہتے دارم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا کہ رامین مسکراتے ہوئے بولی دارم تم بھی نا تمہارے ہوتے ہوئے مجھے اپنے لیے کبھی کوئی پریشانی ہو سکتی ہے بھلا۔۔۔ میں شہریار اور ملیحہ کے لیے پریشان ہو پتہ ہے اج سفیان نے ملیحہ کو شادی کا جوڑا بھیجا اور ماشاءاللہ وہ بہت خوش بھی تھی۔۔۔ لیکن یہ جو حویلی میں فساد ہے شہریار اور ملیحہ کی شادی کا یہ

ایک ناایک دن طوفان تو ضرور کھڑا کرے گا۔۔۔ لیکن طوفان کے بعد موسم صاف ہو جاتا ہے من مشکلیں وقتی ہوتی ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں خود بات کروں گا داجی سے اس معاملے میں دارم نے رامین کو دیکھتے کہا۔۔ہاں انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا لیکن اس بارے میں کوئی بات مت کرنا داجی سے داجی اور شہریار دونوں کی خاموشی ہی خطرناک ہے۔۔۔ہاں لیکن شہریار ہمیشہ کی طرح اپنی بات منوا کر ہی دم لے گا تم جانتی تو ہو اسے۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو دارم اور پہلی بار میں چاہتی ہوں کہ داجی شہریار کی ضد پوری کر دیں رامین مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔اس سے پہلے دارم کچھ کہتا کہ جنت بھاگتے ہوئے ان کے پاس ائی اور بولی مما بابا (بی ڈم دیا)۔۔۔بے بی گم گیا کہتے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے انہیں بتایا۔۔۔وہ دونوں ایک ساتھ اسے دیکھتے مسکرائے۔۔۔دارم نے اسے اٹھاتے اس کے دونوں گال چومے اور بولا کہاں گم گیا بے بی؟؟ (پتانی بابا چوڈوتے ہں)۔۔۔ پتہ نہیں بابا چلو اوڈھونڈتے ہیں۔۔۔ اچھا بھئی چلو ڈھونڈتے ہیں۔۔۔کہتے دارم اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ جنت کی پریشانی وہ دونوں واضح دیکھ سکتے تھے کہ رامین بھی مسکرائی اور بولی ہمارے بے بی کی طرح

اس کا بے بی بھی اب شیطان ہو گیا ہے کہتے ساتھ اس نے بھی جنت کا گال چوما۔۔۔اور بولی کل تو سارے ملازم اس محترمہ کا خرگوش ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے بولا ہاں تو ڈھونڈنا بھی چاہیے اخر بابا کی پرنسسز ہے اور سب کو میری پرنسسز کی بات ماننی پڑے گی۔۔۔جی جی تو اب یہ کنگ اپنی پرنسسز کا خرگوش خود ہی ڈھونڈنے رامین ہنستے ہوئے بولی۔۔۔ہاں تو ڈھونڈلیں گے بابا چلو پرنسسز کہتے دارم کمرے سے جنت سے باتیں کرتے نکلا تو رامین انہیں دیکھتے مسکرا دی۔۔

سیال خان پورا منصوبہ بنا چکے تھے شہریار کو عشاء سے دور کرنے کا بس انتظار تھا تو شہریار کے گھر سے جانے کا۔۔۔شہریار عشاء کو ڈھونڈتے کچن میں آیا لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی کہ سامنے ملیحہ کو دیکھتے بولا ملیحہ ایک کپ چائے تو بنا دو کہتے ساتھ اس نے اپنی پیشانی مسلی جس کے سر میں درد تھا۔۔۔اچھا کہتے ملیحہ مڑتے ہوئے دودھ نکالنے لگی۔۔۔اور شہریار وہی کرسی کھینچتے بیٹھا۔۔کہ ملیحہ اسے

دیکھتے بولی تم جاؤ بے شک میں چائے تمہارے روم میں لے جاؤں گی۔۔۔ نہیں تم بناؤ ساتھ ہی بیٹھ کر پیتے ہیں شہریار نے سہولت سے انکار کیا۔۔۔ کہ ملیحہ مسکراتے ہوئے بولی خیر ہو بیوی سے لڑ کر آئے ہو جو مجھ سے چائے بنوا رہے ہو بات بڑھانے کو اس نے بات چھیڑی۔۔۔ کہ شہریار سر جھکائے مسکرایا اور بولا بھئی میری بیوی نہیں لڑتی جھگڑتی وہ تو بہت معصوم سی ہے۔۔۔اس بات میں تو کوئی شک نہیں تم لڑ کے ائے ہو گئے ہو وہ کیوں لڑے گی وہ بیچاری تو تمہارے ساتھ گزارا کر رہی ہے یہی بہت ہے ملیحہ چائے میں چیزیں ڈالتے بولی۔۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے بولا میری چائے میں لائچی مت ڈالنا ملیحہ کے ہاتھ میں پکڑی الائچی دیکھتے فورا بولا اور تمہیں کیا پتہ لڑکی کتنے دل ٹوٹے ہیں میری شادی پر اب تم خود کو ہی دیکھ لو۔۔۔۔ہائے میرے اللہ میں اب تمہیں کیا کہوں مجھے تو لگتا ہے میری کوئی نیکی کام اگئی ملیحہ نے بھی مسکراتے ہوئے اسے دو بدو جواب دیا ۔۔۔تو شہریار بولا خیر تم بالکل نہیں بدلی مجھے لگا تھا شاید اتنے سالوں میں ہی تمہیں عقل آ ہی جائے۔۔۔ کہ ملیحہ منہ بناتے بولی کیا کرو تم بھی تو نہیں بدلے اج بھی اتنی ہی سیلف ابسیسٹ ہو جتنے پہلے تھے اج بھی تمہیں لگتا ہے کہ دنیا کی

ساری لڑکیاں شہریار خانزادوں پر فدا ہیں؟؟ تو ایسا نہیں ہے کیا شہریار نے ائی برو آچکاتے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

کہ ملیحہ فورا بولی نہ بروکیسا بلکل نہیں ہے۔۔۔ دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور تم وہیں کے وہیں ہو۔۔۔ دنیا جہاں مرضی جائے چاند اپنی جگہ پر ہی رہتا ہے کہتے شہریار ایک بار پھر مسکرایا تھا۔۔۔ کہ ملیحہ بھی کھلکھلا کر ہنسی اور بولی تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا شہری تم نہیں بدل سکتے۔۔۔ اور چائے کا کپ اس کے سامنے رکھتے واپس اپنے لیے علیحدہ چائے بنانے لگی کہ شہریار نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور بولا ویسے میری بیوی زیادہ اچھے چائے بناتی ہے۔۔۔ اچھا جی اس دن بیوی کے سامنے تو میرے ہاتھ کی چائے اچھی لگ رہی تھی جناب کو ملیحہ اسے گھورتے بولی تو شہریار مسکرایا اور بولا یار سمجھا کرونا۔۔۔ سمجھ تو میں تمہیں بہت اچھے سے گئی تھی کیوں اس بیچاری کا دل جلا رہے تھے باقی سب کم ہے کیا اسے اذیت دینے کے لیے جو تم بھی یہ سب کر رہے تھے شہری اخر میں ملیحہ نے کچھ افسوس سے کہا۔۔۔ تمہیں اتنی ہمدردی کب سے ہونے لگی عشاء سے تم نے تو اسے ہنسنے سے بھی منہ کیا تھا۔۔۔ شہریار نے انکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔ اگر

میں کچھ کہوں گی تو تمہیں برا لگے گا خیر میری اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔۔

واہ بیٹا اتنی دیر سے جو مجھے باتیں سنا رہی ہوں وہ کون سا مجھے شہد لگ رہی ہیں جو اب مجھے تمھاری باتیں بری لگے گی لیکن مجھے امید نہیں تھی کہ تمھارے خیالات عشاء کے لیے اتنے مختلف ہوں گے اخر میں شہریار نے تبصرہ کیا۔۔۔تو ملیحہ بولی کم ان شہری تمہیں لگتا ہے بابا کی ڈیتھ کا بدلہ ہم عشاء سے لے سکتے ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا اور اس کے فیصلوں کو قبول کیا جاتا ہے نہ کہ یوں ہم انسانوں کو سزا دیتے پھریں۔۔۔اور دوسرا تمہاری بیوی بالکل بھی ہوشیار نہیں ہے مورے دادی اماں کے سامنے ہی ہستی مسکراتی گھومتی رہتی جنت کو اٹھاے ۔۔۔جس کے بعد اسے ہی مشکل ہوتی ہے بس اسی لیے میں نے اسے منع کیا تھا ہسنے سے اور اسے دوسروں کی ڈانٹ سے بچانے کے لیے ہی میں خود ڈانٹتی تھی کیونکہ میں صرف ڈانٹتی تھی اور باقی سب تو سزا بھی دیتے تھے۔۔۔شہریار مسکرایا اور بولا لیکن وہ تم سے ڈرتی ہے۔۔۔کہ ملیحہ مسکراتے ہوئے بولی ہاں میں جانتی ہوں بٹر فلائی جو ہے تمہاری۔۔۔شہریار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور گہرا مسکراتے بولا تمہیں یہ ساری خبریں ہیں کیسے لڑکی!! سنا نہیں تم نے دیواروں

کے بھی کان ہوتے ہیں سارا دن تو اسے بٹر فلائی بٹر فلائی کرتے رہتے ہو سو دفعہ اپنے کمرے سے نکلتے سنا ہے میں نے کہتے وہ ہنسی تھی۔۔۔کہ پھر بولی تم ان سکیور بھی جان بوجھ کرتے ہوئے اسے جو بلکہ اچھی بات نہیں ہے۔۔۔شہر یار بولا ایسا تو کچھ نہیں ہے بس میں نے ایک دفعہ ہی کیا تھا یہ سب۔۔۔کیونکہ اب اس کے دل میں یہ ڈر ہے کہ میں تم سے شادی نہ کر لوں۔۔۔فکر نہ کرو اس بات کا یقین میں تمہاری بٹر فلائی کو دلا دوں گی کہ میں تم میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہو اور تم سے شادی کرنے سے بہت بہتر ہے کہ میں زہر کھا لوں ملیحہ اپنے ازلی موڈ میں بولی تو شہر یار مسکرایا اور بولا۔۔۔ویل ڈن عشاء کو سمجھانے کے بعد یہی بات جا کر تمہیں دا جی سے کہنی ہے اور اگر وہ نہ مانے تو زہر میں تمہیں لا دوں گا بس کھا لینا پلیز۔۔۔کہ ملیحہ انکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتے بولی کتنے تیز ہو نا تم میں زہر کھا کر مر جاؤں اور تمہارے سارے راستے صاف ہو جائیں۔۔۔ایگزیکٹلی دیٹس مائی پوائنٹ کہتے وہ ڈھیٹ بنا مسکرایا تھا کہ پھر بولا کیونکہ اگر سفیان کی تم سے شادی ہو گئی تو بیچارہ تمہارے ہاتھ کی بنی چائے پی کر مر جائے گا یا پھر تم سے شادی کرنے کے فیصلے پر پچھتاتے ہوئے تو زہر کھا ہی لے گا اور کسی بے گناہ کی

جان جائے یہ بہت غلط بات ہے۔۔۔سفیان کا نام یوں شہریار کے منہ سے سنتے اس کا چہرہ کچھ سرخ ہوا تھا کہ پھر بولی شٹ اپ شہری۔۔۔اس سے پہلے شہریار اسے کچھ کہتا کہ عشاء کچن میں ائی لیکن ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے بات کرتے دیکھ وہی رک گئی۔۔۔شہریار اور ملیحہ نے اسے ایک ساتھ دیکھا کہ شہریار نے اگے بڑھتے عشاء کے کندھے پر ہاتھ پھیلا کر رکھتے اسے اپنے قریب کیا اور بولا کہاں تھی تم بٹر فلائی میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔کہ پھر عشاء کو پریشان کھڑا دیکھتے ملیحہ سے بولا تم کچھ کہنے والی تھی میری بٹر فلائی سے۔۔۔جبکہ عشاء تو اب بھی حیران و پریشان کبھی شہریار تو کبھی ملیحہ کو دیکھتی۔۔۔کہ ملیحہ مسکراتے ہوئے بولی وہ عشاء یہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں بہت اچھی چائے بناتی ہوں اور تمہیں بھی بنانی سکھا دوں لیکن خیر میں نے کہا میں ہوں نا میں خود ہی بنا دیا کروں گی۔۔کہتے ملیحہ مسکراتے ہوئے اپنا چائے کا کپ تھامے کچن سے نکل گئی۔۔۔کہ شہریار اسے جاتے دیکھ ہنستے ہوئے پکارتے بولا کیا کہہ رہی ہو۔۔ملیحہ واپس اؤ سچ بتاؤ عشاء کو۔۔کہ ملیحہ نے مڑ کر انکھ ونگ کرتے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور اوپر بھاگ گئی۔۔۔کہ

شہریار نے واپس رخ اپنی پریشان حال کھڑی بٹر فلائی کو دیکھا اور بولا ایسا کچھ نہیں ہے جان۔ جیسے تم سمجھ رہی وہ جان بوجھ کر یہ سب کہہ رہی ہے کیونکہ میں نے اس کی بنائی چائے کو برا کہا۔۔۔ کہ عشاء بولی تو آپ نے ان سے چائے کیوں بنوائی میں بنا دیتی اپ کے لیے چائے تھوڑا ویٹ نہیں کر سکتے تھے آپ جنت کو بس کھانا کھلانے گئی تھی۔۔۔ غصے سے پہلے وہ شہریار کا بازو اپنے کندھے سے جھٹکتے اگے بڑھی کہ شہریار واپس اس کا ہاتھ تھامتے بولا چلو آؤ کچھ دیر باہر بیٹھتے ہیں اور میں تمہیں سب بتاتا ہو۔۔۔

وہ دونوں باہر لان میں لگے جھولے پر بیٹھے تھے کہ شہریار نے اپنی اپنی گرم چادر عشاء کے گرد اڑھاتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ عشاء نے بس ایک نظر اسے دیکھتے نظروں کا زاویہ بدلا۔۔۔ شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور بولا جانم اپ تو بہت جیلس ٹائپ کی بیوی ہیں۔۔۔۔ کہ عشاء اسے کچھ غصے سے گھورتے بولی بیویاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔۔ کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے بھئی تم کر لینا عصنہ لیکن اس سے پہلے میری بات تو سن لو اور تمہیں نہیں جاننا کہ ملیحہ کی شادی کس سے ہونے والی ہے۔۔۔ کس سے عشاء نے بے صبری سے

سوال کیا تو شہر یار بولا سفیان سے۔۔۔ کہ عشاء بولی اور سفیان کون ہے۔۔۔ ملیحہ کے یونیورسٹی میں پروفیسر ہے اور اسے پسند کرتا ہے شہر یار نے جواب دیا ۔۔۔اچھا۔۔۔اچھا کو لمبا سا کھینچتے عشاء بولی تو پھر اپ اس سے کیا باتیں کر رہے تھے ؟؟ کچھ خاص نہیں بس یوں ہی ادھر ادھر کی بٹر فلائی ہمارا بچپن ساتھ گزرا ہے اور پتہ ہے ہم دونوں بہت اچھے دوست بھی تھے۔۔۔ کافی اچھی انڈر سٹینڈ نگ تھی ہماری۔۔۔ ملیحہ مجھ سے چار سال چھوٹی ہے لیکن ہماری عادتیں بہت ملتی تھی ہمارا غصہ ضد اور پسند بھی کئی معاملوں میں ایک جیسی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ سب یہی کہتے تھے کہ وہ میرا ہی فیمیل ورین ہے۔۔۔ اور یہی سب دیکھتے ایک دن دا جی نے ملیحہ اور میری بات پکی کر دی لیکن وہ اس بات کا اندازہ نہیں کر سکے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتی۔۔۔ اور اس سب کے بعد ہم دونوں کے درمیان جو دوستی کا رشتہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا عجیب سی چیڑ ہونے لگی تھی ایک دوسرے سے۔۔۔ لیکن کیوں عشاء نے کچھ حیران ہوتے پوچھا؟؟ کیونکہ ہماری فیلنگز ایک دوسرے کے لیے کبھی بھی لائف پارٹنر جیسی تھی ہی نہیں۔۔۔ میں تو ہمیشہ اسے ایت اور رامین کی طرح ہی

بہن سمجھتا تھا اور وہ بھی مجھے برو کہتی تھی لیکن ایک دن دا جی اور باقی سب نے تو اپنے ایک فیصلے سے اس رشتے کی ڈیفینیشن ہی بدل دی۔۔۔اور پیار محبت شادی وادی کے چکر میں ہماری دوستی اور جو انڈرسٹینڈنگ تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔۔۔

اور جب میں ائرلینڈ جانے والا تھا تو دا جی چاہتے تھے کہ میں پہلے ملیحہ سے نکاح کروں لیکن میں نے تب صاف انکار کر دیا یہ کہ کرکے ابھی میں کسی قسم کے رشتے میں نہیں بندھنا چاہتا۔۔۔

اور اس چار سال کے عرصے میں نہ کبھی مجھے ملیحہ کا اور نہ کبھی ملیحہ کو میرا کوئی خیال ایا نہ ہمارا کبھی کوئی رابطہ ہوا۔۔اور جب میں واپس ایا تو تیسرے دن دا جی نے میرا نکاح تم سے پڑھوا دیا۔۔۔اور پھر تم سے محبت ہو گئی کہتے شہریار نے عشاء کی طرف جھکتے اس کا گال چوما۔۔۔کہ عشاء نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔۔

اج دارم افس سے جلدی اگیا تھا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔۔ کمرے میں ایا تو رامین کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کر اس کی طرف بڑھتے بولا جان من کیا کر رہی ہو۔۔۔ کہ رامین بولی کرنا کیا ہے میں نے۔۔ تمہاری ہدایات پر عمل کرتے لیٹی ہوں تو دارم مسکرایا اور اس کے قریب ہوتے جھکتے اس کے ماتھے پر لب رکھتے بولا گڈ میری جان بس اپنا خیال رکھا کرو!! اور میری پرنسسز کہاں ہے ادھر ادھر دیکھ کے اس نے جنت کے بارے میں پوچھا کہ رامین بولی۔۔۔ کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے دارم میں خود کو کسی شاپر میں ڈال کر الماری میں رکھ دو تا کہ تمہیں تسلی رہے ۔۔۔اور تمہاری پرنسسز نیچے مورے کے پاس ہے وہ بور ہو جاتی ہے سارا دن روم میں میرے پاس شاہد روحان کے ساتھ کھیل رہی ہو۔۔۔ ویسے جان من ائیڈیا برا نہیں ہے شاپر میں بند ہونے والا کہتے دارم مسکرایا اور پھر بولا اچھا ٹھیک ہے تم ریسٹ کرو میں دیکھتا ہوں جنت کو۔۔ کہتے وہ کمرے سے نکلا۔۔ جنت۔۔ پرنسسز۔۔۔ میرا بچہ کیا کر رہا ہے دارم نے اوپر سے آتے نیچے سائمہ بیگم کے پاس بیٹھی کھیلتی جنت کو اٹھاتے اس کا گال چومتے کہا تو وہ کھلکھلاتے ہوئے بولی بابا رون دو ڈاٹ تا اب تپ کر یا۔۔ بابا روحان رو رہا میں

نے چپ کروادیا یاد ہے۔۔۔دارم مسکرایا کہ پاس بیٹھا شہریار بولا بہت تیز ہے تمہاری بیٹی سارے کھلونے خود پکڑ کے بیٹھی ہے اور اسے ایک پکڑا کے کہتی ہے تم اس کے ساتھ کھیلو بے بی۔۔۔دارم مسکرایا اور جنت کو دیکھنے لگا جو باقی سارے کھلونے اپنے پاس پکڑے بیٹھی ایک روحان کو دیتے اسے کھیلنے کا کہہ رہی تھی اور روحان چاپ بیٹھا کبھی جنت کو تو کبھی کھلونے کو دیکھتا۔۔۔وہ بھی باتیں کم ہی کرتا تھا البتہ جنت بہت شور مچاتی۔۔۔کچھ دیر میں کھیلتے کھیلتے وہ اٹھی اور دارم کے گھٹنے پر سر رکھتے بولی باباما۔۔۔پرنسسز مما اوپر روم میں ہے نا۔۔۔ اوتے مما پاک جالی۔۔۔اوکے ماما پاس جا رہی کہتے وہ ساری چیزیں وہیں چھوڑتے سیڑھیوں کی طرف بڑی کیونکہ اب وہ سیڑھیاں چڑھنا سیکھ گئی تھی اور خود ہی چڑھ کر اوپر کمرے میں چلی جاتی اور نیچے بھی اجاتی۔۔۔کہ دارم شہریار کے ساتھ بیٹھا ہلکی پھلکی گفتگو کرتے چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔ماماما کہتے شور مچاتے وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اورر امین نے اٹھ کر بیٹھتے اپنے دونوں بازو کھولتے مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس انے کا اشارہ کیا کہ جنت بھاگتے ہوئے بیڈ پر چڑھتے اس کے گلے لگتے کھلکھلائی رامین بھی مسکرائی کہ اس

کا دل ڈوب کے ابھرا تھا لیکن پھر بولی کیا کر رہا تھا میرا بے بی نیچے ؟؟ کھیل رہا تھا جنت نے جواب دیا۔۔۔ کہ رامین مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے بولی کھیل رہا تھا تو اب بھوک لگ گئی ہو گی اتنا کھیلا جو ہے ماما کی جان نے اور اب مما۔۔۔ جنت کو بسکٹ کھلائیں گی اوکے۔۔۔ کہتے وہ بیڈ سے اٹھی کہ جنت اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی اوتے مما کہا۔۔۔ رامین بسکٹ اٹھاتے جیسے ہی مڑی تو اس کا دوپٹہ پاؤں میں الجھا خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے اس نے پاس ڈریسنگ کو پکڑنا چاہا مگر شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی زمین بوس ہو گی اور دل خراش چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی کہ جنت فوراً بیڈ سے اترتے رامین کے پاس گئی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے رامین کو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے بولی مماا تو۔۔اٹو مما۔۔۔ کہ رامین نے بمشکل جنت کو دیکھتے اپنی تکلیف اور انسو پر ضبط کرتے کہا ب۔۔۔ ابا۔ بابا کو ب۔۔ بلاؤ ج۔۔ جنت۔۔۔ت درد اتنا شدید تھا کہ انسو چہرہ بھگو رہے تھے اور رامین چاہ کر بھی اٹھ نہیں پا رہی تھی کہ جنت رامین کو ایک بار پھر سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ساتھ پورا گلا کھلے رونا شروع کر چکی تھی تو رامین نے خود ہی دارم کو اواز لگانے کی کوشش کی کہ جنت بھاگتے

ہوئے کمرے سے نکلی اور سیڑھیاں اترتے اونچا اونچا روتے بابا بابا مما کہتے تیزی سے نیچے ارہی تھی دارم اور شہریار نے ایک ساتھ پریشان ہوتے اسے دیکھا دارم نے بھاگ کر سیدھیاں چڑھتے اسے پکڑا کہیں وہ گر نہ جائے۔۔۔اور اسے چپ کراتے بولا کیا ہوا پر نسسز کو کیوں رو رہی ہے۔۔۔ بابا بابا دھ ماما وپر مما جنت رونے کے ساتھ ساتھ ادھا ادھورا جملہ بول رہی تھی۔۔۔کیا ہوا مما کو پریشانی سے کہتے دارم اس کے انسو صاف کرتا کمرے کی طرف بڑا کہ جنت بولی مما در دیی (ماما گر گئی)۔۔دارم اسے چپ کراتے دو دو سیڑیاں پھلانگتے تیزی سے سیڑھیاں چڑھا وہ جنت کی توتلی زبان بھی اچھے سے سمجھ لیتا تھا پھر بھی ایک لمحے میں دل نے ہزار دفعہ کہا تھا کہ کاش اس

بار وہ جنت کی بات نہ سمجھا ہو وہ جو کہہ رہی ہے کبھی سچ نہ ہو۔۔۔لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی دارم کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا رامین کو درد سے چیختا دیکھ پیروں تلے زمین نکلی تھی کہ جنت کو زمین پر کھڑا کرتے وہ بھاگ کر رامین کی طرف بڑھا جو بمشکل سانس لیتے دارم اور جنت کا نام پکار رہی تھی من کیا ہوا ہے ؟؟ بہ۔۔۔ت بہت در۔۔۔دہے دارم رامین بمشکل ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنا

جملہ پورا کرتے بولی دارم چلو۔۔۔البتہ جنت زمین پر بیٹھے رامین کے چہرے پر ہاتھ لگاتے رامین کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے بولی ماما تھ نہی ہوتا۔۔۔مما کچھ نہیں ہوتا۔۔اور بابا کہتے وہ بس روئے جا رہی تھی کہ شہریار نے کمرے میں قدم رکھا دارم کی طرح ہی اس کے پیروں تلے بھی زمین نکلی کہ اگے بڑھتے جنت کو تھامتے بولا دارم کیا کر رہے ہو۔۔۔رامین کو اٹھاؤ ہاسپٹل لے کر چلیں کہ اتنے میں ہی سب شور شرابہ سنتے ہیں ان کے کمرے میں جمع ہونے لگے۔۔۔ سائمہ بیگم کی تو جان پر بن آئی اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھ کر۔۔کہ سکینہ بی بی کمرے میں اتے زارو قطار روتی جنت کو دیکھتے بولی ضرور اس بچی نے ہی کوئی شرارت کی ہو گی ایسے کیسے گر گئی رامین سو دفعہ میں نے رامین سے کہا تھا اسے خود سے دور رکھا کرے دیکھ لیا نتیجہ میری بات نہ ماننے کا تم دونوں نے ۔۔۔جنت جو واپس رامین کی طرف بڑھ رہی تھی اس کا بازو پکڑتے انہوں نے پیچھے کی طرف جھڑکا کہ جنت زمین پر گرتے زارو قطار روتے ماما۔۔بابا۔۔۔ کہنے لگی۔۔۔دارم نے رامین کو بازو میں بھرتے قریبا دھاڑتے ہوئے کہا تھا میری بیٹی کو ہاتھ بھی مت لگائے دادی سائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا۔۔۔ شہریار عشاء پکڑواسے اور خود رامین کے بے جان ہوتے وجود کو بازوؤں میں بھرتے باہر کی طرف بھاگا سائمہ بیگم بھی اس کے ساتھ گئی۔۔۔ عشاء نے اگے بڑھتے جنت کو اٹھایا جو بھاگ کر دروازے کی طرف جارہی تھی ساتھ ہی ماما بابا کی رٹ جاری تھی۔۔۔ عشاء اسے سمجھاتے بولی مما بالکل ٹھیک ہیں ابھی بابا لے ائیں گے مما کو بے بی ڈول اپ بھی چپ ہو جاؤ۔۔۔ جب کہ جنت رونے میں کوئی کمی نہ کرتا ہے ایک بازو سے اشارہ دروازے کی طرف کرتے بس ماما بابا کہے روئے جارہی تھی۔۔۔ کہ سکینہ بی بی باقی سب کو دیکھتے بولی اللہ ہدایت دے دارم کو اج اس کی بیٹی کی وجہ سے ہماری بیٹی کی جان خطرے میں ہے اللہ حفاظت کرے رامین کی۔۔۔ دیکھو کس طرح کمرے میں چیزیں بکھری ہوئی ہیں یہ ضرور اسی مصیبت نے پھیلائی ہو گی جو رامین سلپ ہو کر گری۔۔۔ لیکن دارم کو کچھ نظر ائے تو نا۔۔۔ اے لڑکی عشاء کو دیکھتے بولیں دفع ہو جاؤ اس منحوس کو لے کر ہماری نظروں کے سامنے سے۔۔۔ کہ شہریار انہیں دیکھتے بولا بس کر دیں دادی سائیں اپ کو اپنی بچی کی فکر ہے تو دارم کو کیوں اپنی بیٹی کی فکر نہ ہو اور ہمیں کیا پتہ کیا ہوا رامین کیسے گری اپ اس کی صحت یابی کے لیے دعا

کریں کیا ہوا کیسے ہوا ان سب باتوں کو چھوڑیں فلحال۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے شہری اج کل ویسے بھی تمہارا دھیان گھر پر ہوتا ہی کہاں ہے اپنے کمرے سے کمرے تک کی ہی دنیا ہو کر رہ گئی ہے تمہاری تو۔۔۔ اللہ اللہ دادی سائیں یہ وقت ہے یہ ساری باتیں کرنے کا۔۔۔کہتے وہ روتی ہوئی جنت کو عشاء سے پکڑتے کمرے سے نکلا۔۔۔

ادھے گھنٹے کا سفر وہ قریبا دس منٹ میں طے کرتے ہاسپٹل کے اندر تھے۔۔۔ رامین کی حالت کو دیکھتے فورا ہی اسے لیبر روم میں لے گے تھے۔۔۔کہ دارم بے چینی سے باہر ٹہل رہا تھا۔۔۔اور سائمہ بیگم اس کے پاس بینچ پر بیٹھی روئی جا رہی تھی جنہیں بمشکل ایت چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ڈاکٹر کمرے سے باہر ائی تو دارم اس کی طرف بڑھتے بے چینی سے بولا میری وائف کیسی ہے ڈاکٹر۔۔۔کہ ڈاکٹر اسے دیکھتے بولی میں اپ کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دوں گی اپ کی وائف کی کنڈیشن بے حد کریٹیکل ہے اپ انہیں بر وقت ہاسپٹل لیے

ہیں تو ہو سکتا ہے ہم ماں یا بچے میں سے کسی ایک کو بچا سکیں۔۔۔ پلیز اپ یہ کانسنٹ فارم سائن کر دیں تا کہ ہم پروسیجر شروع کر سکیں۔۔ دارم نے اپنا سر پکڑا وہ جس ایک چیز سے بچنا چاہتا تھا جو خوف اس کے دل میں کہیں دبا ہوا تھا وہ یوں اس کے سامنے اجائے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا وہ کیسے بھول گیا کہ انسان کی ازمائش اس کی پسندیدہ چیز سے شروع ہوتی ہے۔۔۔ کہ پھر بمشکل اپنے لہجے کو مضبوط کرتے بولا کچھ بھی ہو جائے ڈاکٹر اپ میری وائف کو بچائیں اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ کہ ڈاکٹر اسے دیکھتے بولی ہم اپنی پوری کوشش کریں گے اگے جو اللہ کو منظور ہوگا ہونا وہی ہے کہتے وہ اگے بڑھ گئی۔۔۔ مگر دارم کو یوں لگا رہا تھا ہاسپٹل کے چھت اس کے سر پر اگری ہے۔۔۔ کانسنٹ فارم پر سائن کرتے ہاتھ بری طرح کپ کپا رہے تھے۔۔۔ بے اختیار انکھیں نم ہونے لگی تھی۔۔۔ وہ کمزور پڑ رہا تھا پچھلا ہر خسارہ یاد ارہا تھا ایک لمحے میں دل ڈوب کے ابھرا تھا پیپر سائن کرتے اس نے نرس کی طرف بڑھا دیے۔۔ اور خود صوفے پر تھکے سے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔ صائمہ بیگم نے اپنے انسو پوچھتے دارم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولی فکر نہ کرو دارم رامین کو کچھ نہیں ہوگا وہ کس دل سے یہ کہہ

رہی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ دارم ان کی گود میں سر رکھتے انکھیں موند گیا ضبط طرح سے ٹوٹا تھا کہ پھر کچھ وقفے کے بعد نم اواز بھی بولا میرا کیا قصور ہے۔۔۔ مجھ سے سب ہی کیوں چھن جاتے ہیں چھوٹی ماں۔۔۔ایسا نہیں کہتے دارم اللہ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اٹھو میرا بچہ شاباش وضو کرو اور نفل پڑھو دیکھنا وہ تمہیں خوشخبری عطا کرے گا دارم نے ایک ٹھنڈی اہ بھری اور بولا میری دعائیں قبول نہیں ہوتی چھوٹی ماں اپ دعا کریں وہ اپ کی ضرور سنے گا ایسا نہیں کہتے دارم تم صحیح غلط ملنے نہ ملنے کی کشمکش سے نکل کر مانگ کر تو دیکھو میرا بچہ وہ ضرور عطا کرے گا۔۔۔اٹھو شاباش وہ جو 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے وہ تمہیں کبھی مایوس نہیں کرے گا۔۔جی کہتے دارم بوجھل دل اور بھاری قدموں سے مسجد کی طرف بڑھا۔۔۔

چلو شکر ہے یہ سو گئی شہریار نے کمرے میں اتی سوئی ہوئی جنت پر نظر ڈالتے کہا جس کے چہرے پر انسوؤں کے نشان واضح تھے کہ عشاء اسے دیکھتے بولی رامین

اپی کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔بس ویسے ہی ہے ڈاکٹر نے کہا ہے ماں یا بچے میں سے کسی ایک کو ہی بچا سکیں گے تم دعا کرو امین ٹھیک ہو جائے اسے کچھ نہ ہو دارم نہیں جی سکے گا اس کے بغیر جنت کیسے رہے گی اس کے بنا جو ہر وقت ماماما کرتے اس کے اس پاس گھومتی رہتی ہے۔۔۔عشاء کی انکھیں نم ہونے لگی تھی اسے بے اختیار جنت پر بے حد ترس ایا تھا کہ شہریار اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا میں ہاسپٹل کچھ ضرور سامان دے کر اتا تم نہیں تو عشاء ورنہ جنت کو کون سنبھالے گا۔۔۔بلکہ نہیں وہاب کو بھیج دیتا ہوں سامان دینے کہیں دادی سائیں میری غیر موجودگی میں جنت کو مارے یا ڈانٹے نہ۔۔۔ٹھیک ہے میں سامان پیک کر دیتی ہوں اماں جان سے پوچھ کر اور پھر اکر نفل پڑھتی ہوں تب تک اپ یہاں کمرے میں جنت کے پاس رکیں کہتے ہیں عشاء کمرے سے نکل گئی۔۔۔

نماز ختم کرتے دارم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو نظریں اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں الجھی بے اختیار انکھیں برسنے لگی ہمیشہ سب اس کے ہاتھوں میں اکر چلا جاتا تھا۔۔ کہ پھر بالا خراس کے لبوں نے جنبش کی اور بولا یارب رحم کر میں تیرا کمزور سابندہ ہوں مجھ میں اتنی ساکت نہیں ہے کہ میں مزید کسی ازمائش پر پورا اتر سکے اے دو جہانوں کے مالک اے ہر شے پر قادر رب یارب میری بیوی کی زندگی بخش دے۔۔ یا میرے اللہ میری بیٹی کے سر پر اس کی ماں کا سایہ سلامت رکھنا۔۔۔ پروردگار عالم میرے لیے نہ صحیح اس کے لیے رامین کو زندگی دے دے۔۔ یااللہ بے شک ہر جان تیری ہی امانت ہے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے رب عالم لیکن فلحال ہمیں مہلت دے دے۔۔۔اے کائنات کو بنانے والے رب تو کن فرماتا ہے تو چیزیں ہو جاتی ہیں گمان سے اگے بیان سے اگے اج ایک معجزہ میرے لیے بھی کر دے میری بیوی اور بچے کی زندگی بخش دے یا رب العالمین رحم فرمادیے رحم فرمااللہ کہتے اس نے سر سجدے میں رکھ دیا اور بچوں کی طرح زار و قطار رونے لگا۔۔۔ کچھ دیر بعد دل کچھ پر سکون ہوا تو اٹھ کر

واپس واڈ کی طرف ایا کہ وہاب اور ریحانہ بیگم بھی ائے ہوئے تھے۔۔۔ وہاب اگے بڑھتے دارم کے گلے لگا اسے اپنا بھائی کچھ بکھرا بکھرا سا لگا جیسے اب غم سہنے کی ساکت ختم ہو گئی ہو کہ پھر بولا لالا بھابھی کو کچھ نہیں ہو گا اپ دیکھنا وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ ہاں انشاءاللہ کہتے دارم خاموشی سے بینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔ ریحانہ بیگم کو دارم کو دیکھ کر بے حد دکھ ہوا انہوں نے آج سے پہلے کبھی اسے اس قدر بکھری حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ تو بڑی سے بڑی بات خاموشی سے سہہ جاتا تھا۔۔۔ شاید اسی لیے رب بار بار اسے ازمائش میں ڈالتا۔۔۔

ریحانہ بیگم دارم کے پاس بیٹھتے بولیں تھوڑا سا جوس پی لو دارم ورنہ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ نہیں میرا دل دل نہیں چاہ رہا اپ رکھ دیں میں بعد میں پی لو گا۔۔۔ دارم تھوڑا سا پی لو اگر رامین تمہیں اس حالت میں دیکھے گی تو اسے بھی اچھا نہیں لگے گا۔۔۔ شاباش میرا بیٹا پی لو کہتے انہوں نے دوبارہ دارم کی طرف جوس کا گلاس بڑھایا۔۔۔ دارم نے خاموشی سے گلاس پکڑ لیا مگر پیا نہیں کہ ریحانہ بیگم گلاس تھامتے اس کے ہونٹوں سے لگایا اور بولی پی لو دارم جتنے

نخرے تم کرتے ہو۔۔۔ورنہ اتنے ہی تمہارا بیٹا بھی کرے گا پھر ہی ٹھیک رہو گے تم۔۔۔اپ کو کیسے پتا بیٹا ہو گا۔۔دارم انہیں دیکھتے پوچھا تو وہ مسکرائی اور بولی کیونکہ میں نے دعا کی تھی کہ اللہ میرے بیٹے کو بھی بیٹا دے۔۔۔اچھا تو پھر اب آپ رامین کی صحت یابی کے لیے بھی دعا کریں کہ اسے کچھ نہ ہوا سے کچھ نہیں ہو گا تو۔۔۔دارم نے جملہ ادھورا چھوڑا۔۔۔کہ ریحانہ بیگم بولی دارم میرا دل کہتا ہے تمہاری من اور تمہارا بیٹا دونوں ٹھیک ہوں گے۔۔۔دیکھنا ان دونوں کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔کہتے انہوں نے اگے بڑھتے دارم کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا اللہ تمہیں بہت جلد خوشخبری سے نوازے گا۔۔۔

شہریار جنت کے پاس کروٹ لیے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔وہ بھی رامین کے لیے بہت پریشان تھا کہ جنت اٹھتے اس پر چڑی اور بولی بابا۔۔۔بابا اٹھ جاؤ۔۔۔شہریار مسکرایا وہ سمجھ گیا تھا کہ جنت اس میں اور دارم میں فرق نہیں کر پائی کیونکہ شہریار کا منہ دوسری طرف تھا جب کہ جنت اب اس پر اچھلتے (بابا اتھ جو) بابا اٹھ

جاؤ بابا اٹھ جاؤ کہہ رہی تھی۔۔۔شہریار نے نرمی سے پکڑتے اسے بیڈ پر رکھا اور منہ جیسے ہی اس کی طرف کیا تو وہ مزید پیچھے ہوئی اور بولی (میلے بابا) میرے بابا۔۔۔کے شہریار اٹھ کر بیٹھتے بولا پر نسسز تمہارے بابا باہر گئے ہیں۔۔۔ بابا مما۔۔۔ مما پات جا رہی۔۔۔کہتے جنت بیڈ سے اترتے بولی مما پاس جا رہی۔۔۔ دیکھو بے بی مما بی پاپا کے ساتھ گئی ہیں۔۔۔ مما کہتے وہ شہریار کی بات نہ سمجھتے کمرے سے نکلی کے شہریار بھی اس کے پیچھے ایا۔۔۔جنت اپنے کمرے میں جاتے بولی مما مما رامین کو تلاش کرنے کے لیے اسے اوازیں دینے لگی۔۔اور پھر واش روم کی طرف بڑی۔۔۔۔لیکن رامین کو کمرے میں موجود نہ پاکر پیچھے موڑ کر شہریار کو دیکھتے بولی ماما نیتی (کہ ماما نیچے ہیں) اور پھر سیڑھیاں اترتے نیچے ائی اور ٹی وی لاؤنج میں کھڑے ہوتے بولی (ماما مما تاں ہو) ماما کہاں ہو۔۔۔شہریار نے اگے بڑھتے اسے گود میں اٹھانے کی کوشش کی تو اس نے شور مچایا او بولی نو مما کہتے اگے بڑھتے سائمہ بیگم کے کمرے میں گئی کیونکہ اکثر رامین اسے کہیں اور ملے نہ ملے وہاں ضرور ملتی۔۔۔وہاں بھی رامین کو موجود نا پاکر اب کی بار جنت نے نچلا ہونٹ باہر نکالتے شہریار کو دیکھا اور بولی ماما۔۔۔کے شہریار نے اگے

بڑھتے اسے گود میں اٹھایا اور بولا مما مارکٹ گئی ہے تمہارے لیے چاکلیٹ لینے۔۔۔ چوکیٹ لینی جنت نے وہی لفظ دہراتے شہریار کو دیکھا۔۔۔ ہاں چاکلیٹ لینے تم چاکلیٹ کھاؤ گی چوزی شہریار نے اسکے کے دوستانا انداز پر پوچھا۔۔۔ چوری جنت نے وہی لفظ دہرایا۔۔۔ ہاں تم چوزی اؤ میں تمہیں چاکلیٹ دیتا ہوں شہریار مسکراتے ہوئے بولا کہ جنت سامنے کچن دیکھتے بولی ادل ماما (ادھر ماما ہے) نہیں ہے تمہاری مما مارکٹ گئی ہیں شہریار نے سمجھانے کی ایک اور ناکام کوشش کی کہ وہ شہریار کے بازوں سے لپکتے زمین پر اترنے کے پر تولنے لگی۔۔۔ مگر شہریار اسے نیچے نہ اتارتے کچن کی طرف بڑھا اور بولا دیکھو کہاں ہے تمہاری ماما۔۔ کہ عشاء انہیں کچن میں آتا دیکھ مسکرائی اور بولی اٹھ گئی جنت میں اس کے لیے فٹر بنا دیتی ہوں یہ سو کر اٹھتے ہی فورا کچھ کھاتی ہے ہاں بنا دو اور پھر جنت کو دیکھتے بولا میں نے کہا تھا نا یہاں نہیں ہے تمہاری مما وہ مارکیٹ گئی ہیں۔۔۔ ماتٹ دی ہے جنت بولی کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولو ہاں ہاں ماتٹ گئی ہیں۔۔۔ سکینہ بی بی جنہوں نے کھانا بنوایا تھا غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے صدقے کے طور پر جنت کو دیکھتے بولی شہریار اسے لے کر یہاں سے چلے جاؤ

ورنہ اس کی منحوسیت سے نہ جانے اور کیا کیا خراب ہو جائے۔۔۔اور لڑکی تم پہلے کام ختم کرو پھر اس کی خدمتیں کرتی رہنا۔۔۔دادی سائیں اپ جس کے لیے کھانا تقسیم کروا رہی ہیں اس کی بیٹی بھوکی ہے اپ چھوٹی سی بچی کے بارے میں یہ سب کیسے کہہ سکتے ہیں اور عشاء تم یہ سب چھوڑو پہلے جنت کا فیڈر بناو۔۔۔ہاں بھئی بنادو فیڈر۔۔۔بڑوں کی بات کی اب اہمیت ہی کہاں ہے اور شہریار تم نے تو ویسے بھی قسم کھائی ہوئی ہے ہماری ہر بات کی نفی کرنا سکینہ بی بی غصے سے بولی ۔۔۔کہ شہریار خاموشی سے ان کی باتوں کو اگنور کرتے عشاء سے جنت کا فیڈر پکڑتے اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

جنت خاموشی سے فیڈر پیتے کارٹون دیکھتے ساتھ کبھی کبھی شہریار کو بھی دیکھ لیتی ہے لیکن رات جو اس نے شہریار اور عشاء کو تنگ کیا وہ بس وہی جانتے تھے ہر کوئی پانچ سے سات منٹ بعد مما بابا کہتے پورا اگلا کھولے رونے لگ جاتی۔۔۔۔ جسے سنبھالتے اب شہریار اور عشاء ہلکان ہو رہے تھے۔۔۔۔

سائمہ بیگم مسلسل دعائیں اور ورد کر رہی تھی رامین کی صحت یابی کے لیے دارم بھی سر دیوار کے ساتھ جوڑے انکھیں موندے بیٹھا تھا یہ وہ لمحات تھے جو نہ رک رہے تھے اور نہ گزر رہے تھے۔۔۔ کہ کمرے کے اندر سے بچہ کے رونے کی اوازیں انا شروع ہوئی دارم نے جھٹ سے انکھیں کھولتے دروازے کی طرف دیکھا تو ائی سی یو پے لگی لائٹ بند ہو چکی تھی ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلیں۔۔۔ پیچھے نرس کے ہاتھ میں بچہ دیکھ کر دارم کا سانس کہیں سینے میں رکا اور وہ بے صبری سے ڈاکٹر کی طرف بڑھتے بولا ڈاکٹر میری وائف۔۔۔ میری وائف کیسی ہیں وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ ڈاکٹر مسکرائی اور بولی اپ کی وائف بالکل ٹھیک ہے تو یہ بے بی نرس کے ہاتھ میں پکڑے بچے کو دیکھتے دارم نے سوال کیا کہ ڈاکٹر بولی اپ ہی کا بے بی ہے سر بہت سٹرانگ ہے اپ کی وائف موت سے لڑ کر وہ اس بچے کو دنیا میں لائی ہیں۔۔ ماشاءاللہ مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بولی اور اب اپ فکر نہ کریں وہ دونوں ہی بالکل ٹھیک ہیں اللہ نے اپ سب کی دعائیں قبول کر لی لیکن۔۔۔ لیکن کیا؟؟؟ ڈاکٹر دارم

نے بے صبری سے پوچھا۔۔۔تو ڈاکٹر بولی ہو سکتا ہے اپ کی وائف دوبارہ کنسیو
نہ کر سکے یا دوبارہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہوئی تو وہ سروائیو نہ کر پائیں اس لیے
نیکسٹ بے بی ڈاکٹر سے کنسلٹ کرنے کے بعد ہی پلان کیجئے گا۔۔اوکے ڈاکٹر کیا
اب میں اپنی بیوی سے مل سکتا ہوں۔۔۔نہیں بس کچھ دیر میں ہم اپ کو ان سے
ملنے کی پرمیشن دیں گے ویسے یہ اپ ہی کا بچہ ہے ڈاکٹر نے کچھ حیران ہوتے
دارم کو دیکھتے کہا تو دارم بولا جی۔۔۔تو ڈاکٹر بولی اپ کو اپنے بچے کے دنیا میں
انے کی کوئی خوشی نہیں۔۔پہلے اسے تو دیکھ لیں۔۔۔جی اچھا کہتے اب کی بار دارم
کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا وہ رامین کے لیے اس قدر پریشان تھا کہ
اس بچے کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکا۔۔نرس نے بے بی دارم کی طرف
بڑھایا جسے اپنی باہوں میں تھامتے دارم نے الحمدللہ کہا کہ وہاب اور ایت دونوں
ایک ساتھ دارم کی طرف لپکے اور ایت اسے دیکھتے بولیں ماشاءاللہ کتنا پیارا ہے یہ
اور کتنا چھوٹو بھی۔۔ایت وہ نیو بورن بے بی ہے اتنا ہی چھوٹا ہوتا ہے وہاب نے
جیسے اس کی عقل پر ماتم کرتے اس کے انفارمیشن میں اضافہ کیا تھا جب کہ ایت
برا سا منہ بناتے بولی پتہ ہے مجھے۔۔۔۔دارم مسکرایا اور اہستہ سے اس ننھے

شہزادے کے ماتھے کو چھوتے بولا اپ نے تو خوب تنگ کیا ہے ماما بابا کو دنیا میں انے سے پہلے ہی۔۔۔اور پھر بچے کو صائمہ بیگم کی گود میں دیا تو وہ اسے دیکھتے نم انکھوں سے مسکرائی پاس کھڑی ریحانہ بیگم نے بھی اس بچے کے سر پر سے پیسے وارتے نرس کو دیے اور وہاب کو مٹھائی لانے کا کہا۔۔۔

اور دارم کو دیکھتے بولی میں نے کہا تھا نا بیٹا ہو گا بہت بہت مبارک ہو دارم۔۔۔ میں سب کو گھر فون کر کے بتاتی ہوں کہ دارم مسکرایا اور پھر صائمہ بیگم کو دیکھتے بولا چھوٹی ماں میں شکرانے کے نفل ادا کر آوں۔۔ جس پر انہوں نے نم انکھوں سے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

نفل ختم کرتے دارم نے واپس دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو بے اختیار ہتھیلیاں بھیگی تھیں۔۔۔کہ وہ سجدے میں سر رکھتے بولا یا اللہ تیرا شکر ہے میں تیرا شکر کیسے ادا کروں۔۔۔تو نے مجھ جیسے گنہگار کی دعائیں قبول کر لیں تو نے رامین کی نہیں میری زندگی بخشی ہے یا اللہ تیرا بہت شکر ہے۔۔۔بے شک تو انسان پر اس کی اوقات سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا یا رب تیرا شکر ہے تو نے میرے بچوں پر اور مجھ پر رحم کیا کرم کیا۔۔۔اگے بھی یوں ہی ہم پر اپنی رحمتیں نازل کرتے رہنا بے

شکر تو کن فرماتا ہے اور چیزیں ہو جاتی ہیں خیال سے اگے گمان سے اگے۔۔۔ یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔ اج تشکر کا احساس شدت سے ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کا رب اس کی دعائیں قبول کر چکا تھا ازمائش کی گھڑیاں ختم ہوئی تھی اس کی ازمائش ختم ہو گئی تھی اس کا صبر رائے گا نہیں گیا تھا۔۔۔ غم کے بادل چھٹ گئے تھے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔۔۔

حویلی میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔ سب بے حد خوش تھے۔۔۔ دارم نے کمرے کا دروازہ کھولا تو دیکھا رامین انکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ دارم چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے بیڈ کی طرف بڑا انکھیں بار بار دھندلا رہی تھی۔۔۔ کہ اہستہ سے رامین کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے اس کے ماتھے پر جھکتے بوسہ دیا۔۔۔ رامین نے غنودگی میں انکھیں کھولتے دارم کو دیکھا اور بولی ہمارا بچہ دارم۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہے من دارم نے کہا اور جنت رامین کچھ اٹکتے بولی۔۔۔ وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔ اور تم۔۔۔ تم ٹھیک ہو اس کے بکھرے

بکھرے حلیے پر نظر ڈالتے رامین نے کہا۔۔ہاں میں بھی ٹھیک ہوں دارم نے اس کے قریب بیٹھتے کہا تو رامین نم انکھوں سے مسکرائی اور بولی سوری میں نے تمہیں پریشان کر دیا نا دارم۔۔۔ہاں بہت زیادہ دارم اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے بولا کہ رامین دوبارہ بول ایم سوری۔۔۔اس سے پہلے دارم مزید کچھ کہتا ایت وہاب اور ان کی مائیں دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔۔۔صائمہ بیگم بھی فارن بیٹی کی طرف بڑھی اور اسے ڈھیر سارا پیار کیا کہ روستم صاحب بھی رامین کے پاس بیٹھتے بولے اج تم نے ہمیں بہت خوفزدہ کیا رامین۔۔۔ایم سوری بابا۔۔کہ ایت رامین کو بٹھاتے بولی اپی اپ کا بے بی بہت پیارا ہے اور پتہ ہے بھابھی یہ بالکل مجھ پر گیا ہے وہاب ہنستے ہوئے بولا تو رامین مسکرائی کہ ریحانہ بیگم بولی نہیں گیا تم پر وہاب۔۔یہ بالکل دارم جیسا ہے۔۔۔نہیں بھابھی مجھ پر گیا ہے اپ غور سے دیکھیں ان سب کو نہیں پتہ کہتے وہاب نے ریحانہ بیگم کی گود سے بچہ لیتے رامین کے گود میں دیا تو رامین نے دھندلائی انکھوں سے اس ننھے شہزادے کو دیکھا جو شاید سو رہا تھا اور پھر نظر اٹھا کر دارم کو۔۔۔دونوں کی نظریں ملیں تو دونوں ہی مسکرائے۔۔۔کہ وہاب بولا مجھ پر گیا ہے نا بھابھی کہ

رامین ہنستے ہوئے بولی ہاں تم پر گیا ہے وہاب۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے نرس بولی پلیز اب آپ انہیں ریسٹ کرنے دیں سب باہر نکلیں صرف کوئی ایک ہی رکے پیشینٹ کے ساتھ۔۔۔ تو دارم ان سب کو دیکھتے بولا آپ سب جائیں میں ہوں یہاں رامین کے پاس۔۔۔ کہ رامین اسے دیکھتے بولی بالکل نہیں دارم تم جاؤ۔۔۔ میرے پاس مورے رکیں گی فریش ہو کر کھانا وغیرہ کھا کر میری بے بی ڈول کو لے کر آؤ مس کر رہی ہو گی مجھے۔۔۔ رامین میں جنت کو یہاں لاؤں ہاسپٹل ؟؟۔۔۔ ہاں دارم میں جانتی ہوں وہ مجھے بہت مس کر رہی ہو گی پلیز اسے لے کر آؤ کہتے رامین کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ کہ دارم اٹھاتے بولا ٹھیک ہے تم ریسٹ کرو میں ابھی لے کر آتا ہوں کہتے وہ باقی سب کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

رستم صاحب باہر چلے گئے تو صائمہ بیگم رامین سے بچے کو لیتے کاٹ میں ڈالتے بولی تو کیسا لگ رہا ہے میری بیٹی کو ماں بن کر۔۔۔ مورے ماں تو میں بہت پہلے ہی بن چکی تھی اس کی دنیا میں آنے سے تو بس تسلی ہوئی ہے کہ اسے میں نے پیدا کیا یہ میری اور دارم کی اولاد ہے۔۔ دل تو میرا کہیں جنت میں اٹکا ہوا ہے بہت

پریشان رہی ہو گی وہ میرے بغیر۔۔ صائمہ بیگم مسکرائی تھی اس کی باتوں پر اور بولی ابھی تھوڑی میں دیر لے ائے گا دارم اسے۔۔۔ تو رامین اس کے انتظار میں انکھیں بند کرتے سر تکیے پر رکھ گئی۔۔۔

دارم گھر ایا تو سیال خان سکینہ بی بی اور باقی سب نے اسے مبارک باد دی۔۔۔ کہ وہ اوپر شہریار اور عشاء کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ جنت روحان کے پاس بیٹھی کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔۔۔ شہریار کی نظر دارم پر پڑی تو اٹھ کر اس سے ملنے لگا کہ دارم نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور زمین پر بیٹھتے بولا پرنسسز بابا کی جان۔۔۔ بابا کہتے جنت میں فورا ادھر دیکھا لیکن اسے دارم نظر نہیں ایا۔۔۔ دارم نے اسے دوبارہ اواز دی تو وہ پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس بار اس کی نظر دارم پر پڑ گئی اٹھ کر بھاگتے بابا بابا کرتے وہ دارم کے کھلے بازوں کا حصہ بنی۔۔۔ دارم نے اس کے گال چومتے اس پر ڈھیر سارا پیار برسایا تھا جس پر اب وہ کھلکھلا رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر دارم سے لاڈ کرنے کے بعد وہ

ادھر ادھر دیکھتے بولی باباماما۔۔۔ابھی جنت مما پاس جائے گی دارم نے اس کا گال چومتے کہا تو وہ پھر سے کھلکھلائے بولی مما پات تلو۔۔۔ہاں چلو ماما پاس چلیں گے۔۔۔کہ شہریار آگے بڑھتے دارم کے گلے لگتے بولا بہت بہت مبارک ہو تم دوسری دفعہ باپ بن گئے۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہوتے مبارکباد لیتے بولا خوش ہو رہے ہو یا افسوس کر رہے ہو کہ شہریار ہنستے ہوئے بولا دے تو مبارکباد ہی رہا ہوں۔۔۔شکریہ اور تمہارا بہت شکریہ میری بیٹی کا خیال رکھنے کے لیے۔۔۔شکریہ کہ کوئی ضرورت نہیں شہریار بولا خیر جو تمہاری بیٹی نے مجھ پر تمہیں سمجھ کر چڑھتے اچھل کود کی ہے اس کا حساب میں تم سے ضرور لوں گا۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے جنت کو دیکھتے اس کا گال چومتے بولا تو پھر موموکی خوب پٹائی کی جنت نے اور واپس شہریار سے مخاطب ہوتے بولا بھئی ٹھیک ہے بعد میں حساب کتاب برابر کرلیں گے فلحال عشاء کو بھیجو ذرا جنت کے کپڑے چینج کروادے۔۔۔ہاں بھئی ہم تو تمہاری پرنسسز کی خدمتوں کے لیے ہی رہ گئے ہیں بھیجتا ہوں میں اس کی پھوپھو کو۔۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔۔کچھ ہی دیر میں عشاء جنت کے کپڑے بدلتے اسے تیار کر چکی

تھی اور دارم کو مبارکباد دیتے بولی دارم لالا اپ جاتے سب سے پہلے مجھے بے بی کی فوٹو بھیجیں گے پھر شام میں۔۔میں اور شہریار ائیں گے اسے دیکھنے او کے ۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے اس کے سر پر پیار دیتے بولا اوکے اور جنت کو لیتے نکلا۔۔۔

جنت سارا راستہ دارم کا سر کھاتے ماما کدھر ہیں پوچھتی ائی تھی۔۔۔دارم نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا تو جنت نے سامنے رامین کو بیڈ پر لیٹے دیکھا تو ماما ماما کرتے بھاگتے ہوئے اس کے قریب گئی۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولی میرا بے بی کیسا ہے۔۔۔کہ دارم نے رامین کو اٹھا کر بٹھاتے جنت کو اس کے پاس بیڈ پر رکھا تو جنت فوراً اس کے گلے لگی رامین مسکرائی اور اس کے گال چومتے بولی میری جان نے بہت یاد کیا نا مما کو۔۔۔ماما نے بھی جنت کو بہت مس کیا اور جو پریشان کیا اس کے لیے سوری۔۔۔جب کے جنت تو ہنستے مسکراتے اس کے گلے میں بائیں ڈالے اپنی ہی دھن میں باتیں کیے جا رہی تھی

جنہیں ہمیشہ کی طرح سمجھتے رامین جواب دینے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی البتہ جنت پہلے رامین کے ہاتھ پر لگی ڈرپ دیکھ کر کچھ پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر رامین سے لاڈ کرنے کے بعد اب جنت نے غور کیا تھا جگہ پر تو وہ اٹھتے بیڈ سے اترتے کمرے کا جائزہ لینے لگی سائمہ بیگم بھی رستم صاحب کے ساتھ گھر چلی گئی تھی اب کمرے میں صرف ان کی فیملی تھی۔۔۔ کہ رامین دارم کو دیکھتے بولی دارم بے بی کو یہاں لاؤ تو جنت کو دکھائیں۔۔۔ کہ دارم نے بے بی رامین کی گود میں دیا اور خود جنت کو اٹھاتے چیئر پر بیٹھتے بولا دیکھو پرنسسز۔۔۔ بے بی اپ کا بھائی۔۔۔ جنت نے بغور اس کا جائزہ لیتے بچے کی طرف اشارہ کرتے کہا بھائی ۔۔۔ہاں بھائی دارم بولا تو جنت نے اسے چھونے کے لیے ہاتھ اگے بڑھایا لیکن پھر دارم اور رامین کو دیکھتے رک گئی۔۔۔ رامین نے بے بی کو مزید جنت کے قریب کیا تو دارم نے جنت کا ہاتھ پکڑ کے اہستہ سے اس کے گال کو چھوا۔۔۔ تو وہ ننھا شیطان انکھیں کھولتے مسکرایا۔۔۔ جنت نے تو خوشی سے نہال ہوتے تالی بجاتے اسے دوبارہ چھوا۔۔۔ کہ اب کی بار رامین مسکراتے ہوئے بولی دارم اس کی انکھیں بالکل تم پر گئی ہے اور ساتھ ہی اس نے اہستہ سے بے بی کے گال کو

چوما۔۔۔جو دارم جیسی کالی گہری روشن انکھوں سے اب ان سب کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا۔۔۔ بابا بے بی۔۔۔ مسکرا کر کہتے جنت نے اگے کو جھکتے جارحانہ انداز میں بے بی کو پکڑتے اس کا گال چوما۔۔۔ جنت نہیں بچے رامین کے منع کرنے سے پہلے ہی جنت اس پر اپنا پیار برسا چکی تھی جواب مخصوص جنت کے انداز میں ہی اپنے نچلے ہونٹ سے اوپر والا ہونٹ کو چھپائے ایک نظر اسے دیکھتے پورا گلا کھولے رونا شروع کر چکا تھا۔۔۔ کہ جنت نے بھی کچھ گھبراتے ایک نظر دارم اور پھر رامین کو دیکھا۔۔۔اور پھر بے بی کہتے اس کی طرف اشارہ کرتے خود بھی رونا شروع کر دیا۔۔۔دارم نے ایک نظر رامین کو دیکھا اور رامین نے دارم کو پھر دونوں ہنستے گئے۔۔۔ان کے دونوں بچے روتے ہوئے کمرہ سر پر اٹھا چکے تھے بیچاری نرس باہر سے بھاگ کر اتا ہے حیران و پریشان کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر کی محنت کے بعد آخر دونوں ہی چپ ہو گئے تو دارم جنت کو سمجھاتے بولا پرنسسز بے بی بہت چھوٹا ہے اسے ہائی ہوتی ہے ایسے پیار نہیں کرتے اوکے۔۔۔اپ صرف اس کو ہاتھ لگاؤ اوکے۔۔۔اوتے کہتے جنت نے واپس اس کا بغور جائزہ لیا جو خاموش سے اب جنت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ دارم

رامین سے بے بی لیتے بولا اب تم بھی ریسٹ کرو من میں اسے کاٹ میں لٹاتا ہوں۔۔۔ تو رامین بے بی دارم کو دیتے خود لیٹ گئی۔۔۔ جبکہ جنت بھی رامین کے پاس سے اٹھتی کاٹ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور اسے دیکھنے لگی دارم نے چیئر رکھتے جنت کو اس پر بٹھا دیا اور خود واپس رامین کے قریب بیٹھا رامین مسکرائی اور بولی دیکھو کتنے غور سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں جبکہ جنت گاہے بگاہے بے بی کے گال کو چھو لیتی جس پر وہ مسکرا دیتا۔۔۔ ہاں دارم بھی مسکرایا تھا۔۔۔ کہ اب رامین پوری طرح دارم کی طرف متوجہ ہوتے بولی تم نے کچھ کھایا دارم۔۔۔ ہاں کھایا تھا دارم فورن بولا تو رامین نے پوچھا کیا کھایا۔۔۔ کھانا کھایا تھا۔۔۔ وہی پوچھ رہی ہوں کھانے میں کیا کھایا تھا۔۔۔ دارم۔۔۔ رامین اسے گھورتے بولی جبکہ دارم کی نظریں سامنے جنت اور بے بی پر تھیں کہ رامین اس کا چہرہ ایک ہاتھ سے تھامتے اپنی طرف موڑتے بولی ۔۔۔ بولو کیا کھایا تھا۔۔۔ دارم نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور لمبی اہ بھری ۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے بولا جوس پیا تھا۔۔۔ تم نے کل صبح سے کھانا کھایا ہوا ہے یعنی رامین کچھ غصے سے بولی تو دارم اس کا ہاتھ تھامتے اپنے ہونٹوں سے

لگاتے بولا ابھی کھاؤں گا نا کھانا تمھارے ساتھ پہلے وقت نہیں ملا۔۔۔افف دارم افف کہتے رامین نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے سینڈوچ اٹھایا اور اسے کھولتے دارم کی طرف بڑھاتے بولی اپنا خیال خود رکھا کرو اب دارم میں ایک ساتھ تین بچے نہیں سنبھال سکتی۔۔۔سمجھے!!! تو دارم مسکراتے ہوئے بولا بولا جو حکم میری جان ویسے تم نے سینڈوچ کس سے منگوایا۔۔۔بابا سے مجھے یقین تھا تم نے کچھ نہیں کھایا ہوگا بہت اچھے سے جانتی ہوں میں تمہیں کہتے رامین نے سینڈوچ دارم کے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔اس سے پہلے دارم کچھ کہتا کمرے کا دروازہ کھلا شہریار اور عشاء اندر داخل ہوئے۔۔۔اففف خدایا یہ کوئی وقت ہے رومانس کا۔۔۔یار کچھ خیال کیا کرو دو دو بچوں کے ماں باپ بن گئے ہو اب ہمیں بھی موقع دو۔۔۔مسکرا کر کہتے انہیں گڑبڑانے پر مجبور کرتے شہریار مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا اور دارم رامین سے کچھ فاصلہ قائم کرتے اٹھ کر چیئر پر بیٹھتے بولا دروازہ کھٹکھٹانے کا رواج ہے ابھی۔۔۔ہوتا ہوگا بھئی لیکن ہاسپٹل میں تو نہیں ہے اور ویسے بھی ہمارے پیچھے دادی اور دا جی ارہے ہیں تو سدھر جاؤ ویسے بھی اتنی مشکل سے بچی ہے میری بہن۔۔۔کہتے وہ رامین کی طرف جھکتے

اس کے سر پر بوسہ دیتے پیچھے ہوتے بولا اور تم ہمیں سکون کا سانس نہ لینے دینا محترمہ کوئی نہ کوئی فساد کھڑا ہی رکھا کرو۔۔۔ کہ رامین اسے گھورتے بولی تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے میں نے سب جان بوجھ کر کیا ہو۔۔ہاں تم جان بوجھ کر ہی کرتی ہوا ٹینشن سیک کرنے کے لیے شہریار فورا بولا۔۔دفع ہو جاؤ شری تم مجھے یہاں باتیں سنانے ائے ہو رامین منہ بناتے بولی۔۔۔ نہیں اپی اپ چھوڑیں انہیں اب اپ کی طبیعت کیسی ہے اب عشاء اس کے پاس بیٹھتے فکر مندی سے بولی۔۔۔ میں ٹھیک ہوں عشاء تم فکر مت کرو۔۔ جنت نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا۔۔۔ نہیں اپی عشاء بولی کہ شہریار بیچ میں بولا پڑا محترمہ تنگ۔۔۔ تنگ کرنا بہت چھوٹا لفظ ہو گا تمہاری بیٹی نے ہمیں انگلیوں پر نچایا ہے۔۔۔ کہ رامین ہنستے ہوئے بولی بہت اچھا ہوا تم یہی ڈیزرو کرتے ہو۔۔ کہ جنت بے بی کے پاس سے اٹھ کر رامین کے بیڈ کے پاس اکر کھڑے ہوتے اداسی سے بولے مما بے بی تو گا۔۔۔ مما بے بی سو گیا۔۔۔ رامین مسکرائی کہ دارم نے اسے اٹھاتے رامین کے پاس بیڈ پر بٹھایا تو رامین اسے اپنے بازو میں بھرتے بولی چلو بھائی سو گیا ہے نا اب جنت بھی سو جائے۔۔۔ نو سونا جنت فورا بولی تو رامین نے مسکراتے ہوئے اس کا

سر اپنے بازو پہ رکھا اور اہستہ اہستہ اسے تھپکنے لگی جانتی تھی وہ یوں ہی کہتے کہتے سو جائے گی۔۔۔ شہریار نے بے بی کاٹ کی طرف بڑھتے بے بی کو اٹھایا جو سو رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء بھی اٹھتے شہریار کے پاس گئی۔۔۔ شہریار بولا دیکھو بٹر فلائی مجھ پر گیا ہے نا یہ۔۔۔ نہیں شہریار یہ تو بہت پیارا اور چھوٹا سا ہے عشاء نے کہا۔۔۔ تو کیا مطلب ہے تمہارا میں پیارا نہیں ہوں شہریار نے اسے گھورتے کہا تو رامین اور دارم بھی لب دبائے مسکرائے کہ عشاء فورا بولی نہیں نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ مجھے تو کچھ کچھ جنت اور رامین اپی جیسا لگ رہا ہے۔۔۔ شہریار اسے مجھے دیں میں اسے قریب سے دیکھ کر بتاتی ہوں عشاء نے بڑے پیار سے کہا۔۔۔
نہیں رہنے دو بٹر فلائی تمہیں میں پیارا نہیں لگتا زیادہ قریب سے یہ بھی پیارا نہیں لگے گا کہتے شہریار نے بے بی اس کی گود میں دینے سے صاف انکار کیا۔۔۔ شہریار نہیں کرے نا دے دیں مجھے دارم لالا پلیز شہریار کو کہیں نا مجھے بے بی دے دیں۔۔۔ شہریار دے دو اسے دارم نے شہریار کو دیکھتے کہا تو شہریار نے شرافت سے بے بی عشاء کو پکڑا دیا۔۔۔ یہ کتنا ہلکا ہے عشاء اسے پکڑتے شہریار کو دیکھتے بولی اور ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت پیارا ہے۔۔۔ کہ پھر رامین کی طرف بڑھتے بولی

اپی یہ اپ پر گیا ہے۔۔۔عشاء یہ لڑکا ہے تم کبھی اسے جنت پر لے جاؤ تو کبھی رامین پہ دارم جیسا کہتی تو پھر بھی بات سمجھ میں اتا شہریار نے واپس عشاء کے سر پر کھڑے ہوتے بے بی کا جائزہ لیتے کہا کہ عشاء بولی اپ کو دارم لالا جیسا ایسا لگ رہا ہے کیا؟؟؟ ہاں کچھ نہ کچھ لگ رہا ہے۔۔۔اچھا۔۔۔ویسے شہریار دیکھیں یہ کتنا چھوٹا اور سوفٹ ہے جنت بھی بڑی لگ رہی ہے اس کے سامنے تو۔۔۔کہ رامین عشاء کو دیکھتے بولی عشاء تمھیں بھی ایسا بے بی چاہیے۔۔۔ہاں چاہیے عشاء فورا سے بولی تو شہریار سر جھکائے مسکرایا کہ رامین بولی اچھا تو پھر شہریار سے بولو لا دے گا کیوں شہری لادو گے عشاء کو بھی ایسا بے بی؟؟؟ شہریار نے مسکراتے ہوئے رامین کو گھورا کہ عشاء بے بی پر ہی نظریں جمائے بولی ہاں مجھے بھی بے بی چاہیے شہریار۔۔۔کہ ساتھ ہی اس نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے شوخ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا باقی سب کی نظریں بھی خود پر محسوس کرتے اور اپنے الفاظ پر غور کرتے عشاء کا چہرہ خون چھلکانے کی حد تک سرخ ہوا۔۔۔اور وہ فورا بات بدلتے شہریار کی نظروں سے گھبراتے بولی اپی اپ اس کا نام کیا رکھیں گی۔۔۔اس کا نام۔۔۔اس کا نام میں سب کو صبح بتاؤں گی گھرا

کر۔۔۔وہ سب ابھی باتوں میں مصروف تھے کہ روم کا دروازہ کھولتے سیال خان سکینہ بی بی طیبہ بیگم زمان اور مریم اندر ائے۔۔۔سب باری باری رامین کو پیار دیتے اس کی طبیعت پوچھ رہے تھے کہ سکینہ بی بی رامین کے سر سے پیسے وارتے زمان کو پکڑاتے بولی غریبوں میں تقسیم کر دینا۔۔۔اور لاؤ بھائی ہمیں ہمارا پر پوتا دکھاؤ۔۔۔کہتے وہ عشاء کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے بے بی کو لیتے بولی لڑکی تم دور رہنا ہمارے پر پوتے سے تمہیں اس جنت کے لیے رکھا ہوا ہے

صرف۔۔۔اپنی اوقات مت بھولو شہریار نے ابھی کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ دارم نے اسے انکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے ٹھنڈی اہ بھر گیا۔۔۔کہ سکینہ بی بی بچے پر صدقے واری جاتے سیال خان کو پکڑاتے رامین کو دیکھتے بولی رامین بھئی تم ہمارے پر پوتے پر دھیان دینا اب قسمت والی ماؤں کو بیٹے ہوتے ہیں اور اس منحوس کو سنبھالنے کے لیے یہ لڑکی ہے نا۔۔۔دادی سائیں اپ میری معصوم پھول جیسی بیٹی کے لیے ایسے الفاظ کیسے استعمال کر سکتی ہیں ارمین نے کچھ برا مناتے کہا تو وہ سکینہ بی بی بولی کیوں تم اس کی وجہ سے نہیں گری اگر تمہیں یا ہمارے پر پوتے کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔کہ

رامین بولی نہیں دادی سائیں میں تو دوپٹہ پاؤں میں اٹکنے کی وجہ سے گری تھی ۔۔۔اچھا تو تمہارے ڈریسنگ کے پاس جو اتنی چیزیں گری ہوئی تھیں ضرور اس نے کوئی شرارت کی ہو گی سکینہ بی بی بولی۔۔ نہیں دادی جان وہ تو میں نے سنبھلتے ہوئے کچھ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن میرا پاؤں سلپ ہو گیا اس سب میں جنت کی تو کوئی غلطی نہیں تھی بلکہ وہ تو مجھے دیکھتے پریشان ہو گئی اور بھاگتے ہوئے دارم کو بلا کر لائی۔۔۔اچھا جو بھی ہو لیکن اب تم چھوٹے شیر پر دھیان دو گی۔۔ جی کہتے رامین سر جھکا گئی۔۔۔

سیال خان نے بھی بچے کے کان میں اذان دی۔۔۔زمان اور مریم بھی ہنستے مسکراتے باتیں کرتے کچھ دیر بعد گھر کے لیے نکلے۔۔۔کہ عشاء شہریار کو دیکھتے بولی شہریار بے بی کب سے سو رہا ہے اٹھا ہی نہیں رہا۔۔۔کوئی بات نہیں عشاء صبح اٹھ جائے گا نا تمہاری طرح اسے زیادہ نیند آتی ہو گی چلو چلیں اب ہم بھی کافی لیٹ ہو گیا ہے رامین اور دارم کو بھی ریسٹ کرنے دو جبکہ عشاء کا جانے کا کوئی موڈ تو نہیں بن رہا تھا لیکن پھر بھی اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ کافی دیر ہو چکی تھی کہ رامین جنت کا منہ چومتے بولی میری بیٹی کا خیال رکھنا کہتے رامین کی انکھیں نم ہوئی

تھی کہ شہر یار اگے بڑھتے رامین کو ساتھ لگاتے بولا فکر نہ کرو دادی سائیں کی تو عادت ہے ایسی باتیں کرنا اور تم ہو کے دل پر لے رہی ہو۔۔۔اب تو مورے بھی گھر پر ہیں اور صبح تم بھی اجاؤ گی اور اگر کہتی ہو تو جاگ کر ایک رات پہرا دے لیتا ہوں۔۔۔ نہیں اب اس کی بھی ضرورت نہیں ہے رامین ہنستے ہوئے بولے گھر میں ہی ہے وہ۔۔۔اچھا تو پھر ہمیں اجازت کہتے شہر یار نے جنت کو گود میں اٹھایا تو جنت نے رامین کے بال پکڑے ہوئے تھے کہ رامین کی انکھیں ایک دفعہ پھر نم ہوئیں تھیں اور شہر یار اور عشاء جنت کو لیتے نکل گئے۔۔۔

سب جا چکے تھے۔۔دارم رامین کے قریب پر بیٹھتے بولا من صرف ایک رات کی تو بات ہے اور ساتھ ہی رامین کی دونوں انکھوں پر جھکتے باری باری لب رکھے رامین نے سمجھداری سے سر ہلاتے دارم کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔۔کچھ دیر کے وقفے کے بعد رامین بولی دارم میں نے تمہیں اج بہت پریشان کیا نا۔۔۔ہاں

بہت زیادہ دارم نے اس کا ماتھا چومتے کہا تو رامین مسکراتے ہوئے بولی ائی ایم سوری۔۔۔بس چھوڑ دو من جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔تم اور ہمارا بے بی دونوں میرے پاس ہو سہی سلامت میرے لیے یہی کافی ہے لیکن!! دارم خاموش ہوا تو رامین بولی لیکن کیا؟؟؟ کیا چھپا رہے ہو مجھ سے دارم۔۔۔دارم نے رامین کی گود میں پڑا اس کا ہاتھ تھامتے کہا ڈاکٹر نے بولا ہے کہ ہو سکتا ہے تم دوبارہ کنسیو نہ کر سکو یا دوبارہ پریگننسی میں بہت زیادہ کمپلیکیشن ہو۔۔۔اہہ کہتے رامین نے نم انکھوں سے ایک گہرا سانس بھرا اور بولی ہماری فیملی تو کمپلیٹ ہو گئی نا دارم اور ویسے بھی میں جانتی ہوں تم دوبارہ یہ چانس مجھے لینے ہی نہیں دو گے۔۔۔کہ دارم بولا ہاں تو مجھ میں نہیں ہے ہمت میں نہیں دیکھ سکتا تمھیں اس حالت میں دوبارہ۔۔۔رامین مسکرائی اور ساتھ ہی انہیں بے بی کے رونے کی اواز ائی تو رامین بولی دارم پکڑاؤ اسے مجھے۔۔دارم کے اٹھاتے ہی وہ شیطان جاموش ہو گیا کہ دارم نے۔مسکراتے ہوئے اسے رامین کی گود میں دیا تو رامین اسے تھامتے بولی دارم مجھے تو یقین نہیں ارہی یہ ہمارا بیٹا ہے اسے میں نے پیدا کیا ہے۔۔۔ دارم بھی اس کے قریب بیٹھتے مسکرایا اور نرمی سے اس نے بھی بے بی کا ہاتھ

تھاما۔۔ کہ رامین اہستہ سے بے بی کا گال چومتے بولی اور دیکھو اس کی انکھیں بالکل تم پر گئی ہیں دارم یہ کتنا پیارا ہے نا۔۔۔ تو دارم مسکراتے ہوئے بولا ہاں اور اسکی ناک بالکل تم جیسی ہے۔۔۔ لیکن یہ زیادہ تم جیسا ہے رامین نے اس کا گال چومتے کہا۔۔۔ کہ دارم بولا من ویسے مجھے یہ جنت جیسا لگ رہا ہے جب وہ زیادہ چھوٹی تھی بالکل ایسی دکھتی تھی۔۔۔ سچ میں رامین نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔ ہاں رکو میں تمہیں اس کی فرسٹ سیکنڈ ڈے کی پکچر دکھاتا ہوں۔۔۔ کہ رامین پیکس دیکھتے بولی ہاں دارم یہ تو بالکل جنت جیسا ہے۔۔۔ اچھا ہم اس کا نام کیا رکھیں گے رامین نے دارم کو دیکھتے پوچھا۔۔۔ تو دارم نے اہستہ سے جھکتے اس ننھے شہزادے کا گال چوما اور بولا جو تم چاہو۔۔۔ دارم تم نے کوئی تو نام سوچا ہو گا نا رامین نے دوبارہ پوچھا تو دارم بولا نہیں کوئی خاص نام نہیں سوچا جنت کا نام میں نے رکھا تھا اس کا نام تم رکھ لو۔۔۔ اوکے۔۔۔ کو لمبا سا کھینچتے رامین بولی دراب، دراب نام کیسا رہے گا۔۔۔ کہ دارم نے نظر اٹھا کر رامین کو دیکھا اور پھر یکدم اسکی آنکھوں میں نمی چمکی کہ مسکراتے بولا تم بہت تیز ہو من میرے دل میں چھپی باتیں بھی جان لیتی ہوں۔۔ کہ رامین مسکرائی اور بولی ہاں کیونکہ اس دل

میں۔۔میں جو رہتی ہوں خیر تم یہ بتاؤ ہم یہ نام فائنل کر دیں۔۔۔ہاں دارم نے لفظی جواب دیا۔۔کہ رامین بے بی کو دیکھتے بولی میری جان اپ کا نام ہو گا دراب دارم خانزادہ۔۔۔اپکو پسند آیا کیا؟؟تو وہ ننھا شہزادہ مسکرادیا کہ رامین ہنستے ہوئے دارم کو دیکھتے بولی دیکھو دارم۔۔۔دراب کو اس کا نام پسند ایا۔۔۔تو دارم مسکرایا کہ رامین دراب کو دیکھتے بولی جب بیٹے بڑے ہو جاتے ہیں نا تو باپ کے دوست بن جاتے ہیں اپ کے بابا بھی اپ کے دراب چاچو کو بہت مس کرتے ہیں تو جب آپ بڑے ہو جاؤ گے اپنے بابا کے دوست بن جانا۔۔اوکے۔۔۔کہ دراب بہت غور سے سنتے رامین کو ٹکر ٹکر اپنی گالی انکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ دارم نے اسے رامین کی گود سے لیتے اہستہ سے اس کا ماتھا چومتے نم انکھوں سے کہا بابا اپ کے بابا ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی بن کر رہیں گے اور اپ بھی ہمیشہ اپنے بابا کی سائیڈ لو گے مما کی سائیڈ تو اپ کی بہن ہر وقت لیتی ہے۔۔۔کہ رامین فورا بولی دیکھو دارم یہ غلط بات ہے تم میرا بیٹا واپس کر دو یا پھر ایسی باتیں نہیں کرو ۔۔۔میں ہوں نا میں لیا کروں گی تمہاری سائڈ لیکن میرے بچے صرف میرے ہیں کہ دارم ہنس دیا اور بولا ٹھیک ہے بچے تمہارے اور تم میری۔۔۔ہاں میں تو

صرف اور صرف تمہاری ہوں وہ منہ بناتے بولی تو دارم ہنستے ہوئے بولا جی جی بہت اسان ہے اپ کا مجھ پر۔۔۔ہاں ہے تو رامین بھی مسکراتے ہوئے دارم کے گال پر لب رکھتے بولی احسان تو ہے۔۔۔

گھر پر رامین کا شاندار ویلکم کیا گیا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی دراب کا حقیقہ بھی۔۔۔ سب تقریبا ان کے کمرے میں ہی جمع تھے کہ جنت اور روحان دراب کی کاٹ کے پاس بیٹھے بس اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔کچھ دیر بعد دراب سو گیا تو جنت رامین کے پاس اتے بولی (مما بی بی تو گا)۔۔مما بی بی سو گیا۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی لڑکی اسے پکڑ واب رامین کو بھی ارام کرنے دو کہتے جنت کا بازو پکڑتے کچھ سختی سے اسے پیچھے کی طرف جھٹکا دیتے بولی کہ جنت نے ایک نظر سکینہ بی بی کو دیکھتے نچلا ہونٹ باہر نکالتے رونے کی پوری تیاری پکڑی۔۔۔اس سے پہلے عشاء جنت کو اٹھاتی دارم نے غصے سے اگے بڑھتے سکینہ بیگم کے ہاتھ سے جنت کا ننھا سا بازو ازاد کراتے چوما جبکہ جنت بابا کہتے اک لمحے میں دارم کے سینے سے

لگی۔۔۔ جنت کو سہما ہوا دیکھ دارم کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ وہ سرخ انگار ھوتی انکھوں کے ساتھ ماتھے پر ڈالے بولا دادی سائیں۔۔۔ اگر میں آپ سے کچھ کہہ نہیں رہا تو اس کا ہر گز بھی مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے اپ کا خراب رویہ اپنی بیٹی کے ساتھ نظر نہیں ارہا۔۔۔ ائندہ اگر اپ نے اسے ہاتھ لگانا تو دور غصے سے دیکھا بھی تو مجھ اپنے مقابل پائیں گی۔۔۔ رامین کے گرنے سے لے کر ہاسپٹل گھر ہر جگہ اپ خواہ مخواہ میری معصوم سی جان پر غصہ کر رہی ہیں اگر اپ کو اپنی پوتی کی فکر ہے۔۔ تو یہ تو میری اپنی بیٹی ہے اس بچے کی دنیا میں اجانے کا یہ مطلب ہر گز بھی نہیں ہے کہ رامین جنت کی ذمہ داری ازاد ہے۔۔ میرے لیے اب بھی جنت سے زیادہ ضروری کچھ نہیں ہے جس کسی کو بھی میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے اسے میری بیٹی کو قبول کرنا پڑے گا۔۔۔ اور بہتر یہی ہے کہ اپ اپنا رویہ جنت کے ساتھ درست کر لیں اس سے پہلے مجھے کوئی سخت قدم اٹھانا پڑے۔۔۔ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں تحمل سے سیدھے اور اسان لفظوں میں اپنی بات کہتے وہ جنت کو اٹھاتے بیڈ کی دوسری جانب بیٹھا۔۔۔ کہ سکینہ بی بی بولی میں تو بس اس یہ کہہ رہی تھی کہ رامین ارام کر سکے۔۔۔ جبکہ دارم خاموش رہا۔۔۔ دارم کو

غصہ بہت کم اتا تھا لیکن جب اتا تو پھر اس کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔۔۔ماحول کو ہلکا پھلکا کرتے ایت بولی اپی لالا اپ لوگوں نے کیا نام سوچا ہمارے اس کیوٹ سے بے بی کا۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔نام تو تمہاری اپی نے رکھنا ہے پوچھ لو۔۔۔کیا نام ہے اپی ایت بے صبری سے بولی کہ رامین مسکرائی اور بولی دراب۔۔۔

ہم اس کا نام دراب دارم خانزادہ رکھے گے۔۔۔نام سنتے ہی عشاء کی انکھوں میں یکدم نمی جمع ہوئی۔۔۔

کہ باقی سب نے بھی نام پسند کیا۔۔۔عشاء خاموشی سے ایک نظر سوئے ہوئے دراب پر ڈالتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

شہریار اس کی نم انکھیں دیکھ چکا تھا کہ اس کے پیچھے ایا تو دیکھا وہ دراب کی تصویر ہاتھ میں پکڑا رونے میں مصروف تھی۔۔۔شہریار اس کے پاس بیٹھتے بولا کیا ہوا بٹر فلائی رو کیوں رہی ہو۔۔۔بس یوہی مجھے اپنے لالا کی یاد ارہی ہے۔۔۔اچھا کیا تمہیں برا لگا دارم اور رامین نے اپنے بے بی کا نام دراب رکھا۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہے مجھے تو بہت اچھا لگتا ہے یہ نام۔۔۔کہ شہریار نے اگے بڑھتے اس کے انسو

صاف کرتے کہا چلو آج تمہیں ایک سیکرٹ بتاتا ہوں۔۔ کیا عشاء نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا پوچھا۔۔۔ تو شہریار بولا تم جانتی ہو دارم نے اپنے بیٹے کا نام دراب کیوں رکھا۔۔۔ نہیں کیوں رکھا عشاء بولی۔۔۔ کیونکہ جو تمہارے دراب لالا تھے وہ تمہارے دارم لالا کے بیسٹ فرینڈ تھے بالکل بھائیوں والی دوستی تھی ان کی دراب کے جانے کے بعد دارم نے کسی سے دوستی نہیں کی۔۔۔۔ کیا؟؟ عشاء کچھ حیران ہوتے بولی تو دراب لالا کے وہ دوست دارم یہ والے دارم لالا ہیں۔۔۔ ہاں یہی والے دارم لالا ہیں۔۔۔ تو دارم لالا نے مجھے کبھی بتایا کیوں نہیں اور نہ ہی کبھی آپ نے مجھے بتایا عشاء اسے گھورتے بولی۔۔۔ کیونکہ جو تمہارے دارم لالا ہے نا یہ دکھنے میں بہت مضبوط لگتے ہیں لیکن دل کے بڑے کمزور آدمی ہیں۔۔۔ انہیں لگتا ہے کہ وہ اپنے دوست کی بہن کی حفاظت نہیں کر سکے اور وہ انہی کے گھر کسی کے بدلے میں آ گئی۔۔۔ اس سے پہلے دارم تم تک پہنچتا تمہارے نانا تمہارا نکاح مجھ سے کروا چکے تھے۔۔۔ کہ عشاء بولی لیکن اس سب میں دارم لالا کی تو کوئی غلطی نہیں تھی انہیں تو مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔۔ چلیں اگر انہوں نے نہیں بتایا تو آپ کو تو بتانا چاہیے تھا نا شہریار۔۔۔ بٹر فلائی میں

تمہیں بتا دیتا لیکن۔۔۔ لیکن کیا عشاء غصے سے بولی کہ شہریار فورا بولا یہی اسی وجہ سے میں نے تمہیں نہیں بتایا۔۔۔ کون سی وجہ عشاء اسے گھورتے بولی تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا تم جا کر میری شکایتیں دارم سے لگاتی۔۔۔ اور دارم جو پہلے ہی مجھے دھمکاتا رہتا ہے وہ تو تمہارے شکایت لگانے پر میرا حشر بگاڑ دیتا۔۔۔ اور ویسے بھی دارم نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے تمہیں کچھ بھی کہا یا ذرا بھی تکلیف دی تو وہ تمہیں اور مجھے علیحدہ کر دے گا۔۔۔ اور پھر تمہیں ائیر لینڈ بھیج دیں گا۔۔۔ کہ عشاء بولی بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے دارم لالا اپ نا بالکل بھی اچھے نہیں ہیں جا رہی ہوں میں اپنے فائدے کے لیے اپ نے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی۔۔۔ جبکہ میں نے اپ سے ائیر لینڈ میں پوچھا بھی تھا کہ اپ کے پاس دراب لالا کے گھر کی کیز کیسے ائی۔۔۔ ہاں تو بٹر فلائی میرا ہی نہیں اس میں تمہارا بھی فائدہ تھا۔۔۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم ٹھہری ضرورت سے زیادہ جذباتی یو ہی ہماری چھوٹی موٹی لڑائی پر جا کر دارم کو بتا دو اور اگلا میری ہڈیوں کا سورمہ بنا دے گا پھر بیٹھی رہنا سفید کپڑے پہن کر۔۔۔ اففف شہریار کچھ بھی بولتے ہیں اپ جائیں مجھے نہیں کرنی اپ سے بات جا رہی ہوں میں کہتے

وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔جب کہ شہریار نے بیڈ پر گرتے ٹھنڈی اہ بھرتے مسکراتے ہوئے سوچا ہاے بٹر فلائی ابھی تو نہ جانے تم پر اور کتنے راز اشکار ہوں گے پھر اللہ جانے کیا بنے گا میرا۔۔۔

وقت پر لگائے اڑ رہا تھا۔۔۔دراب 3 ماہ کا ہو چکا تھا۔۔۔اور سب سے اچھی بات جو اس وقت میں ہوئی وہ یہ تھی کہ جنت دراب کے ساتھ ایڈجسٹ کر گئی۔۔۔ جس میں دارم اور رامین نے بہت محنت کی تھی وہ ہمیشہ پہلے جنت کو رکھتے اور پھر دراب کو۔۔۔اب تو وہ بھی سارا دن بے بی بے بی کہتے دراب کے اس پاس ہی گھومتی رہتی جب وہ جاگ رہا ہوتا اور جب سو جاتا تو خرگوش سے کھیلنے لگتی۔۔۔ ابھی بھی رامین جنت اور دراب کو سلا کر ہٹی تھی کہ دارم کی کال ائی وہ ائرلینڈ تھا ۔۔۔اپنے کام کی وجہ سے اور رامین کو اس کنڈیشن میں وہ سنبھال نہیں سکتا تھا اکیلے اور نہ ہی بچوں کو اس لیے وہ پاکستان میں ہی تھے۔۔۔ کیسی ہو جان من دارم نے ویڈیو کال پر مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔تو رامین بولی بالکل ٹھیک ہوں تم

بتاؤ کھانا کھایا۔۔ہاں کھالیا اور تم نے دارم نے پوچھا۔۔۔میں تو کھا ہی لیتی ہو رامین بولی۔۔۔اچھا بچے کیا کر رہے ہیں اتنا خاموشی ہے سو گئے ہیں کیا۔۔۔ ظاہری بات ہے سوئے ہوئے ہیں ورنہ توبہ جو دونوں روتے ہیں ایک ساتھ قسم سے پاگل کر دیتے ہیں مجھے۔۔۔دارم ہنسا تھا وہ صحیح کہہ رہی تھی جنت اور دراب دونوں ایک ساتھ رونے لگتے تھے۔۔۔دراب روتا تھا اور جنت اسے روتا دیکھ کر روتی تھی کہ بے بی کیوں رو رہا ہے۔۔۔کہ رامین بولی تم ہنس لو دارم بہت خراب ہو تم کہتے یوں تھے جیسے بچے تم ہی سنبھالو گے۔۔۔فکر نہ کرو من ہم ساتھ مل کر سنبھال لیں گے۔۔اور اب پچھلے ڈیڑھ ماہ سے جا کے ائر لینڈ بیٹھے ہوئے ہو۔۔۔لگتا ہے میری جان مجھے بہت مس کر رہی ہے دارم شوخ انداز میں بولا تو رامین بولی جی نہیں تمہیں مس کرنے کے لیے مجھے ٹائم نکالنا پڑے گا جو کہ جنت اور دراب کے ہوتے ممکن نہیں ہے۔۔۔لیکن میں تو تمہیں بہت مس کر رہا ہوں نا جان من۔۔۔دارم بیچارا سا منہ بناتے بولا تو رامین اسے دیکھتے بولی کوئی بات نہیں دارم کام پر دھیان دو دو بچوں کی ذمہ داری ہے اب تم پر۔۔۔افففف من کسی بڑھوں جیسی باتیں کر رہی ہو دارم منہ بناتے بولا کہ۔۔۔اب کی بار

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

رامین کھلکھلا کر ہنسی تھی اور بولی تو اب میں تم سے کیسی باتیں کروں دارم۔۔۔دیکھو دارم اب ہمارے دو دو بچے ہیں ہمیں ان کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ ہم ان کی زندگی بہتر کیسے بنا سکتے ہیں اور اب ہم کیا ہی باتیں کریں رامین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے انتہائی تحمل سے کہا۔۔۔کہ دارم منہ کھولے حیرانی سے اسے دیکھتے بولا استغفر اللہ من مطلب جن کے بچے ہو جاتے ہیں ان کی کوئی لو لائف نہیں رہتی۔۔۔نہیں اب کیا لو لائف ہوئی اپ بچے بڑے کرنے ان پر توجہ دینی ہے انہیں پڑھانا لکھانا ہے کسی قابل بنانا ہے اور تم ہو کے۔۔۔خیر مجھے یہ بتاؤ کبھی تم نے ہیرو ہیروئن کے پیار ہونے کے بعد ان کے بچے ہو جانے کے بعد اگے کوئی فلم دیکھی یا ناول پڑھا ہے نہیں نا تو پھر۔۔۔دارم نے اپنا سر پکڑا اور اسے دیکھتے بولا من یہ جو تم چیپ ناولز پڑھتی ہو نا وہ تمہارا دماغ خراب کرتے ہیں انے دو مجھے پھر میں تمہیں بتاتا ہوں بچے ہونے کے بعد لو لائف ختم ہوتی یا مزید اگے بڑھتی ہے۔۔۔

لو ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں میں رامین نے ادھر ادھر دیکھتے کہا تو دارم بولا جی جی

جان من اس بات کا فیصلہ میں اکر کرتا ہوں کتنا ٹھیک کہہ رہی ہیں اور غلط یہ جو

میرے سے اتنے دن دور رہی ہو نا تو بھول

گئی ہو تمھارا ایک عدد شوہر بھی ہے تمھیں تو صرف بچوں کی پڑی ہے۔۔۔ دارم

نے جل کر کہا تو رامین بولی ہاں تو میرے بچے ہیں؟؟ اچھا جی محترمہ اور یہ بچے

اپ لائی کہاں سے ہیں دارم نے اسے گھورتے پوچھا تو رامین بولی اللہ نے دیے

ہیں بھئی۔۔۔ اللہ نے تو دیے ہیں لیکن میری بھی کچھ انویسٹمنٹ ہے یار کہتے وہ

خود ہی اپنی بات پر مسکرایا تھا۔۔ کہ رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی اف دارم اف تم

اپنے بچوں سے جیلس ہو رہے ہو۔۔۔ میں نہیں ہو رہا جلس دارم منہ بناتے بولا تو

رامین ہنستے ہوئے بولی ہاں ہاں نظر ا رہا ہے۔۔۔ تم یہ سب جان بوجھ کر کر رہی ہو

من دارم اسے گھورتے بولا۔۔۔ ہاں نا رامین کہتے پھر سے ہنسی تھی اور بولی

بچے مجھے تنگ کرتے ہیں تو میں تمہیں ہی تنگ کروں گی نا۔۔ کہ دارم مسکراتے

ہوئے بولا اسکی کوئی خاص وجہ۔۔۔ ہاں بالکل ہے رامین بولی تم نے ہی کہا تھا کہ

بچے میرے اور میں تمھاری تو حساب برابر رامین مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ تو

دارم بھی ہنس دیا۔۔۔ کہ رامین اسے دیکھتے بولی کب واپس اوگے دارم مجھے نہیں اتی اب اس تکیے پر نیند۔۔۔ کہ دارم اسے اداس ہوتا دیکھ کر بولا ارے ایسے کیسے واپس اجاؤں دو دو بچوں کی ذمہ داری ہے اخر مجھ پر کام پر تو دھیان دینا پڑے گا نا کہ رامین ایک دفعہ پھر کھلکھلائی اور بولی جتنا کام ہو گیا بس کافی ہے اب واپس ا جاؤ میں کہہ رہی ہوں نا۔۔۔ کہ دارم مسکراتے ہوئے بولا جو حکم اپ کا جان من اگلے ہفتے اجاؤں گا۔۔۔ پکا رامین بولی کے دارم مسکرایا اور بولا ائی پرومس لو۔۔۔ پھر کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد دارم نے بھی کال کاٹ دی اور رامین بھی سونے لیٹی۔۔۔۔

شہریار۔۔۔ شہریار چھوڑیں مجھے اٹھنے دیں ورنہ اپ ہی لیٹ ہو گئے۔۔۔ عشاء نے سوکر اٹھتے شہریار کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے کہا جو ڈھیٹ بنے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

شہریار میں جانتی ہوں اپ جاگ رہے ہیں۔۔۔ شہریار۔۔۔اٹھنے دیں ناوہ جھنجھلائی۔۔ کیاہے بٹر فلائی سکون سے لیٹی رہوں شہریار بنا انکھیں کھولے اس کے گال پر کاٹتے بولا اور اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔ کہ عشاء اس کی گرم سانس محسوس کرتے بمشکل کروٹ لیتے شہریار کو دیکھتے بولی اج ڈیوٹی پر نہیں جانا اپ کو۔۔۔ جانا ہے یار شہریار نے تھوڑی سی انکھیں کھولتے اسے دیکھتے کہا تو عشاء بولی اٹھے پھر نہیں تو لیٹ جائیں گے۔۔۔ بٹر فلائی تمہیں چھوڑ کر جانے کا موڈ نہیں بن رہا شہریار واپس انکھیں بند کرتے اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپائے بولا کہ عشاء اس کا کندھا ہلاتے بولی انکھیں کھولیں اور یہ مجھے چھوڑ کر جانے کا موڈ نہیں بن رہا یا کام پر جانے کا ہی موڈ نہیں بن رہا۔۔۔ دونوں کا ہی شہریار بند انکھوں سے ہی بولا۔۔۔ تو عشاء اسکے گال کو چومتے بولی یعنی کہ شہریار خانزادہ کام چوری کر رہا۔۔۔ کہ شہریار بنا کچھ بولے سیدھا ہوتا۔۔۔ ہاتھ سے اپنی دوسری گال پر انگلی رکھتے اسے اشارہ کیا تو عشاء نے مسکراتے ہوئے اس کی دوسری گال پر بھی لب رکھے۔۔۔ شہریار نے اب انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھی تو عشاء اس کی گرفت ڈھیلی محسوس کرتے اٹھ کر نکلتے بولی میں نے برش نہیں کیا

ابھی۔۔۔ایک لمحے سے پہلے شہریار نے انکھیں کھولتے کہا سو واٹ میں نے بھی نہیں کیا جانم اور کہتے عشاء کو واپس بیڈ پر گراتے خود اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔کچھ ہی لمحوں میں عشاء کو بے حال کرتے اب سکون سے سر تکیے پر رکھے انکھیں کھولے اسے ہی دیکھتے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا میری جان مجھے سے بچنا اتنا اسان نہیں ہے۔۔جواب سرخ ہوتا چہرہ لیے اٹھ کر بیٹھتے بالوں کو فولڈ کرتے کیچر لگا رہی تھی۔۔۔اب وہ عادی ہو گئی تھی شہریار کی من مرضیاں جھیلنے کی کیونکہ اس شخص کے ہر انداز سے محبت جھلکتی تھی اور اس کی محبت تھی بھی تو ایسی ضدی جنون والی۔۔۔کہ عشاء مڑ کر اسے دیکھتے بولی اپ اٹھ رہے ہے یا نہیں پھر اوپر ہی لا دو ناشتہ۔۔۔نہیں بٹر فلائی اس کی ضرورت نہیں ہے فریش ہو پھر نیچے ہی چل کر ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔اوکے کہتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ باقی سب کے ساتھ نیچے ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔

ابھی سب ناشتہ کر ہی رہے تھے کہ بوا جی کی امد ہوئی جو اتے ہی ملازموں کو ڈانٹتے لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔ان پر نظر پڑتے ہی شہریار نے ٹھنڈی اہ بھری جبکہ باقی سب اٹھتے باری باری انہیں سلام کرنے لگے۔۔۔وہ رامین کی طرف

بڑی اور اس پر صدقے واری جاتے دراب پر پیسے وارتے ملازمہ کو پکڑاتے تقسیم کرنے کا کہنے لگی۔۔۔ کہ عشاء کو دیکھتے بولی اے لڑکی پکڑو یہ سامان اور ہمارے کمرے میں رکھو۔۔۔ جو دوسری ملازمہ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۔۔ کہ شہریار نے عشاء کو روکتے اگے بڑھتے ہوئے سامان ملازمہ کے ہاتھ سے خود لیا تو بوا جی فوراً بولیں شہریار تم کیوں پکڑے رہے ہو سامان چھوڑو اسے اور ملازمہ کو ڈانٹتے بولی کیوں پکڑا رہی ہے بابا کو سامان۔۔۔ اور واپس عشاء کو دیکھتے بولیں اے لڑکی تم نے سنا نہیں پکڑو ہمارا سامان۔۔۔ عشا اگے بڑھنے لگے تو شہریار بولا کیا فرق پڑتا ہے بوا جی وہ پکڑے یا میں اپ کا سامان کمرے میں پہنچ جائے گا۔۔۔ ایسے کیسے فرق نہیں پڑتا تم شہریار ہو اس حویلی کے بیٹے یہ ملازموں والے کام کرنا تم پر زیب نہیں دیتا تم چھوڑو یہ سب۔۔۔ کہ شہریار بولا تو جس سے اپ یہ کام کرنے کا کہہ رہی ہیں بوا جی وہ شہریار خانزادہ کی بیوی ہے اس حویلی کی بہو وہ یہ کام کیسے کر سکتی ہے۔۔۔ کیا مطلب ہے تمھارا شہریار وہ کچھ سختی سے بولی یعنی جو میں سن رہی تھی وہ صحیح ہے یہ لڑکی خون بہا میں ائی ہے اور اس کی حیثیت اس گھر میں صرف ملازمہ کی ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا اپ نے کیا سنا ہے اور کیا نہیں بہر حال

یہ لڑکی میرے نکاح میں ائی ہے اور میری بیوی کی کیا حیثیت ہے اس گھر میں وہ مجھے کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں لفظ میری بیوی پر شہریار نے خاصہ زور دیا تھا ۔۔۔عشاء نے نظر اٹھا کر شہریار کو دیکھا کیا استحاق تھا کیا مان تھا اس کے لہجے میں عشاء کو آج اپنا اپ معتبر محسوس ہوا۔۔۔جواب ملازمہ کو سامان بوا.جی کے کمرے میں لے جانے کا کہتے عشاء کا ہاتھ تھامتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ کمرے میں اتے شہریار نے عشاء کا ہاتھ چھوڑا تو وہ اگے بڑھتے اس کے سینے سے لگی۔۔۔شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کا سر چوما اور بولا کیا ہوا بٹر فلائی۔۔۔۔ کچھ نہیں وہ اس کے سینے سے لگے ہی مدھم سی اواز میں بولی تو شہریار اسے اپنے سامنے کرتے بولا اگر میرے ہوتے ہوئے بھی تم پریشان ہو تو پھر میرے ہونے کا فائدہ عشاء جانتا تھا عشاء بوا.جی سے بہت ڈرتی ہے۔۔۔اپ مت جائے شہریار میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔واہ بٹر فلائی ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے جانے کا کہہ رہی تھی اور اب رکنے کا شہریار نے اسے دیکھتے شکوہ کیا کہ عشاء بولی وہ بوا.جی اگئی ہیں نا اب تو۔۔۔بٹر فلائی مانا بھوا.جی تھوڑی سی زیادہ ڈراونی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں اب تم یوں ڈرتی رہو یار بہادر بنو اخر شہریار خانزادہ کی بیوی ہو

تم۔۔۔ نہیں مجھے نہیں بننا عشاء منہ بناتے بولی۔۔۔ تو شہریار بولا کیا کیوں میری بیوی نہیں بننا۔۔۔ افف شہریار بیوی تو میں ہوں اپکی لیکن میں نہیں ہو بہادر واپس اس کے سینے سے لگتے بولی تو شہریار قہقہ لگا کر ہنستے بولا تو ٹھیک ہے پھر اتنی ڈرپوک بیوی مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ اپ کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اپ کی بیوی میں ہی ہوں اور میں ہی رہوں گی بات ختم کہتے وہ وہ منہ بناتے شہریار سے الگ ہوئی تھی کہ شہریار واپس اسے قریب کرتے اپنے حصار میں لیتے بولا ویری گڈ اب یہی بات تمہیں جب کوئی کچھ کہے اسے بتانی ہے کہ تم شہریار خانزادہ کی بیوی ہو۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیسے کہوں گئ شہری۔۔۔ وہ بیچارا سا منہ بناتے شہریار کو دیکھتے بولی۔۔۔ ہائے جب تم یوں شہری کہتی تو جان نکال لیتی ہو میری جان۔۔۔ کہتے شہریار اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے پیچھے ہوتے بولا ویسے ہی جیسے اتنی زبان میرے سامنے چلاتی ہو اب اسکے جوہر باقی سب کو بھی دکھاؤ۔۔۔ اوکے بٹر فلائی ڈرنا نہیں اور اب مجھے لیٹ ہو رہا ہے جانے دو۔۔۔ اللہ حافظ کہتے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے یہ جا وہ جا نکل گیا۔۔۔ جب کی عشاء پیچھے سے کمرے سے نہ نکلنے کا ارادہ کرتے سکون سے بیڈ پر لیٹے موبائل یوز کرنے لگی۔۔۔

اج اس کی سالگرہ تھی سفیان صبح اٹھا تو اسے ہیپی برتھ ڈے کا میسج ملیحہ کی طرف سے بھی موصول ہوا جسے دیکھتے اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔۔۔ملیحہ نہ تو اسے کبھی خود کال کرتی تھی اور نہ ہی میسج۔۔۔وہ ابھی کام وغیرہ ختم کر کے ہٹی تھی کہ اسے سفیان کی طرف سے میسج ملا جس میں لکھا تھا تھینک یو لو ملیحہ کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی کہ پھر ہمت کرتے اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے سفیان کو کال ملائی جو دوسری ہی بل پر اٹھالی گئی۔۔۔السلام علیکم ملیحہ نے سلام کیا کہ سفیان بولا وعلیکم السلام کیسی ہیں؟؟میں ٹھیک ہوں اپ کیسے ہیں ملیحہ بولی۔۔۔اپ کی اواز سنتے پہلے سے زیادہ ٹھیک ہوں۔۔وہ میں نے اپ کو برتھ ڈے وش کرنے کے لیے کال کی تھی ملیحہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔کہ سفیان بولا ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ اپ کو میری برتھ ڈے یاد ہو گئی لیکن تھینک یو ویری مچ مجھے یاد رکھنے کے لیے اور اپ مجھے ویسے بھی کال کر سکتی ہیں اپ کو وجہ کی ضرورت

نہیں ہے۔۔۔ملیحہ خاموش ہو گئی تو سفیان خود ہی دوبارہ بولا کیا کر رہی ہیں؟؟
کچھ نہیں فری تھی۔۔۔اچھا آج اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی سفیان نے اس کے دیر
تک سونے پر چوٹ کرتے پوچھا۔گھر پر میں جلدی ہی اٹھتی ہوں ملیحہ منہ بناتے
بولی۔۔۔جی جی اس بات کا اندازہ تو آپ کی مورے سے مل کر ہی ہو گیا تھا سفیان
نے کہا۔۔۔مورے تو مورے اب تو بوا جی بھی آ گئی ہیں اصل زندگی تو اب
عذاب ہو گئی ملیحہ نے انتہائی افسوس سے کہا تو سفیان مسکراتے ہوئے بولا بری
بات ہے ملیحہ ایسے نہیں کہتے۔۔۔اگر آپ ان سے ملے ہوتے تو آپ کو پتہ چلتا کہ
بوا جی کس آفت کا نام ہے۔۔۔آپ کہتی ہیں تو ملنے آجاؤ سفیان نے مسکراتے
ہوئے پوچھا۔کہ ملیحہ فوراً بولی نہیں کریں سفیان آپ کیوں مجھے مصیبت میں
ڈال رہے ہیں؟؟کہ سفیان مسکراتے ہوئے بولا میں تو آپ کو ہر مصیبت سے بچا
کریں یہاں اپنے پاس لانا چاہتا ہوں آپ ہی دیر کر رہی ہیں۔۔۔ملیحہ کے ہونٹوں
پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جس محبت اور مان سے وہ ملیحہ
سے بات کرتا تھا ملیحہ کو حیرت ہوتی کیا وہ واقعی اس قدر چاہے جانے کے قابل
ہے جس شخص سے اس نے محبت کی اس نے ملیحہ کا بھرم نہیں رکھا اور شہریار پر

وہ زبردستی مسلط کی جارہی تھی۔۔ کہ پھر بولی اپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔
ایک کیا ہزار باتیں پوچھیں سفیان شوخ انداز اس میں بولا تو ملیحہ مسکراتے ہوئے
بولی اپ کہتے ہیں اپ مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن اپ نے کبھی یہ نہیں بتایا
اپ کو مجھ سے محبت کب کیسے اور کیوں ہوئی۔۔۔ کہ سفیان بولا صرف کہتا نہیں
محبت کرتا بھی ہوں ملیحہ۔۔۔اور کب کیسے کیوں ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے محبت
سوچ سمجھ کر نہیں کی جاتی یہ بے وجہ ہوتی ہے بس ایک لمحہ لگتا ہے اور دل کی دنیا
میں حشر برپا ہو جاتا ہے۔۔۔ کوئی خود سے بھی زیادہ ضروری لگنے لگتا ہے لیکن خیر
پہلی دفعہ اپ مجھے اچھی کب لگی تھی وہ میں بتاتا ہوں۔۔۔اپ کو یاد ہو گا اپ کے
مڈ کے ایگزام میں۔۔ میں نے کافی سٹرکٹ چیکنگ کی تھی۔۔۔ پوری کلاس میں
سے اٹھ کر اپ میرے پاس ائی اور بولی میں نے اپ کے مارکس کیوں کاٹے۔۔۔
اس دن اپ کی ہمت کو داد تو دی تھی میں نے۔۔۔ لیکن نمبر تو نہیں بڑھائے تھے
نا ملیحہ منہ بناتے بولی تو سفیان ہنسا اور بولا میں ایسا نہیں کر سکتا تھا ورنہ ساری کلاس
اجاتی نمبر بڑھانے۔۔ ہاں تو اپ کو بے فضول نمبر کاٹنے نہیں چاہیے تھے ملیحہ
بولی تو سفیان بولا خیر جب میں نے اپ کے نمبر نہیں بڑھائے اپ نے مجھے جن

نظروں سے دیکھا تھا نا تو بہ ٹیچر ہوتے ہوئے ایک لمحے کے لیے میں ڈر گیا تھا کہیں اپ میرا قتل ہی نہ کر دے۔۔ یہ سنتے ہی میں ملیحہ کھلکھلا کر ہنسی کہ سفیان مسکراتے ہوئے بولا اور پھر جب وہاب سے میری شکایت لگاتے روئے جا رہی تھی اُفف یارا۔۔۔اس ایک لمحے میں اپ مجھے اتنی خوبصورت لگی کہ میں حیران تھا کہ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ پہلی بار میں نے اپ کو نقاب کے بغیر تب دیکھا تھا اور اپ کے موٹے موٹے انسو مجھے لے ڈوبے۔۔۔ اخر میں اس نے ٹھنڈی اہ بھرتے کچھ افسوس سے کہا تھا تو۔۔۔ ملیحہ بولی لیکن اپ مجھ پہ بے وجہ سختی کرتے تھے۔۔۔ جانتا ہو وہ ڈھیٹ بنا مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اپ مجھے بالکل پسند نہیں کرتی تھی رائٹ نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے وہ مسکراتے ہوئے بولی بے شک ایسا ہی تھا۔۔۔اچھا جی خیر ایک دو دفعہ میں نے اپ کو اپنی برائی کرتے بھی سنا تھا۔۔۔اوکے کو لمبا کھینچتے ملیحہ مسکرائی تھی اور بولی سٹوڈنٹس ٹیچر کی برائیاں کرتے ہی ہوتے ہیں۔۔۔اس کے بات سنتے سفیان ہنسا تھا ایک بار پھر خاموشی چھائی۔۔۔

ائی لو یو ملیحہ سفیان کے انچ دیتے لہجے پر ملیحہ کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی۔۔۔کہ بولی ٹھیک ہے پھر اللہ حافظ اپنا خیال رکھیے گا کہتے وہ فون کاٹ گئ اور اپنے دل پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔اف یہ بندہ کس طرح باقی باتوں میں الجھاتے مجھے بے حال کر دیتا ہے۔۔۔کہ اسے سفیان کا وائس نوٹ ریسیو ہوا جس میں وہ کہہ رہا تھا جب کوئی اپ سے اظہار محبت کرتا ہے تو اس کا جواب بھی دیتے ہیں یوں فون کاٹ کے بھاگ نہیں جاتے اپ جیسی بہادر لڑکی سے مجھے یہ امید تو نہیں تھی۔۔اس کی اواز میں صاف شرارت محسوس کرتے ملیحہ مسکرائی تھی اور پھر میسج ٹائپ کرتے بولی تھینک یو ویری مچ۔۔۔اس کا جواب پڑھتے سفیان بھی مسکرایا تھا۔۔

وہ دو دن بعد لوٹا تھا کمرے میں ایا تو دیکھا خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا ماتھے پر بل پڑا کہ خود سے بڑبڑاتے بولا مجال ہے یہ لڑکی میری غیر موجودگی میں کمرے میں ا جائے خیر وہ فریش ہونے چلا گیا۔۔۔جب عشاء کمرے میں نہ ائی تو اسے اواز

دیتے بولا عشاء۔۔۔ عشاء کہاں ہو۔۔۔ لیکن جب وہ کمرے میں نہ ائی تو باہر نکلتے اوپر سے کھڑے ہوتے اس نے نیچے اواز لگائی۔۔۔ عشاء اوپر آو اور ایک کپ چائے بھی بنا لاو۔۔۔ کہتے وہ واپس کمرے میں اتے سکون سے بیڈ پر لیٹا جانتا تھا اس کی اواز جس نے بھی سنی ہو گی عشاء کو بتا دے گا کہ شہریار نے اسے چائے لانے کا کہا ہے۔۔۔ شہری ملیحا کی اواز پر شہریار نے انکھیں کھولتے اسے دیکھا جو چائے کا کپ پکڑے کھڑی تھی۔۔ شہریار کے ماتھے پر بل پڑا اور آٹھ کر بیٹھتے بولا عشاء کہاں ہے۔۔۔

وہ شہریار ملیحہ اسے دیکھتے اٹکی تو شہریار اور بولا ہاں عشاء کہاں ہے؟؟؟ کہیں تم نے تو اسے کچھ نہیں کہا شہریار نے باقاعدہ کچھ غصے سے گھورتے ملیحہ سے پوچھا تو وہ بولی نہیں میں اسے بھلا کیا کہوں گی۔۔۔ تو پھر یہ محترمہ اب کس بات پر ناراض ہو کے بیٹھی ہے۔۔ یااللہ!! کہتے ٹھنڈی اہ بھرتے وہ واپس ملیحہ کو دیکھتے بولا اچھا کدھر ہے عشاء۔۔۔ وہ۔۔۔ شہری عشاء گھر نہیں ہے ایک ہی سانس میں کہتے ملیحہ نے چائے کا کپ بیڈ پر رکھا اور مڑنے لگی کہ شہریار اسے دیکھتے بولا رکو ملیحہ کیا مطلب گھر پر نہیں ہے گھر نہیں ہے تو کہاں ہے۔۔۔ قسم سے مجھے نہیں پتا۔۔۔

تم باقی سب سے پوچھ کہتے ملیحہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔کیونکہ شہریار کی انکھوں میں جھلکتا غصہ وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔شہریار بھی ملیحہ کے پیچھے کمرے سے نکلتے نیچے ایااور سائمہ بیگم کو دیکھتے بولا مورے عشاء کہاں ہے؟؟سائمہ بیگم نے ایک نظر اپنے غصہ ہوتے بیٹے کو دیکھااور پھر رستم صاحب کو جو سکون سے پاس بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔کہ شہریار ماں کی انکھ کا اشارہ سمجھتے رستم صاحب کو مخاطب کرتے بولا بابا میری بیوی کہاں ہے؟؟وہی ہے جہاں اسے ہونا چاہیے رستم صاحب نے انتہائی تحمل سے اسے دیکھتے جواب دیا کہ شہریار غصے سے انہیں گھورتے بولا جہاں اسے ہونا چاہیے اگر وہاں ہوتی تو مجھے اپ سے پوچھنا نہ پڑتا بابا بتائیں میری بیوی کہاں ہے؟؟شہریار یہ تم نے کیا میری بیوی بیوی لگا رکھا ہے کوئی شرم لحاظ نہیں بچا تم میں سکینہ بی بی غصے سے شہریار کو دیکھتے بولی۔۔۔دادی سائیں بیوی ہے تو بیوی ہی کہوں گا نا خیر اپ بتائیں کہاں ہے عشاء۔۔۔نہیں ہے وہ یہاں بھیج دیا ہم نے اسے یہاں سے سکینہ بی بی کہتے اگے بڑھیں کہ شہریار بولا میں وہی پوچھ رہا ہوں کہاں بھیجا ہے اسے بتائیں مجھے میری اجازت کے بغیر میری بیوی کو گھر سے نکالنے کی ہمت کیسے ہوئی اپ سب کی۔۔۔اواز قدرے

اونچی اور غصے بھری تھی۔۔۔ کہ سامنے سے آتے سیال خان بولے یہ کیا طریقہ ہے بڑوں سے بات کرنے کا شہریار؟؟ وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ کیا طریقہ ہے داجی ابھی تک میں انتہائی تحمل سے بات کر رہا ہوں کہ میری بیوی کہاں ہے اپ مجھے بتادیں میں خاموشی سے چلا جاؤں گا۔۔۔ ٹھیک ہے تم ملیحہ سے نکاح کر لو ہم تمہیں بتادیں گے کہ تمہاری بیوی کہاں ہے سیال خان نے سکون سے کہتے شہریار اور ملیحہ دونوں کے پیروں تلے سے ایک لمحے میں زمین کھینچی تھی۔۔۔

داجی میں اپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں ملیحہ سے نکاح نہیں کروں گا میں ہم تینوں کی زندگی برباد ہونے سے بچا رہا ہوں اپ اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھتے ۔۔۔اور اگر اپ مجھے نہیں بتائیں گے کہ عشاء کہاں ہے تو پھر اپ اس گاؤں کے سردار ہیں نا تو سردار سیال خان پنچائت بٹھائے اور وہاں میرا فیصلہ کریں کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں نے میری بغیر اجازت کے میری بیوی کو گھر سے کہاں غائب کیا انکھوں میں انکھیں ڈالے غصے سے کہہ رہا تھا۔۔۔

استغفر اللہ استغفر اللہ دیکھ لو سائمہ بی بی کیا تربیت کی ہے تم نے بیٹے کی۔۔۔ آج اپنے داجی کے سامنے کھڑا ان پر پنچایت بٹھانے کا کہہ رہا ہے۔۔۔ بس اب یہی

دن دیکھنا رہ گیا تھا بوا جی کانوں کو ہاتھ لگاتے صوفے پر بیٹھتے دہائی دیتے بولی۔۔
کہ شہریار مڑ کر ایک نظر انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور بولا میری
مورے کی تربیت کو بیچ میں مت لائیں بھوا جی اگر میں نے تربیت کی بات کی نا تو
کئی لوگ اپنی ہی نظروں میں گر جائیں گے۔۔۔اور یہ میری مورے کی تربیت
ہی ہے کہ مجھے اپنی بیوی کی فکر ہے۔۔۔اپ کے خاندان کے مردوں کی طرح
نہیں۔۔۔دو دو تین تین بیویاں رکھنے کے باوجود بھی دل باہر سے بہلاتے
ہیں۔۔۔ہاں تو اس لڑکی کا نکاح بھی تم سے صرف دل بہلانے کی حد تک ہی
کروایا تھا لیکن تم تو اس سے محبتیں کرنے بیٹھ گئے۔۔۔کچھ خدا کا خوف کریں بوا
جی اپ نکاح جیسے مقدس رشتے کو دل بہلانا کہہ رہی ہیں شہریار کو ان پر افسوس
ہوا تھا کہ بوا جی بولی ہاں تو نکاح کرو نا کسی خاندانی لڑکی سے جو تمہارے قابل
ہو۔۔۔اس جیسی لڑکیاں دل بہلانے کے لیے ہی ہوتے ہیں کسی کی بیویاں بننے
کے قابل نہیں اور بہت ہو گیا یہ پیار محبت بس کرو اب اور ملیحہ سے نکاح کرو پھر
اگر دل مانے تو بے شک لے انا اسے بھی۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہیں بوا جی۔۔۔
دا جی۔۔۔وہ سیال خان کو دیکھتے بولا۔۔۔او خدایا دا جی یہ کیا کیا اپ نے شہریار دو

قدم پیچھے ہوتے سر ہاتھوں میں گرائے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔اس کا سانس کہیں سینے میں رکا تھا کہ پھر سیال خان کو دیکھتے بولا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ میری بیوی ہے کچھ بھی ہو اپ عشاء سے جتنی بھی نفرت کرتے اپ کے کیسے بھول گئے اگر وہ اپ کے بیٹے کے قاتل کی بیٹی ہے تو اپکے پوتے کی عزت بھی ہے دا جی پہلی دفعہ وہ بے بس ہوا تھا۔۔۔اب اسے شدت سے عشاء کی فکر ہوئی تھی کہ بولا دا جی مجھے سچ سچ بتائیں وہ کہاں ہے اگر اسکے ساتھ کچھ بھی غلط ہوا۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتا کہ سیال خان بولے ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی شہریار تمہیں لگتا ہے کہ ہم کسی بھی لڑکی کی عزت داؤ پر لگا سکتے ہیں وہ لڑکی بالکل محفوظ ہے۔۔۔کہتے اب کی بار سیال خان بھی بے بس ہوئے تھے۔۔کہ شہریار بولا دا جی لیکن اگر میری بیوی میری غیر موجودگی میں میرے ہی گھر میں محفوظ نہیں تو پھر۔۔۔اگے اس نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا۔۔۔کہ سیال خان بولے تم ملیحہ سے نکاح کر لو ہم ابھی اس لڑکی کو بلوا دے گے۔۔۔شہریار بولا میں اپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گا اور رہی بات عشاء کی تو اسے مجھ سے جدا کوئی نہیں کر سکتا ڈھونڈ لوں گا میں اسے۔۔۔کہتے وہ مڑا کہ سیال

خان بولے تو ٹھیک ہے پھر اگر تم ملیحہ سے نکاح نہیں کرو گے تو وہاب کرے گا۔۔۔الفاظ تھے یا پگھلتا ہوا سیسہ جو سیال خان نے ان سب کے کانوں میں انڈھیلا تھا۔۔۔حال میں موت سا سناٹا چھا گیا تھا۔۔ایت نے نظر اٹھا کر وہاب کو دیکھا سانس رک سی گئی تھی انکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔۔۔وہاب کی نظر بھی ایت پر ٹھہری۔۔۔شہریار کے قدم وہیں منجمد ہوئے۔۔کہ اس نے پیچھے مڑ کر ایک نظر ایت کو دیکھا جس کی انکھوں میں انسو تھے شہریار کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ملیحہ جو کب سے اپنا لیے ہوتے اس تماشے کو خاموش سے کھڑی دیکھ رہی تھی داجی کے الفاظ پر اسے لگا حویلی کے چھت اس کے سر پر ان گری ہے۔۔۔شہریار کی انکھوں میں خون اترا تھا کہ سیال خان کی انکھوں میں انکھیں ڈال کر بولا اگر میں اس نکاح سے منہ کر سکتا ہوں تو وہاب بھی کر سکتا ہے۔۔۔ اور اگر وہاب ایسا نہیں کرتا تو اس جیسے بزدل انسان کے ساتھ میں اپنی بہن کو کبھی بھی رخصت نہیں کروں گا۔۔۔شہریار کی بات پر سیال خان ہتھے سے اکھڑ اور بولے تمہارا باپ ابھی زندہ ہے اپنی بیٹیوں کا فیصلہ کرنے کے لیے تم اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی بغاوت کرنے کے لیے مجبور کر رہے ہو ہو شہریار

خانزادہ۔۔۔ داجی اپ مجبور کر رہا ہمیں یہ سب کرنے کے لیے۔۔۔اور رہی بات ہمارے باپ اور اپ کے بیٹے کی تو یہ جو اپکا کا بیٹا ہے نا یہ باپ ہونے سے پہلے بیٹا ہونے کا فرض نبھائے گا جو کہ اپ سب نظر میں اعلی تربیت ہو گی اور یہ سر جھکائے اپ کی ہاں میں ہاں ملا دے گے لیکن ایت کے لالا اس کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں ہونے دیں گے بات ختم کہتے وہ اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔سیال خان نے پیچھے مڑ کر وہاب کو دیکھا اس سے پہلے وہاب کچھ کہتا کہ ملیحہ بولی داجی میں نہ تو شہریار سے نکاح کروں گی اور نہ وہاب لالا سے۔۔۔میں کوئی چیز نہیں ہوں کہ جب اپ کا دل چاہا اپ نے مجھے شہریار کے ساتھ جوڑ دیا اور جب دل چاہا وہاب سے نکاح پڑھنے کو کہہ دیا۔۔۔کہ طیبہ بیگم اگے بڑھتے ملیحہ کا بازو پکڑتے بولی تم چپ رہو ملیحہ یہ بڑوں کی باتیں ہیں۔۔۔

یہ بڑوں کی باتیں نہیں مورے میری زندگی کا فیصلہ ہے۔۔اور طیبہ بیگم سے اپنا بازو چھڑاتا ہے سیال خان کے سامنے کھڑے ہوتے بولی اگر اپ کے گھر میں بیٹی پیدا ہو گئی ہے تو بخش دے اسے۔۔اسے اس بات پر کیوں پچھتانا پڑ رہا ہے کہ اس کا تعلق اس خاندان سے ہے جہاں اس کی پسند ناپسند تو دور اسے ایک انچاہ

رشتے میں باندھ کر کسی پر بھی تھوپا جا رہا ہے میں کوئی چیز نہیں ہوں جس کو اپ کا دل چاہا اپ نے دے دی۔۔۔کن سے۔۔۔کن سے نکاح پڑھوانا چاہ رہے ہیں اپ میرا۔۔۔شہریار سے جو اپنی بیوی کے عشق میں ڈوبا ہوا۔۔۔یا وہاب سے جو اپنی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ خوش ہے اپ چاہتے ہیں میں ایت اور وہاب لالا کے خوبصورت رشتے کو خراب کر دوں۔۔۔میرے بابا کے بدلے کے چکر میں یا شہریار سے عشاء کو دور کرنے کے لیے یا اپ کے خاندان کی روایت کو قائم رکھنے کے لیے میں ہی قربانی کیوں دوں میری زندگی میری خوشیوں کا کیا دا.جی ۔۔۔اپ سب کی انا کی تسکین اور ضد کی وجہ سے اگر شہریار مجھ سے نکاح کر بھی لے۔۔۔تو کیا وہ مجھے بیوی کا درجہ دے گا جو محبت وہ عشاء سے کرتا ہے وہ مجھ سے کرے گا اس کی زندگی میں ایک فالتو چیز ہونے کے سوا میری کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔۔۔بتائیں کیا ایسا نہیں ہو گا۔۔۔جواب دیں مجھے وہ چیخی تھی۔۔۔نہیں نا اپ بھی جانتے ہیں وہ ایسا نہیں کرے گا وہ مجھے کبھی بیوی کا درجہ نہیں دے گا۔۔۔ پھر بھی اپکو میری کوئی پرواہ نہیں اور اگر پھر ایسا ہے تو اسے ہی صحیح اس لیے اج تک میں نے اپ کی عزت رکھی اس خاندان کا مان رکھا ہے۔۔۔مجھے کوئی غلط

قدم اٹھانے پر مجبور مت کریں کہتے وہ اپنے انسو بے دردی سے صاف کرتے دو دو سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔

سیال خان وہی کرسی پر بیٹھ گے ان کا خاندان بکھر رہا تھا اور کہیں نہ کہیں اب انہیں بھی یہی لگتا تھا کہ وجہ وہ خود ہیں۔۔۔

وہ غصے سے کمرے میں اتے اپنی جیکٹ پہنے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کرتے اپنی گن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ گن اٹھاتے اپنی کار کی کیز لیتے ابھی وہ کمرے سے نکلنے لگا تھا کہ رستم خان کمرے میں ائے۔۔۔ جی کوئی کام ہے اپ کو وہی اکھڑا لہجے اور بے زار سے چہرے کے ساتھ انہیں دیکھتے بولا۔۔۔ کہ روستم صاحب اسے دیکھتے بولے تمھاری بیوی سفیر شاہ کی حویلی میں ہے۔۔۔ شہریار نے پیچھے مڑ کر ایک نظر انہیں دیکھا اور بولا اس مہربانی کی وجہ ؟؟ رستم خان خاموش رہے لیکن پھر شہریار کو نکلتا دیکھ کر بولے رات بہت ہو گئی شہریار صبح جانا اسے لینے۔۔۔ لیکن۔۔۔ شہریار بولا۔۔۔ لیکن کچھ نہیں شہری کوئی بات مان بھی لیا کرو۔۔۔ اور

وہ وہاں اپنے گھر میں ہے، محفوظ ہے۔۔۔اچھا ٹھیک ہے شہریار بولا۔۔ مگر عشاء کا گھر یہ ہے وہ نہیں۔۔۔۔

عشاء جب سے سفیر شاہ کی حویلی ائی تھی کمرے میں بند بس روئے جا رہی تھی۔۔۔ شہریار کے جانے کے بعد وہ رات میں سکون سے لیٹے موبائل پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی کہ سکینہ بی بی اور طیبہ بیگم کمرے میں ائی اور اس سے اس کا موبائل لے لیا۔۔۔ جس پر عشاء کچھ پریشان ہوئی اور بولی میرا موبائل واپس دے دیں۔۔۔ کہ سکینہ بی بی بولی دیکھو لڑکی ہم نے تمہارے خاندان کو معاف کیا اور تمہیں بھی اب تم واپس اپنے گھر جا سکتی ہو۔۔۔ لیکن شہریار نے مجھے حویلی سے باہر جانے سے منع کیا۔۔ شہریار کی فکر کرنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے تم سکون سے جاؤ اپنے گھر اس کی چند ہی دنوں میں ہم ملیحہ سے شادی کروا دیں گے تم اس دنیا میں ہو بھی یا نہیں اسے یاد تک نہیں رہے گا۔۔۔ وہ مرد ہے اور مرد کب بدل جائے کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔ اس لیے عزت سے تمہیں بھیج

رہے ہیں چلی جاؤ۔۔۔اپ ایسا نہیں کر سکتی دادا جی میں شہریار کی وائف ہوں اور ان کے کہے بغیر میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔اپ مجھے میرا فون دیں میں پہلے کال کر کے ان سے پوچھوں گی۔۔۔۔عشاء نے ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل پکڑنا چاہا کہ سکینہ بی بی کے ہاتھ سے موبائل پکڑتے طیبہ بیگم نے زور سے زمین پر مارتے کہا تمہیں سمجھ نہیں اتا دفع ہو نکل جاؤ اس حویلی سے۔۔۔۔اپ مجھے اس طرح یہاں سے نہیں نکال سکتی چچی عشاء نے بہت ہمت کرتے ان سے کہا ۔۔۔کہ طیبہ بیگم تو اس کی بات سنتے ہی اگ بگولا ہو گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے اسے زبردستی نیچے لے جاتے حویلی کے دروازے سے باہر نکالتے بولی وہ کھڑی ہے گاڑی دفع ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں پیدل جانا پڑے۔۔۔سائمہ بیگم نے اگے بڑھتے رستم صاحب سے کہا اپ جائے عشاء کو خود چھوڑ کرائیں اپ کے بیٹے کی بیوی ہے وہ اس کی عزت ہے اسکی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ یہ سب ٹھیک نہیں ہو رہا۔۔۔اپ جانتے ہیں نا اپنے بیٹے کو وہ اکر قیامت کھڑی کر دے گا۔۔۔ایک ہی بیٹا ہے ہمارا اسے خود سے یوں دور نہ کریں۔۔۔ کہ رستم صاحب بھی سائمہ بیگم کی بات سمجھتے اگے بڑھے۔۔۔اور سائمہ بیگم

نے عشاء کو یقین دلوایا کہ شہریار جلدی اسے لینے ائے گا اس وقت وہ یہاں سے چلی جائے اسی میں سب کی بہتری ہے۔۔۔ سائمہ بیگم کے کہنے پر عشاء بھی خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ اور رستم صاحب اسے سفیر شاہ کی حویلی چھوڑ آئے۔۔۔ سائمہ بیگم چاہتی تھی کہ جو بھی ہونا ہے اب ایک دفعہ ہو کر ختم ہوتا کہ ان کا بیٹا اور بہو بھی اپنی زندگی میں اگے بڑھ سکے۔۔۔ وہ عشاء کو حویلی میں بہو کا درجہ دلوانا چاہتی تھی۔۔۔

جب سے وہ سفیر شاہ کے یہاں ائی تھی کمرے میں بند تھی۔۔۔ وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی اسے تو بس شہریار کی یاد ارہی تھی وہ چاہتی تھی وہ جلد سے جلد وہاں اس کے پاس اجائے۔۔۔ اور اسے اپنے ساتھ لے جاے۔۔۔ وہ جانتی تھی یہاں بھی گھر والوں میں سے کوئی نہیں چاہتا تھا کہ وہ واپس اتی۔۔۔ اپنے بارے میں کہیں جانے والے جملے وہ اپنی ممانیوں کے منہ سے سن چکی تھی۔۔۔ جو کہہ رہی تھی بمشکل اس منحوس سے جان چھوٹی تھی لیکن یہ پھر واپس اگئی۔۔۔ دوسری کہہ رہی تھی بھابھی ہمیں پتہ تھا اس نے کون سا بسنا ہے۔۔۔ اللہ جانے کیا گل کھلائے ہوں گے جو انہوں نے بھی نکال دیا ورنہ

کون یوں بدلے میں دی گئی لڑکی کو واپس کرتا ہے۔۔۔ہائے اب کیا کر سکتے ہیں اب تو پھر سے یہ مصیبت ہمارے سروں پر نازل ہو گی ہے۔۔

شہر یار ساری رات ہی بے حد بے چین رہا تھا اسے رہ رہ کر اپنی بٹر فلائی کی فکر ہو رہی تھی فجر کی نماز پڑھتے ساتھ ہی وہ حویلی سے نکلا کیونکہ اب اس سے زیادہ صبر نہیں تھا اس میں۔۔۔سب ناشتے میں مصروف تھے کہ سفیر شاہ کے ملازم نے اکر انہوں نے خبر دی کہ خان حویلی سے شہر یار خانزادہ ایا ہے تو سفیر شاہ بولے ہم ناشتہ کر کے اسے ملتے ہیں بٹھاؤ انہیں تم۔۔۔لیکن شہر یار تو شہر یار اس میں اتنا صبر کہا وہ اندر اتے بولا السلام علیکم !!!

وعلیکم اسلام خان صاحب ہم نے اپکو مردان خانے میں انتظار کرنے کو کہا تھا۔۔۔کہ شہر یار اپنے ازلی موڈ میں بولا لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ

میں اپ کا انتظار کروں اپ مجھے یہ بتائیں میری بیوی کہاں ہے میں اسے لینے ایا ہوں۔۔۔

کون سی بیوی بھئی جسے رات کے اندھیرے میں تمہارے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا سفیر شاہ نے بھی اس کے سامنے کھڑے ہوتے ذرا غصے سے اونچی اواز میں کہا؟؟؟؟

اپنے جملے کی تصیح کریں شاہ صاحب نکالا نہیں تھا اپ سے ملنا چاہتی تھی بس اسی لیے بھیجا تھا اپ کی طرف اور میرے بابا خود چھوڑ کر گئے تھے کیونکہ میں شہر سے باہر تھا۔۔اور ہاں آپکے بیٹے کی موت کا بہت افسوس ہے مجھے۔۔۔اب مہربانی کریں اور عشاء کو بلادیں۔۔۔ولید شاہ انتقال کر چکے تھے کیونکہ وہ بے حد شراب پیتے تھے اور اکثر شراب پی کر گاڑی چلاتے کئی بار ان کا ایکسیڈنٹ بھی ہوا اور اسے ہی ایک ایکسیڈنٹ میں شہریار کے چچا انتقال بھی کا ہوا۔۔۔۔اور ایک ڈیڑھ ماہ پہلے ولید شاہ بھی انتقال کر گئے ہمیشہ کی طرح شراب پی کر گاڑی چلا رہے تھے کہ گاڑی کھائی میں گر گئی۔۔۔دیکھو لڑکے چلے جاؤ یہاں سے تم لوگوں کا بدلہ پورا ہوا اب ہماری پوتی کا کوئی تعلق نہیں تم سب سے۔۔۔سفیر

شاہ اپنے جملے کی تصیح کریں عشاء اپکی پوتی نہیں نواسی ہے اور اس سے بڑھ کر اب وہ میری بیوی ہے اور اس سے ملنے سے اپ تو کیا مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔۔۔کہتے اسنے عشاء کو اواز لگائی تھی۔۔۔۔

باہر غیر معمولی شور کی اواز سنتے اس کی انکھ کھلی تھی۔۔۔رات روتے روتے شہریار کو یاد کرتے کب اس کی انکھ لگ گئی اسے بھی پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔عشاء کو یوں محسوس ہوا جیسے شہریار نے اسے اواز دی ہو۔۔۔ایک بار پھر اسے شہریار کی اواز محسوس ہوئی تو وہ فورا سے اٹھ کر کھڑے ہوتے چادر لیتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔کیونکہ اواز شہریار کی ہی تھی یہ اواز تو وہ کروڑوں میں پہچان سکتی تھی۔۔۔کہ سفیر شاہ شہریار کو دیکھتے بولے عشاء تمہارے ساتھ نہیں اناچاہتی ہے کتنے ظلم کیے ہیں تم لوگوں نے اس پر اب ہم اسے کبھی واپس نہیں بھیجیں گے تو تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔

رہنے دیں شاہ صاحب اگر اپ کو اتنی ہی عشاء کی فکر ہوتی تو کبھی بھی اپنی پوتی کی جگہ عشاء کا نکاح نہیں کرواتے مجھ سے۔۔۔اپ نے تو اسے بدلے کے عوض دے دیا تھا اب یہ سب کر کے اپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔اور رہی بات

عشاء کی تو ٹھیک ہے یہ بات مجھے اس کے منہ سے سنی ہے بلاؤں اسے اور وہ کہے میرے سامنے کہ اسے میرے ساتھ نہیں جانا۔۔۔ کہ اتنے میں شہریار کی نظر سیڑھیاں اترتی عشاء پر پڑی۔۔۔ جیسے ہی دونوں کی نظریں ٹکرائیں عشاء کی انکھیں شدت سے دھندلائیں۔۔۔ بھاگ کر سیڑھیاں اترتے۔۔۔ وہاں ہر کسی کی موجودگی کو فراموش کرتے وہ شہریار کے مضبوط سینے سے لگی۔۔۔ شہریار نے نرمی سے اس کے گرد حصار باندھتے اسے کا سر چوما۔۔۔ جواب اس کے سینے سے لگے ہچکیاں بھرتے رو جا رہی تھی۔۔۔ وہاں کھڑا ہر شخص منجمد ہو گیا کہ شہریار نے بہت کچھ باور کرواتے ایک نظر مسکراتے ہوئے سفیر شاہ پر ڈالی اور بولا ہاں تو اپ کچھ کہہ رہے تھے؟؟؟ کہ پھر بولا نہیں ذرا ٹھہریں پہلے میں اپنی بیوی کو خاموش کروالوں اور عشاء کو اپنے سامنے کرتے اس کے چادر درست کرتے اس کے انسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے بولا بٹر فلائی بس اب چپ ہو جاؤ میں اگیا ہو نا اب کیوں رو رہی ہو۔۔۔ اور پہلے مجھے یہ بتاؤ تم نے اپنے نانا سے کیوں کہا کہ تمہیں میرے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔ میں ایسا کہہ سکتی ہوں کیا۔۔ اپ۔۔۔ اپ کے سوا میرا ہے ہی کون اور اپ۔۔ اپ پہلے مجھے یہ بتائیں اپ اتنی لیٹ کیوں

لینے ائے مجھے وہ روتے ہوئے کہ رہی تھی کہ شہریار مسکرایااور بولا وہ سب میں بعد میں بتاتا ہوں لیکن پہلے تم اپنے نانا کو بتاؤ تمہیں میرے ساتھ جانا ہے یا اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتا کہ عشاء۔۔۔ فوراً شہریار کا بازو تھامتے بولی جانا ہے۔۔۔ بیٹا اگر تم نہیں جانا چاہتی تو ہمیں بتادو سفیر شاہ اگے بڑھتے عشاء کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے۔۔۔ کہ عشاء نے ایک نظر شہریار کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء سفیر شاہ کو دیکھتے بولی نہیں نانا جی مجھے شہریار کے ساتھ اپنے گھر جانا اپ میری فکر مت کریں۔۔۔ جیسے پہلے نہیں کرتے تھے اور وہاں سب بہت اچھے ہیں۔۔۔ اور یہاں کوئی بھی نہیں۔۔۔

سن لیا نانا جی اب ہم چلتے ہیں کہتے وہ عشاء کا ہاتھ تھامتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ کہ سفیر شاہ مسکرائے۔۔ اج سفیر شاہ کے دل سے ہر بوجھ ہٹ گیا تھا بے شک انہوں نے تب وہ فیصلہ لے کر عشاء کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی کی تھی کیونکہ تب وہ اپنے خاندان کے سامنے بے بس تھے۔۔۔ لیکن اج شہریار کی اس کے لیے محبت اور فکر دیکھتے اور عشاء کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر وہ خوش ہوئے تھے۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے عشاء واپس رونا شروع کر چکی تھی کہ تھوڑا آگے جاتے شہر یار نے گاڑی روکی اور بولا اب کیا ہے بٹر فلائی کیوں رو رہی ہو؟؟ اپ کو کیا ہے ایک تو اپ مجھے اتنے دنوں بعد لینے ائے اوپر سے اب رونے بھی نہیں دے رہے سائمہ اماں نے کہا بھی تھا وہ اپ کو جلدی بھیج دیں گی۔۔۔ ویسے دو راتیں تھی صرف بٹر فلائی اور مجھے یہ بتاؤ جب بھی میں گھر سے جاؤں تم نے ضرور غائب ہونا ہوتا ہے۔۔۔ اپ کے گھر والے مجھے زبردستی غائب کرتے ہیں۔۔۔ اپ کے لیے صرف دو راتیں تھیں لیکن میرا وہاں اک اک لمحہ اپکے انتظار میں کٹ رہا تھا۔۔۔ مگر اپکو کیا۔۔۔ ان دو راتوں میں اپکو ایک دفعہ بھی میرا خیال نہیں ایا نا۔۔۔ کوئی نہیں کرتے اپ مجھ سے پیار بس جھوٹ ہی کہتے رہتے ہیں کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں وہ سو سو کرتے روتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔ کہ شہر یار نے ضرورت سے زیادہ جذباتی اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر ڈبے سے ٹشو نکالتے عشاء کی طرف بڑھاتے کہا میں کل رات ہی واپس ایا تھا بٹر فلائی اور

تمہارے پاس فون تھا تو۔۔۔آج مجھے بس یہ بتا دو اخر وہ فون تم نے رکھا کس لیے ہے۔۔۔توڑ دیا تھا میرا فون طیبہ چچی نے کیسے کرتی میں اپ کو کال۔۔۔اگر اپ مجھے کال کرتے تو اپ کو پتہ چل جاتا کہ میرا فون بند ہے لیکن نہیں اپ تو باہر جا کر بھول ہی جاتے ہیں کہ اپ کی کوئی بیوی بھی ہے گھر پر۔۔۔عشاء اب میں کام پر بھی تمہیں فون کیا کروں تم جانتی ہو میری ڈیوٹی ایسی نہیں ہے۔۔شہریار نے اسے مسلسل روتا دیکھ کر اب کچھ بیزار ہوتے کہا۔۔۔کہ وہ نم انکھوں سے شہریار کو گھورتے بولی اب ایسی شکل بنا کر مجھے مت دیکھیں اس کا کہنا تھا کہ شہریار فورا مسکرایا اور بولا بہت تنگ کرتی ہو تم مجھے۔۔۔اپ بھی مجھے بہت تنگ کرتے ہیں وہ بھی منہ بناتے بولی۔۔۔کہ شہریار بولا اچھا تو تم مجھے کال کر لیتی تمہیں ایک فون نہیں ملا اپنے نانا کے گھر سے کم سے کم لین لائن سے ہی کال کر لیتی مجھے۔۔

کہ عشاء اس دیکھتے خاموش ہوئی کہ شہریار کو اپنی طرف سوالیاں نظروں سے دیکھتا پا کر بولی وہ۔۔وہ مجھے اپ کا نمبر نہیں یاد تھا۔۔۔واہ واہ بٹر فلائی مطلب دنیا جہان کی ہر بات تمہیں یاد رہتی ہے سوائے ایک میرے نمبر کے بہت اچھا ہوا یہی ہونا چاہیے تھا پھر تو۔۔۔کچھ غصے سے کہتے وہ واپس گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ

پر ڈال چکا تھا کہ عشاء اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے روتے ہوئے بولی اب اپ مجھ پر غصہ کر رہے ہیں ؟؟ شہریار نے مڑ کر اسے گھورا اور بولا تو اور کیا کروں میں۔۔۔ اپ کو چاہیے اپ مجھ سے سوری کریں وہ فوراً سے بولی تو شہریار نے اپنا سر پکڑا۔۔۔اور اسے مسلسل روتے دیکھ دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتے بولا مجھے معافی دے دو۔۔۔اپ یہ معافی مانگ رہے ہیں یا مجھ پر احسان کر رہے ہیں عشاء اسے گھورتے بولی۔۔۔ فلحال تم ایک احسان مجھ پر اور چپ چاپ بیٹھی رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اسے گھور کر کہتے شہریار ڈرائیونگ پر فوکس کرنا لگا۔۔ کہ عشاء واپس رونے کی تیاری پکڑتے بولی اپ سے برا ویسے بھی کوئی نہیں ہے۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ گھر پہنچ گئے۔۔۔

گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی۔۔۔عشاء نے ایک نظر اس حویلی پر ڈالی کہ شہریار نے اس کا ہاتھ تھامتے کہا بس یہ اخری دفعہ تھا بیوی اب ایسا دوبارہ کبھی نہیں ہو گا کہتے وہ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔سامنے ہی سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ شہریار نے اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھتے ساتھ عشاء کو اشارہ کیا تو وہ بھی خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔کھانا کھانے کے دوران ٹیبل پر خاموشی رہی کہ

شہریار اٹھتے بولا عشاء میرے لیے چائے بنا کر لے اؤ۔۔جی کہتے وہ ٹیبل سے اٹھتے کچن میں گئی کیونکہ شہریار کی غیر موجودگی میں وہاں سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا اس کے لیے مشکل ترین کاموں میں سے ایک تھا۔۔۔

دوسری بیل پر اس نے فون اٹھاتے نیند میں ہی سلام کا جواب دیا کال سفیان کی تھی جو مسکراتے ہوئے بولا محترمہ ابھی تک سو رہی ہیں کچھ دن پہلے کوئی مجھے کہہ رہا تھا کہ میں گھر پر جلدی اٹھ جاتی ہو۔۔۔سفیان اپ ذہن بیدار ہونے کے ساتھ وہ اٹھ کر بیٹھی تو سر میں شدید درد محسوس ہوا رات روتے روتے کب اس کی انکھ لگ گئی اسے پتہ نہیں چلا اور صبح اٹھتے ہی سب سے پہلی کال سفیان کے ایک تھی۔۔۔جی میں آپ کسی اور کی کال کا انتظار کر رہی تھی سفیان نے سوال کیا۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہے ملیحہ بولی۔۔۔اچھا اپ ابھی اٹھی ہیں فریش ہو جائیں میں تھوڑی دیر بعد کال کر لوں گا کہتے ہلسفیان فون کاٹنے لگا کہ ملیحہ بولی نہیں رکیں کال مت کاٹیے گا۔۔اوکے اللہ خیر کرے اج تو میری ہونے والی مسز مجھ

سے خود بات کرنا چاہتی ہیں۔۔ کہ اس کے بھرے انداز پر ملیحہ کی انکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ جہاں وہ ہر کسی کے لیے اپشن تھی۔۔۔ تو دوسری طرف کوئی صرف اس کی باتیں سننے کے لیے منتظر تھا۔۔۔ ضبط بری طرح سے ٹوٹا کہ وہ روتے ہوئے بولی میں چاہتی ہوں اپ داجی سے اکر ہماری شادی کی بات کریں۔۔۔ ملیحہ کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے اپ روکیوں رہی ہیں سفیان پریشان ہوا تھا؟؟؟ کچھ نہیں یو بس یوں ہی۔۔۔ ملیحہ اپنے انسو ضبط کرتے بولی۔۔۔۔ کہ سفیان بولو ملیحہ مجھے سچ سچ بتائیں کیا ہوا ہے اور پھر وہ سارا واقعہ سفیان کی گوش گزار کر گئی۔۔۔ تو سفیان بولا ٹھیک ہے اپ فکر نہ کریں میں زمان لالا سے بات کرتا ہوں اپ نے پریشان نہیں ہونا اوکے کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتے اس کا موڈ لائٹ کرتے اب سفیان زمان سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔

اتنی خواری کے بعد اب وہ سکون سے بیڈ پر اکر لیٹا تھا کہ عشاء نے اس کی طرف چائے کا کپ بڑھایا جسے تھامتے شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس بیڈ پر

بٹھایا۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی سوری۔۔۔اب یہ سوری کس شہریار نے بیڈ پر جگہ بناتے اسے اپنے قریب کرتے اس پر بھی کمبل دیا اور بولا بھلا تم کبھی کوئی غلطی کرتی ہو غلطی تو ہمیشہ میری ہوتی ہے اور دوسرا تمہیں میرا نمبر بھی نہیں اتا۔۔۔کہ عشاء نم انکھوں سے اسے دیکھتے بولی ایم سوری میں اپ کو بہت پریشان کر دیتی ہوں نا؟؟ ہاں پریشان تو تم مجھے کرتی ہو لیکن سب سے زیادہ پریشان مجھے تمھاری یہ نم انکھیں کرتی ہیں کہاں سے لاتی ہو اتنے انسو۔۔۔پتہ نہیں خود ہی ا جاتے ہیں کہتے وہ شہریار کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔۔کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا اور بولا اچھا چلو پہلے میرا نمبر یاد کرو۔۔اوکے لیکن میرا فون شہریار طیبہ چچی نے توڑ دیا کہتے عشاء کی انکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھی کہ شہریار بولا کوئی بات نہیں میری جان میں نیا لا دوں گا۔۔کہ عشاء بولی نہیں نا شہریار اس فون میں ہمارے ہنی مون کی پکچرز تھی۔۔۔یہ تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے بٹر فلائی ہم دوبارہ ہنی مون پر چلے جائیں گے کہتے شہریار نے اس کا گال چوما تھا کہ عشاء بولی نہیں لیکن وہ بات تو نہیں ہے نا۔۔۔ہائے اچھا بٹر فلائی کرتے ہیں تمھاری پکچرز کا بھی کچھ فلحال میں بہت تھک گیا ہوں سکون سے سونے دو

مجھے کہتے خالی کپ سائڈ ٹیبل پر رکھتے اسے حصار میں لیتے شہریار انکھیں موند گیا تھا کہ عشاء اسکے بازو پر ہونٹ رکھتے بولی اپ بہت اچھے ہیں شہریار۔۔۔اچھا تم کہتی ہو تو مان لیتا ہو بٹر فلائی ویسے ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے مجھ سے برا کوئی نہیں تھا لیکن خیر کہتے وہ خود بھی مسکرایا۔۔۔جب کہ عشاء بھی مسکراتے اس کے سینے میں خود کو چھپاتے انکھیں بند کر گئی۔۔۔کیونکہ شہریار نے اب اسے کہیں جانے تو دینا نہیں تھا اور خود وہ شام سے پہلے اٹھنے نہیں والا تھا۔۔۔

اج دارم ائر لینڈ سے لوٹا تھا سب سے ملتے وہ اوپر اپنے کمرے میں ایا۔۔۔اور اتے ہی سو گیا۔۔۔اب اس کی انکھ دراب کے رونے پر کھلی تھی۔۔۔دارم نے اٹھتے اسے بے بی کاٹ سے اٹھایا تو وہ خاموش ہوتے ٹکر ٹکر اپنی کالی انکھوں سے دارم کو دیکھنے لگا کہ دارم مسکرایا اور واپس بیڈ پر لیٹتے اسے اپنے حصار میں لیتے بولا کیا ہوا بے بی کیوں رو رہے ہو کہتے دارم نے اس کا گال نرمی سے چوما تو وہ تیز تیز اپنے ہاتھ پاؤں چلانے لگا جیسے دیکھتے دارم مسکرایا اور بولا مجھے لگتا ہے تمہیں بھوک لگی

ہے ایسا ہی ہے بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں نانے اس کا منہ میں ڈالا ہاتھ نکالتے دارم نے کہا اور پھر پاس پڑی اس کی فیڈر کو اس کے منہ سے لگایا جسے پیتے ساتھ دارب دارم کو دیکھتے کبھی فیڈر منہ سے نکالتے مسکرا دیتا اور اپنے ننھے سے ہاتھ سے کبھی دارم کے چہرے کو چھوتا۔۔۔ جنت نے کمرے میں اتے دارم کو لیٹے دیکھا تو بھاگ کر اس کے اوپر چڑھتے بولی بابا بابا اٹھ جاؤ۔۔۔ دارم مسکرایا تھا یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ دارم کی نیند کی سب سے بڑی دشمن اس کی پرنسسز ہی تھی۔۔ کہ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے اوپر سے اتارتے خود سیدھے ہوتے اپنے سامنے کیا اور بولا بابا جاگ رہے ہیں پرنسسز۔۔ بابا کہتے جنت کھلکھلائی تھی اور پھر دراب کو دیکھتے بولی بے بی اٹھ گیا۔۔۔ ہاں جی بے بی اٹھ گیا دارم نے جنت کا گال چومتے کہا کہ جنت دراب کو دارم کے بازو پر لیٹا دیکھ کر بولی بابا تو روبے بی تو میلے بابا ہے۔۔۔ بابا چھوڑو بے بی کو میرے بابا ہیں۔۔۔

کہ دارم نے مسکراتے ہوئے دارب کو کچھ فاصلے پر کرتے جنت کو اپنے بازو پر لٹایا۔۔۔ اور بولا دیکھو بے بی روئے گا پرنسسز۔۔۔ تو جنت نے مڑ کر دراب کو دیکھا اور بولی نہہ لولا (نہیں رو رہا)۔۔۔ دارم نے دراب کو دیکھا جو ان دونوں کو

ہی ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا کہ دارم کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ہاتھ بڑھا کر دراب کو اٹھاتے دارم نے اسے اپنے سینے پر لٹایا۔۔۔اور جنت کا سر چومتے بولا پرنسز بے بی نیچے گر جائے گا نا اسے ہائی ہو جائے گی۔۔۔بے بی ہائی ہو جائے گا بابا جنت نے دارم کو دیکھتے پوچھا۔۔۔جی بابا کی جان بے بی نیچے گر جائے گا دارم نے کہا۔۔بے بی ہائی نہیں ہو گی بابا کہتے جنت نے دارم کے بازو سے سر اٹھاتے دراب کو پکڑا تو دارم مسکرایا اور بولا جس کے پاس میری پرنسس جیسی اپی ہو اسے ہائی کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔رامین کمرے میں ائی تو سامنے کا منظر دیکھ کر مسکرائی اور بیڈ کی طرف بڑھتے بولی دارب اور دراب کے بابا کی نیند پوری ہو گی ۔۔۔اب جاگنا دونوں ساری رات۔۔۔کہ دارم مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے بولا یہ سب چھوڑو جان من اور بتاؤ اس وقت مجھ سے زیادہ کوئی امیر ہو گا۔۔۔نہہ اس تو کوئی نہیں ہو سکتا جس کے بازو پر سر رکھے جنت اور سینے پر دراب لیٹا ہوا تھا۔۔۔کہ رامین نے اگے بڑھتے دراب کو اٹھایا اور اس کا گال چومتے بولی میں اسے فیڈر دے دوں۔۔۔من یہ فیڈر پی چکا ہے۔۔۔اچھا تو پھر ٹھیک ہے تم اٹھو تم فریش ہو جاؤ تم نے تب تھوڑا سا ہی کھایا تھا میں کھانا لگواتی ہوں کہ دارم بولا

نہیں رات میں سب کے ساتھ ہی کھاؤں گا اور اب میں ذرا اپنی پرنسسز سے تو مل لو کہتے دارم نے جنت کو اپنے حصار میں لیتے جارحانہ انداز میں اس کے دونوں گال چومے جس پر وہ شور مچانے لگی بابانو بابانو۔۔۔ کرتے کھلکھلانے لگی۔۔۔ کہ دراب نے گردن موڑ کر دارم اور جنت کو دیکھا تو امین دارب کا گال چومتے بولی بے بی اپ کو عادت ہو جائے گی بابا اور اپی ایسے ہی شور مچاتے ہیں۔۔۔

دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی تھی سلام دعا کے بعد سفیان نے پوچھا کیسی ہیں اپ؟؟ ٹھیک ہوں کہتے ملیحہ خاموش ہوئی۔۔۔ لگ تو نہیں رہا کہ اپ ٹھیک ہیں سفیان بولا۔۔۔ کہ ملیحہ بے بسی سے مسکراتے بولی نہیں ایسا نہیں ہے میں ٹھیک ہوں اپ کیسے ہیں؟؟ کہ سفیان بولا اپ کو پریشانی میں دیکھ کر کیسا ہو سکتا ہوں۔۔۔ سفیان میرے ساتھ ایسی باتیں مت کیا کریں اس کے اونچ دیتے لہجے پر ملیحہ نے نم انکھوں سے کہا۔۔ کیوں ملیحہ۔۔۔ مجھے فکر ہوتی ہے اپ کی۔۔ آپ

مجھے ابھی بھی پسند نہیں کرتی کیا اخر کس بات کی بے اعتباری ہے۔۔۔ نہیں سفیان ایسا نہیں ہے بس مجھے انے والے وقت سے خوف محسوس اتا ہے اپ کی بے پناہ محبت سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ دوسری طرف سفیان مسکرایا تھا اور بولا چلیں خدا کا شکر ہے اپ کو میری محبت محسوس تو ہوئی۔۔۔ اور انے والا وقت انشاءاللہ ہمارے لیے بہترین ثابت ہو گا۔۔۔ زمان لالا اپ سے بہت محبت کرتے ملیحہ وہ اپ کے لیے ساری دنیا سے لڑ جائیں گے۔۔۔ لیکن اپ کو کسی ان چاہے رشتے میں نہیں بندھنے دیں گے۔۔۔ میں جانتی ہوں ملیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ جانتی ہیں تو کیوں اتنا پریشان ہوتی ہیں پھر سفیان نے کہا۔۔۔ کہ ملیحا بولی میں تو نہیں پریشان ہوتی کھٹاک سے جواب ایا تھا۔۔۔ کہ سفیان بولا ہاں اب لگا رہا ہے نا کہ پریشان نہیں ہوتی۔۔۔ مجھے اپ کی اواز میں یہی کھنک اچھی لگتی ہے اپ غصہ کرتے منہ بناتے ہی پیاری لگتی ہے۔۔۔ دوسری طرف ملیحہ کے گال شرم سے سرخ ہوئے تھے۔۔ کہ بولی میں کب غصہ کرتی اور منہ بناتی ہوں۔۔۔ دیکھیں کرتی تو ہیں اپ اب مان نہیں رہی وہ الگ بات ہے۔۔ خیر مجھے کوئی پرابلم نہیں۔۔ سفیان نے محبت سے کہا۔۔۔ اچھا جی سوچ لیں جب بیوی

بنوں گی تب بھی ایسی ہی رہوں گی روانی سے بولتے ملیحہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔دوسری طرف سفیان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ائی اور بولا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اپ ہمیشہ ایسی ہی رہیں اپ کا غصہ اور نخرے سر انکھوں پر۔۔۔یہ تو وقت ہی بتائے گا ملیحہ نے کچھ جتاتے ہوئے کہا۔۔۔کہ سفیان بولا۔۔ بے شک میں بھی کہنے سے زیادہ کرنے میں یقین رکھتا ہوں۔۔کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد سفیان نے کال بند کر دی۔۔جبکہ ملیحہ سر تکیے پر رکھے سفیان کی باتیں سوچتے مسکرا رہی تھی۔۔۔ان کی زندگی میں خوشیاں انے والی تھی یا نہیں یہ وقت ثابت کرنے والا تھا۔۔۔

دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے زمان نے دروازے پر کھڑے ہوتے پوچھا داجی میں اندر اجاؤں۔۔۔اجاؤ سیال خان نے مسکراتے ہوئے اسے اندر انے کی اجازت دی۔۔۔اور بھئی اج کیسے یاد اگئی اپنے داجی کی سیال خان نے اسے دیکھتے سوال کیا۔۔۔ نہیں داجی بس یوں ہی اپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی زمان

نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔اور یقینا تمہیں ملیحہ کے بارے میں بات کرنی ہو گی۔۔۔سیال خان نے جانچتی نظروں سے زمان کو دیکھتے ہوئے کہا تو زمان بولا جی داجی میں اس کے لیے بے حد فکر مند ہوں ایک ہی تو بہن ہے میری۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ ابا کے جانے کے بعد اسے لگے کہ اس کے لالا نے اپنا فرض نہیں پورا کیا۔۔۔تم اس کی فکر مت کرو زمان ہم ملیحہ کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہونے دیں گے سیال خان نے جیسے اسے یقین دلایا ہو کہ زمان بولا داجی اس سے بڑی اور ناانصافی کیا ہو گی کہ ہم اسے ایک انچاہے رشتے میں بندھنے کے لیے مجبور کر رہے ہیں۔۔۔تو اب تم ہمیں کیا کہنا چاہتے ہو زمان سیال خان نے کچھ روب سے پوچھا تو زمان بولا میں چاہتا ہوں داجی کہ میں ملیحہ کی شادی اپنے قریبی دوست سے کر دو وہ ہر لحاظ سے ملیحہ کے لیے بہترین ہمسفر ثابت ہو گا۔۔کہ سیال خان اسے دیکھتے کچھ غصے سے بولے تم جانتے ہو نا زمان ہمارے خاندان میں نہ باہر بیٹی دینے کا اور نہ باہر سے بہو لانے کا رواج ہے۔۔۔ داجی اخر کب تک ہم ان دقیانوسی رواجوں کو پورا کرتے رہیں گے زمانہ بدل گیا ہے اور اب ہمیں بھی اس کے مطابق چلنا چاہیے کہیں ہم وقت سے بہت پیچھے نہ

رہ جائیں زمان نے انتہائی تحمل سے انہیں اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ سیال خان غصے سے بولے جب تک ہم زندہ ہیں ہم اپنے رواجوں کو قائم رکھیں گے اس کے بعد جو جی آے تم لوگوں کا کرتے رہنا۔۔۔ لیکن داجی میں ملیحہ کا نکاح نا تو شہریار سے ہونے دوں گا اور نہ ہی وہاب سے اور یہ میرا ابھی اخری فیصلہ ہے۔۔ میں نے اج تک اپ سے کچھ نہیں مانگا نہ ہی کبھی کوئی فضول فرمائش یا ضد اپ کے ہر فیصلے کو سر جھکائے ہمیشہ تسلیم کیا لیکن میں سب کچھ جانتے بوجھتے ملیحہ کو اس دلدل میں نہیں دھکیل سکتا۔۔ اخر اس کی پوری زندگی کا سوال ہے اور اس کے لیے چاہے مجھے جو بھی کرنا پڑا میں کروں گا۔۔۔ سیال خان اسے دیکھتے بولے تو ٹھیک ہے ہم ملیحہ کی شادی نہ ہی شہریار سے کریں گے اور نہ وہاب سے۔۔

کل صبح تمہاری پھوپھوائیں گی ملیحہ کے لیے جلال شاہ کا رشتہ لے کر۔۔ اور اب اس پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے سیال خان نے بات ختم کرنے سے انداز میں کہا۔۔۔ داجی جلال شاہ۔۔۔ اپ جلال شاہ کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتے ہیں زمان کو جھٹکا لگا تھا اس گھٹیا انسان کا نام اپنی بہن کے لیے سن کر کہ

پھر بولا وہ ایک انتہائی مغرور اور اوارہ انسان ہے اپ کے بتائے گئے ہر رشتے سے بہتر میرے پاس ملیحہ کے لیے میرے دوست سفیان کا اپشن موجود ہے اس لیے اپ پھوپھو کو منہ کر دیں۔۔۔ کہ سیال خان غصے سے بولے بس زمان بہت ہو گیا تمہارا کوئی برائی نہیں ہے جلال شاہ میں اور اس عمر میں سارے مرد ایسے ہی ہوتے ہیں جب شادی ہو جائے گی تو خود ہی سدھر جائے گا اور یہ ہمارا ابھی اخری فیصلہ ہے کہ ملیحہ کی شادی ہو گئی تو جلال شاہ سے ہو گی۔۔۔ داجی میں جلال شاہ کے سدھرنے کے انتظار میں یا اس خاندان کے رواجوں کو قائم رکھنے کے لیے اپنی بہن کی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا۔۔۔ اس جمعہ سفیان اور اس کی فیملی آئے گی سادگی سے ملیحہ کا نکاح کر کے۔۔ ہمیں ملیحہ کو رخصت کر دینا چاہیے۔۔۔ ویسے بھی ہمارے ہاں مانا جاتا ہے کہ نسل بیٹوں سے چلتی ہے تو ملیحہ کی شادی خاندان سے باہر ہونے پر کسی کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ تو سیال خان بولے یہ سفیان وہی لڑکا ہے نا جو اس دن حویلی ایا تھا وہاب کا دوست جو اس کے ساتھ کالج میں پڑھتا ہے۔۔ کہ زمان بولا جی داجی وہی سفیان ہے۔۔

وہ تمہارا دوست کیسے بنا سیال خان نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

وہاب کے ذریعے ہی ملا تھا داجی بندہ اچھا ہے تو اب ملتے رہتے ہیں۔۔۔کہ سیال خان بولے اچھا بھئی تم اپنے سے چھوٹے لڑکوں کے ساتھ دوستی کب سے رکھنے لگے اور وہاب کے ذریعے ملے تھے یا اپنی بہن کے ذریعے ملے تھے اس لڑکے سے۔۔۔

زمان نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر گہری سانس بھرتے بولا اس سے کیا فرق پڑتا ہے داجی۔۔۔ایک انچا ہے رشتے میں باندھنے سے بہتر نہیں ہے۔۔۔کہ کیوں نہ اپنی بہن یا بیٹی کو اس شخص کے ساتھ رخصت کر دیا جائے جو سچ میں اس کا ساتھ چاہتا ہو اور اسکے قابل بھی ہو۔۔۔اچھا جی یہاں تو محبت کی پینگے چڑھائی جا رہی ہیں اور ہم خواہ مخواہ ہی تمہاری بہن کے لیے فکر مند ہو رہے تھے بھئی اس کے تو چاہنے والے اور ہی بہت ہیں۔۔سیال خان تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ زمان کو دیکھتے بولے۔۔۔زمان نے انتہائی ضبط سے سیال خان کے تنزیہ لہجے کو برداشت کیا تھا وہ کس طرح حقارت بھرے لہجے میں اس کی بہن کے کردار پر انگلی اٹھا رہے تھے لیکن وہ اس وقت کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا۔۔۔کہ پھر بولا تو داجی سفیان کے رشتے کے لیے ہاں کر دیں۔۔۔۔سیال خان بولے ہاں بھئی کر

دو ہمیں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تم تو ہمیں اطلاع دینے ائے ہو ہر بات تو پہلے ہی طے کر چکے ہو۔۔اور ویسے بھی تمہاری بہن تو شہریار کی طرح ہمیں دھمکی دے ہی گئی ہے کہ وہ ہماری عزت ہمارے مان کو مٹی میں ملانے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچے گی۔۔۔تو اپنے سر میں خاک ڈلوانے سے یہی بہتر ہے کہ ہم اسے رخصت کر دیں۔۔۔

جی داجی ٹھیک ہے شکریہ کہتے زمان مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔۔اج صبح ہی سفیان کی کال اسے ریسیو ہوئی تھی جس میں وہ شادی جلدی کرنے کا کہہ رہا تھا کیونکہ اس کی بہن جو جرمنی سے ائی تھی اسے واپس لوٹنا تھا اور کہیں نہ کہیں شاید وجہ ملیحہ بھی تھی ایسا زمان کو لگا تھا۔۔۔

بچے سو گئے دارم جو بچوں کے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا مسرور سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی چھوٹی سی فیملی کو دیکھ رہا تھا کہ رامین کے اٹھ کر اپنی طرف انے پر پوچھنے لگا۔۔۔تو رامین مسکرائی اور مڑ کر ایک نظر جنت اور دراب

پر ڈالتے بولی۔۔۔ہاں شکر ہے سو گئے۔۔۔اور لائٹس مدھم کرتے اپنے روم میں ائی کہ دارم نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچتے اسے حصار میں لیا کہ رامین نے کچھ گھبراتے ہوئے دارم کو دیکھا اور بولی کیا ہوا دارم۔۔۔کچھ نہیں ہونا کیا۔۔میری من مجھے بہت ذمہ دار لگ رہی ہے کتنے ارام سے تم بچوں کو سنبھال لیتی ہو کہ رامین مسکرائی اور بولی تم بھی نادارم ساری لڑکیاں جب ماں بنتی ہیں تو ایسی ہی ہو جاتی ہے۔۔۔کہ دارم ذرا سا جھکا ور امین کی طرف دیتے بولا مجھے باقی سب سے کیا میری دنیا تم پر تمام ہوئی میرے بچوں کی اماں۔۔۔کہ رامین مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوتے بولی میں چینج کر کے اتی ہو۔۔اوکے جان من لیکن پلیز میرا گفٹ کیا نائٹ گاؤن پہنا۔۔۔اففف دارم شرم کرو میں نہیں پہنوں گی وہ۔۔۔دارم اور رامین بچوں کا روم اپنے روم سے ایک طرح سے علیحدہ کر چکے تھے۔۔۔کیونکہ اب دو بچوں کا سامان ہونے کی وجہ سے دارم اور رامین کا اپنا روم ہر وقت بکھرا رہتا۔۔۔سامنے بچوں کے کمرے کا ایک دروازہ رامین اور دارم کے کمرے میں کھلتا تھا جسے وہ ہمیشہ کھلا رکھتے اگر رات میں دراب اٹھ کر روتا یا جنت اٹھتی تو رامین کو فورا پتہ چل جاتا کیونکہ اس کی نیند بہت

پکی تھی اور کئی بار دارم بھی آٹھ جاتا۔۔۔اس کے علاوہ انہوں نے ایک ملازمہ بھی رکھی تھی جو رات بچوں کے کمرے میں رہتی۔۔۔

دارم نے بچوں کے کمرے کا دروازہ بند کرتے مسکراتے ہوئے قدم رامین کی جانب بڑھائے جو دارم کی غیر موجودگی محسوس کرتے سکون سے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی۔۔۔دارم نے رامین کے قریب ہوتے اہستہ سے اس کی کمر کے گرد بے حصار باندھا۔۔۔رامین نے ائینے کے عکس سے دارم کو دیکھا جو انکھوں میں نا جانے کون کون سے جذبات لیے اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے مسکراتے ہوئے اسے کے شرمائے سے روپ کو دیکھ رہا تھا کہ پھر بولا من میں نے کچھ کہا تھا تم سے۔۔۔بے اختیار رامین کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اس کی انکھوں کے پیغامات پڑتے جو کچھ بہکے بہکے انداز میں رامین کے بالوں کی خوشبو محسوس کرتے اسے کے دیے نائٹ گاؤن کو نہ پہنے کا شکوہ کر رہا تھا۔۔۔رامین پلکیں جھکائے کچھ کسمساتے دارم کے حصار سے نکلی۔۔۔کہ دارم نے اس کا ہاتھ تھامتے واپس اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ کٹی پتنگ کی طرح دارم کے بازو میں سمائی۔۔۔دارم جو ابھی شاور لے کر ایا اسکے چند نم بالوں کے

قطر رامین کے چہرے پر بکھرے۔۔۔ رامین کچھ شرماتے ہوئے انکھیں بند کیے دارم کے مزید قریب ہوئی۔۔۔ کہ دارم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔ اپنے چہرے پر دارم کے لبوں کا بکھرتا لمس محسوس کرتے رامین سرگوشی میں بولی۔۔ دارم بچے۔۔۔ جان من بچے گہری نیند سو ہوئے ہیں اور اب مجھے میرا بچہ اپنے قریب چاہیے کہتے دارم نرمی سے اسکے ہونٹوں پہ جھکا۔۔۔ اپنی بکھرتی سانسوں کو سنبھالتے رامین نے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے باہوں میں بھرا اور بولا جانم آج ضرور سے زیادہ نہیں شرما رہی اپ۔۔ کہ رامین دارم کے اسے بیڈ پر لٹاتے ہی کروٹ لیتے فاصلہ قائم کرتے بولی جی نہیں جناب اپ کو شرم انی چاہیے دو دو بچوں کے بابا ہیں اپ۔۔۔ کہ دارم مسکراتے ہوئے اس کے قریب ڈھیر ہوا اور اس کی کلائی پکڑ کر واپس کھینچتے اپنے قریب کرتے بولا اب اگر میں بھی شرم کرتا تو بچے کیسے اتے۔۔۔ اففف دارم رامین نے اسکی بے باک باتوں اور نظروں سے خود کو بچانے کی کوشش کرتے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپایا۔۔۔ میرے خیال اب تمھیں بھی نہیں شرمانہ چاہیے میری جان کہتے دارم نے اس کے چہرے پر رکھے ہاتھوں

کو تھامتے اپنے دل پر رکھا اور بال اک طرف کرتے اپنے ہونٹ رامین کی گردن پر رکھتے سرگوشی میں بولا تم اس دنیا میں سب سے خوبصورت ہو کوئی تم سے پاک اور پیار نہیں ہو سکتا۔۔۔رامین نے کچھ شرماتے اپنی بکھرتی سانسوں کے ساتھ اسکے سینے میں چہرہ چھپائے خود کو دارم کے حوالے کیا تھا اور پھر دارم نے ہمیشہ کی طرح بہت محبت ہے اسے خود میں سمیٹا تھا۔۔۔

اخر کار ملیحہ کی شادی سفیان سے طے پائی گئ۔۔۔طیبہ بیگم پہلے تو کچھ خفا رہی لیکن پھر زمان کے سمجھانے پر کافی حد تک اس رشتے کے لیے راضی ہو گئ لیکن سکینہ بی بی اور بوا جی ابھی تک یہ رشتہ ہونے دینے کے بالکل بھی حق میں نہیں تھی۔۔۔ایت وہاب ملیحہ اور سفیان کی شادی کے ساتھ شہریار اپنی شادی کا فساد بھی کھڑا کیے ہوئے تھا۔۔۔کہ وہ پوری دھوم دھام سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔جس سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے سوائے بوا جی اور سکینہ بی بی۔۔۔ خیر شہریار کی ضد کے اگے انہیں بھی راضی ہونا پڑا۔۔۔شہریار کمرے میں ایا تو

دیکھا عشاء بیڈ پر بیٹھی رونے میں مشغول تھی۔۔ شہریار کچھ پریشان ہوتے فورا اس کی طرف بڑھا اور بیڈ پر عشاء کے قریب بیٹھتے بولا کیا ہوا بٹر فلائی رو کیوں رہی ہو؟؟ کچھ نہیں ہوا نظر اٹھا کر بھیگی انکھوں کے شہریار کی طرف دیکھتے عشاء بولی کہ شہریار نے اسے گھورا اور بولا تو پھر یہ رونا دھونا کس خوشی میں مچایا ہوا ہے تم نے۔۔۔ہاں تو اب اپ کیا چاہتے ہیں کہ میں رو بھی نا عشاء سوں سوں کرتے اسے دیکھتے بولی۔۔۔ کہ شہریار نے ایک ٹھنڈی اہ بھری اور اسکے قریب ہوتے کہا اچھا میری جان تم رو لو لیکن مجھے یہ تو بتاؤ تم روکس غم میں رہی ہو۔۔۔ہاں اپ کو کیا میں روتی رہو کوئی اپ کو تھوڑی کوئی کچھ کہتا ہے ساری باتیں تو مجھے سننی پڑتی ہیں عشاء نے روتے ہوئے ہی شہریار کو گھورتے کہا۔۔تو شہریار نے اپنا سر پکڑا اور بولا عشاء مجھے سیدھی طرح بتاؤ تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے طبیعت ٹھیک ہے تمہاری یا جس نے بھی جو کہا ہے تمہیں مجھے بتاؤ؟؟ جی ٹھیک ہے میری طبیعت جب دیکھو اپ مجھ پر غصہ کرتے رہتے ہیں اور باقی سب کو یہی لگتا ہے کہ میں نے اپ پر کوئی جادو کیا ہے وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ کہ شہریار نے کچھ حیران ہوتے اسے دیکھا اور بولا جادو؟؟ بٹر فلائی تمہیں پتہ ہے تم کیا کہہ رہی ہو

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شہریار کو اس کی باتیں بالکل بھی سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔۔جی پتہ ہے مجھے لیکن اپ کو کچھ نہیں پتہ۔۔جانتے ہیں ابھی بوا.جی مجھے کیا کر رہی تھی عشاء نے آنسو بھری انکھوں سے شہریار کو دیکھتے کہا۔۔۔کیا کہ رہی تھی میری جان تم بتاؤ گی تو ہی مجھے پتہ چلے گا نااب کی بار شہریار نے پیار سے اسے بچوں کی طرح بہلاتے پوچھا جو خواہ مخواہ رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی تھی بوا.جی اکثر اسے کچھ نہ کچھ کہتی رہتی جس پر وہ یوہی رونا دھونا کرتی۔۔۔اب بھی وہ عشاء سے یہی پوچھ رہا تھا کہ بوا.جی نے اس سے کیا کہا جو وہ انسوؤں کی ندیاں بہا رہی ہے۔۔۔کہ عشاء بولی کہتی ہیں کہ میں نے اپ پر کالا جادو کیا ہے میں جادو گرنی ہو جس نے ان کے نوجوان اور سب سے ضدی پوتے کو اپنے قابو میں کیا ہے۔۔۔جواپ کو میرے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے۔۔۔وہ بھرپور روتے ہوئے اپنا دکھ شہریار کے ساتھ بانٹ رہی تھی کہ شہریار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری عشاء غصے سے اسے گھورتے بولی اپ مسکرا کیوں رہے ہیں تو شہریار قہقہہ لگا کر ہنستے بیڈ پر نیم دراز ہوتے بولا ہنسو نہیں تو اور کیا کروں بٹر فلائی یہ کوئی بات ہے بھلا رونے والی۔۔۔اور بوا.جی نے کیا ہی غلط کہا پہلی بار تو انہوں نے صحیح بات کی ہے۔۔۔

کہ عشاء غصے سے روتے بولی کیا صحیح بات کی ہے میں اپ کو جادو گرنی لگتی ہوں شہریار اپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں کہتے وہ روتے ہوئے بیڈ سے اترنے لگی کہ شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچتے خود پر گرایا۔۔۔اور اسکے بال چہرے سے ہٹاتے مسکراتے ہوئے اس کے انسو صاف کرتے بولا۔۔۔جادو تو تم نے مجھ پر کیا ہے بٹر فلائی سچی تو کہہ رہی ہیں بوا جی تمہارے سوا سوجھتا ہی کیا ہے مجھے۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے نم انکھوں سے بولی شہری اپ چھوڑیں مجھے۔۔۔ اپ نا۔۔۔ہائے شہری کی جان میں کیا؟؟؟؟اور اس طرح چھوڑنے کا کہو گی تو یہ بندہ یے ناچیز اپ کے لیے دنیا بھی چھوڑ دے گا لیکن اپ کو چھوڑنا ممکن نہیں۔۔۔افف شہریار اسے نہیں کہتے کتنی بار کہا ہے میں نے اپ سے ساتھ ہی اس نے شہریار کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا باقی ہر بات بھلائے۔۔تو شہریار مسکرایا اور اس کا ہاتھ چومتے اپنے ہونٹوں سے ہٹاتے بولا۔۔۔ جس کی اتنی خوبصورت اور محبت کرنے والی بیوی ہو تو لوگ انہیں دیکھ کر ایسے ہی کہیں گے نا۔۔۔اور تم نے اگر جادو کیا بھی ہے تو اپنے شوہر پر ہی کیا ہے بھئی پورا پورا حق ہے تمہیں جادو کرنے کا۔۔۔میری جان تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔کہ میں غریب جو

دوسروں کوزن مریدی کے تانے دیتا تھا اب خود انہیں میں شمار ہوتا ہوں سارا دن بس عشاء عشاء ہی کرتا رہتا ہو۔۔۔اور تم بے وقوف خام خواہ روئے جا رہی ہے اس لیے کہ تمہیں جادو گرنی بول دیا۔۔۔

اچھا ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں شہریار کہتے عشاء شرماتے ہوئے مسکرائی تھی۔۔۔کہ شہریار اسے مزید خود پر جھکاتے اسکے بال چہرے سے ہٹاتے بولا کوئی بات نہیں جان اکثر خوبصورت لڑکیاں کم ہی سوچتی ہیں۔۔۔اپ مجھے بے وقوف کہہ رہے ہیں نا شہریار وہ کچھ روٹھے روٹھے انداز میں بولی تو شہریار نے اپنے ہونٹوں کا کونا دباتے مسکراہٹ ضبط کی اور بولا۔۔۔اہمہ ہاں۔۔۔بٹر فلائی میں تمہیں خوبصورت کہہ رہا ہوں۔۔۔اچھا۔۔۔عشاء نے اچھا کو لمبا سا کھینچتے پر سوچ انداز میں کہا۔۔۔جیسے شہریار کی بات کو سمجھنے کی کوشش کی ہو۔۔۔شہریار مسکرایا جانتا تھا عشاء کو اس کی باتیں بہت دیر سے سمجھ میں اتی ہیں جس کا شہریار کو زیادہ تر فائدہ اور کبھی کبھی نقصان بھی ہو جاتا۔۔۔کہ عشاء کو رونا دھونا ختم کرتے اب اس بات کا احساس ہوا کہ وہ شہریار کے کس قدر قریب ہے۔۔۔کہ نارمل انداز میں اٹھتے بولی اپ فریش ہو جائے میں اپ کے لیے چائے بنا کر لاتی

ہوں۔۔۔نہ میری جان ابھی تم اتنی تیز نہیں ہوئی کہ بہانہ بناتے مجھے بنا احساس دلائے مجھ سے دور جا سکو اور مجھے چائے نہیں پینی۔۔۔عشاء کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی کہ نظر شہریار کے مسکراتے خوبرو چہرے پر ڈالتے بولی تو پھر۔۔۔پھر کیا بٹر فلائی اب جادو تو تم نے مجھ پر کیا ہی ہے اب تھوڑا پیار بھی کر لو تو بڑی نوازش ہو گی شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔شہریار نہیں کریں میں رو کر تھک گئی ہوں اب مجھے نیند ا رہی ہے کہتے اسنے شہریار کے سینے پر سر رکھا۔۔۔کہ شہریار اسے گھما کر نرمی سے بیڈ پر لٹاتے بولا تو میری جان میں نے کتنی دفعہ کہا ہے اپنی اس ننھی سی جان کو خود نہ ہلکان کیا کرو اس کے لیے میں ہوں نا کہتے شہریار نے اس کے کندھے سے بال ہٹاتے اس کی گردن پر پوری اب وتاب سے چمکتے تل کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔عشاء نے سنبھلنے کی کوشش کرتے شہریار کر سینے پر ہاتھ رکھے جنہیں نرمی سے تھامتے شہریار نے اپنی انگلیاں اس کے ہاتھوں میں الجھائی۔۔۔شہریار۔۔۔عشاء نے سرگوشی میں اس کا نام پکارا کہ شہریار نے خمار بھری سنہری انکھوں سے اس کے کپکپاتے گلابی ہونٹوں کو دیکھا اور پھر بے خود ہوتے ان پر جھکا۔۔۔شہریار کے پیچھے ہوتے عشاء اپنی بکھرتی سانسوں کو

سنبھالتے بولی مجھے سونا ہے۔۔۔ کہ شہریار بولا لیکن مجھے نہیں سونا میری ڈرپوک جادو گرنی یہ جن جو اپنے قابو میں کیا ہے نا اب سنبھالو اسے اور اس کی محبت کو کہتے اسنے شدت بھرا لمس عشاء کے گال پہ چھوڑا کہ عشاء کو ہمیشہ کی طرح جب کوئی راستہ نہ ملا تو شہریار کے سینے میں چھپ گئی۔۔۔ اس وقت اس کے لیے سب سے محفوظ جگہ یہی تھی۔۔۔

ایت۔۔ایت۔۔جانم۔۔دروازہ کھولو یار میرا موڈ بہت اچھا ہے خراب مت کرو۔۔۔ وہاب جاؤ یہاں سے میں دروازہ نہیں کھولوں گی مورے نے سختی سے مجھے منع کیا ہے اور اگر کسی نے دیکھ لیا تو مایو بیٹھی دلہن سے اس طرح کون ملتا ہے ایت نے دروازے کے اندر سے کہا۔۔۔ اگر تم دروازہ کھول دو گی تو کسی کو کیا پتا لیکن نہیں تمہیں تو مجھے کمرے کے باہر کھڑا کر کے منتیں کروانی ہے۔۔۔ وہاب کچھ برا مناتے بولا۔۔۔ کہ ایت نے کچھ بے بسی سے ٹھنڈی اہ بھرتے دروازہ کھولا۔۔ ایک لمحے میں وہاب کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر

گیا۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے وہاب صبر نام کی کوئی چیز نہیں ہے تم میں تین دن بعد ہماری شادی ہے اور تم ہو کے اس سے پہلے ایت اپنی بات مکمل کرتی۔۔۔ کہ وہاب نے اگے بڑھتے ایت کی کمر کے گرد حصار باندھا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا ایت کے الفاظ کہیں گم ہوئے تھے۔۔۔ وہاب کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔ جسے وہاب ناکام بناتے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں جکڑ چکا تھا۔۔۔ اخر اپنی مرضی کرتے وہاں پیچھے ہوا تو ایت اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے خود سے دور دھکیلتے بنا اسے نظریں ملائے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بولی بہت بد تمیز ہو تم وہاب۔۔۔ کیا سچ میں وہاب نے مسکراتے ہوئے اس کی مزاحمت کو ناکام بناتے اسے مزید اپنے قریب کیا اور بولا یہ شادی وادی فضول رسمیں ہیں نکاح میٹر کرتا ہے اور وہ ہمارا بہت پہلے ہی ہو چکا۔۔۔ اسلے فضول مزاحمت مت کیا کرو چڑیل ۔۔۔ واہ اب یہ بات صبح تم مورے اور باقی سب سے کہنا ایت منہ بناتے اسکے حصار سے نکلتے بیڈ پر بیٹھتے بولی کہ وہاب اس کے قریب ڈھیر ہوتے بولا اوکے میں کہہ دو گا رات میں ایت کے روم میں تھا گے سب خود ہی سمجھ دار ہیں

شرارت سے کہتے اسنے انکھ ونگ کی۔۔۔کہ ایت پاس پڑا تکیہ اٹھا کر وہاب کو مارتے بولی شرم تو تم اسلام اباد ہی چھوڑ آتے ہو وہاب ہر دفعہ۔۔۔لو بھئی اس میں شرمانے والی کیا بات ہے حق حلال بیوی ہے میری۔۔۔وہاب اسکے مزید قریب ہوتے تنگ کرتے بولا کہ اب کی بار ایت مسکرائی اور وہاب کے کندھے سے سر ٹکاتے بولی وہاب تم ہمیشہ ایسے ہی رہنا۔۔۔ایسا ہی بے شرم وہاب نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہ ایت کھلکھلا کر ہنسی اور بولی جی نہیں میرے وہاب جیسے شادی کے بعد شوہر مت بن جانا۔۔۔کیوں شوہر بننے میں کیا برائی ہے اور ویسے بھی محترمہ میں اس عہدے پر پچھلے پانچ سال سے فائض ہوں آج اچانک کیا ہو گیا وہاب نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔کہ ایت بولی وہاب مجھے تمہارے ساتھ زندگی جینی ہے صرف گزارنی نہیں ہے۔۔۔جیسا تم چاہتی ہو ویسا ہی ہو گا اج تک کبھی میری چلی ہے جو اگے تم میری چلنے دو گی یقین کرو دنیا کی ہر خوشی لا کر تمہارے قدموں میں نہ رکھ دی تو کہنا۔۔۔کہتے وہاب نے اہستہ سے اسکی ناک کو چھوا تو وہ مسکراتے ہوئے واپس اسے کندھے پر سر رکھتے بولی وہ سب بعد کی باتیں ہیں تم

بس کھانا بنالیا کرنا۔۔۔اس کا کہنا تھا کہ وہاب کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کمرے کے درودوار سے ٹکرایا کہ پھر بولا اپکا کاہر حکم سر انکھوں پر میڈم۔۔۔۔

بیڈ پر سوئی ہوئی عشاء کے قریب بیٹھتے شہریار نے مسکراتے ہوئے اسکے چہرے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔۔۔تو عشاء نے کچھ کسمساتے انکھیں کھولی اور مسکرائی شاید نیندا بھی پکی تھی۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے اور بولا بٹر فلائی تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے اس ٹائم تو نہیں سوتی تم۔۔۔ہاں پتہ نہیں شہریار مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا عشاء نے نیند سے بھری انکھیں کھولتے معصوم سی شکل بنائے کہا تو شہریار بولا کیا ہوا میری جان کو کیوں کچھ اچھا نہیں لگ رہا کسی نے کچھ کہا تم سے۔۔۔ نہیں بس یوں ہی طبیعت عجیب سی ہو رہی ہے دل بھاری سا لگ رہا ہے عشاء نے جواب دیا تو شہریار بولا چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں پھر کہ عشاء بولی۔۔۔ نہیں شہریار۔۔۔ڈاکٹر کو جا کر کیا کہہ گے مجھے شاید اپنی فیملی اپنے لالا کی یاد ارہی ہے کہتے اس کی انکھیں نم

ہوئی تھی۔۔۔شہریار نے اگے کو ہوتے اسے گلے لگایا یہ وہ واحد دکھ تھا جسے شہریار اپنی محبت سے کم تو کر سکتا تھا لیکن ختم نہیں۔۔۔کہ پھر بولا اچھا بٹر فلائی تمہارے شادی میں پہننے والے کپڑے اگئے تم نے ٹرائی کیے۔۔۔نہیں بعد میں کروں گی ابھی مجھے بہت تھکن محسوس ہو رہی ہے خیر اپ اج جلدی اگئے سر اٹھا کر شہریار کو دیکھتے اس نے سوال کیا تو شہریار بولا بس یونہی تمہیں مس کر رہا تھا لیکن چلو ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔کہ عشاء مسکراتے ہوئے بولی نہیں میں بالکل ٹھیک ہو بس تھوڑا سا ریسٹ کروں گی تو اور ٹھیک ہو جاؤ گی اپ یہ بتائے اپ نے کھانا کھایا؟ہاں کھالیا میری جان تم بتاؤ تم نے کچھ کھایا۔۔۔نہیں میرا یہ سب کھانے کا دل نہیں کر رہا عشاء نے منہ بناتے جواب دیا کہ شہریار بولا اچھا تو جو کھانا ہے وہ بتادو ابھی بن جائے گا۔۔۔نہیں ایسے اچھا نہیں لگتا وہ اداسی سے سر اسکے کندھے پر رکھتے بولی۔۔۔عشاء کیوں اچھا نہیں لگے گا تمہیں جو کھانا ہے مجھے بتاؤ شہریار نے پیار سے کہا تو عشاء بولی پاستہ۔۔۔کریمی پاستہ کھانا ہے وہ بھی سپائسی۔۔۔اوکے کہتے شہریار اٹھا کہ عشاء بولی کہا جا رہے ہیں۔۔۔بس ابھی ایا۔۔۔کہ عشاء واپس سر تکیے پر رکھے سو گئی۔۔۔تقریبا گھنٹے بعد شہریار نے عشاء

کو اٹھایا اور اس کے سامنے پاستے کی پلیٹ رکھی عشاء کی انکھیں چمکی کہ پاستہ ٹیسٹ کرتے بولی یہ بہت مزے کا ہے۔۔۔ شہریار تھینک یو۔۔ تھینک یو سوچ میرا بہت دل چاہ رہا تھا پاستہ کھانے کا اور اب مجھے لگ رہا اتنا ٹیسٹی پاستہ کھانے کے بعد میں بلکل ٹھیک ہو۔۔ ویسے اپ نے یہ باہر سے منگوایا۔۔۔ نہہ بٹر فلائی میں نے خود بنایا ہے شہریار نے مسکراتے دوسری چمچ سے خود بھی اس کے ساتھ کھانا شروع کیا۔۔۔ کیا یہ آپ نے بنایا ہے عشاء نے حیرانی سے منہ کھولے کہا۔۔۔ تو شہریار بولا ہاں جی میری جان میں نے بنایا ہے تم چاہے تو کسی سے بھی پوچھ لو۔۔۔ شہریار اپکو کو کنگ اتی ہے عشاء نے اب بھی حیرت سے پوچھا۔۔۔ تو شہریار مسکراتے بولا ہاں جب ائرلینڈ میں اکیلا ہوتا تھا تب کچھ نہ کچھ اپنے لیے ہلکا پھلکا بنا لیتا تھا۔۔۔ اوکے۔۔۔ کو لمبا سا کھینچتے بولی ویسے اپ بہت اچھے کوک ہیں کیونکہ یہ پاستہ بہت مزے کا ہے عشاء نے مسکرا کر کہا۔۔۔ پاستہ ختم کرتے شہریار نے ٹرے اٹھائی تو عشاء بولی کسی ملازمہ سے کہہ دے وہ لے جائے گی اور اپنے لیے چائے کا بھی بول دیں اور اپ یہاں میرے پاس آ جائے دونوں بازو کھولے اس نے شہریار کو اپنے پاس انے کا اشارہ کیا۔۔۔ شہریار نے ایک نظر

مسکراتے اسے دیکھا اور بولا نہیں میرا چائے پینے کا موڈ نہیں وہ عشاء سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے اب عشاء کے سوا کسی اور کے ہاتھ کی چائے اچھی ہی نہیں لگتی اگر وہ یوں کہتا تو وہ زبردستی اٹھتے اس کے لیے چائے بنانے چلی جاتی جو اس وقت شہریار نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسکی طبیعت خراب تھی تو اس وقت اسے پراپر ریسٹ کرنی چاہیے تھی۔۔۔ خیریت بٹر فلائی اج مجھ پر بڑا پیار اا رہا ہے دو منٹ بعد کمرے میں واپس اتے شہریار نے کہا تو عشاء اس کے قریب سرکتے سر اسکے سینے پر رکھتے بولی کیونکہ اس وقت مجھے سکون چاہیے جو صرف اپ کے پاس ہے شہریار گہرا مسکرایا اور نرمی سے اس ک بالوں پر لب رکھتے شہریار نے اہستہ اہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانی شروع کی تاکہ وہ سو سکے۔۔۔

چلو جنت شاباش انکھیں بند کرو رامین اسے تھپکتے بولی کہ جنت نو ما ما نو کہتے گول گول رول ہوتے بیڈ کے دوسرے کنارے پر پہنچتے کھلکھلائی۔۔۔ دراب نے گردن موڑ کے جنت کو دیکھا اور مسکرایا۔۔۔ جب جنت ہستی تو دراب بھی ہنستا

اور جب دراب روتا تو جنت بھی ساتھ روتی۔۔۔رامین نے اٹھ کر بیٹھتے ٹھنڈی اہ بھری اور واپس جنت کو دیکھتے اپنے دونوں بازو کھولتے بولی ادھر اؤ میرا بچہ ۔۔۔نو کہتے جنت مسکرائی تھی۔۔۔اجاؤنا جنت۔۔۔ مما جلدی جلدی اپ کو سلا دیں پھر ماما کو تیاری بھی تو کرنی ہے۔۔۔جبکہ جنت رامین کی بات کا کوئی خاص اثر نہیں لے رہی تھی وہ بڑی ہو رہی تھی اور شرارتی بھی۔۔۔کہ دارم نے بچوں کے کمرے میں اتے لائٹس ان کی جہاں سے اوازیں ارہی تھیں۔۔۔جنت نے دارم کو دیکھتے بابا کہتے بیڈ پر کھڑے ہوتے دونوں بازو دارم کی طرف اٹھائے۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھاتے اس کے دونوں گال چومے اور بولا کیا ہوا میری پرنسسز کو سوئی نہیں ابھی نیند نہیں ارہی۔۔۔نو بابا نو سونا کہتے اس نے دارم کے کندھے پر سر رکھا تو رامین بولی دارم میں کوشش کر رہی ہوں ۔۔انہیں سلانے کی اب تم اگئے ہو تو یہ سوئے گے ہی نہیں۔۔۔کہ دارم رامین کے قریب بیڈ پر بیٹھتے محبت سے اسے دیکھتے بولا تو میری جان تم انہیں مت سلاؤ نا جب سونا ہو گا سو جائیں گے۔۔۔ نہیں نہ دارم مجھے کل مایو کے فنکشن کی تیاری بھی تو کرنی ہے یہ جاگتے رہیں گے تو میں کوئی کام کیسے کروں گی وہ جھنجھلائی سی

بولی۔۔۔کہ دارم نے آگے کو جھکتے رامین کے ماتھے پر بوسہ دیا وہ بچوں کو سنبھالتے ان ہی کی طرح منہ بناتے دارم کو بے حد پیاری لگتی تھی کہ دارم بولا تمہیں جو تیاری کرنی ہے کرلو میں ہوں نا ان کے پاس میں دیکھ لوں گا ان شیطان بچوں کو۔۔۔تم اپنا کام ختم کرلو۔۔۔پکار امین اسے دیکھتے بولی کہ دارم نے مسکراتے کہا ہاں بلکل پکا۔۔۔اوکے کہتے رامین مسکراتے ہوئے ان کے کمرے سے نکلتے اپنے کمرے کی طرف گئی۔۔۔کہ دارم نے بیڈ پر لیٹتے جنت اور دراب کو دیکھتے کہا جی تو میرے بچوں کو کیوں نہیں سونا؟؟نو سونا بابا جنت اپنا ہمیشہ والا جملہ دہراتے دارم پر چڑی کہ دارم نے مسکراتے اس کا گال چوما۔۔۔اچھا بھئی میری پرنسسز کو سونا کیوں نہیں اچھا لگتا؟؟؟نو سونا بابا کہتے وہ دارم کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔دارم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی کہ پاس لیٹے دراب نے ووااا کرتے ان کا دھیان اپنی طرف دلایا کہ وہ بھی وہاں موجود ہے تو دارم اسے دیکھ کر مسکرایا دراب الٹا ہوتے ان کے قریب ہوا تو دارم کو بے اختیار اس پر پیار ایا ۔۔۔دارم نے اسے بھی اپنے بازو کے حلقے میں لیا تو وہ کھلکھلاتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں تیز تیز چلانے لگا۔۔۔

دارم نے اس کا گال چوما تو جنت بولی۔۔ (بابا نو بے بی ٹوتا ہے اتے ائی وتی ہے وہ نوے گا)۔۔۔ بابا بے بی چھوٹا ہے اسے ہائی ہوتی ہے وہ روئے گا۔۔۔ میری جان بابا کے پیار کرنے سے بے بی نہیں روے گا جنت بھی تو نہیں روتی۔۔۔ دارم نے اس کی فکر پر مسکراتے ہوئے اسے سمجھاتے کہا۔۔۔ بابا یہ میلا بھئی ہے جنت دراب پر ہاتھ رکھتے بولی (بابا یہ میرا بھائی ہے)۔۔ جی یہ میری پرنسسز کا بھائی ہے۔۔۔ اچھا اپ کے بھائی کا نام کیا ہے دارم نے جنت سے پوچھا تو فوری بولی بے بی داب۔۔۔ اور میری پرنسسز کا کیا نام ہے دارم نے پوچھا تو جنت بولی (پرنسسز جنت) پنسسز ننت دارم ہنسا تھا۔۔۔ رامین دارم کو اکثر بتاتی جب بھی کوئی جنت سے اس کا نام پوچھتا ہے تو وہ اسے اپنا نام پرنسسز جنت بتاتی جس طرح ابھی اسنے دارم کو بتایا تھا۔۔۔ بابا کا نام کیا ہے دارم نے مزید پوچھا۔۔۔ تو جنت دونوں بازوں دارم پر پھیلاتے بولی میلے بابا۔۔۔ دارم مسکرایا جو ہمیشہ کی طرح اس پر قبضہ کرتے لیٹی ہوئی تھی کہ پھر بولا بابا اپ ہی کے ہیں میری جان لیکن بابا کا نام کیا ہے؟؟ بابا دالم۔۔۔ اوکے اور مما کا کیا نام ہے دارم نے پھر سے پوچھا تو جنت بولی۔۔۔ من مما اور ساتھ ہی پوچھا مما کہاں ہیں؟؟ مما نیچے گئی ہیں۔۔۔

کہتے دارم نے ساتھ ہی اسے مزید باتوں میں الجھایا ورنہ اگر وہ ایک دفعہ مما کے پاس جانے کی رٹ لگا لیتی تو پھر جا کر ہی رہتی اور فی الحال دارم رامین کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا رامین کو اپنے دارم کے اور بچوں کے کپڑے وغیرہ نکالنے ہیں۔۔۔ کچھ ہی دیر میں جنت مزید دارم کے سوالوں کے جواب دیتے سو گئی۔۔۔ دارم نے اسے بیڈ پر لٹاتے اس کا ماتھا چوما اور دراب کو دیکھا جو دارم جیسی کالی آنکھیں لیے اسے اس بازو پر لیٹا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ دارم نے خود اٹھتے اسے بھی اٹھایا اور بولا اپ بابا اور آپی کی باتیں سن رہے تھے نا۔۔۔ ویسے میرے چھوٹو بے بی تمہیں پتا ہے تم بہت پیارے ہو۔۔۔ دارم نے اس کا گال چومتے کہا اور بولا بے شک تم بہت پیارے ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سونے کے وقت بھی تم جاگتے رہو۔۔۔ دارم کی بات سمجھتے وہ مسکراتے ہوئے اوں اوں کرنے لگا اور اپنے ننھے سے ہاتھ سے دارم کے چہرے کو چھوتے اس پر اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔ شیطان بچے یعنی تمہیں بھی بابا کی باتیں سمجھ آرہی ہیں۔۔۔ ہے نا کہتے دارم نے اسکے ننھے سے ہاتھ کی انگلی کو اپنے ہونٹوں میں دبایا۔۔۔ تو دراب اپنے ہونٹ گول کرتے دوسرے ہاتھ سے دارم کی ناک پکڑے اپنی انگلی

چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔جسے اس کی تھوڑی سی جد وجہد پر دارم نے مسکراتے ہوئے چھوڑ دیا۔۔اور اسے اپنے سینے سے لگاتے تھپکتے سلانے کی کوشش کرنے لگا اور کچھ ہی دیر میں دراب بھی سو گیا۔۔

اخر دونوں کو سلاتے دارم اپنے کمرے میں ایا تو کمرے خالی تھا۔۔

چینجنگ روم سے غیر معمولی شور سنتے وہ دروازے کی طرف بڑھا کہ دروازے سے نکلتی رامین کو دیکھتے دارم نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بھرپور ایکٹنگ کرتے بولا اہ من کیا کرتی ہو ڈر گیا میں۔۔رامین نے منہ پر فیس ماسک لگایا ہوا تھا کہ دارم کو گھورتے بولی کیا مطلب ہے تم ڈر گئے دارم ؟؟ جانم اب تم یوں گھومو گی تو میں ڈروں گا ہی نا مسکرا کر کہتے دارم نے اس کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔دارم اب تم بھی مجھے ایسے کہو گے ایک تو بچوں کی وجہ سے مجھے ویسے ہی سکن کیئر کرنے کا بالکل ٹائم نہیں ملتا اتنا ڈل ہو گیا ہے کلر بھی میرا اور اوپر سے تم بھی میرا مذاق اڑا رہے ہو۔۔۔رامین نے روٹھے روٹھے انداز میں کہا تو دارم نے اسکی کمر کے گرد حصار باندھا اور بولا لیکن مجھے تو اپنے بچوں کی مورے پہلے سے زیادہ خوبصورت لگنے لگی ہیں۔۔۔دارم اب ایسا بھی

نہیں ہے کہتے رامین مسکراتے ہوئے اسے دور ہونے لگی کہ دارم واپس اسے اپنے قریب کرتے سے بولا۔۔۔ایسا ہی ہے اور یہ کیا تم نے صرف خود کو کیوں ماسک لگایا مجھے کیوں نہیں لگایا دارم نے شکوہ کرتے کہا تو رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی تم بھی ماسک لگاؤ گے؟؟؟ہاں تو اور کیا اگر تمہارا اکلرڈل ہوا ہے تو کیا میرا نہیں ہوا میں بھی تو بابا بنا ہوں۔۔۔دارم کے کہنے کی دیر تھی کہ رامین ایک دفعہ پھر کھلکھلائی اور بولی افففف دارم کچھ بھی کہتے ہو تم۔۔۔کہ دارم بولا جی نہیں ایسا ہی ہے اب اگر تم مجھے ماسک نہیں لگانا چاہتی یا نہیں چاہتی کہ میں اچھا لگوں تو وہ الگ بات ہے دارم نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔تو رامین بولی میرے بچوں کے بابا بہت ہینڈ سم ہیں اور اس سے زیادہ اچھا لگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کیونکہ مجھے تو ایسے ہی پسند ہیں۔۔۔کیا سچ میں دارم نے مزید اپنا حصار تنگ کرتے کہا تو رامین نے دارم کی گردن کے گرد اپنے بازو حائل کرتے ایڑیاں اٹھاتے دارم کی گال پر لب رکھے۔۔۔اور بولی بالکل سچ۔۔۔دارم مسکرایا اور اسکی طرف جھکتے بولا جان من جاو فیس واش کراو آج تو بچے بھی جلدی سو گئے۔۔۔اففف دارم بالکل بھی فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرے

ساتھ۔۔بہت کام ہے ابھی مجھے اور اب تم بھی سو جاؤ کہتے رامین ایک لمحے میں اسے دور ہوئی۔۔۔کام سارے صبح ہوتے رہیں گے تم چھوڑو انہیں اور میں نے بچوں کو سلا دیا اب تم مجھے سلا دو دارم نے معصوم سی شکل بنا کے کہا تو رامین بولی دارم اج تم اچھے بچوں کی طرح خود ہی سو جاؤ۔۔۔مجھے ابھی بہت کام ہے اور مین رات ہی اپنا سارا کام ختم کر کے سوگی تاکہ صبح مجھے کوئی مشکل نہ ہو کہتے رامین چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔کہ دارم نے اسے پکارا تو مڑ کر اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی کیا ہوا ماسک لگانا ہے کیا؟؟جی نہیں دارم منہ بناتے بیڈ پر لیٹتے بولا کیونکہ رامین کا اس کے پاس انے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔رامین بھی ہنستے ہوئے واش روم میں بند ہوئی۔۔۔

شہریار یہ کوئی وقت ہے گھر انے کا مہمان اگئے ہیں اور تم اب آرہے ہو۔۔۔ویسے تمہیں شادی کی بڑی جلدی تھی سائمہ بیگم نے غصے سے اسے دیکھتے کہا۔۔۔کہ شہریار بولا مورے غصہ کیوں ہو رہی ہیں۔۔بس ایک ضروری کام

میں پھنس گیا تھااور اپ خود ہی تو کہہ رہی تھیں یہ لیڈیز کا فنکشن ہے۔۔۔شہر یار نے سائمہ بیگم کو اپنی صفائی پیش کی۔۔۔۔فنکشن بے شک لیڈیز کا ہے لیکن رسم تو تمہیں بھی کرنی ہے جاؤاب جا کے چینج کرو اور جو کرتا میں نے نکالا ہے وہی پہننا۔۔۔جی مورے میں بس ابھی ایا کہتے شہر یار اپنے کمرے کی طرف بڑھا کہ سائمہ بیگم بولی اور ہاں اب جا کر عشاء کو اوازیں دینا نہ شروع کر دینا وہ خود تیار ہو رہی ہے جب تیار ہو جائے گی تو بھیج دوں گی اخری بات انہوں نے شرارت سے کہی تھی۔۔۔جی مورے پیچھے مڑ کچھ شرمندہ ہوتے مسکرا کر کہتے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

سائمہ بیگم لڑکیوں کے کمرے میں اتے رامین کو دیکھتے بولیں رامین بیٹا تم بھی تیار ہو جاؤاب۔۔۔جی مورے بس میں جا ہی رہی تھی دراب بھی سو گیا ہے اپ جنت کا خیال رکھیے گا۔۔۔ٹھیک ہے جاؤ میرا بیٹا جلدی کرو۔۔۔سائمہ بیگم نے اگے بڑھتے ایت کو دیکھا جو کسی بات پر خفا ہوتے بیوٹیشن کو ڈانٹ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ایت سائمہ بیگم نے پوچھا تو ایت بولی مورے دیکھیں میرے بال میں نے اسے چھٹیاں والا ڈیزائن دکھایا تھا اور اس نے کیا کر دیا۔۔ ایت میرا بچہ تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو صائمہ بیگم بولی۔۔ لیکن مورے مجھے یہ ڈیزائن بنوانی تھی ناا پنے فون سے تصویر اگے کرتے وہ تصویر سائمہ بیگم کو دکھاتے بولی۔۔۔ کوئی بات نہیں ایت یہ والا ڈیزائن کل بنوالینا۔۔۔ اور ٹھہرو مجھے میری بیٹی کی نظر اتارنے دو کہیں نظر ہی نہ لگ جائے بہت خوبصورت لگ رہی ہو ماشاءاللہ کہتے انہوں نے ایت کا ماتھا چوما۔۔ ایت مسکرا دی چینجنگ روم سے نکلتی عشاء پر نظر پڑتے سائمہ بیگم بولی ماشاءاللہ میری بہو اور بیٹی دونوں ہی بہت خوبصورت لگ رہی۔۔۔ عشاء انکے تعریف کرنے اور خاص کر یوں سب کے سامنے بہو کہنے پر شرما گئی۔۔۔ کہ سائمہ بیگم نے ان دونوں پر سے پیسے وارتے ملازمہ کو پکڑائے۔۔۔ اور پھر عشاء کو دیکھتے بولیں عشاء بیٹے تم بھی بال بنوالو۔۔۔ کہ عشاء بولی جی اماں اور۔۔۔ اور کوئی سوال نہیں عشاء اور مجھے کب تک اماں کہتی رہو گی میں نے کتنی دفعہ کہا ہے میں شہریار کی مورے ہوں تو تمہاری بھی مورے ہوئی نا؟؟ جی مورے سوری لیکن میں نے پوچھنا تھا کہ وہ اگے ہیں کیا؟؟ ایک دفعہ

میں انہیں دیکھا وا نہیں کچھ چاہیے نہ ہوں۔۔۔ عشاء کے ایک ساتھ اتنے سارے سوالوں پر کہ سائمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی جی آپکے وہ آگے ہیں۔۔۔ اور وہ خود ہی تیار ہو جائے گا شہری کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے میں نے اسے کہا ہے بھئی میری بہو کو بالکل تنگ نہیں کرنا اسے سجنے سنورنے دو۔۔۔ لیکن اب اگر تمہیں ویسے اسے دیکھنا ہے تو تم دیکھا او۔۔۔ نہیں مورے وہ مسکراتے ہوئے شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔ مورے مت چھیڑی اسے ورنہ آپکی بہو اور میری پیاری سی بھابھی کہیں شرم سے مر ہی نہ جائے۔۔۔ ایت عشاء کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے بولی۔۔۔ اللہ نہ کرے ایت کسی باتیں کرتی ہو اللہ ایسے لمبی زندگی اور اس کی جھولی میں دنیا کی ساری خوشی ڈال دے۔۔۔ سائمہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو عشاء کی انکھیں بے اختیار نم ہوئیں۔۔۔ ارے میری بچی روتے نہیں ہے اج تو اتنی خوشی کا دن ہے۔۔۔ سائمہ بیگم نے عشاء کو گلے لگاتے کہا اور پھر بولی عشاء رونا نہیں ورنہ میک اپ خراب ہو جائے گا تو وہ روتے روتے ہنس دی۔۔۔

تم ارے ہواج یا نہیں شہر یار نے فون پر ولید سے کہا۔۔ کہ ولید بولا میں کیسے ا سکتا ہوں شہری اتنا کام ہے۔۔ لیکن میں کل ضرور اؤں گا نافی الحال مجھے ناشتہ کرنے دو۔۔۔اچھا ٹھیک ہے شہر یار بولا ویسے ناشتے میں کیا بنا رہے ہو؟؟؟56 بوگ بنا رہا ہوں ولید نے کچھ جھنجھلائے سے انداز میں کہا تو شہر یار قہقہ لگاتے ہنسا اور بولا کیا بات ہے بھئی تمہارے پاس تو میری شادی کے مینیو سے زیادہ ورائٹی ہے۔۔۔ولید بھی ہنسا تھا اور بولا شٹ اپ۔۔۔ دیکھو ولی اگر تم شادی کر لو تو سچ میں تمہارے پاس 56 تو نہ صحیح چھ مختلف پکوان تو ہوں گے۔۔۔ کیا خیال ہے پھر شہر یار نے پوچھا تو ولید بولا بے حد بے ہودہ خیال ہے۔۔۔ایک بار مجھے اپنی شادی سے فارغ ہو لینے دو پھر تمہاری بھی یہ ازادیاں ختم کرتا ہوں میں اور بے ہودہ کیا ہے اس میں بھئی تمہارے نکاح کا گواہ میں خود بنوں گا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم تیاری کرو میں بھی اپنا انڈا بریڈ کھا کر نکلوں بہت کام ہے مجھے کہتے ولید فون کاٹ گیا۔۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح بہانہ بناتے اس ٹاپک سے بچتے فرار ہوا تھا یہ جانے بغیر کے اب واقعی اس کی ازادیاں ختم ہونے والی ہیں۔۔۔

______ ملیحہ یہ لو پکڑو اپنا فون سفیان کب سے تمہیں کالز کر رہا ہے مریم نے مسکراتے ہوئے فون ملیحہ کو دیا۔۔ مریم کے یوں کہنے پر ملیحہ شرما گئی۔۔۔ کہ مریم مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ ملیحہ ایت عشاء ایت کے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔۔ ملیحہ تیار ہوتے اپنا جوتا بدلنے اپنے کمرے میں ائی تھی کہ مریم اسکے بار بار بجتے فون کو اٹھاتے اس کے پیچھے ائی اور اب اسے فون پکڑا کر جا چکی تھی۔۔۔ ملیحہ کے ہاتھ میں پکڑے فون ایک دفعہ پھر بجا۔۔۔ ملیحہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون پاس کرتے کان سے لگایا۔۔۔ السلام علیکم محترمہ میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟؟ سلام کرتے سفیان نے سوال کیا کہ ملیحہ اسکی استحقاق بھری اواز سنتے کچھ گھبراتے بولی وہ میں ایت کے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔۔۔ اچھا سفیان نے اچھا کو لمبا سا کھینچتے کہا۔۔۔ اور بولا تو پھر ہو گئی تیار میری ہونے والی مسز۔۔۔ جی ملیحہ نے ایک لفظی جواب دیا۔۔۔ گڈ اب اپ مجھے

اپنی پکچر بھیج دیں سفیان بولا۔۔۔ لیکن کیوں ملیحہ نے پھر سے کچھ گھبراتے ہوئے کہا اج تو سفیان کی تون ہی بدلی ہوئی تھی۔۔۔ کہ سفیان بولا کیا مطلب ہے کیوں میں اپ کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری دلہن کیسی لگ رہی ہے۔۔۔ اچھی لگ رہی ہے اپکی دلہن ملیحہ نے ایک ادا سے کہا تو سفیان مسکراتے ہوئے بولا اس بات کا فیصلہ اپ مجھے کرنے دیں اور اپنی تصویر بھیجیں۔۔۔

میں تو نہیں بھیجوں گی ملیحہ نے شرارت سے کہا اور بولی ویسے میں اپ کو ایسے اچھی نہیں لگتی کیا؟؟ سفیان بولا ہر حال میں اچھی لگتی۔۔۔ تو بس پھر جہاں اتنا انتظار کیا ہے وہاں تھوڑا انتظار اور کریں اب نکاح کے بعد ہی اپ کے سامنے اؤں گی جلدی سے کہتے وہ کھٹاک سے فون بند کر گئی۔۔۔ کہ سفیان نے بھی فون کان سے اتارتے موبائل کی سکرین کو گھورا اور پھر مسکراتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔۔۔

بس ایک دن اور لو (love) پھر دیکھتا ہوں میری دسترس سے کہا بھاگتی ہیں اپ۔۔۔ دوسری طرف اس کا میسج پڑھتے ملیحہ بھی شرماتے ہوئے مسکرادی۔۔۔

ایت دیکھو میرے بال ٹھیک لگ رہے ہیں عشاء نے ایت سے پوچھا اس سے پہلے ایت کچھ کہتی کہ کمرے میں اتی رامین بولی ماشاءاللہ تم دونوں ہی بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ کہ دروازے پر کھڑی ملیحہ بولی یہ کیا اپی صرف یہ دونوں اچھی لگ رہی ہیں میں نہیں۔۔۔ تینوں نے مڑ کر ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا رامین بولی نہیں تم بھی بہت بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ ملیحہ بہت اچھی لگ رہی ہو ایت نے بھی اپنی رائے دی۔۔۔ کہ ملیحہ مسکراتے ہوئے انہیں تھینکس کہتے بولی عشاء کیا تمہیں میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔ نہیں نہیں اپی اپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔ تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو بٹر فلائی ملیحہ بولی تو عشاء کے گال سرخ ٹماٹر ہوئے۔۔۔ اسے دیکھتے وہ تینوں کھلکھلا کر ہنسی عشاء رخ موڑے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ دلہنوں چلو نیچے کمرے میں اتی مریم نے کہا۔۔۔ اور بولی ماشاءاللہ بری نظر سے بچائے تم تینوں کو۔۔ ایک تو مجھے سمجھ نہیں ارہا جس کو بلانے بھیجتی ہوں وہیں اوپر رہ جاتا ہے طیبہ بیگم سائمہ بیگم کے ساتھ

کمرے میں اتے بولی چلو بچیوں نیچے چلو۔۔۔جی جی بس ہم ارہے ہیں چچی ایت بولی۔۔۔ٹھیک ہے میں جا کر دیکھو باقی ساری تیاری ہو گئی ہے جلدی اؤ تم سب کہتے ہیں طیبہ بیگم کمرے سے نکل گئی۔۔۔عشاء سائمہ بیگم نے عشاء کو پکارا۔۔۔جی مورے جاو بیٹا دیکھو شہر یار کو کچھ چاہیے تو نہیں۔۔۔جی مورے کہتے وہ کمرے سے نکلی کہ ایت بولی مورے ابھی آپ کہہ رہی تھی کہ شہری لالا بچے نہیں ہیں خود ہی تیار ہو جائیں گے۔۔۔اور اب اپ نے اسے بھیج بھی دیا۔۔ اس سے پہلے سائمہ بیگم کچھ بولتی کہ رامین بولی اُفف ایت تم ایک نمبر کی بدھو ہو۔۔۔مورے نے عشاء کو وہاں شہری مدد کے لیے نہیں بلکہ اس کا سجا سنوار روپ شہری کو دکھانے بھیجا ہے۔۔۔لیکن مورے اپ نے مجھے وہاب سے ملنے تک سے منع کیا تھا ایت منہ بناتے بولی کہ ملیحہ مسکراتے بولی۔۔۔اچھا تو پھر کیا تو منع ہو گئی۔۔۔ملیحہ کے انداز پر سائمہ بیگم اور رامین دونوں ہنسی جبکہ ایت کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔۔۔اب بتاو ایت سائمہ بیگم بھی مسکراتے بولی۔۔۔اور پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے ابھی تک وہاب کو اپنی تصویر نہیں بھیجی کیا؟؟ وہ تو وہاب کہہ رہا تھا اس لیے بھیج دی اپ خود ہی کہتی ہیں شوہر کی بات مانا کرو ایت نے

انکھیں ٹپ ٹپاتے کہا۔۔۔ تو باقی سب بھی ہنسی اسکے انداز پر۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی تم دونوں نے اپنے میاں کو تیار ہوتے ہی تصویر بھیج دی لیکن میری بہو اس معاملے میں تھوڑی شرمیلی ہے۔۔۔ اور اسلئے آپ نے اسے سیدھا اس کے میاں جی کے پاس ہی بھیج دیا۔۔۔ ملیحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ تو سائمہ بیگم بھی مسکراتے بولی ہاں تو اب مجھے دادی بھی تو بنا ہے۔۔۔ سب پھر سے ہنسی۔۔۔ خیر یہ سب چھوڑو اور چلو نیچے عشاء شہری کے ساتھ اجائے گی۔۔۔

Zubi Novels Zone

دارم چینج کرتے چینجنگ روم سے نکلا تو بچوں کے کمرے سے غیر معمولی شور سنتے اس طرف بڑھا۔۔۔ سامنے کا منظر دیکھتے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔ جنت روحان اور دراب نے قریبا آپا (بچوں کو سنبھالنے والی ایا/ ملازمہ) کو پاگل کیا ہوا تھا جو انہیں سنبھالنے کی کوشش کرتے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ جنت نے پیلے رنگ کی باربی فراک پہنی ہوئی تھی جس کی اوپر والی نیٹ

روحان کے جوتے میں پھنسی ہوئی تھی وہ بیچارا بیٹھا اسے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ جنت اس کی مدد کرتے اپنی ڈریس نکالنے کے بجائے اور الجھا رہی تھی۔۔۔ پاس بیٹھے دراب کا خرگوش بیڈ سے نیچے چھلانگ لگاتے باہر بھاگ گیا تھا اور اب دراب شور مچاتے ہوئے بیڈ سے نیچے جھانک رہا تھا اور اپا بیچاری خرگوش کو ڈھونڈتے ساتھ ایک ہاتھ سے دراب کو پکڑے ہوئے تھی کہیں وہ نیچے ہی نہ گر جائے۔۔۔ جنت کی طرح دراب بھی خرگوش سے کھیلتے بے حد خوش رہتا۔۔۔ کہ دارم نے آگے بڑھتے زمین پر بیٹھتے روحان کے جوتے سے جنت کی فراک کو ازاد کروایا اور جنت بالوں کو سہی کرتے اسے اپنی گود میں اٹھایا ۔۔۔ جنت کے بال کندھوں تک اتے تھے رامین نے لاک کوشش کی تھی دارم کو کنونس کرنے کی کہ وہ جنت کے بال تھوڑے سے چھوٹے کروادے لیکن دارم کو اپنی پرنسس کے لمبے بال ہی پسند تھے اور اس معاملے میں وہ کوئی گنجائش نہ تو رامین کو دیتا اور نہ ہی جنت کو۔۔۔

(وہ رلا خوش می التا داب تم نونانہ)۔۔۔ وہ رہا خرگوش میں لاتا ہو دراب تم رونا نہیں کہتے زمین سے اٹھتے روحان نے دراب کو تسلی دی جو نچلا ہونٹ باہر نکالے

دروازے کی طرف اشارہ کر رہا تھا روحان بھاگتے کمرے سے نکلا کہ دارم بولا اپا جائیں روحان کو دیکھیں کہیں خرگوش کو پکڑتے چوٹ نہ لگوالے۔۔۔ میں یہاں ہوں بچوں کے پاس۔۔۔ اچھا جی کہتے اپا کمرے سے نکلتے روحان کے پیچھے گئی۔۔۔ دارم نے بیڈ پر بیٹھتے دراب کو گود میں لیا جو دارم جیسی ہی کالی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا کہ دارم اس کا گال چومتے بولا تم تو بالکل بابا جیسے لگ رہے ہو لیکن بابا سے زیادہ پیارے ہو۔۔۔ اور پھر جنت کا گال چومتے بولا لیکن پھر بھی میری پرنسسز سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا ہے نا بابا کی جان۔۔۔ بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں نا۔۔ میلے بابا کہتے جنت دارم کے سینے سے لگی۔۔۔ کہ کمرے میں اتی رامین مسکرائی دارم کو یوں بچوں میں مصروف دیکھ کر۔۔۔ دارم بچوں کو ارام سے سنبھال لیتا۔۔۔ رامین کو پوری پوری سپیس دیتا کہ وہ جو بھی جیسے بھی چاہتی ہے اپنی مرضی سے کر سکے۔۔۔ رامین ان کے قریب ائی تو دراب نے رامین کو دیکھتے ہی دونوں ہاتھ ماں کی طرف اٹھائے کہ دارم نے بھی نظر اٹھا کر رامین کو دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔۔ کہ رامین نے مسکراتے ہوئے دراب کو گود میں لیا اور بولی شکر ہے میرا بے بی اپ نے کپڑے گندے نہیں کیے۔۔۔ کہ

دارم جنت کو زمین پر کھڑا کرتے دراب کو بھی رامین کی گود سے لے کے واپس بیڈ پر بٹھاتے۔۔ خود رامین کے قریب ہوتے ہلکا سا جھکاؤ اس کے کان کی طرف دیتے بولا۔۔۔

میرا دوبارہ شادی کرنے کا دل چاہ رہا ہے جانے من۔۔۔

دارم۔۔۔ تم بھی نہ کچھ بھی کہتے ہو رامین مسکراتے ہوئے اسے سے دور ہوئی۔۔۔ کہ دارم نے دو قدم مزید اسکی طرف بڑھاتے اہستہ سے اسکی کلائی تھامتے خمار بھری گہری نظروں سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے اپنی طرف کھینچا اور اسکے ماتھے کو چھوتے بولا تم صرف میری ہو رامین۔۔۔ تو رامین شرم سے نظریں جھکائے سرخ ہوتے چہرے سے بولی دارم بچوں کے سامنے یوں مت دیکھا کرو اور دور ہٹو مجھے شرم اتی ہے۔۔۔ کہ دارم قہقہہ لگاتے ہنسا اور بولا پتا نہیں جانم تمھاری یہ شرم کب ختم ہو گئی۔۔۔ کبھی نہیں کہتے رامین نے دراب کو گود میں اٹھایا اور بولی چلو نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ کہ رامین کی جلد بازی پر دارم بھی ہنستے ہوئے جنت کو اٹھاتے اس کے پیچھے ایا۔۔۔

عشاء روم میں ائی تو شہریار وہاں نہیں تھا۔۔۔ لیکن
اس کے کپڑے بیڈ پر پڑے دیکھ کے اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ شاور لینے گیا
ہو گا۔۔۔ اگے بڑھتے عشاء نے ائینے کے عکس میں مسکراتے ہوئے اپنا جائزہ لیا
۔۔۔ وہ اپنے پھولوں والے جھمکے ٹھیک کر رہی تھی کہ نظر چینجنگ روم سے
نکلتے شہریار پر پڑی۔۔۔ عشاء نے ایک ہاتھ سے اپنے سر پر لیا دوپٹہ سنبھالتے رخ
اسکی جانب کیا جو وائٹ شلوار اور وائٹ بنیان میں بالوں کو تولیے سے رگڑتے
چینجنگ روم سے نکلا تھا۔۔۔ شہریار تو کھڑا مہویت سے یک ٹک عشاء کو ہی دیکھ
رہا تھا جو یلو اور گولڈن کلر کے شرارے اور شارٹ شرٹ پہنے ہلکے ہلکے میک
اپ میں کھڑی دوپٹے کو سر پر سجائے پھولوں والی جولری زیب تن کیے بہت ہی
حسین لگ رہی تھی۔۔۔ شہریار کے قدم اس کی جانب اٹھے۔۔۔ اور عشاء کے
دل کی دھڑکنیں تیز ہونا شروع ہوئی۔۔۔ شہریار نے اسے پاس کھڑے ہوتے
نظریں اس کے چہرے پر جمائی اور اپنے ہاتھ سے پکڑتے اس کی تھوڑی کو اوپر کیا

جو نظریں جھکائے شرمائی سی کھڑی تھی۔۔۔ کہ بولا بٹر فلائی تمہیں اس قدر خوبصورت لگنے کی اجازت کس نے دی ہے؟؟؟ جبکہ عشاء خاموشی سے کھڑی رہی جن بہکی نظروں سے وہ عشاء کو دیکھتے پوچھ رہا تھا اور اوپر سے اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر پڑتی محسوس کرتے عشاء میں کچھ بولنے کی ہمت ہی کہا تھی۔۔ بولو بٹر فلائی میں کچھ پوچھ رہا ہوں شہریار نے کہا؟؟ تو عشاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر بولی میں دلہن ہوں شہریار میری شادی ہے تو مجھے ہی خوبصورت لگنا چاہیے۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اس کے معصومانہ جواب پر شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی کہ اسے اپنے حصار میں لیتے بولا اچھا تو کس کی دلہن ہیں اپ محترمہ؟؟ آپکی شہریار خانزادہ عشاء نے مسکراتے ہوئے نظر اس کی خوبرو چہرے پر ڈالتے کہا۔۔۔ دوسرا جواب پہلے والے سے زیادہ خوبصورت تھا۔۔۔ کہ شہریار بولا اچھا تو نظر لگوانی ہے کیا میری دلہن کو اتنا خوبصورت لگ کے؟؟ اپ کے ہوتے ہوئے اپکی دلہن کو نظر نہیں لگ سکتی کہتے وہ شہریار کے سینے میں چہرہ چھپا گی۔۔۔ تیسرا جواب پہلے دونوں سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔۔۔ اہ میری جان!! کہتے شہریار نے اسکے بالوں پر لب رکھے تھے کہ پھر بولا

آج میری بٹر فلائی اتنی بڑی بڑی اور سمجھداری والی باتیں کیوں کر رہی ہے۔۔۔ میں تو ہمیشہ ایسے ہی باتیں کرتی ہوں اپ ہی نہیں میری باتیں سمجھتے وہ شہریار کی انکھوں میں دیکھتے کہہ رہی تھی کہ شہریار مسکراتے ہوئے بولا اب کیا کر سکتے ہیں جانم تمہارا ہسبینڈ تھوڑا سا نا سمجھ ہے نہ۔۔۔ شہریار کے خاصے افسوس سے کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی اور بولی چلیں اپ نے مانا تو۔۔۔ میں تو تمہاری ساری باتیں مانتا ہوں۔۔۔ بٹر فلائی تم ہی مجھے نخرے دکھاتی ہو کہتے شہریار نے مزید جھکاؤ عشاء کی طرف دیا کہ عشاء جلدی سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔ شہریار پلیز میرا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔ شہریار اپنے ہونٹوں سے اسکا ہاتھ ہٹاتے نرمی سے چومتے بولا جان اب تم پھر نخرے کر رہی ہو اور ویسے بھی یہ تیاری میرے لیے ہی تو ہے۔۔۔ شہریار نہیں نا پہلے ہمیں مایوں کی رسم کرنی ہے۔۔۔ اس لیے اپ بھی جلدی سے ریڈی ہو جائیں۔۔۔ اور اگر اپکو کچھ چاہیے تو بتائیں۔۔۔ ہاں چاہیے نا بٹر فلائی شہریار نے کہا!! کیا عشاء نے پوچھا۔ وہی جو ہمیشہ چاہیے ہوتا ہے اک عدد کس۔۔ شہریار نے انکھ ونگ کرتے کہا تو عشاء کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی کہ پھر اسے دور ہوتے بولی پلیز شہریار ہمیں دیر ہو رہی

ہے چھوڑیں مجھے اور ریڈی ہو۔۔۔جب تک تم مجھے کس نہیں کرو گی جتنی بھی دیر ہو جائے بٹر فلائی میں یہاں سے نہیں ہلنے والا شہر یار نے ضدی انداز میں کہا ۔۔۔کہ عشاء نے اسے گھورا تو شہر یار بولا دیکھ لو مرضی ہے تمہاری ورنہ مجھ تو تمہارے ساتھ کمرے میں روکنے پر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ میں تو خوش ہوں۔۔۔شہر یار اپ مجھے بلیک میل کر رہی ہیں عشاء نے شکوہ کیا؟؟کہ شہر یار بولا میری جان تم بھی تو بلیک میل کر رہی ہو کہ تمھارا میک اپ خراب ہو جائے گا!!اپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں کہتے عشاء نے اپنی ایڑیاں اٹھاتے اسکی گال پر لب رکھے تو شہر یار منہ بناتے بولا بچوں والی کس مت کیا کرو عشاء۔۔۔تو اپ بھی بچوں کی طرح ضدمت کریں اور شہر یار اپ چل رہے ہیں یا میں اکیلی جاو اب کی بار عشاء نے شہر یار کو دھمکاتے کہا۔۔۔یااللہ بٹر فلائی شوہر کو دھمکانے سے گناہ ملتا ہے۔۔۔اور بیوی کو پریشان کرنے سے بھی گناہ ملتا ہے۔۔۔وہ منہ بناتے بولی تو شہر یار نے مسکراتے ہوئے کہا میں کہاں پریشان کر رہا ہوں میں تو پیار کر رہا ہوں جو مجھے میری بیوی کرنے نہیں دے رہی۔۔۔شہر یار اب اپنا کرتا پہنتے بٹن بند کر رہا تھا۔۔۔اور پھر ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بال

سیٹ کرنے لگا عشاء بھی ڈریسنگ کی طرف بڑھی اور ایک نظر خود پر ڈالتے ساتھ کھڑے شہریار کو دیکھتے بولی شہریار ویسے ہم ایک ساتھ اچھے لگتے ہیں نا۔۔۔

کیوں تمہیں کوئی شک ہے بٹر فلائی شہریار نے سوال کیا کہ عشاء نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ شہریار نے پرفیوم کھولتے خود پر سپرے کرتے ساتھ عشاء کو بھی اپنی خوشبو سے مہکایا۔۔۔اور پھر عشاء کی طرف جھکتے نرمی سے اس کی ناک کو چھوتے بولا بٹر فلائی چلو اب شرماؤ نہیں یہ نہ ہو میں اپنا ارادہ بدل لو۔۔۔ کہ عشاء فوراً سے بولی نہیں نہیں چلے۔۔ عشاء کے چلد بازی پر شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور کمرے سے نکلا۔۔۔ عشاء نے بھی شکر کیا کیونکہ تبادل سچ میں اپنا ارادہ بدلتے بلکل وقت نہیں لگاتا۔۔۔

فنکشن اپنے عروج پر تھا۔۔۔ایت اور وہاب اج بھی ساتھ بیٹھے کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔۔۔ کہ رامین انہیں ڈانٹتے بولی اگر تم دونوں خاموش نہیں ہوئے تو ہم تم دونوں کی شادی نہیں کروا رہے۔۔۔ جس کا

اب کی بار انہوں نے کچھ اثر لیا اور خاموش ہو گئے۔۔۔یا اللہ دارم کیا چیز ہے یہ دونوں۔۔۔میری تو سمجھ سے باہر ہے۔۔۔دارم نے بھی ایت اور وہاب کو دیکھا جواب لمحے میں سب کچھ ٹھیک کرتے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔کہ پھر بولا جانے دو من ان دونوں کا پیار ہی ایسا ہے۔۔۔

جنت آپکی خالواج بہت پیاری لگ رہی ہے نا وہاب نے ایت کے پاس بیٹھی جنت سے کہا تو جنت ایت کے گلے میں بازو ڈالتے بولی پیالی خالو۔۔۔تو ایت بولی ویسے جنت اپ کے چاچو بھی اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔کہ جنت وہاب کی طرف اشارہ کرتے بولی اتھے چاتو۔۔۔جنت کے انداز پر ایت آور وہاب دونوں ہنسے۔۔۔

عشاء بھی شہریار کے قریب شرمائی سی بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔۔شہریار کی شرارتوں اور سرگوشیوں نے اس کی جان ہوا کی ہوئی تھی۔۔۔

ملیحہ بھی ہنستے مسکراتے سب سے باتیں کرتے کرتے بے حد خوش اور پر سکون نظر ارہی تھی۔۔۔جس وجہ سے طیبہ بیگم بھی کافی مطمئن تھی وہ ماں تھی اپنی بیٹی کو بہتر مستقبل دینا چاہتی تھی وہ شہریار کے ساتھ نہیں تو اگر سفیان کے ساتھ

ممکن تھاتو وہ سفیان کو بھی دل سے قبول کرتے ان دونوں کی انے والی زندگی کے لیے دعا گو تھی۔۔۔

رسم ختم کرتے مرد باہر لان میں چلے گئے اور عورتوں نے اندر خوب ہلا گلا شروع کیا۔۔۔عشاء کے کپڑوں پر ملازمہ نے غلطی سے جوس گرادیا تو سائمہ بیگم عشاء سے بولی جاؤ بیٹا فنکشن تو ویسے بھی ختم ہونے ہی والا ہے تم کپڑے بدل لو تھکی تھکی سی لگ رہی ہو۔۔۔عشاء انہیں جی کہتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑی۔۔۔ کپڑے بدلتے اپنی جیولری اتارے کمرے میں ائی اور بڑبڑاتے بولی یااللہ جی اج تو بہت ہی زیادہ تھک گئی میں پاؤں بھی اتنا درد کر رہے ہے۔۔۔اور اوپر سے اب بھوک بھی لگ رہی ہے پتہ نہیں اج کل اتنی بھوک لگتی کیسے ہے مجھے منہ بنا کر کہتے خود سے ہی باتیں کرتی وہ کمرے سے نکلتے بری طرح کسی سے ٹکرائی۔۔۔ غصے سے اپنا سر سہلاتے اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے جلال شاہ کو دیکھتے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔عشاء اسے اگنور کرتے اگے بڑھنے لگی تو جلال شاہ نے اس کا راستہ روکا۔۔۔عشاء اسے غصے سے دیکھتے سائیڈ سے گزرنے لگی تو جلال شاہ واپس اسکے راستے میں حائل ہوا عشاء اسے گھورتے بولی ہٹو راستہ چھوڑو میرا گھٹیا

انسان۔۔۔ نہیہ حسینہ میں تو تمہیں اج اپنے ساتھ لے جانے ایا ہو بہت انتظار کیا ہے میں نے اور میں کس قدر گھٹیا ہوں اس بات کا اندازہ تو تمہیں ابھی ہے ہی کہاں۔۔۔ لیکن خیر میں بہت جلد ثابت کر دوں گا۔۔۔ کہتے جلال شاہ نے قدم عشاء کی طرف بڑھائے تو عشاء دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔اور بولی دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ نے شہر یار کو بلا لوں گی۔۔۔ ٹھیک ہے بلاؤ جسے بلانا ہے لیکن یہ بات تو طے ہے کہ اج میں تمہیں یہاں سے لے کر ہی جاؤں گا۔۔۔ جلال شاہ نے خباثت سے ہنستے عشاء کی کلائی جکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ شہر یار۔۔۔ شہر یار اوپر آئیں عشاء نے شہر یار کو اواز لگاتے اس کی مضبوط گرفت نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔ اتنے لاؤڈ میوزک اور شور میں تمہیں لگتا ہے تمہاری اواز نیچے کسی کو سنائی دے گی جلال شاہ نے افسوس کرتے کہا۔۔۔ کہ عشاء رونے لگی تھی وہ سچ کہہ رہا تھا اتنے شور ہنگامے میں عشاء کی اواز نیچے نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔۔ نہ نہ ابھی کیوں رو رہی ہو ابھی تو تمہیں بہت موقع ملیں گے ابھی تو پچھلے بہت سے حساب برابر کرنے ہیں لڑکی۔۔۔ کہتے جلال شاہ نے عشاء کو کمرے میں دھکا دیا کہ عشاء نے ایک دفعہ پھر۔۔۔ شہر یار۔۔۔ شہر یار۔۔۔ دارم

لالا۔۔۔بچائیں مجھے۔۔۔بچاو مجھے کوئی ہے۔۔۔چیختے ہوئے وہ اوازدے رہی تھی۔۔لیکن شور اتنا تھا کہ اسکی اواز نیچے نہیں پہنچ پا رہی تھی۔۔۔عشاء نے ٹیبل سے گلدان اٹھاتے جلال شاہ کو مارا جسے وہ کمال مہارت سے کیچ کرتے بولا۔۔۔ بس بہت ہوا لڑکی اور اگے بڑھتے عشاء کے منہ پر زبردستی رومال رکھا۔۔عشاء خود کو بچانے کی کوشش کرتے جیسے باقی چیزیں اٹھاتے اسے مارنے لگی۔۔مگر چند ہی لمحوں میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے جلال شاہ کے بازو میں جھول گئ ۔۔۔جلال شاہ نے مسکراتے ہوئے ایک نظر عشاء کو دیکھا۔۔اور پھر دروازے کو تو سامنے ہی جنت اور روحان ٹکر ٹکر اسے ہی دیکھتے کہ رہے تھے۔۔۔عشاء کے بے جان وجود کو جلال شاہ کی گرفت میں دیکھتے دونوں جلال شاہ کی طرف بڑھتے بولے پوپو تیا ہوا پوپو تھورو۔۔۔(پھوپھو کیا ہوا چھوڑو پھوپھو)۔۔تھوڑو پوپو شہریال بتاو۔۔۔کہ جلال شاہ انہیں دیکھتے مسکرایا اور بولا تمہاری پھوپھو سو گئی ہے۔۔۔اور اب تم دونوں بھی شاباش نیچے جاؤ۔۔۔سو گئی پھوپھو (تو گی پوپو)۔۔۔جنت نے پوچھا کہ جلال شاہ بنا اس کی بات کا کوئی جواب دیے اگے

بڑھتے ایک بڑی سی بوری میں عشاء کو ڈالا اور باہر سے اپنے وفادار ملازم کو آواز دی جو بوری کو کندھے پہ ڈالتا پچھلے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

تھولو پو پو۔۔۔ کہتے وہ جلال شاہ کے پیچھے گئے۔۔۔ جو کہ دروازہ بند کرتے غصے سے انہیں ڈانٹتے دروازے سے پیچھے کرتے نکل چکا تھا۔۔۔ جنت نے ایک نظر دروازے کو دیکھتے اشارہ کیا اور پھر روحان کو دیکھتے پورا گلا کھولے رونا شروع کر دیا۔۔۔ جبکہ کہ روحان سیڑھیاں اتر کر بھاگتے ہوئے بولا شریلا شریلا چاچو بتاو پو پو تو۔۔۔ مریم نے آگے بڑھتے اسے گود میں اٹھایا اور بولی کیا ہوا روحان کیوں شور مچا رہے ہو۔۔۔ ادل پو پو تباو مورے۔۔۔ ادھر پھوپھو کو بچاو مورے روحان نے اپنے ٹوٹے پھوٹے جملوں سے مریم کو بتانے کی کوشش کی۔۔۔ کچھ نہیں ہوا پھوپھو کو انہوں نے بھی روحان کی طرح اپنے کپڑوں پر جوس گرا لیا تھا مریم اس کا گال چومتے بولی۔۔۔ کہ روحان مریم کی گود سے اترتے (نہ مولے شہریال چوچو بتاو) کہتے باہر بھاگا۔۔۔ جبکہ جنت بھی روتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر راتے رامین کو دیکھتے بولی مما۔۔۔ مماادھ پھوپھو بتاو۔۔۔ کیا ہو گیا ہے ان دونوں کو۔۔۔ کہتے بولی پھوپھو بالکل ٹھیک ہے جنت رامین نے پیار سے اسے بہلاتے کہا اور

ساتھ ہی اسکے انسو صاف کیے۔۔۔ کہ جنت بولی نو مما پوہائی ہوئی۔۔۔ تلواوپل

۔۔ نو مما پھوپھو کو ہائی ہوئی چلو اوپر۔۔۔ کہتے جنت نے اوپر کی طرف اشارہ کیا تو

رامین بولی اچھا چلو او پھوپھو کو دیکھ کراتے ہیں لیکن پہلے مما جنت کے کپڑے

چینج کرائیں گی ان کے چبنے کی وجہ سے رو رہی ہے نا میری جان۔۔ اوکے۔۔

کہتے رامین اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔

شہریال شہریال چوچو کہتے روحان بھاگ کر اسکی طرف ارہا تھا کہ شہریار نے

مسکراتے ہوئے زمین پر بیٹھتے اسے گود میں اٹھایا اور جارحانہ انداز میں اسکے

دونوں گال چومے۔۔۔ کہ روحان ہنسا۔۔۔ اور شہریار بولا میرے بھالو لگے ہاتھ

تیرا بھی شادی نہ کروادیں تو جو اتنا پیار الگ رہا ہے۔۔۔ پیالے چاتو کہتے روحان

نے شہریار کے گال پر اپنا بھیگا لمس چھوڑا تو شہریار بولا جتنا مرضی پیار کر مکھن لگا

لیکن ابھی تیری شادی کی عمر نہیں ہے۔۔۔ اس لیے میں تیری شادی نہیں

کرواں گا تیرے ماں باپ ماریں گے مجھے لیکن اگر کوئی تجھے پسند ہے تو مجھے بتا

دیے ہم کوئی اور انتظام کرلیں گے۔۔۔ کوئی انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے

بھئی تم میرے بیٹے کو بگاڑو مت زمان نے شہریار کو گھورتے کہا۔۔۔ کہ شہریار

ہنستے ہوئے بولا تم سب نے مجھے بگاڑا ہے ناب میں تمہارے بیٹے کو بگاڑو گا اور۔۔۔تم بلکل میرے جیسے بنا بھالو شہریار نے اس کی کال کو چومتے ہلکا سا کاٹا تو روحان نے شور مچایا۔۔۔کہ روستم صاحب زمان کو دیکھتے بولے زمان اپنے بیٹے کو شہریار سے لے لو ورنہ۔۔۔بابا شہریار نے روستم صاحب کو دیکھا اور بولا کیوں مجھ میں کیا برائی ہے۔۔۔کوئی برائی نہیں ہے میرا بیٹا بس جتنے تم اچھے ہوا تنے ہی تمہارے بچے بھی اچھے اور فرمانبردار ہو۔۔۔تاکہ تمہیں پتہ چلے۔۔۔اور زمان بیچارا کیوں بھگتے۔۔۔روستم صاحب کے یوں کہنے پر شہریار سمیت باقی سب بھی ہنس دیے کہ شہریار بولا بابا اب ایسے تو نہ کہیں کیوں بھئی اس کی بیچارا منہ دیکھتے روستم صاحب بھی مسکرائے تھے۔۔۔اور روحان جو کہ شہریار کو کیا بتانے ایا تھا وہ بھول ہی گیا اور اس کے ساتھ مستیاں کرنے لگا۔۔۔

کھانا وغیرہ کھاتے اخر فنکشن اپنے اختتام کو پہنچا تقریبا سب ہی مہمان جا چکے تھے بچے بھی سو گئے تھے۔۔۔اور اب سب گھر والے جمع ڈائننگ ٹیبل پر کھانا

کھا رہے تھے۔۔۔ عشاء کہاں ہے شہریار نے ٹیبل پر بیٹھتے پوچھا کہ سائمہ بیگم بولی ملازمہ کو بھیجا ہے اسے بلانے۔۔۔ وہاب سیکھو کچھ شہریار لالا سے دیکھو انہیں کس طرح اپنی بیوی کی فکر ہو رہی ہے اور ایک تم ہو جس نے کبھی جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا کہ ایت تم نے کچھ کھایا ہے یا نہیں۔۔۔ شہریار کو چھیڑتے اس کی تعریف کرتے ایت نے وہاب کو گھورا۔۔ کہ وہاب بولا کیونکہ محترمہ تم سے کھانے کا پوچھنے کا مطلب ہے کہ تمھیں خود کھانا بنا کر کھلاؤ۔۔۔ بس ٹھیک ہے پھر وہاب مجھے نہیں کرنی تم سے شادی بات ختم کہتے ایت نے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالا۔۔۔ کہ وہاب بولا کیا سچ میں ایت ؟؟؟ ہاں بالکل سچ ایت منہ بناتے بولی۔۔۔ یااللہ تیرا شکر ہے کوئی نیکی کام اگئی کہتے وہاب نے ہنستے ہوئے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔۔ کہ ایت بولی وہاب تم بالکل بھی سیریس نہیں ہو مجھے لے کر۔۔۔ دیکھ لیا اپ نے دا جی اب اپ خود ہی فیصلہ کریں مجھے انصاف چاہیے۔۔۔ کہ وہاب بولا اپ فیصلے کو چھوڑیں دا جی اور اپنی کم عقل پوتی کو سمجھائیں کہ میرے علاوہ اسے کوئی اور برداشت نہیں کر سکتا انصاف تو میرے ساتھ ہونا چاہیے۔۔۔ کہ سیال خان مسکرائے تھے ایت اور وہاب حویلی میں

سب سے چھوٹے تھے اور داجی کے لاڈلے بھی۔۔۔کیونکہ اج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ داجی کی کوئی بات ٹال دیں یا داجی ان دونوں کی کوئی بے فضول ضد کو بھی پورا نہ کریں۔۔۔سیال خان ایت کو دیکھتے بولے ایت بیٹا۔۔۔اس سے پہلے سیال خان اپنی بات کہتے ایت بولی داجی اپ۔۔۔اپ مجھے سمجھا رہے ہیں اسے بھی تو سمجھائیں۔۔۔میں ویسے ہی بہت سمجھدار ہوں وہاب فورا سے بولا کہ ایت نے اسے گھورا اور بولی تم چپ رہو وہاب میں اپنے داجی سے بات کر رہی ہوں۔۔۔ایت یہ کوئی طریقہ ہے شوہر سے بات کرنے کا سکینہ بی بی نے کچھ غصے سے ایت کو ٹوکا۔۔۔کہ ایت داجی کی طرف دیکھتے بولی دیکھیں اپ کی بیگم مجھے ڈانٹ رہی ہیں کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا یہاں۔۔۔۔تو اب مجھے بھی کسی سے بات نہیں کرنی کہتے وہ اپنی کرسی سے اٹھی۔۔کہ سیال خان بولے نہیں میرا بیٹا اپ کے داجی اپ سے بہت پیار کرتے بیٹھو کھانا کھاؤ اور خبردار کسی نے کچھ کہا میری بیٹی کو تو۔۔۔لیکن داجی وہاب بولا سیال خان نے اسے گھورا اور بولے اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے وہاب تو تم مت کرو ہماری لاڈلی پوتی سے شادی۔۔کہ ایت فورا بولی داجی لیکن اپ اسکی شادی کہیں اور بھی نہیں کرائیں گے۔۔۔ٹھیک ہے

جیسا میری بیٹی چاہے سیال خان نے مسکراتے ہوئے اس کی فکر پر اسے مطمئن کیا تھا۔۔۔اور وہاب نے منہ بناتے سکینہ بی بی کو دیکھتے کہا دادی سائیں اپ دیکھ رہی ہیں نا میرے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔۔۔وہاب تم پریشان نہ ہوا گر یہ دادا پوتی ایک ساتھ ہیں تو ہم بھی اپنے پوتے کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔سب انکی نوک جھونک سے لطف اندوز ہوتے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔

کہ ملازمہ نے اتے سائمہ بیگم سے کہا کہ عشاء بی بی اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔۔۔اچھا اگر کمرے میں نہیں ہے تو کہیں اور ہو گئی دیکھو بچوں کے کمرے میں نہ ہو۔۔۔نہیں بیگم صاحبہ میں نے پوری حویلی میں دیکھا عشاء بی بی کہیں نہیں ہے۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہی کہیں ہو گی سائمہ بیگم نے کہا کہ ملازمہ بولی وہ۔۔۔وہ۔۔وہ کیا کر رہی ہو جلدی بولو شہریار نے غصے سے کہا تو ملازمہ بولی آپکے کمرے میں سامان بھی بکھرا ہوا ہے۔۔۔کیا مطلب سامان بکھرا ہوا ہے شہریار کہتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی اللہ جانے اب کیا تماشا کھڑا کرے گی یہ لڑکی۔۔۔خیر چھوڑو سب کھانا کھاؤ۔۔۔

شہریار نے کمرے میں قدم رکھا تو اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔ڈریسنگ کا سارا سامان زمین پر بکھرا پڑا تھا۔۔۔اور پاس ہی ٹوٹے واس کے ٹکڑے جن پر خون لگا ہوا تھا۔۔۔شہریار نے عشاء کو آواز دی اور ساتھ ہی موبائل جیب سے نکالتے اس کے نمبر پر کال کی۔۔۔کہ کچھ دور بیڈ پر پڑا عشاء کا فون بجا۔۔۔شہریار نے کمرے کا جائزہ لیتے اسے واش روم چینجنگ روم ٹیرس ہر جگہ دیکھا لیکن عشاء سچ میں کہیں نہیں تھی۔۔۔

شہریار جتنی تیزی سے اوپر گیا تھا اتنی ہی جلدی میں نیچے ایا۔۔۔چہرے پر پریشانی کے اثار واضح تھے۔۔۔سائمہ بیگم بولی کیا بات ہے شہریار عشاء نہیں ہے اوپر

؟؟؟نہیں مورے اوپر کہیں بھی نہیں ہے۔۔۔اپ نے اسے اخری دفعہ کب دیکھا تھا شہریار نے پوچھا۔۔۔ تقریبا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اوپر چینج کرنے گئی تھی اس کے کپڑوں پر ملازمہ نے جوس گرادیا تھا۔۔۔ خیر تم پریشان نہ ہو ہم باہر دیکھتے ہیں۔۔سائمہ بیگم نے اٹھتے ملازمہ کو اواز لگائی کہ شہریار بولا کیسے پریشان نہیں ہو مورے وہ جا ہی کہاں سکتی ہے باہر سے ہم اۓ ہیں اور اوپر وہ نہیں ہے۔۔۔اپ بلائے اس ملازمہ کو جس نے عشاء پر گرایا تھا۔۔۔کہ پھر سامنے بیٹھے سیال خان کو سکون سے کھانا کھاتے دیکھ کر ان کی طرف بڑھتے بولا۔۔۔دا جی عشاء کہاں ہے ؟؟کہ سیال خان بولے ہمیں نہیں معلوم وہ شہریار لڑکی کہاں ہے۔۔۔سارا دن بیوی بیوی کر رہتے ہو تمہیں پتہ ہو گا کہاں ہے۔۔۔دا جی بے بسی سے کہتے شہریار سیال خان کی کرسی کے قریب زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اور بولا دا جی پلیز آپ نے عشاء کو جہاں کہیں بھی غائب کیا ہے مجھے بتادیں۔۔۔میں اس ڈر کے ساتھ کیسے بے فکر ہو کر اگے بڑھو کہ میری بیوی میرے اپنے ہی گھر میں محفوظ نہیں۔۔۔دا جی اپ سمجھتے نہیں ہیں میں اپنی نئ زندگی کا اغاز یوں ڈر کر یا اپنوں سے لڑ کر نہیں کرنا چاہتا۔۔۔مجھے اپ سب کا ساتھ چاہتے لیکن اگر اپ کو

یہ کسی صورت منظور نہیں تو ٹھیک ہے میں عشاء کو یہاں حویلی نہیں لوں گا وہ کبھی یہاں نہیں ائے گی داجی میرا وعدہ ہے اپ سے۔۔۔ لیکن فلحال میری اپ سے گزارش ہے مجھے بتادے عشاء کہاں ہے۔۔۔ داجی۔۔۔ وہ بلکل بے گناہ اور بے حد معصوم سی ہے۔۔ وہ تو بہت جلدی ڈر جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر کہتے وہ رکا اور پھر ایک لمبا سانس بھرتے بولا اپکے پوتے کی جان ہے داجی۔۔۔ سیال خان نے حیران ہوتے اپنے قدموں میں بیٹھے شہریار کو دیکھا جس کا لہجہ زخمی تھا۔۔۔ انہیں یقین نہیں ارہا تھا کہ یہ ان کا وہی پوتا ہے جو اپنی ضد کا بے تاج بادشاہ تھا۔۔۔ ساری دنیا کو ٹھکرا دینے والا۔۔۔ اپنی ہر بات غصے ضد اور اکڑ سے منوانے والا اگلے کو اپنی بات ماننے کے لیے مجبور کر دینے والا۔۔۔ آج سیال خان کے قدموں میں بیٹھا ایک لڑکی کے لیے منت کر رہا ہے۔۔۔۔ لیکن سیال خان کو اس کا یہ انداز پسند نہیں ایا تھا۔۔۔ وہ کہاں انہیں یوں ہارا ہوا اچھا لگ رہا تھا وہ تو ہر چیز ہر بات۔۔۔ ضد سے ڈنکے کی چوٹ پر منواتا ہی ٹھیک تھا۔۔۔ کہ سیال خان کھڑے ہوتے شہریار کو کندھوں سے تھامتے اپنے برابر کھڑا کرتے بولے ہمیں ہمارے بچوں کی قسم شہریار ہم سچ میں نہیں جانتے تمہاری بیوی کہاں ہے۔۔۔

اور یہ بات تم بھی اچھے سے جانتے ہو ہم اپنے بچوں کی کبھی جھوٹی قسم نہیں کھائیں گے۔۔۔اس لیے وقت برباد مت کرو اور ڈھونڈو عشاء کو ۔۔۔ لیکن وہ کہاں جاسکتی ہے داجی شہریار نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتے کہا۔۔۔ ہو سکتا ہے اپنے ماں باپ سے ملنے گئی ہو تم سفیر شاہ کی حویلی پتہ کرو سیال خان بولے۔۔ نہیں داجی وہ وہاں نہیں گئی شہریار بولا۔۔۔ کہ سیال خان بولے کیوں نہیں ہو گئی وہاں۔۔۔اس کا گھر ہے وہ اور ویسے بھی شادی کے موقع پر لڑکیوں کو ماں باپ کی زیادہ یاد آتی ہے وہ وہیں ہو گی تم پتہ کرو اور نہ ہم کسی کو بھیجتے ہیں پتہ کرنے ۔۔۔ نہیں داجی وہ وہاں جا ہی نہیں سکتی شہریار اپنا سر پکڑتے کرسی پر بیٹھتے بولا۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی کہ عشاء اس وقت کہاں گی ہو گی۔۔۔ اخر کیوں نہیں جاسکتی وہ وہاں۔۔۔اس کا گھر ہے وہ اور تمہیں کیا لگتا ہے اگر وہ خود کہیں نہیں گئی تو کوئی اسے یہاں گھر سے اٹھا لے گیا سیال خان کچھ برہم ہوتے بولے۔۔۔ شہریار نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر بولا داجی گھر وہاں ہوتا ہے۔۔۔ جہاں گھر والے ہوں اور عشاء کے گھر والوں میں سے کوئی بھی حیات نہیں ہے۔۔۔ کہ سیال خان بولے کیا مطلب ہے تمھارا شہریار صاف صاف بتاؤ

ہمیں؟؟داجی یہ وقت نہیں ہے ان سب باتوں کا فلحال مجھے عشاء کو ڈھونڈنا ہے۔۔۔شہریار ہمیں سچ بتاؤ تا کہ ہم تمہاری مدد کر سکیں تمہاری بیوی کو ڈھونڈنے میں سیال خان اسے روکتے کچھ روب سے بولے۔۔۔

ٹھیک ہے داجی لیکن جو کچھ بھی ہوا انجانے میں ہوا اس سب میں اپ کی کوئی غلطی نہیں تھی۔۔شہریار ہوا کیا ہے صاف صاف بتاؤ ہمیں سیال خان کچھ پریشان ہوئے تھے۔۔۔داجی وہ دراصل۔۔شہریار کچھ ہچکچایا اور پھر بولا وہ۔۔ عشاء ولید شاہ کی بیٹی نہیں ہے اور نہ ہی وہ سفیر شاہ کی پوتی۔۔۔عشاء زریاب عالم کی بیٹی ہے سفیر شاہ کی نواسی۔۔۔وہاں کھڑا ہر شخص منجمند ہوا تھا یہ بہت بڑا انکشاف تھا سب گھر والوں پر جس لڑکی کو وہ ولید شاہ کی بیٹی سمجھ کر سزا دیتے رہے وہ ولید شاہ کی بیٹی تھی ہی نہیں۔۔۔سیال خان کی اواز نے اس خاموشی کو توڑا کہ وہ بولے اسکا مطلب وہ لڑکی بے گناہ ہے شہریار۔۔۔اسکے ساتھ ظلم ہوا ہے۔۔۔اور وہ ظلم اس پر دو گاؤں کے سرداروں انصاف کرنے والوں نے کیا ۔۔۔اپنے اپنے خاندانوں کا رتبہ اور بھرم قائم رکھنے کے لیے کیا اس معصوم بچی کو ذریعہ بنایا کہتے سیال خان کرسی کا سہارا لیتے بیٹھے کہ دارم فورن انہیں سنبھالنے

بولا دا جی اپ پریشان نہ ہو اب بھی تو سچائی نہیں جانتے تھے کہ عشاء کا ولید شاہ سے کیا رشتہ ہے۔۔۔کہ سیال خان بولے دارم ہمیں پہلے اچھے سے سب پتہ کرنا چاہیے تھا۔۔۔ہم اتنی بڑی بے وقوفی کیسے کر سکتے ہیں۔۔یہ سفیر شاہ نے اچھا نہیں کیا زندگی میں پہلی بار ہم انصاف کرنے میں چوک گئے صرف اسکی وجہ سے۔۔۔سفیر شاہ کو اس بات کا حساب دینا پڑے گا۔۔کہ شہر یار بولا دا جی ختم کریں یہ سب وہ اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے اور ولید شاہ مر چکا ہے۔۔۔اور مرے ہوئے لوگوں سے بدلے نہیں لیے جاتے انہیں معاف کر دیا جاتا ہے۔۔۔لیکن فلحال میری بیوی غائب ہے اور مجھے اسے ڈھونڈنا ہے۔۔۔۔کہتے ہیں وہ دو دو سیڑیاں پھلانگتے اوپر اپنے کمرے کہ طرف گیا۔۔۔کہ رامین اچانک کچھ یاد آنے پر بولی مریم بھابھی بچوں نے فنکشن کے دوران کہا تھا پھو پھو بچائی ہو۔۔۔بچاؤ۔۔۔یعنی انہیں پتہ ہے عشاء کے ساتھ کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک کہہ رہی ہو رامین مریم بولی۔۔۔یااللہ ہم نے تب ان کے بات پر غور کیوں نہیں کیا روحان ایک ہی بات کہہ رہا تھا شہر یار پھو پھو بچاو۔۔۔کہ دارم بولا من بھابھی اپ دونوں بچوں کو اٹھائیں اور ان سے پوچھیں پھو پھو کہاں ہے۔۔۔شہر یار اپنی

گن اور گاڑی کی چابی لیتے نیچے ایا تو دارم بولا روکو شہریار بچے جانتے ہیں عشاء کے ساتھ کیا ہوا شاید وہ ہماری کچھ مدد کر سکیں۔۔۔ تو پوچھو ناان سے دارم کیوں میرے صبر کا امتحان لے رہے ہو شہریار نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔ مریم روحان کو لے کر آئی تو زمان اسے اپنے سامنے زمین پر کھڑا کرتے بولا روحان پھوپھو کہاں ہے؟؟

وہ اپنی اپنی توتلی زبان میں بولا (پپوادا پر روئی۔۔ شہریال بتاو۔۔۔ شہریال بتاو۔۔) پھوپھو ادھر اوپر۔۔۔ روئی شہریار بچاو۔۔۔ بازو سے اوپر شہریار کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے روحان نے بتایا شہریار کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ تھام کر ہلاتے بولا پوپو بتاو شہریال۔۔۔ کہ اتنے میں رامین جنت کو اٹھا کر لائی جو ادھی نیند میں تھی کہ روحان شہریار کو چھوڑتے جنت کی طرف بڑھتے بولا ننت پوپو۔۔۔ پھوپھو کہتے جنت نے پوری انکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا کہ پھر رامین کی گود سے اترتے بولی مماادھ پوپو بتاو۔۔۔ دالم نانا۔۔ شہریال بتاو۔۔ تو ہے شہریال تھوڑو مھے۔۔۔ دارم رامین پلیز تم دونوں ٹرانسلیٹ کرو گے یہ کیا کہہ رہی ہے شہریار کو جنت کی زبان بالکل سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔۔ کہ دارم بولا

شہر یار ارام سے بولو بچے ہیں ڈر جائیں گے۔۔۔اور جنت کہ رہی دارم لالا۔۔ شہر یار بچاو۔۔۔کوئی ہے چھوڑو مجھے شہر یار۔۔ شہر یار جنت کی طرف بڑھا اور زمین پر بیٹھتے بولا جنت پھوپھو کہاں گئی۔۔۔پپونیتی سودی۔۔۔پھوپھو نیچے سو گئی۔۔۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی ہمارے ہی گھر سے عشاء کو کیسے غائب کر سکتا ہے۔۔۔ شہر یار روانی سے کہتے ایک لمحے کے لیے رکا اور اس کے دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا۔۔ کہ اپنے موبائل سے ایک تصویر نکال کر اس نے جنت اور روحان کے سامنے کی۔۔۔ کہ جنت اس تصویر کو دیکھتے دو قدم پیچھے ہوتے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالتے رامین کے دوپٹے میں چھپتے بولی مما بتاو۔۔۔ جنت کے رد عمل پر شہر یار ایک لمحے میں سارا ماجرہ سمجھ گیا کیونکہ تصویر جلال شاہ کی تھی۔۔۔ کہ روحان تصویر پر ہاتھ رکھتے بولا گدنے اتل پو پو نے گے ڑاپر میں ڈال کے۔۔۔(گندھے انکل پھوپو کو لے گیا شاپر میں ڈال کر)۔۔۔ کہ شہر یار روحان کا گال چومتے بولا شکریہ بچوں۔۔۔ چاچو ابھی تمہاری پھوپھو کو لے آئے گے۔۔۔ کہتے وہ تیش کے عالم میں اٹھتے گن ہاتھ میں پکڑے گھر سے نکلا۔۔۔ کہ سیال خان بولے دارم تم جاؤ اس کے ساتھ کہیں وہ کچھ غلط نہ کر بیٹھے

۔۔ باقی ہم سب عشاء کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔جی داجی کہتے دارم بھاگتے ہوئے شہریار کے پیچھے گیا تھا جو شاہ حویلی کی طرف جارہا تھا۔۔۔

جلال۔۔۔ جلال شاہ۔۔۔ کہاں ہو باہر اؤ شہریار کی گرجدار اواز پر شاہ حویلی کے سبھی لوگ لاؤنج میں اکٹھے ہوئے تھے کہ نصرت بیگم اگے بڑھتے بولی شہریار بیٹا کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟؟ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے پھوپھو بلائیں اپنے بیٹے کو کہاں ہے جلال۔۔۔۔ کیا ہوا شہریار تم ہمیں بتاؤ وہاج شاہ (جلال شاہ کے والد) اگے بڑھتے بولے۔۔۔اپ کا لاڈلا میری بیوی کو اٹھا کر لے گیا ہے۔۔۔بتائیں مجھے کہاں ہے جلال ورنہ خدا کی قسم میں کسی ایک کو زندہ نہیں چھوڑوگا۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے تمیز سے بات کرو شہریار ظفر شاہ اپنے کمرے سے نکلتے بولا۔۔۔ یہاں میری بیوی کو تمہارا بھائی اٹھا کر لے گیا ہے اور تم مجھ سے تمیز کی توقع کررہے اگر اتنی تمیز اپنے بھائی کو سکھائی ہوتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا تم سب کو۔۔۔ فی الحال

میرے ساتھ یہ فضول بکواس نہ کرو اور مجھے بتاؤ تمہارا وہ بے غیرت بھائی کہاں ہے۔۔۔وہاج شاہ بولے حمزہ جاؤ جلال کو بلا کر لاؤ؟؟

اتنے میں دارم بھی شاہ حویلی داخل ہوا تو نصرت بیگم دارم کو دیکھتے بولی دارم بیٹا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔پھو پھو وہ اس سے پہلے دارم کچھ کہتا کہ حمزہ شاہ اوپر سے اتے بولا وہ ابا جی جلال اپنے کمرے میں نہیں ہے۔۔۔۔تو فون کرو اسے وہاج شاہ گرجدار اواز میں بولے تو حمزہ نے کہا وہ فون بھی نہیں اٹھا رہا۔۔۔کہ شہریار بولا اب بتائیں میں اپ کے بیٹے کے ساتھ کیا کروں۔۔۔خیر سب سے پہلے بتائیں مجھے وہ کہاں ہو سکتا ہے؟؟؟ہمیں نہیں معلوم شہریار جلال کہاں ہے وہاج شاہ نے جھکے ہوئے سر کے ساتھ کہا۔۔۔کہ شہریار بولا اسے تو میں ڈھونڈ ہی لو گا چاہے مجھے زمین اسمان ایک نہ کرنی پڑے۔۔۔آپ دعا کریں کہ آپکے بیٹے نے میری بیوی کو کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو ورنہ یہ غلطی اس کی اخری غلطی اور دنیا میں اسکا اخر دن ہو گا۔۔۔۔تم اسے کچھ نہیں کہو گے ظفر شاہ شہریار کو دیکھتے بولا ۔۔۔اور کون روکے گا مجھے شہریار نے بھی اس کی انکھوں میں انکھیں ڈالتے پوچھا۔۔۔تم اس ونی میں آئی لڑکی کے لیے دو خاندانوں میں جنگ کا اعلان کر

رہے ہو۔۔۔کہ شہریار دھاڑتے بولا وہ لڑکی میری بیوی ہے۔۔۔اور تمہاری بیوی اپنی مرضی سے جلال کے ساتھ بھاگی ہے وہ کوئی چھوٹی بچی تو نہیں جو کوئی اسے بہلا کر یا تمہارے گھر سے اٹھا کر لے گیا ظفر شاہ نے غصے سے اگے بڑھتے کہا۔۔۔کہ شہریار غصے سے بولا۔۔بکواس بند کرو اپنی ورنہ جلال سے پہلے میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔

اور اگر تمہیں اتنی ہی تکلیف ہے تو اپنی بیوی اپنے بھائی کی جان کے عوض مجھے دے دو میں تمہارے بھائی کی جان بخش دوں گا۔۔۔شہریارررر ظفر شاہ نے اگے بڑھتے شہریار کا گریبان پکڑا تھا کہ شہریار نے اسے دھکا دیتے زمین پر گرایا۔۔۔اور اس پر بندوق تانتے بولا کیوں اب اپنی بیوی کی بار غیرت جاگ گئ اور جو میری بیوی پر بھونک رہے ہو اسکا کیا میری عشاء کیسی ہے اس کا کردار کیسا ہے یہ میں نے تم جیسے دو ٹکے کے لوگوں سے نہیں پوچھا اور جو پوچھا ہے وہ بکواس کرو کہاں ہے تمہارا وہ بے غیرت بھائی۔۔۔کہ اسی پل حمزہ شاہ نے اپنے پسٹل سے شہریار کی طرف کرتے نشانہ باندھا اور بولا بس کرو شہریار بہت ہو گیا تمہاری بیوی اپنی مرضی سے گئی ہے جلال کر ساتھ تم مانو یا نہ مانو۔۔۔لمحے میں

شہریار کی انکھوں میں خون اترا اور ساتھ ہی اس نے گن کا ٹریکر دبایا۔۔ گولی کی اواز سے ہر طرف سناٹا چھایا۔۔ لیکن خیر کوئی نقصان نہیں ہوا تھا کیونکہ دارم نے شہریار کے اثرات دیکھتے بروقت اگے بڑھتے اس کا ہاتھ اوپر کر طرف کر دیا تھا۔۔اس سے پہلے حمزہ شاہ بھی جوابی کاروائی کرتا کہ دارم ان دونوں کے درمیان اتے بولا کیا کر رہے ہو تم لوگ نیچے کرو گنز کو۔۔ گنز نیچے کرو دارم نے اب کی بار غصے سے کہا اور بولا شہریار میں کیا کہہ رہا ہو گن نیچے کرو اور تم جانتے ہو نا جلال شاہ نے عشاء کو کڈنیپ کیا ہے تو ہمیں پہلے اسے ڈھونڈنا چاہیے۔۔۔اور عشاء کے ملنے کے بعد سچ خود ہی ثابت ہو جائے گا۔۔ آؤ چلو ۔۔ شہریار نکلو یہاں سے ہمیں عشاء کو ڈھونڈنا ہے۔۔ شہریار جواب بھی ان سب کو کھا جانے والی نظروں سے گھوم رہا تھا کہ دارم نے اسکے قریب ہوتے اسکے ہاتھ سے گن پکڑ لی۔۔۔اور بولا چلو بھی شہری۔۔۔۔ کہ شہریار ان سب پر اخری نظر ڈالتے غصے سے اونچی اواز میں بولا میری بات یاد رکھنا میں اپنے نقصان کے بدلے جلال شاہ کی جان لو گا۔۔۔ کہتے وہ تن فن کرتے وہاں سے نکلا کہ نصرت بیگم روتے ہوئے دارم کی طرف بڑھتے بولی دارم رکو اسے ورنہ وہ

میرے بچے کی جان لے لے گا۔۔۔ کہ دارم نظریں جھکائے بنا کچھ بولے شہریار کے پیچھے بھاگا۔۔۔

عشاء نے مندھی مندھی انکھیں کھول کر اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ مگر ناکام رہی کمر میں شدید درد اور سر چکرا رہا تھا۔۔۔ اخر ہمت کرتے اس نے بیٹھتے پوری انکھیں کھولیں اور ارد گرد کا جائزہ لیا کچھ وقت پہلے اپنے ساتھ ہونے والا حادثہ انکھوں کے سامنے لہرایا تو لمحے میں انکھیں نم ہونا شروع ہوئی۔۔۔ کمرہ صاف ستھرا کشادہ اور ہر طرف سے بند تھا۔۔۔ عشاء نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی ہے مگر لڑکھڑا گئی۔۔۔ جسم میں جان نہ ہونے کے برابر تھی۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ دروازے کی طرف بڑھی دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے اس نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ لاک تھا۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے دروازہ بجاتے اس نے مدد کے لیے پکارا کوئی ہے۔۔۔۔ پلیز ہیلپ۔۔۔۔۔۔۔ کوئی میری اواز سن رہا ہے تو۔۔۔

دروازہ کھولو مجھے باہر نکالو یہاں سے۔۔۔ میرا سانس رک رہا ہے۔۔۔ پلیز کھولو۔۔۔ کہتے عشاء کی سانس پھول رہی تھی۔۔۔ کہ ایکدم دروازہ کھلا تو عشاء دروازہ کھلنے کے پریشر سے زمین پر گری۔۔۔ جلال شاہ اسے دیکھتا کمینگی سے مسکرایا اور بولا ہو گئی تمہاری نیندیں پوری۔۔۔ عشاء صوفے کا سہارا لیتے دوبارہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی اخر مسئلہ کیا ہے۔۔۔ میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔۔۔ کہ جلال شاہ نے ہنستے ہوئے قدم اس کی جانب بڑھائے اور بولا مسئلہ کوئی نہیں بس تمہاری خوبصورتی ہے۔۔۔ دوشیزہ تم جیسی حسین عورت کو میرے ہونا چاہیے۔۔۔

کہ عشاء بولی تم پاگل ہو گیے ہو۔۔۔ میں بیوی ہوں کسی کی۔۔۔ مجھے جانے دو یہاں سے ورنہ شہریار تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور یہ بات تم مجھ سے زیادہ اچھے سے جانتے ہو۔۔۔ شہریار۔۔۔ شہریار اس کے نام کا ورد کرتے تم تھکتی نہیں ہو غصے سے کہتے جلال شاہ نے اگے بڑھتے عشاء کا بازو دبوچتے اسے قریب کیا۔۔۔ درد کی شدت سے عشاء کی انکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔۔۔ کہ جلال شاہ کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑواتے اسے خود سے دور دھکیلتے بولی چھوڑو مجھے گھٹیا

انسان کیوں نہ لو میں شہریار کا نام شوہر ہے ہیں وہ میرے۔۔بیوی ہو میں انکی۔۔۔اور تم دیکھنا بہت جلد وہ مجھے ڈھونڈ بھی لے گے۔۔۔پھر وہ جو وہ تمہارا حشر کریں گے دنیا دیکھے گی۔۔۔عشاء کی بات سنتے جلال شاہ نے غصے سے اگ بگولا ہوتے عشاء کے بالوں کو مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں جھگڑتے کھینچا اور بولا میری فکر چھوڑو تم فلحال اپنی فکر کرو بہت غرور ہے نا تمہیں شہریار خانزادہ کی بیوی ہونے کا۔۔۔لیکن اب جو حال میں تمہارا کروں گا اس کے بعد تمہارا وہ شوہر تمہیں دیکھنا تو دور تم پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا۔۔۔کہتے خباثت سے ہنستے جلال شاہ نے عشاء کو دھکا دیتے بیڈ پر گرایا۔۔۔اس لمحے عشاء کو اس سے بے پناہ خوف محسوس ہوا جو اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔۔عشاء نے بیڈ پر پیچھے کو سرکتے اٹھنے کی کوشش کی کہ جلال شاہ نے اگے کو جھکتے اپنا گھٹنا اس کی ٹانگوں پر رکھا۔۔۔اور پھر عشاء پر جھکا عشاء نے دونوں ہاتھوں سے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کی۔۔۔کہ جلال شاہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قید کیا اور مزید اس کے چہرے کے قریب جھکتے بولا تم واقعی بہت خوبصورت ہو یوں ہی تو نہیں شہریار تمہارے لیے اپنے گھر والوں تک کے

خلاف چلا گیا۔۔ کہ عشاء اس کے گرفت میں مچلتے شدت سے روتے بولی چھوڑو مجھے اخر کیا ملے گا تمہیں میرے ساتھ یہ سب کر کے کیوں میری عزت میری زندگی برباد کرنے پر تلے ہو۔۔۔ کہ جلال شاہ مسکراتے ہوئے بولا سکون۔۔۔ سکون ملے گا مجھے۔۔۔ بدلہ پورا ہو گا میرا شہریار خانزادہ سے۔۔۔ اس میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن پھر بھی ہمیشہ میرے مقابلے اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔۔۔ اگر وہ بہتر ہے تو میں بدتر کیسے۔۔۔ وہ راتیں گھر سے باہر گزارے تو ضروری کام اور اگر میں ایسا کروں تو آوارہ۔۔۔ میں ملیحہ سے شادی کرنا چاہتا تھا سچ میں اس سے محبت کرتا تھا اور جب میں نے ملیحہ کے لیے رشتہ بھیجا تو رجب ماموں نے مجھ پر شہریار کو فوقیت دی اور ملیحہ کا رشتہ شہریار سے طے کر دیا۔۔۔ اپنے ہاتھوں پر جلال شاہ کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہوتی محسوس کرتے عشاء نے نظر اٹھا کر

اس کی سرخ انگارہ ہوتی انکھیوں میں دیکھا اور اسے خود سے دور دھکیلتے بولی دیکھو اس سب میں میرا کیا قصور ہے جلال شاہ پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔۔ ہاہاوہ ہنستے ہوئے عشاء پر مزید جھکاؤ دیتے بولا ایسے کیسے چھوڑ دوں ایک تو تم بلا کی خوبصورت ہو اور

دوسرا شہریار خانزادہ کو ہرانے کا اس سے بہترین موقع شاید ہی زندگی کبھی دوبارہ دے وہ ہر چیز میں مجھ سے جیتا آیا ہے نا لیکن افسوس اپنی بیوی کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا۔۔۔اس کے گھر سے اس کے کمرے سے اس کی ناک کے نیچے سے اس کی بیوی اڑا لایا ہو اور شہریار کو پتہ بھی نہیں چلا۔۔۔ویسے سوچو کتنا مزہ آئے گا کس قدر تڑپے گا وہ شادی سے ایک رات پہلے اس کی دلہن کسی اور کے بستر کی زینت بنے گی۔۔۔میں تو صرف شہریار سے جیتنا چاہتا تھا اسے منہ کے بل گرا کے اپنا بدلہ لینا چاہتا تھا جسے وہ ساری زندگی یاد رکھے لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میرا بدلہ اس قدر حسین بھی ہو سکتا ہے۔۔۔اور اسے مزید حسین بنانے والی تم ہی ہو دوشیزا۔۔۔لیکن میں ہی بے وقوف ہوں جو باتوں میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔۔۔تو کیا خیال ہے پھر کہتے جلال شاہ نے عشاء کی چادر اس کے تن سے جدا کرتے دور اچھالی۔۔۔عشاء نے پوری شدت سے آنکھیں بند کرتے شہریار کو پکارا تھا۔۔۔کہ جلال شاہ اسکے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں لیتے بولا اگر اب تم نے اسکا نام لیا تو تمہارا وہ حال کروں گا جو تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔درد کی شدت سے آنسو آنکھوں سے ٹوٹ کر بالوں میں جذب ہو رہے

تھے عشاء نے انکھیں بند کرتے دل میں شہر یار سے مخاطب ہوتے کہا تھا۔۔ کہاں رہ گئے ہیں اپ شہر یار۔۔۔آپکی بٹر فلائی کو اپ کی ضرورت ہے پلیز جلدی اجائیں۔۔۔کہ جیسے ہی جلال شاہ نے عشاء کی گردن پر موجود تل کو اپنے ہاتھ کے انگھوٹے سے چھوا تو عشاء کا دل رک کے دھڑکا تھا۔۔کانوں میں بے سختہ شہر یار کے الفاظ گونجے تھے بٹر فلائی اب تو بہادر ہو جاؤ اخر شہر یار خانزادہ کی بیوی ہو تم۔۔۔نہیں تو ایسی ڈر پوک بیوی مجھے نہیں چاہیے۔۔اس سے پہلے جلال شاہ مزید کوئی پیش قدمی کرتا عشاء نے اپنی پوری جان لگاتے اسے خود سے دور دھکیلا اور لمحے میں بیڈ سے اتری۔۔۔جلال شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا کیا لگتا ہے تمہیں یہ تمہاری چھوٹی چھوٹی مزاحمتیں مجھ سے بچا سکتی ہیں۔۔۔نہہ حسینہ نہہ ضدی عورت کو قابو کرکے اس کا غرور توڑنے میں تو اور بھی مزہ اتا ہے۔۔۔چلو شاباش اب یہاں او ورنہ میں تمہارے ساتھ کیا کردو مجھے خود بھی نہیں پتا۔۔۔نہیں میں کبھی بھی تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے۔۔۔تم میرے ذریعے شہر یار کو برباد کرنا چاہتے ہو نا لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوگی۔۔۔میں خود کو شہر یار کی کمزوری نہیں

بننے دوں گی۔۔۔واہ واہ کہتے جلال شاہ تالی بجاتے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوتے بولا کیا بات ہے اس وقت ان حالات میں بھی تمہیں شہریار کی پڑی ہے بھئی تمہاری محبت کی تو داد دینی پڑے گی۔۔لو آج ایک اور وجہ مل گئی شہریار سے نفرت کرنے کی جو کہ تم اور تمھاری محبت ہے۔۔۔کیوں چاہتی ہو اسے اتنا جلال شاہ نے عشاء کو دیکھتے جیسے سوال کیا اور بولا اخر مجھ میں کیا کمی ہے۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے غصے سے چیختے بولی وہی رک جاو میرے پاس نہیں انا۔۔۔اور تم۔۔تم کمی کی بات کرتے ہو جلال شاہ تم تو شہریار کی جوتی برابر بھی نہیں ہو۔۔۔عشاء کے الفاظ سنتے جلال شاہ کی انکھوں میں خون اترا تھا کہ وہ اگے بڑھنے لگا تو عشاء نے ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھاتے جلال شاہ کی طرف پھینکی جو کہ اس کی ماتھے پر لگی۔۔۔اور ساتھ ہی عشاء نے دوسری پرفیوم ڈریسنگ کے شیشے میں مارتے اسے توڑا اور ایک کانچ کا ٹکڑا اٹھا کے اپنی کلائی پر رکھتے بولی۔۔۔رک جاو۔۔میرے پاس مت انا ورنہ میں اپنی جان لینے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گی ۔۔تم۔۔۔تم جیسا گھٹیا شخص اپنا موازنہ شہریار سے کر بھی کیسے سکتا ہے اس قابل ہو سہی تم۔۔۔ارے تم تو مرد بھی نہیں ہو۔۔۔اگر مرد ہوتے تو کسی مرد

سے مقابلہ کرتے۔۔۔اگر اتنا ہی شوق تھا شہریار سے جیتنے کا تو ان سے مقابلہ کرتے تاکہ وہ تمہارا منہ بھی توڑتے۔۔۔لیکن نہیں اتنی ہمت نہیں تھی تم میں اور اب تم مجھے یہاں لا کر میرے کمزور ہونے کا فائدہ اٹھا رہے ہو شرم نہیں آتی ایک عورت سے مقابلہ کرتے۔۔۔میں جانتی ہوں کہ میں کمزور ہو تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن میں شہریار خانزادہ کی بیوی ہو اور مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں تم جسے بزدل شخص کے ہاتھوں رسوا ہو۔۔۔اس سے بہت بہتر ہے میں اپنی جان اپنے ہاتھوں سے لے لو۔۔۔کہتے عشاء نے اپنی کلائی پر شیشے کے نوکیلی دھار کو پھیرا۔۔۔لمحے میں اس کے ہاتھ سے خون کے قطرے ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے۔۔۔اور اگلے ہی پل وہ زمین بوس ہو گی۔۔۔کہ جلال اس کی جرات پر حیران و پریشان کھڑا ہوش میں اتے اس کی طرف بھاگا اور اسکے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھتے اپنی جیب سے نکال کر رومال باندھتے اسے اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔کیونکہ جس ایریا میں وہ عشاء کو لے کر ایا تھا یہ شہر سے بہت دور اس کے دوست کا خریدا فارم ہاؤس تھا ڈاکٹر کو یہاں تک پہنچنے میں دیر بھی لگ سکتی تھی البتہ وہ شارٹ کٹس لیتے جلدی پہنچ جاتا۔۔۔

اباجی کچھ کریں شہریار کے سر پر خون سوار ہے وہ میرے بچے کو جان سے مار دے گا روکیں اسے۔۔۔ نصرت بیگم روتے ہوئے سیال خان کے سامنے بیٹھے کہہ رہی تھی۔۔۔ کہ سیال خان بولے نصرت تمہارے بیٹے نے جو حرکت کی ہے اسکے بعد تمہیں کیا لگتا ہے اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔۔۔ تم تو خدا کا شکر کرو تمہاری کوئی بیٹی یا جلال کی بیوی نہیں ہے ورنہ اس حرکت کا ازالہ ان معصوموں کو چکانا پڑتا۔۔۔۔ اب تو جس نے غلطی کی ہے سزا اسے ہی ملے گی بس تم دعا کرو جلال نے عشاء کو کوئی نقصان نہ پہچایا ہو ورنہ ہم کچھ نہیں کر سکے گے اس معاملے میں۔۔۔ کہ نصرت بیگم بولی اباجی اپ اس ونی میں ائی لڑکی کے لیے میرے بیٹے کی جان داؤ پر لگا رہیں ہیں۔۔ نصرت تمہارا باپ تمہارے غم میں برابر کا شریک ہے۔۔ لیکن اس گاؤں کا سردار سیال انصر خانزادہ کسی عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کو معاف نہیں کر سکتا چاہے وہ لڑکی کوئی بھی۔۔۔ اور عشاء تو شہریار کی بیوی ہے بے شک وہ ونی ہو کر آئی لیکن وہ سیال خان کے پوتے

کے نکاح میں ہے۔۔۔اور وہ بے گناہ ہے اور اگر بے گناہ نہ بھی ہوتی تو بھی وہ ایک لڑکی ہے ہمارا مقصد اس کے گھر والوں کو سزا دینا۔۔۔نہ کہ کسی اسکی عزت ابرو چھیننا یا اسے داغدار کرنا۔۔۔اور وہ لڑکی اس گاؤں میں تھی اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری سردار سیال انصر خانزادہ کی تھی جس میں ہم ناکام رہیں۔۔۔صرف تمہارے بیٹے جلال کی وجہ سے۔۔۔

شہریار ہر طرح سے عشاء کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ابھی تک کچھ پتہ نہ چلا تھا۔۔۔عشاء کو کڈنیپ ہوئے پانچ گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے۔۔۔اب تو شہریار کا دل مزید بیٹھا جا رہا تھا اسے عشاء کی حد سے زیادہ فکر ہونے لگی تھی۔۔۔ کہ ولیدان کے خفیہ کمرے میں اتے بولا شہریار یہ رہے جلال شاہ کے دوستوں کے نام اور ڈیٹیلز اب بس ان سے پوچھ تاچھ کرنی ہے۔۔۔پوری پولیس فورس جلال شاہ کو ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔پورا شہر بند کروا دیا ہے ہر ائیر پورٹ ہاسپٹل ہوٹل ہر جگہ تلاش جاری ہے۔۔۔اس پاس کے بھی سبھی شہروں میں انفارم کر

دیا گیا ہے۔۔۔تم فکر نہ کرو بہت جلد بھابھی صحیح سلامت مل جائیں گی۔۔۔کیسے فکر نہ کرو ولی وہ روئے زمین کی شاید سب سے ڈرپوک لڑکی ہے اب تک تو جلال شاہ کے خوف اور میرے انے کے انتظار میں ہی مر چکی ہو گی۔۔۔شہر یار نے سر کرسی کی پشت پر رکھتے انکھیں بند کرتے کہا۔۔۔

ایک سمندر ہے جو میرے قابو میں ہے اور۔۔۔
ایک قطرہ ہے جو مجھ سے سنبھالا نہیں جاتا۔۔۔
ایک عمر ہے جو اس کے بغیر بتانی ہے مجھے۔۔۔۔
اور ایک لمحہ ہے جو اس کے بغیر گزارا نہیں جاتا۔۔۔

بے اختیار کچھ گھنٹے پہلے کا عشاء کا عکس انکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔اس کے الفاظ کانوں میں گونجے تھے۔۔۔اپ کے ہوتے ہوئے اپ کی دلہن کو کسی کی نظر نہیں لگ سکتی شہر یار خانزادہ۔۔۔لیکن نظر تو لگ گئ تھی۔۔۔۔شہر یار یکدم اٹھ کھڑا ہوا کہ دارم اسے دیکھتے بولو کہاں جا رہے ہو شہر یار۔۔۔۔مجھے عشاء کو

ڈھونڈنا ہے دارم یوہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر میں نے ہی بیٹھ سکتا۔۔۔شہریار جب کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تو تم کہاں ڈھونڈو گے اسے سڑکوں پر۔۔۔کہ ولید بھی بولا ہمیں کچھ دیر اور انتظار کرنا پڑے گا شیری۔۔ولید نے شہریار کو سمجھانے کی ایک اور کوشش کی۔۔۔کہ شہریار اس کی بات کو ان سنا کرتا یہ جا وہ جا کمرے سے نکل گیا۔۔۔کہ دارم ولید کو اپڈیٹ کرنے کا کہتے بھاگتے ہوئے شہریار کے پیچھے کمرے سے نکلا۔۔۔

Zubi Novels Zone

جلال شاہ عشاء کو لے کر یوں ہی ہاسپٹل پہنچا تو ڈاکٹرز نے عشاء کو ایڈمٹ کرنے سے منع کر دیا۔۔۔دیکھیں یہ سوسائڈ کیس ہے ہم انہیں ایڈمٹ نہیں کر سکتے۔۔۔اور پہلے اپ ہمیں یہ بتائیں کہ یہ پیشنٹ اپکی کیا لگتی ہیں۔۔۔ڈاکٹر نے جلال شاہ کو دیکھتے پوچھا۔۔۔تو جلال شاہ بولا میں ان کا ہسبینڈ ہوں اور پلیز اپ انہیں ایڈمٹ کریں باقی سری فارملٹیز میں ابھی پوری کر دیتا ہوں پلیز جلدی کریں انہیں کچھ ہو نا جائے۔۔۔عشاء کی بگڑتی طبیعت اور جلال شاہ کے بار بار

کہنے پر ڈاکٹر نے اسے داخل تو کر لیا۔۔۔ لیکن ساتھ یہ بھی بتادیا کہ انہیں ہر طرح کے نتائج کے لیے تیار رہنا چاہیے پیشنٹ کی حالت بہت خراب ہے۔۔۔ خیر کچھ وقت بعد ڈاکٹر باہر اتے بولی سر اپ کی وائف نے جو کچھ اپنے ساتھ کیا ہے۔۔اپ جانتے ہیں نا اس کے بعد اپ کے بچے کی زندگی کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ پریگننٹ ہے۔۔۔ جلال شاہ نے بمشکل اپنے تاثرات کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے اپنے لہجے کی حیرت پر قابو پاتے کہا۔۔۔ جی ٹو ویک کی پریگننسی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا کہ جلال شاہ بولا ڈاکٹر مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے کیا مطلب ہے اپ کو بچہ نہیں چاہیے۔۔۔۔ ڈاکٹر اب کی بار کچھ غصے سے بولی۔۔۔ نہیں نہیں ڈاکٹر جلال شاہ کچھ گڑ بڑایا اور بولا دراصل میری بیوی بچہ نہیں چاہتی ایسی وجہ سے اس نے اپنی جان دینے کی کوشش کی۔۔۔ اور اس وقت اس کی مینٹلی کنڈیشن بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ کیوں ایسا کیا ہوا ہے ؟؟ ڈاکٹر نے پوچھا تو جلال سے بولا دراصل ابھی کچھ عرصے پہلے ان کے فادر کی ڈیتھ ہوئی ہے جس کا انہوں نے بہت زیادہ اثر لیا ہے۔۔۔ اس لیے اپ پلیز اس بچے کو اباٹ کر دیں میں بہت پیار کرتا ہوں اسے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی زندگی کو کوئی خطرہ

ہو۔۔۔ لیکن کوئی عورت ایسا کیسے چاہ سکتی ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ بچہ ان کی مینٹلی کنڈیشن میں بھی بہتری لا سکے میرا نہیں خیال اپ کو ایسا کرنا چاہیے ڈاکٹر نے مشورہ دیا۔۔۔ جلال شاہ بولا ڈاکٹر اپ سمجھ نہیں رہی وہ باتیں بھول جاتی ہے کبھی کبھی تو مجھے اپنا شوہر ماننے سے بھی انکار کر دیتی ہے ایسے میں وہ بچے کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکے گی اس لیے پلیز اپ میری بات مان لیں۔۔ ڈاکٹر نے حیرت سے جلال شاہ کو دیکھا اور بولی ٹھیک ہے امید ہے صبح تک اپکی وائف کی کنڈیشن کچھ سٹیبل ہو جائیں گی پھر ہی ہم نیکسٹ پروسیجر سٹارٹ کریں گے۔۔ کہتے ڈاکٹر اگے بڑھ گئی۔۔۔ کہ جلال شاہ کمینگی سے مسکرایا تھا کہ پھر بڑبڑاتے بولا صبح کا سورج بھی اب تو تمہاری زندگی میں روشنی نہیں لا سکتا

شہریار خانزادہ۔۔۔

ویسے میم پتہ نہیں مجھے یہ ادمی ٹھیک کیوں نہیں لگ رہا نرس نے ڈاکٹر کو دیکھتے کہا۔۔۔ کیوں ڈاکٹر نے پوچھا۔۔۔ پتہ نہیں اس کے باتوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سوچ سمجھ کر سنبھل سنبھل کے ایک ایک بات کا جواب دے رہا ہوں۔۔۔ اور اگر وہ واقعی اپنی بیوی سے واقعی اتنی محبت کرتا جتنی وہ دکھا رہا ہے تو

اسے پتہ ہوتا کہ اسکی بیوی پریگننٹ ہے اپ نے دیکھا نہیں جب اپ نے اسے بتایا کہ وہ پریگننٹ ہے تو اس نے کس طرح ری ایکٹ کیا جیسے وہ اس بات سے بالکل بے خبر ہو۔۔۔اور پھر اگلے ہی پل اس نے ابارشن کا فیصلہ بھی کر لیا اخر کوئی عورت کسی چاہ سکتی ہے کہ اس کوئی اولاد نہ ہو۔۔۔

مجھے لگتا ہے تم کچھ زیادہ سوچ رہی ہو سمینہ ڈاکٹر نے نرس کو دیکھتے کہا۔۔۔کہ پھر شیشے کے بعد دیکھتے ہیں ڈاکٹر بولی شکل سے تو ٹھیک ٹھاک پڑھا لکھا اور اچھے گھر سے لگتا ہے۔۔۔ہو سکتا میم لیکن اب شکل پر تو لکھا نہیں ہوتا کہ انسان اندر سے کیسا ہے اور شاید یہ شخص اتنا اچھا ہے نہیں جتنا خود کو دکھا رہا۔۔۔تمہیں نہیں لگتا تم کچھ زیادہ بول رہی ہو ڈاکٹر نے نرس کو گھورتے کہا۔۔۔کہ نرس بولی سوری میم۔۔۔جاؤ یہاں سے ڈاکٹر نے کہا تو نرس فورن کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

کچھ پتہ چلا عشاء کے بارے میں صائمہ بیگم نے رستم صاحب سے پوچھا۔کہ روستم صاحب بولے نہیں ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔۔۔یا اللہ اپنا دل پر ہاتھ

رکھتے سائمہ بیگم ان کے پاس صوفے پر بیٹھتے بولی اپ شہریار کو فون کر کے پوچھیں نا۔۔۔ابھی 5 منٹ پہلے دارم سے بات ہوئی ہے رستم صاحب نے جواب دیا۔۔۔اب کیا ہو گا اے رب کریم میرے بچوں کی حفاظت فرما عشاء کی حفاظت فرما۔۔۔جانے کس کی نظر لگ گئی ہے میرے بیٹے کی خوشیوں کو سائمہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔۔۔کچھ نہیں ہو گا انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا رستم صاحب انہیں حوصلہ دیتے بولے۔۔۔تو سائمہ بیگم اٹھتے بولی میں نفل پڑھتے اپنے بچوں کے لیے دعا کرتی ہوں۔۔۔کہ رستم صاحب نے انہیں دیکھتے سر ہلایا۔۔۔

شہریار میں تمہیں ایک لوکیشن بھیج رہا ہوں تم وہاں پہنچو مجھے لگتا ہے جلال شاہ بھابھی کو یہی لایا تھا۔۔۔کہتے ولید نے فون کاٹ دیا۔۔۔ولید نے جلال شاہ کے دوستوں سے پوچھ تاش کی تو چند ایک کے فارم ہاؤس کی چابیاں جلال شاہ کے پاس بھی تھی جو تھے بھی شہر سے دور۔۔۔اور اب اسی طرح تلاش کرتے وہ

وہاں تک پہنچ گیا تھا جہاں جلال شاہ عشاء کو لایا اور اسلے وہ شہریار کو بھی وہاں بلا رہا تھا۔۔۔

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں ارہا کہ اب اگے کیا کرنا ہے سیال خان کو کمرے میں اتا دیکھ کر سکینہ بی بی بولی۔۔۔ کیا مطلب کیا کہنا چاہ رہی ہیں سیال خان نے سکینہ بی بی کو دیکھتے سوال کیا۔۔۔ یہی کہ کل بچوں کی مہندی ہے اور اب اس لڑکی کی وجہ سے گھر میں جیسا ماحول پیدا ہو گیا ہے کیا ہی کوئی خوشیاں منائے گا۔۔۔ کمال کرتی ہیں اپ سکینہ یہاں گھر کی بہو ہے نہ جانے کون سے خطرے میں ہو اور اپ کو اب بھی شادی کی پڑی ہے۔۔۔

کیا مطلب بہو۔۔۔ اپ اس لڑکی کو تسلیم کیسے کر سکتے ہیں جب سے میرے پوتے کی زندگی میں ائی ہے اس کا سکون غارت کیا ہوا ہے اور ساتھ ہم سب کا بھی سکینہ بی بی کچھ غصے سے بولی۔۔۔ تو سیال خان بولے وہ لڑکی بے گناہ ہے اور بے گناہ ہوتے ہوئے بھی اس نے سزا کاٹی ہے اس جرم کی جو اس نے کیا ہی

نہیں۔۔۔وہ بچی یتیم ہے اور مسکین بھی اور اپ یہ مت بھولیں اس کا نکاح شہریار سے بہت پہلے ہو چکا جو ہم نے کروایا تھا۔۔۔اور اب عشاء تو کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ ہمارے پاس ہی نہیں ہے۔۔۔

لیکن اس لڑکی کے گھر والوں نے ہمیں دھوکہ دیا جب سفیر شاہ کو اپنی نواسی کی فکر نہیں تو اپ کیوں اس کی فکر کر رہے ہیں۔۔۔سکینہ بی بی اب بھی اپنی بات پر اڑے ہوئے بولی۔۔۔کیونکہ ہمارے پوتے کی محبوب بیوی ہے وہ لڑکی۔۔۔

اور اگر اس لڑکی کے گھر والے ہوتے تو کیا وہ یوں بے گناہ ہوتے سزا کاٹ رہی ہوتی۔۔شاہ حویلی والوں کو اپ عشاء کے گھر والے سمجھتی ہیں بھئی حیرت ہے مجھے۔۔۔اور چاہے جو بھی ہوا ہو اب وہ لڑکی ہمارے علاقے میں ہے اور آپ جانتی ہیں جس کا کوئی نہیں ہوتا اللہ کے بعد سیال خان اس کا سہارا بنتا ہے۔۔۔

کہ سکینہ بی بی بولی لیکن سردار صاحب وہ لڑکی ہمارے معیار کی نہیں ہے ہم اپنے پوتے کی زندگی کو خراب نہیں ہونے دیں گے۔۔۔سیال خان مسکرائے اور بولے کسے بچانا چاہتی ہیں اپ شہریار کو جو اس لڑکی کے عشق میں پہلے ہی برباد ہو چکا ہے۔۔۔اور وہ لڑکی داود عالم خان کی پوتی سفیر شاہ کی نواسی اور ذریاب عالم

مشہور و معروف وکیل کی بیٹی ہے۔۔۔اور اپ کہہ رہی ہیں وہ ہمارے معیار کی نہیں ہے۔۔۔وہ تو بے مول ہو کر ونی میں اگئی۔۔۔ورنہ اج کسی قبیلے کی سردارنی ہوتی۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی رہنے دیں اپ تو سردار جی ایک ہی دن میں اس لڑکی کو قبول کر کے سر پر بیٹھالیا۔۔۔جی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپ سب بھی اسے قبول کر لیں اور جب تک شہر یار اسے لے کرا نہیں جاتا کوئی شادی نہیں ہو گی۔۔۔جس طرح شہر یار اپنی شادی دھوم دھام سے چاہتا تھا ویسے ہی ہو گا۔۔۔اور اب دعا کریں عشاء صحیح سلامت جلد از جلد شہر یار کو مل جائے۔۔۔

سکینہ بی بی بولی اپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے ایت وہاب اور ملیحہ کی شادی تو ہونے دیں۔۔۔اج مہندی ہے ہم سب مہمانوں کو کیا جواب دیں گے۔۔۔اور کیا لگتا ہے اپ کو شہر یار اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہو گا۔۔۔جو پوری رات جلال شاہ کے پاس تھی اور جلال کیسا ہے یہ مجھے اپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

بس کریں سکینہ بیگم انشاءاللہ وہ لڑکی باحفاظت ہو گی اپ ایک عورت ہو کر ایسی باتیں کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔اور اگر خدانخواستہ ایسا ویسا کچھ ہوا بھی تو ہمارا اپوتا اتنا

کمزور نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو قبول نہ کر سکے۔۔۔اور اب ہم مزید کوئی بحث نہیں چاہتے۔۔۔

عشاء نے مندھی مندھی انکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا تو احساس ہوا وہ ہاسپٹل میں ہے۔۔۔اسنے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی مگر ناکام ہو گی۔۔۔پاس چیئر پر بیٹھی نرس اٹھ کر اس کی طرف بڑھی اور بولی پلیز اپ لیٹی رہیں اپ بہت زیادہ ویک ہیں۔۔۔شہریار شہریار کہاں ہیں۔۔۔وہ لائے ہیں نا مجھے یہاں عشاء نے روتے ہوئے پوچھا۔۔۔شہریار کون نرس نے پوچھا تو عشاء بولی میرے ہسبینڈ ۔۔ کہاں۔۔۔ کہاں ہیں وہ۔۔ باہر ہی ہیں میں انہیں بلاتی ہوں اپ سکون سے لیٹ جائیں۔۔۔چند لمحوں بعد نرس کے ساتھ جلال شاہ کمرے میں ایا تو عشاء کا سانس کہیں سینے میں ہی رکا۔۔۔کہ جلال شاہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے بولا یہ کیا کیا تم نے جان۔۔۔دور رہو گھٹیا انسان پاس نہیں انا میرے۔۔ دور رہو۔۔۔عشاء چیختے ہوئے بولی رک جاؤ وہی اور سائیڈ ٹیبل سے ٹشو کا ڈبہ

اٹھاتے جلال شاہ کو مارا۔۔ تو نرس نے جلال شاہ کو روکنے کا اشارہ کیا اور عشاء کی طرف بڑھتے بولی ابھی تو اپ پوچھ رہی تھی کے اپکے ہسبینڈ کہاں ہے۔۔۔ ہاں تو میں اپنے ہسبینڈ کا پوچھ رہی تھی۔۔ میرے شہریار کہاں ہے۔۔۔ میم کیا یہ اپ کے ہسبینڈ نہیں ہیں۔۔۔ یہی تو اپ کو یہاں لے کر ائے تھے۔۔۔۔ کہ جلال شاہ فورن بولا میں نے کہا تھا اپ سے یہ مینٹلی بہت سٹر اب ہے کبھی کبھی مجھے بھی نہیں پہچانتی خیر میں ہینڈل کر لوں گا کہتے وہ عشاء کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔ کہ عشاء ایک بار پھر غصے سے چیختے بولی پاگل ہو گئے ہو تم۔۔۔ بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔۔ جلال شاہ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور نرس کا ہاتھ پکڑتے بولی دیکھیں یہ میرے ہسبینڈ نہیں ہے شہریار میرے ہسبینڈ ہیں اپ ان کو بلا دیں۔۔۔ پلیز پلیز اسے نکالیں یہاں سے۔۔۔ اسے دور کریں مجھ سے پلیز۔۔۔ عشاء نے نرس کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا۔۔۔ کہ نرس عشاء کی اکھڑتی سانسوں کو دیکھتے بولی سر اپ جائیں پلیز ڈاکٹر کو بلا کر لائیں۔۔۔ جلال شاہ جو ہی کمرے سے باہر نکلا نرس عشاء کے بیڈ پر بیٹھتے بولی پلیز رو نہیں میں تمہاری مدد کروں گی تم مجھے سچ بتا سکتی ہو۔۔۔۔ لیکن سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کیا تم جانتی ہو

کہ تم پریگننٹ ہو۔۔ کیا۔۔ کیا میں پریگننٹ ہو۔۔ عشاء نے حیرت میں ڈوبی اواز سے پوچھتے بے ساختہ ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا۔۔ کہ نرس بولی ہاں۔۔ ہاں تم پریگننٹ ہو اور تمہارا شوہر ابارشن کرنے کا کہہ رہا ہے نرس نے عشاء کو بتایا۔۔ کہ عشاء روتے ہوئے بولی نہیں نہیں یہ میرا شوہر نہیں یہ جلال شاہ ہے میرے شوہر کا دشمن اور یہ شہریار سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔۔۔ پلیز میری مدد کرو مجھے میرے بچے کو بچانا ہے۔۔۔ مجھے شہریار کو کال کرنی ہے پلیز اپنا فون دے دو۔۔ شہریار فورا آجائے گے مجھے بچانے وہ بہت پریشان ہوں گے یقینا مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔۔ پلیز جلدی کرو۔۔۔ کہ نرس بولی ٹھیک ہے ایک منٹ لیکن اس سے پہلے نرس عشاء کو اپنا فون دیتی۔۔۔ جلال شاہ اور ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئے نرس فورن عشاء کا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹتے بولی سر اب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ اپ کی وائف مینٹلی سٹیبل نہیں ہے۔۔۔ بار بار اپ کو شوہر ماننے سے انکار کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اپ نے انہیں کڈنیپ کیا ہے۔۔۔ ان کے شوہر سے بدلہ لینے کے لیے۔۔۔ اور ان کے شوہر کا نام شہریار ہے۔۔۔ کہ عشاء نے بے یقینی سے نرس کو دیکھا۔۔۔ اور

نفی میں سر ہلاتے بولی نہیں نہیں میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں اور میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔میں پاگل نہیں ہوں کہتے وہ ایک دفعہ پھر چیخی تھی۔۔۔کہ نرس ڈاکٹر کی طرف بڑھتے بولی میم ان کو ایک انجکشن دے دوں۔۔۔جس یہ صبح تک سکون سے سوتی رہیں گی۔۔۔ہاں ٹھیک ہے پلیز آپ ایسا ہی کریں ڈاکٹر سے پہلے جلال شاہ بولا تھا۔۔۔کہ ڈاکٹر بھی بولی یہی ٹھیک رہے گا۔۔۔صبح دیکھیں گے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔جی ٹھیک ہے کہتے نرس واپس عشاء کی طرف بڑھی جبکہ عشاء اب بھی جلال شاہ پر چلا رہی تھی۔۔۔جس نے سختی سے عشاء کا بازو پکڑا ہوا تھا۔۔۔اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر نے عشاء کو انجیکشن لگایا چند ہی لمحوں میں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے سوگئی۔۔۔۔

شہریار فکر مت کرو ولید کہہ رہا ہے نا اسے عشاء کے بارے میں پتہ چل چکا ہے۔۔دارم۔۔۔دارم عشاء کل شام سے لاپتہ ہے اور اب فجر کی اذانیں ہو رہی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں فکر نہ کروں کیسے۔۔۔گاڑی کو اڑا کر لاتے

زبردست بریک لگاتے ساتھ۔۔۔شہریار ولید کی بھیجی لوکیشن پر پہنچتے گاڑی سے اترا۔۔۔کیا پتہ چلا ہے ولی شہریار نے فارم ہاؤس میں داخل ہوتے پوچھا۔۔۔اندر کمرے میں او بنا اسے نظر ملائے کہتے ولید اندر داخل ہوا۔۔۔ولید کی جھکی نظروں کو دیکھتے شہریار کو لگا اس کا دل کسی نے زور سے مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔۔۔دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔کہ دارم نے شہریار کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو شہریار بنا پلٹے تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔وہ خود کو کمزور نہیں پڑنے دے سکتا تھا اسے تو اپنی بڑ فلائی کو بھی سنبھالنا تھا۔۔۔شہریار جوں ہی کمرے میں داخل ہوا تو نظر بیڈ سے ادھی نیچے لٹکتی عشاء کی چادر پر پڑی اور پھر پاس ہی ٹوٹے ہوئے کانچ اور خون کے قطروں پر۔۔۔اپنے اوپر ضبط کرتے سرخ ہوتی انکھوں سے شہریار ولید کو دیکھتے بولا یہاں سے سب سے قریب کون سا ہاسپٹل ہے ہمیں وہاں ڈھونڈنا چاہتے۔۔۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں ہاسپٹل کی لوکیشن نکال چکا ہوں۔۔۔چلو وہاں دیکھتے ہیں کہتے ولید اور دارم باہر کی طرف بڑھے۔۔۔کہ شہریار نے زمین سے عشاء کی

چادر کو اٹھاتے ہونٹوں سے لگایا اور بولا میری جان میں بہت جلد تم میرے پاس ہو گی۔۔۔ کہتے وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوا سپٹل کی طرف گیا۔۔

تم شفا ہاسپٹل میں چیک کرو۔۔۔ جو قریب دوسرا ہاسپٹل ہے میں وہاں دیکھتا ہوں کہتے ولید گاڑی اگے بھاگے لے گیا۔۔ ٹھیک ہے کہتے شہر یار اور دارم اندر کی جانب بڑھے۔۔۔ وہاں لوگوں سے پوچھ تاچھ کرتے جلال شاہ اور عشاء کی تصویریوں انجان لوگوں کو دکھاتے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ شہر یار کس کرب سے گزر رہا تھا۔۔۔ کہ آدمی جلال شاہ کی تصویر دیکھتے بولا میرا خیال ہے میں نے اس شخص کو تھوڑی دیر پہلے اوپر والے فلور پر دیکھا ہے۔۔۔ شکریہ شکریہ کہتے شہر یار اوپر کی طرف بھاگا۔۔۔ اسی طرح دارم کو کسی نے بتایا کہ انہوں نے جلال شاہ کو نیچے میڈیکل سٹور پر دیکھا تو دارم وہاں پتہ کرنے چلا گیا۔۔۔ اوپر مزید لوگوں سے پوچھتے شہر یار نے وہی تصویر کمرے سے نکلتی ڈاکٹر کے سامنے کرتے کہا۔۔۔ اپ نے دونوں میں سے کسی کو دیکھا ہے۔۔۔ جی

لیکن اپ کون ڈاکٹر نے سوال کیا کہ شہریار بولا میں اس لڑکی کا ہسبینڈ ہوں عشاء کہاں ہے۔۔۔واٹ ؟؟ار یو سیریس ؟؟اپ اس لڑکی کے ہسبینڈ کیسے ہو سکتے ہیں اس لڑکی کے ہسبینڈ تو یہ ہیں۔۔۔ڈاکٹر نے شہریار کے موبائل پر اگلی تصویر کرتے جلال شاہ کو دیکھتے کہا تو شہریار بولا کیا بکواس ہے ؟؟؟۔۔۔یہ میری بیوی ہے اور یہ بے غیرت میری بیوی کو کڈنیپ کر کے لایا ہے۔۔۔بتائیں مجھے کہاں ہے میری بیوی ورنہ میں اس ہاسپٹل کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔۔۔کہ ڈاکٹر بولی دیکھے سر ہمیں اس سب کے بارے میں کچھ نہیں پتا وہ شخص تو کہہ رہا تھا کہ اسکی بیوی نے۔۔۔وہ میری بیوی ہے شہریار دھاڑا تھا کہ ارد گرد کے لوگ بھی وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے۔۔۔شہریار کے انداز پر ڈاکٹر بھی سہم گی اور سامنے کمرے کی طرف اشارہ بولی اپکی بیوی وہاں ہے۔۔۔۔شہریار بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا لیکن کمرے خالی تھا۔۔۔واپس ڈاکٹر کے سر پر پہنچتے بولا وہاں کوئی نہیں ہے۔۔کمرہ بلکل خالی ہے۔۔۔شہریار کے ہنگامہ کھڑا کرنے پر ہاسپٹل کا بقیہ سٹاف اور ڈین بھی وہاں اچکے تھے۔۔۔کہ ڈاکٹر بولی ابھی کچھ دیر پہلے وہی تھی وہ پیشنٹ سر۔۔۔کہ شہریار غصے سے بولا تو اب کہا گی اسمان کھا گیا یا

زمین نگل گئی۔۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ کتنا پیسہ کھایا ہے تم لوگوں نے جلال شاہ سے۔۔
میں اس سے دوگنا دے دوں گا۔۔۔لیکن اگر میری بیوی کو کچھ ہوا تو تم میں سے
کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اخر کس قسم کا ہاسپٹل ہے یہ کیا یہاں کوئی
ریکارڈ کوئی کیمرہ نہیں ہے۔۔۔وہ ایک دفعہ پھر دھاڑا تھا۔۔تو ڈین بولا سر پلیز
اپ اپریٹ کریں ورنہ ہمیں پولیس کو بلانا پڑے گا۔۔۔کہ شہریار نے ڈین
طرف بڑھتے اسکا گریبان پکڑا اور بولا تم سب اس کی فکر مت کرو پولیس ارہی
ہے تم لوگ کو گرفتار کرنے۔۔۔کہ نیچے سے اتے دارم نے اگے بڑھتے شہریار
کو دیکھتے اسے روکا۔۔۔کہ ڈین بولا سر اپ اے میرے ساتھ میں اپ کو سی سی
ٹی وی فٹیج دکھاتا ہوں۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ نیچے جاتے۔۔۔نرس اوپر والے
فلور سے بھاگ کر اتے شہریار کے سامنے کھڑے ہوتے بولی۔۔۔اپ۔۔۔اپ
شہریار ہیں کیا؟؟جی میں ہی شہریار ہوں۔۔۔اس سے پہلے ابھی نرس مزید کچھ
کے ڈاکٹر بولی۔۔۔سمینہ وہ پیشنٹ کہا ہے جنہوں نے سوسائیڈ اٹیمپ کی
تھی۔۔۔وہ میم۔۔۔دار صل میم میں نے اپ سے کہا تھا نا کہ وہ ادمی جو اس لڑکی
کے ساتھ ہے مجھے وہ ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔میم وہ ادمی ایک کڈ نیپر تھا کہ نا کہہ

اس لڑکی کا شوہر۔۔۔مجھے پتہ چل گیا ہے سمینہ ڈاکٹر نے بمشکل سنبھلتے ہوئے کہا اور پھر شہریار کی طرف اشارہ کرتے بولی یہ ان کے ہسبینڈ ہیں۔۔۔کہ نرس شہریار کو دیکھتے بولی۔۔۔اپ شہریار ہیں تو اپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ اپ ہی اصلی شہریار اور عشاء کے شوہر ہیں۔۔۔شہریار نے ٹھنڈی اہ بھرتے موبائل میں اپنی اور عشاء کی تصویریں کھولتے ساتھ اپنا ائی ڈی کارڈ نرس کی طرف بڑھائے۔۔۔کہ نرس بولی شکر ہے اپ اگئے سر۔۔۔میں جانتی ہوں اپکی وائف کہا ہے۔۔۔ائے میرے ساتھ کہتے وہ اگے بڑھی۔۔۔کہ شہریار دارم ڈین اور ڈاکٹر بھی نرس کے پیچھے گئے۔۔۔نرس نے ٹاپ فلور پر جاتے ہاسپٹل کے سٹور روم کا دروازہ کھولا۔۔۔سامنے ہی بیڈ پر سوئی ہوئی بے حال سی ہاتھ پر ڈرپ لگے لیٹی۔۔ نظر عشاء پر پڑی۔۔۔شہریار کو لگا جیسے کسی نے اس کے جسم میں جان ڈال دی ہو۔۔۔ایک لمحے میں اگے بڑھتے شہریار نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس پر محبت بھرا لمس بھی بکھرا۔۔۔کہ پھر عشاء کو پکارتے بولا بٹر فلائی۔۔۔میری جان انکھیں کھولو۔۔۔عشاء دیکھو میں اگیا ہوں۔۔۔کہ نرس بولی سر انہیں تھوڑی دیر میں ہوش ائے گا کہ۔۔شہریار

نے نرس کو دیکھتے پوچھا کیا ہوا عشاء کو۔۔۔ کہ پھر نرس شہریار کو سب بتاتی گئی۔۔۔ کہ دارم بولا شہریار چھوڑو یہ سب عشاء کو پہلے کسی اچھے روم میں شفٹ کرواتے ہیں۔۔۔

کچھ دیر بعد عشاء کو واپس اسی روم میں لایا گیا۔۔۔ کہ دارم نرس اور ڈاکٹر کو دیکھتے بولو جلال کہاں ہے جو انہیں کہاں لے کر ایا؟؟ سر انہیں کال آئی تھی کہ پھر وہ ضد کرنے لگے کہ پیشنٹ کو چھٹی دے دیں۔۔۔ لیکن وہ میں نے ان سے کہا کہ پیشنٹ بھاگ گئی ہیں اور انہیں اوپر چھپا دیا۔۔۔ اوخدایا تیرا شکر ہے میں اپ کا شکر گزار ہوں شہریار نے نرس کو دیکھتے کہا۔۔۔ کہ نرس مسکراتے ہوئے بولی یہ تو میرا فرض تھا سر۔۔۔ کہ دارم شہریار کو دیکھتے بولا میں گھر کال کر کے بتا دوں عشاء ہمیں مل گئی ہے کہتے وہ کمرے سے نکلا۔۔۔ کہ شہریار عشاء کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھا اور اہستہ سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے لبوں سے لگتے نرس کو دیکھتے بولا یہ ہوش میں کیوں نہیں ارہی۔۔۔ نرس شہریار کی فکر دیکھتے ہلکا سا مسکرائی اور بولی سر کچھ نہیں ہوا اپکی وائف بالکل ٹھیک ہیں اور انہیں اس ادمی سے بچانے کے لیے بس بے ہوشی کا انجکشن دیا تھا۔۔۔

اللہ کا شکر ہے عشاء صحیح سلامت مل گئی دارم مجھے تو بہت فکر ہو رہی تھی رامین نے فون پر کہا۔۔۔

ہاں بے شک وہ رب بے حد کریم ہے عشاء بالکل ٹھیک ہے شام تک ہم لوگ گھر اجائیں گے۔۔۔دارم نے کہا تو رامین بولی وہ سب تو ٹھیک ہے دارم لیکن جلال شاہ کا کچھ پتہ چلا۔۔۔نہیں من وہ بھاگ گیا خیر تم لوگ مہندی کی تیاری کرو۔۔۔اور بچے کیا کر رہے ہیں ؟؟ کرنا کیا ہے وہی شور شرابہ اور مجھے پریشان۔۔۔۔رامین کے شکوے پر دارم مسکرایا کہ رامین بولی ٹھیک ہے تم لوگ جلدی آجانا اور پلیز کچھ کھا بھی لینا۔۔۔اوکے کہتے کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتے دارم نے فون بند کر دیا۔۔۔

شہر یار کا فون بجا تو وہ فون اٹھاتے کمرے سے باہر ایا۔۔۔کیسی ہیں مورے اپ کال سائمہ بیگم کی تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں میری جان تم کیسے اور عشاء کیسی ہے۔۔۔شہر یار بولا مورے ہم دونوں بالکل ٹھیک ہیں اپ فکر نہیں کریں۔۔۔کیسے فکر نہ کروں شہری میں ماں ہوں صائمہ بیگم نے کچھ اداسی سے کہا تو شہر یار بولا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے کرلیں فکر یار اور پہلے مجھے یہ بتائیں اپ خالی پیٹ ہی فکر کرتی رہی ہیں یا کچھ کھا پی کر صحت مند فکر کی ہے۔۔۔شہر یار۔۔۔سائمہ بیگم اس کا پورا نام لمبا سا کھینچتے کچھ غصے سے بولی۔۔۔کہ دوسری طرف شہر یار ہنسا تو سائمہ بیگم بھی مسکرائی۔۔۔اور بولی کب تک اؤگے تم لوگ شہری؟؟ جیسے ہی اپ کی بہو کو ہوش اتا ہے تب ہی آ جائیں گے مورے لیکن لوگ پوری دھوم دھام سے ایت وہاب اور ملیحہ کی مہندی کا فنکشن شروع کریں۔۔۔لیکن تم لوگوں کے بغیر کیسے سائمہ بیگم پھر کچھ اداس ہوئی تو شہر یار بولا مورے ہم پہنچ کے اپ کو جوائن کرلیں گے نا اور ویسے بھی اپ کی بہو نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کے بعد وہ فنکشن میں زیادہ دیر بیٹھ نہیں پائے گی۔۔۔یا اللہ شہری کیا ہوا ہے عشاء کو تم ہمیں صحیح سے بتاؤ۔۔۔دارم تو کہہ رہا تھا عشاء بالکل ٹھیک ہے۔۔۔جی میری پیاری مورے جان عشاء ٹھیک ہے اب۔۔۔لیکن محترمہ نے جلال شاہ کے ڈر سے اسے سے

بچنے کے لیے اپنے ہاتھ کی نسیں کاٹ لی تھی۔۔۔افففف خدایا شہری تم اور تمھاری بیوی نے قسم کھائی ہوئی ہے ہمیں سکون نہ لینے دینے کی۔۔۔ مورے اب تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا اپ عشاء کو ڈانٹیے گا ناشہریار منہ بناتے بولا۔۔۔کہ سائمہ بیگم بولی ٹھیک ہے لے کے اؤ سے ایک دفعہ گھر اس کی بھی خبر لیتی ہوں میں۔۔۔اوکے میری جان اللہ حافظ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔اللہ حافظ تم بھی اپنا اور عشاء کا خیال رکھنا اور جلدی اجانا جب تک تم لوگوں کو صحیح سلامت دیکھ نہیں لیتی مجھے سکون نہیں ائے گا۔۔۔اوکے مورے کہتے وہ فون کاٹ گیا ۔۔۔کہ سامنے سے آتے دارم نے شہریار کی طرف چائے کا کپ اور بسکٹس کا پیکٹ بڑھاتے کہا شہری اب تم بھی کچھ کھالو۔۔۔شہریار نے خاموشی سے دارم کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑ لیا۔۔۔کہ دارم نے بسکٹ کا پیکٹ کھولتے ایک بسکٹ اٹھاتے شہریار کے منہ کے قریب کیا کہ شہریار نے گردن موڑے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولا اب اپنے ہاتھ سے کھلاؤ گے کیا؟؟؟؟ہاں کھلا دیتا ہوں کوئی مسئلہ نہیں بچپن میں بھی تو تم میرے ہاتھ سے کھانا کھالیتے تھے چلو شاباش منہ کھولو۔۔۔جھوٹے تمہیں رامین سے فرصت ملتی تو تم مجھ کھانا

کھلاتے ہر وقت تو اپنی من کے ہی اگے پیچھے گھومتے رہتے تھے۔۔۔کہتے شہر یار نے اس کے ہاتھ سے بسکٹ پکڑتے چائے میں ڈبویا۔۔۔کہ دارم مسکرایا اور بولا شرم کیا کرو تھوڑی تم سے بڑا ہو اور دوسرا تمہاری بہن کا شوہر بھی۔۔۔واہ شہریار انکھیں گھماتے مسکرایا اور بولا ویسے ہمارا رشتہ شرمانے والا تو نہیں ہے لیکن خیر اگر تم چاہتے ہو تو میں کوشش کر سکتا ہو۔۔۔اس کی ڈھٹائی پر دارم ہنسا تھا کہ اتنے میں ولید وہاں آگیا۔۔۔اور شہریار کی طرف بڑھتے بولا شکر ہے بھابھی سہی سلامت مل گئی۔۔۔ہاں الحمدللہ شہریار بھی مسکرایا۔۔۔اور پھر اگلے ہی لمحے شہریار کی انکھوں میں سرخی اتری اور بولا ولی مجھے جلال شاہ ہر حال میں زندہ چاہیے اسے بھی تو پتہ چلے شہریار خانزادہ سے ٹکرانے کا انجام۔۔۔ایسا ہی ہو گا شہری تم فکر مت کرو میں جلد ہی اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔۔ولید نے ایک عظیم سے کہا تھا۔۔۔کہ اندر سے آتی نرس بولی سر پیشنٹ کو ہوش اگیا ہے اپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔

عشاء نے انکھیں کھولتے ہی شہریار کو اوازیں دیتے نرس سے کہا تھا کہ جو شخص باہر بیٹھا ہے وہ جلال شاہ ہے اس کے شوہر کا نام شہریار ہے وہ شہریار کو بلائیں یا

اسے فون کرنے دیں۔۔۔کہ نرس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوتے شہریار پر نظر پڑتے عشاء نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی تو شہریار لمحے میں اسکے پاس پہنچتے بولا کیا کر رہی ہو بٹر فلائی لیٹی رہو نا۔۔۔شہریار۔۔۔شہریار اپ آ گئے۔۔۔عشاء نے روتے ہوئے ادھا ادھورا جملہ ادا کیا کہ شہریار نے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کا سر چوما جو کہہ رہی تھی میں جانتی تھی۔۔شہری اپ ضرور آئے گے۔۔۔ ہاں میری جان مجھے تو آنا ہی تھا اپنی بٹر فلائی کے پاس۔۔۔شہریار۔۔۔شہریار اپکو پتا۔۔وہ۔۔۔وہ جلال شاہ۔۔۔کچھ نہیں ہوا عشاء سب ٹھیک ہے۔۔۔تم رونا بند کرو۔۔۔اور جلال شاہ کی فکر تم مت کرو اسے میں ایسی سزا دوں گا دنیا دیکھے گی ۔۔۔کہ عشاء روتے ہوئے بولی شہریار۔۔۔ وہ بہت۔۔۔بہت برا ہے۔۔۔ وہ۔۔۔وہ ہمارے بچے کو اباٹ کروا کے مارنا چاہتا تھا۔۔۔اگر ہمارے بے بی کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ہچکیوں سے روتے وہ شہریار پر بہت بڑا انکشاف کر گئی تھی۔۔۔کہ شہریار اسے اپنے سامنے کرتے بولا بٹر فلائی۔۔۔ہمارا بے بی۔۔۔ تمھارا اور میرا بچہ ؟تم۔۔۔تم پریگننٹ ہو شہریار نے کچھ حیران ہوتے تھے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔ج۔۔جی عشاء بولی۔۔۔عشاء تم نے اتنی بڑی بات مجھے

کیوں نہیں بتائی شہریار بولا۔۔۔تو عشاء اپنے انسو صاف کرتے بولی۔۔۔وہ۔۔وہ شہریار مجھے خود بھی نہیں پتا تھا مجھے بھی تھوڑی دیر پہلے نرس نے بتایا کہتے وہ اپنا سرخ ہوتا چہرہ شہریار کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔اہ بٹر فلائی مطلب ہم دونوں مما بابا بنے والے ہیں۔۔۔کہتے شہریار ہنسا تھا اور پھر زبردست پیار عشاء پر برساتے اسے مزید سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔۔کہ پھر کچھ یاد اتے بولا یا اللہ عشاء تم نے اس حال میں یہ سب کیا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔۔عشاء کی انکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی جمع ہونے لگی۔۔۔کہ بولی میں کیا کرتی شہریار میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا خود کو بچانے کا۔۔۔وہ گھٹیا انسان میرے ذریعے اپ کو برباد کرنا چاہتا تھا اور میں ہونے دے سکتی تھی۔۔اب اپکی بیوی اتنی بھی ڈرپوک نہیں ہے کہ جلال شاہ جیسے بے غیرت شخص کے ہاتھو رسوا ہوتی۔۔۔اگر بات اپکی عزت پر آجائے تو مجھے موت بھی قبول ہے۔۔۔عشاء کہتے شہریار نے اسے شدت سے اپنے سینے سے لگایا اور بولا ائندہ تم اسے کچھ بھی کبھی نہیں کرو گی بلکہ میں ایسی نوبت ہی نہیں انے دوں گا کہ میری جان کو یہ سب برداشت کرنا پڑے۔۔۔

روم نوک کرتے دارم اندر آیا تو شہریار عشاء سے کچھ فاصلہ قائم کرتے پیچھے

ہوا۔۔۔کہ دارم عشاء کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا گڑیا کیسی طبیعت ہے اب؟؟میں ٹھیک ہوں لالا کہتے عشاء کی انکھیں نم ہوئی تھی کہ دارم اسے پاس بیٹھتے بولا مجھے معاف کر دینا عشاء میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔لالا اپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں عشاء نے روتے ہوئے اسے دیکھا تو دارم بولا یہی سچ ہے عشاء میں دراب سے کیے وعدے کو کبھی پورا نہیں کر سکا جس طرح کی زندگی وہ اپنی گڑیا کو دینا چاہتا میں نہیں دے سکا۔۔۔کہ عشاء بولی اپ غلط کہہ رہے ہیں۔۔۔لالا اپ نے تو مجھے دراب لالا بھی لوٹائے ہیں۔۔۔اور خود بھی ملے گے۔۔۔اب میرے ایک نہیں دو دو لالا ہیں۔۔۔کہ شہریار دارم کو دیکھتے بولا عشاء سے بولا ویسے یہ میرے لالا ہیں۔۔۔کہ دارم نے اسے گھورا اور بولا تم مجھے لالا کہتے ہو نہیں نا۔۔ اور مجھے یہ بتاؤ عشاء کس کی ہے۔۔۔میری ہے بھئی۔۔۔۔طرف میری۔۔۔ کہتے شہریار نے مسکراتے ہوئے اس کندھے پر بازو پھلاتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔تو عشاء شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔کہ دارم نے بھی اسے گھورا۔۔۔اتنے میں روم کا دروازہ نوک ہوا کہ شہریار عشاء کی چادر اس پر اچھے سے درست کرتے بولا۔۔۔اندر اجاو ولی۔۔۔ولید نے کمرے میں اتے ہی عشاء کو سلام کیا

اور بولا بھابھی کیسی ہیں اپ ؟؟میں ٹھیک ہوں ولید بھائی اپ کیسے ہیں۔۔بس اللہ کا شکر ہے۔۔بھابھی اپ صحیح سلامت مل گئی تو اب میں بھی سلامت ہو۔۔۔ ورنہ ہماری جنت میں ہی ملاقات ہوتی ولید کے یوں کہنے پر شہریار اور دارم دونوں مسکرائے تھے کہ عشاء حیران ہوتے ولید کو دیکھتے بولی کیوں بھائی سب خیریت تو ہے۔۔۔کہ ولید بولا بھابھی یہ تو اپ اپنے شوہر سے پوچھیں۔۔ہر وقت میری ناک میں دم کیے رکھتا ہے۔۔۔خود یہ کوئی کام نہیں کرتا سارے کام مجھ سے کرواتا ہے۔۔۔یہ تو ہے ولید بھائی روانی سے کہتے عشاء نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔شہریار نے عشاء کو گھورا جبکہ ولید دل کھول کر مسکرایا۔۔۔کہ عشاء شہریار کو دیکھتے بولی وہ میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔کہ شہریار مزید اسے قریب کرتے بولا بٹر فلائی تمہارے سارے مطلب میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔تم بھی کہہ لو کہ میں ہی سب کو پریشان کرتا ہوں۔۔۔ عشاء نے معصوم سی شکل بناتے شہریار کو دیکھا جو فلحال سب کے سامنے اسے اپنے حصار میں لیے واقع ہی اسے مشکل میں ڈالے بیٹھا تھا۔۔۔کہ پھر ایک نظر دارم اور ولید کو دیکھتے بولی نہیں ایسا نہیں ہے شہریار اپ تو بہت اچھے

ہیں۔۔۔ہے نایہ لوگ ہی خراب ہے پہلے خود مجھ سے پنگا لیتے ہیں اور پھر جب میں جوابی کاروائی کروتو برداشت تک نہیں کرپاتے خیر تم چھوڑوانہیں کہتے شہریار نے جھکاؤ کے چہرے کی طرف دیا۔۔۔کہ عشاء اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے نا محسوس انداز میں اسے دور کرتے بولی شہریار مجھے گھر جانا ہے۔۔۔اوکے میری جان کہتے شہریار بولا ولید جاوڈاکٹر کو بلاو یار۔۔۔دیکھا بھی اپ نے اب بھی اس نے کام مجھے ہی کہا ہے۔۔۔ولید بولا کہ شہریار نے اسے گھورا۔۔۔اچھا اچھا جارہاہونا کہتے ولید کمرے سے نکلا۔۔۔کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر عشاء کو ڈسچارج کر چکے تھے۔۔۔ایک دفعہ پھر انہوں نے نرس کا شکریہ ادا کیا اور عشاء نے ولید سے کہا ولید بھائی اپ ہماری شادی میں ضرور ایئے گا جس پر ولید انے کا وعدہ کرتے نکلا۔۔۔اور وہ سب بھی اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے۔۔۔

وہ گھر پہنچے تو مہندی کا فنکشن شروع ہوچکا تھا۔۔۔ملازمہ نے اکر سائمہ بیگم کو اطلاع دی تو وہ دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دارم نے اگے بڑھتے انہیں سلام

کیا۔۔۔شہر یار کا ہاتھ تھامے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے عشاء بھی سائمہ بیگم کے پاس ائی۔۔۔انہوں نے اگے بڑھتے عشاء کا ماتھا چومتے اسے گلے لگایا تو وہ بچوں کی طرح زور و شور سے رونے لگی۔۔۔سائمہ بیگم اس کی کمر سہلاتے اسے چپ کرواتے بولی تم تو میری بہادر بیٹی ہو یوں روتے نہیں ہے عشاء چلو شاباش چپ ہو جاو۔۔۔شہر یار بھی اسے دیکھتے کچھ پریشان ہوا تھا۔۔۔کہ رامین ان کے قریب ائی اور عشاء کو پیار سے اپنے گلے لگاتے بولی بس عشاء دیکھو کچھ بھی نہیں ہوا اللہ کا شکر ہے تم بالکل ٹھیک ہو۔۔۔۔پلیز چپ ہو جاؤ اب اگر دلہن روئے گی تو لوگ کیا سوچیں گے میرا بھائی لڑکی کو بھگا کر اپنے ساتھ زبردستی لایا ہے۔۔۔کہ عشاء انسو صاف کرتے ایک نظر رامین اور پھر شہر یار کو دیکھتے مسکرائی۔۔۔کہ شہر یار اسے مسکراتے ہوئے دیکھ اب گھورتے بولا تمہیں کیا لگتا ہے رامین یہ سب کچھ کس لیے کرتی ہے بس محترمہ کو مجھے پریشان کرنا ہوتا ہے اور اب تو مورے کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے روئے جا کر رہی ہے۔۔۔چلیں مورے اب ڈانٹ لگائیں اسے شہر یار نے کہا تو سائمہ بیگم مسکراتے بولی۔۔۔ہاں تو میں کون سا ایسے ڈانٹوں گی نہیں۔۔۔لیکن فلحال تھوڑا ارام کرنے دو

ٹھیک ہو جائے پھر خبر لیتی ہوں اس کی۔۔۔ چلو شاباش اندر اجاؤ۔۔۔ عشاء یوں ہی شہریار کے ساتھ بہت اندر داخل ہوئی تو سب نے ان پر پھول پھینکتے شاندار ویلکم کیا کہ عشاء یکدم ڈرتے شہریار کے قریب ہوئی کہ پھر اگلے ہی لمحے کھلکھلائی۔۔۔ باقی سب بھی مسکرائے انہیں دیکھ کر۔۔۔ عشاء ایت اور ملیحہ سے ملتے بولی تم دونوں بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ جس پر ایت مسکراتے ہوئے بولی جاؤ عشاء تم بھی جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر مل کے سب مہندی لگوائیں گے۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی نہیں ایت عشاء بیٹا تم جاؤ اور ریسٹ کرو۔۔ شہریار اوپر لے جاؤ عشاء کو کیونکہ۔۔۔ کل پھر میری بیٹی کو دلہن بن کے میری بہو بھی تو بنا ہے اس لیے اج ارام کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔ ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ پوپو۔۔۔ پوپو کا شور سنتے عشاء مسکراتے مڑی جنت اور روحان پوپو۔۔۔ پوپو کہتے بھاگتے ہوئے اس کی ٹانگوں سے چپکے۔۔۔ کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے ان دونوں شیطانوں کو اپنی گود میں اٹھایا تو جنت شہریار کی گود سے عشاء کے گلے میں بازو ڈالتے اس کی طرف لپکی۔۔۔ عشاء نے اسے پکڑنے چاہا تو شہریار منع کرتے بولا نہ عشاء تمہارے ہاتھ سے خون نکلنا شروع ہو جائے گا۔۔ عشاء اس کے

بات کو سمجھتے جنت اور روحان کا گال چومتے بولی۔۔۔بچوں پھوپھو ٹھیک ہو کے اپکو اٹھائیں گی۔۔۔پھر کچھ دیر ان سے لاڈ کرنے کے بعد شہریار عشاء کو اوپر کمرے میں لے ایا۔۔۔عشاء کو ریسٹ کرنے کا بولتے خود فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

عشاء کو لیٹے ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک دیتے سیال خان کمرے میں ائے۔۔۔عشاء نے انہیں دیکھتے کچھ گھبراتے ہوئے اٹھ کر بیٹھتے انہیں سلام کیا۔۔۔کہ سیال خان نے اگے بڑھتے عشاء کے سر پر پیار دیا اور بولے کسی ہو بیٹی۔۔۔جی۔۔۔کہتے عشاء نے کچھ حیران ہوتے ان کے چہرے کی طرف دیکھا جو نرم سے مسکراہٹ لیے اس سے پوچھ رہے تھے کہ پھر بولی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ہم بہت شرمندہ ہیں عشاء کہ تم ہمارے گھر میں ہماری موجودگی میں محفوظ نہیں رہ سکی۔۔۔عشاء کی انکھیں اب بار پھر نم ہونا شروع ہوئی کہ سیال خان بولے لیکن ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں ائندہ ایسا کبھی کچھ نہیں ہو گا۔۔۔کیا تم ہم پہ بھروسا کر سکتی ہو۔۔۔کہ عشاء نے نم انکھوں سے سیال

خان کی طرف دیکھتے ہاں میں سر ہلا یا تو وہ مسکرائے اور بولے ہم تم سے ایک اور چیز کی معافی کے طلبگار ہیں۔۔۔عشاء ہم نہیں جانتے تھے تمہارا ولید شاہ سے یا شاہ حویلی والوں سے کیا رشتہ ہے جو ناانصافی ہم نے تمہارے ساتھ کی ہے جو ظلم تم پر ہمارے گھر والوں نے ڈھائے ہمیں ان سب کے لیے بھی معاف کر دو۔۔۔اگر تم ہمیں معاف نہیں کرو گے تو وہ خدا بھی ہمیں معاف نہیں کرے گا۔۔۔دا جی میں کون ہوتی ہوں معاف نہ کرنے والی میں نے اپ کو معاف کیا۔۔۔اپ حقیقت نہیں جانتے تھے اور جو بھی ہوا شاید یہی میری قسمت تھی۔۔۔۔اتنے میں شہریار چینجنگ روم سے نکلتے سیال خان کو دیکھتے بولا دا جی اپ یہاں وہ بھی کچھ حیران ہوا تھا۔۔۔ہاں کیوں ہم تمہارے کمرے میں نہیں ا سکتے سیال خان نے شہریار کو دیکھتے سوال کیا۔۔۔کہ شہریار فورا بولا نہیں نہیں دا جی ایسا نہیں ہے اپ بیٹھیں۔۔۔لیکن اگر کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے۔۔۔نہیں ہمیں تم سے کوئی کام نہیں۔۔۔ہم یہاں اپنی بہو کو دیکھنے ائے ہیں اسکی طبیعت معلوم کرنے۔۔۔اور ہاں اس سے پوچھنے ائے تھے کہ وہ تم سے شادی کرنا بھی چاہتی ہے یا نہیں۔۔۔شہریار نے سیال خان کو دیکھا اور پھر پیچھے بیٹھی نم انکھوں

سے مسکراتی اپنی بٹر فلائی کو۔۔۔ کہ سیال خان کی طرف بڑھتے بولا تو پھر کیا فیصلہ ہے کیا اپکی بہونے۔۔۔ کہ سیال خان عشاء کو دیکھتے بولے کوئی زور زبردستی نہیں ہے بیٹی۔۔۔ اگر تمہیں شہریار نہیں پسند تو۔۔۔ تمہارا جو بھی فیصلہ ہو ہمیں قبول ہے۔۔۔ ہم کوئی تمہارے قابل لڑکا دیکھ کر تمہاری شادی وہاں کردیں گے۔۔۔ کہ شہریار فورا بولا کیا مطلب ہے داجی اپکا قابل لڑکا سے۔۔ مجھ میں ایسی کون سی قابلیت نہیں ہے جواپ کو باہر ڈھونڈنی پڑرہی ہے۔۔۔ صبر و تحمل، غصے پر قابو کی قابلیت نہیں ہے تم میں اور اگر ہم کچھ غلط کہہ رہے ہیں تو بتاؤ سیال خان نے شہریار کو گھورتے سوال کیا۔۔۔

داجی اب یہ تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ اور اب اپ میرے ساتھ یوں کریں گے؟؟ کہتے وہ عشاء کے قریب بیڈ پر بیٹھتے بولا۔۔۔ عشاء تم بتاؤ داجی کو کہ میں کتنا اچھا ہوں۔۔۔ کہ عشاء ایک نظر شہریار کو دیکھتے سیال خان سے بولی جی داجی شہریار بہت اچھے ہیں۔۔۔ عشاء کی جلد بازی پر سیال خان قہقہ لگاتے کر ہنستے ہوئے بولے بھئی تم کہتی ہو تو مان لیتے ہیں۔۔۔ شہریار بھی مسکرایا کہ پھر سیال خان ان دونوں کو پیار دیتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

رامین روم میں کھانا لے کر آئی تو دیکھا دارم بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔۔۔بیڈ پر اس کے قریب بیٹھتے رامین نے آہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائی تو دارم نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔
رامین بھی مسکرائی اور بولی بہت تھک گئے ہو؟؟ بہت تو نہیں لیکن تھک گیا ہوں کہتے دارم نے اپنا سر تکیے سے اٹھاتے رامین کی گود میں رکھا۔۔۔رامین نے اپنی نرم انگلیوں کا ٹھنڈا لمس اس کے ماتھے پر چھوڑتے ہلکا سا دباؤ دیتے سر دبانا شروع کیا۔۔اور بولی دارم کھانا کھالوں۔۔۔دارم نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگایا اور آنکھیں کھولتے بولا اس سب کی ضرورت نہیں ہے من میں ٹھیک ہوں۔۔۔اور تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔جانتی ہوں تمہیں تو میں ماسیوں والے حلیے میں بھی پیاری لگتی ہوں آج تو پھر سجی سنوری ہو۔۔۔رامین بولی تو دارم ہنسا تھا۔۔۔کیوں کہ میری بیوی ہے ہی بہت خوبصورت دارم نے کہا تو رامین نے شرماتے ہوئے اس کی چمکتی گہری آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور بولی دارم

مجھے باتوں میں نہیں الجھاؤ کھانا کھاؤ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔اور پھر فریش ہو کر سو جاؤ میں تمہارے کپڑے نکال دیتی ہوں۔۔۔ من نیچے فنکشن شروع ہو گیا ہے اور تم مجھے سونے کا کہہ رہی ہو دارم بولا۔۔۔تو رامین لقمہ دارم کے منہ میں ڈالتے بولی۔۔۔ فنکشن ہو جائے گا لیکن تمہیں اس وقت ریسٹ کی ضرورت ہے تم دو دن سے نہیں سوئے۔۔۔اور صبح بھی بارات ہے بہت کام ہوں گے اس لیے اب تم ریسٹ کرو میں بالکل نہیں چاہتی تم بیمار ہو۔۔۔لیکن من اس سے پہلے دارم کچھ کہتا باہر سے اپا نے اتے دراب کو رامین کی گود میں دیا اور بولی بی بی جی اسے شاید نیند آئی ہے اس لیے روئے جارہا ہے۔۔۔ٹھیک ہے اپا اسے مجھے دیں اور اپ جنت کا خیال رکھیے گا۔۔۔جی اچھا کہتے ملازمہ کمرے سے نکل گئی تو رامین دراب کو دیکھتے بولی ہاں جی تو اپ کو نیند ائی ہے۔۔۔

جب کے دراب اپنے نچلے ہونٹ سے اوپر لے ہونٹ کو چھپائے رامین کو دیکھ رہا تھا کہ رامین نے اسکے معصوم انداز پر اسکا گال چوما۔۔۔دارم نے بھی اسے رامین کی گود سے لیتے اس اس کا گال چوما تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔کہ دارم بولا میرا لڈو بے بی تھک گیا ہے شاید؟؟جب کہ دراب اب منہ میں اپنا ہاتھ ڈالے انکھیں

بند کر رہا تھا۔۔۔دراب کو واپس رامین کو دیتے دارم بولا اسے بھوک لگی ہے من اور خود اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔۔۔دراب سو چکا تھا اور رامین ائینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی کہ دارم چینجنگ روم سے باہر نکلا۔۔۔رامین نے مسکراتے ہوئے رخ دارم کی طرف موڑا۔۔۔دارم بھی چلتے رامین کے قریب ایا۔۔۔اور اس کا ہاتھ تھامتے اپنے قریب کھینچ کر حصار میں لیتے بولا جان من مہندی لگوا لینا مجھے تمہارے ہاتھوں پر مہندی لگی بہت پسند ہے۔۔۔جانتی ہو کہتے رامین نے دارم کی طرف مسکراتے دیکھا اور بولی لیکن میری ایک شرط ہے ۔۔اب تم پر اپر ریسٹ کرو گے اور نیچے نہیں اؤ گے۔۔۔دراب کے بابا بھی ادھر دراب کے پاس اچھے بچوں کی طرح سو جائیں اوکے۔۔۔کہ دارم بولا اوکے ۔۔۔ٹھیک ہے دراب کے بابا۔۔۔ماما۔۔۔کی بات مان لیتے ہیں لیکن دراب کی مما نے دراب کو تو خود سلایا اور مجھے بنا سلائے چھوڑ کر جا رہی ہیں۔۔۔ہاں تو دراب کی مما نے اسے سلایا اور اسکے بابا کی مما کو میں اوپر بھیج دیتی ہوں وہ اپ کو سلا دیں گی کہتے ہنستے ہوئے رامین اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔۔کہ دارم نے منہ بناتے اسے گھورا۔۔۔رامین جو دروازے کی بڑی تھی واپس مڑتے مسکراتے

ہوئے دارم کے قریب ائی۔۔اور اسکی گال پر لب رکھتے واپس دروازے کی طرف بڑھی اور بولی دراب کی ماما اس کے بابا کو سلا تو دیتی۔۔۔لیکن ابھی انہیں گھر کی بڑی بیٹی اور بہو ہونے کا فرض نبھانا ہے۔۔۔اور اس کے بابا کی فرمائش کو بھی تو پوری کرنا ہے۔۔۔کہ دارم مسکرایا اور رامین بھی ہنستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

شہریار نے بیڈ پر لیٹتے۔۔۔۔عشاء کو دیکھتے اپنے بازو پھیلائے اور بولا اجاؤ بٹر فلائی میں سکون سے سونا چاہتا ہوں۔۔۔خود تو تم سارا رستہ سکون سے میرے سینے سے پر سر رکھے سوتی رہی ہو۔۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی نہیں شہریار مجھے نیچے جانا ہے مہندی لگوانے۔۔۔شہریار نے خود ہی اگے کو ہوتے نرمی سے اسے اپنے بازو میں بھرا اور بولا کیا ضرورت ہے میری جان ہاتھوں کو خراب کرنے کی ایسے ہی بہت خوبصورت لگ ہیں۔۔۔کہ عشاء بولی نہیں نا شہریار اپ نے کبھی کوئی دلہن مہندی کے بغیر دیکھی ہے ویسے بھی میں نے بہت دیر سے مہندی نہیں

لگوائی تو مجھے لگوانی ہے۔۔۔ پلیز اپ چھوڑیں مجھے اور نیچے جانے دیں۔۔۔ بالکل نہیں عشاء!! شہریار نے کہا ایک تو تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں اور اگر صبح تک بھی ٹھیک نہ ہوئی تو کوئی شادی نہیں ہو رہی ہماری۔۔۔ اور ویسے بھی ڈاکٹر نے کہا ہے تمہیں بہت زیادہ ریسٹ کرنی چاہیے۔۔۔ شہریار اپ ایسا نہیں کر سکتے شادی اپ کے اکیلے کی تھوڑی ہے جو اپ نے کینسل کر دی۔۔۔ مجھے شادی کرنی ہے تو کرنی ہے اور مہندی بھی لگوانی ہے اپ چھوڑیں مجھے جانے دیں ۔۔۔ اور اب تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اس کے ضدی انداز پر شہریار نے ٹھنڈی اہ بھری اور بولا میری جان اس کنڈیشن میں تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ اور اوپر سے اتنی ویک ہو تم۔۔۔ شہریار پلیز اب اپ دارم لالا کی طرح بیہیو مت کیجئے گا۔۔۔ بہت تنگ کرتے تھے وہ رامین اپی کو پریگننسی میں۔۔۔ اگر اپ نے ایسا کیا تو عشاء نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا کہ شہریار مسکراہٹ دباتے اٹھ کر بیٹھتے اس کی انگلی کو اپنے دانتوں میں دباتے بولا تو۔۔۔ تو کیا کریں گی اپ محترمہ۔۔۔ تو میں۔۔۔ میں روؤں گی اور اپکے چپ کرانے پر بھی چپ نہیں ہوں گی عشاء نے غصے سے منہ بناتے کہا کہ شہریار قہقہہ لگا کر ہنستے بولا

یعنی تو اب یہ ظلم کر و گئی مجھ پر۔۔۔۔جی۔۔عشاء نے اپنے نازک زخمی ہاتھ کا مکا بناتے اسکے سینے پر مارتے خود کو ازاد کرانے کی کوشش کی تھی۔۔۔مگر شہر یار نے فورا اسکا ہاتھ پکڑتے کچھ غصے سے کہا۔۔کیا کر رہی ہو عشاء پہلے ہی تمہارا ہاتھ زخمی ہے اور تم ہو کے۔۔۔اب ایسی کوئی لاپرواہی نہیں چلے گی ورنہ۔۔۔ ورنہ کیا عشاء نے اپنی انکھوں میں موٹے موٹے انسو بھرتے شہر یار کو گھورتے پوچھا۔۔ورنہ پھر میں بھی رودو گا شہر یار نے فورا نرم پڑھتے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی اور بولی اتنے اپ رونے والے۔۔۔خیر چھوڑیں یہ سب اپ مجھے نیچے جانے دے نا پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔اور اپ سو جائے بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔۔۔ بٹر فلائی اچھی بیویاں ضد نہیں کرتی چلو او۔۔۔سوجائیں پھر صبح تمیں دلہن بھی تو بنا ہے شہر یار نے اسے سمجھانے کی ایک کوشش اور کی۔۔۔کہ عشاء بولی شہر یار اچھا شوہر بھی بیوی کی بات مانتے ہیں۔۔۔اور مہندی کے بغیر دلہن۔۔۔ دلہن نہیں لگتی اپ میری بات کو بھی تو سمجھے نا۔۔۔مجھے اپ کے نام کی مہندی لگوانی ہے اور میں نیچے جارہی ہوں کہتے وہ لمحے میں بیڈ سے اتری تھی۔۔۔کہ شہر یار نے کچھ خفگی سے اسے گھورا اور پھر چہرے پر بلینکٹ کھینچا۔۔۔یہ اس کی ناراضگی

کا اظہار تھا۔۔۔ کہ عشاء مسکراتے چینجنگ روم کی طرف بڑھی اور دل میں بولی کوئی بات نہیں میں اپ کو منا لو گی۔۔۔ اور اپ بھی تو زیادہ دیر مجھ سے ناراض نہیں سکتے۔۔۔ پھر سادہ سا سوٹ پہنتے اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھتے۔۔۔ کمرے سے نکلی۔۔۔ شہریار نے کمبل سے منہ نکالتے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ ابھی نکلی تھی کہ پھر بولا مطلب حد ہوتی ہے کوئی فرق نہیں ہے پڑھتا میڈم کو میری ناراضگی سے تو اب میں بھی بات نہیں کرو گا کرے جو کرنا ہے۔۔۔

عشاء نیچے ائی تو دیکھا ملیحہ اور رایت کو مہندی لگ چکی تھی اور اب رامین اور مریم مہندی لگوا رہی تھی ساتھ ہی کچھ اور خواتین بھی۔۔۔۔ عشاء بھی اتے انکے قریب بیٹھی تو سائمہ بیگم اس کے پاس ائی اور بولیں بیٹا کچھ چاہیے ؟؟ کہ عشاء بولی نہیں مورے بس یوں ہی مجھے بھی مہندی لگوانی ہے۔۔۔ عشاء تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ تمہیں ریسٹ کرنی چاہیے اگر اس طرح بیٹھو گی تو تم

تھک جاؤ گی کہیں بخار نہ ہو آجائے۔۔۔اور پھر کل تو شادی ہے سارا دن بھاگ دوڑ لگی رہے گی۔۔۔اس لیے اگر کل تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی تو فنکشن کیسے انجوائے کرو گی۔۔جاؤ شاباش ابھی ریسٹ کرو وہ بہت پیار سے اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔کہ عشاء انکار نہیں کر پائی اور بولی جی مورے۔۔۔کہتے اداسی سے اٹھتے واپس اوپر اپنے کمرے میں اگئی۔۔۔شہریار سوچکا تھا وہ بھی ناراض ہو کر اوپر سے سائمہ بیگم نے اسے مہندی بھی نہیں لگوانے دی جس وجہ سے اس کا دل بے حد بجھ گیا تھا۔۔۔شہریار کے قریب لیٹتے اب اسے خواہ مخواہ رونا رہا تھا۔۔۔نامحسوس شور کی اواز محسوس کرتے شہریار کی انکھ کھلی تو اسے محسوس ہوا جیسے عشاء رو رہی ہو۔۔۔شہریار نے لائٹس ان کی تو عشاء نے کروٹ بدلتے اسے دیکھا۔۔۔کہ عشاء کی نم انکھیں دیکھتے شہریار پریشان ہوتے اٹھ کر بیٹھا اور بولا اب کیا ہوا ابٹر فلائی۔۔۔رو کیوں رہی ہو؟؟؟کچھ نہیں ہوا اپ جو خامخواہ ناراض ہو گئے ہیں تو اب اور کیا کروں میں۔۔۔عشاء نے سوں سوں کرتے جواب دیا۔۔۔کہ شہریار بولا سچ سچ بتاؤ کیا ہوا۔۔۔اور اتنی تمہیں میری ناراضگی کی فکر ہوتی تو روم سے جاتی ہی کیوں۔۔۔اور مہندی کیوں نہیں لگوائی اب؟؟؟کہ عشاء بولی

ہاں تو اپ کو کیا لگتا ہے مجھے اپ کی ناراضگی کی کوئی فکر نہیں ہے اور کچھ نہیں ہوا
۔۔۔اچھا اچھا میری جان تم خاموش ہو جاؤ میں بالکل بھی ناراض نہیں ہوں کہتے
شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکا سر چوما کہ کہیں وہ بے فضول رو کر اپنی
طبیعت ہی نہ خراب کر لے۔۔۔ کہ پھر بولا چلو جاو تمہیں مہندی لگوانی تھی نا لگوا
لو۔۔۔ نہیں رہنے دیں میں سو ہی جاتی ہو کہتے وہ سر تکیے پر رکھ چکی تھی۔۔۔اسے
خود سمجھ نہیں ارہی تھی کہ کیوں اسے رونا ارہا تھا۔۔۔ کہ شہریار نے کچھ حیران
ہوتے اسے دیکھا اور پھر خود بھی اسکے قریب لیٹتے سونے کی کوشش کرنے
لگا۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں آج سب نے بہت تعریف کی میری مہندی کی۔۔۔بہت گہرا
رنگ ایا ہے۔۔۔ ملیحہ کی چہکتی ہوئی اواز فون کے سپیکر سے ابھرتی سن کر
دوسری طرف سفیان مسکرا رہا تھا۔۔۔اور پتا ہے گاؤں کی عورتیں کہہ رہی
تھی۔۔۔ جس لڑکی کی مہندی کا رنگ گہرا ہے ائے اس کی ساس بہت پیار کرنے

والی ہوتی ہے۔۔۔اچھا کیا سچ میں سفیان نے پوچھا؟؟جی جی میں نے پہلے بھی بہت دفعہ سنا ہے ملیحہ نے جواب دیا تو سفیان بولا لیکن میں نے تو سنا تھا کہ جس لڑکی کی مہندی کا رنگ گہرا آئے اس کا شوہر اس سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔اچھا پتہ نہیں میں نے تو ایسا نہیں سنا ملیحہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا۔۔۔تو سفیان بولا کوئی بات نہیں میرے پاس ائیں گی تو اس بات کا یقین بھی اپ کو آجائے گا۔۔۔بس آج رات اخری رات ہے کل اپ سانسوں سے بھی زیادہ قریب ہوں گئی۔۔۔اس کے انچ دیتے لہجے پر ملیحہ کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھی۔۔۔کہ بولی ٹھیک ہے پھر میں تھک گئی ہوں سونے لگی ہوں گڈ نائٹ کہتے وہ فون کاٹ گئی۔۔۔دوسری طرف سفیان مسکرایا تھا ہمیشہ کی طرح۔۔۔وہ اکثر اسے ہی فون کاٹ دیتی تھی۔۔۔کہ سفیان بیڈ پر گرتے بولا ہائے یہ صبح کب ہو گی۔۔۔

وہاب شکر کرو میری مہندی کا رنگ گہرا آیا ہے ورنہ تمہاری خیر نہیں تھی۔۔۔ ایت نے منہ بناتے ویڈیو کال پر وہاب کو دیکھتے کہا جو بیڈ پر لیٹے موبائل کو تکیے سے سیٹ کیے اس سے باتیں کر رہا تھا کیوں کے سکینہ بی بی نے ان کے ملنے سخت پہرا لگایا ہوا تھا۔۔۔ کیوں بھئی اگر رنگ گہرا نہ آتا تو میرا کیا قصور تھا تم زیادہ ٹائم مہندی لگائے رکھتی۔۔۔ وہاب نے کچھ حیران ہوتے کہا۔۔۔ کیوں بھئی۔۔۔ اور ویسے بھی جن لڑکیوں کے شوہر ان سے پیار نہیں کرتے نا ان کی ہی مہندی کا رنگ پھیکا آتا ہے ایت بولی نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔۔۔ تو مطلب اب یہ مہندی کا رنگ ڈیسائڈ کرے گا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں یا نہیں وہاب نے قربن صدمے میں جاتے پوچھا۔۔۔ کہ ایت بولی ہاں ظاہری بات ہے اس لیے کہہ رہی ہوں شکر کرو بچ گئے ورنہ میں تو نہ کرتی تم سے شادی۔۔۔ اڑلو آج رات۔۔۔ ویسے بھی آخری رات ہے کل سے یہ شادی نہ کرنے والا فساد ہی ختم پھر دیکھتا ہو کیسے نخرے دکھاتی ہو وہاب نے جل کر کہا۔۔۔ کہ ایت بولی ایسے ہی جیسے اب دکھاتی ہو اور ویسے بھی شادی کے بعد تمہیں دن میں تارے نہ دکھا دیے تو۔۔ میرا نام بھی ہے ایت وہاب خانزادہ نہیں۔۔۔ کہ وہاب مسکرایا تھا اور

بولا مجھے منظور ہے۔۔۔ایت جو ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی اک لمحے کے لیے نظر اٹھا کر سکرین کی طرف دیکھا تو وہاب کو شوخ نظروں سے مسکراتا دیکھ کر۔۔۔کچھ گھبرائی اور بولی کیا ہے یوں کیوں گھور رہے ہو۔۔۔کل بتاؤ گا چڑیل جب تم قابو آؤ گی وہاب نے مسکراتے ہوئے اسے مزید تنگ کیا تھا۔۔کہ ایت بولی وہاب تم سو جاؤ مجھے نہیں تم سے بات کرنی اللہ حافظ کہتے وہ کھٹاک سے فون کاٹ گئی۔۔۔اور پھر خود سے بولی یااللہ جی پلیز مجھے بچا لینا اس جن سے۔۔۔

رامین روم میں ائی تو دیکھا دراب اب بھی دارم کے پاس سویا ہوا تھا۔۔۔جب کہ جنت دارم کے حصار میں پر سکون سی سوئی۔۔۔اپنے ننھے ننھے ہاتھوں پہ مہندی سجائے دارم کے سینے پر ہاتھ رکھے سفید بنیان کو سرخ بنا رہی تھی۔۔۔رامین چینج کرتے اپنی مہندی دھوتے خود بھی ان کے قریب نیم دراز ہوئی کیونکہ وہ بھی بہت تھک چکی تھی۔۔۔اپنے چھوٹی سی فیملی کو دیکھتے مسکراتے ہوئے نہ جانے کب اس کی انکھ لگ گئی۔۔۔

عشاء کی انکھ بہت دیر سے کھلی تھی۔۔۔دوائیوں کے زیراثر وہ سکون سے سوتی رہی۔۔۔ابھی اٹھی تو دیکھا شہریار کمرے میں نہیں تھا فرش ہو کر وہ بھی نیچے اگئی۔۔۔گھر میں ہر طرف گہما گہمی تھی کوئی ناشتہ کر رہا تو کوئی شادی کی تیاریوں میں مصروف تو کہیں بچوں کا شور۔۔۔کوئی اپنے کپڑے اٹھائے استری کرنے لے جارہا۔۔۔تو کوئی اپنے بالوں کو رنگ رہا۔۔کسی کی چیزیں نہیں مل رہی۔۔۔کہیں گھر میں ڈیکوریشن ہو رہی تو کہیں چائے پانی کا بندوبست۔۔۔ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ایت کو ناشتہ کرتے دیکھ عشاء بھی اس کے پاس بیٹھ گی۔۔۔ایت نے مسکراتے ہوئے اس سے اس کی طبیعت کا پوچھا جس پر عشاء نے مسکراتے ہوئے کہا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔اور ساتھ ہی اس کے ہاتھوں پر رچی مہندی کی تعریف کی جس کا خوب رنگ ایا تھا۔۔۔تھوڑا سا ناشتہ کرتے وہ واپس اپنے کمرے میں اگئی۔۔۔شہریار کسی ضروری کام کی وجہ سے شہر گیا ہوا تھا۔۔۔ویسے بھی فنکشن شام کا تھا۔۔۔اب وہ اپنا لہنگہ اور جولری وغیرہ نکال رہی تھی کہ

سائمہ بیگم کمرے میں ائی۔۔۔اور بولی اب کسی طبیعت ہے میری بیٹی کی۔۔۔
میں ٹھیک ہوں مورے اب اپ فکر نہیں کریں عشاء مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔
یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن پھر بھی اپنے اپ کو تھکانا نہیں۔۔۔اور یہ کیا کر رہی ہو سائمہ بیگم نے پوچھا۔۔۔کہ عشاء بولی کچھ نہیں مورے بس رات میں پہننے والے اپنے اور شہریار کے کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔اچھا۔۔۔یہ سب کرنے کی تمھیں کوئی ضرورت نہیں میں کسی ملازمہ کو بھیجتی ہوں وہ سب کر دے گی۔۔۔تم بس ارام سے بیٹھ کر مہندی لگوالو۔۔۔سائمہ بیگم نے کہا تو عشاء بولی اس وقت مورے۔۔۔اب کیا ضرورت ہے مہندی تو کل تھی۔۔۔
ضرورت کیوں نہیں ہے بھئی شہریار نے سخت ہدایتیں دی ہیں کہ اس کی دلہن کو بھی مہندی لگائی جائے اور وہ بھی بنا تھکائے پورے پورے ارام کے ساتھ۔۔۔
اور تمہارا بھی تو دل تھا نا مہندی لگوانے کا۔۔۔کہ سائمہ بیگم کو دیکھتے عشاء مسکرائی اور بولی جی مورے۔۔۔اور پھر یکدم اس کی انکھیں نم ہوئی۔۔۔تو سائمہ بیگم کچھ پریشان ہوتے بولی کیا ہوا عشاء طبیعت نہیں ٹھیک یا نہیں بیٹھا جا رہا تو تم ارام کرو میں شہریار کو سمجھا دوں گی۔۔۔نہیں نہیں مورے ایسی کوئی بات

نہیں ہے بس یوں ہی میرا دل بھر ایا۔۔۔اللہ تعالی کس طرح ہمارے دکھوں کا مداوا کرتے ہماری جھولی کو خوشیوں سے بھر دیتے ہیں نا۔۔۔مورے اپ جانتی ہیں ایک وقت تھا جب مجھے اپنے اپ سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔اپنا اپ اس دنیا پر بوجھ لگتا تھا۔۔۔یوں محسوس ہوتا تھا جیسا میرا خوشیوں پر کوئی حق نہیں۔۔۔بس مجھے لوگوں کی نفرت برداشت کرنے کے لیے بھیجا گیا۔۔۔دراب لالا کے جانے کے بعد میرے ہونے نہ ہونے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔گھر میں پڑے کسی فضول سامان کی طرح مجھے اٹھا کر خون بہا کے بدلے دے دیا گیا بنا کسی قصور کے۔۔۔لیکن پھر شہریار میری زندگی میں ائے جنھوں نے سب کچھ بدل دیا۔۔۔میری خوشیاں تو اللہ نے مجھے شہریار جیسے ہم سفر کی صورت میں عطا کی۔۔۔وہ بہت اچھے ہیں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کوئی مجھے بھی یوں چاہ سکتا ہے۔۔۔میری فرمائشوں بے مقصد ضدوں کو پورا کر سکتا ہے۔۔۔میرے بنا کہے میری ہر بات سمجھ سکتا ہے۔۔۔مجھے اتنے خوبصورت رشتے دے سکتا ہے۔۔۔اس کی باتیں سنتے ہیں سائمہ بیگم مسکرائی تھی۔۔۔اور پھر اسکا ماتھا چومتے بولی میری جان کبھی بھی مایوس نہیں ہوتے اللہ کے گھر میں دیر ضرور ہے

مگر اندھیر نہیں۔۔۔اور میری دعا ہے اللہ تم دونوں کو یوں ہی خوش رکھیں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی جیو کامیابیاں تم لوگوں کا مقدر ہو۔۔۔عشاء مسکرائی تھی کہ باہر سے آتی رامین بولی مورے مہندی والی اگئی ہے۔۔۔اور اپ دونوں ساس بہو ہیں کہ یہاں بیٹھے باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ چلیں اپ میرے ساتھ ایک دفعہ ساری تیاریاں دیکھ لیں اور عشاء تم مہندی لگوالو جلدی سے پھر تم سب کو تیار بھی تو ہونا ہے۔۔۔اوکے اپی کہتے عشاء مہندی لگوانے بیٹھ گئی اور سائمہ بیگم رامین کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔۔۔

ملیحہ تمہارا سارا ضروری سامان اس بیگ میں ہے۔۔۔باقی دوسرے بیگز ارام سے سیٹ ہو کر کھول لینا۔۔۔مریم نے کہتے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔اوکے بھابھی ملیحہ نے کچھ اداسی سے مسکراتے کہا کہ طیبہ بیگم بیڈ پر اس کے قریب بیٹھتے بولیں کیا بات ہے بیٹا تم خوش تو ہو۔۔۔ملیحہ بے اختیار ہنسی تھی اور بولی مورے بڑی جلدی پوچھ رہی ہیں اپ۔۔۔کہ طیبہ بیگم تم اور تمہارے لالا سب

کچھ تو خود ہی طے کر لیتے ہو ماں کو تو بس بتا دینا ہوتا ہے کہ ہم یہ کرنے لگے تب کیا پوچھا کرو میں۔۔۔ بڑے ہو گئے ہو اب ماں کی ضرورت ہی کہاں ہے تم لوگوں کو۔۔۔ مورے ویسے اپ مجھ سے پوچھ رہی تھی اور اب اپنے دکھ لے کر بیٹھ گئی ہیں ملیحہ نے شکوہ کیا تو پاس کھڑی مریم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔ کہ طیبہ بیگم بولی ہاں چھوڑو یہ سب اور مجھے بتاؤ کیا بات ہے مجھے یوں پریشان نہ کر۔۔۔ سفیان نے کچھ کہا ہے کیا؟؟ نہیں مورے کسی نے کچھ نہیں کہا اور کوئی بات نہیں ہوئی ایسی۔۔۔ مورے بس مجھے اپ سب کو چھوڑ کر نہیں جانا۔۔۔ میں نہیں رہ سکتی اپکے بغیر وہ روتے ہوئے طیبہ بیگم کے گلے لگی تھی۔۔۔ کہ طیبہ بیگم بھی نم انکھوں سے مسکرائی اور بولی ملیحہ تم تو میری بہادر بیٹی ہو اور سمجھو تم بس ہاسٹل جا رہی ہوں اور تمہاری روم میٹ بدل گئی ہے۔۔۔ وہ روتے ہوئے کھلکھلائی اور بولی ایسے تھوڑی ہوتا ہے مورے۔۔۔ کہ طیبہ بیگم بولی کیوں بھئی ایسا کیوں نہیں ہوتا ویسے بھی میری جان سفیان اچھا لڑکا ہے انشاءاللہ تم اس کے ساتھ بہت خوش رہو گی جس طرح زندگی تم چاہتی تھی وہ طرف تمہیں سفیان ہی دے سکتا ہے۔۔۔ اور جب بھی دل اداس ہو ملنے آجایا

کرنا۔۔ٹھیک کہہ رہی ہیں مورے زمان کمرے میں اتے اس کے سر پر پیار ہوتے بولا اور اگر کبھی سفیان مصروف ہو تو مجھے کال کر دینا میں خود لینے اجاؤں گا۔۔لالا لیکن مجھے نہیں جانا ملیحہ نے روتے منہ بناتے کہا۔۔تو وہ تینوں ہنس دیے اور مریم بولی ٹھیک ہے پھر ہم سفیان کا منت ترلا کر لیتے ہیں اگر وہ گھر جمائی بننے کو راضی ہوتا ہے تو۔۔۔اور اگر نہیں تو پھر چھوڑو شادی کو اب اتنی بھی ضروری نہیں ہے۔۔۔لیکن اب تو ساری تیاری ہو گئی نا ملیحہ نے کہا تو مریم بولی بھئی ہم کہہ دیں گے اخری وقت پر ہماری لڑکی کا موڈ بدل گیا۔۔۔افففف بھابھی اپ بھی نا اب میرا مذاق مت بنائے کہتے ملیحہ نے منہ بنایا۔۔۔کوئی تنگ نہیں کرے گا میری گڑیا کو کہتے زمان اسے اپنے ساتھ لگایا تھا کہ ایک دفعہ پھر ملیحہ کی انکھیں نم ہوئیں۔۔۔کہ زمان نے اس کے سر پر بوسہ دیتے کے بولا زندگی میں کبھی کوئی مشکل پریشانی ہو کچھ بھی ہو جائے یا حالات کیسے بھی ہو۔۔۔تو تمہارا بھائی ہمیشہ تمہارے ساتھ کھڑا ہے۔۔بہن بیائی ہے بچی نہیں ہے۔۔۔۔اور میں جانتا ہوں میری بہن بہت بہادر اور سمجھدار ہے۔۔۔میں چاہتا ہوں ہمیشہ ایسے ہی رہے کسی کے لیے خود کو بدلنے کی ضرورت نہیں بس کچھ چیزوں میں

ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے کبھی کبھی اپنی بات منوانے کے لیے پہلے دوسرے کی ماننی پڑھتی ہے۔۔۔اوکے اور اب رونا نہیں۔۔۔ چلو شاباش اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔اوکے لالا کہتے ملیحہ بھی اپنی نم انکھیں صاف کرتے مسکرائی۔۔۔اج سمجھ ارہی ہے باپ کے بعد باپ کا درجہ بڑے بھائی کو کیوں دیا جاتا ہے۔۔۔طیبہ بیگم نم انکھوں سے مسکراتے بولی اور پھر مریم کو دیکھتے گویا ہوئی۔۔مریم زمان وعدہ کرو تم دونوں میں رہوں نہ رہوں میری بیٹی کا مائکہ اباد رہنا

چاہیے۔۔۔مورے کیسی باتیں کرتی ہیں اپ اللہ اپ کو لمبی زندگی دے اور ہمارے سروں پر سلامت رکھے کہتے مریم انکے ساتھ لگی۔۔۔طیبہ بیگم ہنستے ہوئے بولی بھئی یہ پہلی بہو ہے جو ساس کے لیے لمبی زندگی مانگ رہی ہے۔۔۔

صیح کہہ رہی ہیں بھابھی مورے اپ ایسی باتیں نہیں کیا کریں ملیحہ بھی ان کے ساتھ لگتے بولی۔۔کہ زمان مسکرایا اور بولا مورے اپ کو کچھ نہیں ہونے والا کیونکہ ابھی بہت کام ہیں اپ کے کرنے والے چلے ائیں باہر تیاری دیکھیں سب سے پہلے تو کہتے وہ انہیں بازو کے حلقے میں لیے کمرے سے نکلا۔۔۔

ایت کیا کر رہی ہو تم۔۔۔ جلدی کرو بال سکھاؤ پھر تیار بھی تو ہونا ہے تمہیں رامین اسکے کمرے میں اتے بولی اسے گم سم بیٹھا دیکھ کر۔۔۔جی آپی کہتے ایت نے اٹھتے بالوں کو اچھے سے خشک کیا۔۔۔اور اپنی چیزیں نکالنے لگی جو کہ بار بار اس کے ہاتھوں سے گر رہی تھی۔۔۔ایت کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔رامین نے سے گھبرایا ہوا دیکھ کر پوچھا۔۔۔افففف اپی پتا نہیں عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔ایت تمہاری شادی وہاب سے ہی ہو رہی ہے۔۔۔ جسے تم دن میں سو باتیں سنا کر سانس لیتی ہو۔۔۔آپی اگر وہاب بدل گیا تو ایت نے اپنے دل میں اتا خدشہ بیان کیا تو رامین مسکرائی اور بولی پانچ سالوں تو نہیں بدلا وہ۔۔۔اب بھی کیوں بدلے گا ایت تم بہت فضول سوچتی ہو۔۔۔ جس کے پاس دماغ ہے ہی نہیں تم اسے کہہ رہی ہو کہ وہ سوچتی ہے رامین کمال کرتی ہو چی۔۔

چی۔۔۔شہریار نے انکے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر افسوس سے کہتے کمرے میں اتے ایت کو چڑھایا۔۔۔جس پر وہ شہریار کو گھورتے رخ پھیر گئی۔۔۔شہری مت

تنگ کرواسے رامین نے ایت کو روتا دیکھ کر کہا۔۔۔یااللہ ایت رو کیوں رہی ہو

شہریار نے اس کا بازو پکڑتے رخ اپنی طرف موڑتے کہا۔۔۔میری مرضی اپکو

کیا ہے وہ سوں سوں کرتے بولی۔۔۔کہ شہریار ہنسا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا

اچھا ٹھیک ہے ہم مان لیتے ہیں تم بہت عقلمند ہو رونا دھونا بند کرد و ورنہ سوجی

انکھوں پر میک اپ بھی اچھا نہیں ہو گا۔۔۔اور دوسری بات اگر وہاب بدلا یا اس

نے تمہیں کچھ کہا تنگ کیا تو مجھے بتانا جھوتے مار کر دو منٹ میں عقل ٹھکانے لگا

دوں گا۔۔۔اسکی بات سنتے ایت کھلکھلائی تھی جب کہ رامین بولی بس تم ایسی ہی

مار دھاڑ والی باتیں کیا کرو شہری۔۔۔ہاں تو اب میں تمہارے شوہر کی طرح ہر

کسی کو پیار سے سمجھانے تو نہیں بیٹھ سکتا اتنا صبر نہیں ہے مجھ میں۔۔۔پتہ ہے

مجھے صبر ہے بیچاری عشاء کا جس نے ساری زندگی تمہارے ساتھ گزارا کرنا ہے

رامین نے افسوس سے کہا۔۔۔کہ شہریار ہنستے ہوئے بولا ہائے اللہ میرے ساتھ

بھی گزرا ہی کرنا ہے تو افسوس ہے مجھے۔۔۔اور بہنا اب کیا بتاؤں تمہیں کتنی

خوش قسمت ہے میری بیوی۔۔۔کیا کہو میں پتا نہیں اج کتنے دل ٹوٹے گے۔۔۔

اس کی بات پر رامین اور ایت دونوں ہنسی کہ ایت بولی لالا اپ گن لیجیے گا کتنے دل

ٹوٹتے ہیں پھر میں عشاء بھابھی کو بتادوں گی۔۔۔ناایسامت کرنا بہت جیلس ٹائپ کی بھابھی ہے تمہاری۔۔۔شہریار نے کہا تواس بار وہ تینوں ہنسے۔۔۔بچوں تم لوگ یہاں کیا کررہے ہواور شہریار تمہاری مورے نیچے غصہ ہورہی ہیں تم پر جاوان کو اپنی شکل دکھاؤتاکہ انہیں پتا چل جائے تم گھرا گئے ہو۔۔۔کہتے روستم صاحب ان کے پاس ائے۔۔۔کہ شہریار بولا اُف خدایا۔۔۔ویسے بابا ایک تو اپ کی بیوی ہر وقت مجھ پر غصہ کرتی رہتی ہیں دن میں دو دفعہ مجھے بعزت کیے بغیر انہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔۔۔توبیٹا جی اپ اپنی حرکتیں سدھارلیں روستم صاحب نے اسے دیکھتے کہا توشہریار بولا ویسے بابا اپ بھی ہیں زن مرید ہی ہمیشہ اپنی بیگم کی سائیڈ لیتے۔۔۔دیکھو تو کہہ کون رہا ہے رستم صاحب ہنستے ہوئے رامین اور ایت کو دیکھتے بولے۔۔۔کہ شہریار نے منہ بناتے کہا۔۔۔اب اپ سے اور دارم سے ہی سیکھا ہے۔۔۔شہریار جاتے ہو یا شادی والے دن مار کھاوگے مجھ سے رستم صاحب نے مصنوعی غصے سے ہنستے شہریار کو گھورتے کہا۔۔۔تو وہ بولا جا رہا ہو بھئی قدر ہی نہیں ہے میری کہتے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔پیچھے رامین اور ایت ہنسی تھی۔۔۔روستم صاحب انہیں دیکھ کر مسکرائے اور دونوں کے سر پر

پیار دیتے بولے مجھ فخر ہے تم دونوں میری بیٹیاں ہو۔۔ نہیں بلکہ میں تم لوگوں کا باپ ہوں۔۔۔ تم دونوں نے ہمیشہ میری ہر بات ہر فیصلہ سر جھکائے مانا ہے مجھے کبھی شرمندہ نہیں ہونے دیا لوگ خام خواہ ہی بیٹے مانگتے ہیں۔۔۔ حالانکہ بیٹیاں زیادہ پیاری ہوتی ہیں میری دعا ہے کہ جتنی پیاری میری بیٹیاں ہیں ان سے زیادہ پیارے ان کے نصیب ہو۔۔۔ باباب اپ مجھے ایمو شنل کر رہے ہیں ایت روستم صاحب کے سینے سے لگتے بولی۔۔۔ روستم صاحب مسکرائے اور بولے بالکل نہیں اس لیے تو میں نے اپنی بیٹیوں کو کہیں دور رخصت نہیں کیا بس یہی میرے پاس رہی گی ہمیشہ۔۔۔ ان کی باتیں سنتے دونوں نم انکھوں سے مسکرادی۔۔۔۔

دارم اپنے کمرے سے نکلا تو سامنے وہاب کے کمرے کا کھلا دروازہ دیکھتے اس کی جانب بڑھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ کمرے میں داخل ہوتا کہ ریحانہ بیگم اگئی۔۔۔ دارم پیچھے ہٹتے واپس مڑنے لگا۔۔۔ کہ ریحانہ بیگم بولیں کہاں جارہے ہو چلو اندر

۔۔۔کہ دارم ایک نظر انہیں دیکھتے اندر داخل ہوا۔۔وہاب انہیں ایک ساتھ دیکھتے مسکرایا اور بولا اپ دونوں یہاں وہ بھی ایک ساتھ؟؟ہاں کیوں کوئی مسئلہ ریحانہ بیگم نے اگے بڑھتے اس سے پوچھا؟؟نہیں نہیں اپ چھوڑیں یہ اور بتائیں میں کیسا لگ رہا ہوں جو ابھی کپڑے بدلے کالی شیروانی پہنے اس کے بٹن بند کر رہا تھا۔۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت اچھے لگ رہے ہو۔۔۔ریحانہ بیگم نے اس کا ماتھا چومتے کہا اور پھر دارم کو دیکھتے بولی یہاں دارم۔۔۔دارم بھی انکے قریب ہوا تو ریحانہ بیگم نے ہاتھ میں پکڑے پیسے ان دونوں پر سے واریں اور بولیں اللہ میرے بیٹوں کو ہر بری نظر سے بچائے کہتے اگے بڑھتے ہیں انہوں نے دونوں کو ایک ساتھ گلے لگایا اور بولی اگر اج تم لوگوں کے بابا زندہ ہوتے تو بہت خوش ہوتے۔۔۔مورے وہ اب بھی ہمیں دیکھ کر خوش ہی ہو رہے ہو گے۔۔۔لیکن دارم لالا کو دیکھے انہیں لگتا ہے صرف یہی ہینڈسم ہیں اسی لیے تو انہوں نے میری تعریف نہیں کی ابھی تک وہاب نے دارم کو دیکھتے کہا۔۔بہت ہینڈسم لگ رہے ہو کہتے دارم نے اگے بڑھتے مسکراتے ہوئے اس کی شیروانی کے کھلے بٹن بند کرنے شروع کیے اور بولا آج سے زندگی کا نیا سفر شروع کرنے

جارہے اس لیے میری باتوں کو ہمیشہ یادرکھنا وہاب۔۔۔اج سے تمہارے ساتھ کسی اور کی زندگی بھی جڑنے والی ہے وہ تمہارے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کرائے گی اس کی قدر کرنا۔۔۔عزت کرنا۔۔۔کبھی کبھی ملنے اور ہمیشہ ساتھ رہنے میں بہت فرق ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی مس انڈرسٹینڈنگز کو کلیر کرنے کی کوشش کرنا۔۔۔کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی باتیں ہی بہت بڑے مسائل پیدا کر یتی ہیں۔۔۔محبت میں انا اور ضد کی گنجائش نہیں ہوتی پہلے پہل کر لینے سے کوئی چھوٹا نہیں ہوتا۔۔۔سمجھے۔۔۔دارم نے اس کی انکھوں میں دیکھتے پوچھا تو وہاب نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر ہنستے ہوئے بولا لالا اپ تو مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔۔دارم مسکرایا تو ریحانہ بیگم بولی وہاب دارم ڈرا نہیں سمجھا رہا ہے اور بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔تم جوایت سے ہر وقت مقابلے پر اتر آتے ہو اب سدھر جاؤ اگر غلطی ایت کی بھی ہوئی تو بھی تم ہی اسے مناؤ گے بس بات ختم۔۔۔یہ کیا بات ہوئی مورے وہاب نے منہ بناتے کہا تو دارم مسکرایا۔۔۔مجھے لگتا ہے کہ ایک بار اور غور و فکر کر ہی لینی چاہیے مجھے شادی کرنے پر۔۔وہاب نے اپنے بالوں میں برش پھرتے کہا تو دارم بولا نہیں اب کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اب وقت بچا

ہے تمہارے غور و فکر کرنے کا تیار ہو اور آ جاو نیچے۔۔۔اوکے اوکے اپ لوگ جائیں میں اتا ہوں۔۔۔۔

دارم شکر ہے تم نے چینج کر چکے ہو اب پلیز ذرا بچوں کو دیکھ لینا۔۔۔کمرے میں اتے دارم کو دیکھتے رامین نے کہا۔۔۔اوکے میری جان۔۔۔کہتے دارم بچوں کی طرف بڑھا بابا(دیھتو۔۔اتھا ہے نافوک)۔۔بابادیکھو اچھا ہے نافراک۔۔۔
جنت نے دارم کی طرف دونوں بازو اٹھاتے پوچھا جو سرخ رنگ کی باربی فراک میں ملبوس کندھوں تک اتے گھنگرالے براون بالوں میں سرخ ریبن باندھے سچ چھوٹی سی باربی لگ رہی تھی۔۔۔دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور بولا میری پرنسسز کی فراک بہت پیاری ہے بالکل پرنسسز کی طرح کہتے دارم نے اسکا گال چوما۔۔۔اور پھر دراب کو بیڈ سے اٹھایا جو شور مچاتے ہاتھ دارم کی طرف اٹھائے اسے بھی گود میں لینے کا کہہ رہا تھا۔۔۔دارم نے اسے اٹھاتے

اس کا بھی گال چوما اور بولا تم بھی بہت پیارے لگ رہے ہو لڈو۔۔۔جو کہ دارم کی بات کو تو نہ سمجھتے۔۔مگر اٹھانے پر نہال ہوتے کھلکھلایا تھا۔۔۔

بے بی داب ننت تم ریڈی ہو گئے۔۔۔کمرے میں آندھی طوفان کی طرح اتے روحان نے دراب کے پاس کھڑے ہوتے پوچھا۔۔۔دراب اسے دیکھتے مسکرایا کہ روحان نے اس کا گال چوما اور بولا پیلا بے بی۔۔۔اور پھر جنت کا گال چومتے بولا پرنسز ننت۔۔۔

کہ جنت بھی دراب کی طرح مسکرائی تو روحان اسکا ہاتھ پکڑتے بولا (تلو ننت نیتی دادو پات تلتے)۔۔چلو جنت نیچے دادو پاس چلتے۔۔۔کہ جنت مسکراتے ہوئے دارم کی گود سے اترتے بولی تلو۔۔۔چلو۔۔۔۔۔۔۔رکو بچوں۔۔۔دارم نے دراب کو بیڈ پر رکھتے روحان کو اپنے قریب کیا اور بولا۔۔۔روحان بیٹا اسے کس نہیں کرتے دوسروں کو ابھی اپ چھوٹے ہو نا ہائی ہو جائے گی جنت اور دراب کو۔۔۔اوکے۔۔۔اوتے کہتے روحان نے جنت کا ہاتھ پکڑا اور بولا تلو ننت۔۔۔بابا بائے کہتے جنت دروازے کی طرف بڑھی جبکہ دارم بولا جنت بابا پاس اؤ پھر بابا کے ساتھ نیچے جانا۔۔۔نو۔۔نو۔۔۔بابا نیچے جانا کہتے وہ بھاگتے

روحان کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔۔۔جبکہ رامین جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بال سکھارہی تھی دارم کو دیکھتے مسکراہٹ ضبط کرتے بولی درام دروازے کو مت گھورو چھوٹے بچے ہیں وہ۔۔۔ہاں پتہ ہے مجھے لاپرواہی سے کہتے دارم نے دراب کو اٹھایا۔۔۔افففف دارم کہتے رامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی صاف پتہ چلا رہا ہے کہ تم بیٹی کے باپ ہو۔۔۔کہ دارم بولا ہاں تو بچوں کو سمجھانا بھی تو چاہیے۔۔۔اور تم بھی خیال رکھا کرو۔۔۔ٹھیک ہے جناب میں اپ کی ساڑھے تین سالہ بیٹی کو سمجھانے کی کوشش کروں گی۔۔۔گڈ میں ذرا باہر تیاریاں دیکھ لو کہتے دارم کمرے سے نکلا۔۔جبکہ رامین جانتی تھی وہ تیاریاں نہیں جنت کو دیکھنے گیا ہے دارم جنت کو لے کر وہ بہت زیادہ پوزیسں possessive تھا وہ جنت کو شروع سے نہ ہی کوسی کو اٹھانے دیتا اور نہ ہی پیار کرنے۔۔۔

شہریار باہر اپ ہیں کیا غیر معمولی شور محسوس کرتے عشاء نے چینجنگ روم میں کھڑے ہلکا سا دروازہ کھول کر کمرے میں جھانکتے پوچھا۔۔۔جی میری جان میں

ہی ہوں باہر اجاؤ اندر کیا کر رہی ہو۔۔۔ شہر یار نے چینجنگ روم کے دروازے پر کھڑے ہوتے پوچھا۔۔ نہیں شہر یار میں باہر نہیں اسکتی عشاء اندر سے ہی بولی۔۔۔ کیوں بٹر فلائی اب کیا ہوا شہر یار نے کچھ فکر مند ہوتے کہا۔۔۔ بس نہیں نا اب میں دلہن بن کر ہی اپ کے سامنے اؤں گی اسے لیے اپ منہ دوسری طرف کریں مجھے ایت کے روم میں جانا ہے ریڈی ہونے عشاء اندر سے ہی بولی۔۔۔ کہ شہر یار بولا لو بھئی یہ کیا بات ہوئی بٹر فلائی بعد میں بھی تمہیں میں نے ہی دیکھنا ہے اور اب بھی میں ہی ہوں چلو شاباش باہر اجاؤ۔۔۔ شہر یار کبھی تو میری بات مان لیا کریں بس اپ جائیں ٹیرس پر۔۔۔ عشاء نے کچھ غصے سے کہا۔۔۔ تو بٹر فلائی کبھی ایسی بات بھی کر لیا کرو جو ماننے لائق ہو۔۔۔ شہر یار نے بھی دو بدو جواب دیا۔۔۔ کہ عشاء بولی ماننے لائک جیسے بہت مان لیتے ہیں باتیں میری۔۔۔ خیر چھوڑیں گے سب فلحال بحث نہیں کریں ٹائم نہیں ہے میرے پاس شہر یار پلیز نا۔۔۔ اور اگر اپ نہیں گئے تو میں نہیں کروں گی اپ سے شادی ادھر اندر ہی رہوں گی۔۔۔ ٹھیک ہے مت کرو جانم کہتے وہ سکون سے بیڈ پر پھیلاتے لیٹا تھا۔۔۔ شہر یار کتنے ڈھیٹ ہے ناپ جا رہے رہی میں کہتے عشاء نے

اچھی طرح خود کو چھپاتے اپنی کالی چادر سے چہرے پر بھی گھونگھٹ کیا اور چینجنگ روم سے نکلی۔۔۔ شہریار اسے دیکھتے دبے پاؤں اٹھا اور پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہنسا۔۔۔ کہ عشاء چیخی اور اس کے ہاتھ پر مارتے بولی بہت خراب ہیں اپ۔۔۔ کہ شہریار بولا یہ تو مجھے پہلے ہی پتہ ہے کچھ اور بتاؤ میری جان۔۔ شہریار چھوڑیں مجھے کہتے عشاء اب رو دینے کو تھی کہ شہریار نے اسے چھوڑتے چادر کے اوپر سے ہی اس کا گال زبردست انداز میں چوما اور بولا جاو بٹر فلائی اڑ لو۔۔۔ اخرانا تو تمہیں میری دسترس میں ہی ہے۔۔۔ جبکہ عشاء تو اس ازادی ملتے ہی کمرے سے بھاگ گئی۔۔۔

کیا ہوا مریم تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے زمان نے کمرے میں اتے مریم کو بیڈ پر لیٹے دیکھ کر پوچھا؟؟ جی میں ٹھیک ہوں زمان برات اگئی کیا مریم نے اٹھ کر بیٹھتے پوچھا۔۔۔ نہیں ابھی نہیں ائی جان لیکن تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔ مورے نے کچھ کہا زمان نے کچھ فکر مند ہوتے بیڈ پر اس کے قریب بیٹھتے

پوچھا۔۔۔ مریم ہلکا سا مسکرائی اور بولی نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ تو پھر اتنا خوبصورت تیار ہونے کے باوجود اتنا مرجھایا ہوا چہرہ کیوں ہے میری بیوی کا۔۔۔ زمان نے اس کے ماتھے پر لگے مانگ ٹیکے کو درست کرتے سوال کیا؟؟ زمان مجھے لگتا ہے کہ وہ۔۔۔ کہتے مریم کچھ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔۔۔ کیا ہوا مریم بولو بھی زمان اسکے انداز پر کچھ حیران ہوتے مسکرایا۔۔۔ کہ مریم بولی وہ مجھے لگتا ہے ہمارے روحان کا بھائی یا بہن انے والا ہے۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو زمان نے خوش ہوتے جوش سے قدرے اونچی اواز میں پوچھا۔۔۔ کہ مریم بولی مجھے لگ رہا ہے زمان ٹیسٹ تو کروایا ہے بس رپورٹ انے کا انتظار ہے اب۔۔۔ اوکے میری جان۔۔۔ بس اب تم احتیاط کرنا انشاءاللہ اچھی خبر ہو گی کہتے زمان نے اس کا ماتھا چوما۔۔ کہ مریم بولی

زمان۔۔۔ روحان کہاں ہے۔۔۔ ہو گا اپنے داب بے بی اور ننت کے پاس۔۔۔ کہ مریم اور زمان دونوں ہنسے۔۔۔ کیونکہ روحان یہاں اکیلا کمرے میں بور ہوتا جاتا اس لیے وہ زیادہ تر جنت اور دراب کے پاس انکے کمرے میں ہی پایا جاتا۔۔۔

ڈارک ڈیپ ریڈ کلر کی پاؤں کو چھوتی میکسی پہنے بالوں کو کرلز کیے ہلکے سے میک اپ اور ریڈ لپسٹک میں بڑے بڑے جھمکے پہنے جنت کا ہاتھ تھامے سنبھل سنبھل کر چل کراتی رامین دارم کے دل کی دنیا میں حشر برپا کر رہی تھی۔۔۔ سامنے اپنے کمرے سے نکلتے دارم پر نظر پڑتے بے اختیار رامین کی نظریں جھکی تھی اور چہرہ مزید کچھ گلال ہوا جس کی نظر بڑی دل جمی سے رامین کا طواف کر رہی تھی۔۔۔ پیچھے ہٹو۔۔۔ رامین نے کمرے کے دروازے میں کھڑے دارم کو دیکھتے کہا۔۔۔ کہ دارم نے ہوش میں اتے مسکراتے ہوئے راستہ چھوڑا۔۔۔ رامین جو جنت کو فراک کے نیچے سے ہائینیک پہنانے لائی تھی باہر سردی بڑھتی دیکھ کر اب دارم کی نظروں سے کنفیوز ہوتے الماری میں ہائینیک ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ جنت کو ہائینیک پہناتے اس کے بال درست کرتے رامین نے اسے زمین پر کھڑا کیا تو جنت ماما جاو کہتے بھاگتے ہو کمرے سے نکل گئی۔۔۔ اپا جوان ساتھ ائی تھی جنت کے پیچھے گئی کہ رامین نے پیچھے سے اواز لگائی خیال

رکھیے گا اپا۔۔۔ کہ پھر رامین نے رخ موڑے دارم کو دیکھا جو سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا اسے ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ رامین بولی چلو نیچے نہیں جانا بارات اتی ہو گی۔۔۔ کہ دارم نے بنا کچھ بولے اپنے قدم رامین کی طرف بڑھائے۔۔۔ اور رامین نے کچھ گھبراتے قدم پیچھے لینے شروع کیے اخر وہ دیوار کے ساتھ لگ گئی اور دارم اس تک پہنچ ایا۔۔۔ دارم مزید رامین کے قریب ہوتے اس پر جھکا۔۔۔ کہ رامین اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر پڑتی محسوس کرتے بے حد مدہم اواز میں کچھ اٹکتے بولی ہمیں دیر ہو رہی ہے دارم۔۔۔ تو ہو جانے دو دارم نے سرگوشی نما انداز میں اس کے کان کے قریب جھکتے کہا اور بولا۔۔۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ اور پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ رامین کے دل کی دھڑکنیں مزید رفتار پکڑ رہی تھی اسکے بہکے بہکے انداز پر۔۔۔ کہ بولی دارم پلیز بچے۔۔۔ کہتے رامین نے اپنے کپکپاتے ہاتھ دارم کے سینے پر رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ اپا ہے بچوں کے پاس کہتے دارم نے اسکے سجے سرخ ہونٹوں کو بخشتے اٹھی ہوئی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔۔

کہ رامین بولی دارم۔۔۔بولو جان من۔۔۔دارم۔۔۔رامین نے بمشکل نظر اٹھا کر اسکی انکھوں میں دیکھا۔۔۔کہ دارم نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پہ ائے بالوں کی گھنگرالی لٹک کو اپنے ہونٹوں سے پیچھے کیا۔۔۔دارم کا نرم لمس جا بجا اپنے چہرے پر بکھرتا محسوس کرتے باہر سے ڈھول پٹاخوں کی اواز سنتے رامین ہمت کرتے بولی دارم شاید بارات اگئی۔۔۔کہ دارم گہرا سانس بھرتے رامین سے دور ہوا۔۔۔تو رامین کو سانس انا شروع ہوئی۔۔۔دارم اسے گھبرایا ہوا نظریں چراتا دیکھ کر بولا چلو میرے بچوں کی اماں۔۔۔تم بہادر نہیں ہو سکتی۔۔۔جبکہ رامین تو بغیر اس سے نظریں ملائے اور بحث کیے کمرے سے نکل گئی۔۔۔کیونکہ وہ سچ کہہ رہا تھا یہاں رامین چاہ کر بھی اس سے جیت نہیں پاتی تھی۔۔۔

بارات اگئی تھی۔۔۔وہاب اور سفیان نے خوب ڈانس کیا۔۔۔بارات کا ویلکم بڑے شاندار انداز میں کیا گیا ہے۔۔۔خواتین بھی ایک دوسرے سے ملتے اندرا

چکی تھی۔۔۔سب سے پہلے سفیان اور ملیحہ کا نکاح ہونا تھا۔۔۔پھر ہی سب جوڑوں کو ساتھ بٹھایا جانا اور باقی رسمیں وغیرہ ہونی تھی۔۔۔

نکاح کی رسم شروع کی گئی۔۔۔ملیحہ اور سفیان نے ایک دوسرے کو قبول کرتے خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔

البتہ ملیحہ کافی دیر تک زمان کے سینے سے لگے روتی رہی۔۔۔پھر ہر طرف نکاح مبارک کا شور گونجا۔۔۔چلو ملیحہ باہر چلے مریم نے روم میں اتے ملیحہ سے کہا۔۔۔ابھی۔۔بھابھی ملیحہ نے اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پاتے گھبرا کر پوچھا۔۔۔جی ابھی مریم نے مسکراتے کہا اور وہ بولی۔۔۔کیوں اور انتظار کروا رہی ہو بیچارے سفیان کو کب سے انتظار کر رہا ہے۔۔۔

کرتا رہنے دیں انتظار اپ اسے پہلے ایت یا عشاء میں سے کسی کو باہر لے جائے مجھے نہیں جانا۔۔۔ملیحہ نے بیڈ پر بیٹھ کے گہرا سانس بھرتے کہا۔۔کہ مریم کھلکھلا کر ہنسی اور بولی ٹھیک ہے دیکھتے ہیں تب تک بچتی ہو۔۔۔کہ اتنے میں سائمہ بیگم کے ساتھ رامین کمرے میں اتے بولی چلو لڑکیو باہر نہیں چلنا کیا تم سب کے دلہے میاں تم لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں؟؟ چلو ملیحہ چلیں۔۔ملیحہ نے

ایک نظر رامین کو دیکھا اور بولی یار اپی اپ سب لوگ مجھے ہی کیوں کہہ رہے ہیں پہلے باہر جانے کو۔۔۔عشاء یا ایت وہ کو لے کر جائیں۔۔۔رامین اور سائمہ بیگم بھی مریم کی طرح ہنسی کہ ایت بولی۔۔۔بس یہی کانفیڈنس ہے ہماری یونیورسٹی کی ٹاپر میں چھوڑیں اسے۔۔۔ائیں باہر چلتے ہیں۔۔کہتے ایت خود ہی دروازے کی طرف بڑی کہ رامین نے بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور بولی رکو لڑکی ہمارے ساتھ چلو۔۔۔کہ اتنے میں وہاب نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔۔۔سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا جو بلیک شیروانی اور سر پر دستار پہنے بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا کہ وہاب تو یک ٹک مہویت سے ایت کو ہی دیکھتا رہ گیا جو ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں بھاری بھر کم جولری پہنے میک اپ کیے دلہن کے روپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔ایک دوپٹہ سر پر نفاست سے سجا ہوا تھا اور بلیک ویلوٹ کی کام والی بھاری شال کندھے پر جھول رہی تھی۔۔۔وہاب کو مجسمہ بنا کھڑا دیکھ کر مریم ہنستے ہوئے بولی وہاب کوئی کام ہے۔۔۔جی بھابھی وہ میں۔۔۔میں۔۔۔جو کہنے وہ ایا تھا یکدم دماغ سے نکلا تھا۔۔۔وہ۔۔میں ایت کو لینے ایا تھا۔۔۔کہ رامین بولی تم چلو ہم لے کراتے ہیں تمہاری دلہن کو۔۔۔جب کے ایت نے ایک نظر وہاب

کو گھورا جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر سب کی نظریں خود پر تو کبھی وہاب پر محسوس کرتے چہرہ گلال ہوا اور نظریں جھکا گئی۔۔۔

نہیں بھابھی ہم نے اینٹری ایک ساتھ کرنی ہے کہتے وہاب نے آگے بڑھتے ایت کا ہاتھ تھاما۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی بیٹا ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے داجی کیا سوچیں گے۔۔۔ کچھ نہیں کہتے داجی مورے ہم ایک ساتھ ہی اینٹری کریں گے کہتے ایت وہاب کے ساتھ کمرے سے نکل گئی کہ رامین سائمہ بیگم کو پریشان دیکھ کے بولی مورے فکر نہ کریں داجی ان دونوں کو تو کچھ نہیں کہے گے آخر لاڈلے جو ہوئے ان کے تو سائمہ بیگم بھی مسکرا دی۔۔۔اور پھر چند ہی لمحوں بعد ہر سپاٹ لائٹ وہاب اور ایت پر تھی۔۔۔ کہ گانے کے بول گونجنے شروع ہوئے۔۔

سیاں دل میں انارے اکے پھر نہ جانا رے۔۔۔

چاندنی رات ہو گئی تاروں کی بارات ہو گی۔۔۔

پہلے پہلے پیار کی پہلی پہلی بات ہو گی۔۔۔

خوشی خوشی گائیں گے ہم بھی۔۔۔

تھوڑی تھوڑی چھیڑ ہو گی۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھوڑا تھوڑا پیار ہو گا۔۔۔

گزرے پانچ سالوں کا ہر لمحہ انکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔

کبھی اقرار ہو گا کبھی انکار ہو گا۔۔۔

کبھی اقرار ہو گا کبھی انکار ہو گا۔۔۔

تیرا منانا میرا روٹھ جانا رے۔۔۔۔

سیاں دل میں انارے اکے پھر فرنہ جانا رے۔۔

اکے تیرے فرنہ جانا رے۔۔۔

راجہ بن کے انارے موہے لے کے جانا رے۔۔۔

موہے لے کے جانا رے۔۔۔

قدم قدم ایک دوسرے کے ساتھ چل کراتے وہ سج رہے تھے۔۔۔بے شمار پھول اور پیسے ان پر پھینکے گئے کہ سٹیج کے پاس رکتے وہاب نے سٹیج پر چڑھتے اپنا ہاتھ ایت کے سامنے پھیلایا۔۔

تم میرے پاس ہو گے۔۔۔

غم بڑی دور ہو گا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کہتا ہے جیا میرا ہو گا ضرور ہو گا۔۔۔

لا نا رے لا نا تشریف لا نا رے۔۔۔

سیاں دل میں انا رے۔۔۔

اکے پھر نہ جانا رے۔۔۔۔

جسے تھامتے مسکراتے ہوئے ایت نے اپنا لہنگا سنبھالتے سٹیج پر قدم رکھا۔۔

تالیوں کا شور ہر طرف گونجا۔۔۔اور وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھ گئے۔۔۔اب اگلے جوڑے کی باری تھی کہ رامین نے دارم کو کال ملائی اور بولی۔۔۔شہریار سے بھی پوچھ لو اسے کیسے انٹری کرنی ہے۔۔۔دارم نے شہریار کے پاس سٹیج پر چڑھتے پوچھا جناب اپ کو بھی ایسے ہی اینٹری کرنی ہے یا اپ کی دلہن کو لے ائے نیچے۔۔۔کیوں بھئی تم لوگ کیوں لاو گے اسے۔۔۔میری بیوی ہے خود ہی آجائے گی۔۔۔کہتے شہریار نے عشاء کو کال ملائی۔۔۔اور بولا بٹر فلائی ذرا باہر او مجھے کچھ کام ہے۔۔۔شہریار ابھی کیا کام ہے اپکو۔۔۔عشاء نے کچھ دھڑکتے دل کے ساتھ فون اٹھاتے پوچھا۔۔۔کہ شہریار بولا او تو نیچے پھر بتاتا ہو۔۔۔جلدی اجاو کہتے وہ فون کاٹ گیا۔۔۔یا اللہ اب کیا ہو گیا شہریار کو کہتے عشاء بولی مورے

اپ لوگ پہلے ملیحہ کو باہر لے جائے میں ذرا شہریار کے بات سن اؤں۔۔۔بنا سوچے سمجھے تیزی سے اپنا لہنگا سنبھالتے وہ کمرے سے نکلی۔۔۔کہ پیچھے وہ چاروں عشاء کی نہ سمجھی پر ہنسی۔۔۔شہریار اچھے سے جانتا تھا اگر وہ عشاء کو یوں ہی نیچے انے کو کہتا تو وہ کبھی نہیں آتی۔۔۔اور عشاء کو باتوں میں الجھا کر اپنی بات منوانا شہریار کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔۔وہ چار پانچ سیڑھیاں ہی اتری تھی کہ ہر طرف سے لائٹس اف ہوئی۔۔۔اور عشاء نے فورا شہریار کو پکارا۔۔۔ نیچے کھڑا وہ مسکرایا کہ اچانک لائٹ ان ہوتے سپاٹ لائٹ عشاء پر ٹھہری۔۔۔ کہ وہ کچھ گھبرائی۔۔۔

اور پھر ہر طرف گانے کے بول گونجنے لگے۔۔۔

سڈا عشقہ۔۔۔یہ عشقہ۔۔۔یہ عشقہ۔۔۔یہ عقشہ۔۔۔

کہتے ہیں اس خدا سے جو مانگو وہ ملتا ہے۔۔۔

تیری بھی سنے گا وہ خدا۔۔۔

عشقہ کا یہ رشتہ ہے جو تیرے اور میرے دل کا۔۔۔

دکھتا اس رشتے میں جہاں۔۔۔

اس سے رشتے کو ساتھ میں مل کر۔۔۔

ہم کو نبھانا پڑے گا۔۔۔

بھول کے ساری دنیا تم کو بھاگ کے انا پڑے گا۔۔

ریڈ میرون لہنگے میں بھاری جولری میک اپ اور سرخ لپسٹک میں اپنا بھاری بھر کم لہنگا اٹھاتے سنبھل سنبھل کر سیڑھیاں اترتے وہ گھبرائی سی اسمان سے اتری کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی۔۔۔ شہریار نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور بولا ہائے جان۔۔۔ کیا اب جان لینے کا ارادہ ہے۔۔۔۔

لال جوڑا پہننے انا۔۔۔

ہاتھ مہندی والے لانا۔۔۔

ریچر ائیں گے سنگ مل کے۔۔۔

سات کنگن لے کے انا۔۔۔

تھوڑے بندھن لے کے انا۔۔۔

نبھائیں گے سنگ مل کے۔۔۔

Zubi Novels Zone

گانا ختم ہو چکا تھا ایک دفعہ پھر ہر طرف خاموشی چھائی اور اگلے ہی پل سپاٹ لائٹ ان ہوتے شہریار پر پڑی جو کریم کلر کی شیروانی اور دستار پہنے عشاء کے ساتھ ساتھ جانے اور کتنی لڑکیوں کا دل دھڑکا رہا تھا۔۔۔شہریار پر پڑتے عشاء کی سانس میں سانس ائی اور وہ یکدم مسکرائی۔۔۔اسکے انداز پر ہال میں تالیاں اور طرح طرح کے جملے گونجنے شروع ہوئے اور اگلا گانا شروع ہو گیا۔۔۔

شہریار نے دو قدم آگے بڑھتے مسکراتے ہوئے عشاء کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے شرم سے نظریں جھکائے اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔

اووو پیا تیرے نینوں پہ ہارے۔۔۔

ہم تیرے ہوئے سارے کے سارے۔۔۔

اووو پیا ذرا دیکھ نظر بھر کے۔۔۔

اووو پیا تیرے صدقے سب وارے۔۔۔

اووو پیا تیری باتوں پہ ہارے۔۔۔

ہم ہوئے تیرے سارے کے سارے۔۔۔

ان کے سٹیج کے قریب پہنچتے ہی ساری لائٹس ان ہو گی۔۔۔ شہریار نے اپنی جیب سے پیسوں کی کٹیاں نکالتے عشاء کے سر پر سے وارتے اوپر اچھالی۔۔۔

ایک بار پھر تالیوں کا شور اٹھا۔۔۔۔

اووو پیا تیری لگن لگی کیسی۔۔۔

اووو پیا تیرے صدقے سب وارے۔۔۔

اووو پیا ہم ہارے۔۔۔

ہوئے تیرے سارے کے سارے۔۔۔

عشاء نے نظر اٹھا کر مسکراتے ہوئے نم آنکھوں سے شہریار کو دیکھا۔۔۔ کہاں یقین آ رہا تھا اسے اپنی قسمت پر کہ یہ بادشاہوں سی آن بان رکھنے والا شخص اس کا نصیب تھا۔۔۔ ایک وہ دن تھا جب اس حویلی میں اسے ونی کر کے لایا گیا تھا۔۔۔ اور ایک آج کا دن تھا وہاں کھڑے ساری دنیا کے سامنے اس دلہن کے سر پر سے پیسے وارتے اسکی نظر اتاری جا رہی تھی اور یہ سب اس ایک شخص کی بدولت تھا۔۔۔

شہریار نے عشاء کے قریب ہوتے ہلکا سا جھکاؤ اس کی طرف دیتے اسکی نم انکھوں کو ٹیشو کی مدد سے صاف کیا اور مسکراتے ہوئے بولا بٹر فلائی ابھی میک اپ خراب مت کرو۔۔۔ابھی تو میں نے ٹھیک سے دیکھ کر تعریف بھی نہیں کی۔۔۔عشاء سر جھکاتے بے اختیار ہنسی تھی۔۔۔کہ رامین ان کی طرف بڑھتے بولی شہری باقی باتیں اپنے کمرے میں جا کے کر لینا پلیز اوپر بیٹھ جاو دونوں۔۔۔یا اللہ ایک تو اس محترمہ کو سکون نہیں ہے شہریار رامین کو دیکھتے عشاء کا ہاتھ تھامتے سٹیج پر بیٹھتے بولا۔۔۔

وہ سب باتوں میں مگن ہوئے کہ سفیان نے وہاب کو گھورا۔۔۔سب ہلکا ہلکا مسکرا رہے تھے سب کو سفیان کی بے چینی صاف نظر آرہی تھی۔۔۔یہاں تک کہ سفیان کی امی ابو اور سفیان کی بہن اور بہنوئی بھی مسکراتے اس شرارت میں لڑکی والوں کا ساتھ دے رہے تھے۔۔۔کہ وہاب ایت کے پاس سے اٹھتا سفیان کے قریب بیٹھا اور بولا مانا میں اچھا لگ رہا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مجھے اب یوں گھور گھور کر نظر لگاؤ۔۔۔شٹ اپ سفیان نے چبا چبا کر چہرے پر بمشکل مسکراہٹ سجائے کہا۔۔کہ وہاب ہنسا اور اسے چڑھاتے بولا کیا ہوا۔۔۔اج

تمہاری شادی ہے تمہیں خوش ہونا چاہیے۔۔۔ کہ سفیان اسے گھورتے بولا بھئی نکاح پڑواکے تم لوگوں نے لڑکی چھپالی ہے۔۔۔ لاو میری بیوی میرے حوالے کروتاکہ میں جاؤں اسے لے کر۔۔۔ کہ وہاب قہقہہ لگاتے ہنسااور اونچی اواز لگاتے بولا۔۔۔ میری پیاری بھابیوں دولہے میاں اپنی بیگم کے لیے بہت اتاولے ہورہے ہیں۔۔۔ تو میری اپ سے گزارش ہے کہ ان کی نئ نویلی دلہن کولے ائیں۔۔۔ سفیان نے وہاب کو گھورا۔۔۔ کہ سٹیج کے اس پاس کھڑے لوگ بھی ہنسنے لگے سفیان کا چہرہ سرخ ہوا۔۔۔ کہ مریم بولی سفیان بھائی ہم تو کب سے اپ کی زوجہ محترمہ کو کہہ رہے نیچے چلو مگر کہ رامین بولی وہ نیچے انہیں رہی۔۔۔ سفیان مسکرایا تھا۔۔۔ کہ طیبہ بیگم بولی میں دیکھتی ہوں بیٹا تم پریشان مت ہو کہ زمان بولا مورے میں بھی چلتا ہوں اپ کے ساتھ۔۔۔ وہ کمرے میں پہنچے تو دیکھا ملیحہ بے چینی میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔ کہ طیبہ بیگم نے اسکے قریب جاتے اس کے سر پر پیار دیا اور بولی کیا ہوا ملیحہ کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو۔۔۔ پتہ نہیں مورے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ طیبہ بیگم مسکرائی اور بولی ہر لڑکی کا یہی حال ہوتا ہے پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اللہ جنت نصیب کرے۔۔۔جب تمہارے بابا ائے تھے مجھے بیانے۔۔۔ میرا تو بی پی ہی لو ہو گیا ہاتھ پاؤں الگ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔۔طیبہ بیگم کی باتیں سنتے ملیحہ مسکرائی۔۔۔کہ زمان بولا جب تک تم نہیں چاہو گی ہم باہر نہیں جائیں گے۔۔۔اور بتاو کھانا کھایا تم نے؟؟؟جی لالا کہتے ملیحہ ائینے کی طرف بڑھی اور پھر خود کو دیکھنے کے بعد ایک لمبا سانس بھرتے بولے چلے۔۔لالا۔۔۔زمان نے مسکراتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ پکڑا تو دوسرا طیبہ بیگم نے۔۔۔اور وہ کمرے سے نکلے۔۔۔۔

ہال کی لائٹس ایک بار پھر مدھم کر دی گئی تھی۔۔۔

ہر کسی کی نظریں دلہن کی طرف اٹھی اور ساتھ گانے کے بول ہر طرف گونجنے شروع ہوئے۔۔۔

کیا بتاؤں میں تجھے۔۔۔

تو ہے جو ملا مجھے۔۔۔

ہو گئی ہے امدہ۔۔۔

اتنے نصیب سے۔۔۔

دیکھا ہے قریب سے۔۔۔

نور دیاں ہوئیاں بارشاں۔۔۔

ہو ہو ہو۔۔۔

سج کے جوائے تواکھیوں کے سامنے۔۔۔

نظراں لگے نہ میریاں۔۔۔

اووو میرے مائی جنا سونا۔۔۔

نہ کوئی ہو یا نہ کوئی ہونا۔۔۔

جے میں پیتل تے او سونا باخدا۔۔۔ 2×

ملیحہ کا لہنگا ایت اور عشاء سے مختلف تھا۔۔۔ان دونوں کے لہنگے کے ساتھ چھوٹی کرتی تھی۔۔۔ جبکہ ملیحہ کے لہنگے کی قمیض لمبی تھی اور لہنگہ تھا بھی ٹیل والا جس کا رنگ گہرا میرون اور گولڈن تھا اور یہ وہی لہنگا تھا جو سفیان نے اس کے لیے پسند کیا تھا۔۔۔ سر پر دوپٹہ سجائے دوسرا دوپٹہ بازو پر رکھے۔۔۔ بھاری جولری اور میک اپ میں۔۔۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

دھڑکتے دل کے ساتھ قدم قدم چلتے وہ سفیان کا دل بھی دھڑکا رہی تھی۔۔۔

اپنے قریب اتی ملیحہ کو دیکھتے سفیان کو احساس ہوا کہ اس نے اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی شاید زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔۔۔ملیحا نے بھی ایک نظر سفیان کو دیکھا وہ آج بے حد اچھا لگا رہا تھا بلیک شیر وانی میں۔۔۔ہینڈ سم تو وہ تھا اور بہت سی لڑکیوں کا کرش بھی۔۔۔اکثر ان کے منہ سے ملیحہ سفیان کی تعریفیں سنتی رہتی۔۔۔کچھ لڑکیاں تو اس کی ویڈیو بھی بنالیتی کیونکہ اس کی ڈریسنگ سنس کمال کی تھی۔۔۔لیکن ملیحہ کو پہلے کبھی بھی یوں محسوس نہیں ہوا تھا اور نہ ہی وہ کبھی اتنا اچھا لگا تھا۔۔ جتنا آج لگ رہا تھا۔۔۔

سٹیج کے پاس پہنچتے وہ رکی تو سفیان نے اپنا ہاتھ ملیحہ کے اگے پھیلا یا زمان نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑا ملیحہ کا سجا ہوا کپکپا تا ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔۔۔

تیرا ملنا ہی میری چاند رات ہو گی۔۔۔
عشق والے راستوں پر اپنی بات ہو گی۔۔۔
امبر میں تاروں کی بارات ہو گی۔۔۔
ڈھونڈے گی یہ دنیا پر تو۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میرے ساتھ ہو گی۔۔۔

باقی سارے سال وے رہنا تیرے نال وے۔۔۔

خواہشاں نے چنا میریاں۔۔۔

او میرے مائی جنا سونا۔۔۔

نہ کوئی ہویا نہ کوئی ہونا۔۔۔

جے میں پیتل تے اہ سونا باخدا۔۔۔ 2×

ملیحہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا مگر اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے واپس انکھیں جھکا گئی۔۔۔ سفیان مسکرایا تھا ہر طرف سے پھول ان پر پھینکے جا رہے تھے ایک ساتھ کھڑے وہ سج رہے تھے۔۔۔ کہ پھر کچھ ہی دیر میں رسمیں شروع کی گئی اور ہر جوڑے کا علیحدہ فوٹو شوٹ ہوا۔۔۔ اور ساتھ ہی کھانا کھول دیا گیا۔۔۔ سب ساتھ بیٹھے مسکراتے باتیں کر رہے تھے ہنسی مزاک چھیڑ چھاڑ خوب ہلا گلا جاری تھا۔۔۔ پھر کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا۔۔۔ سب سے باری باری ملتے ملیحہ خوب روئی۔۔ کہ سیال خان ملیحہ کے سر پر پیار دیتے سفیان سے بولے۔۔۔ ہماری بچی کو خوش رکھنا اسے کوئی تکلیف مت دینا۔۔۔ بہت نازوں

سے پالا تھا اس کے باپ نے۔۔۔اور اپنی بچی کی انکھوں سے گرے انسوؤں کا بدلہ ہم تمہاری جان سے لیں گے۔۔۔کہ سفیان مسکرایا تھا اور بولا مجھے منظور ہے داجی میں ایسی نوبت نہیں انے دوں گا۔۔۔کہ سفیان کے ابو اگے بڑھ کر سیال خان سے ملتے بولے فکر نہ سیال صاحب ہم بھی بیٹی والے ہیں اور اب اجازت دیں۔۔۔پھر گاڑیاں ایک کے بعد ایک گیٹ عبور کرتی گئی۔۔۔

ایت یار تم کیوں اتنا رو رہی ہو۔۔۔تم تھوڑی نہ رخصت ہو کر کہیں جا رہی ہو وہاب نے اسے روتا دیکھ کر کہا۔۔۔

کہ ایت سوں سوں کرتے بولی جا تو رہی ہو۔۔۔اپنے کمرے سے تمہارے کمرے میں اور مجھے پتا ہے اس کے بعد تم مجھے اسلام اباد بھی لے جاؤ گے۔۔۔یا اللہ ایت ٹھیک ہے میں تمہارے کمرے میں شفٹ ہو جاتا ہوں اور مت جانا میرے ساتھ اسلام اباد میں پہلے بھی اکیلا ہی رہتا تھا نا۔۔۔اب بھی رہ لوں گا۔۔۔کہ ایت اسے غصے سے گھورتے بولی ہاں تم تو چاہتے ہی یہی ہو کہ میں یہاں

حویلی میں رہوں اور تم باہر اپنی منمانیاں کرتے پھر و اور۔۔۔اس سے پہلے ایت
کچھ کہتی سکینہ بی بی بولی بس کر و تم دونوں کیا سوچیں گے لوگ دلہا دلہن لڑ رہی
ہیں۔۔۔ہم تو نہیں لڑ رہے دونوں ایک ساتھ بولے تو ریحانہ بیگم ہنسی اور بولی یہ
باتیں ہی ایسے کرتے ہیں اماں سائیں اب چھوڑیں انہیں۔۔۔کہ وہاب بولا میں
زرا اپنے دوستوں کو ملاؤں کہتے وہ باہر نکل گیا۔۔۔کہ ریحانہ بیگم بولی ایت بیٹا اج
وہاب کے کمرے میں چلی جاو۔۔۔کل سے وہاب تمہارے روم میں شفٹ ہو
جائے گا اوکے اور مریم جاؤ ایت کو وہاب کے روم میں چھوڑ او۔۔۔اوکے تائی امی
میں خود ہی چلی جاتی ہوں بھابھی اپ ریسٹ کریں تھکی ہوئی لگ رہی ہیں۔۔۔
کہتے ایت ارام سکون سے اپنا بھاری لہنگہ اٹھاتے وہاب کے کمرے کی طرف
بڑھی۔۔۔جبکہ باقی سب اسکے انداز پر ہنسی۔۔۔کہ پاس کھڑی سائمہ بیگم
بولی۔۔۔عشاء بیٹا تم بھی اپنے کمرے میں جاو تھک گئی ہو گی۔۔۔یہ لڑکے تو اپنے
دوستوں کو سی اف کر کے ہی ائے گے۔۔۔جی مورے کہتے عشاء کے ساتھ
ساتھ کبھی سب نے بھی اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا۔۔۔

بچوں کو چینج کراتے اپا سلا چکی تھی۔۔۔روم میں قدم رکھتے ہی رامین حیران ہوئی۔۔۔ان کا کمرہ بھی پھولوں سے سجا ہوا تھا ہر طرف پھول ہی پھول اور کینڈلز تھی۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے اگے بڑھی کہ دارم نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے بولا کیسا لگا روم جان من؟؟ روم تو بہت اچھا لگ رہا ہے لیکن یہ سب۔۔۔رامین نے کچھ ہچکچاتے کہا۔۔۔کہ دارم بولا۔۔۔یاد ہے جب تم رخصت ہو کر اس روم میں ائی تھی تب بھی یوں ہی یہ کمرہ سجا ہوا تھا مگر تم مجھ سے ناراض تھی۔۔۔دارم نے کہا تو رامین رخ موڑے اس کی طرف دیکھتے بولی جو حرکت تم نے کی تھی کیا اس کے بعد میرا ناراض ہونا نہیں بنتا تھا۔۔۔

اہہہ بھئی نکاح کیا تھا میں نے۔۔۔اور شادی کے بعد تو بچے ہو ہی جاتے ہیں۔۔۔اور جنت کو اپنی جائز اولاد ثابت کیا تھا غلط تو کچھ نہیں تھا ویسے اس سب میں۔۔۔۔کہتے دارم نے مسکراتے ہوئے اگے بڑھتے اپنی شیروانی کے بٹن

کھولتے اتار کر صوفے کی پشت پر رکھا۔۔۔کہ رامین نے منہ کھولے اسے حیرانی سے دیکھا اور پھر بیڈ سے تکیہ اٹھاتے زور سے دارم کو مارا۔۔۔دارم نے ہنستے ہوئے رخ موڑا اور بولا اہہ من کر رہی ہو لگ رہی ہے مجھے۔۔۔

ماروں گی تو لگے گی نا۔۔۔کہتے رامین نے دوبارہ اسے تکیہ مارا۔۔۔تو دارم نے اسکے ہاتھ سے تکیہ پکڑتے بیڈ پر پھینکا اور اسے اپنی طرف کھینچتے حصار میں لیا۔۔۔کہ رامین غصے سے بولی چھوڑو مجھے چینج کرنا ہے۔۔۔بالکل نہیں اس رات بھی محترمہ اپ میرے انے سے پہلے ہی چینج کر چکی تھی میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیرتے۔۔۔تو اور کیا کرتی میں رامین نے غصے سے منہ بناتے کہا۔۔۔تمہیں اچھی بیویوں کی طرح دلہن بنے بیڈ پر بیٹھ کر میرے انے کا انتظار کرنا چاہیے تھا

مسکرا کر کہتے دارم نے اس کا دل جلایا کہ رامین اس سے دور ہوتے بولی دارم تمہیں پتا ہے کہ تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔۔۔جس کے نتیجے میں دوسری دفعہ بھی تمھاری رات برباد ہو سکتی ہے۔۔۔رامین کی وارنگی پر دارم ہنسا اور ایک بار پھر فاصلہ ختم کرتے اس کے قریب ہوتے بولا۔۔۔نہہ میری جان اج رات یہ ظلم

مت کرنا۔۔۔ کہ رامین بولی تو اور کیا کروں میں اتنے اچھے موسم اور اس خوبصورت سجے کمرے میں جیسے تم باتیں کر رہے ہو نا اس سے پہلے رامین اپنا جملہ مکمل کرتی دارم اس کے ہونٹوں پر جھکتے بہت محبت اور نرمی سے چھوتے پیچھے ہوتے بولا سوری جان من۔۔۔ لیکن تم غصے میں اور بھی زیادہ خوبصورت لگتی ہو۔۔۔دارم مجھے چینج کرنا ہے کہتے وہ بھاگتے ہوئے اندر بند ہوئی۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی عشاء پر پھولوں کی بارش ہوئی تو وہ کھلکھلائی اور نظر سامنے کھڑے شہریار پر پڑی۔۔۔وہ بھی مسکرایا قدم قدم چل کے ایک دوسرے کے پاس اتے اب وہ بلکل ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ کہ عشاء مسکراتے ہوئے بولی اپ اتنی جلدی روم میں اگئے اور چینج بھی کر لیا۔۔۔ہاں بڑ فلائی کیونکہ مجھے تمہاری فکر ہو رہی تھی کہ کہیں تم صوفے کے پیچھے چھپ نہ جاؤ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑتے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ کہ عشاء مسکرائی اور بولی جی نہیں میں اب ایسا کچھ نہیں کرتی۔۔۔ میں تو

بیڈ پر بیٹھ کر اپ کا انتظار کرتی۔۔۔ لیکن اپ اتنی جلدی کیسے اگئے۔۔۔ اخر میں اس نے سوال کیا؟؟ کہ شہریار بولا کیونکہ مجھے باہر کوئی کام نہیں ہے تھا مہمان مجھے خاصے پسند نہیں اور دوست میرا ایک تھا۔۔۔ اور ولید بہت سمجھدار ہے جلدی چلا گیا۔۔۔

لیکن تم نے بہت دیر کر دی انے میں کب سے میں تمھارا انتظار کر رہا ہو۔۔۔ اچھا کہتے عشاء بولی شہریار اب اپ مجھے بیٹھنے دیں اور اسکے حصار سے نکلتے بیڈ پر پھولوں کے درمیان اپنا لہنگہ بچھاتے بیٹھی۔۔۔ شہریار بھی مسکراتا ہوا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے بولا اب بڑ فلائی۔۔۔ اب اپ میرے اپنی تعریف کریں گے عشاء نے منہ بناتے کہا تو شہریار سر پیچھے پھینکے ہنستے ہوئے بولا اس کے لیے تو مجھے تمہارے تھوڑا اور پاس انے پڑے گا۔۔۔ اور پھر عشاء کے قریب ہوتے ایک ایک نقش کو بے غور دیکھتے وہ بھٹکا تھا۔۔۔ شہریار کی اپنے چہرے پر طواف کرتی نظریں محسوس کرتے عشاء کچھ کنفیوز ہوتے بولی یوں مت دیکھیں ورنہ اپکو پیار ہو جائے گا۔۔۔ شہریار کا تسلسل ٹوٹا اور مسکراتے ہوئے بولا ہائے میری جان پیار تو تمہیں پہلی بار دیکھتے ہی ہو گیا تھا۔۔۔ اور رہی بات اج کی تعریف کی تو باقی سب ٹھیک

ہے بٹر فلائی مگر تمہاری یہ نوز پن مجھے اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔کیوں باقی سب تو کہہ رہے تھے اچھی لگ رہی ہے عشاء نے اسے اپنی نوز پن کھولتے دیکھ کر کہا۔۔۔کہ شہریار بولا ہاں ویسے تو اچھی ہے لیکن اسکے موتی بار بار تمہارے ہونٹوں کو چھو رہے ہیں جن کا ان موتیوں کو کوئی حق نہیں۔۔۔یا اللہ شہریار کہتے وہ ہنسی اور بولی پھر آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں جلیس ٹائپ کی بیوی ہوں اور اب خود ان بے جان موتیوں سے جیلس ہو رہے ہیں۔۔۔

کہ شہریار بولا ہاں تو میرے علاوہ مجھے تمہارے اتنے نزدیک کوئی چیز نہیں پسند یہ صرف میرا حق ہے کہتے اسنے عشاء کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا۔۔۔اور پھر پیچھے ہوتے اسکے سجے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے چوڑیاں اتارتے بولا بٹر فلائی بہت بہکا لیا تم نے مجھے اور تھکا لیا خود کو چلو شاباش اب یہ سب اتارو۔۔۔اور مجھے بتاو کیا کھاو گی؟؟ کہ عشاء بولی شہریار کتنے کنجوس ہیں آپ کبھی بھی اچھے سے میری تعریف نہیں کرتے اور۔۔۔کچھ بھی نہیں کھانا مجھے بلکل بھوک نہیں ہے میں نے شام میں بہت اچھے سے کھانا کھایا تھا کہتے اس نے جیسے شہریار کو یقین

دلایا تھا۔۔۔اوکے کہتے شہر یار اسکے پاس سے اٹھتے اس کا دوپٹہ ان پن کرنے میں مدد کرتے کمرے سے نکلا۔۔۔

واپس آیا تو عشاء ہمیشہ کی طرح سادہ سے حلیے میں میں ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔۔۔شہر یار نے کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھی تو عشاء نے اسے دیکھتے برا سا منہ بنایا یقیناوہ اسے کچھ کھلائے پلائے بغیر سونے نہیں دے گا۔۔۔شہر یار اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اس کے منہ کے بدلتے زاویے دیکھتے بولا بٹر فلائی یہاں آؤ۔۔۔کہ عشاء بیڈ پر بیٹھتے بولی شہر یار میں نے کہا تھا نا کہ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ہاں تو میں کون سا کھانا لا یا ہوں یہ تو ریفریشمنٹ ہے۔۔۔کہتے شہر یار نے کیک کا پیس عشاء کی طرف بڑھایا اور بولا شاباش منہ کھولو۔۔۔شہر یار آپ ایسے مجھے زبردستی نہیں کھلا سکتے۔۔۔یہ بہت غلط بات ہے عشاء نے تھوڑا سا کیک کھا کر واپس پلیٹ ٹرے میں رکھتے کہا۔۔۔تو شہر یار مسکراتے ہوئے بولا بٹر فلائی اب یہ نخرے چھوڑ دو اور جان بناؤ تمہیں ایک شیطان بچے کو دنیا میں لانا ہے۔۔۔شہر یار کی باتیں سنتے عشاء کا چہرہ سرخ ہوا کہ بولی ہم سب کو کب بتائیں گے شہر یار۔۔۔کیا بتانا ہے بٹر فلائی شہر یار نے چائے کا

گھونٹ بھرتے انجان بنتے پوچھا تو عشاء بولی شہر یارررراپ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہیں؟؟ کہ شہریار ہنستے ہوئے بولا صبح بتادیں گے ناسب کو شادی سے پہلے بندہ یہ گڈنیوز دیتا اچھا لگتا ہے۔۔۔کہ عشاء مسکرائی اور بولی ٹھیک لیکن اپ بتائے گے۔۔۔اوکے میری جان ٹھیک ہے لیکن میں ایک بات سوچ رہا تھا ویسے یار ابھی عمر نہیں تھی میری باپ بنے کی۔۔۔کیا مطلب ہے اپکا شہریار میں تو اپ سے بھی چھوٹی ہو عشاء نے رونے والی معصوم سی شکل بناتے کہا۔۔۔تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا میرا وہ مطلب نہیں تھا بٹر فلائی اب تو سدھرنا پڑے گا گر میرے بچے مجھ پر ہی چلے گئے تو بڑا مسئلہ ہو جائے گا۔۔۔عشاء اس کی باتیں سن کر کھلکھلائی اور بولی شہریار اپکے بچے ہیں تو تو ظاہری بات ہے اپ ہی پر جائیں گے ویسے کیا لگتا ہے اپکو بیٹی ہو گی یا بیٹا۔۔۔تم بتاو تمہیں کیا لگتا ہے شہریار نے پوچھا۔۔۔تو عشاء بولی مجھے لگتا ہے بیٹی ہو گی۔۔۔کہ شہریار مسکرایا اور بولا انشاءاللہ ایسا ہی ہو۔۔۔لیکن پتہ نہیں کیوں مجھے لگتا ہے بیٹا ہو گا۔۔۔ایسا کیوں عشاء نے پوچھا تو شہریار بولا سنا نہیں ہے جو بویا ہو وہ کاٹنا بھی پڑتا ہے۔۔اور بابا تو مجھے خصوصی دعائیں دیتے ہیں کہ اللہ مجھے میرے جیسا بیٹا دے۔۔۔کہ عشاء

اسے کچھ پریشان سا ہوتا دیکھتے بولی افففف شہریار اب اپ نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا کہ اگر اپکا بیٹا اپ پر چلا گیا تو کوئی مسئلہ ہو گا۔۔۔اور میں تو چاہتی ہوا گر اللہ ہمیں دے تو ہمارا بیٹا بالکل اپ پر جائے بہت محبت اور عزت کرنے والا۔۔۔تو کیا ہوا اگر تھوڑا سا ضدی اور غصہ سے والا ہو ااپ اسے سمجھایئے گا۔۔۔اور وہ سمجھ جائے گا اخری بات عشاء نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہی تھی۔۔۔ بڑ فلائی زیادہ تیز ہونے کی ضرورت نہیں ہے دیکھنا پیاری سی بیٹی ہو گئی جو بالکل تم پر جائے گی اور پھر میں تم سے بھی زیادہ اس سے پیار کیا کروں گا شہریار نے اسے گھورتے کہا جو اسے چڑھاتے مسکرا رہی تھی۔۔۔کہ خیر جو بھی تم مجھے باتوں میں مت لگاؤ اور دودھ پیو اس وقت یہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔۔۔کہ عشاء بولی شہریار اپ خود تو چائے پی رہے ہیں اور مجھے دودھ پینے کا کہہ رہے ہیں مجھے ابھی چائے پینی ہے۔۔۔عشاء چپ چاپ دودھ پی لو ورنہ میں زبردستی دو گلاس بھی پلا سکتا ہوں۔۔۔۔اور پھر شہریار کی دھمکی واقع کارامد ثابت ہوئی کیونکہ عشاء جانتی تھی وہ جو کہہ رہا ہے کر بھی سکتا ہے۔۔۔اسلیے چپ چاپ اس کے کہے مطابق دودھ کا پورا گلاس خالی کرتے ہی واپس ٹرے میں رکھا۔۔۔تو شہریار بھی

مسکرایا۔۔۔اور برتن اٹھاتے ٹیبل پر رکھتے اس کے پاس نیم دراز ہوا۔۔۔کہ عشاء اسے دیکھتے بولی شہریار ہمارا کمرہ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے نا۔۔۔کیا واقعی شہریار نے انجان بنتے پوچھا تو عشاء اسے دیکھتے مسکرائی اور اسکے قریب ہوتے بولی جی بالکل۔۔۔شہریار نے اس کے گرد اپنے بازوں کا تنگ گھیر ابناتے کہا لیکن مجھے تو میری بیوی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہے۔۔۔کیا واقعی عشاء نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو شہریار بھی مسکرایا اور بولا کوئی شک۔۔۔نہیں کہتے عشاء اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے کروٹ بدلتے سائیڈ ٹیبل کے ڈراسے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی۔۔۔اور کھول کر عشاء کی طرف بڑھاتے بولا تمہارا ویڈنگ گفٹ۔۔۔شہریار آپ کو یاد تھا عشاء نے حیران ہوتے اٹھ کر بیٹھتے پوچھا۔۔تم سے جڑی کوئی بھی بات مجھے یاد رکھنی نہیں پڑتی بلکہ یاد رہتی ہے بٹر فلائی۔۔۔کہتے شہریار نے باکس سے وہ خوبصورت ڈائمنڈ پینڈ نکالا جس پر عشق لکھا ہوا تھا اور عشاء کے سامنے کرتے بولا لاو پہناو۔۔۔شہریار آپ بہت اچھے ہیں I love you کہتے وہ نم انکھوں سے شہریار کے ساتھ لگی تھی۔۔

I love you too meri jaan----

لاوپہناوناد یکھواس میں ہم دونوں کے نام کا پہلا پہلا لفظ ہے۔۔۔ عشاء کا ع۔۔۔ شہر یار کا ش۔۔۔اور ہمارے عشق کو مکمل کرتاق۔۔۔ عشاء کہ گلے میں پہناتے شہر یار نے وہاں اپنے لب رکھے۔۔۔ تو عشاء کچھ شرماتے مسکرائی۔۔۔

زمان کہ سب کیا ہے۔۔۔ شادی کسی اور کی ہے اور کمرہ اپ اپنا ڈیکوریٹ کروا چکے ہیں مریم نے حیران ہوتے ستائش سے اپنے کمرے کو دیکھتے کہا۔۔۔ کہ زمان بولا ہاں تو کیا ہوا ہم بھی ابھی نیولی ویڈ کپل ہیں۔۔۔ کیا زمان اپ بھی نا ۔۔۔کہتے مریم کھلکھلا کر ہنسی اور بیڈ پر بیٹھتے اپنی ہیلز کھولنے لگی۔۔۔ کہ زمان اسکے قریب زمین پر بیٹھا اور اس کے جوتے اتارنے میں مدد کرنے لگا کہ مریم بولی۔۔۔ زمان پلیز نہیں کریں میں کر رہی ہوں نا۔۔۔ بالکل نہیں تم سیدھے ہو کر بیٹھو۔۔۔اور اج سے جھکنا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ کیوں کیا ہوا؟؟؟ مریم نے اسے دیکھتے سوال کیا۔۔ کہ زمان اب اس کے برابر بیٹھتے بولا ٹیسٹ کی

رپورٹ اگئی ہے مریم۔۔ ہم ایک بار پھر ماما بابا بننے والے ہیں۔۔۔ کیا زمان اپ سچ کہہ رہے ہیں مریم نے خوش ہوتے نم انکھوں سے پوچھا تھا۔۔۔ہاں بلکل سچ اور لیے اب تمہیں بہت زیادہ احتیاط کرنی ہے اور اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے۔۔۔ کہ مریم سرہلاتے زمان کے سینے سے لگی اور بولا زمان اس بار کچھ غلط تو نہیں ہو گا نا۔۔۔اہمہ کچھ غلط نہیں ہو گا بس تم نے کسی بھی بات کی فکر نہیں کرنی خوش رہنا ہے انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا زمان نے پیار سے سمجھایا۔۔۔ کہ مریم بولی انشاءاللہ۔۔۔ ویسے زمان ہمارا چھوٹو سارو حان بھی بڑا بھائی بن جائے گا۔۔۔ کہ زمان بولا ہاں دیکھنا پھر سارا دن داب بے بی کی طرح اس بے بی کے اگے پیچھے گھومتا رہے گا۔۔۔ کہ مریم مسکرائی۔۔۔زمان اسے مسرور سا مسکراتا دیکھ کر بولا میڈم میں نے اپ کو اتنی اچھی خبر سنائی ہے۔۔۔اب اس خوشی کو سیلیبریٹ کرنا تو بنتا ہے۔۔۔ کہتے وہ مریم کی طرف جھکا کہ وہ ایک لمحے میں کھڑے ہوتے بولی۔۔۔ یہ گڈنیوز میں نے اپ کو دی ہے زمان۔۔۔ اس لیے اس کا کریڈٹ اپ خود مت لیں اور میں جا رہی ہوں چینج کرنے پھر سونا بھی ہے مجھے۔۔ کہتے وہ واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔

کہ اسے پیچھے سے زمان کے اوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔جو کہہ رہا تھا اتنا اچھا روم میں نے سونے کے لیے ڈیکوریٹ نہیں کروایا باہر اؤ مریم یار۔۔۔یہ گڈ نیوز میں نے بھی تمہیں دی ہے میں بھی تو باپ بنے والا ہوا سلیے میں تو سیلیبریٹ کروگا۔۔۔اور مریم کو اچھے سے پتا تھا کہ وہ سیلیبریٹ کیسے کرے گا۔۔۔

روحان کے بعد جب مریم کا مسکیرج ہو گیا تھا اسلیے وہ اپنے انے والے اس بچے کے لیے۔۔۔بہت زیادہ خوش اور پوزیس تھی۔۔۔اور کہیں نہ کہیں زمان بھی اس کے لیے فکر مند تھا۔۔۔

ایت نے جیسے ہی کمرے قدم رکھا تو یکدم اسے شرم نے ان گھیرا۔۔۔اب اسے سمجھ ایا تھا کہ تائی امی مریم بھابھی کو کیوں کہہ رہی تھی کہ اسے وہاب کے کمرے میں چھوڑ او۔۔۔خیر وہ مسکراتے ہوئے کمرے کا جائزہ لینے لگی جو بے حد خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔۔۔سرخ گلابوں کی خوشبو کمرے کو مہکا رہی تھی۔۔۔کہ وہ اچھے سے ائینہ کے سامنے کھڑا ہوتے اپنا جائزہ لیتے بیڈ پر پھولوں

کے درمیان اپنی جگہ بناتے بیٹھے وہاب کا انتظار کرنے لگی۔۔۔ لیکن وہاب تھا جو
انے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔ اب تو ایت کو اس پر غصہ انے لگا تھا۔۔ اور
اسے نے سوچ لیا تھا ایک بار وہاب ائے تو ضرور دو دو ہاتھ کرے گی اس سے۔۔
لیکن پھر کچھ ہی دیر میں اسے رونا انے لگا۔۔۔ کیونکہ وہ بہت تھک گئی تھی اور
اگر چینج کر لیتی تو وہاب ناراض ہو جاتا۔۔۔۔ لیکن جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھلا تو
بے اختیار ایت کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔۔۔ کہ وہاب اسکی طرف بڑھتے
بولا تو آخر محترمہ تشریف لے ہی ائی ائی اپ ہمارے کمرے میں۔۔۔ خیریت یہ
سب کیا ہے۔۔۔ ایت کو گھونگٹ کیا دیکھ کر وہاب اسکے قریب بیڈ پر بیٹھتے
بولا۔۔۔ کہ ایت خاموش رہی۔۔۔ تو وہاب نے فورا اسے اسکے چہرے سے دوپٹہ
ہٹایا کہ ایت نظریں جھکا گئی۔۔۔۔ وہاب مسکرایا اور بولا یا اللہ تیرا شکر ہے مجھے تو
لگا تھا میری بیوی ہی بدل گئی۔۔۔ ایت نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکراتے
ہوئے بولی یعنی تمہیں یہی بیوی چاہیے تھی۔۔۔ کہ وہاب نے ہلکا سا جھکاؤ ایت کی
طرف دیتے کہا بالکل یہی چاہیے تھی۔۔۔ ہمیشہ سے۔۔۔ ہمیشہ کے لیے۔۔۔
ایت کے گال سرخ ٹماٹر ہوئے کہ وہاب اسکا گال چوما کر پیچھے ہوتے بولا جانم آج

آپ اتنا شرما کیوں رہی ہے؟؟ ایسا تو کچھ نہیں ہے ایت نے فوراً سے کہا تو وہاب اسکا ہاتھ پکڑتے بولا اچھا تو پھر تمہارے ہاتھ کیوں اتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں؟؟ سردی ہے وہ بولتے واپس نظریں جھکا گئی۔۔۔وہاب نے اگے کو ہوتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور بولا ایت کانپنا تو بند کرو ہیٹر فل ان ہے۔۔۔کیوں گھبرا رہی ہے ۔۔۔اس کہیں زیادہ قریب ہم پہلے ایک دوسرے کے رہ چکے ہیں۔۔اور مجھے تو لگا تھا میرے لیٹ آنے پر جھگڑے کا پورا پورا موڈ بنایا ہو گا تم نے۔۔۔لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے میری چڑیل۔۔۔پری بنی ہوئی ہے۔۔۔

وہ۔۔۔میں۔۔۔چینج کرلو ایت نے کچھ ہچکچاتے کہا تو وہاب بولا۔۔۔بلکل نہیں ایت پلیز نارملی بیہیو کرو اور مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟؟ کوئی مسئلہ نہیں ہے ایت نے نم انکھوں سے کہا تو وہاب کچھ پریشان ہوتے بولا کسی نے کچھ کہا کیا تم سے۔۔۔نہیں ایت نے لفظی جواب دیا تو وہاب بولا تو پھر کیا ہوا ہے کیوں پریشان کر رہی ہو مجھے؟؟؟ وہ۔۔وہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی تھی ایت نے کہا تو وہاب پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے پڑے کہ پھر کچھ سنبھلتے بولا۔۔۔کیا ہو گیا ہے ایت تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔مجھے پتہ تھا شادی کے بعد تمہیں میری

کوئی قدر نہیں ہو گی اور نا ہی پیار ایت نے روتے ہوئے کہا تو وہاب بولا اور ایسا کیوں ہو گا کیا فضول باتیں کر رہی ہو ایت۔۔۔کہ ایت بولی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں اگر تمہیں میری کوئی فکر ہوتی تو تم جلدی روم میں اتے نہ کہ مجھے اتنی دیر تمہارا ویٹ کرنا پڑتا وہ بھی اج۔۔۔

ایت میں اپنے دوستوں اور کچھ دور سے ائے مہمانوں کو سی اف کرنے گیا تھا۔۔۔یار تم کون سا کسی اجنبی جگہ پر تھی اپنے گھر میں تھی سب اپنوں کے بیچ ۔۔۔وہاب نے ٹھنڈی اہ بھرتے کہا۔۔۔تو ایت بولی لیکن پھر بھی تمہیں جلدی انا چاہیے تھا۔۔۔ٹھیک ہے ایم سوری وہاب نے کہا اور پھر بولا لیکن ایت پلیز تم یہ ساری فضول باتیں سوچنا چھوڑ دو کہ شادی ہو گئی ہے تو میں اب تمہاری قدر نہیں کروں گا بدل جاوگا۔۔۔انسان بدل سکتے ہیں لیکن محبت نہیں وہ پہلے دن سے اخری دن تک ویسی ہی رہتی ہے جیسی ہوتی ہے۔۔۔

لیکن بھواجی کہہ رہی تھی اس سے پہلے ایت کچھ کہتی کہ وہاب بولا۔۔۔ایت بھواجی کی باتوں کو زیادہ سریس مت لیا کرو وہ اپنے دور کا ایکسپیرینس بتاتی ہیں اور اب زمانہ بہت بدل چکا ہے لوگ بدلتے گئے ہیں سوچ بدل گئی۔۔۔اور تم بھی

بدل جاؤ پتہ چلے بھوا جی جاتے جاتے اپنی روح تم میں ٹرانسفر کر جائے۔۔۔اخری بات اس نے شرارت سے مسکراتے کہی تھی کہ ایت اسے دیکھتے منہ بناتے بولی ایسا تھوڑی ہوتا ہے اور میں بھوا جی جیسی کبھی نہیں بنوں گی۔۔۔

یااللہ ایسا ہی ہو ورنہ میری توجوانی برباد ہو جائے گی۔۔۔افففف وہاب اب ایسا بھی کچھ نہیں ہو گا ایت نے اپنے ازلی موڈ میں اتے کہا۔۔۔کیوں نہیں ہو سکتا اگر ان کی باتوں سے میری گولڈن نائٹ برباد ہو سکتی ہے تو پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے وہاب نے بھی منہ بناتے شکوہ کیا تو ایت کھلکھلا کر ہنستے بولی تمہاری گولڈن نائٹ تمہارے لیٹ انے پر بھی برباد ہو سکتی تھی۔۔۔پتہ ہے اتنی نیند ارہی تھی نا مجھے کہ تمہاری سوچ ہے اگر میں سو جاتی تو۔۔۔تو میں تمیں جگا دیتا ہوں وہاب نے کہا تو ایت بولی اور پھر میں تم سے اس پر جھگڑا کرتی۔۔۔اور پہلے تو تم مجھے یہ بتاو کہ تم کیوں جگاتے مجھے ایک تو خود لیٹ ائے ہو اور اوپر سے مجھے جگا بھی دیتے کبھی ناولز ڈراموں میں نہیں دیکھا۔۔۔اگر ویڈنگ نائٹ پر لڑکی سو جاتی ہے تو اس کا شوہر اسے پیار سے دیکھتا ہے۔۔۔اس پر کمبل درست کرتا ہے اس کے بال ٹھیک کرتا ہے۔۔۔جگا نہیں دیتا۔۔۔ایت غصے سے بولی۔۔۔

کہ وہاب مسکراتے ہوئے بولا نہیں میں اتنا فارغ بالکل بھی نہیں ہوں کہ تمہاری چیپ ناولز پڑھوں یا فضول ڈرامے دیکھو۔۔۔میں حقیقت پسند بندہ ہوں۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم وہاب میں جا رہی ہوں چینج کرنے کہتے وہ بیڈ سے اتری تھی۔۔۔کہ وہاب نے مسکراتے ہوئے سے اپنے دوپٹے سے الجھتے دیکھ اس کی طرف بڑھتے اس کے دوپٹے کی پینز ازاد کرتے جولری اتارنے میں اس کی مدد کرنے کی۔۔۔کہ ایت وہ سب سمٹتے بولی میں چینج کر لو۔۔۔وہاب نے سر ہلایا اور وہ بھی چینج کرنے چلا گیا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ نکھرے سے حلیے میں بالوں کو تولیہ سے رگڑتا بلیک ٹراؤزر شرٹ میں باہر ایا تو دیکھا ایت سکون سے بیڈ پر لیٹے موبائل سکرول کر رہی تھی۔۔۔کہ پھر وہاب کو دیکھتے بولی ویسے ہماری اج کی پکچرز بہت اچھی ائی ہیں دیکھو۔۔وہاب اس کے پاس بیڈ پر نیم دراز ہوتے پکچرز دیکھنے لگا کہ ایت کچھ یاد انے پر یکدم اٹھ کر بیٹھتے بولی وہاب ویسے تم نے اج میری تعریف نہیں کی۔۔۔اور ہاں میرا منہ دکھائی والا گفٹ کہاں ہے۔۔۔تمہارے لیے اتنی دیر میں گھونگٹ اٹھ کر کے بیٹھی رہی۔۔۔تم نے بھی میری تعریف نہیں کی اور میں نہیں دے رہا تمہیں کوئی گفٹ اتے ہی جو تم نے رونا

دھونا شروع کر دیا اور میڈم سید ھار خصتی کے دو گھنٹوں بعد کہہ رہی ہے کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی ایت مطلب سوچ کر تو بولا کر وڈر گیا تھا میں وہاب نے شکوہ کیا کہ ایت مسکرائی اور اسکے سینے پر سر رکھتے بولی ہاں تو مجھے شادی کا سٹریس تھا وہاب تم نہیں سمجھو گے عجیب سی فیلنگز ہوتی ہیں نا ٹھیک سے خوش ہوا جاتا ہے اور نہ اداس اور جو میں نے تمہیں پریشان کیا اس کے لیے ائی ایم سوری اور اب مجھے مزید باتوں میں مت لگاؤ دو مجھے میرا گفٹ۔۔۔کہ وہاب مسکرایا اور بولا پہلے مجھے ذرا ٹھیک سے منہ دکھائی کر تو لینے دو پھر دے دو گا گفٹ بھی۔۔۔کہتے وہ ایت کی طرف رخ موڑتے اس پر جھکا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے مجھے نہیں چاہیے گفٹ مجھے سونا ہے۔۔۔ایت فوراً سے اس کا بدلتا موڈ دیکھ کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔۔اوکے تمہاری مرضی لیکن مجھے تو میرا حق چاہیے بیگم صاحبہ کہتے وہاب نے اسکی ناک پر لب رکھے۔۔۔وہاب تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو ایت نے منہ بناتے شکوہ کیا کہ وہاب ہنستے ہوئے بولا چلو شکر رخصتی کے چار گھنٹے بعد ہی تمہیں اس بات کا احساس ہو گیا۔۔۔بے شرم ہو تم ایک نمبر کے ایت نے اس

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کے سینے میں چہرہ چھپاتے کہا۔۔۔یہ خطاب تم مجھے صبح دیتی تو زیادہ بہتر تھا کہتے وہاب نے مسکراتے ہوئے اسکے بالوں پر لب رکھے۔۔۔

سفیان اور ملیحہ سوات سے اسلام اباد فلائٹ کے تھرو ائے تھے۔۔۔اور اب گاڑی گھر کے راستے پر رواں تھی۔۔۔پلین میں کافی دیر تک ملیحہ روتی رہی اور سفیان اسے چپ کرانے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔بالا خراب وہ خود کو سنبھالتے کچھ گھبرائی سی سفیان کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔کہ سفیان بولا اپ ٹھیک ہیں ملیحہ۔۔۔جی کہتے اب کی بار وہ مسکرائی تھی کیونکہ یہ سوال سفیان اس سے ہر کوئی 2010 منٹ بعد پوچھ لیتا۔۔۔گڈ بس ہم پہنچ گئے سفیان بھی مسکراتے بولا۔۔۔گاڑیاں جمال ولا کے پورچ میں داخل ہونا شروع ہوئی۔۔۔تو فائر ورک اور راکٹس جلنے لگے ایک بار تو پورا اسمان روشن ہو گیا۔۔۔سفیان نے گاڑی سے اترتے دوسری طرف سے اتے گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔۔۔اور ملیحہ کا ہاتھ تھامتے اترنے میں مدد کی۔۔۔

ملیحہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونا شروع ہوئی وہاں بہت سارے لوگ موجود تھے۔۔۔ ہر طرف سے ان کے اوپر پھول اور پیسے پھینکے جا رہے تھے۔۔۔ وہ دروازے پر پہنچے تو سفیان کی امی زینت بیگم نے انکی نظر اتارتے گھر میں داخل ہونے دیا پورا گھر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔۔۔ کچھ دیر باہر بیٹھے سب لوگ ان سے ہنسی مذاق کرتے سلامی تحفے وغیرہ دیتے رسمیں کرتے دلہا دلہن کے ساتھ تصویریں بنواتے رہے۔۔۔ کیونکہ بارات دور جانے کی وجہ سے سب رشتہ دار نہیں گئے تھے چند خاص خاص لوگ ہی بارات کے ساتھ گئے تھے۔۔ کہ پھر زینت بیگم بولی علیزے جاؤ ملیحہ کو اسکے کمرے میں چھوڑ دو تھک گئی ہے بچی۔۔۔ جی امی کہتے علیزے ملیحہ کو لیتے سفیان کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ کمرہ بے حد کشادہ اور بہترین طریقے سے سجایا گیا تھا۔۔۔ بیڈ کے چاروں طرف سرخ گلابوں اور سفید پھولوں کی لڑی لگی ہوئی تھی۔۔۔ کمرے کے پردوں پر لائٹس لگی ہوئی تھی اور فرش پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔ کہ علیزے ملیحہ کو گھبرایا سا کھڑا دیکھ کر بولی۔۔۔ گھبراؤ مت ملیحہ یہ زندگی کے سب سے خوبصورت لمحات میں سے ایک ہے اس وقت بے شک یہ دنیا کا مشکل ترین لمحہ لگ رہا ہے۔۔۔

لیکن ہے نہیں یہ لمحات تمہیں زندگی بھر یاد رہیں گے۔۔۔اور تمہارے کپڑے لیفٹ سائیڈ کی قبر میں سیٹ ہیں اور اگر کوئی بھی چیز چاہیے ہو تو بلا جھجھک بتا دینا۔۔۔کیوں کہ یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔اوکے۔۔۔اوکے اپی ملیحا نے سر ہلاتے کہا۔۔۔تو علیزے بولی چلو اب کچھ دیر ارام کرو میں سفیان کو بھیجتی ہوں۔۔۔اوکے اخری بات وہ شرارت سے مسکرا کے کہتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔جب کہ ملیحہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔کچھ دیر بعد کمرے کے باہر غیر معمولی شور سنائی دینے لگا۔۔۔جس میں سفیان علیزے اور کچھ اور لڑکے لڑکیوں کی اوازیں شامل تھی شاید بحث کر رہے تھے اور سفیان سے روم میں داخل ہونے کے پیسے مانگ رہے تھے۔۔۔اور پھر یکدم ہوٹنگ ہونے لگی اور اس کے بعد شور تھم گیا۔۔۔کمرے کا دروازہ کھلتے ساتھ ملیحہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا سنائی دینے لگا اور وہ نظر جھکا گئی۔۔۔سفیان نے اگے بڑھتے اسے سلام کیا جس کا جواب ملیحہ نے سر ہلا کر دیا۔۔۔سفیان نے اپنی شیروانی کے بٹن کھولتے اوپر والا کوٹ اتارتے صوفے پر رکھا اور ملیحہ کے قریب بیڈ پر بیٹھتے بولا یہاں دیکھیں ملیحہ۔۔۔ملیحہ نے سر اوپر اٹھاتے اسے دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام

رہی۔۔۔ملیحہ کا مسلسل جھکا سر اور نظریں دیکھتے سفیان نے مسکراتے ہوئے تھوڑا سا اگے کو ہوتے اپنا ہاتھ اسکی تھوڑی کے نیچے رکھتے چہرا اوپر کیا۔۔۔اور دوبارہ بولا۔۔۔ملیحہ یہاں دیکھیں۔۔۔مگر ہنور ملیحہ کی جھکی پلکوں کو دیکھتے بولا اپ کی انکھیں بہت خوبصورت ہیں اب تو مجھے ان میں دیکھنے کی اجازت دے دیں۔۔۔ملیحہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو سفیان کی مسکراہٹ گہری ہوئی کہ ہلکا سا جھکا ؤ ملیحہ کے کان کی طرف دیتے بولا۔۔۔اج میری خواہش پوری ہو گئی میں ہمیشہ سے ان خوبصورت شفاف انکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتا تھا جو اج صاف صاف نظر ارہا ہے۔۔۔ملیحہ کا چہرہ سرخ گلاب ہوا دل تھا کہ ابھی سینے سے باہر ا جائے۔۔۔اس کی ذرا سی قربت پر وہ بے حال ہوئی تھی۔۔۔کہ سفیان واپس فیصلہ قائم کرتے بولا اپ کچھ نہیں کہے گی۔۔۔کہ ملیحا نے ایک نظر اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔الفاظ تو نا جانے کہا گم ہوئے تھے اور دھڑکنوں نے علیحدہ شور مچایا ہوا تھا ایسے میں کیا ہی کہتی وہ۔۔۔کہ سفیان مسکراتے ہوئے بولا اپ باتیں تو بہت کرتی ہیں خیر میرے ساتھ نہیں کرنا چاہتی وہ الگ بات ہے۔۔۔کہ ملیحہ فورا بولی نہیں بات نہیں ہے۔۔۔اچھا تو جیسا ہے وہ بتا دیں سفیان نے محبت

سے کہا تھا۔۔۔اور ملیحہ کو سمجھ نہیں ارہی تھی وہ کہے تو کیا کہے۔۔۔سفیان اسے کنفیوز سا دیکھتے بولا ٹھیک ہے کچھ مت کہیں اپ تھک گئی ہوں گی۔۔۔سب سے پہلے چینج کر لیں۔۔۔کہتے سفیان بیڈ سے اٹھا اور بولا بتائیں کیا کھائیں گی؟؟ کچھ بھی کہتے وہ بھی بیڈ سے اتری تھی۔۔۔اور سفیان کمرے سے نکلا تھا۔۔جسے ہی وہ واپس آیا تو دیکھا ملیحہ اپنے دوپٹے کو پنز سے ازاد کرانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔کہ سفیان اس کے پاس کھڑے ہوتے بولا لائے میں ہیلپ کر دیتا ہو کہتے اسنے باری باری کرتے دوپٹے کو پنز سے ازاد کیا اور اتارتے ڈریسنگ کی چیئر پر رکھا۔۔۔اور اہستہ اہستہ اسکے جوڑے میں لگے پھولوں کو اتارنے لگا چند لمحوں بعد اس کے بال ابشار کی طرح کمر پر بکھرے تھے۔۔۔کچھ ہی دیر میں ملیحہ سفیان کی مدد سے اپنی جیولری اتارے خود کو ہر بوجھ سے ازاد کر چکی تھی۔۔۔لیکن سفیان کے لمس سے گھبرا بھی رہی تھی۔۔۔جیسے سفیان نے مسکراتے ہوئے واضح محسوس کیا تھا۔۔۔کہ ملیحہ بولی میں چینج کر لو۔۔۔جی جائے کہتے سفیان خود بھی چینج کرنے چلا گیا۔۔۔

ملیحہ نے بلیک نائٹ گاؤن پہنا۔۔۔جو چینجنگ روم میں اس کے لیے پہلے سے ہینگ تھا۔۔۔کچھ دیر بعد باہر اتے وہ کمرے کا جائزہ لیتے سفیان کا انتظار کرنے لگی۔۔۔کہ سفیان کمرے میں ایک ملازمہ کے ساتھ داخل ہوا جو کھانے کی ٹرالی لائی تھی۔۔۔جسے کمرے میں چھوڑتے وہ نکل گئی۔۔۔جبکہ سفیان کی نظر ملیحہ پر ٹھہر گئی تھی۔۔۔جو سیاہ رنگ میں دودھ کی طرح چمک رہی تھی اور اس کے رنگ میں گھلی سرخیاں اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔۔۔اسے خود کو یوں دیکھتا پا کر ملیحہ نظریں جھکا گئی۔۔۔سفیان نے کچھ سنبھلتے کھانا ٹیبل پر لگاتے کہا ملیحہ اجائے کھانا کھالیں۔۔۔

اسکے سامنے بیٹھے ملیحہ سے کھانا کھایا کہاں جا رہا تھا کہ تھوڑے سے چاول کھاتے بولی بس۔۔۔ تھوڑا سا تو کچھ اور کھالیتی خیر میں چائے کا کہتا ہو وہ تو اپ شوق سے پی لیتی ہیں مسکرا کر کہتے سفیان برتن ٹرالی میں رکھتے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔چائے پینے کے بعد سفیان بولا ملیحہ وضو کر ائے۔۔۔پہلے شکرانے کے نفل ادا کر لیتے ہیں۔۔۔جی کہتے ملیحہ وضو کر کے ائی تو سفیان جائے نماز بچھا چکا تھا۔۔۔نماز پڑھ کے دونوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔۔۔ملیحہ نے نم انکھوں سے

سفیان کی پشت کو دیکھا جو جائے نماز طے کرتے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔کہ ملیحہ کو دیکھتے بولا کیا ہوا اپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔کچھ نہیں بس یوں ہی کہتے ملیحا بھی جائے نماز طے کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔وہ سفیان سے یہ نہیں کہہ سکی کہ جس عزت اور مان سے وہ اسے رخصت کروا کر لایا ہے اس کی تو خواہش بھی اسنے چھوڑ دی تھی۔۔۔وقار کے دھوکے اور شہریار کے نکاح بعد کہاں اسے کہا امید تھی کہ خدا اسے سفیان جیسے محبت کرنے والے شخص نوازے گا۔۔۔بے شک وہ رب کریم ہے جو گنہگاروں کو بھی معاف فرما دیتا ہے کہ ان زندگی خوشیوں سے بھر دیتا ہے۔۔۔سفیان باکس پکڑے بیڈ کی طرف بڑھا جہاں ملیحہ بیٹھی ہوئی کسی گہری سوچ میں تھی۔۔۔ملیحہ کے قریب بیٹھتے سفیان نے وہ باکس ملیحہ کی طرف بڑھتے کہا۔۔۔یہ اپ کا ویڈنگ گفٹ ہے۔۔۔ملیحہ نے مسکراتے ہوئے اسے پکڑا اور کھول کر دیکھتے بولی تھینک یو۔۔۔یہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔۔۔باکس میں ڈائمنڈ سیٹ تھا جس میں نازک سی چین اور چھوٹے چھوٹے ایئر نگز تھے۔۔۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی کہ سفیان خاموشی توڑتے بولا اپ پاس ائیں گی یا میں او۔۔۔جی کہتے۔۔۔ملیحہ نے کچھ گھبرا

کراسے دیکھا توسفیان مسکراہٹ ضبط کرتے ہلکا سا جھکاؤ اس کی طرف دیتے نرمی سے اس کا گود میں پڑا ہاتھ تھامتے بولا۔۔۔اپ اس رات کے تقاضے تو جانتی ہو گئی۔۔۔ سفیان کے الفاظ سنتے ملیحہ کے دل کی تیز دھڑکنیں سفیان کو اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی تھی۔۔۔۔اسے شرمایا گھبرایا سا نظریں جھکائے بیٹھا دیکھ سفیان بولا اپ شرماتے ہوئے اور بھی زیادہ خوبصورت لگتی ہے۔۔۔سفیان کی سانس اپنے کان کی لو پر محسوس کرتے اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہوئی تھی۔۔۔سفیان نے مسکراتے ہوئے اس کا کپکپاتا ہاتھ چھوڑا اور ملیحہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے کے میں بھرتے اس کے ماتھے پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔۔ملیحہ کا چہرہ خون چھلکانے کی حد تک سرخ ہوا۔۔۔کہ سفیان اسے دیکھتے ہنستے ہوئے بولا سو جائیں یار تھک گئی ہو گی بہت لمبا دن تھا۔۔۔اور اپ ملیحہ نے جلدی سے کہتے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔اگر اپ اجازت دیں گی تو میں بھی سو جاؤں گا سفیان نے مسکرا کر کہتے اسے چھیڑا تو ملیحہ فوری بولی جی اپ بھی سو جائیں۔۔۔اوکے جواب کا حکم بیگم صاحبہ مسکرا کر سر کو خم دے کر کہتے وہ لیٹا تھا۔۔۔ملیحہ نے بھی لیٹے خود پر بلینکٹ کھینچا تو کمبل کی تہوں میں رکھے پھول ان

دونوں پر بکھرے۔۔۔ ملیحہ اور سفیان دونوں ہی مسکرائے۔۔۔اور پھر سفیان نے اہستہ سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اس کا سر اپنے بازو پر رکھتے بولا۔۔۔اب ٹھیک ہے سو جائیں۔۔۔ کہ ملیحہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکے بازوں سے سر اٹھاتے کندھے پر رکھا اور ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے انکھیں بند کر گئی۔۔۔ سفیان نے اسکی پیش قدمی پر مسکراتے ہوئے اس کے بالوں پر لب رکھے اور انکھیں موند گیا۔۔۔۔

سیال خان کی حویلی میں اج سب ایک ساتھ ڈائنگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ کہ وہاب کے ساتھ کرسی خالی دیکھتے سکینہ بی بی بولی وہاب ایت کہاں ہے۔۔۔ دادی جان وہ سو رہی ہے وہاب نے لاپرواہی سے کہتے لقمہ منہ میں رکھا۔۔۔ ابھی تک سو رہی ہے سائمہ بیگم نے کچھ حیرانگی سے کہا تو وہاب نے سر ہلایا کہ سکینہ بی بی بولی تو تم اسے جگا دیتے وہاب۔۔۔ جگایا تھا دادی جان لیکن وہ نہیں اٹھی۔۔۔ ٹھیک سے جگانا تھا کیسے نہیں اٹھی سکینہ بی بی غصے سے وہاب کو

گھورتے بولی۔۔۔دادی جان یہاں اپ غصہ ہو رہی ہیں اور وہاں ایت۔۔۔اور کہہ رہی تھی کہ اگر میں نے اب اسے ایک بار بھی اور اٹھایا تو میرا سر پھاڑ دے گی۔۔۔وہاب کا کہنا تھا کہ سب بے اختیار ہنسے۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی استغفر اللہ شرم نہیں اتی ایسی باتیں بتاتے۔۔۔کیسی باتیں دادی جان اس میں شرمانے والی کیا بات ہے ہاں البتہ اگر ایت میرا سر پھاڑ دیتی ہے اور اپ ایک دن کے دلہے کو مرہم پٹی کروانے لے کر جاتے پھر شرمندگی والی بات تھی وہاب نے سکون سے کہا۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی توبہ ہے تم دونوں میاں بیوی ہی پاگل ہو میرا کہنا ہی بیکار ہے کہتے وہ سر جھٹکے کھانا کھانے لگی جبکہ باقی سب اب بھی دبا دبا مسکرا رہے تھے۔۔۔کہ طیبہ بیگم بولی اتنی دور بیاہ دی ہے بیٹی میری ناشتہ لے جانے کی رسم ہوتی ہے ہم وہ بھی نہیں کر سکے۔۔۔کہ وہاب ہنستے ہوئے بولا فکر نہ کریں تائی امی میں سفیان سے کہہ دیتا ہوں بھئی ہماری لڑکی کو ناشتہ کروا دینا۔۔۔کیسے فکر نہ کروں میری بیٹی بھی تمہاری بیگم صاحبہ کی طرح اٹھی ہو گی تو سفیان غریب اسے ناشتہ کرائے گا جب تک ادھی دوپہر نہ چڑائے ان میڈموں کی صبح کہاں ہوتی ہے۔۔۔اب یہ تو میری اور سفیان کی قسمت کیا کہہ

سکتے ہیں تائی امی وہاب نے ٹھنڈی اہ بھرتے کہااور بولا باقی خیر اپ سفیان کو غریب نہ سمجھیں بڑاامیر داماد ہے اپکا۔۔۔ابھی تک توڈائننگ ٹیبل بھر دیا ہو گا انہوں نے مختلف کھانوں سے اخری انکی ایک کلوتی بہو کا پہلا دن ہے سسرال میں۔۔۔اللہ خیر کرے کچھ دیر بعد فون کرکے پوچھتی ہوں طیبہ بیگم نے کچھ فکرمندی سے کہا۔۔۔

قریبا ملیحہ کے تیسرے چوتھے الارم پر سفیان نے مسکراتے ہوئے اس کا فون اٹھاتے الارم اف کیا تھا۔۔۔اور اٹھ کر بیٹھتے ملیحہ کے چہرے پر ائے بالوں کو پیچھے کرتے بولا ملیحہ اٹھ جائیں۔۔۔ملیحہ پر کوئی اثر نہ ہوا وہ ہلی تک نہیں۔۔۔سفیان نے دوبارہ کوشش کرتے اس کا کندھا ہلاتے جگانے کی کوشش کی۔۔۔ملیحہ بند انکھوں سے ہی ماتھے پر بال ڈالے کروٹ بدل گئی۔۔۔سفیان ہنسا تھا کہ پھر ملیحہ کے کان کے قریب جھکتے آونچا سا بولا ملیحہ اٹھ جائیں۔۔۔ملیحہ نے مندھی مندھی انکھیں کھول کر دیکھنا چاہا کہ سفیان کو اپنے اوپر جھکا دیکھ

جھٹ سے پوری انکھیں کھولے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اٹکتے ہوئے بولی اپ

--اپ یہ کیا کر رہے ہیں؟؟؟ قسم لے لیں فلحال تو صرف اپ کو اٹھانے کی

کوشش کر رہا تھا البتہ جس گہری نیند میں اپ سوتی ہیں اس میں تو اور بھی بہت

کچھ کیا جا سکتا ہے انکھ ونک کرکے کہتے سفیان نے اس کا گال چوما اور اٹھتے بولا

فریش ہو جائیں نیچے سب ناشتے پر ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے میں اپ کو نہیں

اٹھاتا لیکن اس وقت گھر میں بہت مہمان ہیں۔۔۔اس لیے بس ایک دو دن صبح

جلدی اٹھ جایئے گا۔۔۔باقی اپ کے دیر تک سونے پر مجھے کوئی اعتراض

نہیں۔۔میرے لیے فائدہ ہی ہے مسکرا کر اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر

اسے مزید شرمانے پر مجبور کرتے وہ واش روم میں بند ہوا تھا۔۔۔کہ ملیحہ اپنے سر

پر ہاتھ رکھتے بولی یا اللہ میری انکھ کیسے نہیں کھلی۔۔۔کہ پھر موبائل اٹھا کر اپنے

الارم دیکھنے لگی جو رات اس نے ڈھیروں لگائے تھے وہ سب ہی اف تھے یقینا

انہیں سفیان نے بند کیا تھا۔۔۔خیر وہ جلدی سے اٹھتے فریش ہونے گئی۔۔۔اب

وہ ائینے کے سامنے کھڑی لائٹ سا میک اپ کیے جولری پہن رہی تھی کہ نظر

چینجنگ روم سے نکلتے سفیان پر پڑی جو بالوں کو تولیہ سے رگڑتا وائٹ ٹراؤزر

شرٹ میں نکھرا نکھرا سا اسکا دل دھڑکا رہا تھا۔۔ سفیان نے پاس اتے بال سکھانے کے لیے ہیئر ڈرائیر ان کیا تو اس کا رخ شرارت سے ملیحہ کی طرف کرتے اس کے بال بکھیرے۔۔ ملیحہ نے اسے گھورنا چاہا مگر اسکے اپنے اتنے قریب کھڑے ہونے پر کنفیوز ہوگئی۔۔۔ جسے محسوس کرتے سفیان مسکرایا۔۔ کہ پھر ائینے کے عکس سے ملیحہ کو دیکھتے بولا پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ ملیحہ بھی ایک نظر اسے دیکھتے بولی میں ہوں ہی پیاری۔۔۔ اسکے لمحے میں بدلتے موڈ پر سفیان ہنسا اور بولا تو چلیں نیچے میری پیاری سی بیگم صاحبہ۔۔۔ جی کہتے ملیحہ نہ چاہتے ہو بھی بلش کر گئی۔۔۔ کمرے سے باہر نکلتے سامنے اتنے سارے لوگوں کو دیکھتے ملیحہ ذرا گھبرائی۔۔ کہ سفیان ہلکا سا جھکاؤ اس کی طرف دیتے بولا پریشان مت ہوں میں ہوں نا۔۔۔ سب کو سلام کرتے سفیان نے ملیحہ کو چیئر کھینچتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ اور خود اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔۔۔ کہ سفیان کی امی اٹھ کر ملیحہ کو پیار دیتے بولی بیٹا کیا کھاؤ گی اپ۔۔۔ ملیحہ نے ایک نظر کھانوں سے بھرے ڈائننگ ٹیبل پر ڈالی اور بولی کچھ بھی آنٹی۔۔۔ سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ نظریں نہیں ملا پا رہی تھی کھانا کیا ہی کھاتی۔۔۔ کہ زینت بیگم بولی بیٹا

میں اپ کی بھی تو امی ہو نا جیسے سفیان کی ہو۔۔۔اور کچھ بھی کیوں کھانا ہے مجھے بتاؤ اپ کیا کھاؤ گی یہ سب میں نے اس لیے بنوایا ہے کہ میری بیٹی کو جو پسند ہو وہ وہی کھائے۔۔۔جی امی میں لے لیتی ہو لیکن پلیز اپ مجھے اپ نہیں کہیں۔۔۔تم کہہ کر ہی بلائیں جیسے سفیان اور علیزے اپی کو بلاتی ہیں۔۔۔اوکے میری جان۔۔۔ناشتہ کرو اچھے سے رات بھی تم نے ٹھیک سے نہیں کھایا ورنہ پھر ڈانٹ بھی پڑے گی۔۔۔جی امی کہتے وہ تھوڑا سا قیمہ پلیٹ میں ڈالے پراٹھے کے ساتھ کھانے لگی۔۔۔البتہ سفیان اور زینت بیگم بار بار اسے کبھی کچھ تو کبھی کچھ کھانے کا کہہ رہے تھے۔۔۔جس پر وہ بس چیزیں ٹیسٹ کرتی جا رہی تھی اتنا کھانے کی عادت ہی کہا تھی اسے۔۔۔

ہلکی ہلکی دھوپ میں سب لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔وہاب اور شہریار کا ولیمہ پورے گاؤں کو کھانا کھلا کر کروایا جانا تھا۔۔۔اسلیے گھر میں زیادہ کام نہیں تھا۔۔۔ایت کاٹن کے ہلکے نیلے رنگ کے کرتے پجامے میں گلے میں دوپٹہ

ڈالے اپنے گرد سفید چادر لپیٹے ان کے قریب اتے سب کو سلام کرتے وہاب کے پاس بیٹھ گی۔۔۔ کہ سکینہ بی بی بولی ہو گئی بی بی تمہاری صبح۔۔۔جی دادی جان سکون سے کہتے وہ جوتا اتارے جھولے پر بیٹھی۔۔۔لڑکی اج تمہارا شادی کے بعد پہلا دن ہے صبح ٹائم پر اٹھتی تھوڑا سجتی سورتی۔۔۔پھر باہر اتی۔۔۔دادی جان تو یہ اپ مجھے پہلے بتاتی ایت نے منہ بنا کر شکوہ کیا۔۔کہ سکینہ بی بی اپنا سر پکڑتے بولی یہ کوئی بتانے والی بات ہے سسرال میں اج تمہارا پہلا دن ہے۔۔۔واٹ ایت کو شاک لگا تھا کہ بولی دادی جان اپنے کمرے سے وہاب کے کمرے میں شفٹ ہوتے ہی اپنے میرے گھر کو میرا سسرال بنا دیا۔۔۔یا اللہ ایسا نہیں ہو سکتا اور پھر وہاب کو دیکھتے بولی تم اپنا سامان اٹھا کے میرے کمرے میں شفٹ ہو بھئی تم گھر داماد بنو مجھے نہیں بہو بننا۔۔۔ایت کے ڈرامی انداز میں کہنے پر سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی شرم اتی ہے کتنی لمبی زبان ہے توبہ اور یہ کیا وہاب کو تم تم کہتی رہتی ہو اپ کہا کرو شوہر ہے تمہارا عزت کیا کرو اس کی۔۔۔اور چلو جاو کچن میں کچھ میٹھا بناو رسم ہوتی لڑکی اپنے سسرال میں جا کر سب سے پہلے کچھ میٹھا بناتی ہے۔۔۔کہ ایت بولی واہ

دادی جان اپ نے سنا نہیں ہے جب تک دلہن کے ہاتھوں پر لگی مہندی نہیں اترتی وہ گھر کا کوئی کام نہیں کرتی اور ویسے بھی اپ اپنی بہوؤں پر روب ڈالیں میری ساس بہت اچھی ہے جب تک وہ مجھے کچھ نہیں کہتی میں کوئی کام نہیں کروں گی۔۔۔

میں کوئی کام نہیں کروں گی کہہ تو ایسی رہی ہے محترمہ جیسے پہلے سارے کام یہی کرتی ہو۔۔۔ سکینہ بی بی اسے گھورتے بولی کہ سیال خان بھی مردان خانے سے اتے ان سب کے قریب بیٹھے۔۔۔ تو ایت رونے والا منہ بناتے بولی دا.جی شکر ہے اپ اگئے اپکی بیگم بہت ظالم ہے۔۔۔ مجھے کہہ رہی ہیں کہ میں کچن میں جا کر کچھ میٹھا بناؤں اپ بتائے کوئی ایک دن کی دلہن کو ایسے کہتا ہے۔۔۔ اس سے پہلے سیال خان کچھ کہتے کہ سکینہ بی بی بولی کون سی دلہن پہلے ہی دن سسرال میں دن چڑھا کے اٹھتی ہے اور یوں زبان چلاتی ہے۔۔۔ کہ ایت بولی ہاں تو دا.جی اتنا بھاری لہنگا تھا میرا تھک گئی تھی اسے پہن کر تو بس صبح انکھیں نہیں کھولی۔۔۔ کہ سیال خان نے مسکراتے ایت کو اپنا ساتھ لگایا اور بولے کیوں کچھ نہیں کہے گا ہماری بیٹیوں کو۔۔۔ ناہی عشاء اور ایت کوئی کام کرے گی۔۔۔ کہ شہریار کے

ساتھ بیٹھی عشاء مسکرائی تھی۔۔۔تو سکینہ بی بی بولی ہہا۔۔کام کرے گی یہ
دونوں۔۔۔آتا ہی کیا ہے انکو کام کرنے سے زیادہ بگاڑتی ہے اسے۔۔۔کہ سیال
خان بولے ہاں تو بھئی ہم اور ملازمین رکھ لیتے ہے اگر اپ سب کو کام میں مدد
چاہیے تو۔۔۔نہیں نہیں اب اس سب کی بھی ضرورت نہیں ہے سکینہ بی بی نے
کہا۔۔۔کہ ایت منہ بناتے اہستہ سے بولی داجی ویسے ہی اپ کی بیگم کو مجھے
پریشان کرنے اور صبح ہی مجھ سے لڑنے میں مزہ اتا ہے۔۔۔کہ سیال خان ہنس
دیے۔۔۔اپا نے اتے روتے ہوئے دراب کو رامین کی طرف بڑھایا اور بولی بی بی
جی کب سے دراب بابا کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی ہوں خاموش ہی نہیں
ہو رہا۔۔۔رامین جو چائے کے ساتھ کیک کھا رہی تھی اپا سے بولی لاو اسے مجھے
دو۔۔۔اس سے پہلے رامین اسے پکڑتی کہ سائمہ بیگم رامین کو دیکھتے بولی تم رہنے
دو۔۔۔اپا سے خود دراب کو لیتے بولی کیا ہوا ہے دراب کو کیوں رو رہا ہے ہمارا
شہزادہ۔۔۔جوان کے پکڑتے ہی چپ ہو گیا تھا اور اب بسکٹ کھاتے مسکرایا تھا
کہ سائمہ بیگم بولی میرے بچے کو بھوک لگی تھی نا۔۔۔۔کہ شہریار نے اٹھتے
دراب کو سائمہ بیگم کی گود سے لیا اور ریحانہ بیگم کو پکڑاتے بولا۔۔۔تائی امی یہ

اپکا پوتا ہے آج سے اپ سنبھالیں گی اسے۔۔۔اور میری مورے اب سے کسے کے بچے نہیں اٹھایں گی۔۔۔شہریار یہ کیا طریقہ ہے سائمہ بیگم نے اسے گھورتے کہا۔۔۔مورے دیکھیں میں اپ ہی کے لیے کہہ رہا ہوں اگر ان سب بچوں کو اپ کی عادت ہو گئی تو میرے بچے کون سنبھالے گا اور میں اپنے بچوں کے معاملے میں کسی ملازمہ پر بروسہ نہیں کر سکتا انہیں صرف اپ اور عشاء ہی اٹھائے گی۔۔۔شہری تمہارے بچے ہیں کہاں ابھی جب ہو گے تب اٹھاوں لو گی فلحال تو اسے دو مجھے۔۔۔اور اج تمہیں اپنے بچوں کی کسے سو جھی۔۔۔کہتے انہوں نے ایک نظر شہریار کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اور پھر عشاء کو جو مسکراتے ہوئے سر جھکا گئی۔۔۔شہری مطلب سائمہ بیگم نے خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات سے پوچھنا چاہا کہ شہریار بولا۔۔۔جی میری پیاری مورے اب اپکی بھی پروموشن ہونے والی گی کب تک دوسروں کے پوتے پوتا اتھائے گی اب تو باقی سب کی طرح اپ بھی دادی بنے والی ہیں۔۔۔ہائے ماشاءاللہ ماشاءاللہ کہتے سائمہ بیگم نے شہریار کا ماتھا چوما اور پھر اٹھتے عشاء کو بھی پیار کیا جس کا چہرہ لال گلاب ہوا ہوا تھا۔۔۔کہ رستم صاحب نے بھی مسکراتے ہوئے ان دونوں کو پیار

دیا اور بولے شکر ہے خدا کا جس نے ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب کیا۔۔۔ کہ پھر سب باری باری انہیں مبارکباد دینے لگے۔۔۔اور وہاب بولا واہ شہری لالا مطلب کل شادی ہوئی اور ایک ہی دن میں گڈ نیوز۔۔۔ کہ شہریار نے ہنسے ہوئے اسے گھورا اور بولا دیکھ لو بس۔۔۔ بھئی سب کی مورے دادی بن گئی تھی میری پیچھے کیسے رہ سکتی تھی۔۔۔ کہ زمان اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا شہری تھوڑا سا پیچھے اب بھی ہو تم۔۔۔وہ کیسے شہریار نے پوچھا تو زمان بولا دارم اور میرے ہوئے دو دو بچے اور تمہارا ایک۔۔۔ کہ شہریار بولا دارم کے تو دو ہیں آپکے دو کیسے۔۔۔۔ویسے ہی جیسے تمہارا ایک زمان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تو شہریار مسکراتے ہوئے بولا مطلب واہ لالا یعنی ہمارا بھالو بھی بڑا بھائی بننے والا ہے۔۔۔جی بلکل زمان نے کہا تو شہریار ہنسے ہوئے اس کے گلے لگا اور بولا بہت بہت مبارک ہو لالا اور خیر ہے اگر یہاں میں پیچھے رہ بھی گیا تو۔۔۔اور پھر سائمہ بیگم کو دیکھتے بولا بس مورے اپ نے پریشان نہیں ہونا ایک دن ہم ان سب سے آگے ہو گے۔۔۔ باقی سب مریم کو پیار دیتے ان باتوں پر ہنس رہے تھے۔۔۔ کہ سیال خان بولے بھئی ہمارے ہاں اتنی خوشیاں ائی ہیں۔۔۔ جلدی

سے نظر اتار و بچوں کی۔۔۔اور ملازم کو اواز دیتے بولے صدقے کا انتظام کرو۔۔۔

اج ملیحہ سفیان ایت اور وہاب کے ولیمے کی تقریب شہر میں رکھی گئی تھی۔۔۔ دونوں جوڑیاں سٹیج پر بیٹھی سج رہی تھی۔۔ سبھی گھر والے ملیحہ کو خوش دیکھ کر مطمئن تھے خاص کر طیبہ بیگم اور سیال خان کیونکہ وہی خاندان سے باہر شادی کرنے کے حق میں نہیں تھے۔۔۔واپسی پر ملیحہ سب گھر والوں کے ساتھ وہاب کے فلیٹ پر ہی اگئی تھی۔۔۔اب سب بیٹھے خوش گپوں میں مصروف شام کی چائے پی رہے تھے۔۔۔ صبح واپس انہیں سوات جانا تھا۔۔۔کہ طیبہ بیگم پیار سے ملیحہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولی۔۔۔ صبح پھر میری بچی مجھ سے اتنی دور ہو جائے گی۔۔۔ملیحہ ہنسی اور بولی مورے ویسے مجھے نہیں پتہ تھا اپ مجھ سے اتنا پیار کرتی ہیں۔۔۔یہ تو کوئی ماں کے دل سے پوچھے وہ اپنے بچوں سے کتنا پیار

کرتی ہے اور بیٹیوں کے بغیر تو گھر ویسے بھی سونا ہو جاتا ہے۔۔ طیبہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا۔۔۔ کہ دارم نے اپنے گود میں بیٹھی میں اپنی ننھی سی اپنی پرنسسز کو دیکھا۔۔۔ اور اسکے گرد اپنے بازوں کا حصار تنگ کرتے اس کے سر پر بوسہ دیا تو پاس بیٹھی رامین مسکرائی اور بولی دارم ہماری بیٹی ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔۔ کہ دارم اسے دیکھتے بولا ہاں تو بڑی بھی ہو گی تو میں جنت کی شادی نہیں کرواؤں گا۔۔۔ دارم کے اس جذباتی فیصلے پر رامین کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔ باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے تو رامین خود پر سوالیاں نظریں محسوس کرتے بولی دارم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ جنت کی شادی کبھی نہیں کرے گا۔۔۔ یہ سنتے باقی سب بھی ہنسے تھے۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی ایسا نہیں کہتے دارم اللہ ہماری بچی کے نصیب اچھے کرے۔۔۔ کہ دارم بولا آمین چھوٹی ماں لیکن میں اپنی پرنسسز کو خود سے دور نہیں بھیج سکتا۔۔۔ لیکن اگر ہماری پرنسسز کو شادی کرنی ہوئی دارم تو رامین بولی۔۔۔ اور پھر جنت کو دیکھتے بولی جنت دلہن بننا ہے نا۔۔۔ کہ جنت نے ماں کو دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا دلہن بننا۔۔۔ لو بھئی دارم تمہاری پلاننگ تو فیل ہو گئی شہریار نے دارم کو دیکھتے افسوس سے کہا۔۔۔ تو دارم بولا کوئی بات

نہیں میں گھر جمائی رکھ لوں گا۔۔۔ہے ناپر نسسز پھر میری جان بابا کو چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گی۔۔۔ہمیشہ بابا کے پاس رہے گئی۔۔۔جنت دارم کو دیکھتے اس کے گلے میں بازو ڈالتے بولی میلے بابا۔۔ہاں بابا صرف اپنی پر نسسز کے ہیں کہتے دارم نے اس کا گال چوما۔۔۔

جب کے باقی بس باپ بیٹی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔۔

وقت پر لگائے اڑا تھا۔۔۔زندگی عام معمول پر آگئی تھی۔۔۔اور ہمیشہ کی طرح شہریار اوپر سے کھڑا عشاء کو آوازیں دے رہا تھا۔۔۔کہ سائمہ بیگم عشاء کو تیزی سے اٹھتا دیکھ کر بولی۔۔۔عشاء سنبھل کر آرام سے جاؤ نہیں کوئی قیامت آگئی۔۔۔ایک تو اس لڑکے میں ذرا صبر نہیں ہے۔۔۔اس حال میں بھی میری بہو سے خوب بھاگ دوڑ کرواتا ہے۔۔۔کہ عشاء ان کی باتیں سنتے مسکراتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔کمرے میں آتے عشاء نے شہریار کو الماری میں گھسا دیکھ کر کہا جی تو جناب اب کیا نہیں مل رہا آپ کو۔۔۔بٹر فلائی میری بلیک ہڈی کہاں

ہے ؟؟؟ شہریار وہیں سامنے پڑی تھی ابھی کل ہی تو میں نے رکھی ہے دھلوا کر۔۔۔ کہتے عشاء نے اگے بڑھتے دو چار کپڑے اگے پیچھے کرتے بلیک ہڈی نکالتے اسے پکڑائی تو شہریار لب دبائے مسکرایا اور بولا بھئی تمہاری چھپائی چیزیں تمہیں ہی ملتی ہیں۔۔۔ میں کیوں چھپاؤں گی اپ کو ویسے ہی سامنے رکھی چیزیں بھی نظر نہیں اتی۔۔۔ اہ بٹر فلائے تمہارے ہوتے ہوئے۔۔ کہاں کچھ نظر اتا ہے مجھے شہریار نے مسکرا کر اسے چھڑتے کہا۔۔۔ تو عشاء اسے بس گھور کر رہ گئی۔۔۔ اور بولی کہیں جا رہے ہیں اپ۔۔۔ جی جان بہت ضروری کام ہے جلدی سے میری باقی چیزیں بھی دے دو۔۔۔ جلدی نکلنا ہے شہریار نے کہتے ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہوتے بالوں میں برش پھیرا۔۔۔ عشاء اسکی چیزیں اسے پکڑتے بیڈ سے گیلا تولیہ اٹھاتے بولی شہریار اب تو کچھ احساس کیا کریں میرا کتنا بھگاتے ہیں اپ مجھے اس حال میں بھی۔۔۔ شہریار نے گردن موڑے اسے دیکھا اور مسکرایا عشاء کا اٹھواں مہینہ چل رہا تھا جس وجہ سے وہ کافی گولو مولو ہو گئی تھی۔۔۔ کہ پھر بولا بٹر فلائی اتنی سی واک تمہیں کرنی چاہیے جو کہ تم نہیں کرتی۔۔۔ اسلیے اب یہی ایک طریقہ بچا ہے میرے پاس تمہیں

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چلانے کا۔۔۔ شہریار ررر اپ بہت خراب ہیں تھک گئی ہوں میں عشاء نے اس کے پاس کھڑے ہوتے شکوہ کیا تو شہریار مسکرایا اور بولا بٹر فلائی ایک تو تم۔۔۔ کہتے وہ رکا اور بولا ویسے بٹر فلائی تم بٹر فلائی رہی کہاں ہو۔۔۔ اب تو تم کیوٹ سی پیگویں لگتی ہو۔۔۔ شہریار اب اپ مجھے موٹا کہہ رہے ہیں عشاء نے منہ بناتے شکوہ کیا۔۔ کہ شہریار ہنسا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے اگے شیشے کے سامنے کھڑے کرتے بولا میری جان تم گولو مولو سی بھی بہت پیاری لگتی ہو دیکھو تو۔۔۔ شہریار نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے سر پر تھوڑی ٹکائے کہا۔۔۔ کہ عشاء نے نظر اٹھا کر ائینے کے عکس سے شہریار کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے محبت بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء بھی مسکرائی اور بولی اپ کی وجہ سے ہی میں موٹی ہوئی ہوں۔۔۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے اسکا گال چوما اور بولا جی نہیں اپ ہمارے بے بی کی وجہ سے موٹی ہوئی ہیں۔۔۔ شہریار یہ بے بی بہت شیطان ہے سارا دن کک کرتا ہے عشاء نے شہریار کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پیٹ پر رکھتے شکایت کی۔۔۔۔ شہریار ہنسا اور بولا دیکھو بے بی تمہارے دنیا میں انے سے پہلے ہی مجھے تمہاری شکایتیں ملنا شروع ہو گئی ہیں اور

دوسرا میری بیوی کو پریشان مت کیا کرو۔۔۔ورنہ تمہارے باہر اتے ہی ڈانٹ لگاؤں گا۔۔۔کہ بے بی نے پھر سے کک کیا تو شہریار کے ساتھ عشاء بھی ہنسی اور بولی اپ کا بے بی ہے اتنے ارام سے بات نہیں ماننے والا۔۔۔انے دو بے بی کو دنیا میں دیکھ لوں گا اسے بھی کہتے شہریار نے عشاء کا رخ اپنی طرف کیا اور بولا بٹر فلائی اب تم اپنا اور ہمارے بے بی کا خیال رکھنا اور تھوڑی بہت واک بھی کر لینا۔۔۔اور اچھے سے کھانا کھانا کوئی نخرے اور بدپرہیزی نہیں۔۔۔مجھے مورے سے شکایت نہ ملے او کے کہتے شہریار نے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔کہ۔۔۔عشاء بولی او کے لیکن اپ جلدی ایئے گا۔۔۔جو حکم بیگم صاحبہ شہریار نے سر کو خم دیتے کہا اور بولا دعا کرنا میں جلدی کامیاب ہو جاؤں اپنے مقصد میں پھر اجاؤں گا۔۔۔انشاءاللہ اپ کامیاب ہوں گے عشاء نے مسکراتے ہوئے کہا تو شہریار بھی ایک اخری الودائی نظر اس پر ڈالتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

امی مجھے بھی تو کچھ کرنے دیں کب سے اپ کچن میں لگی ہوئی ہیں ملیحہ نے کچن میں اتے زینت بیگم کو کام کرتا دیکھ کر کہا۔۔۔ نہیں بالکل نہیں ملیحہ تم ارام سے بیٹھو زینت بیگم نے اسے وارن کرتے کرسی طرف اشارہ کیے کہا۔۔۔ لیکن امی ملیحہ بولی۔۔۔ لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔ بیٹا تمہیں ارام کرنا چاہیے اور ڈاکٹر نے کیا کہا ہے بہت کمزوری ہے تمہیں اس لیے یہ انار کا جوس پیو تا کہ تم میں طاقت ائے۔۔۔ امی میرا دل نہیں چاہ رہا ملیحہ نے منہ بناتے کہا۔۔۔ تو زینت بیگم نے اسے گھورا اور بولا ایسے لاؤ گے تم میرے پوتی یا پوتے کو دنیا میں۔۔۔ اور دیکھ لو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو سفیان دوسری شادی کر لے گا۔۔۔ اللہ نہ کرے امی وہ کیوں دوسری شادی کریں گے ملیحہ نے شکوہ کیا تو۔۔۔ زینت بیگم مسکرائیں (جانتی تھی ملیحہ بہت محبت کرتی ہے سفیان سے اور اسکے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتی۔۔) اور بولی میں بھی نہیں چاہتی اس لیے چلو شاباش جوس پیو۔۔۔ ملیحا نے جوس کا گلاس اٹھاتے لبوں سے لگایا اور بولی امی ویسے اسے بلیک میلنگ کہتے ہیں۔۔۔ تو زینت بیگم ہنستے ہوئے بولی مجھے پتہ ہے بیٹا کس وقت کس طرح اپنی بات منوانی ہے۔۔۔ اور پھر ایک نظر گھڑی پر ڈالتے بولی یہ اج اب تک سفیان

اوراس کے باباائے کیوں نہیں ویسے توروز جلدی اجاتے ہیں۔۔۔کہ ملیحہ مسکرائی اور بولی امی وہ روز سات بجے ہی اتے ہیں اج بس اپکوانتظار ہے ان کا۔۔۔ ہاں نامیں بہت خوش ہوں ملیحہ اور دیکھنا وہ دونوں بھی یہ خبر سنتے خوشی سے پھولے نہیں سمائے گئے اور سفیان کو تو یقین ہی نہیں ائے گا۔۔۔اخراتنی بڑی خوشی اللہ نے ہمیں دیکھنے نصیب کی ہے۔۔۔انکی باتیں سنتے ملیحہ مسکرائی تھی سفیان کے رد عمل کو سوچتے ہی وہ شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ایک ہفتے سے ملیحہ کی طبیعت بار بار خراب ہو رہی تھی لیکن وہ ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی تھی اج زینت بیگم زبردستی اسے ڈاکٹر کے پاس لے کے گئی کیونکہ صبح سے اسے بار بار وومٹ ہو رہی تھی۔۔۔پہلے تو انہیں لگا شاید کوئی معدے وغیرہ کا مسئلہ ہوگا لیکن پھر ڈاکٹر نے انہیں خوشی کی خبر سنائی اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ ملیحہ تھوڑی کمزور ہے خون کی کمی ہے اسے جس وجہ سے اس کا تھوڑا زیادہ خیال رکھنا پڑے گا۔۔۔

وہاب۔۔۔وہاب اٹھ بھی جاؤاب۔۔۔دیکھواج میں نے خود تمہارے لیے ناشتہ بنایاہے ایت اسکا کندھاہلاتے بولی۔۔۔وہاب نے اسے انکھیں کھولتے دیکھااور بولا کیا بات ہے بھئی اج سورج کہاں سے نکلاہے میری جان جواپ نے اپنے قدم کچن میں رکھے۔۔۔

وہاب سورج وہیں سے نکلاہے جہاں سے روز نکلتا ہے لیکن اگر تم نہیں اٹھے تو کل کاسورج تم دیکھ پاتے ہویانہیں اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔۔۔کہتے ایت بال جھٹکتے کمرے سے نکلی تھی جبکہ وہاب ہنستاہوافریش ہونے چلا گیا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔اور وہاب سکون سے ناشتہ کر رہاتھا کہ ایت بولی وہاب کھائے جارہے ہو کم سے کم میری تعریف ہی کردو۔۔۔کس بات کی تعریف جانم میں نے ہی سکھایاہے یہ سب۔۔۔۔اور فال میں نے بنایاہے کہتے ایت نے اس کے سامنے سے پلیٹ کھینچی۔۔۔تو وہاب اسے دیکھتے مسکرایااور بولا بہت اچھابناہے یار بہت اچھا۔۔۔اب مجھے سکون سے ناشتہ کرنے دوایک عرصے بعد کسی اور کے ہاتھ کابناناشتہ کررہاہوں ورنہ روز خود ہی اٹھ کر بناناپڑتاہے۔۔۔اس کے منہ بناکر کیے شکوے پر ایت کھلکھلاکر ہنسی وہ سچ کہہ رہا

تھا وہاب روز ایت کے لیے اور اپنے لیے ناشتہ بناتا۔۔۔اور پھر دونوں یونیورسٹی جاتے۔۔۔ایت نے بھی یونیورسٹی میں ایکسپیرینس کے لیے ٹیچنگ سٹارٹ کی تھی۔۔۔ لیکن اب وہ ہاسپٹل سٹارٹ کرنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔ وہاب اج چھٹی ہے تو ہم کہیں گھومنے چلتے؟؟ ایت سنڈے ارام کے لیے ہوتا ہے سکون سے بیڈ پر لیٹ کر کوئی مووی دیکھتے انجوائے کریں گے باہر کیوں جانا ہے۔۔۔وہاب تم ہر سنڈے ایسے ہی کہتے ہو ایت نے منہ پھلائے شکوہ کیا۔۔۔ کہ وہاب بولا ایت دیکھو پچھلے سنڈے میں نے تمہاری بات مانی تھی اسلئے یہ سنڈے میرا ہے۔۔۔اوکے ایت نے اترے چہرے کے ساتھ کہا تو وہاب بولا اچھا ٹھیک ہے رات کا ڈنر باہر کرنے چلے گے۔۔۔اوکے ائی لو یو وہاب کہتے ایت اسکا گال چومتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ کہ وہاب مسکرایا اور بولا ایک اچھی سی چائے بنا کر روم میں لے اؤ ائی لو یو کا جواب بھی وہیں دوں گا تمہیں۔۔۔جی نہیں مجھے بڑے کام ہیں ابھی تم جاؤ روم میں اور دیکھو مووی۔۔۔اور مجھے نہیں چاہیے کوئی جواب۔۔۔ارے ایسے کیسے جواب نہیں چاہیے اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں جو بھی ہے صبح میڈا کر دے گی تم روم میں اؤ کہتے وہاب کمرے میں چلا گیا۔۔۔ کہ

ایت مسکراتے ہوئے برتن سمیٹتے بولی پہلی بیوی ہوں جواپنے شوہر کوائی لویو کہہ کر پھنس گئی ہے۔۔۔

امی اج کھانے میں اتنا سب کچھ کوئی ارہاہے کیا سفیان نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے پوچھا۔۔ کہ زینت بیگم مسکراتے ہوئے جمال صاحب کے پاس بیٹھے بولی ہاں بہت ہی خاص مہمان انے والا ہے۔۔۔اچھاتو پھر بعد میں ان کے ساتھ ہی کھانا کھالیتے ہم بھی سفیان نے کہاتو زینت بیگم مسکرائی اور بولی ارے نہیں نہیں۔۔۔ اسے انے میں تو ابھی بہت وقت ہے۔۔۔۔توامی پھر اپ نے ابھی اتنا اہتمام کیوں کیا سفیان نے پوچھا؟؟؟تو زینت بیگم مسکراتے ہوئے بولی بتائے تو بہت خاص ہے۔۔۔کہ جمال صاحب بولے بیگم ایسا بھی کون انے والا ہے جو اتنا خاص ہے اور اپ اتنی خوش۔۔۔کیا بتاو میں اپکو جمال ہمارے گھر ایک ننھا مہمان انے والا۔۔۔اپ دادا بنے والے ہیں اور میں دادی۔۔۔کہ جمال صاحب بولے کیا اپ سچ کہہ رہی ہیں۔۔۔جی جی یہ کوئی بات ہے مذاق کرنے والی زینت بیگم نے

مسکراتے ہوئے خوش سے کہا۔۔۔ کہ سفیان نے کچھ حیران ہوتے چہرہ موڑے اپنے ساتھ سر جھکائے بیٹھی ملیحہ کو دیکھا جو لال گلاب بنی ہوئی تھی۔۔۔ ملیحا نے بھی نظر اٹھا کر ایک بار سفیان کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے واپس نظریں جھکا گئی۔۔۔

جمال صاحب نے اٹھتے ملیحہ کے سر پر پیار دیا اور سفیان کے گلے لگتے بولے میں بہت خوش ہوں بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ تھینک یو بابا کہتے وہ زینت بیگم کے گلے لگا انہوں نے بھی دونوں کو ڈھیروں دعائیں دی کھانا خوش گوار ماحول میں انے والے مہمان کی باتیں کرتے کھایا گیا۔۔۔

کمرے میں اتے سفیان نے مڑتے ملیحہ کو گھورا اور بولا بیگم صاحبہ اپ نے مجھے یہ گڈ نیوز خود کیوں نہیں دی۔۔۔ میں کیسے بتاتی سفیان ملیحا بولی۔۔۔ کیسے بتاتے ہیں سفیان نے کہا۔۔۔۔ سفیان اپ سمجھیں ناوہ۔۔۔ وہ مجھے بہت شرم ارہی تھی ملیحا نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ سر جھکائے کہا۔۔۔ اچھا اور اپکو اتنی شرم آ کیوں رہی تھی۔۔۔ سفیان نے دو قدم ملیحا کی طرف بڑھاتے اس کی کمر کے گرد حصار باندھتے اپنے ساتھ لگاتے پوچھا۔۔۔ پتہ نہیں۔۔ سب کیا سوچیں گے

سفیان اپکو شرم نہیں آ رہی ملیحہ نے کچھ ہچکچاتے کہا کہ سفیان ہنسا اور بولا آتو رہی ہے یار اسلیے تو کہہ رہا تھا پہلے مجھے بتاتی میں پری پیئرتو ہوتا۔۔۔ملیحا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر کھلکھلائی کر ہنستے بولی مجھے بھی اج ہی پتہ چلا اور میں فون پر اپ کو کیسے بتاتی۔۔۔ہاں یہ بھی ہے سفیان نے کہا تو ملیحا بولی۔۔۔اپ خوش نہیں ہیں کیا۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے میں بہت بہت خوش ہوں لیکن یہ خبر تھوڑی اچانک ملی تو سمجھ نہیں ایا کیسے ریکٹ کر وہ بھی امی ابو کے سامنے۔۔۔خیر چھوڑو یہ سب اور مجھے بتائیں اپکو اتنی ویکنیس کیوں ہے؟؟ پتہ نہیں ملیحا نے بیچارا سا منہ بنا کر کہا تو سفیان بولا لیکن مجھے پتہ ہے یہ جو چڑیا جتنا کھاتی ہیں نا اپ اسی کیا اثر ہے۔۔۔سفیان اب ایسا بھی نہیں ہے ملیحا نے منہ بنایا کہ سفیان اسے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بولا ملیحا اب اپ اپنی ڈائٹ کا خیال رکھیں گی میں نہیں چاہتا میری پیاری سی بیگم صاحبہ کو کوئی تکلیف ہو۔۔۔اوکے۔۔۔اوکے کہتے ملیحا مسکراتے اس سے دور ہونے لگی تو سفیان نے اسے انکھیں دکھائی۔۔۔کہ ملیحا فورا بولی امی نے کہا اب سے اپ میرے ساری باتیں مانیں گے اور مجھے انکھیں بھی نہیں دکھائے گے۔۔۔کہ سفیان ہنستے ہوئے بولا میری

جان پہلے میں نے اپ کی کون سی باتیں نہیں مانی اور کچھ بھی ہو میں اپنے پیار پر کوئی کمپرومائز نہیں کروں گا کہتے وہ نرمی سے ملیحا کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔سفیان کے دور ہوتے ملیحا اسکے سینے سے لگتے اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔تو سفیان مسکراتے ہوئے بولا اپ نے مورے کو بتایا۔۔۔کہ ملیحہ نے اسے لگے ہی نفی میں سر ہلایا تو سفیان بولا چلیں ائیں انہیں کال کرتے ہیں۔۔۔اور ان کو بھی اس خوشی میں شامل کرتے ہیں۔۔۔۔

جلال تمہیں یہاں نہیں انا چاہیے تھا۔۔۔ظفر شاہ نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔کہ جلال شاہ بولا اخر کب تک میں اپنے گھر سے دور رہوں۔۔۔لالا بات کو سمجھیں اور اگر اپ میرا ساتھ دیں تو وہ شہریار خانزادہ کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔اور ویسے بھی اب میں شادی کرنا چاہتا ہو۔۔۔اپنی بیوی کو یہاں حویلی میں لا کر خوش رہنا چاہتا ہو۔۔۔ٹھیک ہے جلال لیکن تمہاری یہ اخری غلطی سمجھ کر میں معاف کر رہا ہوں۔۔۔اور جتنا ہو سکے تم شہریار سے دور رہنا پھر دیکھتا ہوں میں ہم کیا کر

سکتے ہیں۔۔۔ ظفر شاہ نے اٹھتے جلال شاہ کو وارن کرتے کہا۔۔۔ تو جلال شاہ مسکرایا اور بولا جواب کا حکم لالا۔۔۔ وہ جس مقصد سے ایا تھا اس سے ظفر شاہ بھی انجان تھا۔۔۔

بابا ادھر رونان کو ہائے ہوئی اور رونے لگا۔۔۔ جنت دارم کے بازو پر سر رکھے لیٹی اج سکول میں روحان کو لگنے والی چوٹ کا بتا رہی تھی۔۔۔ جنت اور روحان نے سکول جانا شروع کر دیا تھا اسلیے اب جنت کے پاس ڈھیر ساری باتیں ہوتی اپنے ماما بابا کو سنانے کے لیے۔۔۔ اور اس وقت بھی وہ دارم کو روحان کے چوٹ لگنے اور رونے کا بتا رہی تھی۔۔۔ اہو وہ زیادہ تو نہیں رویا روحان دارم نے افسوس کرتے پوچھا۔۔۔ بہت رویا بابا۔۔۔ خون بھی نکلا تھا جنت نے مزید بتایا جنت اب پہلے سے کافی صاف بولنے لگی تھی۔۔۔ دارم کو پتہ تھا روحان کو چوٹ لگی ہے اور وہ روحان کا حال چال بھی پوچھ ایا تھا لیکن پھر بھی وہ جنت کے بتانے پر ہمیشہ کی طرح اس کی باتیں بھرپور پوری توجہ سے سنتے اسے مزید سوال جواب

کر رہا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید باتیں کرتے دراب بیڈ کے پاس کھڑے شور مچاتے بابابابا کہتے اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔دراب نے اب بولنا اور تھوڑا بہت چلنا بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔دارم نے کروٹ بدلتے اسے اٹھاتے بیڈ پر رکھا تو وہ ہنستے ہوئے جنت اور دارم پر چڑھا۔۔۔جنت کھلکھلائی اور دارم مسکرایا اسے اپنے سینے پر بیٹھا دیکھ کر۔۔۔اور بولا ہاں جی تو کوئی بات کرنے ہے تمہیں بھی دراب خانزادہ؟؟ بابا کہتے دراب مسکراتے ہوئے دارم کے سینے پر لیٹ گیا تو دارم نے اس کا سر چوما کہ جنت دارم کا منہ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے بولی میلے بابا۔۔۔دارم مسکرایا اور جنت کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولا بابا صرف اپنی پرنسسز کے ہیں۔۔۔کہ چینجنگ روم سے نکلتی رامین بولی بس دونوں کو بابا چاہیے ماں کی ضرورت ہی نہیں ہے کسی کو حالانکہ کام ان دونوں کے سارا دن مما کرے۔۔۔اس کے شکوہ پر دارم مسکرایا اور بولا مجھے ضرورت ہے نا ان کی مما کی۔۔۔اس کے بے اختیار اظہار پر رامین کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ مسکراتے ہوئے ان کے قریب بیڈ پر لیٹی۔۔۔تو جنت کروٹ لیتے رامین کے بازو کھولتے ان میں سمائی۔۔۔اور بولی میلی پیالی مما۔۔۔

اسکے انداز پر رامین نے مسکراتے اسکا گال چوما اور پھر دارم کو دیکھتے مسکرائی دارم بھی مسکرایا۔۔۔ کتنا مکمل منظر تھا۔۔۔ کہ پھر کچھ ہی دیر میں بچے سو گئے تو دارم انہیں اٹھاتے ان کے کمرے میں لیٹا کر واپس اتے رامین کے پاس بیڈ پر نیم دراز ہوا۔۔۔ رامین نے سرکتے اس کا بازو کھولتے اپنا سر اس پر رکھا۔۔۔ دارم نے مسکراتے رخ رامین کی طرف کیا ہے اور اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔۔ تم بہت اچھے ہو دارم کہتے رامین اس کے سینے پر سر رکھ گئی کہ دارم مسکراتے اوئے بولا ابھی جو ضروری بات میں نے تم سے کرنی ہے اس کے بعد بھی اگر تم کہتی ہو کہ دارم تم بہت اچھے ہو تو میں مان لو گا۔۔ تم ائرلینڈ نہیں جاؤ گے رامین نے سر اٹھاتے اسے وان کیا۔۔۔ کہ دارم ہنسا اور بولا جان من ضروری کام ہے پر امس جلدی واپس اجاؤ گا۔۔۔ نہیں دارم تمھارے بچے مجھے بہت تنگ کرتے ہیں پیچھے رامین نے منہ بناتے کہا۔۔۔ تو دارم بولا بچے تو تمہارے تھے نا اور تم میری۔۔۔ نہیں بچے بھی تمہارے اور بھی رامین نے واپس سر اس کے سینے پر رکھتے کہا۔۔۔ تو دارم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ صرف کچھ دن کی بات ہے میری جان دارم نے اس کا گال چومتے ماننے کی ایک اور

کوشش کی۔۔۔تو رامین بولی نہیں دارم میرا دل بہت گھبرا رہا۔۔اس کا علاج میں ابھی کر دیتا ہو کہتے دارم نے اپنا شدت بھرا لمس اس کے چہرے پر بکھرا۔۔۔رامین شور مچاتے بولی یہ اچھا طریقہ ہے مجھے چپ کرانے کا میری اواز کو دبانے کا لیکن میں اس بار پورا پورا احتجاج کرو گی۔۔۔دارم چھوڑو مجھے۔۔۔ جان من چھڑ والو چھڑوا سکتی ہو تو اور اس بار مان جاوا گی بار سے احتجاج کی نوبت نہیں ائے گی۔۔۔تم ہر بار یہی کہتے ہو دارم رامین نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرتے شکوہ کیا تھا۔۔۔یہ آخری بار تھا میری جان اور اب مزاحمت مت کرنا۔۔۔دارم یہ بھی تم ہر بار ہی کہتے ہو اس پہلے رامین مزید کچھ کہتی کے دارم نے پھر اپنے انداز میں اسے خاموش کروایا۔۔۔اور ہمیشہ کی طرح رامین ہار گی۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو سر ہم کامیاب ہو گئے۔۔۔بوس ایم کے ایک ٹیم ممبر نے کہا تو وہ مسکرایا اور بولا۔۔۔یہ ایک بڑی جنگ تھی جو ہم نے جیت لی۔۔ مگر ایسے

نہ جانے اور کتنے علاقے اور سٹیھ جیسے لوگ معصوم بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بناتے ہیں۔۔۔۔ابھی بہت لمبا سفر ہے جو ہمیں طے کرنا ہے۔۔۔جی سر سب نے باس ایم کو دیکھتے ایک عزم سے کہا تھا۔۔۔کہ بوس ایم بولا چلو اب پولیس اتی ہوگی۔۔۔جی سر کہتے وہ باری باری سیٹھ کی لاش کو پھلانگتے باہر نکلتے گئے۔۔۔کہ بوس ایم نے مسکراتے ہوئے پیچھے مڑتے اپنی جیب سے گیس بوم وہاں پھینکا اور مسکراتے ہوئے دھوئے میں ایک نظر اندر داخل ہوتے انسپیکٹر ولید کو دیکھا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔ولید بھی مسکرایا اور اس کے ہاتھ نا آنے کا افسوس کرتے لاش کو اپنی ٹیم کی مدد سے اٹھاتے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

من تمہیں ایک گڈ نیوز دینی ہے دارم نے کمرے میں اتے کہا۔۔۔رامین جو دارم کا بیک پیک کر رہی تھی جانے کے لیے منہ بناتے بولی اب کیا ہے؟؟یہی کہ تم میرا بیگ فضول میں پیک کر رہی ہوں میں تو کہیں نہیں جا رہا البتہ تم مجھے زبردستی بھیج رہی ہو۔۔۔مسکرا کر کہتے رامین کے ہاتھ میں پکڑی اپنی شرط واپس

المار ی میں رکھتے دارم بولا۔۔کیا سچ میں رامین نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔کیونکہ اج سے پہلے دارم نے کبھی اپنا کہیں جانے کا پروگرام یوں کینسل نہیں کیا تھا؟؟؟ جی جان من جس میٹنگ کے لیے مجھے جانا تھا وہ اب ان لائن ہو گئی۔۔۔اور اس پروجیکٹ کے پورا ہونے سے پہلے میں کہیں نہیں جا سکتا۔۔۔تھینک گاڈ کہتے رامین اس کے سینے سے لگی۔۔۔کہ دراب چینجنگ روم کے دروازے پر کھڑا ہوتے بولا ماما بابا۔۔۔دونوں ایک دوسرے سے دور ہوئے کہ دارم بولا مطلب ہمارے بچے ماں باپ کو ساتھ دیکھ ہی نہیں سکتے۔۔۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو کہتے وہ دونوں ہنسے۔۔۔کہ دراب انہیں مسکراتا دیکھ انکے قریب ایا تو دارم نے اسے اٹھاتے اسکا گال چوما اور بولا بابا اپنے لڈو کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہے۔۔۔تم بھی یہی چاہتے تھے نا کہ دراب تو بس اپنے چار دانتوں کی نمائش کرتے انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔

ایت اور وہاب بھی اسلام اباد سے ائے ہوئے تھے خوب رونق لگی ہوئی تھی اج پھر حویلی میں ناشتے کے بعد چائے کے دوران سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

کہ کچن سے اتی طیبہ بیگم بولی یہ میوے والے لڈو ہیں کھاو تم دونوں اس سے ماں اور بچا دونوں ہی بہت صحت مند رہتے۔۔۔پلیٹ میں پانچ چھ لڈو رکھے مریم کی طرف بڑھائے اور بولی عشاء کو بھی دے دو۔۔۔اب تقریبا طیبہ بیگم کا رویہ بھی عشاء کے ساتھ بہتر ہو چکا تھا جس کی بڑی وجہ ملیحا کی خوشحال زندگی تھی اتنی پر سکون اور خوشحال تو وہ شاید شہر یار کے ساتھ شادی کے بعد بھی نہ ہوتی جتنی مطمئن اب تھی وہ اپنی زندگی سے۔۔۔اور اب طیبہ بیگم کو یہ بات سمجھ ارہی تھی کہ خدا کیے فیصلے انسان کے بنائے منصوبوں سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں اگر خدا نے ان سے ان کا شوہر لیا تھا تو ان کے بچوں کو بہترین زندگی سے نوازا تھا۔۔۔مریم نے تو خاموشی سے چائے کے ساتھ لڈو کھا لیا جبکہ عشاء نے منہ بناتے ادھا ہی کھایا اور ادھا واپس رکھ دیا طیبہ بیگم بولی لڑکی پورا لڈو ختم کرو میں یہیں بیٹھی ہوں۔۔۔کہ عشاء نے سارا لڈو فورا منہ میں رکھی لیا وہ اج بھی طیبہ بیگم سے

ڈرتی تھی باقی سب دبادبانمودار ہوئی اس کی اس حرکت پر۔۔۔جبکہ دراب طیبہ بیگم کے پاس کھڑا ہوتے بولا لدو (لڈو) تمہیں بھی لڈو کھانا ہے طیبہ بیگم نے پیار سے پوچھا تورامین کھلکھلا کر ہنسی اور بولی چچی اپ بار بار لڈو کہہ رہے ہیں تو یہ سمجھا شاید اپ اسے بلا رہی ہیں۔۔۔دارم اسے لڈو کہتا ہے اسی لیے۔۔۔طیبہ بیگم بھی ہنسی اور دراب کو اٹھاتے اپنی گود میں رکھتے بولی ہمارے اصلی لڈو تو تم ہی ہو۔۔۔میرا شہزادہ بیٹا اللہ تمہاری پھوپھو کو بھی تم جیسا پیارسا لڈو دے دے۔۔۔سب نے امین کہا تو طیبہ بیگم نے تھوڑا سالڈو اٹھاتے دراب کے ہاتھ میں پکڑایا جواب مزے سے بیٹھا کھا رہا تھا۔۔۔ایت میں تمہیں لڈو بنا کر دوں گی تم ملیحہ کو دے دینا بلکہ تمہارے لیے بھی بناؤں گی تم بھی کھایا کرو۔۔۔میں کیوں چچی ایت نے پوچھا تو طیبہ بیگم بولی ہوسٹل رہ رہ کے تم دونوں نے اپنی جان دیکھی ہے۔۔۔سوکھ کر کانٹا بنی ہوئی ہو۔۔۔اس محترمہ کو بھی ڈاکٹر نے کمزوری بتائی ہے کل کو تمہیں بھی کمزوری بتا دیں گے پہلے ہی جان بنا لو۔۔۔جی جی چچی وہ فوراً مان گئی ورنہ اج طیبہ بیگم سے خیر نہیں تھی۔۔۔طیبہ بیگم کو شروع سے ہی کھانا بنانا پسند تھا حویلی میں کچن کا ذمہ ہمیشہ سے ان پر تھا کیونکہ وہ یہ کام خود بھی

بہت خوشی سے کرتی باقی سب ان کی مدد کرتے لیکن کھانا کیا بنے گا کیا منگوانا ہے سب وہی طے کرتی تھی۔۔۔

اتنے میں باہر سے بھاگتا ہوا ملازم ایا اور بولا دارم لالا ذرا بات سنیے گا۔۔۔

ملازم کو پریشان دیکھتے دارم باہر نکلا اور پھر اس کے بعد جو خبر ملازم نے اسے دی دارم کے پیروں تلے زمین نکلی اور وہ وہاب کو اواز دیتے بولا وہاب باہر او۔۔۔وہاب اٹھ کر فوراً اسکے پیچھے ایا کہ سائمہ بیگم بولی اللہ خیر کرے۔۔۔

وہاب کو انہی قدم واپس لوٹتے دیکھ کر ریحانہ بیگم بولی کیا ہوا وہاب سب ٹھیک ہے؟؟؟جی مورے سب ٹھیک ہے کہتے وہاب مریم کو دیکھتے بولا بھابھی زمان لالا کہاں ہیں۔۔۔کمرے میں ہیں مریم نے بتایا۔۔۔اچھا کہتے وہ تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔اور چند ہی لمحوں بعد زمان ہاتھ میں گنز پکڑے ہڑبڑی میں اوپر سے نیچے ارہا تھا جس کے پیچھے وہاب تھا۔۔۔اخر ہوا کیا ہے تم لوگ ہمیں بتا کیوں نہیں رہے سکینہ بی بی کچھ غصے سے بولی۔۔۔کچھ نہیں ہوا دادی سائیں بس ایک چھوٹا سا مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔ہم تھوڑی دیر میں اتے ہیں۔۔اور وہاب تم گھر پر ہی رہو۔۔۔لیکن لالا اس سے پہلے وہاب کچھ کہتا کہ

زمان مڑ کر غصے سے اسے دیکھتے اونچی اواز میں بولا میں کہہ رہا ہوں ناوہاب گھر رہو یہاں بھی تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے کہتے وہ گاڈز کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ یااللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے وہاب ہوا کیا ہے تم بتاؤ تو صحیح ایت اس کے قریب اتے بولی۔۔۔ ایت زمان لالا نے کہا نا بس ایک چھوٹا سا مسئلہ ہو گیا ہے اور اب مزید کوئی سوال نہیں کہتے وہاب بھی ٹی وی لاؤنج سے باہر نکلتے بولا اور میرے پیچھے کوئی بھی مت انا۔۔۔ کس کا جھگڑا ہوا ہے وہاب یہ تو بتاوایت کے پوچھنے پر بھی وہ نکلتا چلا گیا۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی شہری۔۔۔ شہر یار کو فون کرو۔۔۔ وہ کہاں ہے یہ تینوں گھر پر ہیں تو شہری ہی باہر ہے۔۔۔ یااللہ شہر یار کیا کرتے ہو سائمہ بیگم نے صوفے کا سہارا لے کر بیٹھتے اپنا سر پکڑے روتے ہوئے کہا۔۔۔ کہ عشاء کے چہرے پر سایہ لہرایا اور روتے ہوئے بولی شہر یار فون نہیں اٹھا رہے مورے۔۔۔ کوئی بات نہیں عشاء ہو سکتا ہے وہ کہیں مصروف ہو۔۔۔ اور ویسے بھی وہ تو شہر سے باہر گیا تھا نا۔۔۔ گاؤں میں تو ایسے ہزار مسئلے ہوتے رہتے تم رو نہیں ورنہ تمہارے طبیعت خراب ہو جائے گی ارام سے بیٹھو

یہاں رامین نے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔اور بولی میں دوبارہ ٹرائی کرتی ہوں شہری یا دارم کو فون۔۔۔اللہ خیر کرے گا۔۔۔

وہ خوشگوار موڈ میں گاؤں کی سرحد پار کرتے اندر داخل ہوا کیونکہ وہ اپنے مشن میں کامیاب لوٹا تھا اور یہ اسکے لیے بہت بڑی اچیومنٹ تھی اور اب اس نے سوچ لیا تھا جب تک ان کا بے بی دنیا میں انہیں جاتا وہ عشاء کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔۔۔مگر اس بات سے انجان کہ زندگی اسے یہ موقع دے گی بھی یا نہیں!!! گاؤں میں بنے پل پر گاڑی جوں ہی پہنچی تو سامنے بلیک مرسیڈز اس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔۔۔دو تین ہارن کے بعد بھی جب گاڑی کے مالک نے اسے نہیں ہٹایا تو شہریار کے ماتھے پر بل پڑا۔۔۔اور وہ اپنی کار کا دروازہ کھولتے باہر نکلا۔۔۔ لیکن سامنے گاڑی سے نکلتے مسکراتے ہوئے جلال شاہ کو دیکھتے اس کا خون کھول اٹھا۔۔۔شہریار ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔۔اور اس کا گریبان پکڑتے گاڑی کے ساتھ لگاتے بولا بے غیرت انسان میں کب سے تجھے ڈھونڈ رہا تھا کس

بل میں چھپ کر بیٹھا تھا میرے خوف سے۔۔۔ کہ جلال شاہ مسکراتے ہوئے بولا تیرا خوف شہریار خانزادہ تیرا جس کی ناک کے نیچے سے اسکے کمرے سے میں اس کی بیوی اڑا لایا۔۔۔اور اب بھی میں خود تیرے سامنے ایا ہوں ورنہ اب تک تو۔۔تو مجھے ڈھونڈ نہیں سکا تھا۔۔

شہریار نے اس گاڑی سے دور کرتے زمین پر پھینکا اور مارنا شروع کر دیا۔۔۔ جلال شاہ نے ایک دو دفعہ مزاحمت کی لیکن خاموشی سے مار کھاتا رہا۔۔۔ کہ شہریار نے اسے بے حال کرتے اپنی جیب سے گن نکالتے اس پر تانی اور بولا اج میں تیرا قصہ ہی ختم کردوں گا۔۔۔تجھے بھی تو پتہ چلے شہریار خانزادہ سے ٹکرانے والوں کا انجام۔۔۔اس سے پہلے شہریار اسے گولی مارتا کہ کسی نے اسکے ہاتھ پر گولی چلادی۔۔۔ شہریار کے ہاتھ سے گن چھوٹ کر زمین پر گری کہ اپنے ہاتھ سے نکلتے خون پر دوسرا ہاتھ رکھتے شہریار نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ظفر شاہ تھا۔۔۔ کہ زمین پر پڑے جلال شاہ نے مسکراتے ہوئے شہریار کو دیکھا اور بولا تجھے کیا لگا تھا کہ میں تیرے سامنے اگر خود ایا ہوں تو بغیر تیاری کے اگیا۔۔۔ کہ

شہر یار اپنے بازو کا درد برداشت کرتے بولا مجھے پتہ ہے بے غیرت اتنی ہمت نہیں تجھ میں سارے کتے مل کر مجھ سے بھڑنے ائے ہو۔۔۔

کہ ظفر شاہ بولا شہر یار میں تجھے ایک اخری موقع دیتا ہوں چلا جا یہاں سے۔۔۔اور وعدہ کر تو جلال کو کچھ نہیں کہے گے۔۔۔لعنت ہو تجھ پر اور تجھ جیسے گھٹیا لوگوں سے کیے جانے والے وعدوں پر۔۔۔کہتے شہر یار نے زمین پر پڑی اپنی گن کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ جلال شاہ جو زمین پر پڑا تھا اس نے پاؤں سے گن کو ٹھوکر مار دی۔۔۔شہر یار نے غصے سے جلال شاہ کی ٹانگ پر زور سے اپنا پاؤں مارا تو وہ درد سے چیخا۔۔۔ظفر شاہ نے شہر یار کی ٹانگ پر گولی چلائی کہ شہر یار لڑکھڑاتے پیچھے گاڑی کے سہارے پہ کھڑا ہوا اور لمحے میں گن اٹھاتے اس نے ظفر شاہ کی پیر پر فائر کیا ظفر میں تجھے اخری موقع دیتا ہوں چلا جا یہاں سے میری تجھ سے کوئی دشمنی نہیں۔۔۔کہ ظفر شاہ نے درد کو برداشت کرتے ایک لمحہ ضائع کیے بنا گولی چلا دی جو سیدھا شہر یار کے کندھے پر لگی اور دوسری سینے پر اور ساتھ ہی شہر یار زمین پر گرا۔۔۔انکھیں بند ہونے لگی۔۔۔کہ ظفر شاہ بولا میں نے تجھے صلح کا ایک اخری موقع دیا تھا شہر یار خانزادہ۔۔۔لیکن افسوس تو نے

ضائع کردیا اب مجھے تجھے مارنا پڑے گا تیری طرح میں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔۔۔ ظفر شاہ پاگل ہو گئے ہو رک جاو کہتے دارم نے بھاگ کراتے گولی اس کے پسٹل والے ہاتھ پر چلائی جواب بھی شہریار پر گن تانے کھڑا تھا۔۔۔ شہریار کے کانوں میں پڑھنے والی اخری اواز دارم کی تھی۔۔۔ اور آخری منظر دھندلا یا ہوا نیلا اسمان اور عشاء کا انے سے پہلے والا مسکراتا ہوا چہرہ اور بھرا بھرا وجود۔۔۔ اسکے بعد بس خاموش اور بند ہوتی انکھوں کے سامنے انے والا اندھیرا تھا۔۔۔ دارم کو آگے بڑھتا دیکھ ظفر شاہ کے گارڈز نے دارم پر گولیاں چلانی شروع کی۔۔۔ جس کے نتیجے میں دارم نے ظفر شاہ پر فائر کیا اور ڈھارتے ہوئے بولا رکوا نہیں ظفر شاہ ورنہ جان سے جاؤ گے۔۔۔ گارڈ فورن رک گئے کیونکہ گارڈ کافی فاصلے پر کھڑے تھے اور ظفر شاہ اور جلال شاہ بھی کافی زخمی ہو چکے تھے دارم نے بھاگ کراتے شہریار کا خون پہ لتھ پتھ بے سود وجود تھامتے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور بولا شہری شہری۔۔۔۔ انکھیں کھولو۔۔۔ شہری اٹھو ۔۔۔ کہ جلال شاہ نے اٹھتے ظفر شاہ کے ہاتھ سے گن لیتے دارم پر گولی چلائی۔۔۔ دارم نے درد کی شدت کو برداشت کرتے لمحے میں رخ اس کی طرف

موڑے اپنے ہاتھ میں پکڑی گن سے جلال شاہ کی پہلے ایک اور پھر دوسری ٹانگ پر فائر کیا۔۔۔اپنا توازن برقرار نہ رکھتے جلال شاہ پل سے نیچے گرا۔۔۔ ظفر شاہ نے ہاتھ سے گارڈز کو گولیاں چلانے کا ارڈر دیا کیونکہ دارم کا ان کا منہ دوسری طرف تھا۔۔۔اس سے پہلے مزید کوئی نقصان ہوتا زمان کے ساتھ اتے گارڈز نے چاروں طرف سے انہیں تحفظ دیتے گولیاں چلانی شروع کی۔۔ کہ دارم دھاڑا انہیں چھوڑو زمان شہریار کی حالت دیکھو اسے ہاسپٹل لے کر چلو۔۔۔ گاڈز کی مدد سے شہریار کو اٹھاتے زمان اور دارم ہاسپٹل کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔

سیال خان کے ساتھ رستم صاحب بہت پریشانی میں حویلی ائے۔۔۔ کہ سائمہ بیگم فوراً سے ان کی طرف بڑھتے بولی کس کا جھگڑا ہوا ہے اور شہری کہا ہے؟؟؟ بتائیں مجھے میرا دل بہت بے چین ہو رہا ہے۔۔۔ کہ سیال خان نے ایک نظر روستم صاحب کو دیکھتے باز رہنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک نظر پیچھے کھڑی نم انکھوں سے انہیں دیکھتی عشاء پر ڈالتے سائمہ بیگم کو دیکھتے بولے۔۔۔ شہریار

ٹھیک ہے گاؤں میں ویسے ہی کچھ زمینداروں کا پانی کی وجہ جھگڑا ہوا ہے۔۔۔

سب گھر اجائیں گے کچھ دیر میں۔۔۔اپ لوگ فکر نہیں کرے۔۔۔اور رامین

بیٹا تم عشاء کو اوپر لے جاؤ اور مریم تم بھی کمرے میں جاؤ۔۔۔ارام کرو ورنہ اس

سب کا برا اثر بچوں پر پڑے گا۔۔۔کہ رامین اگے بڑھتے عشاء کا ہاتھ تھامتے بولی

عشاء چلو ارام کرو دا جی کہہ رہے ہیں نا شہریار ٹھیک ہے۔۔۔عشاء سر ہلاتے

خاموشی سے رامین کے ساتھ اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔کمرے میں اتے عشاء

رامین کی نم انکھوں کو دیکھتے بولا اپی اپ کو کیا ہوا دا جی نے کہا نا شہریار بالکل ٹھیک

ہے۔۔۔ہاں عشاء بس جس کا بھی جھگڑا ہوا مجھے اس کے لیے برا لگ رہا ہے۔۔۔

جی آپی اپ ٹھیک کہہ رہی ہیں برا تو مجھے بھی لگ رہا ہے۔۔۔اور پھر عشاء بولی میں

شہریار کو دوبارہ کال کرتی ہوں ایک بار ان سے بات کر لو تو مجھے بھی تسلی ہو

جائے کل بھی میں نے ان سے کہا تھا کہ اب واپس اجائے لیکن وہ میری بات

مانتے کہاں ہیں۔۔۔خیر ویسے تو وہ رات میں ضرور فون کرتے ہیں اج میں پکا ان

سے ناراض ہو جاوں گی پھر خود ہی آجائے گے۔۔۔بلکل مورے سے شکایت کرو

گی۔۔۔اور اپ بھی انہیں ڈانٹیے گا۔۔۔اس حال میں اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھلا کون

جاتا ہے۔۔۔اپ کو یاد ہے نادارم لالا سارا ٹائم اپ کے پاس رہے تھے۔۔۔ لیکن شہریار کو کوئی پیار نہیں مجھ سے بس اپنے کام سے ہی ہے۔۔۔عشاء وہ اتا ہے تو میں اس کی خبر لو گی فلحال تم دعا کرو وہ خیر سلامتی سے آجائے اور اب تم ارام کرو ۔۔۔جنت سکول سے انے والی ہے۔۔۔میں اس کے کھانے کے لیے کچھ بنا لوں۔۔۔اوکے کہتے رامین اٹھی تو عشاء مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔۔۔اور شہریار کو لمبا سا میسج ٹائپ کرتے اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے لگی۔۔۔

ابا جی جھگڑا شہریار کا ہی ہوا ہے نا عشاء کے جاتے ہی سائمہ بیگم نے سیال خان سے پوچھا۔۔۔کہ سیال خان نے جھکے سر کے ساتھ کہا ہاں۔۔۔کہ سائمہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتے بولیں صبح سے میرا دل گھبرا رہا تھا یا اللہ۔۔۔کہاں ہے میرا بیٹا۔۔۔ کہاں ہے شہری؟؟؟ بتائیں مجھے روستم صاحب کی طرف بڑھتے ان کا بازو جھنجوڑتے وہ چیخی تھی۔۔۔کہ روستم صاحب بولے ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ہوا کیا ہے شہری کو اور کس سے جھگڑا ہوا ہے اس کا۔۔۔باقی سب کہاں ہیں؟؟؟اس

کے بعد روستم صاحب پل پر ہونے والا سارا سانحہ ان سب کے گوشگزار کر گئے۔۔۔ یااللہ بابا دارم کو

گولی کیسے لگ گئی سیڑھیاں اترتے رامین ان کی اخری بات سنتے بھاگ کر ان کے قریب اتے بولی۔۔۔ کہ رستم صاحب بولے دارم کی حالت بہت بہتر ہے لیکن شہریار۔۔۔ مطلب بابا جھگڑا شہری کا ہی ہوا ہے۔۔۔ سیال خان نے جب رامین سے عشاء کو اوپر لے جانے کا کہا شک تو رامین کو اسی وقت ہو گیا تھا کہ ہرامین روتے ہوئے بولی۔۔۔ شہری کیسا ہے بابا۔۔۔ کہ روستم صاحب نم انکھوں سے بمشکل اپنے لہجے کو مضبوط کرتے بولے اسے تین گولیاں لگی ہیں ڈاکٹرز کا کہنا ہے ہمیں ہر طرح کے نتائج کے لیے تیار رہنا چاہیے۔۔۔ اخر میں الفاظ لڑکھڑا گئے۔۔۔ مجھے میرے بچوں کے پاس جانا ہے ابھی۔۔۔ سائمہ بیگم کھڑے ہوتے بولی سیال خان نے انہیں منع کیا مگر وہ نہیں مانی۔۔۔ کہ پھر وہاب ایت رستم صاحب اور سائمہ بیگم ہاسپٹل کے لیے نکلے۔۔۔ ریحانہ بیگم سب کو دیکھتے بولیں۔۔۔ کوشش کریں اس کے بارے میں عشاء کو فلحال کچھ پتا نہ

چلیے۔۔۔اور رامین کی طرف بڑھتے اسے گلے لگاتے بولی دارم اور شہریار بالکل ٹھیک ہو جائیں گے رامین تم بس دعا کرو۔۔۔

وہ ہاسپٹل پہنچے تو سامنے ہی بینچ پر نصرت بیگم بیٹھے رو رہی تھی سائمہ بیگم ان کی طرف بڑھتے ان کے گلے لگے خوب روئی دونوں مائیں تھی اور دونوں کے ہی بچے اس وقت زندگی اور موت سے لڑ رہے تھے۔۔۔ایک کمرے میں دارم اور دوسرے میں شہریار تھا۔۔۔اور ساتھ والے دونوں کمروں میں جلال اور ظفر شاہ تھے۔۔۔دارم کے کندھے سے گولی نکال دی گئی تھی۔۔۔اور اب وہ خطرے سے باہر تھا مگر بے ہوش تھا۔۔۔شہریار کے ہاتھ پر لگنے والی گولی صرف چھو کر گزری تھی ٹانگ پر لگنے والی گولی سے بھی بہت نقصان نہیں ہوا تھا لیکن جو گولی سینے میں لگی تھی وہ بالکل دل کے قریب سے گزری تھی جسے نکالنا بھی مشکل تھا اور خون کا نقصان بھی کافی ہو چکا تھا۔۔۔اور اب گولی نکالنے کے لیے اپریشن کرنا تھا وہ کامیاب ہوتا ہے یا نہیں اور اس کے بعد شہریار کو ہوش اتا ہے یا

نہیں اس بارے میں ڈاکٹر زفال کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔۔۔زمان سے اجازت لینے کے بعد اندر شہریار کا اپریشن شروع ہو چکا تھا۔۔۔اور باقی سب باہر بیٹھے مسلسل اس کے لیے دعائیں کر رہی تھی۔۔۔

رامین جائے نماز پر بیٹھے نماز ختم کرتے اب دعا مانگ رہی تھی۔۔۔کہ جنت اسے روتا دیکھ کر اس کے پاس کھڑے ہوتا بولی (مماتیاہوا) مما کیا ہوا؟؟رامین اپنے انسو صاف کرتے بولی کچھ نہیں ہوا میری جان اور اپ بھی دعا کرو۔۔۔کہتے جنت اسکی گود میں بیٹھی تو رامین نے اپنے ہاتھوں کے اندر جنت کے ہاتھ کھلے اور بولی یااللہ جی میرے بابا اور راموں کی زندگی بخش دے۔۔۔انہیں جلد سے جلد صحت یاب کر دے آمین۔۔۔رامین کے پیچھے دہراتے جنت بولی مما بابا کہا ہیں؟؟ بابا آجائے گے جنت اپ جاو بھائی کو دیکھو رامین نے کہا تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔کہ رامین اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھاتے بولی یااللہ اے میرے پاک پروردگار۔۔۔تو بچوں کی دعائیں قبول کرتا ہے کیونکہ ان کے

دل بے حد پاک ہوتے ہیں یااللہ جنت کی دعاؤں کو بھی قبول فرمائے اس کے باپ اور ماموں کی زندگی بخش دے۔۔۔یارب ذوالجلال عشاء کے لیے اس کے انے والے بچے کے لیے شہریار کی جان بخش دے۔۔۔یااللہ ایک عرصے بعد اس کی زندگی میں خوشیاں ائی ہیں ان کو ہر بری نظر سے بچا۔۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو عشاء کیسے جیے گی میرے اللہ۔۔۔اے غفورالرحیم رب تو انسان پر اسکی ذات سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا رحم فرما کرم فرما ان کے حال پر۔۔۔یااللہ میرے بھائی کی زندگی بخش دے۔۔کہتے وہ سجدے میں سر رکھتے ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔چند لمحوں بعد ہی دراب نے اتے رامین کا کندھا ہلایا کہ رامین نے سر اٹھا کر اسے دیکھتے ہاتھ چہرے پر پھیرا۔۔۔تو دراب نے کچھ پریشان ہوتے ماں کو دیکھا اور پھر نچلا ہونٹ باہر نکالتے ایک قدم اگے لیتے رامین کے گلے لگا۔۔۔ اپنے انسوؤں پر ضبط کرتے رامین اسے اٹھاتے جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہوں۔۔۔۔

درام کو ہوش اچکا تھا اس وقت سب اسکے پاس تھے کہ دارم زمان کو دیکھتے پوچھا شہریار کیسا ہے ؟؟ زمان بولا ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ڈاکٹرز اپریشن کر رہے ہیں تم بس دعا کرو دارم ۔۔۔ انشاء اللہ اسے کچھ نہیں ہو گا چھوٹی ماں فکر مت شہر یار بالکل ٹھیک ہو جائے گا دارم نے اپنے بال سہلاتی سائمہ بیگم کو روتے دیکھ کر کہا ۔۔۔ دارم میرا بچہ اللہ کا شکر ہے تم اب ٹھیک ہو اور انشاء اللہ جلد ہی شہر یار کی طرف سے بھی اچھی خبر ملے گی سائمہ بیگم نے اس کا ماتھا چومتے کہا تھا کہ پھر بولی ایک دفعہ تم دونوں ٹھیک ہو جاؤ ۔۔۔ پھر میں نہیں بات کروں گی تم دونوں سے ۔۔۔ کیوں اتنا تڑپاتے ہو اپنی ماں کو ۔۔۔ کیا ضرورت تھی تم لوگوں کو جھگڑا کرنے کی ان دو کمروں میں تم لوگ ہو اور ساتھ والے دونوں میں جلال شاہ اور ظفر شاہ ۔۔۔ تمہیں تو شہریار کو سمجھانا چاہیے تھا دارم ۔۔۔ کہ دارم بولا چھوٹی ماں جھگڑا انہوں نے شروع کیا تھا اور اگر میں ایسے ختم نہ کرتا تو ظفر شاہ شہری کی جان لے لیتا ۔۔۔ اسلیے میں نے جو بھی کیا بلکل ٹھیک کیا ہے اور مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں ۔۔۔ کہ کمرے میں داخل ہوتے سیال خان دارم کو دیکھتے بولے دارم بس اب یہ جھگڑا یہیں ختم ہو گیا ہم مزید خون خرابہ نہیں چاہتے تمہیں تو

شہریار کو سمجھانا چاہیے تم خود لڑنے جھگڑنے پر اترائے ہو۔۔۔ دا جی اپ یہ بات انہیں جا کر سمجھائیں جھگڑا اج بھی انہوں نے شروع کیا تھا اخر کیا ضرورت تھی جلال شاہ کو شہریار کا راستہ روکنے کی۔۔۔ چاہے تو گاؤں میں کسی سے بھی پوچھ لیں کس نے جھگڑا کیا۔۔۔ اور اگر میری جگہ اپ شہریار کا خون سے لتھ پتھ وجود دیکھتے تب اپ کو اندازہ ہوتا میں کسی اذیت سے گزرا ہوں۔۔۔ پوچھیں ان سے جا کر ایک شخص کو ہرانے کے لیے وہاں اتنے بندے کیوں آئے تھے جان بوجھ کے شہریار کے لیے انہوں نے یہ جال بچھایا تھا۔۔۔ اور اگر میرے بھائی کو کچھ بھی ہوا تو میں اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ غصے سے کہتے دارم نے رخ پھیر لیا۔۔۔ کہ سیال خان نے اپنا سر پکڑا۔۔۔ ایک طرف ان کے بیٹوں کی اولایں تھی اور ایک طرف ان کی بیٹی کی اولاد۔۔۔ دونوں میں سے کسی کو بھی کچھ ہوتا تو زخم ان کے دل پر ہی لگنا تھا۔۔۔

شہریار کا اپریشن کامیاب ہوا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اپ کو ہر قسم کے نتائج کے لیے تیار رہنا چاہیے کیونکہ وہ ہوش میں اتا ہے یا نہیں اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ فجر کی نماز پڑھتے وہاب ایت کو گھر چھوڑنے ایا۔۔۔ ایسے ناشتہ بنوا کر ہاسپٹل لے جانا تھا اور رامین بھی دارم سے ملنا اور شہریار کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ اوپر سے اتی رامین بولی جلدی چلو وہاب اور مریم بھابھی اپ پلیز جنت کو تیار کر کے سکول بھیج دیجئے گا۔۔۔ ٹھیک ہے رامین تم فکر مت کرو مریم بولی کہ اوپر سے اتی ریحانہ بیگم وہاب کو دیکھتے بولیں وہاب مجھے بھی جانا ہے دارم اور شہریار کو دیکھنے۔۔۔ شہریار کی طبیعت کیسی ہے اب؟؟ ٹھیک ہے مورے اجائیں اور ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے بس اپ سب دعا کریں۔۔۔ عشاء جسے نیند نہیں ارہی تھی نماز پڑھنے کے بعد وہ فریش ایئر لینے کے لیے نیچے لان میں آرہی تھی تیزی سے سیڑھیاں اترتے وہاب کو دیکھتے بولی۔۔۔ شہریار کیا ہوا وہاب لالا؟؟؟ عشاء سب ایک ساتھ اسے دیکھ کر چونکے۔۔۔ عشاء۔۔۔ عشاء ارام سے چلو رامین نے بھاگ کر اس کا نیچے زمین پر لگتا دوپٹہ اٹھایا کہیں وہ اس میں پھنس کر گر ہی نہ جائے۔۔۔ کہ عشاء رامین کو دیکھتے بولی اپی اپ بتائیں مجھے

شہر یار کو کیا ہوا؟؟ کہاں ہے وہ؟؟ کچھ نہیں ہوا عشاء شہر یار بالکل ٹھیک ہے رامین نے اس کے چہرے پر پھیلی زردی اور پھولے سانس کو دیکھتے عشاء کو سمجھانے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔ کہ عشاء روتے ہوئے کچھ غصے سے بولی اپ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ مجھ سے میں جانتی ہوا ور۔۔۔اگر شہر یار ٹھیک ہیں تو انہوں نے کل رات مجھے کال کیوں نہیں کی وہ روز رات مجھے فون کرتے ہیں۔۔۔اور۔۔۔اور اپ سب اتنے پریشان کیوں ہیں؟؟ کہاں جا رہے ہیں میں جانتی ہوں شہر یار ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔ باقی سب سائمہ مورے دارم لالا زمان لالا کہاں ہیں سب وہ چیخی تھی۔۔۔ میں جانتی ہوں اپ سب جھوٹ ہیں بتائیں مجھے میرے شہر یار کہاں ہے؟؟ عشاء ایک دفعہ پھر رامین کے ہاتھ جھٹکتے چیختے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ کہ رامین نے اس کی طرف بڑھتے زبردستی اسے کرسی پر بٹھایا اور بولا عشاء کیا کر رہی ہو بیٹھو ارام سے پاگل کیا ہوا ہے تم دونوں میاں بیوی نے ہمیں۔۔۔اور شہر یار ٹھیک ہے اب۔۔۔ کیا ہوا ہے انہیں اپی اپ بتائیں مجھے اب عشاء وہ شدت سے روتے کہہ رہی تھی کہ رامین بولی کچھ نہیں اسے بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔۔ ایکسیڈنٹ۔۔۔

ایکسیڈنٹ کیسے ہو گیا؟؟ مجھے جانا ہے شہریار کے پاس انہیں دیکھنا ہے۔۔۔ عشاء رامین کا ہاتھ پکڑتے ہچکیاں بھرتے بولی۔۔۔ کہ رامین اسے سمجھاتے بولی عشاء اس حالت میں تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں۔۔۔ عشاء یکدم اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی نہیں مجھے جانا ہے شہریار کے پاس اپ بس مجھے لے کر جائیں کہتے ساتھ اس کا سانس مزید پھول رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے رامین سے کچھ کہتی عشاء اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھامتے واپس کرسی پر بیٹھی اور پھر اگلے ہی پل ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔ عشاء عشاء انکھوں کھولو۔۔ ایت پانی لے کراؤ۔۔۔ رامین کے ساتھ باقی سب بھی پریشان ہوئے۔۔۔ کہ ریحانہ بیگم بولی وہاب اسے اٹھاؤ ہاسپٹل لے کر جانا پڑے گا۔۔۔

سارا راستہ رامین عشاء کو اٹھانے کی کوشش کرتی رہی مگر وہ ہوش وہواس سے بیگانہ بے ہوش پڑی رہی۔۔۔ سامنے سٹیچر پر عشاء کے ساتھ رامین اور وہاب کو اتا دیکھ سائمہ بیگم اپنا دل تھامتے وہیں بیٹھ گئی وہ سمجھ گئی تھی کہ کیا ہوا ہو گا ڈاکٹرز

نے فوراہی عشاء کوایڈمٹ کرلیاتھا۔۔۔رامین اگے بڑھتے سائمہ بیگم کے گلے لگی اور بولی مورے۔۔۔پریشان نہیں ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔کیسے پریشان نہ ہوں رامین مشکلیں ہیں کہ ایک کے بعدایک بڑھتی جارہی ہیں۔۔۔ کب ان دونوں کی ازمائشیں ختم ہوں گی اخر کب میرے بچے اپنی زندگی سکون سے گزرے گے۔۔۔مورے بس ہو سکتا ہے یہ ازمائشی اخری ہو بس اپ ہمت رکھیں اگراپ یوں روئیں گی تو ہم سب کیا کریں گے۔۔۔رامین روتے ہوئے اپنے ساتھ لگائے انہیں چپ کروانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔کہ ڈاکٹراندر سے اتے بولی پیشنٹ کابی پی بہت ہائی ہے ہمیں ابھی ڈلیوری کرنی ہوگی ورنہ ماں یا بچے میں سے کسی کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔لیکن ڈاکٹرابھی تواٹھواں مہینہ ہے رامین نے کہاتوڈاکٹر بولی جی لیکن ان کی کنڈیشن بہتر نہیں اور ویسے بھی 15 20 دن اگے پیچھے ہو بھی جائیں تو کوئی مسئلہ نہیں فی الحال اپ دعا کریں اور ہمیں اجازت دیں کہتے کنسنٹ فارم نرس نے وہاب کی طرف بڑھایا جس پر اس نے سائن کردیے۔۔۔

دارم کیسے ہو۔۔۔میرے بچے تم نے ہمیں ڈرا دیا تھا ریحانہ بیگم دارم کو پیار کرتے قریب کرسی پر بیٹھتے بولی۔۔۔میں ٹھیک ہوں انٹی اپ فکر کریں دارم نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔دارم تم مجھے مورے امی یا چھوٹی ماں بھی کہہ سکتے ہو انٹی کیا ہوتا ہے وہ کچھ خفا ہوئی تھی۔۔۔جی دارم نے کچھ حیرانی سے نظر اٹھا کر ریحانہ بیگم کو دیکھا جو نم انکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔کیا ہوا اب ایسے کیوں دیکھ رہے ہو مانا تم دو بچوں کے باپ ہو لیکن میرے لیے تم بھی بچے ہو۔۔ریحانہ بیگم نے کچھ خفگی سے دوبارہ کہا۔۔۔تو دارم نے بنا کچھ کہے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ایک دھندلا سا ماضی کا واقعہ انکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔اسے یاد تھا جب اسنے پہلی دفعہ ریحانہ بیگم کو مورے کہا سب حویلی والوں کے کہنے پر تو وہ دارم پر غصہ ہو گئی تھی۔۔اور بولی میں تمہاری ماں نہیں ہوں اس لیے ائندہ مجھے مورے مت کہنا۔۔۔اور آج وہ دارم سے خود کو ماں کہلوانا چاہ رہی تھی۔۔۔کہ دارم کی خاموشی محسوس کرتے ریحانہ بیگم بولی میں جانتی ہوں

دارم میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے تمہارے ساتھ ہی نہیں اپنے ساتھ بھی کیا ہے۔۔۔جب میں شادی کر کے ائی تو مجھے تمہارے بابا کی دوسری بیوی ہونے کا لقب ملا۔۔۔اور دوسری بیوی بننا کسی بھی عورت کے لیے اسان نہیں ہوتا جب میں حویلی میں ائی سب نے مجھے تمہارا بابا کی بیوی بننے کا کہا انہیں خوش رکھنے کا حکم دیا۔۔شاید اگر کوئی کہہ دیتا کہ مجھے ماں بھی بنا ہے تو میں ماں بھی بن جاتی۔۔۔تم جانتے ہو تمہاری من سے سیکھا ہے میں نے ماں کیا ہوتی ہے۔۔۔وہ جیسے فرق نہیں پڑتا کہ دنیا کیا کہتی ہے اور کیا نہیں جس کے لیے خون کا رشتہ ہونا ضروری نہیں ہوتا۔۔۔رشتے تو ہم خود بناتے ہیں جیسے اس نے بنایا جنت سے۔۔۔اس کی ماں بن کر اپنایا اسے۔۔۔ماں کا پیار دیا جنت کو۔۔۔میں بھی ایسا کر سکتی تھی تم مجھے اچھے لگتے تھے میں تم سے پیار کرنا چاہتی تھی اور کرتی بھی تھی لیکن لوگوں کے خوف سے ان کی کہی باتوں سے میں نے کبھی تمہیں ویسے تسلیم نہیں کیا جیسے ایک ماں کو کرنا چاہیے۔۔میں تو مراد خانزادہ کی بیوی بنے میں مصروف اس گھر میں اپنی جگہ مضبوط کرتے اپنی اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہی کیونکہ جس عورت کی اولاد نہیں ہوتی اس کا کوئی مضبوط ٹھکانہ نہیں ہوتا اور

میں تو تھی بھی دوسری عورت۔۔ جس کے پاس واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔ ویسے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن اس میں غلطی تمہارے بابا کی بھی ہے انہوں نے کبھی مجھے سے تمہاری ماں بننے کا کہا ہی نہیں تمہاری طرح۔۔۔ تم ایک بہترین باپ ہو اور رامین بہترین ماں۔۔

اور اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔ کہتے انہوں نے دارم کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔ جسے فورا تھامتے دارم بولا اپ ایسے مجھ سے معافی نہیں مانگے ہر عورت چاہتی ہے ہمیشہ اس کا گھر اباد رہے اپ نے جو بھی کیا اپنا گھر بچانے کے لیے مجھے اپ سے کوئی شکایت نہیں اپ نے کبھی میرا برا نہیں چاہا یہ بات میں اچھے سے جانتا ہو۔۔۔ یہی تو مسئلہ ہے تمہارا دارم تم شکایت نہیں کرتے اور ہمیں احساس نہیں ہوتا۔۔۔ وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ دارم مسکرایا اور بولا امی بس کرئے گولی مجھے لگی ہے۔۔۔ امی سنتے ریحانہ بیگم نے نظر اٹھا کر مسکراتے ہوئے نم انکھوں سے دارم کو دیکھا اور بولی تمہاری چوٹ پر مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے دارم۔۔۔ جنتا ہوں کہتے وہ مسکرایا اور بولا اگر اپ محبت کرتی تھی تو مجھے محسوس بھی تو ہوتی تھی خیر اپ نے کبھی کھل کر اظہار نہیں کیا تو میں نے جواب

نہیں دیا۔۔۔اور اب یہ سب چھوڑیں اپ بتائیں میرے بچے کیسے ہیں؟؟؟دارم نے دروازے کے پار دیکھتے پوچھا تو ریحانہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی بچے بالکل ٹھیک ہیں اور ان کی ماں بھی۔۔۔ائی ہے میرے ساتھ باہر ہے میں اندر بھیجتی ہوں اسے۔۔۔اخری بات انہوں نے شرارت سے کہی تھی۔۔۔دارم سر جھکائے مسکرایا۔۔۔اور ریحانہ بیگم دارم کا سر چومتے کمرے سے نکلی گئی۔۔۔

ریحانہ بیگم سائمہ بیگم کے پاس بیٹھی انہیں تسلی دے رہی تھی جن کے بیٹا اور بہو دونوں ہی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔۔کہ ڈاکٹر عشاء کے کمرے سے باہر اتے بولی مبارک اپ بس کو بیٹا ہوا ہے۔۔۔کہ سائمہ بیگم فوری بولی اور میری بہو ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔وہ بھی ٹھیک ہے کچھ ہی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے تو اپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔یااللہ تیرا شکر ہے۔۔۔اے میرے پروردگار جسے تو نے اولاد دی ہے اسے دیکھنا بھی نصیب کر۔۔اس کے بیٹے کے

صدقے میرے بیٹے کی زندگی بھی بخش دے۔۔۔سائمہ بیگم کہتے نم انکھوں سے بینچ پر بیٹھ گئی یہ خوشی شہریار کے بغیر ادھوری تھی۔۔۔

دارم کیسے ہو۔۔۔رامین نے کمرے میں قدم رکھتے اہستہ سے دارم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا۔۔۔دارم اس کی اہٹ اور خوشبو سے ہی پہچان گیا تھا کہ کمرے میں داخل ہوا ہے۔۔۔لیکن پھر بھی منہ دوسری طرف کیے انکھیں موندے لیٹا رہا۔۔۔دارم میری طرف دیکھو تمہیں ترس نہیں اتا ناں مجھ پر کتنے ظالم ہو تم!! کہتے اخر میں رامین کی اواز رندگئی تھی۔۔۔ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر دارم نے رخ رامین کی طرف موڑا جس سے اس کے کندھے میں شدید درد کا احساس ہوا اور بولا یہ کیا ہے من تمہیں مجھ پر ترس انا چاہیے کل سے میں ہاسپٹل میں ہوں اور تم اب ارہی ہو مجھ سے ملنے۔۔۔کہ رامین بولی کیونکہ یہی تمہاری سزا ہے تم نے ایک بار بھی میرے بارے میں بچوں کے بارے میں نہیں سوچا۔۔اور کیسے اتی ہے میں تم سے ملنے تمہارے بچوں نے بہت تنگ کیا

ہے مجھے۔۔۔ کیا ہوتا ہم سب کا تمہارے بغیر کبھی سوچا بھی ہے۔۔۔ لیکن نہیں تمہیں تو سپائڈر مین بن کر لڑائی میں کودنا تھا۔۔۔ رامین کی اخری بات سنتے دارم ہنسا تھا۔۔۔ جو روتے ہوئے اس کے پاس کھڑی ایک کے بعد ایک شکوہ کر رہی تھی۔۔۔ دارم نے ہاتھ بڑھا کر اسے بیڈ پر اپنے قریب بٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑتے بولا ہاں میں نے سوچا بچوں کو بھی تو پتہ چلے ان کے بابا سپائڈر مین ہیں۔۔۔ بہت ہی کوئی فضول بات کہ ہے رامین نے غصے اسے گھورتے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔ کہ دارم بولا اچھا سوری نا بس اب رو تو نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔ جبکہ اب رامین شدت سے روئی تھی کل سے جو صبر اج تک کیا تھا وہ بری طرح سے ٹوٹا تھا۔۔۔ دارم نے بازو پھیلاتے اسے اپنے ساتھ لگایا جو اب ہچکیاں بھرتے اس کے ساتھ لگے اپنا غم غلط کر رہی تھی۔۔۔ برسات کچھ تھمنے کے بعد دارم بولا من تمہیں مجھے پیار کرنا چاہیے اخر میں بیمار ہوں۔۔۔ کوئی پیار نہیں کرنا مجھ تمہیں رامین نے منہ بناتے اپنے انسو صاف کرتے دارم سے دور ہوتے کہا۔۔۔ تو اب کی بار دارم نے بھی منہ بنایا۔۔۔ اس سے پہلے رامین کچھ کہتی کہ وہاب کمرے میں داخل ہوتے بولا لالا بھا بھی مبارک

ہو شہریار لالا کے ہاں بیٹا ہوا ہے اور عشاء بھابھی بھی بالکل ٹھیک ہے ہیں۔۔۔تم سچ کہہ رہے ہو وہاب رامین نے رب کا شکر کرتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔ بالکل سچ بھابھی وہاب نے کہا تو دارم بولا یہ سب کیسے ؟؟اس کے بعد پھر رامین عشاء کے ساتھ پیش انے والا سارا حادثہ دارم کی گوش گزار کر گئی۔۔۔

شہریار کے ہوش میں انے کی خبر کے ساتھ خوشی کی لہر ہر طرف دوڑ گئی۔۔۔ اپنے رب کا شکر ادا کرتے سب باری باری شہریار سے ملے جب کہ سائمہ بیگم اب بھی اس کے پاس بیٹھے اسے ڈانٹتے شکوے کرتے اس پر اپنا پیار برسا رہی تھی جسے وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔۔۔کہ شہریار بولا مورے عشاء کیسی ہے ؟؟ میرے بارے میں اسے تو کچھ نہیں بتایا۔۔۔سائمہ بیگم مسکرائی اور بولی وہ بالکل ٹھیک ہے شہریار۔۔۔اور پھر وہاب کو اشارہ کرتے بولی جاؤ وہاب۔۔۔نہیں رہنے دو وہاب میں گھر جا کر ہی اسے مل لوں گا یہاں وہ پریشان ہو جائے گی۔۔۔شہریار کے کہنے پر وہاب اوکے کہتے مسکراتا ہوا کمرے سے نکلا۔۔۔اور

کچھ دیر بعد رامین کے ساتھ واپس اتے بولا شہریار لالا اپ کے لیے سرپرائز ہے۔۔۔ کہ رامین شہریار کے سامنے اس ننھے شہزادے کو کرتے بولی دیکھو تو یہ کون ہے؟؟؟ کون ہے کس کا بچہ اٹھا لائے ہو شہریار نے کچھ الجھتے ایک نظر بے بی پر ڈالی جو خواب خرگوش نیند کے مزے لیتے ہلکے نیلے رنگ کے کمبل میں ملبوس تھا۔۔۔ سائمہ بیگم مسکرائی اور بولی یہ کسی کا نہیں ہمارا بچہ ہے۔۔۔ مورے زمان لالا کا بے بی ہے کیا شہریار نے پوچھا؟؟ تو رامین بولی شہریار ٹھیک ہے دیکھو کس کا بے بی ہے انکھیں تو سلامت ہے تمہاری پھر بھی تمہیں نظر نہیں ارہا؟؟؟ شہریار نے بغور ایک دفعہ پھر بچے کا جائزہ لیا اور یکدم چیخا یا اللہ کیا یہ میرا بچہ ہے؟؟ ہاں بدھو یہ تمہارا اور عشاء کا بے بی ہے رامین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن کیسے شہریار اب تک بے یقینی سے بچے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ وہاب بولا لالا اب اپ اتنے معصوم تو نہ بنیں کہ اپ کو نہیں پتہ بچے کیسے دنیا میں اتے ہیں۔۔۔ وہاب کے کہنے پر سب ہنسے تھے ک شہریار نے اسے گھورا اور پھر سائمہ بیگم کو دیکھتے بولا مورے عشاء اسے یکدم عشاء کی فکر لاحق ہوئی تھی؟؟ عشاء بلکل ٹھیک ہے شہریار کچھ دیر میں اسے روم میں شفٹ کریں گے۔۔۔ لیکن

مورے ابھی تو بے بی کے انے میں ٹائم تھا نا۔۔۔ہاں تھا تو لیکن تمہارا بچہ ہے ہمیں پریشان کیے بغیر دنیا میں کیسے اتا کمرے میں اتے رستم صاحب نے کہا تو شہریار مسکرایا کہ وہاب بولا۔۔۔شہریار لالا بتائیں بیٹا ہے یا بیٹی ؟؟ کہ شہریار بولا رامین اسے ذرا میرے قریب کرو۔۔۔رامین نے بے بی شہریار کے قریب کیا تو شہریار بولا بے بی اوپن یور ائز۔۔۔بے بی اٹھ جاو پلیز۔۔۔جب کہ بے بی خاموشی سے سو یا رہا تو شہریار بولا بے بی بوائے ہے۔۔۔پکا وہاب نے ایک دفعہ پھر پوچھا۔۔۔سو پر سنٹ شہریار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔وہ کیسے وہاب نے کچھ الجھتے پوچھا۔۔۔کہ شہریار بولا دیکھو اگر بیٹی ہوتی تو میری بات مانتی اور ضرور انکھیں کھولتی یہ جو میری بات نہیں مان رہا یہ بابا کی خصوصی دعاؤں کا نتیجہ ہے تو یہ بیٹا ہی ہے وہ بھی میرا۔۔۔اور اب ایسے مجھے دو۔۔۔کہتے شہریار نے اسے پکڑنا چاہا تو رامین بولی نہیں شہریار تمہیں ڈاکٹر نے اٹھنے سے منع کیا ہے تمہیں درد ہو گا۔۔۔رامین اسے دو نا مجھے یہ میرا بچہ ہے اور کوئی درد نہیں ہو رہا مجھے ۔۔۔مورے ایسے کہے میرا بے بی دے مجھے۔۔۔شہریار نے اب سائمہ بیگم کو بیچ میں لاتے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے کہا مگر تکلیف کی شدت سے اٹھ نہیں

پایا۔۔کہ روستم صاحب اگے بڑھتے اسے لیٹاتے بولے شہریار سکون سے لیٹے رہو اپنے بیٹے کو پکڑنے کی خاطر ہمارے بیٹے کو تکلیف نہ دو۔۔۔اور پھر رامین سے لیتے انہوں نے بے بی کو شہریار کے پاس بیڈ پر لٹا دیا جواب بھی سو رہا تھا۔۔اور شہریار مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیتے اس ننھے وجود کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔کہ پھر کچھ دیر بعد بولا دارم کہا ہے اسے یہاں میرے پاس ہونا چاہیے تھا۔۔اور پھر وہاب اسے دارم کے بارے میں بتانے لگا۔۔۔

عشاء نے ہوش میں اتے ہی شور مچاتے شہریار کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔کہ کمرے میں اتی رامین بولی شہریار بالکل ٹھیک ہے اور اسے ہوش بھی اگیا ہے عشاء ۔۔۔اپ سچ کہہ رہی ہیں ناپی عشاء نے نم انکھوں سے پوچھا تھا کہ سائمہ بیگم بولی عشاء شہریار بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ تمہیں ہمارے چہرے کی خوشی نہیں بتا رہی۔۔۔عشاء انہیں مسکراتا دیکھ کر کچھ مطمئن ہوئی تھی کہ پھر اپنے اندر خلا محسوس کرتے بولی۔۔۔مورے۔۔مورے میرا بچہ۔۔۔لمحے میں انکھیں

انسوؤں سے تر ہوئی تھی۔۔۔کہ رامین مسکرائی اور بولی عشاء۔۔۔عشاء میری جان تمہارا بے بی بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔۔اور اپنے بابا کے پاس ہے۔۔۔

لیکن اپی اس سے پہلے عشاء مزید کچھ کہتی کہ سائمہ بیگم بولی رامین جاؤ شہری سے بے بی کو لے کر اؤ۔۔۔جی مورے کہتے رامین کمرے سے نکلی۔۔۔اور جیسے ہی شہریار کے پاس ہے بے بی اٹھانے لگی تو شہریار بولا کہاں لے جارہی ہو اسے یہ میرا بچہ ہے۔۔۔کہ رامین اسے گھورتے بولی افف شہری پتہ ہے مجھے یہ تمہارا بچہ ہے لیکن اس کی ماں بھی ہے۔۔۔عشاء کا بھی حق ہے اپنے بیٹے کو دیکھنے کا پھر دے جاؤں گی تمہیں۔۔۔عشاء ٹھیک تو ہے نا شہریار نے فکر مندی سے کہا تو رامین مسکراتے ہوئے بولی ہاں بالکل ٹھیک ہے مجھے اس سے ملنا ہے رامین مجھے بھی لے چلو۔۔۔شہریار نے کہا تو رامین بولی ابھی نہیں شہری اور بے بی کو لیتے نکل گئی۔۔۔رامین کی گود میں بے بی دیکھ کر عشاء کو سانس ائی تھی۔۔۔رامین نے بے بی عشاء کی گود میں دیا تو وہ نم انکھوں سے مسکرائی۔۔۔اور بولی یا اللہ جی اپکا بہت شکریہ۔۔۔کہ پاس بیٹھی رامین مسکراتے ہوئے بولی عشاء بتاؤ تو بیٹا ہے یا بیٹی۔۔۔بیٹا ہے عشاء نے مسکراتے ہوئے کہا تو رامین بولی تمہیں کیسے پتا۔۔۔

آپی اپ دیکھے تو یہ شہریار جیسا ہے بلکل اور ویسے بھی میں نے ڈاکٹر سے پوچھا تھا بے بی گرل ہے یا بوائے۔۔۔رامین اور سائمہ بیگم دونوں ہی مسکرائی تھی۔۔۔

دارم کو ڈسچارج مل چکا تھا اور اب وہ شہریار کے پاس کھڑا اسے ہی گھور رہا تھا کہ شہریار بولا یوں مت گھورو مجھے اب میں بھی ایک بچے کا باپ بن گیا ہو میری بھی کوئی عزت ہے۔۔۔ہو گی عزت تمہاری مگر عقل تو نہیں ہے جس بچے کے تم باپ بنے ہوں اسکے دنیا میں انے سے پہلے ہی ہم نے تو اسے یتیم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی دارم کی بجائے جواب سیال خان نے دیا تھا۔۔۔جو ابھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔شہریار نے خاموشی سے ایک نظر سیال خان پر ڈالی اور پھر مسلسل ان سب کو خود کو دیکھتا پا کر بولا قسم لے لیں لڑائی میں نے شروع نہیں کی تھی دا جی۔۔۔جانتے ہیں ہم سیال خان بولے لیکن تمہیں اس بات کا اندازہ کو تھا نا کہ تم اکیلے ہو جوش میں ہوش کھو دینا کہا کی سمجھداری ہے اگر دارم وقت پر نہیں پہنچتا تو۔۔۔تم نے سوچا بھی ہے کیا ہو سکتا تھا۔۔۔

ابا جی رہنے دیں اپ اس نے قسم کھائی ہوئی ہے ہمیں سکون نہ لینے دینے کی اسے سمجھانا بے فضول ہے رستم صاحب کچھ بے بسی سے بولے۔۔۔ وہاب تم ذرا ڈاکٹر کو بلا دو گے مجھے درد ہو رہا شہر یار نے بیچاری سا منہ بناتے کہا۔۔۔ کہ روستم صاحب بولے کوئی ضرورت نہیں ہے وہاب ہم سب کمرے سے نکل گئے تو اس کے درد ویسے ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ شہر یار روستم صاحب کو دیکھتے مسکرایا اور بولا بابا اپ تو بہت تیز ہیں۔۔۔ کیونکہ باپ ہو تمہارا جواب پھر خفگی سے ایا تھا۔۔۔ تو اپ کو خوش ہونا چاہیے اپ میرے باپ ہیں یہ مایوسی کس لیے ہے شہر یار نے کہا تو روستم صاحب بس اسے گھور کر رہ گئے۔۔۔ کہ شہر یار بولا اچھا سوری نا اب منہ تو نہیں بنائے اپ دارم سے پوچھ لیں میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ میں کیا کرتا میرا راستہ روکے کھڑے تھا جلال۔۔۔ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں تمہاری کوئی غلطی نہیں شہری لیکن تم اور دارم وعدہ کرو مجھ سے اج یہ لڑائی یہی ختم ہو گئی کیونکہ کسی معذور انسان سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔۔۔ ڈاکٹرز کے مطابق جلال شاہ اب کبھی اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا۔۔۔ اور ظفر شاہ کبھی تم لوگوں کے راستے میں نہیں آئے گا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ دارم اور شہر یار

نے ایک ساتھ جواب دیا۔۔ کہ سیال خان بولے اب ہم اپنی بہو اور پڑپوتے سے بھی مل لے۔۔۔ کہتے وہ رستم صاحب کے ساتھ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔۔۔ شہریار نے دارم کو دیکھا اور بولا جلال شاہ کو اس حال میں تم نے پہنچایا نا؟؟ ہاں دارم نے کچھ افسوس کے ساتھ کہا۔۔ واہ میرے شیر پہلی دفعہ تم نے ثابت کیا ہے کہ تم میرے بڑے بھائی ہو اس لیے اب زیادہ پچھتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شہریار نے خوش ہوتے کہا تو دارم نے اسے گھورا۔۔۔ شہریار بولا دیکھو جلال نے جو کیا اسے اس کی سزا ملی۔۔۔ لیکن خیر مجھے نہیں پتہ تھا تم مجھ سے اتنا پیار کرتے ہو۔۔۔ کہ میری خاطر لڑائی میں کود پڑے وہ بھی اپنی امن پسندگی چھوڑ کر۔۔۔ تمہیں پتا ہے شہری تم بے انتہا ڈھیٹ بدتمیز اور بے شرم ہو اور میری بدقسمتی یہ ہے کہ تم میرے بھائی بھی ہو۔۔۔ غصے سے کہتے دارم کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔ پیچھے شہریار ہنسا تھا۔۔۔

سب جا چکے تھے ہاسپٹل میں طیبہ بیگم کے ساتھ وہاب اور ایت رو کے تھے۔۔۔ کہ عشاء ایت سے بولی ایت مجھے شہریار سے ملنا ہے انہیں دیکھنا ہے پلیز تم مجھے لے جاؤ۔۔۔ نہیں عشاء ڈاکٹر نے منع کیا ہے سکون سے لیٹی رہی۔۔۔ کل ملنا شہریار لالا ایت نے سہولت سے انکار کیا۔۔ایت پلیز نا عشاء دوبارہ سے بولی۔۔۔ عشاء ضدمت کرو ورنہ میں بلاتی ہوں طیبہ تائی امی کو۔۔ جبکہ عشاء منہ بناتے لیٹ گئی اور ایت نے بھی سکون کیا کہ اس کی دھمکی کارامد ثابت ہوئی۔۔۔ دوسری طرف شہریار وہاب کو دیکھتے بولا۔۔۔ جاؤ وہاب ویل چیئر لے کراؤ مجھے عشاء اور اپنے بے بی کے پاس جانا ہے۔۔۔ بلکل نہیں شہری لالا ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت دی ہیں کہ اپ نے ابھی اٹھنا نہیں ہے۔۔۔اسلیے سو جائیں عشاء بھابھی اور بے بی کے پاس ایت اور طیبہ چچی ہیں۔۔۔ زبان نہیں چلاؤ میرے ساتھ جو کہا ہے وہ کرو ورنہ۔۔۔ شہریار نے غصے سے گھورتے وہاب کو کہا۔۔۔

تو وہاب بولا ورنہ کیا؟؟؟ کچھ نہیں کر سکتے اپ اور اگر اپ نے میری بات نہیں مانی تو میں سائمہ چچی کو فون کروگا پھر وہی سیدھا کرے گی اپکو۔۔۔

کہتے وہاب نے واپس نظریں اپنے موبائل کی سکرین پر مرکوز کی۔۔۔شہریار نے پہلے تو حیرانی سے منہ کھولے اسے دیکھا اور پھر پاس سائیڈ ٹیبل پر پڑا شیشے کا گلاس اٹھاتے وہاب کو مارا جو اسکے بازو پر لگتے اب زمین پر گرتے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا۔۔۔لالا کیا ہے وہاب چیخا تھا کہ شہریار بولا دفع ہو جاؤ اور چیئر لے کر او ورنہ میں تو ٹھیک ہو جاؤں گا لیکن پھر تمہارے ٹھیک رہنے کی گارنٹی میں نہیں دیتا۔۔۔۔

جب کہ وہاب منہ بناتے کمرے سے نکلا۔۔۔۔

ایت تم جاو شہریار لالا کے پاس اور انہیں سمجھاؤ۔۔۔کہ ڈاکٹر نے فی الحال انہیں بیڈ سے اٹھنا منع کیا ہے۔۔۔قسم سے یار اس حال میں بھی میرا بازو توڑ دیا وہاب اپنے بازو کو سہلاتے بولا۔۔۔کہ ایت ہنسی اور بولی میں کیا سمجھاو وہاب وہاں عشاء میڈم کو بھی اپنے شوہر نامدار سے ملنا ہے اوپر سے طیبہ تائی امی سکون سے سوئی ہوئی ہیں۔۔۔وہاب ایک کام کرتے ہیں نرس کو بول کر دونوں کو ایک ہی روم میں شفٹ کروادیتے۔۔۔گڈ آئیڈیا ورنہ شہری لالا مجھے نہیں چھوڑ گے ابھی نرس کو بلا کر کہتا ہو وہاب کہتے نرس کو بلانے نکلا۔۔۔اور پھر کچھ ہی دیر بعد عشاء کو

شہریار کے روم میں شفٹ کر دیا گیا۔۔۔شہریار پر نظر پڑتے اسے بکھرا سا دیکھتے عشاء کی انکھیں نم ہوئی تھی جبکہ دوسری طرف شہریار عشاء کو دیکھتے نرمی سے مسکرایا۔۔۔اور وہاب اور ایت کو دیکھتے بولے جاؤ یہاں سے اب کھڑے کیوں ہو۔۔۔اور ہمارے بے بی کا دھیان رکھنا۔۔۔جی کہتے وہ دونوں مسکراتے ہوئے روم سے نکل گئے۔۔۔شہریار نے عشاء کو دیکھا جو منہ دوسری طرف کیے لیٹی ہوئی تھی یقیناوہ ناراض تھی۔۔۔شہریار بولا بٹر فلائی یہاں تو دیکھو۔۔۔میری جان ہم دونوں ماں باپ بن گئے ہمارا ننھا شیطان دنیا میں اچکا ہے اور تم ہو کے ذرا بھی خوش نہیں۔۔۔عشاء خاموشی سے ویسے ہی لیٹی رہی اس کے وجود میں ہلکی سی لرزش دیکھتے شہریار محسوس کر چکا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔۔۔شہریار نے ٹھنڈی اہ بھری اور اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی کہ ایک زبردست کراہ اس کے منہ سے نکلی۔۔۔عشاء نے فورا رخ موڑے اسے اٹھتا دیکھا تو بولی کیا مسئلہ ہے جب درد ہو رہا ہے تو سکون سے لیٹے رہے نا۔۔۔کیوں اپ نے قسم کھائی ہوئی ہے مجھے پریشان کرنے کی۔۔۔کیا ہو گیا بٹر فلائی کیوں غصہ ہو رہی ہو شہریار نے اسے دیکھتے بیچارا سا منہ بناتے پوچھا۔۔۔جو رو رہی تھی۔۔۔کہ عشاء غصے سے بولی

ابھی بھی اپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہوا۔۔۔اس سے زیادہ اور کیا ہی ہو جاتا شہریار اپ کو نہ تو مجھ سے کوئی محبت ہے اور نہ ہی اپنے بچے کی کوئی فکر۔۔۔

حد ہے بٹر فلائی تم یہ سب کیسے کہہ سکتی ہو شہریار نے شکوہ کیا تو عشاء بولی۔۔۔

میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں اگر اپ کو میری یا ہمارے بچہ کی پرواہ ہوتی تو اپ یوں جلال شاہ سے لڑنے میدان میں نہیں اترتے۔۔۔اپ کو ایک دفعہ بھی ہمارا خیال نہیں ایا۔۔۔اس کی تو نہ بیوی ہے اور نہ بچے۔۔۔لیکن اپ۔۔۔اپ کو تو سوچنا چاہیے تھا کیا کرتی میں اپ کے بغیر کیسے رہتی۔۔۔اگر اپ کو کچھ ہو جاتا تو کہتے وہ روتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔کہ شہریار نے کچھ بے بسی سے عشاء کو دیکھا جسے اس حالت میں اس طرح رونا نہیں چاہیے تھا کہ پھر بولا۔۔۔بٹر فلائی چپ ہو جاؤ یار میری بات تو سنو۔۔۔کیا سنوں میں اپ کی بات شہریار اس سب کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔۔۔مجھ پر ہمارے بچے پر اپ نے جلال شاہ سے لڑنے کو زیادہ ترجیح دی کہتے عشاء دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپائے ہچکیاں بھرتے رونے لگی۔۔۔کہ شہریار بولا عشاء۔۔۔بٹر فلائی۔۔۔

میری جان چپ ہو جاؤ نا اتنی تکلیف تو مجھے گولی لگنے پر بھی نہیں ہوئی جیتنی

تمہارے رونے سے ہو رہی ہے۔۔۔ جھوٹ جھوٹے ہیں اپ شہریار خود رلا کر کہتے ہیں کہ اپکو میرے رونے سے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ عشاء میں تمہیں کیسے سمجھاؤں شہریار نے بے بسی سے کہتے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ کہ عشاء اسے دوبارہ اٹھتا دیکھ کر غصے سے بولی فلحال سکون سے لیٹے رہے مجھے کچھ نہیں سمجھنا شہریار۔۔۔ اچھا نا بٹر فلائی سوری ائندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا شہریار نے صلح کرنے کی کوشش کرتے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔ کہ عشاء بولی اگلی بار ایسی نوبت ہی نہیں ائے گی میں اپ سے پہلے ہی مر جاؤں گی۔۔۔ پھر جو چاہے کرتے رہیے گا۔۔۔ کرنا کیا ہے میری جان پھر میں بھی تمہارے پاس اجاؤں گا جہاں تم وہاں میں۔۔۔ شہریار نے پیار سے کہا تو عشاء اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔ اچھا چھوڑو یہ سب یہاں میرے پاس اؤ بٹر فلائی شہریار نے اپنا ایک بازو کھولتے قریب انے کا اشارہ کیا۔۔ کہ عشاء بولی نہیں میں نہیں اؤں گی جب اپ مجھے چھوڑ کر جانے سے گریز نہیں کرتے تو میں بھی کیوں اپ کے پاس ہوں آوں۔۔۔ ٹھیک ہے مت او کہتے وہ پھر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا کہ عشا لمحے میں بیڈ سے سنبھل کر اترتے اس کے قریب ہوئی جانتی تھی وہ ضرورت سے

زیادہ ڈیٹ ہے اگر خود اس کے قریب نہیں جائے گی تو وہ اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر اس کے پاس ائے گا۔۔۔ شہریار نے بیڈ پر جگہ بناتے اسے اپنے قریب لیٹنے کا اشارہ کیا۔۔۔ تو وہ وہی شہریار کے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔ شہریار نے اسکی کن پٹی پر لب رکھے اور بولا مبارک ہو میری جان اپ ایک شیطان بچے کی ماں بن گئی ہیں۔۔۔ لیکن عشاء کو ہنور خاموش دیکھتے بولا مجھے مبارک نہیں دو گئی۔۔۔ مبارک ہو اپ کو اور میں امید کرتی ہوں کہ اب اپ اپنے بچے کیلئے خود کو بدل لیں گے۔۔۔ شہریار اسکے طنز پر مسکرایا اور بولا میں بھی امید کرتا ہوں کہ میری غیر موجودگی میں تم گھر رہنا سیکھ لو۔۔۔ عشاء نے اسے پھر سے گھورا تو شہریار بولا یوں مت دیکھو بٹر فلائی پھر تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔ سارے فساد کی جڑ ہی یہ پیار عشاء نے چڑ کر کہا تو شہریار ہنسا جس پر اسے دوبارہ تکلیف ہوئی۔۔۔ کہ عشاء فورا بولی شہریار اب اپ ارام کریں سو جائیں پلیز۔۔۔ اوکے جو حکم میری جان لیکن تم میرے پاس ہی رہنا کہتے وہ انکھیں موند گیا۔۔۔

صبح ہوتے ہی سائمہ بیگم رامین رستم صاحب اور دارم ہاسپٹل ائے تھے۔۔۔ جنہیں وہاب اور ایت بھر بھر کے شکایتیں لگا رہے تھے۔۔ کہ عشاء اور شہریار نے رات انہیں بہت پریشان کیا ہے۔۔۔ کہ کمرے سے اتی نرس کچھ گھبرائی سی رامین کو دیکھتے بولی۔۔۔ وہ میم اندر۔۔۔ کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے رامین نے کچھ پریشان ہوتے کہا تو نرس بولی وہ ڈاکٹر نے سر کا چیک اپ کرنا ہے اور ڈریسنگ کرنی ہے لیکن۔۔۔ اپ ائے میرے ساتھ۔۔۔ کہتے وہ کمرے کی طرف بڑی۔۔۔ کہ سائمہ بیگم بولی یا اللہ خیر ہو۔۔ کیا ہو گیا ساتھ ہی وہ بھی کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ مگر سامنے کا منظر دیکھتے مسکرائی۔۔۔ رامین اور ڈاکٹر بھی ہنسی تھی۔۔۔ جبکہ نرس بھی مسکراتے شرمندہ سی کھڑی تھی۔۔۔ عشاء مزے سے شہریار کی کندھے پر سر رکھے اس کے بازو کے حصار میں پر سکون سی سوئی ہوئی تھی۔۔۔ اور شہریار بھی شاید گہری نیند میں تھا۔۔۔ رامین نے اگے بڑھتے اہستہ سے عشاء کا کندھا ہلاتے ان دونوں کو پکارا۔۔۔ عشاء نے بمشکل انکھیں کھول کر رامین کو دیکھا کہ رامین مسکراہٹ ضبط کرتے بولی عشاء اٹھ جاؤ۔۔۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کرنا ہے عشاء نے پوری انکھیں کھول کر جوں ہی سب کو دیکھا تو لمحے

میں شہریار سے دور ہونے کی کوشش کرتے آہستہ سے بولی شہریار چھوڑیں مجھے۔۔۔اوہابٹر فلائی سونے دو شہریار نے ماتھے پر ایک بل ڈالے نیند میں ڈوبی اواز کے ساتھ کروٹ لینے کی کوشش کرتے عشاء کو ازادی نہ بخشتے کہا۔۔۔عشاء تو شرم سے پانی پانی ہوتے بولی شہریار پلیز کروٹ نہیں لیں اور انکھیں کھولے ڈاکٹر نے چیک کرنا ہے اپکو شہریاررررر۔۔۔شہریار نے مندھی مندھی انکھیں کھولتے سب کو دیکھا تو فوراً عشاء کو ازادی بخشی۔۔۔عشاء لمحے میں بیڈ سے اتری۔۔۔چہرہ خون چھلکانے کی حد سرخ ہو چکا تھا۔۔۔شہریار ایک ہاتھ سے اپنی انکھیں ملتے ایک نظر سب کو دیکھتے کچھ شرمندہ ہوا اور بولا صبح ہی صبح سب ایک ساتھ یہ کوئی وقت ہے چھاپا مارنے کا۔۔۔لو بھئی ہم یہاں ساری رات ان کے لیے پریشان رہے اور یہ یہاں مزے سے سو رہے ہیں رامین نے کہا تو باقی سب بھی ہنس دیے۔۔۔ڈاکٹر کے چیک اپ کرنے کے بعد نرس شہریار کی ڈریسنگ کر رہی تھی۔۔۔جبکہ عشاء کی نظریں نرس پر تھی اور شہریار مسکراتا ہوا اپنی بیوی کو جیلس ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ عشاء اٹھتے نرس کے پاس کھڑے ہوتے بولی لاؤ میں تمہاری مدد کرتی ہوں جلدی کرو اور ائندہ میل سٹاف کو

بھیجنا۔۔۔جبکہ شہریار تو بمشکل اپنی ہنسی کنڑول کیے ہوئے تھا۔۔۔نرس کے جاتے ہی شہریار بولا بٹر فلائی مجھے تو لگا تھا اج انکھوں سے ہی قتل کر دو گی بیچاری نرس کا۔۔۔ہاں تو وہ خواہ مخواہ زیادہ ٹائم لگا رہی تھی اور اپ کو تو بہت مزہ ارہا تھا ایک منٹ کے لیے اپ کی مسکراہٹ غائب نہیں۔۔۔عشاء نے غصے سے منہ بناتے کہا۔۔۔تو کمرے میں داخل ہوتی ہے سائمہ بیگم اس کی اخری بات سنتے مسکرائیں اور بولی بلکہ ٹھیک کہہ رہی ہے میری بہو۔۔۔اور کیا کرتی اس نرس کو اتنی دیر تمہارے پاس رہنے دیتی۔۔۔اور تم کیوں مسکرا رہے تھے اتنا بتاو بھئی ؟؟؟شہریار ہنسا تھا اپنی مورے کی شرارت پر جبکہ عشاء کچھ شرمندہ ہوئی۔۔۔ شہریار بولا میری پیارے مورے اب کوئی کچھ بھی کر لے میری نظریں تو اپ کی بہو پر ہی رہتی ہے۔۔۔عشاء کی رنگت میں سرخیاں گھلی تھی کہ سائمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔اور رہنی بھی میری بہو پر ہی چاہیے۔۔۔اور اب تو اس ننھے شہزادے پر بھی۔۔۔کہتے انہوں نے بے بی عشاء کی گود میں دیا اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔اور وہ ننھا شیطان مسکراتے ہوئے شہریار جیسی سنہری انکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔بے بی کو ایک نظر دیکھتے شہریار اور عشاء ایک

دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔۔۔کہ عشاء اس کا گال چومتے بولی شہریار کتنی غلط بات ہے نا یہ بلکل اپ پر گیا ہے حالانکہ اتنا ٹائم اس کو میں نے اپنے پاس رکھا۔۔۔شہریار مسکرایا اور بے بی کو عشاء سے پکڑتے بولا اخر بیٹا کس کا ہے۔۔۔اور دیکھو اس ناک بالکل تم پر گئی ہے چھوٹی سی۔۔۔لیکن انکھیں تو اپ پر گئی ہیں عشاء بولی۔۔ہاں لیکن اس کے لال لال گال تو تم پر گئے ہیں۔۔شہریار نے کہا۔۔۔تو عشاء بولی لیکن لپس تو اپ پر گیے ہیں۔۔۔پھر جانے ایسے کتنے ہی جملے وہ دونوں اپنے بچے کو دیکھ کر کہتے مسکراتے رہے۔۔۔

عشاء کو دو دن اور شہریار کو اخر ایک ہفتے بعد ڈسچارج مل گیا۔۔۔اج ایک پھر غم کے بادل چھٹ گئے تھے اور حویلی میں خوشیاں لوٹ ائی تھیں۔۔۔سب عشاء اور شہریار کے کمرے میں جمع تھے۔۔۔کہ شہریار اپنی گود میں اپنے بے بی کو لیے بیٹھا بس اسے دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔اور بے بی بھی بے حد مہویت سے شہریار کا جائزہ لیتے اپنے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔۔۔کہ عشاء بولی لائیں

شہریار اسے مجھے دے دیں اور اب اپ لیٹ جائیں۔۔۔ نہیں اسے میرے اسی رہنے دو۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے تمہارے پاس ہی تھا اب میں اپنا بچہ کسی کو نہیں دو گا۔۔۔ کہتے شہریار نے لیٹے بے بی کو اپنے بازو پر لٹایا۔۔۔ کہ روستم صاحب مسکراتے ہوئے بولے اب خود باپ بنا ہے نا اب اسے اندازہ ہو گا کہ ماں باپ اپنی اولاد سے کتنی محبت کرتے ہیں اور ان کے لیے کتنے فکر مند رہتے ہیں۔۔۔ شہریار مسکرایا تھا۔۔۔ اتنے میں بھاگ کر بچے کمرے میں ائے اور بے بی بے بی کرتے بے بی کے اس پاس کھڑے ہو گئے۔۔۔ یہ میلا بھئی ہے کہتے جنت نے شہریار کا ہاتھ بے بی کے اوپر سے اٹھاتے اس کا گال چوما۔۔۔ کہ شہریار بولا چوزی یہ میرا بے بی ہے اور ساتھ ہی اس نے واپس بے بی پر ہاتھ رکھا۔۔۔ جنت نے واپس شہریار کا ہاتھ اٹھاتے بے بی سے دور کیا اور بولی پپو ٹھورو یہ میلا بے بی ہے۔۔ (پوپو اسے کہو چھوڑو یہ میرا بے بی ہے)۔۔۔ جنت کی شکایت سنتے عشاء مسکراتے ہوئے بولی شہریار چھوڑ دیں۔۔۔ یہ جنت کا بے بی ہے۔۔۔ شہریار بولا اچھا ٹھیک ہے پر نسسزا گر تم میرا بے بی لو گی تو میں تمہارے بابا لے لو گا۔۔۔ کہتے شہریار نے دارم کو اپنے پاس انے کا اشارہ کیا۔۔ کہ جنت

بھاگ کر دارم کی کی ٹانگ کو چپکتے بولی نو بابا۔۔۔ میلے بابا ہو۔۔۔ دارم نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھایا کہ شہریار بولا یہاں سب کچھ تو اس میڈم کا ہے ہم تو فضول ہیں۔۔۔ کہ دارم جنت کو اٹھاتے اسکا گال چومتے بولا سب کچھ میری پرنسسز کا ہے اور بابا بھی صرف اپنی پرنسسز کے ہیں۔۔۔ کہ رامین مسکراتے ہوئے بولی یہ کنگ اور ان کی پرنسسز کا تو چلتا رہتا ہے۔۔۔ تم لوگ بتاؤ اپنی بے بی کا نام کیا رکھو گے کب تک یوں ہی بے بی بے بی کہتے رہو گے۔۔۔ ہاں لالا بتائیں کیا ہے نام سوچا ہے اپ دونوں نے ایت نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔ بتاؤ بڑ فلائی کیا نام رکھنا ہے بے بی کا شہریار نے عشاء کو دیکھتے پوچھا۔۔۔ عشاء تو اسکے یوں بڑ فلائی کہنے پر شرما گئی اور بولی مجھے کچھ سمجھ نہیں ارہا اپ بتائیں کیا نام رکھیں۔۔۔ میں کیا بتاؤں بھئی سب لوگ بتاؤ کیا نام رکھیں ہم۔۔۔ اپنے اس پیارے سے بے بی کا۔۔۔ کہ پھر بولا مورے اپ بتائیں میرا نام بھی تو اپ ہی نے رکھا تھا ناں اب میرے بچہ کا نام بھی اپ ہی رکھیے گی۔۔۔ سب باری باری اپنے پسند کے نام بتانے لگے۔۔۔ لیکن عشاء اور شہریار کو کوئی خاص پسند نہیں ایا۔۔۔ سائمہ بیگم بولی ایشان۔۔۔ شہریار اور عشاء کا بیٹا ایشان۔۔۔ ایشان کیسا

رہے گا؟؟شہریار کا مطلب ہے بادشاہ۔۔بلند مقام والا۔۔اور ایشان کا مطلب بھی ہے بادشاہ۔۔عظمت والا۔۔۔پرفیکٹ مورے اس سے اچھا نام کوئی ہو ہی نہیں سکتا شہریار نے کہا تو عشاء بولی جی مورے بہت اچھا نام ہے۔۔۔تو پھر طے ہوا اس کا نام ایشان شہریار خانزادہ ہے۔۔۔اپکو اپنا نام پسند آیا نا عشاء بے بی کو اپنی گود میں لیتے بولی۔۔۔تو وہ مسکرایا۔۔۔

سب نکل گئے اور ایشان بھی سو گیا تھا۔۔۔عشاء بی بیڈ پر ان کے قریب لیٹی تو شہریار بولا بٹر فلائی میرے پاس اؤ یار۔۔۔پاس ہی تو ہوں شہریار عشاء نے اٹھ کر بیٹھتے کہا۔۔۔اسے پاس ہونا کہتے ہیں شہریار نے اسے گھورا اور بولا اٹھاؤ ایشان کو اور بے بی کاٹ میں ڈالو۔۔۔بالکل نہیں میرا بے بی ابھی بہت چھوٹا ہے اور دوسرا میں اپ سے اب بھی ناراض ہوں تو لہذا میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کریں۔۔۔کہتے عشاء سر تکیے پر رکھے بلینکٹ اپنے اوپر کھینچ گئی۔۔۔شہریار نے اٹھ کر بیٹھتے اسے گھورتے کہا اب کس بات کی ناراضگی ہے اور یہ مجھ سے دور رہنے کا اثر ہی ہے بٹر فلائی جو تم اتنا اڑتی پھر رہی ہو مت بھولا کرو تمہاری حدود مجھ سے مجھ تک ہیں۔۔۔عشاء نے شہریار کی باتوں کا کوئی خاص اثر نہ لیتے

ایک نظر اسے دیکھتے خاموشی سے انکھیں بند کرلی۔۔۔اب کی بار تو شہریار کا منہ کھل گیا جو اسے فل اگنور کرتے مزے سے ایشان کو اغوش میں لیتے لیٹی تھی۔۔۔عشاء پر سے ایشان کا ہاتھ ہٹاتے شہریار نے اسے گود میں اٹھاتے بیڈ پر ایک سائیڈ کو کرکے لٹاتے اگے تکیہ رکھا۔۔۔

عشاء نے انکھیں کھولتے اٹھ کر بیٹھتے شہریار کی کاروائی کو دیکھا۔۔۔شہریار نے جھک کر ایشان کے ماتھے پر بوسہ دیتے رخ عشاء کی جانب موڑا اور بولا ہاں تو اب بتاؤ مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔

میرا مسئلہ اپ ہیں شہریار۔۔۔وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔۔۔

میں۔۔۔اب میں نے کیا کیا شہریار نے پوچھا۔۔۔جو اپ نے کیا ہے وہ میں ابھی تک نہیں بھولی۔۔۔شہریار کہتے عشاء کی انکھیں نم ہونے لگیں۔۔

عشاء بس کر وہ بس ایک ازمائش تھی جو گزر گئی شہریار نے اسے سمجھاتے کہا۔۔۔

تو اپ کہہ رہے ہیں کہ اپ کی کوئی غلطی نہیں تھی عشاء روتے ہوئے روٹھے انداز میں بولی۔۔۔بڑ فلائی کیا چاہتی ہو تم۔۔۔اگیا تھا غصہ بس اس گھٹیا انسان

کو یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر شہریار نے کچھ بے بسی سے اسے روتا دیکھ کر کہا۔۔۔

اپ وعدہ کریں مجھ سے۔۔۔ائندہ اپ ایسا کچھ نہیں کریں گے چاہے جو مرضی ہو جائے زندگی اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمت ہے شہریار۔۔۔اور اس کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے ورنہ وہ رب چھین لیتا ہے۔۔۔

اوکے ائی پرومس میری جان۔۔۔لیکن اب تم یہ ناراضگی چھوڑ دو۔۔۔شہریار نے صلح کا ہاتھ بڑھاتے کہا۔۔۔کیوں اپ اپنی ضد چھوڑتے ہیں جو میں اپنی ناراضگی چھوڑ دوں عشاء نے منہ بناتے شکوہ کیا۔۔۔

بٹر فلائی اب یہ زیادہ ہو رہا ہے۔۔۔شہریار نے اسے گھورا تھا۔۔۔جی نہیں یہ وہ ہو رہا ہے جو اپ میرے ساتھ کرتے ہیں۔۔۔عشاء بھی دوبدو بولی۔۔۔میں تو تمہارے ساتھ اور بھی بہت کچھ کرتا ہوں وہ تم بھول گئی شہریار نے جھکاؤ عشاء کی طرف دیتے کہا۔۔۔

کہ عشاء اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے نظریں جھکائے کچھ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بولی بولی شہریار مجھے نیند ائی ہے اور اپ کو بھی اب ارام کرنا چاہیے۔۔۔

میں تو ارام کرنا چاہتا ہوں تم ہی بار بار میرے سکون میں خلل پیدا کر رہی ہو لیٹتے شہریار نے اپنا بازو کھولتے کہا۔۔۔ عشاء نے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھا اور بولی شہریار بس یہ اخری بار تھا اسکے بات اپ کو کبھی معافی نہیں ملے گی مجھے اس طرح تڑپانے کی۔۔۔ اوکے مائی لو کہتے شہریار نے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔ تو عشاء بھی سکون سے انکھیں موند گئی۔۔۔

شہریار نے جیسے ہی دوبارہ ڈیوٹی جوائن کی تو ورک لوڈ زیادہ ہونے اور شاید کہیں نہ کہیں تنہا ہونے کی وجہ سے ولید کے بیمار ہونے کی خبر نے اسکا استقبال کیا۔۔۔ شہریار اسے ملنے اس کے گھر گیا جہاں وہ بالکل تنہا بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔۔

دو دن بعد ولید کی کچھ طبیعت سنبھلی تو شہریار اس کے سامنے بیٹھا غصے سے اسے گھورتے بولا۔۔۔ ولید اخر تم کیا چاہتے ہو اج مجھے بتا ہی دو۔۔۔ اتنی لمبی زندگی اکیلے کسی کی یادوں کے سہارے نہیں کاٹی جا سکتی ابھی تو تم جوان ہو انے والے وقت میں کیا کرو گے کبھی سوچا ہے۔۔۔ پاگل مت بنو۔۔۔ اور مان لو میری بات

یہ ہاتھ جوڑتا ہو میں تمھارا سامنے۔۔۔پرسوں سے جس طرح بخار میں پڑے ہو اور کسی کو پتا تک نہیں اس طرح کسی دن مر جاوگے اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔۔۔شہریار غصے سے کہتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے اخر میں بے بس ہوا تھا۔۔۔کہ ولید نے نظر اٹھا کر اپنی سرخ ہوتی انکھوں سے اسے دیکھتے کہا میں کیا کرو شہری میرا دل کسی کو قبول نہیں کرتا۔۔۔میں کیسے اپنی وفا کی جگہ کسی اور کو دے دو۔۔۔۔

ولی۔۔۔ولی وفا بھابھی کی جگہ کیوں کسی کو دینی ہے زندگی میں آنے والے ہر انسان کی الگ جگہ ہوتی ہے۔۔۔تم کیوں نہیں سمجھتے تمہیں اس حال میں دیکھ کر وفا بھابھی تو جیسے بہت خوش ہو گئی نا افسوس تو مجھے اس بات کا ہے تم نے انکی اخری خواہش تک کا احترام نہیں کیا۔۔۔وہ چاہتی تھی تم خوش رہو ولی لیکن تم نے تو جیسے زندگی ہی حرام کرلی ہے خود پر شہریار نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔ایسا نہیں ہے شہری ولید نے انکھیں بند کرتے بخار کے دردوں سے چور ہوتے جواب دیا۔۔۔ایسا ہی ہے ولی کبھی سوچا ہے تم نے اتنی لمبی زندگی کیسے تنہا کاٹو گے ۔۔۔ٹھیک ہے شادی نہیں کرنی تو مت کرو کم سے کم ایک بچہ ہی گود لے لو تا کہ

بات کرنے کو تو کوئی ہو۔۔۔یا کہہ دو۔۔۔خود کو اور مجھے یوہی پاگل کرنا ہے۔۔۔ شہریار غصے سے کہتے کمرے کا دروازہ مارتے نکل گیا۔۔۔ولید کو بھی اب کہیں نہ کہیں لگنے لگا تھا کہ شہریار ٹھیک کہہ رہا ہے کچھ بھی ہو وہ شہریار کو یوں اپنے لیے پریشان نہیں کر سکتا اس کی بیوی تھی اور اب تو ایک بیٹا بھی تھا جن کا شہریار پر اس سے کہیں زیادہ حق تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شہریار اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا چاہے بیچ میں خود ہی کیوں نہ پستہ رہے جیسے پچھلے دو دن سے ولید کے پاس اس کے گھر پر تھا۔۔۔کہ ولید نے بھی ایک ٹھنڈی اہ بھرتے اپنی آنے والی زندگی کے لیے ایک مشکل ترین فیصلہ کیا۔۔۔۔چونکہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا ان کے بغیر زندہ رہنے خوش رہنے زندگی کو بہترین طریقے سے گزارنے کی کوشش کرنا ہی اصل ازمائش ہوتی ہے اور مومن ازمائشوں پر پورا اترتا ہے۔۔۔۔

ایک سال بعد۔۔۔۔۔

وہاب۔۔۔وہاب اب تم اتے نیچے بیٹھ گئے ہو میں کب سے تمہیں بلا رہی ہوں۔۔۔بتادو تمہیں کون سے کپڑے پہنے ہیں تاکہ میں استری کروا کے رکھ سکوں۔۔۔ورنہ پھر ان وقت پر تم نے وہ کپڑے نہیں پہننے جو میں نے استری کروائے ہوئے۔۔۔بس تم مجھے سکون سے بیٹھنے مت دینا وہاب نے اہ بھرتے اٹھ کھڑے ہوتے کہا۔۔۔کہ ایت کچھ غصے سے بولی پھر تمہیں لگتا ہے کہ میں لڑنے کے لیے بہانے ڈھونڈتی ہو۔۔۔۔ نہیں میڈم تم صرف مجھے ڈھونڈتی ہو بہانے تمھارے مل جاتے ہیں لڑنے کے۔۔۔وہاب بھی اسکے انداز میں کہتے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔کہ ایت نے ایک نظر صوفے پر بیٹھے سب کو مسکراتے دیکھ تو سکینہ بی بی سے بولی اب اپ مجھے کہے گا شوہر کی عزت کرنا۔۔۔اسکی اتنی باتیں صرف میں ہی سن سکتی ہو۔۔۔صبر ہے میرا۔۔۔کام اپنا ہے اور نخرے مجھے دیکھا رہا ہے۔۔۔غصے سے کہتے وہ بھی واک آوٹ کر گئی۔۔۔کہ سکینہ بی بی ہنستے بولی ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔کچھ دیر بعد ایت روم میں ائی تو وہاب کو اگنور کرتے اگے بڑھی۔۔۔وہاب مسکرایا اور اگے بڑھتے اس کا راستہ روکا۔۔۔ایت نے

اسے گھورا۔۔۔ کہ وہاب نے مسکراتے ہوئے اسکے کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنی طرف کھینچتے ساتھ لگایا۔۔۔ایت نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔وہاب نے مسکراتے ہوئے اس کی مزاحمت کو ناکام بنایا۔۔۔ کہ ایت بولی اب کیا تکلیف ہے؟؟ وہ تو تم بتاؤ گی نا جس نے منہ بنایا ہوا ہے وہاب نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔۔۔بس تمہیں میرا منہ بنایا نظر اتا ہے اپنی کرتوت نہیں ایت غصے سے اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے بولی۔۔۔اب کیا کرتوت کیے میں نے وہاب نے معصوم بنتے پوچھا؟؟؟ کہ ایت بولی کچھ نہیں کیا تم نے بس چھوڑو مجھے۔۔۔ارے ایسے کیسے چھوڑ دوں ایک ہی تو بیوی ہے میری پیاری سی جس کی ناک پر ہر وقت غصہ رہتا ہے کہتے وہاب نے اسکی ناک پر لب رکھے تھے۔۔۔ایت نے نظر اٹھا کر اسے گھورنا چاہا مگر اسکی انکھوں کے پیغامات پڑھتے کچھ گھبراتے نظریں جھکائے بولی وہاب میں ناراض ہوں۔۔۔ میں مناتو رہا ہو کہتے وہاب نے اسکا گال چوما۔۔۔ کہ ایت منہ بنائے بولی یہ کون سا طریقہ ہے منانے کا۔۔۔ میرے پاس تو یہی طریقہ ہے اگر ماننا ہے تو مان جاؤ ورنہ کہتے وہاب خاموش ہوا تھا کہ ایت واپس اپنے ازلی موڈ میں اتے ہیں بولی نہیں ورنہ کیا؟؟؟

پہلے وہ تو بتاؤ۔۔۔ کہ وہاب بولا ورنہ کیا۔۔۔دوبارہ منانے کی کوشش کروں گا۔۔۔اس کا کہنا تھا کہ ایت کے کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔تو اسے دیکھتے وہاب بھی مسکرایا اور بولا ائی لو یو ایت۔۔۔اسکے انچ دیتے لہجے پر ایت کے گال ٹماٹر ہوئے۔۔۔کہ پھر بولی بٹ ائی ہیٹ یو اور اسکے حصار سے نکل کر دروازے کے طرف بھاگی۔۔۔پیچھے سے وہاب کی آواز سنی یہ بات یہاں میرے پاس اکر کہو پھر اسکا جواب دیتا ہوں چڑیل۔۔۔

دارم فریش ہوتے واش روم سے نکلا تو سامنے رامین کو چینج روم میں وائٹ کلر کی انارکلی پاؤں کو چھوتی فراک پہنے دیکھ اس کی طرف بڑھا اور اس کی کمر کے گرد حصار باندھا۔۔۔رامین جو جھمکے پہن رہی تھی اچانک اس افدات پر اس کے ہاتھ سے جھمکا چھوٹ کر ڈریسنگ پر گرا ائینہ کے عکس میں دونوں کی نظریں ملی۔۔۔تو دارم مسکرایا اور رامین نے اسے گھورا۔۔۔دارم نے ہاتھ بڑھا کر جھمکا اٹھاتے اس کے کان میں پہنایا اور اسکے کان کی لو پہ لب رکھتے بولا پرفیکٹ۔۔۔رامین

مسکرائی۔۔۔کہ جنت اور دراب کا شور سنتے دونوں فوراان کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔جنت کے بال دراب کے کرتے کے بٹن میں اٹکے ہوئے تھے۔۔۔ جنہیں چھڑاتے دراب جنت کے بال کھینچ رہا اور وہ شور مچاتے بے بی چھوڑو کہہ رہی تھی۔۔۔رامین نے اگے بڑھتے فورا جنت کے بال نکالے۔۔۔جس کی انکھوں میں اب موٹے موٹے انسو چمک رہے تھے کہ جنت رامین کو دیکھتے ہوئے مما میلے۔۔بال ہائی ہو گئی۔۔۔کچھ ہوا بے بی ڈول کہتے رامین نے اسے ساتھ لگاتے اس کا گال چوما۔۔۔تو دراب دارم کو دیکھتے بولا بابا پنسز روئی۔۔۔ نہیں پر نسسز نہیں رو رہی بس تھوڑی سی ہائی ہوئی ہے۔۔۔کہ دراب اگے بڑھتے جنت کے گلے لگتے بولا ہائی ہو گئی پنسز۔۔۔رامین اور دارم مسکرائے تھے۔۔۔کہ جنت بولی نہیں ٹھیک ہے۔۔۔ چلو ہم نانو پاس چلتے۔۔۔اوتے کہتے وہ جنت کا ہاتھ تھامتے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔کہ رامین بولی درام میں جنت کے بالوں کی تھوڑی سی کٹنگ ضرور کرواؤں گی چھوٹی سی وہ ہے اور اس کے بال اسے پریشان کرتے ہیں۔۔۔بالکل نہیں من اتنے پیارے بال ہیں اس کے تم اچھے سے باندھ دیا کرو۔۔۔بلکہ میں خود ہی سیکھ لوں گا اپنی پر نسسز کے بال

بنانا۔۔افف دارم بس میری بات نہ ماننا کہتے رامین واپس اپنی تیاری کرنے لگی۔۔۔اور بولی جلدی کرو دارم مہمان اتے ہی ہوں گے۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے شہریار کا سر گھوما۔۔جب سے ایشان نے چلنا شروع کیا تھا ان کے کمرے کی ایک بھی چیز جگہ پر نہیں رہتی وہ ایک شیطان بچہ تھا جو اپنے ماں باپ کو ویسے ہی بلاتا جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کو بلاتے۔۔۔شہریار کو شری اور عشاء کو بتر۔۔۔کیونکہ بٹر فلائی کہنا اسکے لئے مشکل ہوتا۔۔۔۔سامنے ایشان کو بیڈ پر اچھلتا دیکھ شہریار نے اگے بڑھتے اسے اٹھایا تو اسنے شور مچانا شروع کر دیا۔۔اسکا منہ اپنی طرف گھماتے شہریار بولا چوزے یہ میرے کمرے کا کیا حال کیا ہے تو۔۔۔اور تیری مورے کہا ہیں؟؟ شہری مسکرا کر کہتے وہ اسکے پیٹ پر پاؤں رکھتے اوپر کی طرف چڑھنے لگا۔۔۔شہریار نے گہری سانس بھرتے بولا میں تیرا باپ ہوں کوئی مینار نہیں کدھر چڑھ رہا ہے شانی۔۔۔اور میں کیا پوچھ رہا ہوں میری بٹر فلائی کہاں ہے۔۔۔بتر کہتے ایشان نے چینجنگ روم کی طرف

اشارہ کیا۔۔۔شہریار نے زبردستی اس کے دونوں گال چومتے اپنے دانت گاڑھے اور بولا وہ میری بٹر فلائی ہے تیری مورے ہے مورے کہا کر اور میری بیوی کے ساتھ زیادہ فری ہونے کی کوشش بھی مت کیا کر۔۔۔ورنہ کسی دن اٹھا کر اپنے کمرے سے باہر پھینک دوگا اور یہ جو تونے کمرے کا حشر بگاڑا ہے اب اسے کون ٹھیک کرے گا بھئی اپنی بیوی لے کر آ کیونکہ میری بٹر فلائی کو تو بہت تنگ کرتا ہے۔۔۔بتر بتر اوازیں دیتے ایشان شہریار کے حصار سے ازاد ہونے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا جو اسے دھمکا رہا تھا۔۔۔کہ شہریار نے مسکراتے ہوئے دوبارہ اس کا گال چوما اور بولا اگر تو یہ کمرہ گندا نہ کرتا تو شاید تیری ماں تجھے مجھ سے بچا لیتی۔۔۔اب تو اتے ہی وہ تجھ پر غصہ ہو گی بچو۔۔۔کہ ایشان نے شور مچاتے اوپر ہوتے شہریار کی گال پر اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے پھول بنایا جیسے محسوس کرتے شہریار مسکرا رہا تھا۔۔۔اتنے میں عشاء چینجنگ روم سے نکلی وہ شاید ابھی شاور لے کر ائی تھی۔۔۔گیلے بالوں کو تولیہ سے خشک کرتے نظر شہریار پر پڑی تو مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے بولی میں نے اپ سے کہا تھا جلدی ائیے گا۔۔۔میری جان میرے دوست کی شادی ہے سارے انتظامات بھی تو

مجھے ہی دیکھنے تھے نا اس سے جلدی کیسے اتا کہتے شہریار نے ایشان کو بیڈ پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر عشاء کو کھینچتے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ کہ عشاء فوری بولی شہریار شانی ۔۔۔شانی تمہارا کام بڑھانے میں مصروف ہے۔۔ شانی جو تکیے زمین پر رکھتے نیچے بیڈ بنا رہا تھا۔۔۔ کہ عشاء نے ایک نظر ایشان اور پھر کمرے پہ ڈالتے کہا افففف اللہ شہریار دیکھیں کیا حال کیا ہے اس نے روم کا۔۔۔ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے ٹھیک کیا تھا کہ شاید ہی اپ کے انے تک یہ صاف رہنے دے۔۔۔ کوئی بات نہیں بٹر فلائی ملازمہ سے کہہ دو ٹھیک کر دے گی۔۔۔ لیکن شہریار عشاء بولی۔۔۔ لیکن ویکن کچھ نہیں اتنے خوبصورت چہرے پر پریشانی اچھی نہیں لگتی کہتے شہریار نے جھکتے نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوا اور بولا یہ کتنی پیاری کیسے ہوتی جا رہی ہے تم بٹر فلائی۔۔۔ کہ عشاء اس کے سینے پر ہاتھ رکھے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ فاصلہ قائم کرتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ شہریار اپ بھی نا جائے چینج کر لے اب یہ نہ ہو بارات اجائے اور دلہے میاں کے دوست ایسے ہی رہ جائے۔۔۔ ہائے بٹر فلائی آج تو اسکا دن ہے میری خیر ہے مجھے تو جس نے پسند کرنا تھا کر لیا۔۔۔ جی جی اس میں تو کوئی شک نہیں اور زیادہ اچھا لگنے کی ضرورت

بھی نہیں ہے بس کپڑے بدل لیں۔۔۔اوکے جو حکم کہتے وہ ہنستے ہوئے واش روم میں بند ہوا کہ عشاء ایشان کو اٹھاتے بولی شانی یہ کیا حالت بنادی ہے روم کی کسی دن صحیح ڈانٹ کھاؤ گے بابا سے۔۔۔جب کہ وہ مسکراتے ہوئے عشاء کے گلے میں بازو ڈالے مسکراتے ہوئے اس کا گال چوم رہا تھا۔۔عشاء مسکرائی اور بولی چلو اب میں اپنے بے بی کو بھی چینج کروادوں۔۔۔اسے کپڑے چینج کراتے فیڈر دیتے وہ خود نیچے پانی لینے گئی تھی۔۔۔واپس ائی تو دیکھا شہریار ایشان کو ڈریسنگ پر کھڑا کیے پرفیوم لگا رہا تھا اور پھر اپنے۔۔۔کہ عشاء پر نظر پڑتے بولا یہاں اؤ بٹر فلائی پرفیوم لگاؤں۔۔۔کہ ایشان نے بھی ہاتھ عشاء کی طرف بڑھاتے اسے بلایا بتر۔۔بتر کرتے۔۔۔عشاء نے اگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھامتے چوما اور شہریار نے اس پر پرفیوم چھڑکا۔۔۔تو ایشان نے کھلکھلاتے ہوئے تالیاں بجائیں۔۔۔دونوں مسکرائے تھے کہ شہریار نے جھکتے اس کا گال چوما اور بولا میرے چوزے دل کرتا ہے تمہیں کھا جاؤں۔۔۔کہ عشاء مسکراتے ہوئے بولی پلیز شہریار ایسا مت کریے گا۔۔۔میں اپنے بے بی کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔۔ میں ہوں نا میری جان تمہارے لیے مسکرا کر کہتے شہریار نے ایشان کو گود میں

اٹھایا۔۔۔تو عشاء مسکرائی۔۔کہ اسے خود کو مہویت سے دیکھتا پاکر شہریار بولا یوں مت دیکھو کو بٹر فلائی پھر تمہیں پیار ہو جائے گا۔۔۔کہ عشاء کھلکھلا کر ہنستے بولی مجھے پیار ہو گیا ہے شہریار خانزادہ اور ساتھ ہی اسنے شہریار کی گال پر لب رکھے۔۔۔شہریار گہرا مسکراتے بولا بٹر فلائی یہ بہت غلط وقت ہے پیار برسانے کا۔۔۔اور انہیں لیتے نیچے ایا۔۔۔

ملیحہ میرے بھی کپڑے نکال دیں۔۔۔میں تو اپ کو کب سے کہہ رہی ہو چینج کر لیں واش روم میں ہینگ ہیں اپ کے کپڑے۔۔۔لیکن اپ کو مازن سے فرصت ملے تب نا لائیں اب اسے مجھے دیں۔۔۔سفیان اور ملیحہ بھی سوات ائے ہوئے تھے ایک تو شادی کی وجہ سے دوسرا مازن کے پیدا ہونے کے بعد پہلی بار میکے ائی تھی سفیان اسے خود چھوڑنے ایا تھا اور اب سب کے اصرار پر شادی تک سفیان بھی وہیں رک گیا تھا۔۔۔مازن ان کا چار ماہ کا بیٹا۔۔۔میں کیا کروں میرا اس کو چھوڑنے کا دل ہی نہیں کرتا اتنا پیارا تو ہے میرا بیٹا سفیان نے مسکراتے ہوئے کہا

اور مازن کا گال چومتے ملیحہ کی گود میں دیا۔۔۔تو ملیحہ بولی جی پتہ ہے مجھے اج کل تو اپ کا سارا دھیان بس مازن پر ہی رہتا ہے۔۔۔اور کسی کی تو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔۔۔اس کے منہ بنا کر کیے جانے والے شکوے پر سفیان مسکرایا اور اسے اپنے حصار میں لیتے اسے کندھے پر تھوڑی ٹکائے بولا سچ میں ایسا ہے کیا؟؟؟جی تو اور کیا ایسا نہیں ہے ویسے ہی جواب ایا تھا۔۔۔کہ سفیان ہنسا اور بولا بیگم صاحبہ اب اپ اپنے بیٹے جیلس ہو رہی ہیں؟؟جی نہیں کہتے ملیحہ اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔۔کہ سفیان نے واپس اسے اپنے قریب کیا اور بولا کیوں دل جلاتی ہیں اپنا میری پہلی اور اخری محبت صرف اپ ہیں۔۔۔ملیحہ کے چہرے پر مختلف رنگ بکھرے تھے۔۔کہ سفیان نے فاصلہ ختم کرتے نرمی سے اسکے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید کوئی پیش قدمی کرتا مازن نے ان کا دھیان اپنی طرف دلایا۔۔۔جسے دیکھتے دونوں مسکرائے اور ملیحہ فورا پیچھے ہوتے بولی جائیں چینج کریں۔۔۔ٹھیک ہے جانم رات کو یہیں سے کنٹینیو کریں گے مسکرا کر انکھ ونگ کر کے کہتے وہ چینج کرنے چلا گیا۔۔۔اور ملیحہ مسکرائی اور مازن کو دیکھتے بولی ویسے اپ اتنے پیارے ہو بابا بھی کیا کریں۔۔۔جب سے ہم یہاں

ائے ہیں اپ کو مجھے دیتے ہی نہیں اپ بھی مما کو مس کر رہے تھے نا میرے چاند اس کا گال چومتے باتیں کرتے وہ کمرے سے نکلی۔۔۔سفیان اسلام اباد بے حد تو مصروف رہتا۔۔۔اور اکثر مازن سو جاتا سفیان کے انے سے پہلے ہی۔۔۔اس لیے اب اس کے پاس مازن کے لیے وقت ہی وقت تھا۔۔۔

ساری دنیا باہر اگئی مریم۔۔۔بس تم ہی ان دونوں شیطانوں میں الجھی ہوئی ہو۔۔۔زمان نے بیڈ سے زوہان کو اٹھاتے کہا (ان کا چھوٹا بیٹا) اور ساتھ ہی پوچھا روحان کہاں ہے۔۔۔باہر بچوں کے ساتھ ہو گا اپ زوہان کو لے جائیں میں بھی اتی ہوں۔۔۔مریم چیزیں سمیٹتے بولی۔۔۔زمان بولا اب کیا چلو نا یار یہ بعد میں کر لینا۔۔۔باہر لڑکیاں تمہارے شوہر کو چھیڑ رہی ہیں اور تمہیں ان چیزوں کی پڑی ہے۔۔۔تمہارا سب سے قیمتی سامان کہیں چوری نہ ہو جائے کہتے زمان مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلنے لگا۔۔۔کہ مریم کے کام کرتے ہاتھ روکے اور زمان کو گھورتے بولی صبر کریں میرے ساتھ باہر جائیے گا اور میں بھی تو دیکھوں ان

لڑکیوں کو جو دو دو بچوں کے باپ پہ ڈورے ڈال رہی ہیں۔۔۔لو بھئی دو بچوں کا باپ ہوں تو کیا ہوا میں کون سا بڈھا ہو گیا ہوں زمان نے ٹھنڈی اہ بھرتے کہا کہ مریم بولی زمان سدھر جائے ورنہ میں دو دو بیٹوں کی ماں ہوں۔۔۔ مریم کا کہنا تھا کہ زمان کا بے ساختہ قہقہہ کمرے کے درو دیوار سے ٹکرایا اور اس کی طرف بڑھتے بولا۔۔جی جی اپ دو جوان بیٹوں کی ماں ہیں اخر جن میں سے ایک میری گود میں ہے اور دوسرا باہر کھیل رہا ہو گا۔۔۔ کہ مریم بھی ہنستے ہوئے بولی جی بلکل اسلیے اب خود کو زیادہ جوان سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔او کے جیسے تم کہو جانم کیونکہ ویسے بھی تمہارا انتظار کرتے تو میں بوڑھا ہو ہی جاؤں گا۔۔۔ کہ مریم بولی میں رکھ لوں گی اپکو بڑھاپے میں بھی۔۔۔کیا سچ میں زمان نے اسکی طرف جھکتے کہا۔۔۔جی بلکل کہتے وہ مڑی تھی کہ زمان اسکا ہاتھ پکڑتے بولا پیار تو کرتی نہیں ہو۔۔اس احسان کی وجہ۔۔۔اففف زمان کتنے خراب ہیں ناپ ابھی تک اپکو میرا پیار نظر نہیں ایا مریم نے شکوہ کیا۔۔۔ کہ زمان بولا اب بڑھاپے میں نظر تو کمزور ہو ہی جاتی ہے ذرا پاس او پھر پتا چلے گا پیار ہے یا نہیں۔۔۔ یہ کوئی وقت نہیں ہے پیار کا زمان چلے ائیں کہتے مریم کمرے سے نکل گئی جب کہ

زمان زوہان کا گال چومتے بولا کوئی قدر نہیں ہے مورے کو بابا کی ہے ناجب کہ وہ تو بس مسکرایا تھا۔۔۔

اج ولید اور لائبہ کا نکاح تھا۔۔۔اخر شہریار کی دن رات کی کوششیں کامیاب ہوئی تھی کیونکہ ولید مان گیا تھا ورنہ شہریار اس کے لیے بہت پریشان رہتا کیونکہ وہ بہت تنہا ہو چکا تھا۔۔۔لائبہ بھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی جس کی بڑی وجہ حاشر تھا۔۔۔لیکن اخر کار دونوں مشکل سے مان ہی گئے تھے جس پر سب بے حد خوش تھے۔۔نکاح کی چھوٹی سی رسم گھر میں ہی رکھی گئی تھی کیونکہ دونوں ہی زیادہ شور شرابہ نہیں چاہتے تھے لیکن پھر بھی مہمان زیادہ ہو گئے تھے۔۔۔بوا جی بھی بہت خوش تھی ولید اچھا لڑکا تھا سب سے بڑھ کر لائبہ کو حاشر کے ساتھ اپنانے کے کیے تیار تھا۔۔۔نکاح کی رسم ختم ہوتے ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا۔۔۔اب وہ دونوں ساتھ بیٹھے مکمل منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا اور سب سے ملتے وہ زندگی کی نئے سفر پر روانہ ہوئے۔۔۔۔

گاڑی میں ہنوز خاموشی رہی کہ گھر پہنچے تو وہاں کوئی نہیں تھی ولید نے خود ہی گھر کا دروازہ کھولا۔۔۔لائبہ کا ہاتھ پکڑے حاشر اندر داخل ہوتے بولا مما یہ کس کا گھر ہے؟؟ دونوں نے ایک ساتھ حاشر کو دیکھا۔۔۔اور پھر ایک دوسرے کو۔۔۔کہ ولید زمین پر گھٹنا فولڈ کیے بیٹھا اور حاشر کو اپنے سامنے کرتے بولا۔۔۔یہ اپ کا گھر ہے حاشر اپ کو کیسا لگا۔۔۔یہ تو بہت اچھا اور بڑا ہے انکل حاشر نے ہر طرف نظر گھماتے جوش سے کہا۔۔۔کہ ولید مسکراتے ہوئے بولا حاشر میں اپ کا انکل نہیں ہو۔۔۔اپ مجھے بابا بلاؤ وکے۔۔۔لائبہ نے نظر اٹھا کر ولید کو دیکھا تھا جو پوری طرح سے حاشر کی طرف متوجہ تھا۔۔۔کہ حاشر بولا لیکن مما کہتی ہیں میرے بابا تو اللہ تعالی کے پاس ہیں وہ پانچ سالہ بچہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ سمجھدار اور بڑا لگ رہا تھا۔۔۔ولید نے ایک نظر پاس کھڑی لائبہ پر ڈالی جس کی انکھ سے انسو ٹوٹ کر زمین پر گرا تھا۔۔۔کہ پھر حاشر کی طرف متوجہ ہوتے بولا حاشر اپ کو بابا چاہیے تھے کیا؟؟ ہاں چاہیے تھے جواب ایک

منٹ میں ایا تھا۔۔ کہ ولید بولا اپکو چاہیے تھے نا اسلیے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپکے پاس بھیج دیا۔۔۔اپ میرے بابا ہو اب کی بار حاشر نے ولید کے سینے پر انگلی رکھتے پوچھا۔۔۔جی میں اپکا بابا ہوں۔۔۔واہ کہتے وہ اچھلتے ولید کے گلے لگا۔۔۔ولید مسکرایا تھا کہ اس سے الگ ہوتے حاشر واپس اسکے سامنے کھڑا ہوتے بولا۔۔۔ بابا اپ میرے ساتھ کھیلو گے ؟؟ہاں کھیلو گا ولید نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ کہ حاشر دوبارہ بولا مجھے سکول بھی چھوڑنے جاؤ گے ؟؟ہاں جاو گا ولید نے دوبارہ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ کہ حاشر بولا تو پھر مجھے گودی میں اٹھاو کہتے اس نے دونوں ہاتھ ولید کی طرف اٹھائے۔۔۔ولید مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی اسے گود میں اٹھایا تو حاشر یاہو کا نعرہ لگاتے بولا مما کہتی ہے میں اب بڑا ہو گیا ہوں وہ مجھے اٹھا نہیں سکتی۔۔۔اس کی باتیں سنتے ولید مسکرا رہا تھا۔۔۔ایک عرصے بعد اسے یہ سکون نصیب ہوا تھا اس گھر میں کوئی آواز گونجی تھی۔۔۔اور ساتھ ہی بات کا احساس بھی ہو رہا تھا کہ اس معصوم بچے نے کس کس جگہ باپ کی کمی کو محسوس کیا ہے !!!کہ ولید بولا حاشر میں اپ کو اپ کا روم دیکھتا ہو کہتے وہ اسے کمرے میں لے ایا۔۔۔جسے دیکھتے حاشر کی خوشیوں کا کوئی

ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔کہ ولید بولا حاشر میں آپکی مما کو بھی ان کا روم دیکھا دو واپ کھیلو تب تک۔۔۔ مما تو میرے روم میں رہتی ہیں حاشر نے کہا تو ولید بولا یہ بیڈ چھوٹا ہے وہ جو سامنے روم ہے اپ بھی ہمارے ساتھ وہی رہنا یہ تو کھیلنے کے لیے اور جب اپ بڑے ہو جاؤ گے تب یہاں سویا کرنا اوکے۔۔۔اوکے کہتے وہ دوبارہ کھیلنے میں مصروف ہوا۔۔۔کہ ولید باہر اتے لائبہ کو دیکھتے بولا اپ اۓ فریش ہو جائیں میں کھانا لگتا ہوں۔۔۔جی کہتے وہ اس کے پیچھے ائی تو دیوار پر لگی فوٹوز کو دیکھتے روکی۔۔۔ولید اسے وہاں کھڑا دیکھتے کچھ شرمندہ ہوا اور بولا سوری وہ مجھے یاد نہیں رہا یہ سب اتارنے کا اور ساتھ ہی اسنے تصویریں اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ لائبہ بولی سب جیسا ہے ویسا ہی رہنے دیں۔۔۔میں اپ کی زندگی میں یہ جگہ کبھی نہیں لینا چاہوں گی۔۔۔میں اور حاشر اپنی جگہ خود بنا لیں گے۔۔۔اور ایک دن اس دیوار پر یہ خالی جگہ پر ہو جائے گی۔۔۔کہ ولید مسکراتے ہوئے بولا انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔ کھانا کھاتے کچھ ہی دیر میں حاشر سو گیا۔۔۔ولید نے کمرے میں اتے چائے کی ٹرے باہر ٹیرس کا دروازہ کھولتے میز پر رکھی۔۔۔اور صوفے پر بیٹھتے لائبہ کو اواز دی۔۔۔چائے پیتے خاموشی

توڑتے ولید نے کہا حاشر بہت ہی پیارا اور سمجھدار بچہ ہے ورنہ اس عمر میں بچے بہت شرارتی ہوتے ہیں۔۔۔لائبہ مسکراتے ہوئے بولی حاشر کو شرارت کرنے کا کبھی موقع ہی نہیں ملا اسکی نانو بہت سخت ہیں۔۔۔کہ ولید مسکرایا اور بولا اس بات کا اندازہ ہے مجھے۔۔۔وہ بوا جی کے قصے اور کارنامے اکثر شہریار سے سنتا رہتا۔۔۔ایک بار پھر خاموشی کا وقفہ ایا تھا اب کی بار لائبہ خاموشی توڑتے بولی اپکا گھر بہت خوبصورت ہے۔۔۔ہاں یہ صرف مکان ہے پانچ سال پہلے کبھی گھر ہوا کرتا تھا کہتے ایک کرب اس کے چہرے پر ایا تھا کہ پھر مسکراتے ہوئے بولا خیر اج حاشر کی آواز اور آپکی موجودگی میں پھر سے گھر لگ رہا ہے اج اگر میرا بیٹا ہوتا تو شاید حاشر کا ہی ہم عمر ہوتا یا اس سے تھوڑا سا بڑا ہوتا۔۔۔لائبہ مسکرائی اور بولی کیا نام تھا آپکی وائف اور بیٹے کا؟؟؟لائبہ کو بتاتے وہ مسکراتے ہوئے کافی دیر تک وفا کی باتیں عماد کی شرارتی سناتا رہا لائبہ بھی مسکراتے بہت دلچمی سے اس کی باتیں سنتی رہی۔۔کہ ولید کو ایکدم احساس ہوا وہ کب سے خود ہی بولے جارہا ہے؟؟؟کہ پھر رکتے بولا آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔۔۔میرے بارے میں بتانے کے لیے کچھ خاص ہے ہی نہیں لائبہ نے ایک نظر سامنے

اسمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ولید بولا حاشر کتنے سال کا اور کس کلاس میں پڑتا ہے؟؟؟لائبہ بولی پانچ سال کا ہے اور پریپ میں ہے۔۔۔اچھا کو لمبا سا کھینچتے ولید بولا تو اپکو کبھی شادی کرنے کا خیال نہیں آیا۔۔۔نہیں جواب ایک لفظی تھا۔۔۔کہ ولید بولا اپ اس شادی کے لیے رضامند تو تھی۔۔۔جی جواب پھر ایک لفظی تھا۔۔۔اپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی تھی اپ تو ابھی بہت ینگ ہے ولید نے کہا۔۔۔کہ لائبہ بولی ہر کیسی میں اتنا ظرف نہیں ہوتا کہ وہ کیسی اور کے بچے کو قبول کر سکے۔۔۔مورے میری شادی کروانا چاہتی تھی اور بہت اچھے رشتے بھی اتے رہیں مگر کوئی بھی حاشر کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا بے شک خود اگلے انسان کے دو بچے بھی ہو۔۔۔ہاں یہ تو ہمارے معاشرے کی تلخ حقیقت ہے ولید نے اہ ٹھنڈی بھرتے کہا۔۔۔اپنے ایسی کوئی شرط نہیں رکھی لائبہ نے اسے دیکھتے جیسے سوال کیا تھا۔۔۔کہ ولید بولا میں اپنوں کی جدائی کے غم سے بہت اچھے سے واقف ہوں اور ایک ماں کو اس کے بچے سے الگ کرنے کے بارے میں میں یا کوئی اور کیسے سوچ سکتا ہے۔۔۔اور ویسے بھی حاشر تو بہت پیارا بچہ ہے۔۔۔

لیکن اسکی قسمت میں شاید پیار نہیں تھا کہتے اخر میں نہ چاہتے ہوئے بھی لائبہ کی اواز بھرا گئی۔۔۔ کہ ولید بولا اپ ایسے کیسے کہہ سکتی ولید کو اسکی مایوس پر برا لگا تھا۔۔۔ کہ لائبہ بولی کیونکہ اپ نہیں جانتے حاشر وہ بچہ ہے جسے کوئی دنیا میں انے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ میری شادی کے ایک ماہ بعد ہی حاشر کے بابا کی ڈیتھ کا ایکسیڈنٹ میں ہو گئی عدت ختم کرتے میں مورے کے پاس اگئی اور مجھے پتہ چلا کہ میں پریگننٹ ہوں۔۔۔ مورے نہیں چاہتی تھی حاشر اس دنیا میں ائے۔۔۔ لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں اپنی اولاد کا قتل کر سکو۔۔۔۔اور حاشر کی پیدائش کے بعد بھی صرف ایک بار ہی اس کے دادا دادی ائے تھے اسے دیکھنے۔۔۔ مورے اب تک مجھ سے خفا ہو جاتی تھی حاشر کی وجہ سے خاص کر تب جب کوئی اچھا رشتہ اتا تھا۔۔

وہ اپنی بات کہتے خاموش ہوئی کہ ولید بولا شاید حاشر کو اس لیے دنیا میں بھیجا گیا کہ وہ ہمیں ملا سکے اگر حاشر نہ ہوتا تو یہ شادی بھی نہیں ہوتی۔۔۔اپ نے شادی کے لیے ہاں حاشر کی وجہ سے کی تھی لائبہ نے کچھ حیران ہوتے پوچھا؟؟؟ کہ ولید مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔جی ولید نے لفظی جواب دیا۔۔وہ کیوں۔۔ کیسے

؟؟لائبہ اب بھی حیران تھی اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کیسے پوچھے۔۔۔ولید بولا لمبی کہانی ہے خیر اپ کو شارٹ کر کے سناتا ہوں شہریار کا پچھلے پانچ سالوں سے ایک ہی پسندیدہ مشغلہ ہے مجھے شادی کے لیے کنونس کرنا جب میں نہیں مانا تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ایک بچہ اڈاپٹ کر لوں تاکہ کوئی تو میرے بڑھاپے کا سہارا بن سکے کہتے وہ مسکرایا اور بولا۔۔۔ساتھ ہی شہری نے مجھے ایک اور مشورہ بھی دیا کہ اب اس بچے کو سنبھالنے کے لیے مجھے کسی کیئر ٹیکر کی ضرورت بھی ہو گی ظاہر سی بات ہے کسی چھوٹے بچے کو ہی اڈاپٹ کیا جا سکتا ہے۔۔۔اور پھر اسے سنبھالنے کے لیے بھی کسی ایا کی ضرورت تو ہونی تھی۔۔۔اور کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا گھر میں رہنا معیوب لگتا ہے۔۔۔

میرے ان تمام مسائل کا حل نکالتے شہریار میرا رشتے لے کر اپ کی امی کے پاس پہنچ گیا۔۔۔کہ لائبہ اسے دیکھتے کچھ صدمے سے نا چاہتے ہوئے بھی خفا سی بولی یعنی اپ حاشر کو اڈاپٹ کرتے مجھے اس کی ایا بنا کر یہاں لائے ہیں۔۔۔نہیں نہیں کہتے ولید بے اختیار ہنسا تھا اور پھر لائبہ کا ہاتھ تھامتے بولا اپ کو بیوی اور حاشر کو بیٹا بنا کر لایا ہوں یہ سب تو پہلے کی باتیں ہیں۔۔۔ہم بہترین ہمسفر نہ صحیح

اچھے دوست اور حاشر کے اچھے ماں باپ بن کر تو زندگی گزار سکتے ہیں نا۔۔ کہ لائبہ بھی اس کی انکھوں میں دیتے مسکراتے ہوئے بولی انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا۔۔

بابا یہ سارے بوائز ہیں ؟؟ کوئی گلر نہیں کچھ افسوس سے کہتے جنت دارم کی گود میں چڑھی تھی۔۔۔ سامنے سب لڑکوں کو فٹبال کھیلتا دیکھ کر۔۔۔ کہ دارم اپنے ساتھ بیٹھے وہاب کو دیکھتے مدھم اواز میں جنت سے بولا۔۔۔ یہ چاچو اور وہ خالہ سے کہو جنت کو ایک پیاری سی بے بی ڈول لا دیں۔۔ پرنسسز اس کے علاوہ بابا اپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔۔۔ کہ جنت فوری اونچی اواز میں وہاب کو دیکھتے بولی چوچو بے بی ڈول لا دو۔۔۔ جنت کے یوں سب کے سامنے کیے جانے والے اس مطالبے پر وہاب نے دارم کو گھورا اور مسکراتے ہوئے بولا وہ دیکھو خالو بیٹھی ہیں انہیں کہو۔۔۔ جنت دارم کی گود سے اترتے ایت کی طرف بھاگتے اسکی گود میں چڑھتے بولی خالو بے بی ڈول لا دو میں نے کھیلنا ہے۔۔۔ جنت کی اس فرمائش پر ایت کا چہرہ سرخ گلاب ہوا۔۔۔ اور بولی او کے بے بی ڈول اپ دعا کرو نا پھر

اپ جیسی پیاری سی گڑیا اللہ اپ کی خالہ کو بھی دے دے۔۔۔اوکے کہتے جنت مسکرائی تھی۔۔۔کہ سکینہ بی بی بولی ہاں بھئی اب اس گھر میں بیٹی انی چاہیے ایت سب نے بیٹوں کی لائن لگادی ہے۔۔۔جی دادی سائیں میں ابھی ائی کہتے وہ اٹھتے اندر بھاگ گئی۔۔۔کہ زمان وہاب کو دیکھ کے بولا وہاب بیٹی ائے گی نا؟؟جی لالا کہتے وہاب بھی اٹھتے بولا میں ذرا ابھی اتا ہوں کہتے باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ پیچھے سب کے ہنسنے کی اوازیں وہ دونوں سن رہے تھے۔۔۔ہنسی مذاق چھیڑ چھاڑ بچوں کا شور کتنا مکمل منظر تھا سب خوش تھے اور ایک ساتھ تھے۔۔۔سیال خان نے ایک نظر اپنے خاندان پر ڈالتے اسمان کی طرف دیکھتے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا تھا جس نے انہیں بہترین زندگی کا نوازا تھا۔۔۔۔

یہ کہانی تھی بے وفائی سے وفا تک کی۔۔۔کسی کے بے انتہا عشق کی۔۔لاحاصل سے حاصل تک کے سفر کی۔۔۔ایک باپ کی قربانیوں کی ۔۔۔کسی ماں کی کامیاب تربیت کی۔۔۔کہیں ظلم و غلامی کے اصولوں کو توڑ کر

محبت کے رواجوں کو قائم کرنے کی۔۔۔رشتوں کو بنانے سے لے کرانہیں نبھانے تک کی۔۔۔

ایک بے گناہ معصوم لڑکی کے سزا کاٹنے کی۔۔۔ایک اوارہ مزاج مرد کے دل پر حکمرانی کی۔۔۔رب سے جڑ جانے کی۔۔۔بے بسی سے جھو نجھتے ان چاہے رشتوں کو نبھانے کی۔۔۔

دوستی میں ہر حد پار کرتے وعدوں کو نبھانے کی۔۔۔ایک دوسرے پر اعتبار کی۔۔۔اذیت کے ان چند لمحات کی جہاں جسم سے جان نکلتی محسوس ہو۔۔۔ ماں باپ کے بے لوث پیار کی۔۔۔غم کے عروج پر پہنچ جانے کی۔۔۔رب پر توکل اور بھروسے کی۔۔۔شکر کی۔۔۔۔

ختم شدہ

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM ZNZ.LIFE

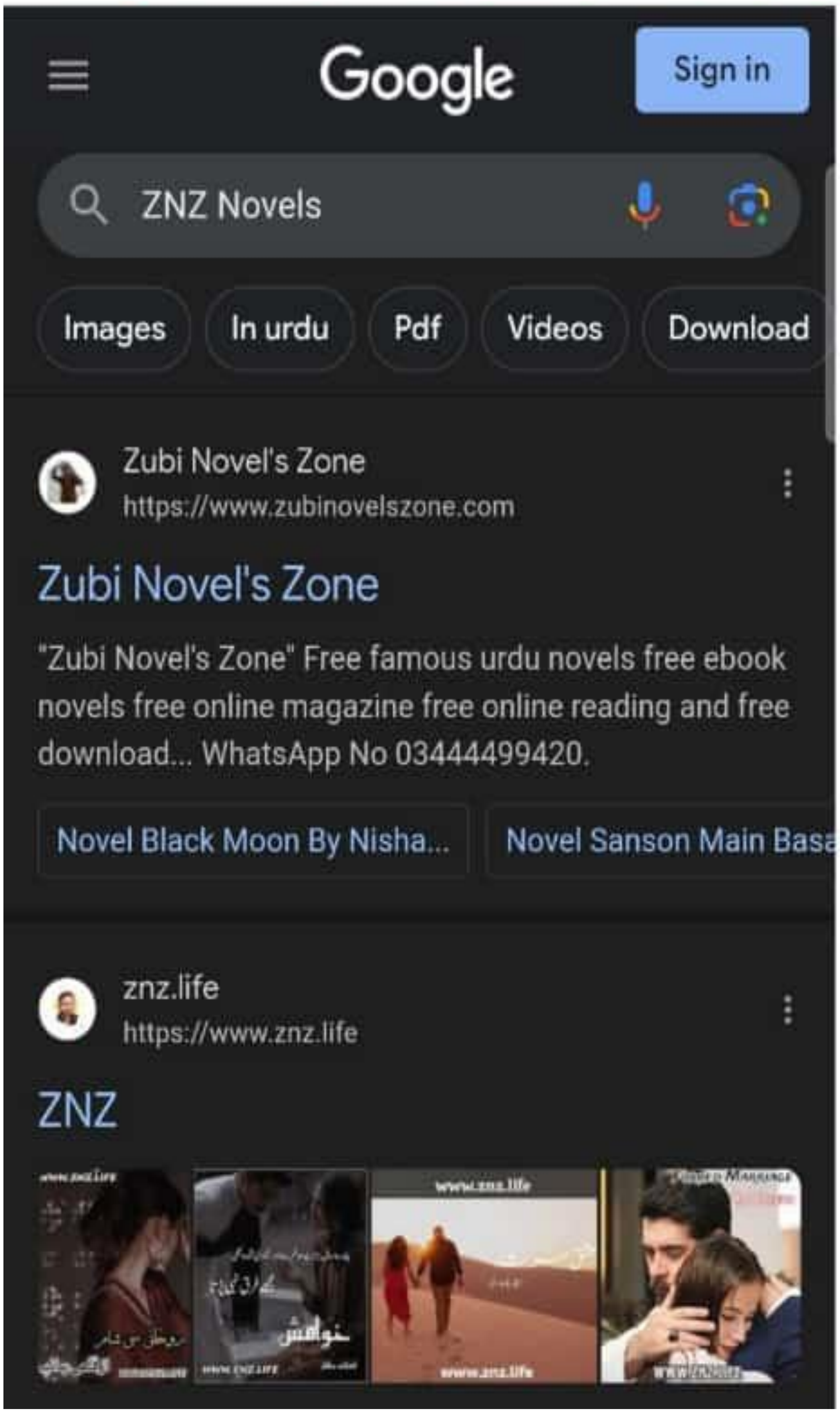

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کرکے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کرکے پڑھ لیں
مزید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

Zubi Novels Zone

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now